بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل خونہ سحر بابل فلک سخن خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال شیریں نثار رنگین مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین [illegible] متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی چھپا

[illegible] ہے لہذا حق تصنیف [illegible] نولکشور [illegible]

منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انمیں قصہ جات نظم و نثر اردو درج کیے جاتے ہیں تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اسی درجہ او مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قصہ جات نظم		بالا باختر	عہ
الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت		ایرج نامہ جلد اول	عہ
ہوتی ہیں - از منشی طوطا رام شایان - کامل	[illegible]	" جلد دوم	عہ
ایضاً جلد اول - از منشی طوطا رام شایان	۱۲/	طلسم ہوشربا جلد اول	عہ
ایضاً - جلد دوم "	۱۰/	" جلد دوم	عہ
ایضاً - جلد سوم " ۱۵	۶/	" جلد سوم	عہ
ایضاً - جلد چہارم - از منشی شادی لال	سوا روپیہ	" جلد چہارم	[illegible]
قصہ جات نثر		" جلد پنجم کا حصہ اول	[illegible]
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابو الفضل		" حصہ دوم	[illegible]
فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت میں تصنیف کیا		" جلد ششم	[illegible]
اور آٹھ دفتروں میں ہے اور اسکے ناموں کی		" جلد ہفتم	[illegible]
تصریح حسب مندرجہ ذیل ہے		بقیہ طلسم ہوشربا حصہ اول	[illegible]
نوشیروان نامہ جلد اول	عہ روپیہ	" حصہ دوم	عہ
" جلد دوم	عہ	صندلی نامہ دفتر ششم	عہ روپیہ
ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	[illegible]	تورج نامہ جلد اول - دفتر ہفتم	[illegible]
ہشتوالان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	[illegible]	" جلد دوم	[illegible]
کوچک باختر	عہ	طلسم فتنہ نور افشاں جلد اول دوم سوم کامل	[illegible]

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طلسم فتنہ نور افشاں - جلد اول	سے ر	۵ - جلد مطلع الانوار	سے ر پا
" جلد دوم	سے ۸/	۶ - جلد خزینۃ الاسرار	صہ ر پا
" جلد سوم	للعہ ر	۷ - جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر پا
اصل نامہ - جلد اول دفتر ہشتم	عہ سہ/	۸ - جلد مشرق الانوار ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر
ایضاً جلد دوم	عہ ۱۲/	۹ - جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ	سے ۸/
طلسم ہفت پیکر - جلد اول	عہ ر پا ۸/	داستان امیر حمزہ بالتصویر - ہر چہار دفتر	
" جلد دوم	۱۲/	مسلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبد اللہ د	
" جلد سوم	سے پا	نظر ثانی مولوی تصدق حسین	عہ ر
طلسم نوخیز جمشیدی - جلد اول	عہ ر پا ۸/	الف لیلہ بالتصویر - دو کالم میں مشہور افسانہ	
" جلد دوم	عہ ر پا ۸/	ایک ہزار و ایک رات کا عربی میں تھا اسکا	
" جلد سوم	ع ر پا	ترجمہ اردو میں بعبارت دلچسپ مرغوب عالم	
طلسم خیال سکندری - جلد اول	ع ر	منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایاں	
" جلد دوم	عہ ۱۴/	مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	
" جلد سوم	عہ ۶/	خان صاحب متخلص بہ حامد سے تصانیف طبع ہوا	عہ ر
طلسم زعفران زار - جلد اول	عہ ۱۲/	فسانہ عجائب جلی قلم بالتصویر - عبارت	
" جلد دوم	عہ ۸/	رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور	۹/
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل		الف لیلہ بالتصویر کامل - ہر چہار جلد	
مصنفہ محمد تقی خان خیال دہلوی		تالیف ترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۱۳/
۱ - جلد مہدی نامہ	للعہ پا	قصہ سند باد جہازی - ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۱۲/
۲ - جلد - روضۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ پا	۱۴ روپیہ کا جادو اردو -	۱۲ ر پا
۳ - جلد - ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	سے ۱۴/	جادو تسخیر - قصہ دلچسپ از نواب حیدر علی خان	عہ ۱۴/
۴ - جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	للعہ ر	فسانہ عجائب جلی قلم بالتصویر - کاغذ سفید	۹ ر پا

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ		فسانۂ دلپذیر۔ مصنفہ منشی احمد علی خان
سرور مرحوم	۲ر	ناٹک دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم و بزم
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳ر	دونوں عمدہ۔
سروش سخن با تصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب		فسانۂ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین
از سید فخر الدین حسین مودودی	۵ر۳ آ	قصۂ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ تخلص قیس
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴ر۳ آ	فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر
طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی		فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عیش عرف
جعفر علی تخلص شیون	۵ر	اچھے صاحب
باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش		قصۂ زاہد شمسی مصنفہ شیخ برہان الدین
با تصویر۔	۳ر	سنگھاسن بتیسی
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳ر	ناٹک نل دمنتی۔ مولفہ منشی بنایک پرشاد
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب		قصۂ سوتی دینولہ
از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹ر	بیتال پچیسی با تصویر۔ قصۂ مشہور
آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی با تصویر		گل بکاولی۔ از منشی نہال چند
از سید حیدر بخش	۲ر۶ آ	طوطا کہانی با تصویر۔ مصنفہ سید حیدر بخش
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵ر	متخلص بہ حیدری
مقبول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود از		قصۂ گل صنوبر۔ از منشی نیم چند
حافظ امیر الدین۔	۱ر۶ آ	ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ مترجمہ مسٹر
نو طرز مرصع۔ از محمد عوض	۱ر۶ آ	ہنری فانسوم صاحب
بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ		لورتن۔ قصۂ مشہور از نخشب صاحب
فقیر محمد خان	عہ	قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور
سیر ابیا باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور	۳ر۶ آ	سیر مقبول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U4456

ماں تیکو ماں باپ سے زیادہ فرماتا ہی سب پر پروردگار مہربان ہی جس کام کو جو کوئی کرتا ہی بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہی اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے نگاہ پھیر لے تو انسان کھٹ کھٹ کر مر سکے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس و ناکس کا وہ نگہبان ہی اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی صفت رب اکبر کا مدح تمام دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی۔

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف با انصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جسنے قوم عرب کو کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابوجہل کہ جہل مرکب تھا حسب مقدار حضرت نے سمجھایا و سمجھایا اُسی قدر کفر اُسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا شامت نے پر چشم رسول کے مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ سمجھا حضرت کی نگاہ بچا کر پہاڑ پر چڑھ کر آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اُس سنگدل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ او محمد اب تجکو ایک پتھر کے نیچے دب جاؤگے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوئے دیکھا بنرم زبانی آواز دی کہ او پتھر تجکو اُس صانع نے بنایا کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہی مجکو محفوظ رکھ وہ پتھر ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابوجہل کے آیا آواز دی ابوجہل کہ کب میں تیرے اوپر گروں پیغمبر آخر الزمان تو دوں ابوجہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمد بچا حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر ابوجہل سے الگ گرا وہ خانہ کعبہ میں آکر کہنے لگا یا محمد میں کامل و اکمل ایسا ساحر ہوں کہ میں نے پتھر اُسپر پھینکا وہ پتھر الٹا مجپر آیا معجزا آنحضرت گنتی سے باہر ہیں پروردگار نے انکے اوصاف حمیدہ سے ظاہر ہی کم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق نہیں ہی کہ انکے اوصاف بیان کریں درود نا محدود انکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا ہی کافی ہی کہ تعریف و ثنا میں یکتا و کامل ہیں حبیب خدا سے عادل ہیں

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو عنتر شیر یزدان داور کشندہ در خیبر فتح [illegible]

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضی پردہ دنیا میں نہوتی

جناب سیدہ کی شادی کس سے قرار پائی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرتؐ نے بکراہت منھ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یار وہ دختر پیغمبرؐ ہی ہر امر اُسکا موقوف بحکم ربّ داور ہی ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ و مرحلہ پیماے منہاج قاب قوسین او ادنےٰ حبیب ربّ العزت یعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام نبی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی کہ نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمایئے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ علیؑ مرتضیٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ اے ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہی ملک نے عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہی اس حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہی کہ ملک نے حضرت رسول خدا کے سامنے بزبان حال کہا قطعہ

شب کہ پیمبر علم تو باخبر لینا
در شب جمعہ باصحابہ بویا اگر
زہرہ در خانۂ ہر کس کہ ز برج خود بیا
صاحبش مشتری و زہرہ زہرا گردد

مراد یہ ہی کہ شب جمعہ کو ستارہ زہرہ آسمان سے اُتریگا جسکے کوٹھے پر آ کے اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا علیہا السلام کی ہوگی۔ رباعی

اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست
گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کی دانم
الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

یہ چند اشعار ذات بابرکات پر مناسب و انسب ہیں۔ قصیدہ

قبل خلقت ہی بنا سے تیر شان بوترابؑ
خاک آدم ہی غبار آستان بوترابؑ

لامکان سے کیون نہ برتر ہو مکان بوترابؑ
دوش ختم المرسلین ہی نردبان بوترابؑ

کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سنے
اب تلک آتی ہی آواز اذان بوترابؑ

اب تلک جو بات آئی دفتر وہ ہوگئی
ہی زبان خامۂ قدرت زبان بوترابؑ

اسکے لاغر جسم کو مشق ریاضت سے کیا
پوست باقی رہگیا یا استخوان بوترابؑ

دو جہان کا کر دیا مختار خالق نے انھین
کر لیا سو طرح جب امتحان بوترابؑ

سال بھر میں تیس دن ہے خالق مہماں خدا
کوئی شئی گھر میں نہیں ہے دزد لیجا یگا کیا
کیوں نہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے
پوست کندہ عظمت کسا عظمی سے یہ ظاہر ہوا
کوئی نعمت تھی سوا ئے جو نہ مولا کی غذا
فرش پر ہر چند ہے وہ صاحب سیف و قلم
واقف سلونی واقف امر خفی
ایک ہیں باقی فقط ہے پردہ پیغمبری
دیکھکر سبطین کو طفلی میں کہتے تھے ملک
مرتبہ کیا کوئی جانے شبرؑ و شبیرؑ کا
یہ غزل مٹی سے لکھدینا کفن پر بعد مرگ
لوح کی کشتی ہو یا تخت سلیماں ہوا سخیر

بعد ازیں گیارہ مہینے مہماں بوترابؑ
پانوں کو پھیلا کے سوئے پاسباں بوترابؑ
مدح خوان احمدؐ خدا ہے قدرداں بوترابؑ
استخوان مصطفےٰ ہیں استخواں بوترابؑ
سنگ سوزاں پر ہوا سہل امتحاں بوترابؑ
عرش اعلیٰ ہے سریر عز و شاں بوترابؑ
ہیں ہمیں واقف راز نہاں بوترابؑ
درمیان مصطفےٰ و درمیاں بوترابؑ
ہیں یہ دونوں طفل فخر خانداں بوترابؑ
ایک جان فاطمہؑ ہے ایک جان بوترابؑ
پاس کچھ تو ہو قیامت میں نشاں بوترابؑ
ہیں یہ دونوں زینہ ہاے نردباں بوترابؑ

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہے کہ انکی اولاد اولاد رسول مختار کہلاتی جتنے فاطمی ہیں سادات بزرگ کہلاتے ہیں ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم میں سادات موجود ہیں یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہیں ہوا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نورالدہر و ایرج کا طرف صحرائے گرداب نشان کے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن میں ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز
کہ ہے آج بزم مسرت فزا
کہ پیر مغاں کا ہے عزم گریز
تو باقی ہے شیشہ کی صورت صدا
مرے ساقی خوش ادا مہ لقا
کہ ہے جمع ساقی با رسا

ہر اک جام ہے جام جمشید کا
کہ جسپر غرور آسماں کو ہوا
قد او نہال گلستان حسن
ہر اک رند میکش کو پھر کیسے ہوگی
قمر وصف عارض سے حیران تھا
بڑھاتے ہیں سب جنگ پر پھر قدم
ملے رند میکش کو ہمکا مزا
رخش ماہ اوج جلالت نشاں
زہے شوکت سرو بستان حسن
جو دیکھا جلال اس مہ نور کا
زہے حسن ساقی مے نوش کا
ہیں اک جام کا تجھسے طالب ہوا
لبش عیسی درد بیچارگاں
اداسے جو ساقی کی آمد ہوئی
سماں پھر گیا آنکھ میں طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت و جلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہیں۔ شعر۔ مرصع خیال سخن آفریں + سخن را بکرسی نشاندا این چنیں + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران خوش سیر دربار میں رونق افروز ہیں ذکر ہو رہے ہیں امیر فرماتے ہیں کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤں تو میں جلکے اُسے قتل کروں غرضکہ ایک تاجر حاضر ہے کچھ زمین خود لایا ہے سامنے امیر کے وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھکر کئی لاکھ روپیہ کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیا۔ تاجر یہ فیض و سخا دیکھکر مبہوت ہو گیا دل میں سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہے مہینوں میں روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہیں کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یوں فوراً ملگیا بیحد و بیپایان صاحبقران کی تعریفیں کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجھکو ایک دفعہ پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگوں کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا خوشی میں گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیوں اے تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہے عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہوں کے دربار میں گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہیں جو خزانہ وغیرہ لیا جاتا ہے مہینوں میں روپیہ پایا جاتا ہے حضور کے یہاں نہ صرف خزانہ جیسے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار میں گیا تھا یا وہاں یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہاں آنسے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

عرض کی یہاں سے چالیس منزل پر صحرا ہے کیمیا ہے اُس میں سترہ لاکھ فوج ہے۔ یا دریا کی موج
ساحر بھی ہزاروں ساتھ ہیں ایک ایک انصاف پسند تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہیں اُس لشکر میں دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہیں کرتے آنکھ نہیں چراتے دزد
حنا کے سر دست ہاتھ باندھے جاتے ہیں افسر کا لقب ستم پیشہ ہیں کہ حضور کی صورت سے
بہت ملتے ہیں چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر میں گئی بیٹھ رہا کئی لاکھ روپے کا مال
ہوا اسیطرح روپیہ اُنھوں نے بھی دیا جب تلک اُنکے لشکر میں رہا دونوں وقت خوان کھانے
کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر میں آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے
فرزند دلبند ہیں اب کس حال میں ہیں تاجر نے بیان کیا کہ شاہی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ
کیا ہے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحرا
باد انگیز کا قصد ہے وہاں سے لوح طلسم کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سنکر خوش ہو
فرمایا کہ حقیقت میں وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا پھر خواجہ کا بھی حال سنا تاجر نے
عرض کی خواجہ عمرو برق ہمراہ لشکر میں ہیں دو صحرا ہمارا کی کے فتح کیے کہ جادوگرنیوں کا
مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے کس ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلوں میں
قدم رکھے اُن دونوں جنگلوں کو اُستاد و شاگرد نے فتح کیا اگر قید ہو گئے تھے ایک
ساحرہ اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچی تھی وقت پر جا کے رستم پہنچے اُنکے ساتھ کے ساحروں نے
خون کے دریا بہا دیئے اب صحرا سے باد انگیز کا قصد ہے امیر نے لاکھ روپے کا موتیوں کا مالا گلے
سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ ری تاجر تو نے وہ خوشخبری سنائی کہ روح کو راحت قلب
کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفہ یادگار تجھے دیتے ہیں ہم بھی پا بسر راہ ہیں ورنہ تیری اور خدمت
کرتے دست تہی تجھے نہ دیتے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس ہزار روپے
لاکر تاجر کو دیئے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپے لاکر تاجر کو دیئے
تمام بہت جلیوں نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہے کوئی ضرور پوچھتا ہے کہ چھوٹے کو اچھا
کہ دست جلیوں کی تیغ میں یہ قوت ہو کہ جہاں جاتے ہیں خون کے دریا بہاتے ہیں
اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار میں حاضر تھے ملک سے کہا کہ آج اُسوقت الاختلاط کریں

کہ ہستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچہ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر
کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحراے گرداب نشان کے جائینگے جو صحراے گرداب نشان
فتح کریگا سنے گویا عجائب و غرائب ہفت پیکر مٹا لے صحراے گرداب نشان مین خزانہ
ہفت پیکر رہتا ہی اُس خزانے مین بڑے بڑے تحفہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری
منگواکر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمائیے کہ صحراے گرداب نشان کس مقام پر
ہی خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہی سمت مشرق ایرج یہ سنکر
چپ ہو رہے تاجر کو امیر با توقیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتہ مین طرف صحراے
گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ مین
آئے کہا کہ ای شاپور دادا جان نے اُس طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا ہی کہ انسان کی مجال
نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست جیبون کا یہی طریقہ ہی کہ جس ویرانے مین رہتے
وہ ویرانہ آباد ہو رہا اور اُن کی دل شاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور
تو ساحر بھی بیچ ہین مین جا کر صحراے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو
شاپور نے اُسی وقت گرد بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ
ہو لیا اُسی شب پہرہ دو تارے مین طرف مشرق کے چلے قضاے کار شبرنگ بن عمرو عیار
عیار نور الدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوے دیکھا اُسی وقت
بھاگا ہوا خدمت نور الدہر مین آیا آکے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجرزادہ طرف
صحراے گرداب نشان کے گیا نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ سمند ہوا پوش
تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جس طرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی
چلین ورنہ یہ تاجرزادہ ایسا بلبلا اُٹھیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شبرنگ
نے اسپ ہوا پوش تیار کیا نور الدہر سوار ہوے طلہاس پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یہ دل و جان
سے شاہزادے پر عاشق ہی عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہی گھبرا کے اُٹھ بیٹھا
آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ ای آقا سے امداد غلام قدیم کو ساتھ
لیجیے گا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طلہاس ننگے سر ننگے پاؤن دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادہ

ٹھہر گیا طہماس نے آکر کاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو ساتھ لیجیے نورالدہر ٹھہر گئے طہماس نے اسی وقت گھوڑا تیار کیا نورالدہر کے ساتھ ہو اول حال ایرج تحریر کرتا ہوں کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتے ہیں اگر کوئی مقام معقول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتیں گذریں کہ پشت مرکب سے زمین پر نہیں آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہاے آب بھی جوش مار رہے ہیں درختوں پر طائر زمزمہ سرائی میں مصروف ہیں ایرج گھوڑے سے اُتر پڑے صحرا میں ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور لے چھاگل نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درۂ کوہ تھا اُسمیں سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اس پٹھے کو توڑ کر اس پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اُسکو بہ قربانی پہونچاؤں دوڑ شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھیں بحسرت گردش کرتی ہیں کہ اُسنے منہ کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا کہ شیر دل گر کر بیہوش ہوا پاؤں زمین پر رگڑنے لگا شاپور رہا ہے آقا کہکر دوڑا آہو پاؤں زمین پر رگڑنے لگا پاؤں سے اسکے غبار بلند ہوا غبار سے شاہزادہ پوشیدہ ہو گیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو ہے نہ وہاں پر ایرج نوجوان ہیں شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صداے ہیبتناک کان میں آئی کہ او عیار مکار اپنی جان کو غنیمت جان بھاگ یہاں سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سنکر کانپ گیا ایک جانب بھاگا ایک غار میں جاکر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہے اور آواز گانے کی آتی ہے شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا کہ کھائی پہ پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی غزل گا رہی ہے مگر لٹھیا ہاتھ میں لیے بیٹھی ہے تو شاپور [illegible] کوہ طے کر کے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے دور رہ ادھر نہ آ ورنہ بلا میں مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آکے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہا نانی اماں آپ نے غلام کو نہیں پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے میں کیا جانوں کہ تو کون ہے شکل سے تو شاطر لگتا ہے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے شاپور نے کہا کہ نانی اماں آپ بھول گئیں جب میں ماں

میری مرگئی مین روتا تھا آپ سے مجکو ملا مین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی انھون نے اپنے گھر کا مالک کر دیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو اماں کا نام سنکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے اسقدر روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے ان لڑکون کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپئے نکالکر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ اے فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ سب عزیز و اقارب جمع ہون چاند سی دلھن بیاہ کے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہکے شاپور نے ایک بقچہ کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبا عقیق سرخ کی نکالی ہشت پہل کہا نانی اماں اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بیٹا مین دیکھا کرونگی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہے کہا بیٹا مین دیکھ کے اسکو بند کردونگی یہ کہکے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھل بیہوشی اڑی بڑھیا چھینک مار کر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اتارے اسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے صورت بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالا سے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ نازنین مسند پر بیٹھی ہو کر کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہے آپ کو بار بار اپنے تئین ہم سے بہت گھبراتی ہین ٹھنڈی سانس کھینچ کر اس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر سر مو سے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کرسکون اصل مین یہ کیفیت ہے۔ نظم

خانۂ دل مین ہر اک جانب اسی کا نور ہے
میرے گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ طور ہے

دل دکھانے پر کسی کے خلق کیون مغرور ہے
نالۂ سوز ضعیفان اسکو نفخ صور ہے

بس مروت بھی گناہون کے سبب پہونچا نہین
کوے جانان جنت الماوی ہے جانان حور ہے

شوق میخواری نے بھٹی مین گرایا ہے مجھے
چھوڑ دو لا آکہ بدن پہ دانۂ انگور ہے

رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال
یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کافور ہے

عارضِ جاناں پہ تل ہی یا کلف ہی ماہ مین
ہی شفق مین زہرہ یا ماتھے پہ یہ سیندور ہی
بھیک بھی مانگی تو پھر بیٹھا اہلِ دول
مجھ گدا کے ہاتھ مین جامِ سرِ مغفور ہی
تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا
عید کا دن بھی نگاہون مین شبِ دیجور ہی
ہوگیا مین دیکھ اور شبہات عارضی پر آئینہ و مشتری
مہرِ تاباں پاس ہی ہی ماہِ درخشاں دور ہی
وسعت ابدی ہی بغل مین شرم و سینہ پاس ہی
نور پاتے سنگِ اسود جو ہو وہ سنگِ طور ہی
خط کے آتے ہی ملا مجکو نہ زلفون کا پتا
سچ تو ہی ہاں سبزہ اکثر شہا سے دور ہی
کوچہ گردی مشہورون کے عشق مین چھوڑا انھین
غیر یہ عشق حقیقی سے نہایت دور ہی

فوراً مین ان شعرون کو سنکر رونے لگین ایک نے کہا کہ واری آپکے طرزِ کلام سے عشق ٹپکتا ہی وہ کون ظالم ہی کہا کہ صاحبو کیا کہون فرقت سے جاودو آتی ہی اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہی اتنا جو شاپور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر مجلس مین آیا سب کے سامنے مجرا کرنے لگا کہا بوڑھا ایسا مردوا میری نگاہ سے نہین گذرا اقرار ہی نہین کرتا ذرا واللہ کیا آسیب کی صحبت مین پڑا ہی پیٹ کر اُس جادوگرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو پھر کہا کہ کتاب نکالی پڑھنے لگی اُسمین یہ لکھا تھا کہ اے ساکنانِ طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلان سال مین طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر طرح سے مارا جائیگا اور عجیب طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کریگا چھوٹے بڑے بھاگ کر ساحرون کے پیچھے پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے پادشاہ کی دختر غرائب ابریزج نوجوان پہ عاشق ہوگی اور عاشق ہو کر اُس جوان کا ساتھ دے کے اُسکے ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہی کسکی مجال ہی کہ اس کتاب مین دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا۔ ابریزج نوجوان یعنی طلسم کشا کا میری حوالی مین آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمالِ بیمثال پر عاشق ہوئی وہ دل سے انکار کرتا ہی شاپور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ اری ملکہ عالم ذرا اُس جوان کو تسخیر کیا چاہئے کون ایسا کہ ظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپکو دل سے پسند کریگا ذرا بلوا کر ہمکو دکھائیے ہم دو باتین اُس سے کرین دیکھین کیونکر نہین مانتا صاحب خانہ

کہا کہ ای فرتوت دن بھر تونے بھی سمجھایا میں نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہیں ڈرتا
ہر مرتبہ یہی کہتا ہے مجھے قتل کر ڈال میں مجبور ہو گئی اب میں نے اس سختی سے قید کیا ہے کہ مثل
ماہی بے آب تڑپ رہا ہے اب تم کیا سمجھاؤ گی شاپور نے کہا کہ اے ملکۂ عالم دن کو آپ نے
کپڑے دہ ہلکے تھے اسوقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہیں اسوقت بلوائیے کہ کنیز آپس سے باتیں کرے
یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اٹھ کھڑی ہوئی کہا بڑی ہمشیرہ
آئی ہیں کمیت شعلہ خیز کو ابر پھٹا دیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو میں
ایک جوان حسین بسلاسل تخت پر پڑا ہے مگر زنجیر ہلا رہا ہے چاہتا ہے کہ قید توڑ ڈالوں زنجیر چھین
لوٹتی کمیت آ کر اتری کہا بوا توسن تمہاری حوالی میں بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری سرحد
میں یہ جوان آ کر پہونچا میں کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نکلا اسکو
دیکھکر عاشق ہوئی اسکو اٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہیں مانتا آخر میں نے قید کیا بوا
توسن تمہاری حوالی میں بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئیں توسن رونے لگی کہا بوا آج دن بھر
جلتے ہوئے گذرا میں نے بھی اسکو قید کیا ہے اب آتا ہے تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہے
بالکل یہی باتیں ہیں غصہ انتہا کا ہے شاپور نے نورالدہر کو پہچانا اشاروں سے باتیں کرنے لگا
کہتا ہے کہ اے شہریار قبلہ و کعبہ لئے اگر آپ لوگوں کو سمجھایا کہ ساحرہ سے جرأت کو نہ ظاہر کیجئے
جسطرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہیں مانتے نورالدہر نے شاپور کو پہچان کر منہ پھیر لیا
کہ جھنجھنانے کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر میں غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہوئے
چلے آتے ہیں نورالدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ بوا کمیت دیکھتی ہو
کسقدر جرأت کا ناز ہے یہ نہیں جانتے کہ سحر کے آگے زور نہیں چلتا اے فرتوت اس جوان کو
سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجئے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونوں بہنیں مل کر بیٹھیں پھر دور
شراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزوں نے بٹھایا ایرج نورالدہر کو گھور
رہے ہیں نورالدہر بھی تنے ہوئے بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے کمیت شعلہ خیز تو مجھ کو
قتل کیوں نہیں کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرتوت جست کر کے بیچ میں آئی مٹکنے تھرکنے
لگی بایاں کھینچا اور سرود بجا ٹھیکہ بجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

روا ہے کیسے دین مین یہ طریقہ کس مسلمان کا
اکیلے چھوڑتا ہون خاک و خون مین قید بیجان کا
پریزادون کا کوچہ ہے تعجب کچھ نہین سمجھین
ملے کشکول یان گر افسر شاہ سلیمان کا
جوانی مین اُسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے
لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
مری ہر سطر دل پر ہے لکھا مضمون بیتابی
طناب آہ رشتہ ہے ان اوراق پریشان کا
وہ غیرون سے گلے ملتا ہے کیا حق نے بنایا ہے
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا
یہ وقت بیخودی مجھسے جو اسکا چھٹ گیا دامن
وہین دست جنون دشمن ہوا میرے گریبان کا
عالم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی
قمر مالکا ہے تو ہی اندلون کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہا کہ اے فرتوت آج تو نے جوانون کے دانت کھٹے کر دیے شاپور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نوجوانون کو راضی کرون توسن نے کہا اے کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر ہے فرماتے ہین تمہین تمہین لکھا ہے کہ عزیز داران طلسم کشا کی مددگار ہونگی یہ کہکے توسن سامنے ایرج کے آئی کہا کہ اے نبیرۂ طلسم کشا مین تمہارے ساتھ ہون راستہ گرداب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اُٹھکر یہی نورالدہر سے کہا دونون نے اطاعت کی دونون قید سے رہا ہوے مسند پر لاکے ایرج و نورالدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ نورالدہر کے ساتھ نسب فدائی ہوگا وہ آج کہان ہے نورالدہر نے کہا کہ وہ شیر بیشۂ جرأت کبھی آتا ہوگا شمشیر زنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر پہونچی طہماس کو ڈالدیا اور کہا صاحبو تم سب خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے کہا کہ اے شمشیر جوہر بار تو نے اس جوان کو کہان پایا کہا کہ صحرائے گل اندام مین یہ بیتاب ہوکر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے خیال مین آیا کہ وہ غرائب پر چلون شاپور نے کہا کہ اے شمشیر جوہر بار ان دونون صاحبون نے ان دونون شیرون کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرینگے شمشیر جوہر بار نے آواز دی کہ اے فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے پیشتر طہماس نے کہا کہ اے شمشیر جوہر بار مین جان و دل سے تیری خدمتگذاری کو حاضر ہون

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے
پہلو میں ایرج کمیت کے پہلو میں نور الدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے ناچ گانا
ہونے لگا دور شراب چلے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو یکا یک
ایک آندھی سیاہ اٹھی سب جادوگرنیاں کانپنے لگیں کمیت و توسن و شمشیر تینوں
اپنے مقام سے اٹھیں دستکیں دیتی ہیں چاہتی ہیں کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف
نہیں ہوتی آندھی نے اس قدر زور پکڑا کہ کنیزیں مثل پر کاہ اڑی جاتی ہیں آندھی میں سے
تین پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ کمر میں توسن کی اور ایک کمر میں کمیت کی اور ایک کمر میں
شمشیر کی پڑا اور ایک صدا ہیبتناک آئی کہ او نالائقو تمنے اطاعت مسلمانان کی تم کو
قدرت جہنم میں پھینکیں گے نور الدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھیں گر اٹھ
نہ سکے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاؤں زمین نے اسکے بھی پاؤں تھام لیے
تھوڑے عرصے میں آندھی دفع ہوئی تینوں جادوگرنیاں غائب ہوگئیں آخر میں دیکھا کہ
تینوں کے گلے میں زنجیر بندھی ہوئی ہے لٹکتی ہوئی جاتی ہیں اور کنیزیں اڑکر زیر کوہ گریں
پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں ایرج و نور الدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اتر کے آگے
نور الدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالا مگر نور الدہر و طہماس
کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ ایستادہ ہے کہ قبہ بارگاہ کا
فلک سے ہمسری کر رہا ہے گرد خیمے کے ہزاروں جادوگر اترے ہوئے ہیں جادوگروں نے
جو نور الدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر پکارا کہ اے شخص رک جا دو عزیز دار گستاخ
آتا ہے اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کرو سب جادوگر لپکا لپکی طرف نور الدہر کے
چلے نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا پڑے
خنجر زنگ بھی اپنے آقا کی تلاش میں اسی صحرا میں سرگرداں پھر رہا تھا اپنے آقا کے لڑنے
کی صدا سنکر آ پڑا حقۂ آتشبازی مارا کئی سو جادوگروں کے منھ جلے طہماس نے ساطور
ہلایا کئی سو کے سر اڑ گئے نور الدہر نے کئی سو جادوگروں کو تیغہ خارا شگاف سے مارا کہ
کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک ساحر سیہ فام گرز ہاتھ میں فولادی لیے ہوئے نکلا پکارا کہ او دزد

کہ او نبیرۂ حمزہ کیون قضا کا طالب ہو اگر گولہ مارونگا مع گھوڑے اُڑ جاؤ گے یہ کب جواب دیتے ہین اسی طرح گرم جنگ رہے طہماس ساطور ہلا رہے ہین بیچ مین فوج ساحران کے جا پہنچے وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی منع کرو اسی مین خیر ہے ورنہ سحر کرونگا کہ زمین ہل جائیگی اگر اشارہ کرون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹو منہم خورشید بلاخیز ایسا نہو کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند کہ یہ چیختا لیکن یہ شمشیر بکف صاحبقران کب سنتے ہین ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہے جب آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ مین تھا وہ پھینک مارا گولا آکر پھٹا نور الدہر کا مرکب بدلگامی کرنے لگا طہماس کو گینڈا لیے ہوئے دوڑا دوڑا پھرتا ہے چاہتا ہے کہ گرا دون طہماس جب پیری جاتا ہے گینڈے کی پسلیان کڑکتی ہین مگر رکتا نہین کہ سامنے سے گرد اُڑی ایرج بھی آکر پہونچے دیکھا کہ نور الدہر حیران و پریشان مصروف جنگ ہین طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہین ہر طرف سے تیر اور تبر پڑ رہے ہین فوج بیلن سے جاری ایرج بھی بڑھے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دام ہے بلے دام کا جو آئیگا وہ پھنسیگا اے فولاد شیر سوار اس جوان کو اپنا اسیر کر سکے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا کہ ایرج ایسا صف شکن اُلجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہو خیال ہے کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا کہا کہ اے شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران آتے ہین اگر وہ آگئے تو تھوڑے ہی عرصے مین کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلاخیز نے کہا پھر شاپور نے جلدی مین خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا اٹھ کھڑا ہوکے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا ہوگیا ایرج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نور الدہر کا گھوڑا اڑ گیا طہماس کا گینڈا بھی صلاح پر آیا طہماس و نور الدہر تو مصروف جنگ ہوئے شاپور دوڑا ہوا قریب ایرج کے آیا کہا کہ اے شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اُسی کے سحر کا باعث تھا یہ سنکر ایرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کشتی گیر زادے دست چپ لیے وقت مدد کرتے ہین یہ کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر و طہماس نے تھوڑے سے کو

عرصے مین اِس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے مُنھ کو چھپایا مگر نور الدہر وطہماس وشبرنگ پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور شاپور کا تیزی کرکے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا چاہئے کیا کہتا ہوا نکل گیا طہماس نے کہا کہ حضور جو آپکی شوکت وشان ہو سب پر ظاہر ہی اُس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس راستہ طی کرکے ایک نخل کے سامنے مین آکر ٹھہرے شاپور سے فرما رہے ہین ادھر ویرانہ زیادہ ہی آبادی کا نام نہین اب تک کوئی ملک نہین ملا صحرا سے گرداب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان مین توپ کی آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سُنکر کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہکے اُسی طرف گھوڑا پھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہی تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہلی قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار یلغار کیے ہوے گرد خندق کے پہونچا ہی اہالی قلعہ فریاد کر رہے ہین ایرج نے وہین سے للکارا کہ او نامرد انکی فریاد کو نہین سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان یا تو خندق فراسنے کو تھا پلٹ کے اُسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب سبز چشمی زیر ران اُڑائے ہوے گھوڑے کو آتا ہی شعشعہ نور جمال سے میدان نورانی ومنور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ بادشاہ بیر قلعے کا حاکم اُسنے کہا کہ یارو مین نے اِس وقت بصدق اعتقاد خدائے نادیدہ کو یاد کیا تھا اُسی خدائے حقیقی کی مدد ہی اب پھاٹک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرائی قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہوکے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان پہلوان دیو خصال آکر نگاہ درزن ہوا دیو خصال کا گینڈا اچھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اُس جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہی مدد کو آنے کا کیا باعث ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد رہتے ہین اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہی ہم نہین دیکھ سکتے حتی کہ اسوقت تیرا بعجز انکی عاجری بہت ناگوار گذری کہ اُنکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کر اُسنے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو تو معشوق خوشخو ہی صحبت مین تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرون سپر حربہ

چاہتا ہی میرا حربہ غضب لات و منات ہی ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گرے تجھے یہ سنکر پہلوان نے جھلا کر نیزہ مارا چاہا نوک نیزے پر اٹھالون ایرج نے سنان نیزہ سے کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ اٹھایا ایرج نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لون اسکے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیئے دونون لپٹے ہوئے زمین پر آگئے دونون جوانون سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے اٹھتے ہی زور صاحبقرانی کو صرف کیا جب پکڑا لئے ایسے دو چار گھٹنے مارے کہ زرہ اسکی پارہ پارہ پیشانی سے خون بہ رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی دو پہر الجھ الجھ کے لڑا پہر دن رہے ایرج نوجوان نے دونون مونڈھے اسکے کھائے سینے مین سر اڑا کر لے دوڑے پندرھوین قدم پر لا کے ایکبار دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوئے ایرج نوجوان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اس خودسر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا ہاتھی پہ سوار ہوئے فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی اسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے کہ ہمارا افسر زیر ہوا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہو کے نکلا تھا اس بارہ ہزار جوانون کو حکم دیا ان بہیاؤن کو رد کو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر جو پھینکے ایرج نوجوان انکے بچانے مین مشغول ہوئے میثاق کو وقت نکل کر بھاگا اپنی فوج مین پہنچ گیا ایرج چاہتے ہین کہ جا کر اسکو مار دون اسکے ساتھ والے جوان دیکر بچاتے ہین شاپور شیر دل مصروف تیغ بازی ہی کہ جو پشت سے آیا اسے خنجر مار کے گرا دیا ایک سپاہی نے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا نشانہ ہوا شاپور شیر دل ہٹا ایک سپاہی نے آکے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم چار پارہ ہوا اب رات ہو گئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑون تلوار نیام مین کی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ سر چیر ڈالا کسی کو لات ماری کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانون سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہوگا صبح خبر مشہور ہوئی کہ ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اُسی طرح لڑ رہا ہے آخر بادشاہ بیر نے شکست کھائی بھاگ کر قلعے مین چھپا توپین مارین تب میثاق کوہ تن رُکا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق اُترا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا بادشاہ بیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ خواجہ سرا نے آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہے بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر آکے کھڑی بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہے باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ابا جان فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ اے نور نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہے اُسنے یلغر کر کے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران عالیشان خداوند لقا کا نواسہ آکے پہونچا اُس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین و جمیل تین پہر تک اُسکو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کر کے آپڑی مین بارہ ہزار جوانون سے برائے مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کتنے ہی افسر تاک تاک کر مارے عیار بھی اُسکا بلائے روزگار تھا چٹکی بازی کرتا تھا ایک سپاہی نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہونے کے بعد اُس شیر کو بھی کسی نے زخمی کیا نہین معلوم شب کو اُسیر کیا گیا کہ زخمی ہمنے شکست کھائی نہین معلوم اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہے قلعے کو گھیرے ہوئے پڑا ہے آب آذوقہ ہمپر بند ہوا دس یا پانچ دن تک خیر و عافیت ہے آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر اپنی جان دینگے گل اندام نے جو حال ایرج نوجوان سُنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھون دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک مادیان چپکے سے کھول لی اُسپر سوار ہو کے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد ناصے نگہبان دروازے پر تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھولدو تلاش مین اُس جوان کی جائین گے بادشاہ نے حکم دیا ہے فولاد آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کھڑکی کھولدی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر قلعہ کے آئی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بدحواس ہو گیا کہا یاروبہ کون قتال عالم جاتا ہے ارے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگایا کوڑا جمایا اطرارہ بھر کے چلی سوار دوڑے ہلڑ جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یاروبہ کیا شور ہے کنیزون نے عرض کی

نہیں معلوم کیا باعث ہی کہ صاحبزادی نکل گئیں مادیان عربی پر سوار ہو کے گئیں وہ مادیان جو کئی سال حضور نے خریدی ہی بادشاہ نے کہا کہ اوس کمبخت کی خبر لو کس وجہ مین نکل گئی چند خادم پلٹ کر آئے انھون نے کہا کہ حضور ملکہ نکل گئین بادشاہ چیخ پیٹ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر غلغلہ ہوا کہ بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر اشتیاق نے سنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر تلاش مین ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ مین چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور جانوران درندہ کی آوازین یہ پروردہ مہد ناز و نعم اسیر رنج و غم کہ جانورون کی آوازین کان مین آتی ہین کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈالا کبھی بائین جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب کوہ شکن کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل بیچ مین دس بیس جوانون کے گھرا ہوا وہ لوگ رسیان اور زنجیرین مارتے ہین گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہی کسی کا سر پھٹتا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہی اور دو چار آگے شریک ہو جاتے ہین معرکہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل مین پڑا تھا اس حوالی مین قزاق رہتا ہے کہ سفاک قزاق اسکا نام ہی یہ اسے سیر کو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہو گیا گرہ بن اشقر ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے مین لایا علاج کیا شام کو ایرج نے آنکھ کھولی آنکھ کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا وہان نہین تھا ایرج نے کہا کہ میرا گھوڑا وحشیہ ہی گرہ کہکر پکارنا جہان ہوگا وہ آ جائیگا دس بیس قزاق آئے کہ صحرا مین بارہا پھرتا تھا گرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھیرا ہی مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ملکہ نے چاندنی مین گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اس نوجوان کا گھوڑا اسپ حبشی تھا سہ چشمی دیکھکر سمجھی کہ اسی شہریار کا گھوڑا ہی مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم گھوڑے کو رام کیے دیتے ہین قزاق عاجز ہو رہے تھے ہٹ گئے ملکہ نے قریب آ کے کہا کہ ای مرکب اصیل اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہی ملکہ نے جو یہ کہا ملکہ کے ساتھ ہو لیا ملکہ نے قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہان ہی قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہی ملکہ اشتیاق مین ایرج نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے مگر یہی کہتی ہی کہ اپنے آقا کے پاس چل گھوڑا چلا آتا ہی ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے مین آئین قزاقون نے جا کر سفاک سے کہا کہ ایسا سوار آیا اسنے نہین معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پر پہونچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہی سفاک نے کہا کہ بلالو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پہ پٹی مرہم کی چڑھی ہی کرتا شنجرفی کا پہنے ہوسے تلوار قبضہ مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے پلنگ کے قریب جاوین نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین رشک خورشید آنکھین مثل چشم آہو خنجر ابرو دام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجا سے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ ای ملکہ عالم تم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہی مین نے جو آپکا ذکر سُنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہی کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہو نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون سفاک نے کنیزون سے سُنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہو ایرج کی مشتاق ہو کر سفاک نے کہا کہ مین تو جاکر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہی سفاک نے کہلا بھیجا کہ ای شہریار مین حاضر ہون ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سُنا تھا وہ مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہو سے رستم کے فکر صحرا گرداب نشان مین نکلے ہین جب اسنے حال نازنین کا سُنا کہا کہ ای شہریار غلام سے کیا پردہ ہی نیک ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قد بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی دلدادہ اور مائل و شیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر مارون اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا کہ حضور کا کیا ارادہ ہی ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہی مین جاکر میثاق کو مارون سفاک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جا سے اہل قلعہ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے ایرج نے کہا کہ بے میرے جانے نہ بنیگا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ جائیگا ایرج نے حکم دیا کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے پہر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ مادیان پہ سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو دختر شاہ کا حال سُنا تھا رات ہی کو اسنے طبل یلغر بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغر کیا قلعہ سے توپ پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کہ دیکھے

ایرج پر گینڈے کو ڈالے ہوئے قریب خنارق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہین سنتا چاہتا ہو خنارق فراکے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے ایک مادیان پر سے اسنے دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہو ایرج نوجوان نے وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہو ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر پہونچے اُسنے گرز اُٹھاکے یہ کہکے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر تن کو برباد کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے ڈنڈہ کھینچ مارا ایرج نے خالی دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغہ برق تاب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مارکر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی قلعہ سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخرکار فوج میثاق کی شکست کھاکر بھاگی لاشہ ہلاک کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی کو فتح کرکے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہو ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہو یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرلونگا اب میثاق مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی دعوت ہو اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہو اس فتح کی اسکو بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لیکر بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑ لونگا دختر کاؤس پر میری جان جاتی ہو بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھرکر سامنے لایا عرض کی کہ حضور نوش کرین ایرج بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون اے سفاک کیا تو نے ہمکو بیہوشی دی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے اُٹھتے ہی آخر لڑکھڑاکے گر پڑے اور بیہوش ہوئے شاپور نے چاہا کہ اُٹھکر بھاگے دس بیس قزاقون نے اسے مل کر گرفتار کرلیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے مالک نے قلعہ بند کرلیا گولہ اندازون

حکم دیا کہ بالاے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا توپین لگی ہوئی ہین پکار کر آواز دی کہ ای اہلی قلعہ پھاٹک کھولدو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایرج اور کاؤس کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہو قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان خونی کی تیاری کی تین دار ہین استادہ ہوئین آپ بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاپور کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا اہلی قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجھکو اختیار ہو جو چاہتا ہو قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحرا سے گرد اٹھی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہو

نعرہ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبش	عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم	دیگر	نقارا بہ یک دست بر داشتم
طرف بر یلان عرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم

وہ جوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہژبر بیشۂ کالنگان صاحب سطوت گردان صف شکن صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ کہکے آگے ایرج نوجوان نے جو نورالدہر کو دیکھا تڑپکر زنجیر پکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا۔ نعرہ شاہزادہ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر		کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر		چو تیغ یلی برکشم از غلاف
نزلزل فتد درمیان مصاف		اگر تیغ بر سنگ خارا زنم		زگاو زمین تیغ و بن بر کنم

ملکہ نے جو بالاے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے جھپٹ کر پنجہ مارا کاؤس ناچار رہی قید سے چھوٹا ایرج اٹھتے بڑھتے برابر سفاک قزاق کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے جھپٹ کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اسکی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر سفاک کا جبر گردن سے اڑگیا سفاک کو مار کر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صداے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھا کر بھاگے نورالدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے اور پکار کر آواز دی کہ او تاجزادے

کر یاں فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا بدلہ کیا اب بیٹھ کر اس قلعے مین سر ٹکراؤ ہم طرف صحرائے گرداب نشان کے جاتے ہین ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا مین آکر تیری گوشمالی کرتا ہون نور الدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑین طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہی ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نور الدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کر کے قلعے مین آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مارا وزیرون نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ایسا شیر صاحب حسب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحرائے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجائے کاؤس تاجدار قلعے مین تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحرائے گرداب نشان مین چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات مین جا کر پتے لگاتا ہی شام کو آکر شاہزادے کو منزلون کا نشان دیتا ہی ایک منزل پہ جو ایرج اُترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب چشمے لاجواب جون جون شام ہونے لگی لشکر تو اُتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی مین فرق آیا درختون مین پتے خشک ہونے لگے چشمون کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل مین روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پر ایک شعلہ چمکا پلک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھین کھولین دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش ہوگیا پھر شعلہ چمکا اب کی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہین جام اُسپر اوندھے ہوئے ہین اور ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے ٹوٹتے ہوئے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزین زرین پوش گرد آکے بیٹھین باتین ہونے لگین ایک کنیز پیشاب کے واسطے جنگل مین جو آئی شاپور نے کمند مار کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل مین آیا بیٹھکر سامنے اس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی

نظم

ہردم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا — کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا — حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہو پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو — سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا
ویران ہو بیابان جنون جب سے گیا قیس — مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا
اُس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے — کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا
جس بات کی جا ہو قسم اک مرتبہ لیلو — ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے — اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا
ہے تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا — یہ فکر یہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا
ہر رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض — سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہین جاتا
چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب و توان تک — اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اُٹھا نہین جاتا
احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند — جاتا ہون مین اُس کوچے مین اب یا نہین جاتا

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ ای نرگس آج تو تو نے رنگ سا باندھ دیا آج لشکر عزیز دار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اُترا ہی عیار اُسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیاری کرے کہ وہ غرائب پر مین بحکم خداوند گیتی پیچ پیلکی گیست و توسن و شمشیر کو اُٹھا کے لے آئی تینون میرے پاس قید ہین اطاعت خداوند کا اقرار نہین کرتین جبکا لشکر یہان اُترا ہی تم کہا عاشق تو توسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجانا تو باعث خرابی ہو فرزندان عمرو مین شاپور بلائے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ کہین پھرتا پھرتا اس جانب نکل آئے شاپور کے یہ حال سنکر ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ ای ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپ کا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صحرا مین قدم نہین رکھ سکتا لشکر مسلمانان فروکش ہو دن کو ان سب نے صحرا سے سبزہ زار دیکھا شام کو اسی صحرا مین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہے مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہین پایا اگر حکم دیجیے شاپور کو پکڑ لاؤن نازنین گلپوش نے کہا کہ ارے تم لوگون نے ایسا ہی انتظام کیا ہی کہ تمہارا نام سے ان عیارون کے خوف آتا ہی ان عیارون نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاپور نے اور چند شگوفے لگائے باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحرا کے گرد اب نشان کا کیا نشان ہی گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کرور کوشش کرینگے صحراے گرد اسپ نشان تک نہ پہنچ سکینگے ایک صحراے لق و دق وادی بے کنار ہی وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہو جائینگے وہ دھوپ پڑتی ہی کہ ہم لوگون نے جاکر اکثر بہت برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہوا کے گرم کے چلتے ہین کہ نخل سر سبز جلتے ہین اُس گرمی کی کیا برداشت کرسکینگے ایک جھونکے مین ہوا کے پامال ہو جائینگے شاپور نے پھر دل پر پتھر رکھا گستاخ ہوکے پوچھا راستہ کس طرف سے ہی گلپوش نے کہا کہ اے نرگس تو تو آج اس طرح پوچھتی ہی گویا سمجھا دینا منظور ہی مین قیدیون کو بلواتی ہون دیکھون اب راہ پر آتے یا اسی قید شدید مین کٹتی وہی سرکشی ہی کنیزون سے اشارہ کیا توسن و کمیت و شمشیر کو لاؤ کنیزین چار پانچ اُٹھین ستارے بنکے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین قید زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ چار پانچ کنیزین کمیت و توسن و شمشیر کو لیکر آئین مگر ان سب مین توسن زیادہ تر پژمردہ تر تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ کیون بی توسن اب بد نگاہی تھی یا نہین کیا منظور ہی قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہی توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اسی مصیبت مین ہین قتل اور بخشنے کا تجھے اختیار ہی قید کی سب طرح مجبور رونا جاری ہی شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ ملکہ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اسی حال مین ہین دیکھون کی جو بانکو قتل کیجے گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہی حکم ہی کہ ہمارے شہر مین کو سیدھا وہ راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت بلا پشت سجدہ کیا ہی ذرا سی خطا پر کیونکر قتل کیے جائین شاپور کہتا ہی کہ ملکہ عالم سامان عیش و نشاط مہیا کیجیے دور جام چلین اس طور سے شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہو جائین پایون سے ناچون ہاتھ سے پیالون سر سے شراب پلاؤن تیار رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سنکر گلپوش نے کہا کہ اے نرگس تیری خوشی واجب و لازم ہی تجکو خبر ہی کہ مین کس فکر مین ہون آج اس صحراے پر ہول مین لشکر ظفر اثر نبیرۂ طلسم کشا آکر اترا ہی ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہی یہ کہہ کے کنجی میخانے کی ازار بند سے کھولکر سامنے نرگس نقلی کے پھینک دی کہا اے نرگس آج تمہاری ساقی گری دیکھین شاپور میخانے مین آیا آپ بہ رنگون کے طریقے اٹھا دیے پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

سب کنیزین شراب لینے کو آئین اور لے گئین شاپور نے چند گلابیان مئے ارغوانی سے بھر کر بغل مین لیکر آیا گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے گت ناچا پھر جھک کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ مین لیا ایک نخل سامنے تھا پتّے اُسکے گرنے لگے گلپوش نے ہاتھ روکا اشارہ کیا کہ نرگس ایک پتّہ تو اُٹھا لے شاپور لرزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتّہ جو اُٹھایا ایک شعلہ جو بھڑکا کر رنگ اور روغن عیاری کا جل گیا پاؤن زمین سے تھے مقام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہی نرگس کہان گئی کنیزون نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہی کنیزین اُسکو اُٹھا لائین شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور تینون جادوگرنیون کے ساتھ کنیزون سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر قید کرو کنیزون نے شاپور کو لیا اور اُن تینون جادوگرنیون کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئین گلپوش چاہی کہ برخاست کرے کہ خدمت خداوند مین چلی صبح کا وقت ہی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی پھول برستے ہوے گجرے ہاتھون سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہی کہ وہ زیر جہاری پر آئی دیکھا کہ سیل مجمع ہی مرادمند زیر کوہ فریاد مچا کر پیٹے ہین کوئی کہتا ہی کہ یا خداوند ہم بیمار ہین صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہی کہ اولاد نہین ہوتی تصویر سنگی سے آواز آتی ہی کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہی فرزند پیدا ہوگا گلپوش آ کے اُتری زیر جہار جادو تاج سر پر رکھے دیر دیر پر کھڑا ہی گلپوش نے کہا کہ اے وزیر جا عرض کرو قدرت سے کہ مین ایک معاملہ عرض کرنے آئی ہون زیر جہار شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض کیا چاہتی ہی تصویر نے آواز دی کہ اے بندی خاص الخاص بیان کرو یا قدرت کہہ دین کہ جو کچھ سحر کرتا ہی وہ ہمپر روشن ہی گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہان شاپور عیار زنی کر کے آیا کنیزون نے گرفتار کیا لشکر اسکے آقا کا میرے جنگل مین اُترا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن اور تینون جادوگرنیان اطاعت قدرت مین قبول کرتی ہین وہ عشق مین نور الدہر و ابرج و طہماسپ کے گرفتار ہین جب اُنکو سمجھایا جاتا ہی تو وہ بلاتی ہین تڑپتی ہین نہین مانتی ہین اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی تصویر نے آواز دی کہ تینون کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ابرج ابھی یون تباہ کر کے آؤ اُنکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہو گئی خوب سا بناؤ سنگار کر کے جلی پہاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور کا ستیا ناس ابرج نوجوان کیا سے ہو

لشکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آتیج نوجوان پہ پڑی کہ عاشق ہوئی جمال جہتیال دیکھکر بیتاب ہوگئی خود سر پیچ زلفین [illegible] تابدار خم معلوم ہوتا ہے کہ مار سیاہ لہرا رہے ہیں خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پہ [illegible] ظاہر ہے روشن الوہ ماہ کا بل ہوتا ہے سیمابی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہے تیغ دو دم سکندری حمائل پس پشت چہ ہلال و بدر کا ساتھ ہے کمان کیانی کا خم بازو سے تہمتن پہ اپنے کو قربان کر رہی ہے ترکشون سے تیر دلدوز [illegible] نکالے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہیں یا طائر تیر پر بستہ ہیں یا محبوب خود پسند ہیں کہ منھ کو پردہ ترکش میں چھپایا ہے خنجر آبدار جوہر دار زیب کمر جس سے [illegible] رستم و اسفندیار کو خطر کر مضبوط باندھے ہیں اپنے لئے جیسے ارادہ درست [illegible] و بلند خود [illegible] یا کلاہ [illegible] فاتحہ [illegible] کھڑے ٹل رہے ہیں اس جمال جہتیال کو دیکھکر بیتاب ہو گئی بے قرار منھ سے یہ اشعار مسلسل گانے لگی

لالہ رویوں پہ دل جو لائے ہیں
اپنا رنگ اس طرح جماتے ہیں
آدمی آدمی کی شکل میں
آزمالے جو آزماتے ہیں
گر سے شیشہ نہ دست ساقی سے
جب طواف حرم کو جاتے ہیں
غل ہے زنجیر کا کہیں شاید
کوئی کو دربار پہ کھینچ لائے ہیں
کر لئے ہیں زلف یار پریشانہ
آشفتگی وہ غضب پڑھاتے ہیں

شیخ ترشی مری کھاتے ہیں
داغ بالا سے داغ کھاتے ہیں
نہیں ہوتا وہ ہم [illegible] سودا
گل جو بیچتے ہیں سجاتے ہیں
خشک کیونکر نہ ہوں گے ہمیں کسطرح
سست ہو پاؤں لڑکھڑاتے ہیں
کیجئے ہیں یہ آنکھوں میں ہو دلی
زلف کے دیوانوں کو ستاتے ہیں
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہیں
درد دل جب بیان کرتا ہوں

دوزخ کو بھی غرض جلاتے ہیں
یاں اس شوخ کو کھلاتے ہیں
نکلے پہلو سے کاٹ کھاتے ہیں
نہ رہے وہ وصل رقیبوں کو
دم دو غم مجکو کھاتے جاتے ہیں
یاد آتا ہے گذشت کو جب یار
مجکو آفت ہمیشہ لاتے ہیں
شوق دیدار و حسرت گفتار
تنگ بیٹھے ہیں خاک اڑاتے ہیں
دھو چکا ہوں میں اپنی جان کا ہاتھ
دانت میری زبان دباتے ہیں

دیا وسے ضیا سے عشق کی بو نہ
سانپ بانبی [illegible] لاتے ہیں

جلانے کے بو گلپوش نے یہ اشعار پڑھے آتیج نے سر اٹھاکے دیکھا کہ ایک ساحرہ نازنین بیٹھی ہیں دریا میں کچھ پھول کے سفوف [illegible] مستعد ہے بہ فن کھڑی ہے گلپوش جمال کی نظارہ کر رہی ہے ٹکٹکی لگائے انھیں کھڑے رہنے [illegible]

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ اے محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ میں آؤ ہم بھی تمھارے مشتاق ہیں گلپوش پہاڑ سے اتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ میں لائے مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیوں صاحب تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا تھا کہ جا کر لشکر ایرج کو پامال کرو خود پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اسکے سراسر خلاف ہوا گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لاؤں تمھارا عیار مہتر شاپور شیر دل ہمارے پاس قید ہے اور ملکہ بیت و توسن و شمشیر کو میں ہی گرفتار کرکے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا سمجھاتے ہوئے وہ نہیں مانتیں یہی انکا قول ہے کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائیں ایرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہے کہ انکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ میں انکو ابھی بلواتی ہوں اسے بہتر یہ ہے کہ آپ یہاں سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی میں نے جا کر سب حال کہا وہاں سے حکم ہوا تھا کہ ان چاروں کو قتل کرو اور لشکر ایرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس صحرا سے گھبرا کر نکل جائیں اسی ارادے پر آئی تھی کہ سحر کو سخت کروں مگر آپ کے اقبال نے دور مارا میری ہمت سے بچایا قصد کیا تھا کہ سحر کروں آپ کے سحر حسن میں پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤں ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لا دیجیے آج تین دن سے وہ غائب ہے بلا ان زندگی دشوار ہے وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہے ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ ساحرہ کو ماروں اپنے آقا کا مرتبہ بڑھاؤں اسی کے بھروسے سے ہمنے کوچ نہیں کیا ورنہ ہم بسر راہ ہیں صحرائے گرداب لشکر کا قصد ہے آئندہ پروردگار کو اختیار ہے منظور یہ ہے کہ اپنے کو صحرائے گرداب نشان میں پہونچائیں کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہے وہاں تک کوئی آپ کے لشکر سے نہ اٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرۂ نار ہے ایرج نے کہا کہ اے ملکہ عالم اگر موت ہمکو لیے جاتی ہے تو ہم مجبور و ناچار ہیں بغیر ممکن ہے کہ ارادہ کریں اور رہ جائیں ہمارا اپچشم آگے بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہے سپہ گری میں پرفن ہے ابھی سامنا نہ ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھوں میں آنسو بھر کر عرصہ دراز تک ایرج کو سمجھایا ایرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ اے

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس میں ٹوٹ کے ایسے زمین پہ آئے دیکھا سات کنیزیں زرین پوش سامنے آئیں گلپوش سے کہا کہ کنیزوں کو کیوں یاد کیا گلپوش نے کہا کہ اے ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہیں ہم انکے مطیع ہوئے اب جو انکی خوشی ہوگی وہ کرینگے اور انکو تابہ صحرا سے گرداب نشان پہونچائینگے وہ جادوگرنیاں جو قید ہیں انکو لاؤ اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اسکو کوئی صدمہ پہونچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتوں کنیزیں ہوا سے نخل میں آ کے غائب ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتوں کنیزیں ایک تخت پر سوار تینوں جادوگرنیاں کمیت و توسن و شمشیر زبانوں میں انکی سوزن سر جھکائے ہوئے اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہی تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہیں ایرج نے تینوں کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلپوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی ہی آپکے ملازموں کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلپوش نے ساتوں کنیزوں کو اشارہ کیا ساتوں کنیزیں پھرنے لگیں تھوڑے سے ہی عرصے میں ایرج نے دیکھا کہ ساتوں کنیزیں پھر کر آئیں کنارے چشموں کے فرش بچھا ہی مسندیں قاعدے سے لگی ہیں نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہیں سر گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہی قمریوں نے اپنے آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشہ نہر کلاں تھا وہاں بارگاہ ایرج استادہ ہوئی ملازم جابجا اترے سردار صحرا میں ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے توسن و کمیت و شمشیر بھی بارگاہ میں حاضر ہیں کہتی ہیں کہ ہم رفاقت میں رہیں گے جو مناسب ہو ہمارے حق میں تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہیں بلکہ گلپوش کو تمھارے مقدمے میں اختیار ہی گلپوش نے کہا کہ اے کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہی آج یہ سامان جمایا ہی جشن قرار دیا ہی اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہی کہ خبر پہونچے اس وقت تمام صحرا میں روشنی ہی دن سے بہتر معلوم ہوتا ہی ایرج مقام صدر پہ ایک طرف کمیت اور ایک جانب توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہیں بادشاہ تخت پہ چیدہ جمعیت سردار اپنے اپنے مقام پہ بیٹھے ہیں ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور نے چنگ مرصعی لیکر بیچ جمعیت میں آیا چنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گرمی سے اسکے رخ کی یہ گلشن دہک گیا
گل پہ پڑا جو داغ شبنم چمک گیا
کاکل میں تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر
پھنستا نہیں جو دام سے طائر بھڑک گیا
دل چاہتا ہی آپ گلا رگڑ دوں باڑھ سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا
آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون سا آکر بہک گیا
اللہ ری وحشتیں مرے آہو خصال کی
کوسوں ہی رم گیا ہی جو پتا کھڑک گیا
مطبوع طبع یار نہ ہوگی سرشت کی
رنگ قبول چہرے سے میرے ڈھلک گیا
دی جان آشیانے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانہ بلبل بھڑک گیا
نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا
شاعر نہیں ہوں رند ہوں مجنون عشق ہوں
جو منہ میں آیا عالم وحشت میں بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سرداران اپنے اپنے مقام سے اٹھ کر گرد بارگاہ کے آ کے تعریفیں شاپور کی کر رہے ہیں گلپوش بھی نہایت بحال چہرہ خوشی سے لال ہو رہا ہے انجمن میں بیٹھی کہتی ہی کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کے زیر پہاڑی ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہیں اور جشن ہوتا ہی میں پلٹ کر نہیں گئی اب اسکا کھٹکا ہوگا نہیں معلوم کون اسکے کان میں کہہ دیتا ہی کہ فلاں ساحرہ نے یہ کیا وہاں ہو رہی ہی اگر وہ خیال کریگا صورت بارگاہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اٹھا گلپوش یہ کہکر اٹھی کہ کوئی آتا ہی ہفت پیکر کو خبر ہو گئی شمشیر جوہر یار بلند ہوئی ابر کے قریب پہنچا بجلیاں ریت برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی شمشیرہ پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سو تلواریں اسی طرح غائب ہوئیں تو شمشیر نے کھینچ کر ابر پر چار چڑی پر سے لے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر نیچے ابر پر ماری گئی پنجے کٹ کٹ کر گرے ایک پنجے نے آکر ہاتھ پر بجلی ماری پنجہ ہاتھ سے شمشیر جوہر یار کے نکلا کیفیت تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا آسکے وہ پنجہ پکڑ لیا شمشیر نیچے مارا کہ شمشیر جوہر یار کا ہاتھ کٹ کر زمین پر گرا مرنا شمشیر کا بہت بہت شاق ہوا کہتے ہیں پیادہ ابر کے پاس پہونچی مرکب مشکین تنگ چاہتی ہی کہ سینۂ ابر کو پامال کروں کہ ایک جوان ابر سے نکلا ایک ہاتھ کر ایک گھونسہ منہ پر مارا کہ مرکب بیقرار ہو گیا گھونسہ مار کر شیشہ مرکب پر سے اڑا

اسطرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر مین جاکر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہی اب گلپوش دست بستہ جاتی تھی اور ایرج نوجوان سے عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہو شعلہ ابر بار اسکا نام ہی تم بھی ہوشیار رہیو اگر میرا حکم چلا تو اسکو جاکر مارتی ہوں ورنہ تم سمون پر نثار ہونے جاتی ہوں یہ کہکے گجرے پھولون کے اپنے ہاتھون سے کھولے گلے سے طوق اتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینکا سارے طوق کو بھی توڑا پھول اچھالے دیکھا سب نے کہ یا تو ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سرخ ہوگیا نخل صحرا کے سرسبز ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخین خمیدہ ثمر بنگئیں ہزارہا طائر آشیانون سے نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اڑی ابر مین جاکر غائب ہوئی بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائرون کی زمزمہ سرائی تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہو رہے ہیں پتے مثل رنگ معشوق زرد ہوکر درختون سے گرا چاہتے ہیں ہر نخل کے سامنے ہیں پتون کا انبار ہے سبب اسکا ہوا کا چلنا ہے درختون سے گرتے ہیں اور ہر نخل انبار ہوتے جاتے ہیں یکایک ابر سے گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہاں ہین آکے اپنے کام مین مصروف ہون دیکھا سب نے کہ ساتون ستارے آسمان سے ٹوٹتے ہوئے پیدا ہوئے درختون پر گرکر ہوا گرم چلنے لگی تھی وہ موقوف ہوئی پتون کا گرنا رکا طائرون نے دھوم مچائی ایک عندلیب فرحت قریب پتون سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

ہیں تو ہون زندان مین پر وہ طلسم بھاتی ہی بہار
آنچ دیتی ہی تو ہر سو دل کو دکھاتی ہے بہار

کھل رہے ہین غنچہ و گل ہر طرح سے ہر طرف
گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہی بہار

رفتہ رفتہ غنچہ و گل پہ تصرف کرتی ہے
رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہے بہار

دشت ہو یا کوہسار دیوانہ ہر دل [illegible]
باغ مین ہر سال آکر خاک اڑاتی ہی بہار

ہیں تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہی
ہوشیارون کو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار

یا بچشم [illegible] ایک دیوانہ نظر آتا نہین
[illegible] کیا صفت جاتی ہی بہار

آہ آ جا اصل گل [illegible] گلزار مین
[illegible] گل [illegible] کھاتی ہی بہار

[illegible] دیوانہ ہو جاتا ہی [illegible] کو چھوڑ کر
ہر برس آکر [illegible] لاتی ہے بہار

دیکھ لین گے سال آئندہ اگر جیتے رہے | گل روانہ ہو گئے ای رفتہ جانی ہی بہار

اصطلاح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا مین اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پر بہار ہو گیا وہ ساتون ستارے عکس اپنا درختون پر ڈال کر بلند ہوے ابر مین ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر سیاہ ظاہر ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا آگے رکھا ہی خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہی برقین چمکتی ہین اُن برقون اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پہ ایک سینہ پر وہ دونون پاؤن مین لپٹ گئے اور تشنج سے اُس ساحرہ کو اُٹھایا خنجر کو مارا کہ گلپوش نے فوراً اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خاموش ہوئی گلپوش نے بڑھ کر جھولی اُسکی اُتاری اپنے قبضے مین کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلپوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سو جوان مر چکے گلپوش تڑپ کر گری یاد خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روکا روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارون نے اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے مگر وہ ستارے اُن پنجون کو ہٹا لیتے ہین مگر پنجے لپٹے جاتے ہین ایک آواز آتی ہی کہ ای گلپوش کیا غضب کرتی ہی شعلہ ابر بار کو ستاتی ہی یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہی مگر اُن ستارون نے کچھ نہ سنا خنجر گلے پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور آندھیان سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلپوش نے انگلیان اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نامم شعلہ ابر بار جادو بو گلپوش ہنستی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے آئی اُنھین سات ستارون پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئین خوب آگے گیرا کمیستا گوشہ کو یہ بیہوش پڑی ہی انتہا کی زخمدار ہی اگر مین گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کمیستا کا فاتحہ ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلپوش تمکو بلاتی ہین ساتون ستارے جا کر بالا سے کوہ پہونچے دیکھا کمیستا جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی ساتون ستارون نے کمیستا کو اُٹھا لیا لیکر سامنے گلپوش کے آئے گلپوش نے اپنے ہاتھ سے انکے دہن

پکار کر آواز دی کہ ہیں اُٹھو زخم تمھارے اچھے ہو گئے ٹھیک۔ اُٹھ بیٹھی پاؤں کو گلپوش کے بوسہ دیا کہا کہ اے گلپوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رازدار قتل ہوئی یہ ہم سکو خبر دیتی تھی اب مخبر بے سود ہو گئی ناگاہ گلپوش ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئیں حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں اُنکے لاشے اُٹھوا دو لاشے سب کے اُٹھوا لئے گئے اُس وقت دربار میں سب گلپوش کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ اے گلپوش آج تمنے کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو لشکر تباہ و برباد کر دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ برق آئے کہا کہ اے نور نظر تمھارے دادا جان تمھارے واسطے نہایت پریشان ہیں اگر مناسب ہو چند منزلیں پیچھے ہٹو تو رستم کے لشکر سے مل جاؤ ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہیں کہ میرا گوشۂ چشم نورالعین آگے بڑھ گیا ہے وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر و انسب ہے کہ میں اپنے کو تا بہ صحرائے گرداب نشان پہونچاؤں خواجہ نے کہا کہ اے نور نظر برق میرے ساتھ ہے میں آگے بڑھوں صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاؤں ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہیں دادا جان کے ساتھ مہینوں رہے اُنکو ابھی تک صحرائے باد انگیز کا پتہ نہیں لگا وہ صحرائے باد انگیز میں پہونچیں اور ہم صحرائے گرداب نشان میں پہونچ جائیں دادا جان کو فتح طلسم میں آسانی ہو آج تک کئی سال کا زمانہ گذرا کہ لوح کا پتہ نہیں ملا ایسا نہ ہو کہ نورالعین آگے گیا ہے وہ کشتی گرداب نشان لگا لے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جاکر صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاتے ہیں یہ کہکے دونوں عیار چست و چالاک ہو کر تلاش صحرائے گرداب نشان میں چلے عمرو نے راہ میں کہا کہ اے برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہیں آپس میں ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق نے کہا کہ اُستاد میری جان تک آپ کے ساتھ ہے یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا میں آگے بڑھتا ہوں خواجہ نے کہا کہ اے فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چلے قدم بڑھایا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آوازیں دیتا ہوا کہ میاں برق آگے نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہے برق نے نگاہ اُٹھائی تھی کہ طائر بطرز جوش دختر رز یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

خلفِ وعدہ سے ترے دشوار جینا ہوگیا
ایک دن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہوگیا

خوار کرتا ہے جو نامردون کو سفلون کو عزیز
سُن تو چرخِ پیر کیسا تو بھی کمینا ہوگیا

وقتِ فکرِ شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال
گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہوگیا

کب محیطِ غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اُسکے لیے گویا سفینا ہوگیا

اس چھپانے مین کبھی مہرو سے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہوگیا

گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش بنیاد کے دل
آسمان کوٹھے کا جسکے ایک زینا ہوگیا

دوسرا مجھسا نہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت مین نے جس سے اُسکو کینا ہوگیا

اب کہان وہ اینڈنا مستون کا وہ جوش کہان
ساقیا موقوف جب سے مے کا پینا ہوگیا

اب نہین دل مین کدورت آئینہ حاصل ہو صفا
جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہوگیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عمرو نے دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرا برق کو اُٹھا لے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اُٹھا لے گیا حیران و پریشان اُسکی جستجو مین چلے مگر برق تموجِ ہوا سے بیہوش ہوگیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہے اُسمین جلسہ آراستہ ہے ایک نازنین جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہے گرد اُسکے جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگرنی کے پایا اُس ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او نگوڑے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرا اسکے شہر آشوب ہے آشوب آدمخوار مین یہانکی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکہ عالم مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہے اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین مجھکو رکھیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجائے تو آپکو معلوم ہو کہ سر پہ شمع کے پری ناچ رہی ہے کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہے اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کیجئے سوا آفرین نہین دیتے جب کوئی عیاری کی کسی جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو نوکر ہون کا کیونکر گزارہ ہو آشوب نے کہا کہ اے برق یہ بھلی خوب سمجھی لو کتنے سال گذرے کہ وکاوش

کر رہے ہین کُل سرداران صاحبقران اسی فکر مین ہین کہ لوح کا پتہ لگائین آج تک لوح کا پتہ نہین لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جا کے یہ پیغام پہونچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائین ورنہ طلسم مین پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ مین جاکر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشاے اصلی کہلاتے ہین ہم اُنھین سے وعدہ کرکے چلے تھے کہ صحراے بادانگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آپکے یہان گرفتار ہوے لیکن امیدوار ہون کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا کہ اے برق مین تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرا دونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہین کہ ہم اُنکا چھپانا کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپکے پختہ وعدہ ہوا مین جاکر رستم کو پلٹا دونگا اور یہ خبر سناؤنگا کہ صحراے بادانگیز کا نشان نہین ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ مین مقرر ہین آپکے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپکے پاس سے نکل جائینگے سحر اُنکے مہلت نہ پائینگے بڑے بڑے ساحر جو اُنکے ساتھ ہین ویسے یہان کے ساحرون کی لونڈیان اور غلام ہین ادنے سحر مین دیوانے ہوجائینگے ایک کمال تو میرا سُنیے کہ آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کرون کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہون یہ کہکر برق نے کہا کہ پہلے گانا تو میرا سُنیے بایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا
حق بجانب ہو جو غش آگیا قاتل کو مرے
دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا
ہوگئی پیش صنم مقفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منھ سے نکلتے دیکھا
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کبک و طاؤس نے شاید تجھے چلتے دیکھا
کشت امید کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا
آسمان کو نہین منظور ہے مردون کا فروغ
شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر
مہندی اک دن اُسے ہاتھون مین نہ ملتے دیکھا
قد سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ ای رعنا
دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بیتاب ہوگئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی آشوب نے کہا کہ اے برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو پلا دوں جب انکو پلا آؤں تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤں مگر آپ کی خوشی پر
موقوف ہی دیکھئے پیر کہ کیسی مینا سے شی کی طلب کی کہنی لیکر مینا سے مین آیا بلور ڈالدیا کہ ہم ساقی ہوتے
ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اٹھا کے لیجانے لگی برق نے قید لگادی کہ ایک
چلہ بیس آدمی لگ کر بیٹھین اس طرح تقسیم کرو تھوڑے ہی عرصے مین شراب بانٹ کے دیا لیکن گلابیان
کنیز الماس نگار آستین چڑھائے ارغوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا اسے ہم نے کہا کہ حضور دیکھئے کس
سلیقے سے شراب لایا ہوں کہ پینے والے کا بھی دل للچا سکے برق نے لا کر شراب کو رکھا پہلے چور بنا
کمر گرد پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سے گت ناچا کہ اہل محفل کی بری گت
ہوئی سب تعریفین کرنے لگے ایک کنیز پری گلفام رسوم سیہ لالہ رخسار بول اٹھی حضور یہ کمال ایسا
ہو کہ سر پر جام رکھکے توڑے لے رہا ہو اور قطرہ نہین گرتا ایسے کمال کہان دیکھے خداوند ہم تو تماشا
ظاہر کرین برق نے اسکی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہوگئی
اب برق جام سر پر رکھے ہوئے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بالقول منشی قمر صاحب - فرد
ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کہا اُس نے پچھاڑ توڑا + آ کے سامنے
آشوب کے مجھ کا ایسی مہ جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہو کہ نگاہ جو آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑی
ہنسنا اسکا برق کے لیے رونا ہوا دندان گوہر تاب سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب
جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا آواز آئی کہ ای ملکہ عالم یہ بڑا تعجب ہے کہ دام گیسو مین
پیارے کے پھانسو برق دوڑ کر قدمون پر آشوب کے گرا کہا کہ ای ملکہ عالم شراب کو کیا ہوا جام
کیون ٹوٹا آشوب نے کہا کہ ای برق تو نے شراب مین کوئی ایسی شی ملائی کہ باعث مستی بجلی
کا ہو پھری آنکھون کے گردش کرنے پر مین ہنسی میرے ہنسنے سے بجلی آگری کیا اسمین تیرے ہاتھ کی
شرارت تھی اور جو شراب اٹھا کر لیے گئے تھے انھون نے بھری اور کہ رہے تھے مین ڈال کر رہے مین جو بچا
وہ اٹھا کر آگ کی طرح ایسی پڑا رہا دو گھڑی بیہوش رہے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب تہ خانہ کے پہونچا تہ خانہ مین جو اپنا
عکس دیکھا پاسے بھاگا سمجھ کے دیر تک کوئی کرتا رہا گرا پڑا کہ باتین بنا کے برق نے کہا اچھا
دستگیر تھا کہ آشوب نے کہا ہوشیار ہو گئی مگر اپنے مہ لقا سے ملا اہوال کہوشش دیکھا بہت بگڑی کہا کہ میں تجکو ... فرنگی
کرتی تھی دلارستہ سے یہی حکم بھیجا تھا کہ فلان جنگل مین برق ٹھہر رہا ہے ای آشوب دیکھا ...

گرفتار کرکے سر اسکا کاٹ کر بجلدی روانہ کرو تو نے وہ باتیں کہیں کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار کو نہ قتل کروں برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو مجھ پر مہربان ہوئیں آپ کی خدمت کرنے والوں کو ناگوار ہوا انھوں نے بیہوشی ملائی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہوگا کہ برق نے باتیں بنائیں مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہے مجھے دم دیتا ہے یہ کہکر برق کو قید کیا لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی تھی قید کو اُسکے سپرد کیا اُسنے لاکے برق کو رکھا مگر خواجہ عمرو جو تلاش برق میں چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہ ہو برق کو کوئی قتل کر ڈالے وہاں لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ میں تجھے رہا کرکے نکال دوں برق نے کہا کہ ابھی تامل کرو میں آشوب کو مار کر جاؤنگا ابھی مجھے رہا نہ کرو یہاں خواجہ پھرتے پھرتے ایک صحرا میں پہونچے کہ گانے کی آواز کان میں آئی خواجہ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازہ پر دس پانچ کنیزیں کھڑی ہیں خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنا کر ان کنیزوں سے پوچھا کہ اس قصر میں کون صاحب تشریف رکھتے ہیں ایک کنیز نے کہا کہ میاں ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا کہ میں ساحر ہوں سیر طلسم ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل میں مارا مارا پھرتا ہوں منزل مقصود تک نہیں پہونچتا نہیں معلوم قدرت کو کیا منظور ہے صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتا دو میں نے آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہاں جنگل میں نیولا اور سانپ لڑ رہا ہے جب سانپ ٹھونگ مارتا ہے نیولا لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہے اسکی ٹہنیاں جاکر کھا لیتا ہے پھر جوشاں و خروشاں آکر لڑتا ہے دونوں بڑی دیر سے لڑ رہے ہیں ایک کنیز چست و چالاک اُسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھیں کس مقام پر ہے خواجہ اُس کو لگا کر لائے اُسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے آکر کہا ارے خیلا گل اندام تو یہاں ماری ماری پھرتی ہے مالکہ اور رنگ تجکو پکارتی ہیں خواجہ اندر گئے دیکھا کہ مکان نہایت زینت سے آراستہ ہے ایک ساحرہ نہایت کمسن مسند پہ بیٹھی کچھ گنگنا رہی ہے سلام کرکے پاس بیٹھی کہا کہ ہماری خالہ اماں نے برق عیار کو پکڑ لیا ہے سر کاٹ کر اُسکا روانہ کرینگی طلسم سے ستارہ شناسی سے معلوم ہوتا ہے کہ برق کی اس پہاڑ پر قضا نہیں ہے میں نے کہلا دیا کہ اُسکا کام کریں گر ایک کنیز کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل میں لیجا کر اُسکا سر کاٹ لے قدرت خدا سے اگر وہ ہیں گر اُسکا انتقام مجھ سے نہیں جائیگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی گل اندام نقلی نے عرض کی

کنیز کو ساتھ لیے لیے چلیے میری بہن قریب کوہ دخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی ہین اب چلکر بدلا لون اورنگ نے کہا آؤ خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوے اورنگ کے ساتھ چلے یہان آشوب بیٹھی کہہ رہی ہو کہ کیون صاحبو تمنے ہمارے سحر کا رنگ دیکھا ہین اور بات پر ہنسی تھی دانتون سے برق چمکی اُسنے جام کو توڑا ورنہ برق دم بھر مین خاتمہ کرتا جوان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہین اور لڑکھڑا کر نہرون مین گرتی ہین کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھتا جاتا ہو کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل کرکے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلاوہ ہین یہ باتین تھین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا دیکھا اورنگ تاجدار تخت پر سوار پہلو مین گل اندام کنیز میٹھی میٹھی باتین ملکہ اورنگ سے کرتی ہوئی تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹیا آج خلاف وقت کہان آئین اورنگ نے عرض کی کہ ای مادر مہربان میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑ لیا گیا گل اندام نے کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہی اور مین نے جو از روے ستارہ شناسی کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اِس پہاڑ پر اُسکی قضا نہین لہذا گل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جاکر اُسکو قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ دی لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام ملکہ اورنگ کی مصاحب ہین مین ایکدن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اورنگ گئی تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تانین مار رہی ہین آج تو انکا گانا سنیے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہو کہ ویسا نہ ہو کہ برق قتل ہوجائے ایسے عیار کا قتل ہونا مناسب نہین لہذا گل اندام کا گانا ہو اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت منتین کین تو خواجہ نے طرف اورنگ کے دیکھا اورنگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا سناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے سادہ ہوا تب خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

سر تہ مست جاتا ہی راہ عشق مین منصور کا
ٹھوکرین کھاتا ہی یان سر قیصر و فغفور کا

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا
رنگ اڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا

جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا
اے اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا

جاے خون زخم جگر سے شعلے اٹھتے ہین مدام
آگ لگ اٹھے اگر کھلوا دون کافور کا

دیکھنے والا ہون اس رشک پری کا اے کلیم
پرتو تھا حسن کا جسکے تجلی طور کا

دیکھکر صورت تری پریان کہین پڑھکر درود
واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ نور کا

دے چکا مجھ زار کو وہ عیسی دوران جواب
اے اجل تو ہی مداوا کر اب اس رنجور کا

ساعد سیمین سے زیب اس دست رنگین کی ہوئی
پنجۂ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے زار کو
بعد مردن خاک سے اٹھیگا پتلا نور کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ نے کہا اے گل اندام آج تو تو نے عجب کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلین تو مین قتل برق کی تدبیر بتاؤن اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیار بیان کرتا ہی کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہان گھس پڑتا ہی اور عیاری کرتا ہی اورنگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے مین آئی خواجہ نے اورنگ سے باتین کرتے کرتے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو اٹھا کر زنبیل مین رکھا اور اورنگ کی شکل بنکر پکار کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہان آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہی آشوب اٹھکر کمرے مین آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہان گئی اورنگ نقلی نے کہا کہ مین نے اسکو اپنے مکان پر بھیجا ہی کتاب ساحری منگائی ہی دیکھون خداوند قدیم بمقدمۂ قتل برق فرنگی کیا فرماتے ہین اس حال کو سب نے لکھا ہی یہ کہکے باتین کرنا شروع کین کہا خالہ امان گلوری تو کھاؤ تمہارا منھ خشک ہو رہا ہی یہ کہکے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری کھلائی بیاسا جو حلق سے آشوب کے اتری کلیجے مین آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری مین کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہین پہچانا الفقیر عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر برم
رنگ از رخ بیخانہ با اختر برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر برم

یہ سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑلون لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اسکو بھی اٹھا کر زنبیل مین رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ مین نے لڑکی کو قصر جمشیدی مین

بھیجا ہی کتاب ساحری منگائی ہی کہ اُسمین حال دیکھون جب تک شراب کا دور چلا ہو لالہ ہشیار کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ اے لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے کہا جاسکے کہ سب کو شراب پلاسکے لالہ رخسار نے کہا کہ اے ملکہ عالم وہ دشمن آپکے خاندان کا ہی عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہی جو عیاری کرسکے مین نے سحر کردیا ہی جب بیہوشی لائیگا میرا سحر اسکو خبر پہونچائیگا میرے جلسے پر تو حال کھل گیا تھا اور جبکہ جب قصد کرون تو حال مخفی رہسکتا ہی یہ سنکر لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہا یا کہ ملکہ آشوب تیرے قتل کی درپے ہین برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا لگا ہنسنا اُلٹنا پلٹنا شروع کین کل شراب مین بیہوشی ملاکے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرایا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب برق نے کنیزون کا دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب دست درازیان کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا ساحری و جمشیدی آئے ہین دو قدم چلی اور گر پڑی کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہین مین اُنکی بلائین لون وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دو تین قدم پر جاکے گری کوئی دوڑ کر درخت سے لپٹی پکار رہی ہی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کہان چھپے ہین کتنی دیر سے تلاش مین تھی یہ کہکے بیہوش ہوئی اس طرح پر طرز نو سب کنیزین گرین اور گرکر بیہوش ہوئین خواجہ و برق خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مگر برق کی زیور پر نگاہ ہی کسیکی انگوٹھیان اُتارین کسی کے چھلے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضارا گلنار سرو قد مان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے سنبل سرو پر قمریان کوکو کر رہی ہین وہ عاشقان محبوب کے پکار رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ اے گلنار سرو قد ہوشیار ہو جاؤ جلد جاکر مدد کرو کہ عمرو تمہاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہی عمرو نے صدہا جادوگر قتل کیے گلنار گھبرا کر اُٹھی اور اپنی ساحری تھیلی سے نکالے آئینہ جو دیکھا یہ تو نظر آیا کہ عمرو باغ مین قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا بیپروا ہوکے اسکے ملنے ہوئی وہان آئینہ سے باہر ہوئی ایک گوشے مین ایک کنیز دیکھکر بھاگی تھی اسکے پیچھے دوڑا جاکر اسکا بازو کاٹا اس وقت

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پہ خنجر مارا سر اُسکا کاٹا ہو کپڑے اُتار لیے ہیں کہ آسمان سے لرزہ ہوا او سارہ بان زادے تیا میری بیٹی کو لیا کیا یہ کہکے زمین پر آ رہی زمین پر وہ خنجر مارا عمرو کے پاؤن زمین سے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو اٹھتی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہی کوئی مالک پکارتی ہی جو اُٹھتی وہ روتی ہوئی اٹھتی گلنار کہتی ہی کہ ارے آشوب کہاں ہو خواجہ کہتے ہیں کہ اُسکو بھی کاٹا کیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر ہتھڑ پیٹتی ہو کہتی ہی کہ او ظالم تجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہیں کہ خنجر مار لیے اُسی کے سر پہ پڑیگا میں نیچ جاؤنگا وہ میرے جسم میں پیوستہ ہو آپکا حربہ زبردست ہو ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہو خواجہ پریشان ہیں کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہو کر اپنے پیدا کرنیوالے سے رجوع کی پکارتے تھے کہ اے کارساز و اے بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچا لے۔

نظم

از حجاب جان چو روے روشن آن جانان نمود	شد فدا خورشید و جان قربان ستارہ ان نمود
گاہ بشکل گل بگلزار جہان شد آشکار	قد موزون گاہ بشکل سرو در بستان نمود
از ہدایت کرد اندر دل روشن چراغ	گمرہ راہ طریقت را رہ عرفان نمود
دشمنان حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد	ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود
داد مفلس را حسنہ گنجینہ لعل و گہر	حق مہیا جملہ سامان بہر بے سامان نمود

بیقرار ہو کر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہوجیے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک ناگن سبز رنگ گال کالے کالے دونوں گالون میں گلوریان ٹھنسی ہوئی ہیں پہونچی ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ایک جوتا کہیں رہ گیا ایک پاؤن پر پڑا ہو ایک میں جوتا لٹکتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہو پکارتی ہوئی کہ بی بی ادھر آئیے آپکی صاحبزادی ایک کوٹھے میں کھڑی ہیں کہتی ہیں کہ اماں جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہیں دیتیں ایک دن وہ تھا کہ جھٹ جھٹ گھسک لیتی تھیں آج بات کا جواب نہیں دیتیں میرے ساتھ کیا غرور ہو اس نگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہیں تھا ہوش یہاں بیٹھی ہیں آپکے بلا لیے جائیے گلنار دونوں جو بات سنی سینے سے عمرو کے اٹھی سامنے اس کنیز کے گلے لگا کر لے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہیں منہ سے نہیں بولتی

گلنار اس سے بچی کہ لکر بیٹھی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق

لقب ہی مرا برق خنجر گزار | کہ استاد ہین خواجہ نامدار | تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون | کرون سیکڑون کوس کی راہ طی | ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
دہر کا یہ میرا پہرا رہا | تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا | یہ برق دم غریب ہی شرق ہی
چھلاوہ ہون میرا نام بھی برق ہی

گلنار جو مری کنیزین بھاگ گئین باغ سارا جل گیا عمرو نے ایک گوشے مین آکر اورنگ اور آشوب کو زنبیل سے نکالا ایک ستون سے باندھا فتیلہ نغز بیہوشی کا دیکر آواز دی کہ اے آشوب و اورنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہی اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اور اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونون مطیع اسلام ہوئین دونون نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بجان و دل قبول کی ہم کتاب سامری کے مطلب سے بخوبی آگاہ ہین اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہرچند کہ طلسم کشا کو بڑی سختیان ہین اہل طلسم کی کمبختیان ہین خواجہ نے دونون کو رہا کیا دونون کو ساتھ لیکر لشکر ایرج مین آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کہیے قبلہ و کعبہ کیا کیا عمرو نے دونون جادوگرنیون کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہوے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے کہا کہ جہان تک کنیز جانتی ہی وہان تک رہبری کریگی اُن مقامون پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا حضور کوچ کرین ایرج نوجوان نے اس صحرا سے کوچ کیا چار منزلین بخیر و عافیت طی کین پانچوین منزل مین آکر اُترے بارگاہ استادہ کرائی ایک بارگاہ مین ملکہ آشوب و اورنگ اُترین گردش کر جادوگرنیون کا پہرا شام کو ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے خواجہ ابھی تک حاضر خدمت نہین ہوے سب سردارون نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گوائیے ایرج نے کہا کہ خواجہ کی طبع ہی کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائین برق نے خواجہ سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمایش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہین ان غدارون نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ابکی مرتبہ سود کچھ بھی نہین سوجھتا اُن لوگون نے خط لکھے ہین اسکا جواب کیا لکھون اسکا کوئی جواب دینے والا نہین اگر کچھ دلوائین تو کیا مضایقہ ہی

کہ دو چار شعر گا دوں وہاں دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا میں ایرج کا نوکر ہوں مجھے فرصت نہیں شاپور نے جاکر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے میں بیٹھے ہیں سیکڑوں باتیں آپکو سناتے ہیں ایرج خود اٹھکے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف لائیے خواجہ منہ پھلائے ہوئے نکلے فرمایا کبھی کہا ہے ہمارے سونے کا وقت ہے ایرج نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ میں چلیے صلاح و مشورہ آگے چلنے کا کیجئے خواجہ نے کہا کہ میں اب لشکر میں آقا کے جاؤنگا میں یہاں نہ رہونگا تجھپر آپ حکومت کرتے ہیں میں صرف اپنے آقا کی حکومت اٹھاتا ہوں ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت دربار میں آپکی ضرورت ہے بمشکل خواجہ بارگاہ میں آئے سب سردار منتیں کرنے لگے کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کچھ نقدی لیجئے ان منتوں سے مطلب نہیں نکلتا سبھوں نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی [illegible]

عارض اس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا
شرمگیں چشم کو میں نرگس شہلا سمجھا

کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا
گردش ہفت فلک کو میں ہنڈولا سمجھا

لکنت اس طفل کی میں لکنت موسیٰ سمجھا
پنجۂ مہندی کا میں اسکے ید بیضا سمجھا

سیب درختوں سے چمن کے جو وہ موزوں دیکھا
سرو گلشن کو قد یار کا سایا سمجھا

گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
تجھ بنا اے شوخ میں گلزار کو صحرا سمجھا

بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یاں آکر
اس کی جا میرے ویرانے کو گلشن سمجھا

لالہ و گل پہ گمان اس رخ رنگین کا ہوا
سنبل باغ کو میں زلف چلیپا سمجھا

اس مسیحا پہ تصدق جو کیا پا گئی جان
ماش کے پتلے کو میں خاک کا پتلا سمجھا

شیفتہ جب ترا پریوں کو بھی دیکھا میں نے
خاتم دست سلیماں ترا چھلا سمجھا

بنگلی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا
دار منصور کو میں نٹ کا تماشا سمجھا

گلشن دہر میں شبنم کی طرح قانع ہوں
قطرۂ آب ملا تو اسے دریا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کیے کعبے کے طواف
قیس آہوئے حرم کو سگ لیلا سمجھا
وہ غنی ہوں کہ زر و سنگ برابر ہیں مجھے
خاک و اکسیر کا میں ایک ہی رتبا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہاں کی اکرنگ
زاغ بھی آیا نظر تو اسے عنقا سمجھا

خواجہ گا رہے ہیں اس طرح سے ہنگامہ گرم ہے پیش سے کہ خواجہ دل توڑ کر گا رہے ہیں اور لے نئے طور سے بجا رہے ہیں سامعین محو ہو رہے ہیں کہ دفعتاً یہیں آشوب کے ہنگامہ سے ہوا گرد بارگاہ اندھیرا فوج غم و الم نے گھیرا کنیزیں جو نکل کر بھاگتی ہیں جس قدم خیمے سے نکالا اتنے کہ بجلی گری آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار کنیزوں کے سر کٹ کر گرے فریاد فریاد کی صدائیں بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سنا اٹھ کر دوڑی آ کے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا چھایا ہوا ہے بجلیاں کڑک کڑک کر گر رہی ہیں کنیزوں کے لاشے لوٹ رہے ہیں بعض گھبرا کے بھاگیں درختوں کی آڑ میں چھپی ہیں بعض غاروں میں گریں ایک عجب ہنگامہ ہے یہ ہنگامہ دیکھ کر ملکہ آشوب نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا لے اب بچ کے کہاں جاتا ہے یہ کہہ کے جھولی میں ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اسکے ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اسکے ایک طائر کلان پشت پر ہزارہا طائر بارگاہ اٹھائے منقاروں میں دبائے ہوئے صحرا میں آ کر اول وہ طائر کلان اترا اسکے بعد وہ سب چھوٹے طائر پروں سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار اٹھا کے کچھ کہتا ہے وہ طائر منقاروں سے صحرا کو پاک کرتے ہیں کہ پھر وہ طائر کلان اپنے پروں کو ہلانے لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پر رکھے ہوئے صحرا سے نمایاں ہوا پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحر اہتمام سواری کرتے ہوئے نوبت و نقارے بجتے ہوئے علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے قریب بارگاہ آ کر وہ ساحر تخت سے اترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہیں وہ ضرور سحر کرینگی آخر کس واسطے اور کس دن کے لیے اطاعت کی دابنے تھے کہ بڑے بڑے مکاروں سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا زور دکھائیگا شاہباز طائر درستہ آواز دی کہ ای آشوب تجنے بڑا غضب کیا شریک سلطانان ہوئیں

تمھارے بارے میں قدرت حکم قطعی دیکھے ہیں کہ سر کاٹ کر اسکے بالاے کوہ زبرجدی لاؤ میں قدرت سے دعا کر کے آیا ہوں کہ سر دونوں کے لاتا ہوں یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزوں کو اُنکے مقام پر اُتارا اپنی بارگاہ میں روشنی کرائی خدمت امیر نوجوان میں حاضر ہوئیں تمام کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طلایہ دار برائے مقابلہ سرکار آیا ہو گا تیرا سر میں لیجاؤنگی عمرو نے آشوب کو الگ بلایا کہا کہ اے آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا اپنے کو مخفی کر دو آشوب نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا آشوب و اورنگ غائب ہو گئیں خواجہ برق کو ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خود بصورت آشوب اور برق کو بصورت اورنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوئے لشکر میں آکر داخل ہوئے ہرکاروں نے آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہیں شاہباز نے چند وزیروں اور امیروں کو حکم دیا کہ استقبال کرکے دونوں کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو پہونچے تھے کہ دیکھا وزرا و امرا آکر پہونچے بہ اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلئے آپ کو شہنشاہ بلاتے ہیں عقاب کج باز کہ شاہباز کا وزیر بھی ساتھ تھا راہ میں پوچھا کہ کیوں ملکۂ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہیں ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے تھے عمرو نے جا کر ہمارے ملک میں ایسی قیامت برپا کی کہ سواے ساتھ آنے کے کچھ نہ بن پڑا شاہباز نے سحر کیا میں انکی خدمت میں حاضر تھی کیونکر دفع کرتی آخر ہم دونوں نے آپس میں صلاح کی کہ چل کر شاہباز سے ملیں اب ساحر زبردست آیا ہو اس سے مل کر لشکر ملکۂ نیرۂ اعظم کو تباہ و برباد کریں صحراے گرداب نشان تک نہ جانے دیں اگر یہ لوگ صحراے گرداب نشان میں پہونچے ہر چند کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہو کہ ان لوگوں کو جینے نہ دیگی عقاب ملکہ آشوب سے باتیں کرتا ہوا سراپا کو دیکھکر کھٹکا ہو رہی سوچتا ہو کہ یہ دونوں شریک نیرۂ طلسم کشا ہوئیں پھر کیا سمجھ کے آئیں پہلے نہ سوچیں کہ ہفت پیکر سے دشمنی کرکے کہاں رہیں گی جنکے ساتھ فوج دریا موج ہو پانچ پہاڑ فوجوں سے بھرے ہیں حیران اپنے مقام سے نکل پڑیگا اگر کروروں مسلمان ہونگے تو بلوہ کرکے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہیں ہو یہ تو نہیں سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہیں ہو مگر یہ دل سے باتیں کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہین ہے انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا تاکہ شاہباز سے سب دلیلین بیان کرین کہ اے شہنشاہ مناسب یہ ہے کہ آتے ہی ان دونون کو گرفتار کر لیجیے ایسا نہو کہ سرکار کے ساتھ دغا و دست کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب و اورنگ زنقلی آکر پہونچین شاہباز کو آکر سلام کیا شاہباز بڑا سے تعظیم اٹھا کہا کہ اے ملکہ اگر تم نہ رہتین تو ایک سحر مین لشکر پیرہ طلسم کشا کا خاتمہ ہوتا مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہے کہ تا بہ طلسم کشا جاؤنگا اسکو گرفتار کر لاؤنگا تمہاری کیا صلاح ہے آشوب نے کہا کہ میرے نزدیک تو اسمین فلاح ہے کہ ہم تم سب مل کر لشکر پر حملہ کرین یعنی طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہے شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے تھین مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکہ عالم کیا ناچ گانا تمھارے ناپسند ہے تو آشوب نے مسکرا کے کہا یہ گانا بے تال ہے اسنے چلا کر جوابدیا کہ بی بی جو چاہا کہدیا زبان سے اور تو معلوم ہوا بیشک ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آ بیٹھین کہا کہ بی گانا سنو یہ کہکے یہ غزل شروع کی غزل

حقیقت مین اسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا
وہ فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا تھا

شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے
سرھانا پائینتی تھا پائینتی میرا سرھانا تھا

نہ دی آرائش گیسو نے فرصت بات کرنے کی
مقابل آئینہ تھا ہاتھ مین کاکل کے شانا تھا

جو مر جاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ لکھوانا
ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا
ہوا تیر افگنی کا شوق جسکو مین نشانا تھا

یہ حسن و عشق سے منظور تھا صانع عالم کو
مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

کبھی رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی
یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا
ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا

بڑھایا کیون مرض اپنا کیا کیا تو نے او نرگس
ان آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا

ازل سے الفت روے حسینان آب و گل مین ہے
مزاج اپنا لڑکپن مین بھی اوستا عاشقانا تھا

چھڑایا از رہ بیداد آسمان نے اسکا در ورنہ
یہی مسکن تھا ہمارا اور اسکا آستانا تھا

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائن ہاتھ چومنے لگی کہا کہ حضور کیا کہنا ہم تو نقل بھی آپ کی نہیں کر سکتے مگر عقاب پیچ باز اور زیادہ کھٹکا اُسنے کان میں شاہباز کے کہا کہ حضور آشوب میں یہ کمال کہاں شراب میں بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے فوراً گلابی میں بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی عنایت ہے آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹوں سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کرکے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونوں بلا میں پھنسے دیکھیے کیونکر بچائیں برق بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا خواجہ اس جام کو لے اندیشۂ انجام لیے گئے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے کھایا وہ دافع دارو سے بیہوشی تھا پاتو آنکھوں میں سرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف تھا کئی جام عمرو نے یوں ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوشی تاثیر نہیں کرتی عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اسکے پیرون نے اسکو بچایا اب ظاہر میں سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اٹھی کہا کہ شاہباز تم شب کو سحر کرنا ہم اسکو پورا کرینگے اور نہیں تو آگر اسباب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات نہیں کنارے تمکو آگاہ کر دیں اس طور سے تدبیر کرو گے تو یہ لشکر طلسم کشا ہو تمہارا کچھ بات نہیں ہو شاہباز اٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرتا ہے مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا آشوب نقلی شاہباز کو گوشے میں لائی کہا کہ اے شاہباز رات کو جادوگرنیاں طلایہ پھرتی ہیں جو سحر کھو گئے جادوگرنیاں کامل و اکمل ہیں گلیوش بلا سے روز گا ہی ضرور دفع سحر کیجیو دن کو سحر کرو یہ باتیں کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہے اسکو منع کرو کہ ہم خلوت میں باتیں کر رہے ہیں یہان نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقہ کمند کے گلے میں ڈالے حباب مار کے بیہوش کیا اور شاہباز کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا منہ پر ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ اے وزیر خلوت میں آؤ کچھ کہنا ہے عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ میں نے اُسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ نکل آئے شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اُسنے سر نکالا عقاب اُس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو بھی حلقہ کمند کے مارنے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل میں شک آگیا ہو اتنے عرصے میں برق نے اور
سب پر رنگ جمایا شراب کا چرچہ کیا دو چار ساغر گردش کر کر جام لبریز کر کے کہا کہ او صاحبو ہم بھی پئیں گے
پہلے جام سادہ آپ پی چکا پھر آمیختہ بدارو سے بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے
نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہو گیا سمجھے کہ برق نے رنگ جما لیا دست درازیاں آپس میں
ہو رہی ہیں عمرو نے آتے ہی سب کو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اٹھے اور اٹھ کر گرے بیہوش ہو گئے
خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان میں سوزن دی سب کو ستونوں سے باندھا شاہباز و عقاب
کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو
پروردگار عالم کی کہ میں نے تجھکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اس
پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک کلمہ کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا اور اس
معبود کو سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرہ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ میں بھرا تمہارا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتار کرو
جسنے تمکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالونگا اور تمہاری
فوج کو لیجا کر باندھ کے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہیں لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہو کہ سب
سردار میرے گرفتار ہوئے اب میں کیا تدبیر کروں یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ میں صدق دل سے
تمہاری اطاعت کرتا ہوں عمرو نے ایک کوڑا مارا تازیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا
شاہباز بلک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر
کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہ ہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا خوشی جان سے
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ میں بصدق دل مطیع اسلام ہوتا ہوں شمشیر بیشہ صاحبقرانی کو
تا بمقدور اسے گرداب نشان پہونچاؤنگا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے
سوزن نکالی شاہباز قدموں پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجئے گا
شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے دو گھونٹ میں آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز بہت
قرضدار ہوں ادائی سود میں مجبور و ناچار ہوں شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات کے حاضر
خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب بیٹھو خدمت میں ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جا کر
ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر مطیع اسلام ہوا خدمت میں آتا ہو انتظام استقبال کا کرو

و اورنگ و توسن و کمیت کو روانہ کر کے برق نے جاکر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا فرط غیظ سے چہرہ سرخ ہو گیا آشوب و اورنگ و گلپوش و توسن و کمیت کو اشارہ کیا کہ براے استقبال شاہباز طائر درجاؤ کہ خواجہ نے جاتے ہی اشاری شکل پر شاہباز کو مطلع کیا شاہباز سمجھا کہ رہا ہو کہ یہ باتیں قبلہ و کعبہ پر موقوف ہیں کیا عیاری بن پڑی جاتے ہی شاہباز کو مطلع کر لیا آشوب اورنگ و گلپوش وغیرہ سب ساحروں کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آکھڑے ہوئے دیکھا کہ گرد اڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس ساحر صاحب تخت کو گھیرے ہوئے پیچھے پیچھے ڈیڑھ لاکہ ساحروں کا لشکر آشوب کو دور سے استقبال دیکھا شاہباز نیچے تخت سے کود پڑا ملاکر آشوب سے بغلگیر ہوا خواجہ ساتھ ہیں سب سرداروں سے آشوب نے شاہباز کو ملوایا بہ اعزاز و اکرام تمام لاکر بارگاہ ایرج میں پہونچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز تخت پر بیٹھا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہاں سے کوچ کریں یہ وادی ریگستان مشہور ہے یہاں حوالی میں ایک پہلوان رہتا ہے مشہور صحرا نشین اسکا نام ہے اگر اسکو خبر پہونچی تو فوراً براے مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اُسے خود پیغام بھیجیں گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہے مگر وہ نہایت زبردست ہے غلام کو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہے تم خود جاکر اُسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منہ سے نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں شاہباز اسی وقت پر پرواز پیدا کرکے پاس مشہور صحرا نشین اپنے بیشے میں بیٹھا ہے چار سو پہلوان حاضر ہیں کہ ہرکاروں نے اُسکو خبر پہونچائی عرض کی کہ اے پہلوان دوران و اے رستم زمان آپکی حوالی میں آکر نبیرہ صاحبقران فروکش ہوا قدرت سے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جاکر نبیرہ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اترا تھا مگر اُسنے اسکو عیاری کرکے ایسا تسخیر کیا کہ وہ لشکر ایرج میں پہونچ گیا اب ایرج یہاں سے کوچ کریں گے حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوے یہ سنکر مشہور صحرا نشین نے ایک چیخ ماری ڈیڑھ لاکہ جوان کشتی گیر لنگوٹ باندھے ہوئے آواز اپنے مالک کی سنکر سب حاضر ہوئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے کہا جلد تیار ہو اور گینڈا ہمارا درست کرو ہم مقابلہ میں نبیرہ طلسم کشا کے جاتے ہیں یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر درآ کر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ اے سعادت حسب خداوند کیونکر آپکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہوں کہ نبیرۂ رستم بصد شوکت و حشم آپکے بیشے سے گذرا چاہتا ہے میں نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام قبول کرلی اب آپکو اختیار ہے ایرج آپکے مقابلے کا مشتاق ہے اُسکو بھی پہلوانی کا دعوی ہے لقا کا خدا سا ہے مگر قدیم رستم کے خون کا پیاسا ہے کئی مرتبہ لقا کو شکست دیچکا ہے ہومان پایا اُسپر جا پڑا تھا اس جوان سے جان بچالے ہیں طرفہ سب ایسا جوان بیٹا تھا اُس کا کہ اپنے زمانے کا دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طرفہ سب و طہماس ایسے میرے چیلے ہیں چالیس کوس کے گرد میں کسی کی مجال نہیں کہ آج تک اکھاڑا کھودتا یا پہلوانی کو جاری کرتا چالیس جوان بیٹھے ہیں ان لوگوں نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا کھودا اُستاد بنکے بیٹھے ہیں سنے جا کر کسی کو دوپہر میں زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا شام ہوتے ہوتے زیر کرلیا گیا نبیرۂ رستم ان سب سے زیادہ ہے شاہباز نے کہا اس گنہگار سے کوئی مراد نہیں حاصل ہوتی اب آپ مقابلہ میں آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ و جلال دیکھیں گے میں تو اُس شہریار کا غلام ہوں دل و جان سے میں نے اطاعت کی تمہیں خبر کرنے آیا ہوں میں نے تو تابعداری اختیار کی میں حیران ہوں کہ یہ طلسم کشا نہیں ہیں انکا یہ جاہ و جلال یہ فوج یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے میں نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت میں پہونچا مشہور نے کہا کہ میں فوراً آتا ہوں آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہوں کہ کس رنگ پر ہے کیا خیال ہے کیا جاہ و جلال ہے شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اُسی وقت گینڈے پر سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُنکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کروفر سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہے زمیندار سے وہاں کے کہلا بھیجتا ہے کہ آج ما بدولت کو فروکش ہوتے ہیں دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو اُسی وقت زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کردیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گاؤں لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہے یہاں شاہباز نے آکر ایرج نوجوان سے اُسکا تکبر و غرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہے

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہیں جانتا اب وہ آتا ہے غلام کو بھی بڑا خیال ہے مدت سے وہ یہاں رہتا ہے سیکڑوں قریے اسنے قبضے میں کر لیے کوئی کچھ نہیں کرسکتا اگر یہاں کے بادشاہوں سے فریاد کی تو ان لوگوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا کون لے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاءاللہ وقت پہ سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پہ فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہیں چھکڑوں پر لدی ہوئیں اس کروفر سے آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جابجا اترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر کے چھانٹے جائیں اور وہی سب ساتھ جائیں لگے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحروں کا لشکر ہمارے ساتھ میدان کارزار میں جائیگا غیر ساحروں سے کہدو کہ تیار رہیں اور ساحر لوگ علیحدہ رہیں کوئی صاحب ساتھ نہ جائیں شاپور نے لشکر میں حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ لشکر غیر ساحران کس قدر ہے وقائع نگاروں نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہیں شاپور نے عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہے ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اسکے پڑیگا شاہ بہار نے عرض کی کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار میں ہونا ضرور ہے تنہا غلام کافی ہے ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے مگر خبردار کسی بات میں دخل نہ دینا شاہ بہار ظاہر ڈر سے عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤں شاہ بہار نے اسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب میں مشہور ہے کہ مشہور صحرا نشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہے پہلوان ہلکر رہے ہیں ملازمان ایرج کو انتشار کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف میں مشہور ہے چار پہر رات وہی ہنگامے میں بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑہ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان ضیا شعاع ہمراہ میدان تیغ زبرجدی میں آکر خم مارا ادھر سے یہ دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوکر نقیبوں نے نقابت کی گرکٹ کرکا کہکر بیٹھے کہ مشہور صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا گینڈا دوڑنے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلاکر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و دوزبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر میں سواے ایرج کے اور کسی کو نہیں چاہتا ایرج لے کرہ بن شتر صفت سے بڑھا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا اسپ مرکب آتشیں کہ سرین و کوہ کفل کے گلے میں سونے کی ہیکل کھٹکتی مثل غنچۂ گل طرارہ بھر کے چلا کلا نہ مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا

بقول مصنف صفت اسپ تصنیفات مصنف کتاب ہذا

قمر وصف توسن رقم کیا کروں	کہ شبدیز فلک کا پالنگ ہی	طرا ہی عجب رنگ شکلوں سے
رسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی	تڑپتا ہو میدان میں سیماب وار	صبا نام رکھوں تو بے ننگ ہی
ہر اک نعل ہی ہیچ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہی	قدم کی روانی کو دریا لکھوں
وہ کوہ گران ہی پہ پاسنگ ہی	نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وسعت جہاں کی بہت تنگ ہی

تین چھلانگوں میں گھوڑا سامنے مشہور کے آکر پہونچا آپس میں نگاہ دوزاں ہوے تین قدم گرد ہم کر افشرا اور پانچ قدم گینڈا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ آئینہ رخسار پر پڑی آئینہ وار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکار اٹھا کہ اے جوان میری تلوار کا بار تجھ سے نہ اٹھیگا یہ مجھکو ثابت ہوا کہ تو سر دیتا ہی سر کو ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا چاہتا ہی کے مقابلہ میں آیا ابلیس پلید جانتا ہے مجھے معاف کیا ایرج نے جواب میں فرمایا کیوں اسقدر غرور کرتا ہی شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہیں وار کر یا لات و منات پر لعنت کر اور ہفت پیکر سے بیزار ہو مطیع دین یزدان پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گینڈا بڑھا کے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی ساعت چلی چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تقریباً مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور شل اپنے گرڈ گر کرایا آواز دی کہ اے جوان تو نے غضب کیا دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہیں تونے میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بیدریغ ہی ہلال حیات مردان عالم اسکا نام ہی یہ مشہور خاص و عام ہو اگر پہاڑ پر ہاتھ ماروں تا بہ تیغ کاٹ ڈالے پہلوان مار ڈالے دل میں درد کا نام نہیں اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہہ کے تیغ نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت تھا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دوں آہ دل مظلومان کہوں یا برق جہندہ نکلی

خبردار خبردار کہکے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغۂ دو دستہ سکندری کو نیام سے کھینچا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بقوت صاحبقرانی ہاتھ مارا مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈال دیا ایرج نے اسکا گریبان پکڑا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دو شیر ببر لڑا کرتے تھے جوان مشہور پکڑ لیتا ہے ایرج تڑپ کر نکلتے ہیں اور جس مقام پر ایرج پکڑ لاتے ہیں وہ پارہ گھٹنا لیتے رستے ہیں کہ زرہ پارہ پارہ ہو جاتی ہے پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہیں آنکھ آنکھ کے مشہور ایرج نوجوان سے شام تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا جبکہ شہنشاہ زرین پوش نے فوج اوتابان سے شکست کھائی قلعہ مغرب میں جا کر روپوش ہوا مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے بڑھ کر ہاتھ اٹھا فرمایا کہ کیا ارادہ ہے مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہے ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہیں ہے جب لڑتے ہیں ایک سے فیصلہ کیے بغیر نہیں پلٹتے یا تو اسکو زیر کرینگا یا ہم تیغ غالب آئینگے تب میدان سے پلٹیں گے مشہور نے کہا کہ میں ہرگز رات کو مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سپر شمشیر اٹھائی ایرج نے بھی قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا کہ آؤ تلوار چلے جب تک فیصلہ ہو جائے کشتی میں دیر ہوگی مشہور نے جواب دیا میں کسی طرح مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹنے ہی جاتا بہتر ہے کل صبح کو میدان میں آتا ہوں نیزہ و شمشیر آپس میں چلیگی جو ہونا ہوگا ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گھوڑے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر میں جا کر اکیلا بارگاہ میں آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ میں تنہا بیٹھا بیقرار رونے لگا آنکھیں اس کے روتے روتے سرخ ہو گئیں عیار اسکا بیان شبگیر چھپتا ہوا آیا دیکھا کہ سب اسکے نقیب باہر ہیں آقا اکیلا اندر ہے پہرے والے سے کہا کہ جاکر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہے امیدوار ہے کہ باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھیجو بیان شبگیر اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اس حال میں دیکھا کہ آنکھیں سرخ سر جھکائے بیٹھا ہے بیان شبگیر نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی کہ میں حضور کو نہایت متردد پاتا ہوں ہر چند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہوں مگر کچھ کہہ نہیں سکتا مشہور نے کہا کہ اے یار وفادار میں بڑا سے مقابلہ نبیرۂ رستم میدان میں رہ گیا وہ کل فنون سپاہ گری میں تیغ غالب ہے شام کے ہوتے ہی میں پلٹ کر آیا اگر وہ نہ آتا تو تمام عمر

کہ عیار میرا پیمان شاگرد موجود ہی کچھ فکر کریگا اگر تجھ سے ہوسکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اُسکو قتل کرون اُسکے خون سے ہاتھ بھرون ای پیمان ہو سکتا ہی کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے پیمان نے کہا کہ غلام بیشک گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجب طرح سے مقابلہ کیا دل بھر الجھ الجھ کے لڑے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پر پڑتے ایرج کے سامنے وہ پیچ کبھی آپ نے نہین کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ای عیار طرار دیکھنے مین وہ جوان ہاتھ پاؤن چھوٹے چھوٹے رکھتا ہی معشوق وضیع ہی مگر زور آسمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہی اس وجہ سے وہ پیچ اُسپر نہ بندہ سکے یہی سمجھو خوف ہی کہ کل کا [illegible] وعدہ کیا ہی ایسے اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت پیچ باندھتا ہی کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہی عیار اُٹھا باہر آیا عیاری سے آراستہ ہوکر ایک ضعیفہ کی شکل بنا لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے اُنھون نے بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین مگر جلدی جلدی چلی آتی ہی برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار مکار ہی جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھکر پیمان گھبرا گیا نام تو سنتا تھا کہ برق بلاے روزگار ہی برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو پیمان نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہی کئی دن سے گھر نہین گیا مین اُسے دیکھنے آئی ہون برق نے کہا کہ کس رسالے مین ہی پیمان گھبرایا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین نہین جانتی برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کردون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا اُدھر پلٹی برق نے حلقہ کمند کے مارے پیمان نے سبک ہوکر جست کی حلقہ اسکے کمند سے دور جا کر گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہاں جاتا ہی پیمان بھاگا برق نے پیچھا کیا پیمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر طرف لشکر کے چلا پیمان برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش مین آیا تھا مین نے اُسے ٹوکا کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو پھر حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ مشہور کا عیار ہی وہ عاجز ہوکر گیا تھا اُسی نے عیار کو بھیجا ہی شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

ملعون آ کے یہاں پھر لشکر مین داخل ہوا چاپیجا دو کانون پر ٹھہرتا ہوا آتا ہے بہت لوگون سے پوچھتا ہوا پشت بارگاہ ایرج پہ آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو بدوئی عطر کی دی پوچھا کہ آقا سے نادار تمھارے کیا کرتے ہین ہمارا مال وہان بکوا دیجئے تو آپ لوگون کی بھی خدمتگاری کرین ایک خدمتگار نے کہا کہ مین کمیدان کے پاس تمھین لے چلونگا دس پانچ تولے بک جائیگا اس خدمتگار کے ساتھ یہان چلا دو کانون کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پہ یہان نے حلقہ کمند کے خدمتگار کو مارے خواب مار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ ایرج آیا خدمتگارون مین ملکر اندر پہونچا دن بھر بیٹھ اٹھ کے آسنے کاٹا شام کو جب چپی پہ تقسیم ہونے لگی تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چپی پر میرا پہرا ہے تین خدمتگار اور چوتھا یہ قرار پایا چپی پہ ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گلوریان کھلا کر تینون خدمتگارون کو بیہوش کیا اپنے مقام سے اٹھا کچھ نکالا دارو سے بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگا دیا ایرج نے جب سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مار کر بیہوش ہو گئے آسنے دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر پشتارہ باندھا اور عیاری مین باندھکر اب حیران ہے کہ کس طرف سے نکلون طلایہ کی آواز کان مین آتی ہے دروازے پہ نگہبان بیٹھے ہین باتین کرنے کی آواز آتی ہے آخر پیچھے سے بارگاہ کے آکے سراچہ چاک کیا نکلا پاسے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہین طلایہ آتے دیکھا خیمہ کی آڑ پکڑی کہین بیٹھ گیا کہین لیٹ گیا کہین دوڑ کے چلا کہین ٹھہر گیا اس طرح بیٹھتا اٹھتا جاتا ہے شاپور اپنے خیمے مین پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے آنکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہو کہ آقا کو کوئی لیجائے برق کہین گئے کہ ای شاپور بڑا افسوس ہے بیٹے تمسے کہدیا تھا تمنے انتظام نہ کیا یہ سوچکر اٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہے دروازے پر نگہبان بیٹھے ہین شاپور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہے نگہبانون نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہین جی مین کہتا ہے کہ ای شاپور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہین پھر باعث تردد کیا ہے پھر خیال مین آیا کہ چلکر دیکھ تو لین آخر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہے پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پہ نہین ہین

چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چہار جانب دوڑے شاپور جو گرد بارگاہ کے پھرا ایک مقام پر سراغ جاک پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا بیہان لشکر سے نکل چکا تھا شاپور نے دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بردوش جاتا ہے خیال میں آیا کہ للکاروں پھر سوچا کہ اسکے پیچھے چلو آگے آگے بیہان جاتا ہے جیسے قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہے بیہان مشہور رات بھر انتظار میں عیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ زنگ کی آواز کان میں آئی تو کھٹکا ہو گیا دروازے بارگاہ سے آکے دیکھا کہ بیہان پشتارہ بردوش آتا ہے پکار کر پوچھا کہ اے بیہان شیر یار دوباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے بیہان کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاپور بشکل جلاد پہنچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر میں بلوا ہو گیا کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے کہا کہ اسکو ہوشیار کر عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دام مکر میں گرفتار کرکے لایا ہوں یہ ہوشیار ہو گئے تو آفت برپا کرے گا آہنگروں کو بلائیے اسی وقت آہنگر آ گئے ایرج کو سلاسل میں طوق کیا اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانہ زنجیر میں غل ہوا ایرج بل کے اٹھے سامنے مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم کو بمعرفت عیار کے گرفتار کرایا ہے جو تجھ سے ہو سکے وہ ورنہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد حاضر ہو شاپور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی قتل کروں ایرج نے کلمات سخت و سست کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لے یہ خاموش نہیں ہوتا برابر سے گفتگو کرتا ہے کچھ اسکو خوف جان نہیں ایرج نے کہا کہ مردان عالم موت سے کب ڈرتے ہیں شاپور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا اے جوان ادھر تو دیکھ ایرج نے جلاد سے آنکھ ملائی پہچان گئے کہ میرا عیار آ گیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر کوسے کا خط دیا شانوں میں رگڑا آواز دیتا ہے کہ اے افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ملے ہاتھ یاروں کا سر اسکا اڑا جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نوجوان نے نعرہ کیا۔ نظم

شعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز من
اگر بہ بازار عشق افتد طرف مست من
بر سر دار فنا خانہ تو غائے من
پاک ز نازم زدا چو پیلوں دشمن

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیرِ عشق | بشکنم این بند را وقتِ جنون یکسست | قید کو توڑ کر مثل تارِ عنکبوت کے

پھینک دیا شاپور نے پیچھے ہاتھ میں دیا ایرج نوجوان مصروف جنگ ہوئے مشہور بھی اپنے مقام سے اٹھا للکارتا ہوا کہ ای جوان کیا غضب کیا قید مردانِ عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ نہ چھوڑونگا اپنے ملازموں کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کیا تھا اسپر یہ غرور مشہور نے طرف بہمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہا رے اپنے شاگردوں کو بلا کہہ دون میں اسکو گرفتار کریں بہمان جست کر کے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور بہمان سے خنجر چلنے لگا کئی حلقے کمند کے بہمان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹ لیے آخر اسنے یہ فقرہ کہا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہے شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہے یہ فقرے ہمارے گھر سے نکلے ہیں دیکھ تیرا سر کٹا چاہتا ہے پشت پر حریف آگیا بہمان پلٹا شاپور نے شیر دل نیمچہ مارا کہ سر بہمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بہمان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً جست کر کے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے آواز دی کہ یارو خبر لو آقا اکیلا گھرے ہیں سات ہزار سوار لیکر شاہباز طائر دوڑ آپڑا ایرج نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اسکا لیا مصروف جنگ ہوئے شاہباز بھی سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرم مصروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ پر جا کر گرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہباز نے وہ تین گولے کئی مارے اندھیرا ہوگیا کافر کٹنے لگے بھاگتے ہیں مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ میں سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اسنے بڑھ کر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا اکھاڑو سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر مشہور کا زخمی ہوا گھوڑے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور میں بھی بے نظیر ہے فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہے بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا بارگاہوں اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے الفتح و فیروزی پکارا داخل لشکر ہوئے مشہور جو بھاگا تو اپنے مقام پر آیا فوج والوں سے کہا کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں بالا سے کوہ زبرجد کی جاتا ہوں خداوند سے جا کر فریاد کرونگا کہ اپنے ساحر کو روانہ کریں کہ جو ایک ہی ساعت میں ان سپہ کا خاتمہ کردے اسی طرح گھوڑے سے پیر سوار زخمدار سر سے خون بہتا ہوا کہیں سے نکلا

خون آلود صحرا اون کو طی کر کے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہی جو مشہور کو اس حال سے دیکھتا ہی پوچھتا ہی کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہی کہتا ہی کہ یارو کیا کہوں عجب آفت مین ہوں قدرت کو کچھ فکر نہین اہل طلسم کے پہنچنے کا ذکر نہین طلسم کشا کا دن بدن زور بڑھتا جاتا ہی یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ مین چار لاکھ فوج ہی ساحر زیادہ غیر ساحر کم خود بہادر سمجھا ایسے دیو سے مقابلہ کیا مین اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کیا اسکے عیار نے اسی وقت اسکو رہا کیا جنگ مین زخمی ہوگیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہوں یہ کہتا سنتا بمشکل بالا سے کوہ زبرجدی آیا تصویر سنگی باتین کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند سوا اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپکو فکر ہی پوتا طلسم کشا کا اس والی صحرا سے عشرت خیز تک آگیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا تصویر نے آواز دی اپنے ملک مین جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرۂ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس والی مین قدم نہ رکھیگا چند ساحر اسکے ساتھ شریک ہوگئے انھون نے یہ زور اسکے شکمین لا کو اے نبیرۂ طلسم کشا اپنے عظم وشان پر ناز کرتا ہی ایسا ساحر سمجھون کہ جو جاکر زمین ہلادے مگر تو اپنے مقام پہ جا مشہور کوہ سے اترا جہان ٹھہرتا ہو وہان لوگ گھیر لیتے ہین آخر جان بچا کے بھاگا ایک لفظ مین سب کو آگاہ کرتا ہی کہ یارو مین زخمی ہوا مین نے شکست فاش کھائی قدرت سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا بیشہ کے باہر نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہی اول آمد کی گلپوش اترین تھوڑی دیر کے بعد کوس و کبیت بھی آئے سے شادیانہ بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور دیکھکے گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ یہ بھی پریشان ہورہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اے شہریار لشکر نبیرۂ طلسم کشا آگیا تمام جنگل فوج سے معمور ہی ایسا نہ ہو نبیرۂ طلسم کشا آجائے تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ مین قدرت سے کہہ آیا قدرت نے مدد کا وعدہ کیا ہی مین اسی کا انتظار کرتا ہوں یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے چھینٹا نازل ہوا برق کی رعد کی گرج برق کی چمک سے ابر چھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پیدا ہوا ایک ساحر آیا

نہایت حسین دریا سے جواہر میں غوطہ زن دونوں ہم شکل رشک نسرین و نسترن پشت پر دو لاکھ جادوگرنیاں طاؤس زرین بال پر سوار بازو لجاوہ قمری سے زیر ران ہزار ہا آتشین پر ساحران غدار وہ ساحرہ آکر اسی صحرا میں اتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اس محبوبہ ملکوت کا دیکھا بیتاب ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ آپ تشریف لائیے جی چاہتا ہے آنکھیں فرش کروں ڈال کر پاؤں پکڑ آنکھوں سے لگاؤں توتیا سے چشم بناؤں میری عجب کیفیت ہے قلب کی یہ صورت ہے کیونکر ضبط کروں ضبط نہیں ہوسکتا کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑکا کر رہا ہے نظم

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہوں تجھ سے کہ ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھا
یوں تو جایا کیے ہر سال مہینوں لیکن
ایک نوشہر کی میں اک چاند سا ٹکڑا دیکھا
عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی
مر کے دم نکلے پہ دیدار تمہارا دیکھا
کبھی بالوں کو سنوارا کبھی سر مونڈایا
آنکھ ملتے کے سوا سینے میں جو چھرا دیکھا
ہوں وہ کافر کہ مسلمانوں نے اکثر جس کو
پھونکتے کعبہ میں ناقوس کلیسا دیکھا
جان بلب ہوگیا دو روز کی فرقت میں تری
اپنے بیمار کا احوال سمجھا دیکھا
کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جاں آج تو تونے اُسے اچھا دیکھا
بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمہارا دیکھا
آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق
کوٹھے کے بیچ میں کتنے مجھے کس جا دیکھا
افترا تجھ پہ کیا ہے یہ دراندازوں نے
سجدہ میں نے کسی کو نہیں ایسا دیکھا
آپ کیوں کرتے ہیں ہر روز نظارہ بازی
میں نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا
اُٹھ گیا اُسکا دوپٹہ جو ہوا سے اک بار
صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

مشہور رہے تھے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیوری پر بل ڈال کر جواب دیا کہ اے مشہور رہنما تمہاری مدد کو آئی ہوں تم ایسی باتیں کرتے ہو جان دینے پر مستعد ہو خبردار یہ خیال دل سے نکال ڈالو میں ابھی جا کے نبیرہ طلسم کشا کو پکڑ لاؤں دیکھوں کون کون جادوگرنیاں جمع ہیں کہ ہمارے دشمنوں نے ہنگامہ مچا ڈالا ہے سب ساحر شکایت کرتے ہیں کہ ایک گلگیر بہت تیز ہیں ایک آنکھ کا اشارہ اس پر کافی ہے دیکھوں تو کیا داغ لگاتی ہیں اور اگر ایسی باتیں منظور ہیں تو رخصت ہوتی ہوں

کل صبح کو طلسم کشا تمپر بلوہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیشے مین آگ لگا دیگی بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہجاؤ گے مشہور کھڑا ہوگیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ ای ملکۂ عالم فقط نگاہ لطف کا امید وار ہون آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہین کہ اس حوالی مین کوئی ہمسر میرا نہین ہی فقط مین نے نبیرۂ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کہائی اگر بتو شاہ قدرت سے عرض کرون تو میرے تمھارے نسبت پختہ کرادین خود قدرت تمکو سمجھا دین تین سو قصبے میرے قبضے مین ہین ان سبکو آپ پر نثار کرون ایک ایک کنیز کو مرتبۂ افسری دونگا وہ خدمتگذاری کرین کہ آپکو رضامند کردین کسی خدمتگذاری سے منھ نہ پھیرین ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی باتکا کیا جواب دون خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ مین نہ آنا ورنہ مین بہت بیزار ہونگی یہ کہکر بارگاہ استادہ کرائی لشکر اپنا اتارا ملکہ داخل بارگاہ ہوئین اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر کنیزون کو حکم دیا کہ [illegible] آراستہ کرو کنیزون نے اسی وقت تخت بچھا کے اسپر پھول رکھدیے پیالون مین پانی بھر کر رکھا کہا کہ ای ملکہ توسن چالاک خرام آئیے ہوا خنک تیار ہی توسن چالاک خرام اپنے مقام سے اٹھکر تخت پر آکے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اچھالتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ ای ہوا سے تیز اپنا رنگ جما اپنی کیفیت دکھا کیوات دیر کی ایک ہوا سے سرد چلی ادہر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین دورہ سردارون کا بندھا ہوا ہی یہی ذکر ہو رہے ہین کہ ملکہ گلپوش اپنے مقام سے اٹھین توسن وکیسا نے پوچھا کہ کیون حضور کہان چلین گلپوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئین دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مادیان مشکین زین ولجام سے آراستہ کلانچان مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہی ملکہ گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کر لاؤ کنیزین اسی طرف چلین دیکھا کہ وہ مادیان خود اسی طرف آتی ہی کنیزون کے سر فرا کے سامنے گلپوش کے آئی سر جھکا کر کھڑی ہوئی اشارون سے معلوم ہوتا ہی کہ گویا کہ رہی ہی کہ مجھپر سوار ہو جیئے ملکہ اچک کر پشت مادیان پر آئین باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان الٹی پلٹی طرف لشکر توسن سے چلی فضا سے کا شاہیانہ طائر دوسرے سے اٹھ کر یہ شکار گیا تھا ادہر سے پلٹا ہوا آتا ہی دیکھا کہ ملکہ گلپوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہی اور گلپوش کا چہرہ سرخ آنکھین ہین آنسو بھرے ہوے باگ پر ہاتھ نگارین گھوڑی بھاگی ہوئی جاتی ہی شاہیانہ نے کہا آرام جان گلپوش کدھر جاتی ہی

بادبان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ بادبان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب شاہباز پکارتا ہی رہا اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہیں جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش نہیں رکتی شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ اے شاہباز مجھے کیوں روکتا ہیں نہ رکوں گی مجھکو توسن جیا پاک حرام نے بلایا ہے مجھے وہاں جانا ضرور ہے اوسنے مجھکو بلایا ہے یہ کہکے گھوڑی کو اڑایا دیوار آہن پر کوڑا مارا دیوار آہن گری گلپوش نکل گئی شاہباز عرصہ تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن جیا پاک حرام کی بارگاہ میں گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھوں سے گجرے پھول کے دیجئے کہا کہ یہ ہاتھوں میں پہنو گلپوش نے ہاتھوں میں پہنے توسن نے ایک طوق بھی گلے میں اوسکے ڈالدیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا اب سب نے دیکھا کہ گلے میں گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہے ہاتھ میں ہتھکڑیاں ہیں زبان باتوں پر آگئی توسن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش نے غنچہ کو زبان پر رکھا آہستہ کہا ارے زبان میں سوئیاں پڑ گئیں توسن نے گلپوش کے منہ پر ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکو قیدخانے لیجاؤ اوس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جا کے کہا کہ منہ شاہپور شیر دل زبان سے سوزن نکالوں اپنے ہوش میں ہو گلپوش نے اشارہ کیا فوراً شاہپور نے زبان سے سوزن نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پر جا کر وہی گجرے کہ جو توسن نے دیئے تھے وہ اوج لشکر پر توسن کے پھینکے پھول برسنے لگے جس پر پھول پڑا وہ جل کر رہ گیا لشکر میں غل ہوا توسن نے باہر آ کے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہیں جس پر پھول گرا وہ جلا کنیزیں کہنے لگیں آگ برس رہی ہیں لشکر میں ظلم ہو تو توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی میں ہاتھ ڈالا ورق ساحری نکال کر دیکھا اوسمیں نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہیں تھی شاہپور شیر دل تھا گلپوش کو رہا کر کے لے گیا توسن نے جھولی میں ہاتھ ڈالا کچھ پاش کے واسطے نکالے طرف آسمان کے پھینکے شعلہ اوسمیں سے آتش پیدا ہو کے پھول جلنے لگے سب پھول اسنے جلا دئے غصہ میں چہرہ سرخ ہو گیا کہنے لگی کہ دیکھا بڑی عیاری کر گیا مجکو دھوکا دیا گلپوش کو میرے قید سے آ کر لے گیا پہلے سے میری کنیزوں میں کیونکر ملا اسوقت انتظام کرنے لگی اسی عرصہ میں طرف بارگاہ کے

جاتی ہی کہ اودھر سے مشہور یہ تماشا دیکھکر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم غلام نوبت بجان و کار دیا مستحق لطف ہی ایک نگاہ محبت اس طرف اٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہوئی جاتی ہے چاہنے والا بہت بیتاب و بیقرار ہی نظم

آج پھر اس شوخ نے فقرا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب اپنا ہاں رگڑا کیا
میں بھلا کیونکر کہوں تمکو برا
کیا کہوں اس عشق میں کیا کیا کیا
شب کٹے ہیں ان بتوں کے پیش ناز
فکر نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کر دیا اے شوخ قیس
آ بھی جا یہ جان کو صدقا کیا
ای شب فرقت نہ کر تقصیر غارت
دل سے اپنے عمر بھر الجھا کیا
عشق افشاں جبین یار میں
آپ نے انشا کیا او لا کیا
اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدہ امروز بھی فردا کیا
کیوں اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
برق کے مانند میں تڑپا کیا
اسکو بھی سکتا ہوا دیکھ آئینہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوئے مشق ستم لب آپکو
جب کلیجا اپنا ٹکڑے کا کیا
لاگ پیدا کرکے اب جلاد سے
سر کو کچھ او غیرت لیلا کیا
سوز فرقت نے شرارت مجھکو کی
میں نے منہ تیرا نہیں کالا کیا
اس صعوبت سے شب فرقت کٹی
خاک چھانی کی طرح چھپانا کیا
عشق نے پھر سلسلہ پیدا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اسقدر آئے ہیں کیوں غصا کیا
وہ کہتا ہی خدائی کرکے یاد
دیر تک حیرت سے منہ دیکھا کیا
خاک چھانی ہر دون تنکے پیچھے
پیٹ کر منہ اپنے یاں نیلا کیا
ہو گرہ موئے کمر کی ناف پہ
جان کھوئی ہاے دل نے کیا کیا
معرکے میں عشق کے سر کا نیاز
ابن مریم کی طرح مانگا کیا
زلف جاناں نے دیکھی یار کیا
دانت پیسے آہ کی نالا کیا
تھا مناسب ترک عشق یار رند

ملکہ تو نشہ میں بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے بگڑ کر جواب دیا کہ کیوں ای دیوانے ہمیشہ تجکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن میں نہیں آتا بیہودہ بکے جاتا ہے ہم ابھی جاکے شاہپور کو لاتے ہیں یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کوسوں میں اترا ہوا تھا یہ سنکر آگ برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازار رعیت میں ہنگامہ پڑ گیا دوکانیں چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے جو خیمہ سے گھبرا کے نکلا آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ منہ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہے جہان آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بیگناہ خدا جان سے مارا گیا یعنی آگ کی طرف بارگاہ ایرج کے چلی یہاں ایرج نوجوان بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ اول

پہنچ

شاپور آکر پہونچا سحر میں مبہوت ہو کے گلپوش کا جانا بارگاہ توسن میں اور توسن کا مسلسل و مطوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کرنا ہی برق و خواجہ عمرو بھی بارگاہ میں کھڑے تعریفیں کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ ای شاپور کیا کہنا خوب عیاری کی کہ [illegible] ہو رہے ہیں ملکہ گلپوش آکر پہونچیں ایرج کو سلام کیا گلپوش نے شاپور کے ہاتھ آنکھوں سے لگائے کہا کہ ای شاپور ماشاءاللہ خوب اسکو پہونچایا شاہیار بھی تعریفیں کر رہے ایرج نے بہت بھاری خلعت منگوا کر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ ملائی کہا مہتر جناب اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفیں کر رہے ہیں کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو میں تمہارا مثل نہیں کیا مزے سے عیاری کی ہی کس لطافت سے گلپوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد و الامان کی آواز آئی ہزارہا جادوگر دوکاندار غل مچاتے ہوئے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے پکارتے ہیں کہ ای آقا [illegible] اس آگ سے غلاموں کو بچائیے گلپوش نے کہا کہ ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آگئی شہر سوزندہ جو ہوئی ہی اسوجہ سے بہت شور ہی شاہیار نے کہا کہ حضور باہر چلیں حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف گلپوش اور پشت پہ [illegible] شاہیار پہلوان شاپور بھی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوئے کہ ای فرزند تمہارے پاس کوئی تحفہ ہی اپنے کو ان ساحروں سے بچاؤ ایرج فرماتے ہیں کہ میرا تکیہ پروردگار پر ہی جو معبود چاہیگا وہ ہوگا یہ باتیں کرتے ہوئے ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا میں پھولوں کے غوطہ مارتے ہوئے آتی ہی گاتی بھی ہوئی سینے پہ جو بہار نار پستان [illegible] سبزہ دل ستان جہان پاؤں رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ میں تاج سر شاہان عالم ہوں [illegible] زلفیں عارض پر بل کر رہی ہیں معلوم ہوتا ہی کہ چشمۂ نور پر [illegible] سیاہ لہرا رہے ہیں ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن جادو باخرام نے دیکھا کہ خود نوجوان [illegible] پشت پر اس کی تیغ و علم سے ایرج نوجوان چلے آتے ہیں نگاہ جو توسن کی پڑی تیر مژگان جو کھا [illegible] شاہ ایرج کے [illegible] زلف جمع تھے تو وہ دل پر اپنے عشق کی ہوئے [illegible] نکل گئی ایرج نے ہاتھ پکڑ لیا ہاتھ میں ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ میں توسن [illegible] دولت [illegible] ہاتھ آگئی [illegible] کہ آپکی زیارت کی [illegible] شکر کہ مشرف ہوئی

یہ سنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دے سکی سر جھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ مین آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ بھی لیکر سامنے بیٹھا رنگ روپ سے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہوئی مگر خاموش ہو جانتی ہے کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منھ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو شاپور نے سازندون کو بھی اشارہ کیا ساز ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

دیکھ کر دامن صحرا کو چمن یاد آیا
سیر غربت مین جو کی ہمنے وطن یاد آیا

ہنسنے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا
پہنی پوشاک سلامت تو کفن یاد آیا

جانے والون پہ عدم کے نہ ہمین وقت کیونکر
ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا

گل کو دیکھا تو بنا عارض رنگین کا خیال
غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا

لیکے تیشہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی
شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا

یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا

تیرے کوچے کا تصور مجھے وقت مین بندھا
قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا

خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا
سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا

باغ مین بھی نہ ہمین اس رشک چمن کو بھولا
زرد گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا

بولتے بولتے کیون ہوگئے خاموش یہ رند
کس پری کا تمھین انداز سخن یاد آیا

ملکہ توسن نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہین ایرج نے کہا کہ یہ وہی نرگس کنیز ہے ملکہ نے کہا کہ میان شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ مین تمھاری گرفتاری کو آئی تھی اسی شہر یار مشہور نے بہت پریشان کیا تو آپ یہان سے کوچ کرنا کسی طرف صحرا سے گرداب نشان کے تشریف لے جائیے اگر صحرا سے گرداب نشان و صحرا باد انگیز فتح ہوے تو طلسم کشا کو بڑا نفع پہونچیگا آپ جلدی کیجئے کنیز آپ کے ساتھ ہے یقین ہے کہ بہت سی [illegible] میری ذات سے نفع پہونچیگا صحرا سے گرداب نشان مین پہونچا دونگی اور اسکے بعد [illegible] بدل آپکی اطاعت کرینگے بڑا نفع [illegible] کو پہونچیگا لیکن سرکار دولتمدار نے [illegible] مفصل مشہور کو

پہونچائی کہ ملکہ توسن پر اسے گرفتاری عیار گئی تھیں جا کر ایرج پر عاشق ہوئیں اب دربار میں خوش بیٹھی ہیں یہ سنکر مشہور آگ ہو گیا کہا کہ ابھی جا کر سر اس کمینہ بریدہ کا لاتا ہوں میں جم کر ایرج سے نہیں لڑا مغرور ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب تک سمجھتے سکتے ہیں یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا یکہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا فوج والوں نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہے سب پہلوان گینڈوں پر سوار ہوئے بارادۂ رزم و پیکار چلے لشکر ایرج آمادہ ہوا ہے کہ سب نے دیکھا گرد آرای مشہور صحرا الشیاطین تیغ برہنہ ہاتھ میں گینڈے پر قہقہے مارتا ہوا نمایاں ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا کھڑے کھڑے ہی معرکے میں گرد بلند ہوئی ناگاہ اسکے ساتھ والے بھی آ گئے جسکو جہاں پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سپاہ لشکر جان بحق ہوئے لشکر میں غلغلہ بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہے ہر شخص گردان شاپور دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہریار مشہور صحرا الشیاطین مع لشکر آپکی فوج پر آ گرا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہے کہ بارگاہ میں آئے حال توسن لشکر بہت شعلہ آیا جھلا کے اٹھ کھڑا ہوا کہ چلا ہے کہ توسن و ایرج کا سر لاؤنگا مراد اسکی یہ ہے کہ اسے کو بارگاہ میں پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھیں میں ابھی جا کے اسے سمجھا کے دیتی ہوں کہیے وہ اپنی فوج کے خود سر لائے جس طرح کہے اسکو پلٹاؤں یہ کہکے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو میں جا کے اس بد دماغ کو سمجھائے دیتا ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ ای شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحروں نے چاہا کہ ساتھ چلیں ایرج نے منع کیا کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ میں بیٹھو میں بہت جلد آؤنگا یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوکر بارگاہ سے نکلا اور پکار کر کہا کہ ہاں یارو کیوں بھاگے جاتے ہو جو تمہیں مارے تم بھی اسکو مارو یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ ایرج بن قاسم عالیشان

ملک ایرج آن آفتاب سپہر
کہ صاحبقران نیم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
نزول قضا در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
نگاہ و زمین تیغ دین بہم
نہال گلستان صاحبقران
منم صفدر و صف شکن پہلوان

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے تھم کر پلٹنے لگے ہر مقام پہ تلوار چل رہی ہے کیا ان ور سالدار اپنے اپنے مقام سے آگے بڑھ آئے یا تو پلٹیں

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جمایا پھر ہر سے علم کے کھول لیے جنگ میں مصروف ہوئے تھوڑے عرصے میں مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانوں کے لاشے جابجا خاک میں پڑے ہیں ریت جو زخموں میں لگی ہے پھڑک رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو چاہا تھا وہ نہ ہوا لاشے پہلوانوں کے دیکھکر مشہور حسرت خیز باتیں کر رہا ہے کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشۂ جانستانی شمشیر برہنہ ہاتھ میں پہلوانوں کو قتل کرتا ہوا آتا ہے لیکن جدھر جا پڑے کافر بھاگ گئے نظر آتے ہیں مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گینڈے کو ہٹاؤں کسی طرف نکل جاؤں مگر ایرج سے مقابلہ نہ کروں ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہاں جاتا ہے بڑا تجکو ملکہ کے آنے کا رشک ہوا او بیجا حلوا خوردن را روئے باید شو کہتے شاید یہ کہکے قریب پہونچے تھے کہ مشہور ریس پڑا ایرج نے وار اسکے خالی دیے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اب فوج مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر اسکے مقابلے میں پہونچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ اے شہریار میں آپکی اطاعت کرتا ہوں دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے سے بہت جھلایا گینڈا آگے بڑھا کر مقابلہ ایرج میں آیا کبھی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر دیجور کی پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چاہا کہ پیچ دیکر زمین پر ماروں دیجور نے آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیوں لڑتے ہو میں نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت کی اب لشکر والے دیجور کی پشت پر ہوگئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے سب سرداروں سے ملوایا دیجور بھی آکر دنگل پر بیٹھا دربار سرداروں سے معمور ہے ملکہ توسن چابک خرام ہواوے تخت شاہبازہ میں کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہیں سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ توسن سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصہ سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاء اللہ آج کوچ کیجیے طرف صحرائے گرداب نشان کے چلیے معرکۂ عظیم پڑیگا گرداب جادو بڑی ساحرہ مکارہ ہے اگر خدا اُس سے جان بچائے تو بڑی بات ہے اُسکا سحر نہیں کرامات ہے ہفت پیکر کو اسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہے اپنے مقام پر کہتا ہے کہ بادولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہے وہ بلائے روزگار پرکالۂ آفت ہے ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لگا دینگی ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحروں کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملکہ توسن چابک خرام و گلپوش کو کیا اس گروفر سے لشکر ساحران و غیر ساحران آراستہ کر کے اسی طرف صحرائے گرداب فشان کو چلے اب حال خیریت مآل شاہزادہ نور الدہر تحریر کرتا ہوں کہ یہ جو آوارۂ دشت ادبار ہو کر چلے ایک صحرائے خارستان میں گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے میں ٹھہرتے ہیں تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نور الدہر دیکھ رہے ہیں کہ جنگل سے ایک شیر پیدا ہوا دھاڑ کو مار کر شبرنگ پر جا پڑا اُسنے چاہا کہ بھاگوں شیر نے آکر گردن لی چھاگل ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے بڑھ کر چھاگل اُٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھر دوں نہیں معلوم کیا شے دیکھی سبحان اللہ کہکے چشمے میں پھاند پڑا نور الدہر حیران ہوئے کہ طہماس کیوں چشمے میں پھاند پڑا نور الدہر اپنے پرپوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہے ایک قصر عالی آراستہ ہے طہماس ایک نازنین کے پہلو میں بیٹھے ہیں شبرنگ ساز ہاتھ میں بجا رہا ہے نور الدہر حیران ہوگئے طہماس کو پکار کر آواز دی ای ہرزہ پیشہ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری رفاقت سے منہ موڑا نازنین کے پہلو میں جا بیٹھے طہماس بوس و کنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا کہ ای شہریار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نسترن باغ پیرا آپکی بہت مشتاق ہیں نور الدہر نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا چاروں ٹپلیاں جوڑ کر نور الدہر کو لیے ہوئے چشمے میں جا پڑا نور الدہر بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی میں پایا ایک نازنین نہایت حسین و مہ جبین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن حسن و جمال میں یکتا نسترن باغ پیرا نام مقبول طبائع عاشقان خاص و عام مقام صدر پر گرد کنیزیں ایک معشوق سبزہ رنگ پہلو میں طہماس کے ایک پہلو میں شبرنگ کے بخواہش تمام بہ شوق مالا کلام یہ غزل بیٹھا گا رہا ہے نظم

ہنگامہ گرم آہِ شرر بار نے کیا رسوائے خاص و عام دل زار نے کیا
سوداگران ہجوم خریدار نے کیا دل سرد سیہ گری بازار نے کیا
ستھراؤ تیغ ابروِ خمدار نے کیا میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
جن بن کے لپٹا سر سے نہ اترا کسی طرح دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہوں بازار دہر میں
بدنام اسکو کرتا ہوں رسوا ہے آپ کو
صید ہاکر وہ نگا گیسوئے خمدار کی قسم
اے بادشاہ حسن ہوا تجھ پہ وہ فقیر
جھگڑا ملا کہیں مجھے نہ جلایا گیا نہ دفن
کھا کے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہوں
تا حشر تھی نہ شب ہجر میں سے ازبر شہ زبان
دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
پان ہو تو شغل کیجیے دانتوں کا ٹک
لے یار سیر باغ جو کی میں نے جا کے نیم

نیچ اس طرف کبھی شہر یار سے گیا
سارا فساد یار کی تکرار سے گیا
جس روز مجھ سے دل کبھی غبار سے گیا
ترک لباس تیرے طلبگار سے گیا
ہر وہ خراب کا فرو دیدار سے گیا
باغ و بہار یار کی تلوار سے گیا
یکدم ہو حق حال جب لب اظہار سے گیا
جب اضطراب طالب دیدار سے گیا
وان زیر لب کسی کو اگر یار سے گیا
دل داغ داغ لالۂ گلزار سے گیا

غرض کس لطافت سے یہ غزل گا رہی ہو کنیزیں ہزاروں اس مکان میں بیٹھی ہیں کچھ سا ہیں کچھ دروازے پر ہیں کچھ سامنے دالان میں یکایک دروازے پر باہر ہوا ایک کنیز دوڑ کر اسنے آکر عرض کی دروازے پر چوبدار خبر لایا ہو کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقران کو بلا کر پہلو میں بٹھایا غصے میں آیا ہو دروازے پر کنیزوں کو قتل کر رہا ہو یہ ذکر تھا کہ پہلوان گینڈے سے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزوں کے روکے سے نہیں رکتا سامنے پہونچا پکار کر آواز دی کہ او کسبیہ بدذات ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو میں لیکر بیٹھی ہو دیکھ تیرے سامنے اسکا سر کھینچ لیتا ہوں اور تجھکو بھی سزا دیتا ہوں آج یہ جلسہ شادی تجھکو خاک میں ملا دونگا یہ کہکے گینڈے سے کود تلوار چمکاتا ہوا چلا نور الدہر اپنے مقام سے اٹھا بیچ میں جھپٹا سینے کے ہو پہونچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگر چہ شانے پر زخم آیا مگر نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ لپٹ پڑا صحن میں آن مکان کے کشتی ہونے لگی نور الدہر نے تیسرے پیچ پر اسکو اٹھا کے دے مارا اور چھاتی پر سوار ہو کے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہو اسنے جواب سخت دیا نور الدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھا جھٹکا دیکر گردن اسکی کھینچ لی اور اسکو نور الدہر آئے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ اے شہریار

بیٹے ظالم کی بدعت سے تنگ تھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مارا آپ ہی کا نام شنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا در اصل جہنم ہوا اسی کا انتشار کم ہوا میں نے اپنے باغ میں جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ میں چلیے یہ سنکر نورالدہر نے طہماس و شبرنگ کو ساتھ لیا چار سے کنیزیں ہمراہ اس مکان سے نکلیں نورالدہر نے دیکھا کہ پہلو سے قصر میں ایک شیشہ ہو اسی کے سامنے سے راستہ تھا جنت نشان طے کرکے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہیں ملکہ کو جو آتے دیکھا برائے تسلیم خم ہوئے ملکہ سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہیں ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہیں یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئیں یہ سب ساحر نوکر ہیں شاہنشاہ خار صحرا کے یہ ملکہ کا روانہ ہوئے جا کر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نئے مردوں کو لیکر باغ میں آئی ہیں یہ سنکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا غصے میں اٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلا اسوقت سر باغ پر پہونچا کہ ملکہ نورالدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ منعم شاہنشاہ خار صحرا او گیسو بریدہ نبیرۂ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہے دیکھ تو کیا حال کرتا ہوں ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھے فوراً آسمان سے گولا مارا وہ گولا قریب ملکہ کے آکر پھٹا اسمیں سے دھواں نکلا جس کنیز کی آنکھ میں دھواں لگا وہ منہ کے بھل گر کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منہ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلو سے طہماس میں بیٹھی تھی اسنے ارادہ کیا کہ اٹھوں شاہنشاہ خار صحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین گر پڑی جو پہلو سے نورالدہر میں تھی اسنے اٹھکے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا اسکے قطرے جو شیشہ پر گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خار صحرا نے پھینکا اس شیشے سے جو پانی گرا اس نازنین نے جو سحر کیا تھا اسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اس نازنین کے سر پر پڑے وہ بھی لہرا کر گری آنکھیں کھلی ہوئیں دیکھ رہی ہے کہ شاہنشاہ خار صحرا زمین پر آیا نورالدہر و طہماس کو بھی چکر سے گر آیا یہ دونوں جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے چاہتے ہیں کہ اپنے مقام سے اٹھیں تلوار کو پکا اٹھے اور پھر گرے کہنیوں سے خون ٹپکنے لگا ہو بیکار ہو رہے ہیں شاہنشاہ خار صحرا تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ میں ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اسکے دو ٹکڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای شاہنشاہ خاور صحرا ادھر آئیے ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آکر چھپا ہی دیکھیے وہ ظالم مجھے نیمچہ دکھاتا ہی چاہتا ہی کہ مجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خاور صحرا نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ سینے پر ابھار ایک پائچہ گھٹا سا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا سٹر پٹر کرتی ہوئی آئی ہی منہ سے گلوری گر گئی خالی منہ چلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے شانے سے خون ٹپکتا ہوا شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا آواز دی کہ اری وہ عیار مکار ہی اسی کی مکاری کا سارا فتور ہی فرزندان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کر دیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہی کنیز بتاتی ہوئی چلی کہ حضور جلد آئیے کبھی ہاتھ بانہ ہوکر اشارہ کرتی ہی کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب پہونچا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو تو مجھکو نگاہون مین کھائے جاتا ہی دیکھ مجھکو گھور گھور کے نہ دیکھ میرا خون ہلکا ہی گھٹا جاتا ہی ابھی کل بخار اترا ہی آج پھر یہ کیفیت ہی کہ تو گھور گھور کے دیکھتا ہی آنکھین جھکا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہی اسی جانب گھور رہا ہی لہنگا پھر پہنا چاہتا ہی کنواری بنکر نکلیگا تو کیونکر اسے روکیگا یہین سے سحر کر کہ زمین اسکے پانون تھام لے ارے کمبخت مین ڈرتی ہون کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو مین تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلاد صفت پیدا ہوتے ہین اگر اسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ وزاری کرینگے اور اسکو ترس نہ آئے ہزارہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے انکو کسکا خوف ہی ایسا بے درد کوئی فرقہ نہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہی اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک سحر مین بیکار کرون کنیز کھل کھل ہنس رہی ہی ہاتھ سے بتاتی ہی کہتی ہی کہ گولہ پھینکو زمین پانون اسکے تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہی کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہی یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہی مگر مین تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہون کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ سوجھیگا آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہی کہ یہ بڑی چست و چالاک کنیز ہی آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اسنے گولہ پھینکا اس نازنین نے کلہ پتھر کا کر کے حلقہ کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈالدیا اور نعرہ کیا کہ منم شیر نگ بن عمرو یہ کہکر

خنجر مارا دیا شاہنشاہ کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اسکے سیکڑوں کنیزیں جل گئیں جو بچا باقی رہین
ملکہ نے دوڑ کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے شبرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیزی
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نورالدہر سے دیکھکر کہا کہ اے شہریار آپ بڑے صاحب
اقبال ہیں کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضہ مین کیا مین اس صحرا کی حاکم ہون چشمہ خاص آپکے
واسطے بنایا تھا پہلے شبرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیرزادی نے لیا مین اب
آپکو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کرکے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول بار نا جناب کا
پہلا احسان ہے کہ یہ بجیادت سے میری صحبت مین آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپ نے اُسکو مارا گویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت ہے کیا عذر ہے مین
آپکے ساتھ چلونگی صحرائے گرداب نشان تک پہونچا دونگی یہ کہکے نورالدہر کو لائی اور مقام
صدر پر جگہ دی گلشن طہماس کو لیکے بیٹھی شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا کوکا اسکی سبز جادو
شبرنگ کے گانے پر مائل ہے اب تو جلسہ جا سب مطیع اسلام ہوئین کہا کہ اے شہریار اب جلد
کوچ کیجے اپنے کو صحرائے گرداب نشان مین پہونچائیے آپکا کوئی ہمچشم ہے نورالدہر نے
پوچھا کہ ملکہ تمھین کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگین کہ ایرج نوجوان نبیرۂ ستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہے چار لاکھ ساحر جمع ہین اب اُنکو صحرائے گرداب نشان کا
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین فی الحال توسن جاپاک خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوئی ہے کہ اس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے وہ وہانکی واقف کار ہے اور گرداب جادو
سے رسم بھی رکھتی ہے نورالدہر نے یہ سنکے دوسرے ہی دن کوچ کیا نسترن باغ پیرا و سرسبزہ
گلشن افسر کلان نے ابر تارہ بھی تیار کیا ابر بالا سے سر آراستہ کیا اس پر نورالدہر و طہماس
و شبرنگ عیار جاتے ہین ابر کڑکتا ہوا سر پر جس صحرا مین جاکر اترے نسترن نے اُسی وقت
اُس صحرا کو چمن بہار کر دیا گلہائے سرسبز سے تمام صحرا کو بھر دیا اس زور و شور سے نورالدہر راہ
روی کرتے جاتے ہین کہ جو تھی منزل تھی پہر دن پچھلا باقی ہے ملکہ نسترن نے بارگاہ زربفتی
استادہ کرائی نورالدہر کرسی پر بیٹھے ہین طہماس ساطور خنجر مقصدی کا دستہ پر رکھے ہوئے
پہلو مین بیٹھا ہے شبرنگ سر پر رومال ہلا رہا ہے ملکہ نسترن ساشتہ کھڑی ہوئی ہے سر پہلو مین

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہین نخل خشک تر ہو رہے ہین خس و خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہے ایک ابر آسمان پر آیا ہے بوندیان پڑ رہی ہین چھڑکاو ہو رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہی شکل دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کوہی بڑے بڑے تیر ہاتھون مین دور کا بے گھوڑون پر سوار اُسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار رہا دو گز شکل رہے ہین کتنی سو کنیزین زرین پوشش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہے یہ پڑاو ان کا جا بجا نور الدہر مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس الیاس رفیق پہلو مین اُسنے عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اُتر پڑے ہین چونکہ ایک سرسبز شاداب ہے ہر جگہ لاجواب ہے دریافت کرکے جلد آ عیار اسکا نہنگ کوہی اُسکا نام اشتقاق کوہی یہان سے قریب قلعہ ہے قلعہ مہرانیہ اُسکا نام ہے وہانکا حاکم ہے اسوقت سیر صحرا کو اِس طرف بھی آگیا نہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نور الدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر بہت تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا تاجدار آپسے دریافت کرتا ہے کہ آپ کون لوگ ہین بلا تکلف ہمارے صحرا مین اُتر پڑے کہ صحرا کو پر بہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت ویران تھا شیر نگ نے کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہین سیر صحرا سے گرداب نشان جاتے ہین عیار نے آکر اشتقاق کو خبر دی اُسنے کہا انہین لوگون کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہے کل اُنکو قتل کرکے سر اُنکے خدمت خداوندی مین ارسال کرونگا لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہے کہ نسترن بانو میرا ساتھ ہے میرے قلعے کے قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہین اُنکو بلواتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُترے اور اے نہنگ تو جاکر ملکہ سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائین شاید نسترن سحر کرے تو وہ سحر آپ آکر روک لیجئے گا آپ آکر نسترن کو گرفتار کیجئے مین نبیرۂ حمزہ کی گردن اُڑا دونگا نہنگ اُدھر چلا لشکر اسنے مقابلے مین نور الدہر کے اُتارا بارگاہ آراستہ ہوئی شام کو اسنے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر شعر

علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزاں جب
ہوا میدان چرخ سے اکیلا
شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

لشکر ضیا و شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نور الدہر سوار ہوئے ملکہ لنشترن طاؤس زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملکہ پشت پر میدان میں آکر پہونچے لشکر کو بیان فرداً فرداً میدان میں آرہا ہی دھوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی گینڈے پر سوار سپر پشت پر چھپر کا چھپر دوش پر یازلاو سکہ ہوئے دو تلواریں کمر میں حمائل خنجر کمر میں نیزہ ہاتھ میں پشت پر ترکش کو جھکائے ہوئے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ لنشترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کنیز سحر کنیزیں گلشن و سر سبز پیادہ ہمراہ رکاب میں نور الدہر گھوڑا بڑھائے ہوئے سب سے آگے اشفاق کوہی حیران حیران آمد لشکر نور الدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ایک گاؤ سوار گرد کرتا ہوا سیدھا ہوا زیبا برہنگ عیار اسکا شانگیں لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ایک پیادہ طلب کیا اسنے کہ ملکہ سوسن زبان دراز تاج سر پر تمام اسباب جواہر پیکر آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکہ عالم آئیے میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ وہ میدان میں کھڑا ہی لنشترن ساتھ آئی ہیں میں نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر لنشترن سحر کریں تو آپ رد کیجیے گا اور میں نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہوں آپ قید کو نبیرۂ حمزہ کی تا یہ کہ وہ زیر جادو پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر لنشترن سحر کرینگی تو بہت بچاؤنگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان میں آکے سلحشوری دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے میں آئے تو حال معلوم ہو طہماس نے گھوڑا بڑھایا نور الدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران تم ہمارے خاندان کے قدیم سے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیوں بڑھاتے ہو اگر مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو تمہیں بلا لونگا طہماس رک گئے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پر پوشیل بڑھایا مرکب طرارہ بھر کر چلا اپنے تئیں بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر نظم

وہ ہیں مرکب جو برق یا باد
تیز گامی سے برق جیا پاس تر
طرفہ دیوانہ وہ پری زاد سے
نرمی گوش و نرمی کاکل
خوشخرام ایسے آئینہ از کہ تر
دستہ بید و دستہ سنبل

تین جھٹکیون مین مرکب مقابلے مین اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد و قامت اور صورت زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کاش پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤن گا کہا کہ ای جوان وہ جو بڑے قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اُسکو کیون نہ میرے مقابلے مین بھیجا اب تو نیزہ و تلوار و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نور الدہر نے کہا کہ پیش دستی ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر اشفاق بہت حیران ہوا کہا کہ ای جوان یہ تو مین سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی یہی تجھکو ہر مقام پر بچاتا ہوگا نہین معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے مین آیا نور الدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجئے میرے حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین نسترن کو خیال سوسن کا اور سوسن نسترن کو دیکھ رہی ہی یہی خیال ہی کہ سحر شکرین نور الدہر نیزہ بازی کر رہے ہین مگر اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی رد و بدل ہوئی آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین نور الدہر نے ایک مقام پر نیزہ کا جھٹکا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون مین غریو بلند ہوا کہ ہمارے افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تا دوابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جوکلکر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے نور الدہر نعرہ کرکے جا پڑے ۔ نعرہ شاہزادہ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند ملک در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند
بطفلی زبر آتش بر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	لقا را بیک دست برداشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے دیکھا کہ آقا اکیلا ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساتھیون کو حکم کیا

یہ کبھی پہونچا جسکے ساطور مارا مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوے ملکہ سوسن زبان دراز جرأت شاہزادے کی دیکھ رہی ہین کہ ہزار ہا کوہیون کا بلوہ ہی مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کوہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزین جو پاس کھڑی ہین اُنکو دیکھکر آواز دی کہ صبا جو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کوہی دشمن جان اور تشنہ خون ہو رہے ہین مگر کس دور سے مصروف جنگ ہین سب لڑنیوالے اپنی جان سے تنگ ہین دیکھو علمداروں نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سانڈنی سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر بھاگ رہے ہین کوئی منھ پر نہین جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی ہی شمشیر کیسی برق کی تیزی سے چل رہی ہی گھوڑے کو دیکھو کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہی جیسے ہر مرتبہ نوبت آتی ہو کہ ایسا نہ ہو اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائین تیروں کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہی تمام جسم تیروں کی بوچھار سے چھنا ہی لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت و لیاقت مثل چاکران کہتے ہین ہمراہ رکاب جرأت ہین لاجواب حقیقت یہ ہی کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہین گذرے مجکو رشک غم و الم نے گھیرا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی یہ بڑے قد کا جوان کون ہی جسنے مجمع مین پہونچا مجمع مستغرق کر دیا میدان کارزار لاشوں سے بھر دیا اب مین سحر کرتی ہون کہ کوہی بھاگ جائین افسر تو انکا موجود ہی بھاگ کر نکل جائین ہاتھ سے اس شہریار کے اپنی جان بچائین کنیزوں نے کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کہ کوہی گرفتار کر لین کہا کہ مین بھی چاہتی تھی مگر دل نہین مانتا دل کی عجب کیفیت ہی اُلفت مین یہ صورت ہی **نظم**

بے ملاقات نہ بتا سے کا عدم جانا ہو
آ چکین آ چکین صاحب کا اگر آنا ہو

قید ہستی سے رہا ہو یہ دیوانہ ہو
آج ہی آ لئے اگر موت کو کل آنا ہو

ہوشیاروں مین گنے مجکو وہ دیوانہ ہو
رفتگی دیکھیے اب آپ مین کب آنا ہو

کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جا کے طواف
ہم ہون اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو

حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے سمجھے
جو کہ کتنی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو

دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہے
سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو

نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن
وصل کیا گیسوے سنبل مین کبھی شانہ ہو

رونق افزا ہو کبھی روز جو وہ غیرت حور قصر جنت سے سوا مرا کاشانا ہو
جام کوثر لیے وہ جو ہو ساقی میرا زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی فلک ٹھوکریں کھلواتا ہے بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیریں جہاں دونوں گوارا ہیں مجھے کھاؤں میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحبت بادہ کشاں میں جو تو جائے واعظ نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر کبھی آ کے جو اک رند مرے بالیں پے ہو یقیں موت نے بھی مجھکو نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزیں ہاں ہاں کرتی رہیں مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولہ کوہیوں پر مار دیا لشکر کوہیان بھاگنے لگا نور الدہر نے تعاقب کیا ملکہ نسترن باغ بہار نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا سمجھیں کہ یہ نور الدہر جو سحر کرتی ہے طاؤس اڑا کر قریب پہنچیں آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو میں کیا کر رہی ہوں لشکر کوہیان کو بھگاتی ہوں تم کیوں گھبرا گئیں نسترن نے کہا کہ اے ملکہ کتاب تصنیف کردہ قدرت میں میں نے ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت پر زوال آ چکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او گیدی بریدہ مسلمانوں سے میل کرتی ہے دیکھ تجھ پر آفت آتی ہے ایک پنجہ آسمان سے نکل کر اسنے سوسن زبان دراز کو اٹھا لیا پنجہ لیکر چلا نسترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا نسترن نے پر پرواز پیدا کیے پیچھے اس پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوئے سوسن کو جاتا ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اسمیں پنجہ اترا نسترن آسمان پر ٹھہری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ میں اتری سوسن کو ایک نخل سے باندھ دیا کوڑا اٹھایا کہا حکم قدرت کا ہے کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہے مگر اس ساحرہ نے درخت سے باندھا کوڑا اٹھایا چاہا کہ مارے آسمان سے نسترن نے کارد سحر پھینکی کہ اس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گر پڑا اسنے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اٹھایا نسترن نے دوسری کارد ماری کہ دوسرا ہاتھ بھی اسکا

ہاتھ کٹ کے گرا پھر ہاتھ جھٹکا یا نیچہ پھینکا کڑک کر اسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے سوسن کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہیں اور ساحرہ بھی مری پڑی ہے اپنے کو نخل سے بندھا پایا زور کر کے کمندون کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی نسترن سے کہا کہ تو نے بڑا احسان کیا اس ظالمہ کے ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونون نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر نور الدہر کے چلیں کہ آسمان سے آواز آئی او نالائقو نمکحرامی پر کمر باندھی ہے اب کہان جاوگی ایک زنجیر آسمان سے گری دونون کی گردنین بندھ گئین کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر سنگی کے دست بستہ کھڑا ہے یکایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے قدرت شہ سے کیون نہین بولتے تھوڑے ہی عرصے مین ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت پیکر زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیاں گلے مین تنگ بندھے ہوئے زیر مین پڑی ہین منھ سے نہین بول سکتین آواز آئی کہ ای زبرجد شاہ یہ دونون باغی ہوئین ہمیرہ حمزہ کی شکست کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لاؤ ان دونون کو لیجا کر قید کرے پھر خداوند نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی میلے مین بروز منگل انکے قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اُسکا یہ حال ہوگا پہلو سے دیو سے ایک ساحر کہ منتظر بیٹھا ہوا دونون کو کشان کشان لیچلا ایک مکان مین لا کے قید کیا زبانون مین سوزن دی دن کو آب و دانہ نہ ملا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ نسترن کی زبان مین سوزن سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہے نگہبان اس ادا کو دیکھکر مر گیا ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ مین غلام ہون مجکو یہ غلامی قبول فرمائیے دن بھر آج تیرے پاس ہون کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت بالا علاوہ کہہ چکے ہیں اب یہ منگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا مین آپ کو قید سے رہا کرونگا مگر اکیلا اپنے نسترن سے کہا کہ تو کیا چاہنے والا ہے کہ مجکو اس مصیبت مین دیکھتا ہے اگر اس امر کا خواہان ہے زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانین گے یہ سنتے ہی نگہبان جادو نے کہ مبہوت تھا حیران حال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے نسترن کے سوزن نکالی نسترن نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالون نگہبان

منع کرنے لگا لشترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہو اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہیں تجھکو ذلیل و حقیر جانتے ہیں خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال قیرہ و صاحبقران ہیں انھیں کا ساتھ دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائینگے دیا تھا اختتام عمر طلسم گیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شہزادوں کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ بیدریغ سے کون بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن کی سوزن نکالی اور کہا کہ چل تجھکو خدمت شاہزادہ والا قدر میں لے چلیں دیکھ تو کیسے کیسے شہزادان ہیچ ہیں دیکھکر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہرچند کہ ملکہ لشترن نے سمجھایا مگر نگہبان نے نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ لشترن پر ہاتھ مارے سوزن تو ہاتھ ہی میں تھی اسنے نگہبان کی پشت پر کارد سحر ماری کہ سینے کو توڑکر پار گذری نگہبان گرا دونوں شاہزادیاں مکان سے نکلیں پر پرواز پیدا کرکے چلیں ملازمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے اپنے مکانوں سے نکلے دونوں کا پیچھا کیا پکارتے ہوئے چلے کہ ارے ان نازنینان ستمپیشہ نے ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہے جب وہ کوس نکل آئیں اور دونوں نے دیکھا کہ ساحر ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے دونوں پلٹ پڑیں جھولی سے پھول نکالے ان دونوں نے پھینک مارے ان سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال و محو دیدار ہوا صورت زیبا کو دیکھتے ہیں بیتاب و بیقرار ہوکر پکارتے ہیں کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہے کہ لائق بیان کرنے کے نہیں کیا بیان کریں

نظم

نکلا سینہ توڑ کے تیرا سے جرس بس
نہیں اس راہ میں فریاد رس بس

کبھو دل کی نہ کھنچنے پائے اس سے
جہاں بولے لگا کہنے کہ بس بس

نہ ترسا تو یکایک مار ڈالو
کروگے کب تلک ہم پر ترس بس

کسی محبوب کی ہو گور پر گل
ہماری خاک کو ہے خار و خس بس

چمن کے غم میں سینہ داغ ہے میر
بہت نکلی ہماری بس ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہوئے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے دونوں نے کہا کہ جاکر تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سب نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی جاکر تصویر کو توڑتے ہیں تم یہ کہو کہ پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونوں شاہزادیاں طرف لشکر نورالدہر کے چلیں

نور اللہ ہر فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونوں شاہزادیوں کے واسطے پریشان ہو رہے ہیں کہ کنیزوں نے خبر دی حضور بسلامت آتی ہیں نور اللہ ہر باہر نکل آئے دونوں شاہزادیوں نے آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو پر سر کوہ جا کر آفت برپا کریں تصویر پر تو ٹکٹکی لگے دیکھے اس پر وہ بچا کیا کرے کوہ زبرجد جادی پر میلہ ہو رہا ہے کہ یہ لوگ پہونچے اور دوکانیں لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافوں کی دوکانیں لوٹ لیں بزازوں کے تھان اٹھا لئے کھانے کی چیزیں اٹھانے لگے بلوا ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے زبرجد شاہ نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار جیسی مثال میلے کو لوٹ رہے ہیں اور قتل بھی کرتے ہیں نسترن و سوسن کا نام زبان پر ہے یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان تیغ برہنہ سامنے پہاڑ کے پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائیں جس پتھر پر جسنے قدم رکھا مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پر سر ٹکرا کے بکھر گیا جنہوں نے گھاٹیاں طے کیں تیسری گھاٹی پر آکر پامال ہوئے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک آئے تھے تمام ہوئے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ بندوں کو پہاڑ سے آگاہ کرو کہ جو خلاف مرضی قدرت کام کریگا پہاڑ اسکا دشمن ہو جائیگا کوہاں پر کوہٹن سنگ انداز جادو سے حکم دو کہ پسر بدیع الزمان پر لشکر کشی کر کے جائے اور انہیں گرفتار کر کے لائے اس صحرا سے آگے نہ بڑھنے پائیں ان نازنینان مہ جبین نے بڑے غور سے زبرجد شاہ نے بھی نام لیکر آواز دی پہلی گھاٹی شق ہوئی اس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر رکھے ہوئے دو گھاٹیوں سے اہل فوج نکلے تھوڑے ہی عرصے میں ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لئے ایک اژدر پیکر سواری نکلا چند اژدہوں پر اثالہ بارگاہ کا لدا ہوا اس گروہ سے کوہاں برائے مقابلہ شاہزادہ نور اللہ ہر چلا یہاں نور اللہ ہر شب کو اسی صحرا میں اترے دونوں شاہزادیوں کی رہائی کی سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ شعلہ ہائے آتش نمایاں ہوئے دیکھا کہ وہاں اژدر پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار پشت پر آکر مقابلے میں اترا دن بھر سامان جنگ میں مصروف رہا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نور اللہ ہر کو شاگردان شہرنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ نسترن نے عرض کی کہ آج کنیز شب کو دالا لئے پڑ رہے نور الدہر نہین قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی چند کنیزون کو ساتھ لیا اُن کنیزون کو گرد بارگاہ نور الدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر ٹھہری دو پہر رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کوہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چوڑا ہونے لگا ملکہ نسترن دیکھ رہی ہین اسقدر چوڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مروڑ کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور ہاتھ سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نور الدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اُس سپر پر رکنے لگے اب تھوڑی دیر کے دیکھا کہ لشکر کوہان سے ایک اژدہا نکلا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسنے کہ لشکر نور الدہر مین گھس آوے نسترن نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صحرا کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آکر آپس مین مصروف جنگ ہوا کبھی منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتے کبھی آپس مین دُم چلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہین دونون اژدرون کے جسم پر نشان بنتے جاتے ہین تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کوہان کے آیا تھا اُسپر اژدر سوار ظاہر ہوا اُسنے پشت سے کود کر اس اژدہے کے کلون مین ہاتھ ڈالا اور چیر کر پھینک دیا اب اژدر سوار پر پشت اژدر پر سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُسپر آگ برسائی تلوارین گرائین بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نور الدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا جست کی اور دہن اژدر مین سماتا پڑا کئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تب وہ اژدہا منھ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا منھ سے شعلے چھوڑنے اور دم کھینچا نسترن بھاگ گئی اژدر نے انکو کبھی منھ مین لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اُسنے دم کھینچا خیمے معہ سمیت نکل گیا ہنگامہ ہوا کنیزین دوڑ کر دربارگاہ ملکہ سوسن زبان دراز پہنچین پکارنے لگین کہ اے ملکۂ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہے ایک اژدہا آیا ہے کہ اُسنے ملکہ نسترن کو دہن مین لے لیا اب لشکر مین گھس آیا ہے ملکہ سوسن اُٹھین راہ مین کنیزون نے سب حال بیان کیا لشکر مین آکر دیکھا بیچ لشکر مین اژدر آڑا ہوا کھڑا ہے خیمے اور دوکانین پامال کر رہا ہے سیکڑون خیمے گرا دیے رہنے والے خیمون کے دہن اژدر مین گئے اور

خالی پڑے ہین زمین پر لوٹتے ہین اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کرکے دوسری بارگاہ کیطرف رخ کرتا ہے سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیون اسقدر بدعت کرتا ہے خوف خدا سے نہین ڈرتا ہے یہ بندگان خدا بے گناہ ہین جنکو تو نے اس طرح پامال کیا لشترن کہان ہے اژدر سوار نے جواب دیا کہ اے سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدر سے کود تلوار کھینچکر سوسن پر چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکی کئی پنجے پیدا ہوئے وہ پنجے آکر کمر مین لپٹ گئے اٹھاکر لے چلے جب بلند ہو چکے لوگون نے دیکھا کہ کوہان کمر مین سوسن کی پنجے ڈالے ہوے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جاکر مثل بجلی کے تڑپین پنجے سے اسکے چھوٹین دونون سے آپس مین سحر ہونے لگا اسنے کارد سحر پھینکی ملکہ نے اسے توڑا اسنے گولا مارا ملکہ نے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چمک کر اسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے کئی گولے اژدر سوار نے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اسنے گولون کو کاٹا کوہان سوسن پر جا پڑا چاہا کہ گردن پکڑ لون ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ مین ایک مار سیاہ آگیا کوہان نے اسکو چیر ڈالا طرف زمین کے پھینکا وہ دونون ٹکڑے اژدر پر گرے اژدر کے دو ٹکڑے ہوے شکم سے اسکے کئی سو جادوگر نکلے جون جون ہوا لگی قوت جسم مین آئی لشترن بھی دریا سے خون مین غوطہ مارتے ہوے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے لشترن نے سحر کیا وسط ہوا پر رک گیا سوسن برق کے مانند کڑک کر آئی لشترن نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدہا مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دوڑا کے مار لین گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹ جاؤ مین سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ مین سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اس شاخ سے کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے یہ کہکر پھینکا کہ او مبہوت یہ مثل غنچہ کے دل تنگ رہ اور مثل پتون کے ہاتھ ملا کر یہ کہکے دونون چیزین پھینکین سب نے دیکھا ہر درخت پر ہزارہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخون کو جنبش ہوئی صحرا مین بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کھڑا سحر کر رہا ہے کہ ایک نخل کلان پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اسنے پکار کر کہا کہ اے کوہان ذرا اس طرف

متوجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز مین عجب درد تھا نظم

غافلو باغ یہ نہین دلکش
آتشین زن چراغ عقل پہ ہی
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پر ہی جو سیب سیب چمن
غافلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم مین جو دفن ہوئین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین کیا جو قبا چاک

اس چمن کی ہوا سے ہین دو کر
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے مہوشان محفل درد
تب نظر آئے گیسوے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
عندلیبون کے بین ہین الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا سر پر خزان کا ڈر
گل سوسن کا ہی کبود لباس

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اس طائر نے اس طرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگا کے سننے لگا آنکھون سے آنسو بہنے لگے چہرہ تبدیل ہوگیا اور اسی عالم یاس ایک چیخ ماری پکار اٹھا کہ ای ملکہ عالم کیا اشعار سنے ہین دل پہ تاثیر ہوئی جان دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن مین آپ کا تابعدار ہون فرمانبردار ہون ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہو لیس اب یہان سے سدھارو طرف کوہ زبرجد کی کے جاؤ اور جنکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اُس تصویر کو توڑ ڈالو اُس سے قدرت پیدا ہوگی تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائین گے کیا عجب ہی کہ تمھارا رتبہ بلند کرین یہ سنکے کوہان جھوما آنکھین سرخ ہوگئین آسمان سے اترا لشکر والون کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو خداوند نے سب کو یاد فرمایا ہی اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا جھوم کر طرف کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگئے آگے افسر پیچھے پیچھے سارا لشکر چلتا ہوا طرف کوہ زبرجدی کے جاتا ہی ہر منزل پہ شب کو اتر پڑتا ہی صبح کو جو اٹھتا ہی اور نئی رنگ مزاج کا ہوتا ہی لشکر والون پر تاکید کرتا ہی کہ یارو اب جلو قدرت نے یاد فرمایا ہے سبھون کو بلایا ہی

اسی وقت لشکر تیار ہوتا ہی سب منزلین باندہ کر ساتھ ہوتے ہین اسی جوش و خروش مین دن بھر رہروی کرتا ہی ہر جنگل مین ٹھہر جاتا ہی لالہ و سوسن کو یاد کرتا ہی جہان گل و غنچے پر نظر پڑی وہین عارض یاد آ گئے ہین یہ اشعار حسرت آثار پڑھنے لگتا ہی

نظم

دام لے کے ہین صیاد ستمگر چھوٹے دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے
یون لگا لاتی ہی وہ آنکہ دل عاشق کو جس طرح سے کوئی نکہ سے کبھو تیر چھوٹے
ہی وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار دست اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے
طوق و زنجیر کا غل ہی سبھی زندانون مین قیدیون کی خیرات مین اس سال مقرر چھوٹے
دام الفت سے رہائی کا کہین کیا احوال کس طرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
تیری الفت مین رہین سب سے ملاقاتین ترک اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے
بتکدہ خانہ ہی قریب اتنو قدم رکھ کر پاؤن کی مہندی تمھارے جو نہ دلبر چھوٹے
ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے نامہ بر ہاتھیون کے پاؤن مین بندھا کر چھوٹے
صبر دل کو تو کیا مین نے غنیمت جانون جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے
تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی پردے آنکھون پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے
خوبرویون کی محبت کا برا ہے انجام تجھسے لپکا یہ کہین او دل مضطر چھوٹے
پستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے
ایسی افتاد کبھی بار پڑی ہے ای ریاس بیشتر اس سے بلا رو کر اکثر چھوٹے

اسی جوش خروش مین چوتھے دن قریب کدہ نو برجی پہونچا یہان وہی میلا جما ہوا ہی مراد و حاضر ہین سب طرف سے آوازین آ رہی ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار گیا جلد مراد مندون کی مراد دیتا ہی صاحب اعجاز و کرامت آپ ہی تو ہو سلطے وہ سبھی خداوندون کا باپ ہی ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولاد پیدا ہوئی ہین ساحری و جمشید کیسی خدائی کر گئے آخر ناچار ہو کے مر گئے اب آپ خداوند ہین ہم سب دردمند ہین کیا مرادین پوری کیا کرتے ہو دامن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو یکایک ایک بیچ مین بلند ہوا فریاد فریاد و الغیاث کی صدائین آنے لگین ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر الامان یا مولی

ہاتھ سے بچا سکتے ایک ایک ہمین دیو قتال فیل مثال ہو نقشو پیر سے آواز آئی کہ اے زبرجد زرا دیکھ تو
کہ یہ کیا معرکہ ہے کیوں ٹیلے والے فریاد کر رہے ہیں زندہ ہیں لیکن مضطر ہیں یہ سنتے ہیں زبرجد شاہ
سامنے سے نقشو پیر کے ہٹا اور نقشو پیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوہان بن کوہین تیغہ برہنہ
ہاتھ میں ڈیڑھ لاکھ سوار و پیادہ پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دور کالے گھوڑوں پر
سوار پامال کرتے ہوئے آتے ہیں جس ٹیلے کے قریب پہونچے ملتا سب پکڑ لیا اور کھینچ لیا یا ستونوں
سے گرا دیا جو جیتے میں تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یوں پامال کیا اہل ٹیلہ کا
عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہیں لوٹ بھی لیتے ہیں ہر طرح ذلیل کرتے ہیں زبرجد کو کوہان کا رتبہ
ہو کہ او بجیاو تاجدار بنا بیٹھا ہے زبرکوہ آ تیرا تاج اتار دوں تجھکو رسوا کرکے ماروں زبرجد نے
جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا پلٹ کر سامنے نقشو پیر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوندا
کوہان اپنے ہوش میں نہیں ہے ڈیڑھ لاکھ فوج اسکے ساتھ ہے سارے ٹیلے کو ویران
کر دیا ہزارہا آدمی مار لگیا دیکھیے لاشے پھڑک رہے ہیں جو زندہ ہیں وہ بھاگے جاتے
ہیں مجھکو کلمات سخت کہ رہا ہے زبرکوہ بلاتا ہے نہایت بلبلاتا ہے حکم ہوا کہ اے زبرجد
زبرکوہ جاؤ دیکھو ہمارا کیا کرتا ہے فوراً پریشان ہوگا تم راہ راست پر ہو تمہارا وہ کیا
کر سکتا ہے تم بادولت کو خدائی مانتے ہو اور وہ باغی ہو گیا ہے اسپر بلا آسمان سے نازل
ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہے تو جا کر سامنے کوہان کے یہ کہ کہ ہفت پیکر فرماتے ہیں
کہ اگر لڑائی کی ہوس ہے تو آپس میں لڑو ایک ایک کو دیکھ لے ٹیلے کو کیوں برباد کرتے ہو
خبردار ایسا آگے نہ بڑھو پیشتر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پر کج کیا ہنستا ہوا چلا
راہ میں جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیروں نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش میں نہیں
ہے زبرکوہ نہ جاییے ایسا نہ ہو کہ آپکو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کر رہا ہے کہ بادشاہ مجھکو
خداوند نے کہا ہے آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہیں وزیروں
امیروں کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد بہادر سے یہ سختی اترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہونچا
کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کدھر ارادہ ہیں آتا ہوں زبرجد نے جواب دیا کہ اے کوہان خداوند
ہفت پیکر نے فرمایا ہے کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس میں لڑو قدرت کبھی تماشا

دیکھ رہے ہیں یہ سنکر کوہان تھر تھر کانپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سنتے ہو قدرت نے
کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہیں جو ارشاد فرمایا ہے وہ بجا لائیں ہم جنگ کو حاضر
ہیں کہیے آپس میں لڑیں بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہے عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہے قریب
تھا کہ آپس میں لڑیں کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا وہ بھول گیا جوش جرأت
سے جھومنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ بہادر ہیں چڑھ چلو زبرجد کی طرف کوہان نے
گیندا بڑھایا کہ اسپر کئی پھول برسے تھے زبرجد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ
ہوکر کھڑے سے رہ گئے کوہان آکر وزیروں میر بی کہا کہ اس ماموں کو کیوں جانے دیا زبرجد کو
پکڑ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہریار ہم بے خطا ہیں وہ بھاگ کر نکل گیا زبرجد بھاگ کر
سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوند میں نے جو آپ کا حکم پہونچایا وہ
آپس کی جنگ پر آمادہ ہوئے تھے قدرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
رنگ روانکا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے میرے سب وفادار رہ گئے میں بھاگ کے نیچے کوہان
مصروف جنگ ہے ایسا نہ ہو کہ بالا کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچا اور
جہاں جی چاہے وہاں بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت پچھتائیگا زبرجد شاہ
تو پشت دیوار ہوکے بھاگا اپنے ملک میں پہونچا دارالامارۂ شاہی میں جاکر تخت پر بیٹھا اور بنا
بنانے لگا حاضرین وقت کو خبر سنانے لگا کہتا ہے کہ یہ ہفت پیکر جو چاہتا ہے کرتا ہے کیسا
خداوند ہے مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتیں کر رہا تھا کہ چھت سے تھرکے آواز آئی کہ او یاوہ گو کیا
بیہودہ بکتا ہے عذاب خداوندی میں مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زبرجد کے دو ٹکڑے ہوگئے اور
پھر آواز آئی کہ اے بندگان من قدرت مردے کو زندہ کرتی ہیں پھر برق چمک کر گری دیکھا کوئی
زبرجد تخت پر بیٹھا تعریفیں ہفت پیکر کی کر رہا ہے یہاں تو یہ کیفیت ہے وہ کوہان کو یہاں بہادر نے
آکر لپیٹ لیا کہا شیاں پکڑ کر بالا کے کوہ چڑھنے لگا پہنچوں کو ٹکڑے کرکے بالا کے کوہ پہونچا ڈیڑھ لاکھ
جوان ساتھ میں بہادر نے بھی بندوبست کرلیے ہوئے تصویر کے سامنے گئے کہ اتنی ایک تصویر کی نقل
جا بجا کھڑی میں انکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر میں گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
ذلیل او بے ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان چھپتا ساتھ والوں نے بھی بلوہ کیا

اب تو تصویر نے ایک چیخ ماری کہ دیر مین اندھیرا ہوا دھوئین نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا ایسا
دھوئین کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھ مین دھوان لگا وہ جم کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہواے
سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر تک گھس جانے کی
کوشش کی کہ جھونکا ہواے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو یہ پیدہ سحر ساختہ کر دیا تھا
قدرت نے اوس سحر کو مٹایا خود اس مقام پہ آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون تجھکو جہنم مین پھینک دونگا
دونگا تجھکو بیوجہ کیون غم و الم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہے دیر تک تصویر نے چلا چلا کے باتین
کہین وقت وہ ہی کہ نورا ادھر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین لنسترن و سوسن دست راست
اور دست چپ کو بیٹھی ہین کہ سوسن نے دیکھکر آواز دی کہ لنسترن تمنے سنا ہفت پیکر جلا رہا ہے
میرے سحر کو مٹا رہا ہی ہمنے پھولون کا سحر ساختہ کر دیا تھا اور پریون کو یہ حکم دیا تھا کہ جہان یہ
شخص ہو وہان پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اسی بات پہ آمادہ ہوے
اب بالاے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولون کو جلا دیا اب کوہان مٹا اب
کوہان کا بچنا دشوار ہی اسنے خود سحر کیا ام اسکے سحر سے بچنا مشکل ہی ارادہ ہی کہ جا پڑون مین
آواز اسکی سن رہی ہون کلمات سخت و سست کہ رہا ہی کوہان کو دروازے پر پیر کے روکا ہی
وہ ٹہل رہا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جاؤن لنسترن نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا وہ ہفت پیکر بلاے روزگار ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا مین
پھنس جاؤگی کہ وہان سے رہائی ناممکن ہوگی ملکہ سوسن کو نہ جانے دیا وہان پہ پیدا آوازین قدرت
ملے پھر دین کہ اے کوہ زبرجدی اس گنہگار کو لینا اسکا تیرے حکم مین مقام ہی کوہان اسکا نام
ہی یکایک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤن کے برابر گڑھے پیدا ہوے اون گڑھون مین سب
پیادے پھنسے گڑھے برابر ہو گئے کوہان بھی ایک غار کلان مین گرا دہن غار کا بند ہوا آواز آئی
زبرجد کو یہان بلاؤ زبرجد مردہ پھر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر حکم پہونچایا
قدرت آپکو بلاتے ہین زبرجد تعریفین کرتا ہوا اچھلا بالاے کوہ پہونچا سامنے تصویر کے آیا
عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہونگا بشرطیکہ
وہ دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانون کو عجب حال زار مین دیکھا

آپ کے پرستار جو خاص تھے انکو باغ رنگا رنگ میں دیکھا طائر زمزمہ سرائی کرتے تھے آپ کا
نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صحیح و درست ہے
فقط یہ سنتے ہی بغصہ آواز دی کہ ادب ادب خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
جو بندے ہمارے سنتے ہیں حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہیں بہشت واسطے نیکوکاروں
کے ہے اور جہنم واسطے گنہگاروں کے تجھکو کارخانہ قدرت دکھا دیئے تونے جو قدرت کو برا کہا
ملک الموت کو ناگوار ہوا اسنے تمہاری روح قبض کی روح کو زیر عرش عالی پھرایا اور عجائب
و غرائب دکھایا تعجب نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو تیغ کیا ہو کر نور الدہر کو روکے یہ دونوں
جوان طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہیں گرداب جادو وہ ساحرہ ہے کہ ان دونوں کو
ہلاک کریگی مگر کیا ضرور ہے یہیں رک جائیں وہاں تک نہ جانے پائیں کیا عجب ہے نور الدہر کو
سوسن لیجائے اور ایرج کو توسن پہونچائے یہ دونوں دربار گرداب میں پہونچیں گے
کوئی ساحر جانے راہ میں انکو روکے بیٹھ گئے پیشتر آئے ہیں انکو ہٹا دے دونوں کو آ سکے
نہ پہنچنے دے زیر جادو نے کہا کہ میں جا کے تدبیر کرتا ہوں یہ کہکر اپنے دربار میں آیا آکر اسنے ذکر کیا
کہ قدرت ہم فرماتے ہیں کوئی ساحر یا جادوگر ایسی ہے کہ جاکر نور الدہر و ایرج کو روکے جس
صحرا میں ایرج اترا ہے اس جنگل کا صحرائے گشت و خون نام ہے وہاں سے ہٹا دے اور ایرج
کو وہ نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہیں کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو میں جائیں گے لیکن
قبل سے اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہے خلخال جادو ساحروں میں سے زبردست
ہو وہ اپنے مقام سے اٹھی یہ کہکر کہ اے شہنشاہ وہ آفت برپا کروں کہ صحرا سے وہ خود بھاگیں
بھوپال جادو بہن خلخال کی یہ کہکر اٹھی کہ بہن تم جاؤ میں سحر تمہارے آتی ہوں خلخال اسی وقت
ساٹھ ہزار جادوگر ساتھ لیکر برائے مقابلہ نور الدہر چلی یہاں نور الدہر اترے ہیں صحرا پر بہار
چشمے جاری بہتے ہو رہے تھے صبح کو دیکھا ایک شیر پلنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار عجب طرح گذرا
رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہوگئے درخت پانی سے سرسبز و شاداب تھے یا پتے زرد
مثل ملہ قوق درختوں سے گرتے ہیں جنگل میں اڑتے پھرتے ہیں جنگل میں خاک اڑ رہی ہے
صحرا ویران کیا وحشت میدان لشکر نے دیکھا خبر کی کہ کہیں دانی ہو اسکی دریافت کرنے کے

آئی ہو یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہو اے شبرنگ بگولے گرد کے اٹھتے ہونگے صحرا تپ رہا ہوگا شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہو جو آپ فرماتی ہیں اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہو یہ سنکر لنترن اٹھی مسند سے کہا کہ لو میں بھی چلوں کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیے میں جا کے دریافت کیے لیتی ہوں یہ کہہ کے لنترن باہر نکلیں صورت صحرا کو دیکھکر بہت ہراسیں کہا حضور میں پہچان گئی یہ کہہ کے دستک دی صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے لنترن کے آکے کھڑا ہوا ملکہ لنترن نے کہا کہ اوسے جا کے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہو صحرا کیوں ویران ہوگیا چشمے کیوں خشک ہوئے درخت کیوں خشک پڑے ہیں وہ جوان ایک جانب کہا کا غائب ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑتا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہو سامنے ملکہ لنترن کے آکر دست بستہ عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے میں بی خالخال آکر اتری ہیں سحر کر رہی ہیں رات سے انھوں نے سحر شروع کیا ہو ابھی ختم نہیں ہوا کہ یہ صحرا ویران ہوگیا اور ابھی زیادہ ویران ہوگا آب و دانہ اس جنگل میں جانوروں کو نہ ملیگا غلام آپ کا جا کر سب سامان دیکھ آیا ہو تنہا میں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں لنترن نے اسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کنارے شاکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوئے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا وہ بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑپ پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیاں پڑیں تھوڑے ہی عرصے میں ابر پیوستہ آگیا چشمے جوہڑ پانی سے مملو ہو بہنے لگے کہ ابر پر ایک سناٹا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مینہ کا برسنا موقوف ہوا چشمے جوہڑ یا تو مملو بہ آب تھے یا خشک ہوگئے پھر خاک اسی طرح اڑنے لگی بگولے گرد کے اٹھ رہے ہیں دھوپ چمکی اب حرارت نیر اعظم کی بڑھنے لگی تھوڑی دیر عرصے میں اسقدر ویرانہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخیں پیچ و تاب کھا کر سکڑیں گل بوٹے مرجھائے غنچوں نے دہن اپنے بند کرلیے رنگ پھولوں کے اڑ گئے درختوں سے مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آگیا شہپر کھول کر زمین پر گرا لنترن بھی پسینے پسینے ہر چند کہ وہ تسکین دیتی ہیں چاہتی ہیں ابر قائم کروں پانی برسے چشمے و جوہڑ مملو ہو جائیں مگر ابر نہیں آتا جب گھر کے آتا ہی حرارت آفتاب اسقدر ہوتی ہو اور ایسا بجلی کڑک کر گرتی ہو کہ

ابر لحظہ لحظہ ہوا جاتا ہی ٹکڑے ابر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے دستکین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہوگئے انگلیون سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ لنسترن مجبور و ناچار ہوئین ملکہ سوسن یہ کہکر اٹھین کہ کیون لو ابر نہین آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہی کہ یہ سحر خلخال جادو کا ہو اُسی کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہین جمتا مگر اب مین سحر کرتی ہون تم ہٹ جاؤ یہ کہکر لنسترن کو ہٹایا اور آپ آگے بڑھین جھولی مین ہاتھ ڈالا کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اُس کاغذ پر ڈالا اور اُس کاغذ کو اُڑایا آواز دی کہ اے ابر بارسیہ رو جا کر لشکر خلخال پر برس مگر قطرات گرم ہون اور وہ بدحواس ہو جائین وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلخال بیٹھی سحر کر رہی ہی کہ لشکر والون نے اسکے دیکھا کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوے لشکر مین فریاد خریاد کی صدا بلند ہوئی خلخال باہر نکل آئی دیکھا اُسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہین آسمان سے آگ گر رہی ہی اُسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو ہٹاؤن ابر نہ ہٹا جما ہوا ابر برس رہا ہی عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑون برف مین دبے سیکڑون آگ سے جلے تھوڑے عرصے مین ہزارون کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوے کچھ آگ مین جلے گھبرا کر خلخال نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ آگ کی دیوار کھینچی ہی جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہین آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جس طرف لشکر نورالدہر کا تھا اُدھر راستہ ملا سب کے آگے خلخال لشکر کو لیے ہوے آتی ہی اور ابر برستا ہوا بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلہ مین نورالدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا جب لشکر خلخال کا مقابلہ نورالدہر مین پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹ آئین خلخال مقابلہ مین اُتری اُترتے اُترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن دلنسترن ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی مین نے سحر بھیجا تھا تمنے اُسکو کوشش کر کے پلٹایا اور کتنی ہزار آدمی میرے لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلخال مین

صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکارون نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے بھی حکم دیا یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری ہوئی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر قلعۂ مغرب مین چھپا شاہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی مین آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دونون لشکر میدان مین آگئے ادھر سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آئی اژدر پہ سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی بال کھلے ہوے میدان مین آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران لرزان و ترسان ادھر سے لشکر نورالدہر بصد کر و فر میدان کارزار مین آکر پہونچا ایک نسترن و سوسن جادوسانون مین بالا پر سوار آئی۔ خلخال دیکھ رہی ہین کہ لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین اور جب نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکہ ہٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کارزار مین جاؤن کہ یکایک زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ نسترن طاؤس سے گرین سنبھل کر اُٹھین اور ہزارہا کنیزین زمین پر گرین پڑی تڑپ رہی ہین اُٹھ نہین سکتین نورالدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی کہ لیکر بھاگون نورالدہر ہر چند روکتے ہین مرکب نہین رُکتا رانون مین نہین رہا چاہتا ہی کہ طرارہ بھرون یا الف ہو جاؤن نورالدہر نے کئی کوڑے مارے نسترن نے دیکھا کہ زمین کی جنبش بڑھتی جاتی ہے نسترن نے بڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جما کنیزین جو گری تھین پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھین وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھین اور سنبھلین سامنے نسترن کے حاضر ہوئین کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام ہے یہ کہکے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پہ جاکے پھٹا ابر بنکر لشکر بھونچال جادو پہ جاکر برسا لشکر مین بھونچال کے صداے فریاد بلند ہوئی بھونچال نے بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہین کرتی آکر کہا کہ بہن شاد رہو میدان مین جاؤ مین سحر سے حریف کو تہ و بالا کر دونگی مین یہان سے پانچ کوس پہ بھی وہان جاکے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی میرے

لشکر کے چلے جب مین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابر ہٹا اور آگ برسنا موقوف ہوئی آپ تم میدان مین جاکر سحر کرو لیکن پھر وہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جاکر ٹھہرے تب جاکر راحت حاصل ہو حکم خداوند سجالاق قدرت نے فرمایا ہے کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے ہٹا دو یہان نہ اترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہے وہان بڑی بڑی جادوگرنیان جمع ہین اگر انکے مقابلے مین ژرنگ سیاب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلخال کو ایسا کر دیا کہ خلخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ماکہ لنترن فوراً طاؤس اپنا بڑھاکر مقابلے مین خلخال کے آئین خلخال نے اپنے کو پشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھول دیے منھ سے شعلے چھوڑنے لگی وہ شعلے آتش کے قریب لنترن آئے لنترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پلٹ کر خلخال پر گرے لنترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ شعلے لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جاکر گرنے کئی ہزار ملازم خلخال و بھونچال کے جلے جب تو خلخال نے ایک مار سیاہ منھ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا ملکہ نے اس مار سیاہ پر اشارہ کیا مار سیاہ کٹکر دو ہوا زمین پر گرکر غرق زمین ہوگیا غرق زمین ہوتے ہی خلخال دوڑی آگے خلخال چلی بلاتی جاتی ہے لنترن بھی اُسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب غائب ہوئین نور الدہر نے گھبراکر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان بھگاکر لیگئی شبرنگ لشکر کا ساحر چھپتا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلخال نے ظاہر ہوکر اپنے کو پاس لنترن کے پہونچایا کہا لو آ زبان مین سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تمکو تکلیف ہو لنترن نے سوزن اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے کیلون کے ہاتھ سے خلخال نے توڑے ہاتھ مین لنترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہوگئے پاؤن مین بیڑیان پہنائین چاہا کہ سر زنجیر تھام کر لیجاؤن سامنے بھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ بھونچال کی صورت بنکر تیار ہوا آواز دی کہ ہین کیا کہتا کیا خوب سحر کیا خلخال نے کہا کہ لو آ ایسے سیکڑون شعبدے یاد ہین اب چاہیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائین گی شبرنگ قریب پہونچا کہا لو آ دیکھو بی سوسن آتی ہین خلخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک خلخال کے مرتے ہی لنسترن کے جسم سے وہ قید دور ہوئی لنسترن نے کہا کہ اے شبرنگ یہ بڑا کار نمایاں کیا آپ نے ایسا سحر کیا تھا کہ میں اپنے ہوش میں نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان میں سوزن دے لی ہتھکڑیاں بیڑیاں تو پہنیں اگر اپنے ہوش میں ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے لنسترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پاؤں میں خلخال کے ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار میں آکر پہونچا بھوسنچال نے مرنے کی آواز خلخال کے سنتی تھی سمجھی تھی کہ شاید میں نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا تو آگے آگے لنسترن اور پیچھے شبرنگ ہاتھ سے خلخال میں رسی باندھے ہوئے دیکھ کر بھوسنچال نے ساحروں کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دو لاکھ ساحران کفار شبرنگ و لنسترن پر آپڑے لنسترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی جا پڑی نورالدہر تلوار کھینچ کر کنارہ پر جا پڑے سوسن قریب نورالدہر آئی جو جسے سحر نورالدہر پر کیا اسنے اس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادیاں اسباب سحر ہاتھ میں لیکر آکر مل گئیں لشکر بھوسنچال میں زلزلہ پڑ گیا بھوسنچال بھاگتی پھرتی ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں وہاں کوہ زبرجدی پر نقدو ہستی میں سنتے ہفت پیکر آواز دے رہی ہے کہ اب ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہوں بیکار پاس زبرجد سے کہا کہ لو غضب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھوسنچال بھاگی بھاگی پھر رہی ہے کسی پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہو کہ جا کے سر نورالدہر کا لائے زیر کوہ سگان فیل و سگھڑا ہوا جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ اے بادشاہ میں جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ شتابی کرو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سگان کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیادل گھوڑے سے اتر کر قریب سگان فیل در آئے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں سگان گینڈے پر سوار ہو کے چلا اسوقت پہونچا کہ بھوسنچال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ میں نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں یہ تول رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سگان فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا بھوسنچال پر نعرہ کیا کہ ارے کیوں گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ [illegible]

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہے کیوں گھبراتی ہے میں تیری مدد کو آیا ہوں یہ کہکر شریک جنگ ہوا یہاں کنارے
پر لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا سکان فیل در سے مقابلہ تھا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس
نے ساطور آگے کر دیا ساطور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے صرف قبضہ ہاتھ میں
رہگیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے رک دائی ہوکر خالی دیا خالی دیکے خنجر دار ادھر
کو کے ہاتھ ساطور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور بجلی بنکر گرا سپر کے
دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور جو گرا سے گیا تو سکان کے چار ٹکڑے ہوے چار لاکھ
فوج جو اسکے ساتھ آئی ہے وہ سب لڑائی میں مصروف ہوگئی طہماس نعرہ کر کے جا پڑا ساطور کو
گردش دی صدہا سر کٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہیں کہ بھاگ کر
نکل جائیں اب کبھو سنبھال اور زیادہ بیدواس ہوئی ساحروں والوں سے کہ رہی ہے کہ عجب بڑے
غضب کی بات ہے کہ قادر بے منے مدد کی ہے وقت پہنچی طہماس نے یوں مار لیا کہ پیچھے باز کے
پیچھے سے صدہوں میں پہنچی ایک ضرب ساطور دو پرکالے ہوے فوج بھاگ رہی ہے لیکن بیدل
ہو رہی ہے سب چاہتے ہیں کہ بھاگ جائیں سب نے کہا کہ آپ نعرہ کر کے آگے بڑھیں تو
اہل فوج جم کر لڑیں سنتے ہی کبھو سنبھال نے علمدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے
بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت دلیری ظاہر کرو اور مسلمانوں
کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہے کہ یارو منہ کھولنا جہاں رہو نہ سے
لشکر مسلمانان کو گھیر لو کبھو سنبھال نے یہ آواز دیکر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر
نور الدہر بہت کم ہے دونوں جادوگرنیاں ایک جانب جانبازی کر رہی ہیں جم جم کے سحر دیتے ہیں
ہزاروں کو مار اسقدر میں خون کے دریا بہ رہے ہیں نور الدہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہیں
سوسن نے پلٹو کر جب گولہ بجلی کا آسمان سے آگ برسی تلواریں گرنے لگیں خون کے دریا
بہنے لگے صحرا سے گرد اٹھی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہیں سب جادوگرنیاں ساتھ ہیں اولان کیسے ہو
نور الدہر کو جو لڑتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے برادر مت گھبراؤ میں آپہنچا یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ کیا ایرج

الا اے ایرج آن آفتاب منیر
ترا نزل فتح [illegible] سعادت

که صاحب قرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

چو تیغ علی بر کشم از نیام
نه گاو زمین [illegible] بر کنم

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نورالدہر نے کان لگا کر سنا مگر برق و عمرو جو بشکل ایرج بنے تھے جس وقت بھونچال کو بہیم اٹھانے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر بھاگے ایک گوشے میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی دونوں جوان گھوڑوں سے اُترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہیں اور نورالدہر اپنی جانب اُس نازنین نے کہا کہ میں نورالدہر کے واسطے ہوں ایرج کے واسطے میری بہن ہے جو مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور کم سن ہے میں اُسے بلوا دوں اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اُس نازنین نے آواز دی کہ ای گل پیکر جانا آ ایک نازنین اُس سے بہتر دریا سے جواہر میں غوطہ زن اٹھتے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سامنے جماس کے چند اشعار گائے جماس بھی گھوڑے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوئے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر سامنے نورالدہر کے آیا اشارہ کر کے عرض کی کہ ای شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہے جس نازنین کا نورالدہر ہاتھ پکڑے تھے اُسنے آواز دی کہ ای طرار چمن پیرا عیار تیرا خواہاں ہے کہ پہلو سے نکل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شبرنگ کا تھام لیا اور آنکھ ملا کر شبرنگ سے یہ اشعار گائے

نظم

ظالم کہیں تو مل کبھو دلدادہ سے ہوئے
پھرتے ہیں ہم بھی ہاتھ میں سر کو لیے ہوئے

آ جاتے ہوش میں تو تماشا اک ساتھ ہی
اب تو نشے میں چلتے ہو زخمی کیے ہوئے

جی ڈوبتا ہے اُس کو سپہر ترکی یاد میں
پایان کار عشق میں ہم مر جیے ہوئے

اس چاک دل کی چشم سے ناحق لہو بہے
ہوتا ہے کیا ہمارے گریبان سیے ہوئے

کافر ہوئے بتوں کی محبت میں میر جی
مسجد میں آج آئے تھے قشقہ دیے ہوئے

شبرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شبرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا ان چاروں کو لیکر چاروں نازنین چلیں چند قدم چلے تھے کہ ایک صدا سے سیٹی کی آئی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل میں دھواں چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئیں میں صدائیں مہیب آئیں بعد تھوڑی دیر کے دھواں برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا نہ دوست کا لشکر ہے نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہے عمرو و برق جنگل میں دوڑے کسی شخص کو نہ پایا تھا

عمرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہی کہ خود ہفت پیکر آپکے سبکو لے گیا اب ان سبکا پتہ ملنا دشوار ہی چل کے صاحبقران سے اطلاع کرین خواجہ و برق تلاش مین صاحبقران کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گذارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نورالدہر و طہماس و شبرنگ نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا اپنے کو بالاے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی تصویر سنگی باتین کر رہی ہی نورالدہر و ایرج و طہماسپ و شبرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی کہ ای بندگان حسن کیونکر حاضر ہوے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہین ای زبرجد شاہ انکو قصر عشرت مین لیجاؤ چندے چین کرین اسکے بعد سزا تجویز ہوگی بھوپال کو لاؤ اُس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی ہی سزا واجب و لازم ہی دیکھا کہ ایک ترکن بھوپال کو لیے ہوے آئی کہا کہ یا خداوند یہ آتی تھی مین اسکو بڑے جبر سے لائی ہون راہ مین آتے بڑے بڑے زور کیے جب مین قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی پہونچایا تصویر نے آواز دی کہ یہ چار دن کشش قصر عشرت کی رہیگی آیندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے تصویر خاموش ہوئی نورالدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دمامے کی آئی صامت اُس دمامے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر عشرت رہنے کو دیا بیٹھکر آرام کرو نازنینان مہ جبین براے غمگساری موجود ہین دھوان جو ہٹا نورالدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہین ہین چار دن آدمی بیقرار ہو کے پریشان ہو کر پکارنے لگے نظم

وہ لطافت و لاغری کی جسپہ نگاہ کرتے ہین
جو ذرہ ہو تو اُسپہ رشک ماہ کرتے ہین
تمہارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی
تمہاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
چھری سے کم نہین ترچھی نظر حسینون کی
حلال کرتے ہین جب یہ نگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی ہے عرش تلک
خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہین
کہان کا عشق محبت کسے ہے کیسا پیار
جو قول ہارتے ہین اسکا نباہ کرتے ہین
مزا اُٹھاتے ہین سنگ عاشق کے خون ناحق کا
عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہین

مری طرف سے ابھی دل میں اُسکے کچھ ہے کچھ ادہر سے بھی وہ نگہ گاہ گاہ کرتے ہیں
غفور اسکو سمجھتے ہیں تجھکو کیا واعظ ثواب کرتے ہیں ہم کیا گناہ کرتے ہیں
فراق یار نے ہشیار کر دیا ہمکو وہ بیخبر ہیں جو الفت کی چاہ کرتے ہیں
غرور حسن سے ایسا خدا انکو خود بینی جدھر کبھی جاؤں تو وہ کب نگاہ کرتے ہیں
شب فراق میں سہیے تو نالہ رک سکتا وہ کون لوگ ہیں جو ضبط آہ کرتے ہیں
خضر بھی وادی الفت میں تھک کے بیٹھ رہا وہ پامرد ہیں جو طے یہ راہ کرتے ہیں
کسی کو کیا جو سیہ کار ہیں ہم اے زاہد ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہیں
کوئی یہ رند سے پوچھے تو دل میں درد ہے کیا پڑے کراہتے ہیں آہ آہ کرتے ہیں

کہ اندر سے قصر کے چاروں نازنین نکلیں پشت پر اُنکے دو دو سو کنیزیں آ کے ان لوگون کا استقبال کیا مکان میں لائیں مقام صدر پر چاروں کو بٹھایا خاطرداری شروع کر دی دن بھر تو یون گذرتا ہے شام کو یکبیک بھونچال آ کے اُس مکان میں چار رب کشتی کرتی ہوئی جا پہنچی سر کے سامنے نور الدہر و ایرج کے آن کھڑی ہوئی کہتی ہے کہ اے شہریار آپ پر عنایت قدرت ہے ہم ہماری خطا معاف کرا دیجئے نور الدہر و ایرج جواب دیتے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے دونوں جادوگرنیان نور الدہر کے ساتھ کی نسترن و سوسن اور ساتھ والیان ایرج کی گلپوش و سوسن و شاہناز وغیرہ بھی صحرا میں بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان میں پایا شاہپور لشکر کے ساتھ ہی لیکن اپنے ہوش میں ہو ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیوں کے ہیں ایک نگہبان سیاہ رو تیرہ درون دروازے پر اُس مکان کے بیٹھا ہے بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہنچاتا ہے شاہپور پر تاکید ہے کہ بہتر اسی میں ہے کہ قدرت کو سجدہ کرے یہ ثابت قدم کوہ دینداری جواب دیتا ہے کہ جبین لعنت کی اُسکو کیا سجدہ کریں اسپر اُسکے اختیار رہتا ہیں جس طرح جی چاہے پیش آئے مگر خواجہ و برق جو لشکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرا سے سبزہ زار میں اُترے شکار ہوئے ہیں رفقا ساتھ ہیں یہ فرماتے ہیں کہ خواجہ عمرو و برق نہ چلے کہ کچھ حال رستم کا معلوم ہوتا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ خواجہ و برق آتے ہیں امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ ہمارے بعد کسی کا
مقابلہ نہیں پڑا گلباد وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے میں صاحبقران کے
نہیں آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح فروکش ہے صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو
سب باتیں دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران میں آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم
کیا گذری عمرو نے کہا کہ ماشاء اللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہے شہ مات پاچکے ہیں
فکر کوچ میں مصروف ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا نور نظر پارہ جگر بیٹے ایرج نوجوان و
نورالدہر بت بدیع الزمان آپس میں کچھ تکرار کرکے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام
ایرج سنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ ان دونوں کے مزاج سے جہالت نہیں جاتی لیکن
ایرج نوجوان نے جاکے کئی مقام فتح کیے قریب لشکر جمع ہوا تھا جادوگرنیاں عمدہ عمدہ [illegible]
صحرائے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پیکراں شیروں کو گرفتار کرکے
لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہیں ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا تو قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر
شیروں کا شیر کب رکتا ہے انشاء اللہ وہ صاحب اقبال ہے ضرور رہائی پائیگا ورنہ قبلہ و کعبہ
اسکو جا کر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نورالدہر کسی مقام پر رہتا نہیں ہے گئے
آپس میں آنکھیں ملنے لگیں جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھا
مالک کو لندھور نے بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیال کرکے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس میں
دست بدستی و دست بچی بگڑا چاہتے ہیں فرمایا اے قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل
نہ آوے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ کبھی ایرج بھی بے عقل ہیں اور نورالدہر بھی
بے نظیر ہیں سب کے حال معلوم ہو جائینگے عادی کو بلا کر کہا صحرائے گرداب نشان میں جاکر
کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا وہاں پہونچا دیگا تو حال لوح آپ پر کھلیگا میں جاکر رہائی ایرج و
نورالدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیروں پر کچھ افتاد پڑ جاوے جبر انکا قید ہونا
بہت شاق ہے انشاء اللہ حل کر رہا کرونگا طرف کوہ زبرجد کی سے اٹالہ بارگاہ کا چلے
عادی نے اسی وقت اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے امیر
جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے لندھور شیر رنگ تازی پر

ما ایک باران شکین پر تھوڑے عرصے میں لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ لشکر بڑھائیں تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمر نے کہا بخیر و عافیت ہیں لشکر لیے ہوئے ایک صحرا میں فروکش ہیں میں نے خبر مفصل پائی ہو کہ انکا بھی طرف صحرائے گرداب نشان کے جانے کا قصد ہے امیر نے فرمایا کہ ہم نے صحرائے گرداب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر بلدار چلے یہ فرما کر چاہتے ہیں کہ آگے کو بڑھا دیں کہ بیابان دشت سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھومتا ہوا پشت پر ساتھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھوں میں گھوڑوں کو بڑھائے ہوئے آتے ہیں وہ پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ ہم سالوس فیل پیکر یا صاحبقران حکم خداوند ہے کہ ان صحراؤں سے نکل جائیے آپ کی بہتری تا بہ قدرت پہنچ گئی اب آج آپ کو ہٹنا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے ہم فتح طلسم کی فکر میں ہیں انشاء اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہیں اس مقام سے بھی تم سب کو بھگا دیں گے ہفت پیکر اپنی فکر کیجئے یہ سنکر سالوس نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان میں آکر ساشوری کرنے لگا کہ صحرا سے دوسری گرد اڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانوں کے روارو کرتا ہوا آتا ہے ایک عیار طرار اسکا رو غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے مثل گلدستہ کے آراستہ نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہے اور کس کے مقابلے کا خواہاں ہے عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل چابک لنگر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو روکنے آیا ہے اور امیر باتوقیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہیں نقابدار مرصع پوش نے فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہے ہر چند کہ پہلو میں ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اسنے کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائیں میں جاتا ہوں یا اسکو باندھ کر لاتا ہوں یا سر کو قدم اقدس پر نثار کرتا ہوں لیکن مرصع پوش نے نہ مانا گھوڑا اٹھایا مرکب بادرفتار طرارہ بھر کے چلا تین ٹھوکروں میں آیا آکر مقابلہ سالوس میں پہنچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف آکر ٹھہرا عیار کو جست و خیز کرتے مہتر برق نے دیکھا خواجہ عمر سے عرض کی کہ استاد آپ نے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطافت سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہیں معلوم

کس خاندان سے ہی خواجہ دیو برق تو یہ باتین کر رہے ہین صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ نقابدار مرصع پوش کس شوکت وشان سے آیا ہی یہ ارابیلے زر سرخ وسفید کے جو ساتھ ہین کوئی طلسم فتح کیا یہ اسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ وجلال ہی اور نہایت جوان کم سن معلوم ہوتا ہی ساوس دیو ہی خدا اسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل یہ چاہتا ہی کہ جاکر نقابدار کے بدلے ساوس سے مقابلہ کرون لندھور نے عرض کی کہ حضور کا اگر آقا سے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے تہمتن صورت شکن نگاہ سے نہین گذرے یہان نقابدار ساوس سے تگادو نبرد ہوا صاحبقران بہ غور دیکھ رہے ہین کہ تین قدم مرکب نقابدار اور چھ قدم ساوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھر کر گینڈے سے کودا پیادہ ہوا نقابدار کے آگے کھڑا ہوا کہا کہ او طفل بے ادب حربے کرلے کہ تجکو حسرت نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہین آخر ساوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ نقابدار بہادر کس بل سے نیزہ بازی کر رہا ہی آخر بعد کتنی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر جھٹکا دیا کہ نیزہ ہاتھ سے ساوس کے نکل گیا ساوس نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغ نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے نقابدار پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلا تکلف علمدار کو اسکی تلوار پر روکا روک کر سر کو بچا کر پہ ہاتھ مار دیا شب سے تلوار گذر گئی شل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوسے فوج والون نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلوارین کھینچ کر نقابدار پر چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہین کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہر چند کہ افسر کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہین مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کئے تا آنکہ کمیدانون اور رسالدارون کو مارا علمدار لشکر کی جانب رخ کیا علمدار بھی اس طرف بڑھا فوج کے بلوے ہین چاہتے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی پشت وپہلو سے خبردار عیار پشت پر پشتی بانی کر رہا ہی جو پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مار کے اسکو گرا دیا حقہ آتشبازی مارا اور بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس مین لڑنے لگے ایک گھوڑے نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوے جب عیار حقہ آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ استاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیاروں نے ہر چند بار چاہا کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کر کے زخمی کریں اسنے حقہ مار کر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہو جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن و تیغزن اور یہ عیار بے فن ہو نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے مہارت سے اسپ پھیر تلوار کو اسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مار کے علم علمدار کو قلم کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم و الم گرا آخر پیر اٹھے پڑاؤ پر آئے نقابدار پڑاؤ پر بھی جا پڑا خیموں میں آگ لگا دی خیمے جلنے لگے پڑاؤ لوٹ لیا آخر ان سب نے بمشکل راہ اپنے افسر کی اٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا سامنے صاحبقران کے گھوڑا اڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ اے بہادر کیا کہنا کس لطف سے لڑے کس زور و شور سے اس کو مارا لیکن میدان میں آکر اسکو للکارا ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہوں گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ اے شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیوں ڈالتا غلام یہ چاہتا ہے کہ آپ سے امتحان کرے اقبال صاحبقرانی غلام کو ملیں یا نہیں تبھی بعہدۂ رفاقت حاضر خدمت ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقابدار بہادر جب مزاج میں آئے میں ابھی موجود ہوں نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہے ابھی تو غلام ایک مرتبہ حاضر ہوا ہے صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارنمایاں ہاتھ سے نہ ہوا نازمند کے ہوں تو البتہ دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج میں آئے جو اشیا کہ باعث صاحبقرانی قرار پائے ہیں مثل اشقر دیوزاد و تیغہ صمصام و قمقام زنبیل سہراب و پٹی و سپر گرشاسپ نوجوان و کمر سام بن نریمان جب میں نے پردۂ قاف کا سفر کیا سہارا شب بیچا اٹھا لے تب یہ شعبدہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت طبیعت پر ناگوار ہے فرزندان دلبند بڑے بڑے زور و شور سے آئے اور یہی دعوی کیا مگر عنایت پروردگار سے انکو رد کیا اور یا نہ سچا سے ایک نقابدار زریں پوش انھیں اشیا کا سوالی آتا ہے اسکو البتہ مثل اپنا پایا ہے جس دن اس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہوگا اسکا البتہ خیال ہے اور آپ کے جب مزاج میں آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی کہ

شہریار آپ صاحبقران اعظم ہیں سب فخر آپکو زیبا ہیں میں بھی خوش ہوں خبر میں حضور ہوں مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہیں جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے چاہا کہ سوال اس سے کروں کہ آج تمہاری دعوت ہو کہ عیار نے عرض کی کہ اے شہریار بس اب چلیے زیادہ باتیں کرنا مناسب نہیں صاحبقران نہ کہ سکے کہ آج تمہاری دعوت ہے نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والوں کو اشارہ کیا گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف دشت کے نکل گیا صاحبقران اسی مقام پر اتر پڑے فرمایا کہ اے عادی کل چار گھڑی رات رہے سے اتالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونوں فرزند قید فاصلے میں کیسے گھبرا رہے ہونگے یقین ہے کہ انکو ہلاک ہی کریں زیر کوہ رخشبادی تلوار چلے لشکر اسی مقام پر صاحبقران کا آج پڑا پہلوان عادی اتالہ بارگاہ کا لیکر تین کوس آگے بڑھ گیا خواجہ برق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جاکر عادی کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اسکو گھیرے ساحر اور پہلوان ان کی آمد کے اندیشے ہوتے ہیں اگر بارگاہ پر کوئی افتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ اے شہریار آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ فرزندار سکو گھیرے ہوئے ہیں اگر میں رات کو جاؤں تو وہ جانینگے کہ کہاں جاتا ہے لہذا انکو کچھ سودہ وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیئے خواجہ عمرو نے پانچ توڑے پائے خوش ہوگئے اسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش میں عادی کی چلے صحرا میں آکر دیکھا کہ عادی جنگل میں اترا ہوا ہے بارہ ہزار قزاق بیچ میں ہیں بارگاہ سلیمانی کا قزاقوں کے گھوڑے جنگل میں چھوٹے ہوئے ہیں چرتے ہیں قزاق درختوں کے نیچے پڑے سو رہے ہیں سامنے دردہ کوہ تھا خواجہ و برق ایک دردہ کوہ میں آکر ٹھہرے زلف شب ایلا سے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے سے پیکر اور پنجہ ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھوں میں پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا دور سے نعرہ کیا کہ باشندگان سلطان ان حکم قدرت کا ہے کہ اتالہ بارگاہ کا چھین لاؤ میں قرطوس ہوں قتل ورنہ یکیکے عادی پر آپڑا شور اسپ کی ٹاپ کے قزاق لیٹے تھے جب آنکھیں کھلیں قرطوس آکر بارہ ہزار قزاق مار سکے گا عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اٹھ کر تلوار کا وار اگر [illegible] عادی کا

زخمی ہوا چالیسوں بھائی عادی کے ارجد عادی دریا بار عادی وغیرہ جا پڑے بھائی کو بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رو احلی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی دیکھا عیاروں سے اشارہ کیا عیاروں نے حقہ ہائے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو گھوڑے سے اتارا ہوادار پر سوار کرلیا لڑتے لڑتے قزاقی پہلوان عادی کو لے نکلے اتالہ بارگاہ کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضہ میں کیا اور پیک برق صحرا کے خواجہ عمرو نے برق سے کہا کہ جاکر لشکر میں کریب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوئے جاتا ہے برق فرنگی نے قصد کیا کہ میں طرف لشکر کے جاؤں کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش آکر پہونچا بڑھ کر قرطوس کو روکا آواز دی کہ او نامرد شب تیرہ و تار میں عادی کو گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اسپر اسقدر مغرور ہے قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے شان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی اور پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت چورنگ ہوا ای قلم کیا لشکروں میں غریو ہوا تلوار کھینچے ہوئے نقابدار لشکر قرطوس پر جا پڑا افسروں کو چن چن کے مارا تھوڑے عرصہ میں لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے اثالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضہ میں کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ استاد والا نژاد ذرا یہاں تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہیں جب خواجہ عمرو قریب آ گئے تو نقابدار نے کہا کہ تحفہ جات صاحبقران سے یہ بارگاہ چھین لی اب اسکو لیجاؤ عمرو نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائیں گے کہ بارگاہ چھین پائی ایک کا فریب جاتا تھا اس سے چھینی ہو مجھے آکر بارگاہ لیں تو معلوم ہو آئندہ تمہیں اختیار نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلالے عیار جست و خیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو سحر قریب تھی عادی نے آکے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو بارگاہ پائی اسی مقام پر ٹھیرا لشکر میں دوا سے زخموں کا علاج کیا بوقت سحر اثالہ

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمرو الگ آئے ہین عادی سے کہا کہ ہوشیار رہنا دشمن تاک مین ہین طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان بھیج چکا ہے ساحر روانہ کریگا اُسکو سب خبرین معلوم ہوتی ہین عادی اٹالیکر تین کوس آگے بڑھکر اُترا دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی وہ جل گیا کئی سو قزاق جلے لشکر مین صدا سے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غل سنا برق فرنگی سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غل ہے برق نے جا کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات آب جنگار ریان بنکر لشکر پر گرتے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ کسی ساحرہ کا کام ہے اُسی نے یہ تہلکہ ڈالا ہے جا کر اُسے ماروں یہ سوچ کر بڑھا گا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ سے نکلتے ہوئے ابر اُٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے کبھی پانی جام مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ منم قطرہ زان جادو ای ابر آتش فشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زان تیرے لیے مقدسہ دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہے اسکو پڑھ لے جو حکم ہے وہ جلد بجا لا ساحرہ نے سر اُٹھایا اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے ہین مگر جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے پھینکی اور آواز دی کہ اسے اُٹھا تالا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجھکو پہچانا مگر ناچار جھکا انگوٹھی اُٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا جل گیا برق نے کہا کہ دہائی ملکہ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپنے دی مجھکو قدرت کا حکم نہین ورنہ سحر کرتا کہ آپ کا منھ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جا کر فریاد کرونگا ساحرہ نے اُٹھ کر برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی قطرہ زان نے کہا کہ او مکار خوب پھنسے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجھکو قدرت کے سامنے لیچلون وہان جا کر تجھکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہے کہ جہان عیارون کو پاؤ قتل کرو لیکن بہتر یہ ہے ایسا نہ ہو تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہے یہ کہکر کمر مین تجیبہ دیا

برق کو لے اڑی برق راہ مین ہر چند فقرے دیتا ہی لیکن قطرہ زن نہین سنتی خواجہ عمرو انتظار مین کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ ایک ساحرہ برق کی کمر مین پنجہ دبیے ہوے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ پھیرا پکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل ایک ساحر سیہ فام کی ہوجائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ ای ساحرہ ذرا یہان تک آ مجھے تجھسے کچھ پوچھنا ہی قطرہ زن اُتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیون ساحر کیا کہتا ہی عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان سے آئی ہو کہا مین بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ مین بیٹھ کر سحر کیا یہ مجبوراً پہونچا اسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر مین نے پہچان لیا تو کون ہی کہ جو پوچھتا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہون ابھی درۂ کوہ مین بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ ای نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار کو گرفتار کرکے اس طرف لاتی ہی اُسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا مین بموجب حکم خداوند آیا ہون اگر کسی شی کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے مین خدمتگذاری کرون قطرہ زن نے کہا کہ ای نگہبان صحرا مجھے کسی شی کی ضرورت نہین مین اس وقت بہت خوش ہون کہ برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتین کرتے ہوے قریب پہونچے کہا کہ دیکھو وہ قدرت خود آتے ہین زبان سے کیا فرماتے ہین قطرہ زن پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اُس ساحرہ کے اُتار لیے یہان عادی بدحواس ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری اُدھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جا بجا اُڑتے پھرتے ہین جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اُسی وقت الّلہ بارگاہ کا لدوایا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سردارون کے کوچ کیے ہوے آتے ہین ان مقامون پر جو آکے پہونچے حال نقابدار سُنا کہ قرطوس کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آکر بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ دمبدم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچتی ہے اب مین اپنے کو جلد پہونچاؤن عمرو نے کہا کہ مین آگے بڑھون صاحبقران نے جواب دیا تمھین اختیار ہی

مین اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اُن ملعونوں کی تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ خود رہتا ہی خواجہ عمرو و برق بانہا سے عیاری سے آراستہ ہوکر پایے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران کو بعد دو دن کے ایک صحراے پُرفضا ملا تالاب جا بجا آب صاف و شفاف سے بھرے ہوے طائر درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اُس صحراے پر فضا مین اُترے صبح کو کوچ کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی ساحر نامی کا مقام ہی نہین معلوم اُسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہین شام کو پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سرداروں نے عرض کی کہ غلاموں کو ثابت ہوتا ہی کہ اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پہ اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجیے جب تیر ترکش سے نکال کر بیخ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختوں پر رکھے دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا اُسپر اسم اعظم پڑھا کہا کہ اِس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اس زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ کھول کر خشک ہونے لگے درختوں سے پتے زرد ہوکر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھکر اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا سب طرح کے سحر موجود ہین کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پر چار لاکھ ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابلۂ صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منم بوزینہ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپ کو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف اسی صحراے نو خیز مین ویران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکاتا اب سحر میدان سمجھ لونگا یہ کہکے مقابلے مین اُترا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگل فوجوں سے بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحروں سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہی آمادہ حرب وپیکار رہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونوں لشکروں مین تیاریاں ہونے لگین جب چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر

نظم

علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار
سپہ انجم سیاہ رو بہ فرار

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت و سیارگان کو شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر بصد کرد فر میدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکے ہٹے بوزینہ نے طرف دست چپ کے دیکھا سہمان کرگدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہی اسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے بوزینہ کے آیا اجازت لی کہا کہ حضور مین صاحبقران کو للکارتا ہون بوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم باطل السحر ہی سہمان نے کہا کہ مین سمجھ لونگا یہ کہا میدان مین آیا چار گولے چار طرف پھینکا اور پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے صاحبقران نے اشقر نکالا اور مقابلے مین سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ گرے سہمان تیغہ کھینچ کر صاحبقران پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہی امیر باتوقیر جس طرف دیکھتے ہین شیران صحرا حملہ آور ہین صاحبقران نے جسپر تیغ کیا وہ شیر پانی ہوکر بہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم پڑھا شیر غائب ہوئے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزارہا بندر پیدا ہوئے قریب صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر باتوقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا جھکایا بندر کود کود کے درختون پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوئے جسپر تلوار چمکائی اور اسم اعظم پڑھا وہ بندر مردہ ہوکر زمین پر گرا بوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا گھیر کر صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر امیر پر آ پڑے امیر تلوار چمکا کر ساحرون پر پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلوارین کھینچ کر امیر کے شریک ہوئے صاحبقران نے بوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب مین چلے اب خواجہ کا

حال سنیے کہ خواجہ عمرو و برق دربار مین زبرجد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے
برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرجد شاہ سے کہا کہ مین اپنی بیٹی کو بیچتا ہون
زبرجد سے معاملہ طی ہو رہا ہی کہ زبرجد کی گود مین ایک پرچہ کاغذ کا گرا زبرجد شاہ نے
اُٹھا کر پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص بوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تین دن
اُسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا بوزینہ کو مقابلے مین
جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرجدی آیا چاہتا ہی
تجکو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو
اُسکو وہین روکنا زبرجد مضمون پرچہ پڑھ کر یہ کہکر اُٹھا کہ آقا صاحب آپ مرے شہر مین آئینگے
مین آپکو بلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرائی
چار پانچ لاکھ ساحر وغیر ساحر جمع ہوکر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرجد اول زیر کوہ آیا آپ بالاے
کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری اُسنے تصویر کے سامنے جاکر دُہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند
یہ حقیر بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا بیلہ جمع ہی فوج کو ساتھ لیکر آیا ہون جو حکم ہو
بجا لاؤن فوج حمزہ کو بڑھ کر روکون تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے
روکے سے نہ رکیگا بیلے مین آکر تہلکہ ڈال دیگا لیکن جاکر بیلے سے باہر صفین باندھ کہ حمزہ کا
یہان تک آنا مشکل ہو زبرجد شاہ فوج لیکر چلا بیلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ
یہ کل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ پورا کرنے جاتا ہون جب
بیچ بیلے مین پہونچا سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پہ کھڑے ہوگئے کہا کہ ای شہنشاہ آج
آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلین زبرجد نے منع کیا کہ تم لوگون کا کام نہین اپنے
اپنے مقام پہ ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانون سے اُترکر مقابلہ کرو حریف
کو سلاح بستہ رہو صاحبقران قریب کوہ زبرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھون آدمی
یہان دوکانون پر ہین ان رستون سے کیا مسلمان گذر سکین گے جس طرف سے نکلین گے
ہم لوگ مار لین گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار
آمادۂ حرب و پیکار بیٹھے ہین زبرجد گوشۂ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہیں فوج والے لرزان
و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوئے آتے ہیں نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین
تھرائی بارہ کوس تک نعرۂ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالاے کوہ تصویر سے جو آوازیں
آ رہی ہیں نعرۂ صاحبقران کی وہ صدا ہو بہو تھی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ مرادمند
چیختے ہیں تصویر بالکل جواب نہیں دیتی جب بہت لوگ چیخے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہیں
جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھیں سپہ سالار نشے میں کیونکر لڑ رہا ہے سب نے دیکھا کہ
تصویر کے سر سے دھواں نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوئے اور
لباس مقعول پہنے ہوئے قبائے زربفتی زیب جسم موتیوں کے مالے گنتھے یاقوت احمر کے گلے
میں اڑا ہوا جاتا ہے کل میلے والوں نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہوگئی ہر چند کہ مرادمند
چیختے ہیں تصویر سے آواز نہیں آتی آخر گھنٹ نواز و ناقوس نواز جو گرد تھے انھوں نے
جواب دیا کہ یارو کیسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشائے جنگ دیکھنے گئے ہیں یہاں
زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی میں دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای بوزینہ تجھ ایسا شعبدہ باز
ایسی فاش شکست کھائے کہ ہوش درست نہیں بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ ای زبرجد جا
حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہے اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے
میرے بیکار کیے آخر جیداری کر کے میں مقابلے میں پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی
سب کو بیکار کیا تھا سپہ سردار لڑتے لڑتے تھکے لیکن میں اسی زور و شور سے لڑتے گیا لندھور
کو بیکار کیا تھا حمزہ نے پڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھور پھر لڑنے لگا میں نے مالک کو بیکار کیا
کہ ہاتھ پاؤں میں اسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش
درست نہ تھے میں طرف بہرام کے ملٹا بہرام کے لوگ آمادۂ حرب و پیکار ہوئے مگر میرے
سحر سے بالکل بیکار ہوئے لیکن حمزہ نے جب جاکر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوگیا لائق جنگ
کے ہوئے اسی زور و شور سے لڑنے لگے مجھکو تاب نہ رہی حمزہ سے جاکر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار
کے مارے آخر میں یہ ہوا کہ زخمی ہوگیا اور کہا کہ تم کس امید پہ آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا
حکم خداوند ہے صفیں جا کر روکو بوزینہ نے کہا کہ ای زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہے

اسیر سحر نہ جلیگا اگر فوج تمھاری جیداری کرکے گرفتار کرلے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بچائینگے لوزینہ قریب زبرجد کے آیا پاے تخت کے ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہی کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے آگے پانچ ہزار پانچ سو بچھین سردار پشت پہ شمشیر زنی کرتے ہوے ظاہر ہوے نعرہ کرکے فوج زبرجد شاہ پہ گرے۔ نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم اختر برج عز و جلال
زمین دیو عفریت عاری شدہ
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
سپہ بدون زیر نشیم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہرہا دار اسلام شد
کہ صاحبقران در جہان نام شد

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ لندھور۔ جزیرہ ہاے دریا گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا۔ نعرہ مالک منم مالکِ اژدرِ خشمگین + سپہدار در لشکرِ اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ز ترک فلک می ستانم خراج + ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا۔ نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار پشت پہ فوجیں بیشمار فوج زبرجد پہ جو گرے تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا لوزینہ پایۂ تخت چھوڑ کے آگ برساتا ہوا چلا ادھر سے لڑتے ہوے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آ گئے تھے انکے ساتھ والوں پہ جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بدلگامیاں کرنے لگے اسد نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی لوزینہ کو تاکا کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جگر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ انکے سردار کیسے کیسے صف شکن کیسے کیسے تیغ زن جنگ رستمانہ کرتے ہوے آتے تھے یکایک لوزینہ نے جو سحر کیا تو انکی روک لیں حیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقۂ آتشبازی مارتے ہوے آتے تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پر حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر للکارا عیاروں کی سبھی کمندیں جلیں خنجروں کا کاٹ کم ہوا مزاج عیاروں کا برہم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بچا کر بھاگ جائیں فرامرز عاد مغربی بہادر یکتا جوانان صف شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیاروں کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہیں یا تو گھس گھس کے
اڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار مصروف
جنگ تھے کو لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزارہا ساحر مار کر گراتے یا جنکے گھوڑے زین
پیچھے بھاگے جاتے ہیں فرامرز جو اس مجمع میں آیا وہ زمین سحر بنیاد تھی گھوڑا فرامرز کا بدلگامی
کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائیں منھ پھیرنے لگے چاہتے ہیں کہ کہیں نکل جائیں گھوڑے
اپنے قابو میں نہیں رہ رہ کے جست کرتے ہیں چاہتے ہیں کہ سوار کو گرا دیں جمہور جانسوز فرامرز
کا یہ حال دیکھکر تبرزین کھینچے ہوئے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغرلی بچے جنگ میں
یہ کیسی پریشانی مثل آئینے کے حیرانی یہ کہکے جا پڑا دس بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ نے
پڑھکر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے بدن آگ
جلنے لگے ہزار طرح گھوڑوں کو سنبھالتے ہیں گھوڑے سے نہیں سنبھلتے کوئی سردار اس مقام پر آکے
پھنسے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہو کر پشت
مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بنیاد کی ہے اپنے پیرون کا
نام لے لیکر پکار رہا ہے کہتا ہے کہ یارو میں نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تمنے مانگا وہ ہی دیا
شراب کی بوتلیں صدہا تمہارے نام پر بہائیں اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا چلایا
کسی طرف سے کچھ شیر پیدا ہوئے میدان میں جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھکر جھولی میں ہاتھ
ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی اے شعبدہ بازو تم جلد آکر حاضر ہو
تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کر لیں
سامنے ایک نخل تھا اسپر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا اسنے پکار کر آواز دی مثل انسان کے
گویا ہوا کہ اے بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہیں اور تدبیر کر رہے ہیں
چاہتے ہیں کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل مطمئن کریں سب مل کر صاحب قران کو گرفتار
کر لیں بوزینہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہے کہ میری شعبدہ بازی میں خلل نہ
ہو کبھی کسی مقام پر کمی نہیں کی جہاں تم گئے فتح کر کے آئے کیا کیا ہمارے ہر مرتبہ بدلا لیا
اب آج کیا کرو گے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا میں نام رہیگا طلسم ہفت پیکر

برباد ہونے سے بچیگا رہرجید نے دیکھا کہ لوزینہ پڑھتا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہی اسباب سحر پھینکتا رہا ہی ناش کے دانے رائی کے دانے سرسوں کے دانے جب ان چیزوں کو لوزینہ پھینکتا ہی تو کچھ ایسے طرارے بھرتے ہیں کہ لے نے پر ہوا کے آمادہ ہوتے ہیں وہ شہسوار کہ جنکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریا کی روانی بھولتی تھی غنچہ گل تیز و طرار اپنے راکب خیرخواہ یا یہ وقت ہی کہ گھوڑے کھڑے ہیں اپنے مقام سے قدم نہیں اُٹھاتے یا طرارے بھرتے ہیں کہ سوار کو گرا دیں دہانا چبا رہے ہیں کف منھ سے جاری چہروں پہ اداسی و پریشانی یا سیرہ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہیں سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سب کے پاؤں میں زنجیریں پڑی ہیں لوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کروں کہ یہ سب مل کر حمزہ پر جا پڑیں حمزہ بھی ناش کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار جیلو کہ ان سب نے دلوں پہ قبضہ کر کے حمزہ کو یہ سب گرفتار کر لیں تجھکو شراب پلاؤنگا روز تیرا پوجا کرتا ہوں پہلو سے آواز آئی کہ ای افسر کیوں گھبراتا ہی ہم اسی میدان میں موجود ہیں دلوں پہ سرداران اسلام کے رنگ جما رہے ہیں تھوڑے ہی عرصے میں رنگ جما چاہتا ہی مگر خون اپنا نکال کر پھینکو خونخوار بے خون کے پیئے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اسکو سمجھا رہے ہیں وہ نہیں مانتا ہمارے کہنے کو خلاف جانتا ہی لوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد کرو میں خون بھی دیتا ہوں کیا کسی بات میں عاجز ہوں اُن چیزوں کو قبضے میں کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہوتا میں نے تم ایسوں کو بوجہ پاٹ کر کے قبضے میں کیا یہ کہہ کے جھولی سے کارد نکالی ران پہ اپنی چھری مار لی خون چلو میں لیکر آواز دی کہ ای خونخوار پیٹ بھر کے جسقدر پی جاسکے فوج حشم کا نابود ولت کے لیے یہ کہہ کر خوب قہقہہ مار کے ہنسا پکار کر کہا کہ میں سمجھ گیا اب حمزہ کہاں جائیگا منھ کھول کر جو پینے لگا اسد غازی تاکے ہوئے کھڑے تھے دہن لوزینہ کا تاک کر تیر مارا حلق پر پڑا گدی کو توڑ کر پار گذر گیا مرنا لوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی نوبت یہاں تک ہوا تند چلی اسکے بیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام مین لوزینہ منزل وار اڑ لیوا پر جمشاد نے جو احتشام لوزینہ کا دیکھا لشکر والوں سے کہا کہ آسمانی تیر کہاں سے آیا کیسے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدر شاہ کو بڑا غم ہوگا یہ سنا حمزہ شہید

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہین کہ عجائب و غرائب قدرت کو سنبھالے ہوے ہین سب طرح کی خبر پہونچاتے ہین آٹھ پہر نیک و بد بتاتے ہین اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر کرو ساتھ والے زبرجد کے آمادہ ہوے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی سب کو لڑوایا فسون نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا سب آمادہ کیے کے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی تیغ بے امان غلاف سے ہٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھور بائین پر بالک جم جم کر سب سردار لڑنے لگے زبرجد غل مچاتا ہی کہ یارو مین سحر کرتا ہون تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ بڑھنے دو کئی ہزار ساحر جمع کر کے سحر کرتے ہوے بڑھے کوئی آگ برساتا ہی کسی نے آبرو اپنی بڑھائی ابر بنایا کسی نے بجلی گرائی گولہ زمین پر مارا دریاے آتش پیدا ہوا اسطرف سے دریاے آب و آتش جوش زن ہوے سرداران صاحبقران گھوڑون سے گرنے لگے بعض کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہین کہ پشت سے اپنی گرا دین سردار کیسے کیسے کوڑے گھوڑون پر مار رہے ہین پشتین گھوڑون کی زخمی ہو گئین مگر مرکبون کا وہی حال ہی سوارون کو لیے ہوے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین کہ سوار پشت پاے مرکب سے گر رہے ہین زبرجد نے پڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزارہا شعلۂ آتش نے گھیرا ہی صاحبقران نے پڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہاے آتش ہٹے زبرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یہ وہ سحر مین نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا تو اب مین کیا کرون رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہین کہ بلوہ کر کے قریب پہونچین اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اتار لین مگر حمزہ اس زور مین شمشیر زنی کر رہا ہے کہ اسکے قریب کوئی ٹھہر نہین سکتا جہان جم گئے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے معلوم ہوتے ہین ساحر اپنی مجبوری پر روتے ہین یہ لوگ سواے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانین عاجز ہو کر بھاگتے ہین کچھ ساحرون کو بن نہین پڑتا زبرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر لو زینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران الٹتے پھرتے جنگ مستانہ کرتے ہوے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے اسد غازی نے جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین اپنے سردارون کو لیکر گوشہ

بجانب

نخلستان میں آئے وہاں سے کھڑے ہو کر درختوں کی آڑ پکڑی تیروں کی بوچھار کرنا شروع کی سات سو ساحر تیروں سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی کھڑا جھوم رہا ہے تیراندازوں نے کمانیں ہاتھ سے پھینک دیں سہمے ہوئے ایک گوشے میں کھڑے ہیں جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہیں صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ تیر کہاں سے آ رہے ہیں تیرانداز تو اس حال میں ہیں یہ تیر کیسے برس رہے دیکھا کہ اسد غازی دامن گردانے ہوئے گھوڑے سے اپنے اتر پڑے ہیں بیچ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوئے تیراندازی کر رہے ہیں ہزارہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ صف تمام کرتے ہوئے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کئے جب سحر کرتا ہے اشقر رک جاتا ہے جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہیں تب اشقر قدم بڑھاتا ہے ایک مقام پر امیر نے فرمایا کہ کیوں اے اشقر تو بڑی بڑی لڑائیوں میں ساتھ رہا آج کیا ہے کہ جو تو رک جاتا ہے اشقر نے زبان جنی میں جواب دیا کہ اے آقا زمین پاؤں تھام لیتی ہے اس وجہ سے مجبور ہو جاتا ہوں امیر نے غصے میں کوڑا اٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھر کر برابر تخت زبرجد کے پہونچا زبرجد نے اس وقت بڑے بڑے سحر کئے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا مارا زبرجد نے زور میں اپنے سحر کے سپر سحر کو اٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں تڑاپ کر تلوار گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہوں لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو پکڑ لوں چند قدم بڑھا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اٹھا لے گیا جیسے ہی زبرجد غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی اے سپہ سالار قدرت قدرت نے تجھ کو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہے جسکو تو اسم اعظم سمجھا ہے یہ قدرت کے نام ہیں اب انکی تاثیر تجھ سے لے لیتے ہیں جس وقت امیر نے زبرجد کو بھگایا

اُس وقت تک خواجہ عمر و گلیم اوڑھے ہوے زیر شکم اشقر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے وہ جادوگر بھگایا خواجہ ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر گئے اُس آواز کو سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ او بیحیا کیون دیوانہ ہوا ہو ساری خدائی کرنا بھول جائیگا اُس پروردگار سے دعوی ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجھکو ایک قطرہ بحر سے قرار دیا اسپر یہ غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہو جا ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی او مثل انسان کے پکارا کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے ان اشعار کو سُن لیجیے یہ اشعار لائق سُننے کے ہین یہ کہکر یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبون سے ہی عقیق یمنی کا
تو قصہ کریگا نہ مری دل شکنی کا
ہی پاس برا ہے تجھے محتاج و غنی کا
ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا
تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لیگا نہ سپاہی کو پٹے راہزنی کا
جو پاس ہو وے ڈالیو تو راہ خدا مین
محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا
منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے
گل نام نہ لے ہرگز ترے گلبدنی کا
تیار نہین ساعد و بازو ترے قاتل
بیڑا نہ اٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا
اللہ کو کر یاد نہ کر شکوہ گر دولت
ہی وقت سحر نام نہ لے اپنے دنی کا
یاد آئے جو تجھکو شب ہجران کے ہراسے
صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا
قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین
ہوگا نہ سزاوار تجھے مال دنی کا
سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرایا
دھوکا ہی وطن مین بھی غریب الوطنی کا
بو مشک کی آتی ہی کھلے ہین ترے جب بال
جوڑا نہین نافہ سے غزال ختنی کا
کھل جائیگا زاہد پہ رندون کا تقدس
موسم تو قریب آلے دو توبہ شکنی کا
سر پھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے
فرہاد نے کیون قصہ کیا کوہ کنی کا
مژگان تری پھر کرنے لگین خون دلون کا
الفت ترکون کو پھر شوق ہوا راہزنی کا

یادِ فرزنداں میں گئی جان مری تمنا ہے		تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

اُس طائر نے یہ اشعار سنائے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران اُس طائر کو دیکھ رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ بیہوش ہوتے ہیں رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے طائر دمبدم اشعار پڑھتا ہے اُس طائر سے آنکھ ملائے ہوئے کچھ فرماتے نہیں عمرو دیکھ رہا ہے کہ صاحبقران کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا خاموش ہوئے آسمان سے آواز آئی کہ کیوں اے سپہ سالار قدرت کیوں خاموش ہو تم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو شکایت کرنا پڑی کہ اپنے ناموں کی تاثیر سے لا صاحبقران کے پہلو میں مقبل کھڑا ہوا جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیوں شہریار مزاج کیسا ہے میں آپ کو نہایت خاموش پاتا ہوں صاحبقران نے فرمایا دریائے حیرت کا جوش ہوا اسم اعظم فراموش ہوا اس سے خاموش ہوں مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ اے شہریار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بند ہوا مقبل یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدلگامی کرنے میں غبار اُڑا اُس غبار میں مقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے میں غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار غلام کی خبر لیجئے غلام کے قلب میں درد ہے رنگت بھی زرد ہوئی یقین ہے کہ روح نکل جائے گی اعضا مثل ہیزم خشک جل جائے گا جلد مجھکو حرز ہیکل دیجئے کہ میں کلیجے سے مس کروں کہ جان ٹھہرے مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اُتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجئے یہ مقبل وفادار نہیں ہے امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اُتارا تھا کہ عین مقبل کے حوالے کی مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ ستم کیہان عجائب نگار حرز ہیکل یوں لیتے ہیں عمرو نے جو یہ حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اداس عالم یاس وہ بشکل مقبل ساحر تھا سے خاموش ہوا امیر خاموش ہو کر گھبرائے ہوئے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے بیچارے صبر کر اے بیچارے صبر کر تاثیر کیگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا ہے جلد یاد ہی پڑ کہ جاکر ٹھہرا کر ڈرا رہا تھا یہ آواز جو کان میں آئی سرداریکی دوڑے ہوئے آئے وزیروں نے ہاتھ تھام کر شکستہ پڑا کیا زیر جلد سحر کرتا ہوا بیٹھا سامنے لشکر لندھور کے آیا

پکار کر آواز دی کہ ای دارائے ہند تمکو حکم ہی کہ قصر نیلگون میں داخل ہو اپنے ہمچشم مالک کو
اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ ای مالک جاؤ قصر نیلگون میں رہنے کا حکم ہی
مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اُترے اولا کہ بند کو
لندھور کے ہاتھی پر انہی نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر جو کا
پھاٹک کھلا ہوا ہی نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہیں کہ ای دارائے ہند و
مالک آیئے قصر آپکا مشتاق ہی مالک و لندھور مع کل فوج اُس مکان میں داخل ہوے
فرامرز عادی مغربی و جمہور آپس میں اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک و لندھور میں کیسا
میل ہی دونوں جوان ایک ہی قصر میں گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمہ میں ہمکو شبہ کیا
کہتے ہو چلو ہم تم بھی چلیں فرامرز نے کہا کہ چلو بلند کیا ہی دونوں جوان اسی طرح بہ شکل لندھور
و مالک باتیں کرتے ہوے اُسی قصر میں داخل ہوے اسی طرح ایک دست کراہتی اور ایک
دست چپی آپس میں کلام محبت کے اور گھوڑوں سے کودے اور اسی مکان میں چلے گئے
عمرو دور جا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ کل سردار چلے جاتے ہیں کوئی کسی کے روکے نہیں رکتا
تھوڑی دیر میں سب دستہ ہاتھی و دست چپی اسی مکان میں داخل ہوے صاحبقران اکیلے
حیران حیران دیکھ رہے ہیں کچھ زبان سے نہیں فرماتے جب سب سردار مکان میں داخل ہو چکے
تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کیطرف پیادے ہو کے حاضر ہوے
قریب آکر عرض کی کہ ای شہریار سب آپکے سردار داخل قصر نیلگون ہیں ایسے قصر بے نظیر
نگاہ سے نہیں گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہی سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہیں
صاحبقران ان تاجداروں کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید مہرہ میں آواز دیتا ہی کہ ای آقا
ہمارے آپ کہاں جاتے ہیں امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجداروں کے چلے گئے جب قریب
پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھیں بند کر لیں بعد تھوڑے عرصے
کے جو آنکھ کھولی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں پایا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں
بیڑیاں مسلسل و مطوق دیکھے قدرت الٰہی کی آواز آئی صاحبقران بیڑیوں کو سنبھال کر
بمشکل اُٹھے اس آواز پر متوجہ ہوے دروازہ کھلا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل و مطوق

زنجیریں ہلا رہے ہیں غل مچا رہے ہیں ہر سردار یہی آواز دیتا ہو کہ اے آقا سے نامدار بڑی خطا کی کہ اس مکان میں بے سمجھے چلے آئے یہاں آکر گرفتار ہوئے اور ایسے مجبور و ناچار ہوئے کہ اپنے مقام سے ہل نہیں سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سرداروں کا حال دیکھکر بہت بیقرار ہوئے مگر اسم اعظم پڑھ دل دردمند ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں سب کو مسلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان ایسے صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش ہو سب ساتھ کے سردار قید ہیں صاحبقران نے کہا کہ اے داریسے کچھ خواجہ عمرو کا بھی حال معلوم ہو کہ اُن پر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہو کہ خواجہ عمرو اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہو کہ قید نہیں ہوئے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے میں ہیں خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر طرف رستم کے جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہیں تا رہائی امیر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ شروع

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار
جو سوچو تو اک بات ہے بات کی
مرے دل میں ہر دم یہ تشویش ہو
کہ بیکس کی مٹتے ہیں ہمدم بلا
یہ وصلت قمر کو ہوئی ہے نصیب
تو سب دور رنج و الم ہو گئے
نہال تمنا ہوا بار ور
کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا شوق
لکھوں داستان امیر جلیل
کریں جا کے صاحبقران کی مدد

دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار
بس اب آگئے وعدہ وفائی کو وہ
یہ ہو مجھکو حسرت یہی آرزو
یہ مجمع غنیمت ہے اے یار من
ملا آکے پھر جھگڑے میسر آئیں با
غم فرقت یار دل سے گیا
کہ یہ نخل بے برگ لایا ثمر
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہو
کہ فرزند انکا ہو جا کے کفیل
کہ ہے قید خانے میں ایسا جلیل

یہ ابر سیہ قلقل برسات کی
یہ مشکل ہو مشکلکشائی کرو
کہ اس فصل میں رند گرم ہوا
بٹھاتے جو پہلو میں دلدار کو
جو سامان وصلت بہم ہو سکے
تر و تازہ مے آب و گل سے گیا
چمن میں ہوا بلبلوں کا خروش
جو سبزہ چمن میں کہ نکلا ہے اب
لکھوں حال خواجہ کا با شرح و بسط
بجاتے ہیں کفار طبل و دہل

چہرہ کشایان طلسم عجائب سحر سامری دلکشا کنندگان منازل افسون گری اس داستان
شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ سمع خیالان فرخندہ پی * رہ داستان یون وہ کرتے
ہین طی * خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام
پہ آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ اے برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آکے سحر کیا
سب کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم چرا کر کے لے گیا حمزہ ہیکل بھی لے لی اب اسکی قید سے رہائی
بہت دشوار ہی جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہی برق بھی اس بات پہ
رضامند ہوا کہ چلکر رستم کو اطلاع کرو وہ آکر رہا کرلین گے اسکے پاس تحفہ جات موجود ہین وہ
تحفہ جات ایسے لوہے کے ہین کہ اثر سحر تاثیر نہین کرتا آپس مین یہ صلاح کرکے طرف رستم
کے چلے منزلون کو طی کرکے راہ مین صحراے ویران سے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق سب پتہ
دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا مین فلان ساحر تھے اس جنگل مین فلان جادوگر تھا انکو مارا تب یہ
جنگل ویران ہو گئے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے مشکل منزلون کو طی کیا سامنے لشکر رستم کے
پہونچے زیادہ وہ تھا کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیان ہمراہ ہین
جہلال سرکش مقابلہ رستم مین آیا ہوا ہی کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے
رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائینگے جہلال سرکش نے
طبل جنگی بجوایا ہی پر نہانخانے مین داخل ہی سحر تیار کر رہا ہی کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹا ڈالیگا یہان
بہادران رستم نے عرض کی ہی کہ اے شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہی صبح کو جب سحر کریگا ہم مین
سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم سر دو عین
آفتاب فلک سپہ گاہی نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے
سے نکلوا لین پس رستم کو جہلال کے سحر سے نہایت خوف ہی ہر چند لشکر گران ساتھ ہے مگر
سب گھبراے ہین لیکن خواجہ و برق جو سامنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی
کہ جہلال سرکش سحر تیار کر رہا ہی لشکر رستم انتشار مین ہی یہ دریافت کرکے لشکر رستم سے
خواجہ نکلے فرمایا کہ اے برق آج شب کو تم لشکر رستم مین مقام کرو خبر سب کو کر دو صبح کے وقت
شہر نامی جہلال کی قلعہ مین جاتا ہون یہ کہکر خواجہ لشکر رستم سے نکلے پاس اپنا فقیر لے

جو ساحرون کی یہ باتین سنین کہ سب ساحر ڈر رہے ہین رستم سے یہ کہکر نکلا کہ غلام فکر جہلال مین جاتا ہی خواجہ عمرو کنارہ لشکر جہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا آتا ہی خواجہ نے آواز دی کہ ای سمک کہان سے آتے ہو سمک نے جو اپنے قبلہ و کعبہ کو دیکھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر مین رستم کے سحر جہلال کا بڑا ہنگامہ ہے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو جہلال قیامت برپا کریگا لہذا مین کچھ خرچ کو بھی آپکو دلوا دونگا آپ جا کر اگر بن پڑے جہلال کو گرفتار کرکے لائیے یا سر اُسکا خدمت فلکشاہ مین پہونچائیے خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر ٹھہرو مین جاتا ہون سمک کو منتظر کرکے خواجہ لشکر جہلال مین آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے مین ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ سب اس صحرا سے نکل جائین ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اُٹھکر بھاگین خواجہ یہ دریافت کرکے اول بشکل ساحر دربارگاہ جہلال پر آئے پوچھا جہلال کس کام مین مصروف ہی زبانی خدمتگارون کے معلوم ہوا کہ محو تماشے مین ہین یہ دریافت کرکے خواجہ وہان سے ہٹکے کنارے سے آکر تخت زبرجدی نکالا اُسپر سوار ہوکے ایک ساحر جلیل کی شکل بنکر ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا تخت اُڑاتے ہوئے چلے یہان جہلال بیٹھا ہی سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ ای رازدار خداوند منعم اسرار بلند پرواز ہشیار جہلال نے سر اُٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت اُترتا ہوا زمین پر آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین لیے ہے جہلال اُٹھ کھڑا ہوا سرنامے پر کاغذ کے مُہر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای اسرار بلند پرواز آئیے مین مشتاق تھا خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیورون سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اُتار لائے جہلال جس چوکی پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے خواجہ اُچک کر تخت سے اُس چوکی پر آئے اور کاغذ ہاتھ مین جہلال کے دیا جہلال نے اُسے پڑھا مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص قدرت کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہی یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو صرف کرو جہلال نے عرض کی کہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا باقی

رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا مانتا ہی اسکو بھی سیکھ لو مہلال نے کہا کہ کیا تدبیر کروں عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی میں آگ روشن کیجیے تو میں لوبان دیا ہوا قدرت کا حاضر کروں اسمیں سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی مہلال نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر مہلال کے ہاتھ میں دیا کہا کہ یہ لوبان آگ میں ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی مہلال نے وہ لوبان آگ میں ڈالا دھوان نکلا دماغ میں مہلال کے پہونچا مہلال بیہوش ہوکے گرا عمرو نے فوراً زبان میں سوزن دی پشتارہ میں اٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑائے ہوئے چلے جب لشکر پر پہونچے نعرہ کیا

نعرہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہوں
اڑا دوں صبا کے کبھی میں ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

مرے کیسہ کا بیتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہوں
صبا کو کریں کیا لئے ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہوں

لشکر والوں نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی سبھوں نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی عمرو نے فوراً مشعل حضرت دانیال کی تخت پر آراستہ کی وہ ساحر جنہوں نے طناب پر ہاتھ رکھا نیچے پاؤں اور طناب میں اٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب میں لٹکے عمرو نے کئی گرگے زنبیل سے نکالے اشارہ کیا ساحروں کو مار کر گرگوں کے سونٹے چلنے لگے ہزارہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم مقام پر بیٹھے ہیں کہ سماک نے پڑھ کر خبر دی کہ قبلہ و کعبہ مہلال کو لیے ہوئے آتے ہیں اسکے ملازم روکے رہے ہیں خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہیں رستم بارگاہ سے باہر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض کی کہ غلام جاکر ان ساحروں کو دفع کرے سماک نے کہا کہ انکے پاس تک کوئی نہ جا سکیگا جو جائیگا فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تڑپ کر بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی کہ کیوں خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہیں کہیے تو انکو ہٹا دوں یا قتل کروں جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولا طرف ساحروں کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلہ آتش نکلنے لگا ساحر بھاگے آفتاب

طناب پر ہاتھ رکھدیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پاؤن طناب مین بندھے سر نیچے اور پاؤن اوپر فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہی خواجہ نے تخت قریب رستم کے اُتارا جو ساحر آستین لٹکائے ہوے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا مہلال کو لیکر بارگاہ مین آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے ہوشیار کیا کہا کہ کیون ای مہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا مہلال نے دیکھا کہ دربار دُربار طلسم کشا آراستہ ہی طلسم کشا بمقام صدر پر سمجھا رہے ہین کہ ای مہلال تم حافظ کلام ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر ہی بس مناسب ہی کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحراے گرداب نشان کے چلو اُس صحرا کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہی اُسکو ہمارے ہاتھ سے قتل کراؤ لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کرین اور طلسم ہفت پیکر مین داخل ہون اس فصاحت و بلاغت سے مہلال کو سمجھایا کہ مہلال باتین فرزند صاحبقران کی سُنکر بے اختیار رونے لگا اور عرض کی کہ ای شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپکا ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہی قلب پر تاثیر ہوئی دیدہ دل روشن ہو گئے اور مین ہفت پیکر کے حال سے بخوبی ماہر ہون کہ ایک شخص شعبدہ بازی مین کامل و اکمل سحر سازی مین طاق شہرۂ آفاق ہی جسوقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائین ای شہریار ہفت غارا فراسیاب مین کہ کل ملکون کے ساحر براے امتحان آتے ہین وہان سے سند پاتے ہین مین نے بھی براے امتحان کیا تھا کل فنون مین مین نے بھی سند پائی اُسنے جو مجھکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کے مجھسے کہا کہ ای مہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اُس ہفت پیکر کے آیا مجھکو اپنا نائب بنایا مین کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت حضور مین رہون آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دون مین نے اب تک بہ اعتبار کام کیا اسوقت مین بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہون کہ کون خبر دیگا مین اُسکو سیکڑون کوس کی خبر دیتا آتا تھا تب وہ کاربند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی جہلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑ کر قدمون سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب مین نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی طلسم کشا سے متوجہ ہوکے کہا کہ ای طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہین اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو تحفہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزین تین جگہ منتشر ہو جاتین اپنا اپنا رنگ دکھاتین سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ ٹھیک ایسے وقت پر پہونچے اور مین ان کرشمون سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آکے عیار ساحر کو گرفتار کر لیتے ہین تو مین ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہین گرفتار ہوتے مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا جس وقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی مین گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی کہ اُسنے مجکو نہ آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہین اگر ایسے دھوکے نہ پڑین گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبالمندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہی اس راز سے کون ماہر ہی جہلال عرصہ دراز تک رستم کو سمجھایا کیا اور مطیع ہوا رستم نے خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو جہلال کا سحر کون روکتا بتایئے قبلہ و کعبہ کہان ہین عمرو بہت رویا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقامون پر غیر ساحر کا گذر نہین ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب دکھایا کہ صاحبقران مع سردارون کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے ہین یہ حال دیکھکر وہان سے اس خیال مین تمھارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت مین صاحبقران ہین جہلال نے جو یہ سارا حال سنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے خود تصویر سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہی کہ قیام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہین انکے سپرد کیا ہو تو عجب نہین اگر وہ دونون قتل ہون تو صاحبقران مع جملہ سردارون کے رہائی پائین اب مین طلسم کشا کو تا چشمہ گرداب نشان پہونچاؤنگا گرداب سے مقابلہ پڑین گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین اُس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہین سکتا کیا مجال ہر وقت گرداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہی ملکہ ہمارے اور نگ نشین اُسکی دختر نہایت حسین و جمیل گرفتار کرکے لیجاتی ہی پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسنے قتل کیا کیا ممکن کہ ایک شب قیام کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا مولج سمند تیز رفتار بلاے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑینگے اپنے اپنے زور دکھائینگے غلام آپکا سب کچھ کرلیگا اب حضور کوچ کرین جہلال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا سماک سے کہا کہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا لہذا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائینگے غرض کہ شب بھر جلسہ رہا جہلال سے سب کیفیتین بیان کیا کیا صحراے گرداب کے حالات بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد ہوے مرکب باد رفتار پر سوار ہوے جہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا ایک طرف رستم مع سیر ساحرون کو پشت پر لیکر بصد شوکت چلے دل مین یہی خیال ہی کہ اپنے لشکر کو بہ تفصیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائین قیامہ و کعبہ کو چھڑائین لیکن خواجہ عمرو نے جو جہلال سے یہ سُن لیا کہ قیام و مقیم زن و شوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ دونون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائین جب لشکر رستم روانہ ہو چکا تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب میرا ساتھ چھوڑیے مین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خود ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مرادمند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ مین حاضر ہونا اکثر نے بیچارے گستاخ ہوکر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوندا یہ کیا باعث کہ بعض مرادمند محروم پلٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مرادمند آتا تھا محروم نہ جاتا تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جاکر طعن و تشنیع کرین کہ کیا قدرت عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر سے آواز دی کہ ای زبرجد شاہ ہرچند قہر سے ہاتھ سب کو گرفتار کرالیا لیکن قدرت کو چین نہین ہی جس وقت سے طلسم کشا نے

تینون تحفے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام نہین ہر کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیاے تحفہ جات ملے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ پا جائین یہ سنکر زبرجد خاموش ہو رہا خواجہ کلیم او بڑھے پہلو سے کوہ مین کھڑے تھے یہ سب باتین سنین خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم ہوا کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھون پہلو سے کوہ مین ایک شکل سبز و شاداب تھا خواجہ اُسپر چڑھ کر کلیم او بڑھے ہو بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان پر برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہونچی قریب تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزہ صاحبقران پہ طلسم کشا مع سردارون کے ہمارے قید مین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا لیکن عرصہ دراز ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا اندر دہن کے گھس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین کہ وہ عقاب تصویر سنگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ ای قیام و مقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت نے تقدیر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوتی جاتی ہی تو جا کر اُنکو تکلیف پہونچا کہ تڑپ تڑپ کے اپنی جان دین چند کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو عمرو نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتین کر کے تخت پر سوار ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر سوار ہوئین تخت اُڑا یاراہ مین زن و شوہر کا آپس مین کلام ہو کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران اور سکے سپرد کرین گے مگر یہان سے ارشاد ہوا کہ انکو قید مین رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے مقام پر نہین ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن حلال سرشت انکا شریک ہو گیا اور پتہ ہی اگر وہ نشان بتا دے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور سے دیکھا ویرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اُس باغ مین اُترے کنیزین چبوترے پہ باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا زن و شوہر

آکے مسند پر بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہین خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

مقابل آرسی مین عکس جو اسکا نمایان تھا مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیران تھا
صبا کی طرح دیر و کعبہ مین جسکا مین جویا تھا ہر رنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ مین ہی پنہان تھا
تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھڑوانا فقط اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا
نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے مثال شمع شب کی شب مین اس محفل مین مہمان تھا
اڑایا دھجیان کرکے لگا جو ہاتھ وحشت مین کبھی پہونچے تلک دامن کبھی ٹکڑے گریبان تھا
نہ لوٹون کسطرح کانٹون پہ دوری مین گلستان کی وہ بلبل ہون کہ فرش خواب جسکا گل کا دامان تھا
مرے باعث سے ہر عالم مین شہرا تیری صورت کا وگرنہ مصحف رو تیرا کس کافر کا ایمان تھا
دبستان محبت مین مری تحصیل افزون ہی اگر مجنون کو تھا ابجد خوان تو مجکو حفظ قرآن تھا
ترا دیوانہ جس وادی مین تھا اے غیرت لیلی پرے مجنون کے جنگل سے بھی کوسون بیابان تھا
جلایا تھا مجھے کس مہوش کے سوز فرقت نے ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا
نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے مثال شبنم اس گلشن مین شب کی شب کا مہمان تھا
نہ چھوٹا فقر مین بھی پیشہ مردانگی اے رند نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا اے گل بہار آج تو تو نے وہ کمال کیا کہ دل بیقرار کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہے بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین اور یہ انسے سیکھتی ہے قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمھارے پاس قید ہے خوف ہے کہ عمرو نہ آجائے مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہے کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف رکھو میرا دل دھڑکتا ہے ہر چند کہ مین ایسے وقت پر اسے ملاقات فورًا رخصت ہو کر گیا اور وہان زیادہ نہین ٹھہرا مگر گل بہار پر مجھکو شک ہوتا ہے عمرو کے تو ہوش اڑگئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب مین کیا کرون کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہے کہ برق فرنگی عقب مین خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھا ہے ملازمون کو پکار رہا ہے کہ یارو جلد آؤ مین قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخلستان کے چلا برق نے بڑھ کر ایک حبا سا مارا
خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت لاؤ
ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پر سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر بیٹھا
میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہے یہان قیام و مقیم جلسے مین بیٹھے ہین رخ سیم
ہر چند کہتی ہے کہ شراب کا چرچا کرو قیام کہتا ہے کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہین رہ رہ کے دل
دھڑکتا ہے نہین معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
مقیم نے کہا کہ لو صاحب سالار کوہ کن آتے ہین تمھارے بھائی ہین اکثر تنہائی مین مجھسے کلام
عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجائے
باپ کے ہو یہ کیسی باتین کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج مین مضحکہ ہے تم کیا نگاہ ڈالین گے
مین شکایت کرونگا کہ پھر کبھی تمسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ بہت رنج اُٹھائینگے مقیم نے کہا کہ
صاحب سہولیت مین کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہے کہ کُل اہل طلسم اپنی اپنی
جان کا خیال رکھتے ہین آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہین اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا
کیا ضرور ہے یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام برائے استقبال اُٹھا
مقیم نے بھی جھُک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دلبر جواہر مین غرق طلازن
نازنیت پیرہن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار پس گیا ٹھنڈھی سانسین کھینچنے لگا ہاتھ
تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہے ہاتھ چھوڑ دو سالار بیہوش
ہو رہا ہے اشارے کو کب مانتا ہے لپٹا جاتا ہے کبھی کہتا ہے کہ اے جان جہان و اے آرام دل
مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو مین اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا
ہوتا ہے کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہے اے سالار
ہوشیار رہنا حصار بھی مین نے نہین کیا ہے تمھارے اشتیاق مین چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب
میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہے اسوقت
بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہون
بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچتائین گے رنج و ملال اُٹھائین گے دونون نے اشارون

جو باتین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائیصاحب سے باتین کرنے لگین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ ماردون کہ سر پھٹ پڑا اور اُسکا اُڑجائے ابھی کیون اُسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگون کا نام بدنام کریگی اور کیون بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالے لیتے ہین ابھی یہ آپکی شکایت کر رہی تھی مین نے جواب دیا تھا کہ بھائیصاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہین مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کرین دل کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین لاکھ ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہی کہ نظم

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہوکر
رہگیا ایکبرس بھی مجھے سودا ہوکر
مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہوکر
پھر وہی قطرے کا قطرا رہا دریا ہوکر
آہ نکلی جو سوئے عرش معلا ہوکر
رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہوکر
مرد میدان وفا ہو تو نہ چاہو امداد
سر کرو معرکۂ عشق کو تنہا ہوکر
خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہو مجھے
چوم لے اُسکے قدم نقش کف پا ہوکر
جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نکرو
منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہوکر
چشم بہنے لگی جب داغ جگر بھر آیا
چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہوکر
منھ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق
نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہوکر
ناف معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا
تار موسے کیا پابستہ ملامت ہوکر
پاس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ
اُسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہوکر
اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اک دن
کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہوکر
ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا
پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردہ ہوکر
ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبہ مین جا جا کر زاہد
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہوکر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش مین آئیے اب تو آپ کھلی کھلی باتین کہنے لگے بس اب جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ سے خلاف ہو سالار نے کہا آج مین مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو مین نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

دل گھبرائیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہین بڑا افسوس یہ ہی کہ مجھسے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گذرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہین مانہین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو مین انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے کہا کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہین آپ بھی جواب سخت دیجیے عورت پر قبضہ کیجیے برق نے جو بھڑکایا سالار نے فوراً بھاوج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون او ظالم پیچ و خم نے تیری زلفون کے مجکو پریشان کیا آئینۂ رخسار نے حیران کیا مین لاکھ چاہتا ہون کہ صبر کرون دل پر جبر کرون نہین ہوسکتا لہذا اب مین تجکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھون تو بھائی صاحب کیا کرتے ہین اگر بولین گے تو پریشان ہونگے یہ کہکے ملازمون سے کہا کہ ارے تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ مین لیجاؤ وہان جلسہ آراستہ ہووے کیون بھائی صاحب کیا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ مزاج مین اختلاف ہو مقدمہ اصلی نہ صاف ہو یہ کہکے طرف تخت کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤن قیام نے بڑھکر گولہ مارا سالار نے گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین ہات ہان کرکے الگ ہو گئین کہ دونون ساحر زبردست ہین ایسا نہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہین ای سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہین کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبازی اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہی چاہتی ہی کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھکر نکل جاؤن شوہر کے سحر روکتی ہی کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہی تجکو کیا زندہ جانے دونگا مین تیری باتین سمجھتا ہون میرے بھائی کو تونے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہین جانے دونگا سالار چھوٹتا ہوا آگے بڑھا آواز دی کہ او بھیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہی اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی جو اسکا جی چاہا اسنے کیا خبردار اسکو ڈرا نہین یہ کہتا ہوا تلوار کھینچکر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار مین چلنے لگی دونون اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھارہے ہین مہتر برق فرنگی دمبدم سالار کو ابھارتا ہی اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرما رہے ہین سالار کا سر کاٹ لیجیے آپکے لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اسے کاٹا جھولی سے کوزہ نکالا

مقیم نے کمان سینگ کی جھولی سے نکالی سہ باب کا تیر پھر کمان مین پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھ آسمان سے آگ برسا چاہتی ہے قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کشتہ ہو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور پکارنے لگی کہ ای شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت مین بلا لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے مین گئی اب اسکے بدلے تمھین وہان حورین ملینگی ہم کہان جائین اپنی مصیبت کس سے سنائین سالار نے کہا کہ اے گل بہار تو اسقدر کیون بیقرار ہوتی ہے جہان جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا کہ ای سالار مین انکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون قدر و منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خانہ تیرے سپرد کرونگا تجھے اختیار ہے برق نے آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس روپیہ اوپر سے پاتے ہین مزے اڑاتے ہین اور تم عورت ہو ایک دن مین سارے گھر پر اختیار ہوگا نشے باز جوان جسوقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اُس سے نشے کی باتین کر کے سارا گھر اُسکے سپرد کر دیتے ہین تم تو نوجوان ہوشیار رہو دو دن مین اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا واہ بیوفا ایسی باتین نکرو مین کیا اپنی بی بی پر سوتا لادونگی یہ مرنے والے اکثر راتون کو اٹھ کر میری پائینتی آ بیٹھتے تھے ہزار طرح کی منتین و خوشامدین کرتے تھے مین نے کہدیا کہ صاحب یہ بات اپنے دل سے دور رکھو اسی طرح میان سالار سے بھی اپنا طریقہ مین رکھونگی آئیندہ انہین اختیار ہے اگر اپنے مال کو عزیز جانینگے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہے سالار نے اسکا ہاتھ تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اُسکے مرنے کا افسوس ہے اُسنے عورت کے لیے جان دی مین نے ہر چند سمجھایا مگر اُسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گھونگھٹ مین تھی جب سے میرے اسکے آنکھ لڑی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا اُسکے بعد برق بھی برابر آیا کہتا ہوا کہ ہمارے مالک کا گھر آباد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو مین اپنی گٹھری بقچی تو لے لون یہ کہکر کوٹھری لوٹ لیا

خواجہ گھسنے لگے جہاں جہاں دیکھا اُٹھا کر زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ رہے ہیں یہ بھی تخت سے کود کر پہونچا خواجہ نے پکار کر کہا کہ میاں خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھ کو سب کی گٹھریاں بقچیاں جا بجا رکھی ہیں میں سمجھ کر اُٹھا لوں برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت پر غلام پہونچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات میں دخل نہ دو ورنہ ابھی کہہ دونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کار نمایاں کیا خواجہ نے کہا بس چپ رہو ورنہ میں سالار سے کہہ دونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا تبار وہیں ایسا نہو کہ کہہ دیں تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے میں کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہوئے برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑے تھے میں نے زنبیل میں ڈال لیے بچوں کے نہالچے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ میں برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ میں جلسہ جمائیں خوب ہم بھی گائیں گے دور جام چلے آپ دونوں کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتیں کر رہے ہیں باتیں کرتے کرتے راہ میں پوچھا کہ صاحبقران کی قید پر تم میاں بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہاں رکھی ہے مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہے ہر وقت جھولی میں رکھتی ہوں رات کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہوں راہ میں باغ ہے کہ اُسمیں کبقال زنگی رہتا ہے وہی مقبل کی شکل بنکر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہے کبقال زنگی کو بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہیں اور بن پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال اپنے باغ میں معشوقہ کو لیے بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جاتا ہے اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے افسر کہاں جاتے ہو چند ساعت یہاں ٹھہرو ایک جام شراب پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہے جلسہ بھی عمدہ ہے آج اسی مقام پر ٹھہر لیے کبقال نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل میں لایا سالار کو مقام صدر پر بٹھایا زوجۂ قیام کو دیکھکر پوچھا کہ حضور یہ آپکے ساتھ کیونکر آئیں سالار نے کہا کہ میں مدت سے اسیر عاشق تھا آج مجھسے صبر نہ ہوسکا میں نے اس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہوں اگر اسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو حوالے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کبقال نے کہا کہ اے افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت مین حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہین کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی بشکل مقبل پہونچے جاکر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی مین آٹھ پہر رہتا ہون کہ باغ سے باہر نکلون عیار کسی مقام پر گھیر لین مقیم نے کہا کہ اے کبقال اُس مرنیوالے نے شیشہ اسم اعظم میرے پاس اسواسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جایا جاہین مین باغ سے کہین نکلتی نہین رات کو بھی اپنے پہلو مین لیکر سوتی ہون کبقال نے کہا کہ اب تم ہمارے افسر کے پاس آئین اب تم تک عیار نہین آسکتے انکے برابر اس حوالی مین کون جادوگر ہے سب نے انکو بہ افسری قبول کیا ہے انکی سب حفاظت کرتے ہین تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ چلی آئین سالار نے کہا کہ اے کبقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالین مجال ہے کہ وہ ہم تک نہ پہونچے ہر چند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر مین انکی مدد کو موجود تھا کبقال نے کنیزون کو آواز دی کہ اے شراب لاؤ برق اُٹھ کر دوڑا میخانے مین گھس گیا شراب کو الٹ پلٹ کرکے لانے لگا کہتا جاتا ہے کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کرینگے شراب لاکے رکھی گل بہار بیچ مین آکر بیٹھی عرض کی کہ کنیز ایک غزل گائے کبقال نے کہا کہ اے گل بہار تمہین گانے مین بھی دخل ہے کہا حضور گانا تو بڑی چیز ہے دل بہلا دونگی سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے
لو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اُٹھا چلے

طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے
کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے

سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے
اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے

وحشت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچون آہ سرد
بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے

واقف ہوئے نہ اہل جہان کے طریق سے
بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے

جاتے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آئینگے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے

تڑپونگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار
دکھلاؤنگا تماشہ اگر دست و پا چلے

ان ٹھنڈی گرمیون سے مین جلتا ہون پیا
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

آباد رکھے حق تجھے ای بادشاہ حسن — عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے
ق
ہر وقت جاؤ جاؤ کہان تک سنے کوئی — در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے
مو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین رند — کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ مین ہی ساقی گری بھی کرون برق نے کہا کہ یہ کام مین خوب کرتا ہون دونون مین آپس مین تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھیان ہاتھ سے اُتارین ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اُٹھا لاؤ وہ جا دونون جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا گرمی جو پہونچی رنگ و روغن دونون کے چہرے سے اُڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر چاہا کہ سالار پر جا پڑون سالار نے ایک دوہتڑ مارا خواجہ و برق منھ کے بل زمین پر گر گئے سالار نے کہا کہ ای کبقال جب راہ مین عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا کو بتایا قیس ابن لعل اُسنے سب حال کہہ دیا تبھی اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر میخانے مین پہونچا شراب لا کر آراستہ کرنے لگا [illegible] بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ مقدر کی ہے ای کبقال میدان [illegible] کی تیاری کر کبقال نے کہا کہ مین خود جلاد صاحب بیداد ہون اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کرون ذرا مجھکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے مین خلق نہین کیا مقیم نے کہا کہ کیون صاحب یہ دونون کیونکر ہم تک پہونچے مین ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہین کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہین ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہین مگر آج انکی قضا دامنگیر ہے کس طرح آ کر دونون پھنسے بڑے بڑے ساحرون کو ان دونون نے مارا آج سبکے خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہین لشکر طلسم کشا یہان سے دو منزل پر ہے اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد انہی کے قدم سے ہوئے کہ بھائی میرا میری آنکھون کے سامنے مارا گیا دیدۂ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہین کہ مین نے بھائی کو مارا انہین ظالمون کے آنے سے

یہ سارے فتور ہوے ای کیقال جلد میدان خونی کی تیاری کرو کیقال نے آواز دی کہ گوشۂ باغ سے چند زنگی سیاہ رو تیرہ درون ابرون پر بل پڑے ہوے خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین آکر پکارے کہ ای افسر کیا حکم دیتا ہی کیقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت بھی انکا تمھین کہاؤ وہ زنگی اُچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوندا ہفت پیکر تو نے آج کیا نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہی مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھون نے ہزارون جادوگرون کو مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہی اُن زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر لیے ہوے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مین قتل کرون دوسرا کہتا ہی کہ سینہ کا گوشت مین لونگا ایک کا قول ہی کہ کلے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ و برق انکی آمادگی دیکھکر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچاے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین گوشت کہانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہوکر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے تھے کہ ای خالق لیل و نہار وای پروردگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے

نظم

بکن کشایش باب امید ناامید   بدست فاتح ابواب رزق ہست کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید   چو خضر گشت درین دہر زندۂ جاوید
گداے درگہ پاکش فقیر و دولتمند   امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بہ آسمان و زمین   خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد   خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر   خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
زکینہ آئینۂ سینہ چون مصفا شد   عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک   برہنمائی باطن چو راہ راست بدید
بحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان   نوشت ہمتی اہل سخن بطرز جدید

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کیقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اُڑائین مگر لشکر رستم منزلون کو طی کرتا ہوا ایک بیشۂ سبز و خرم مین آکر اُترا بارگاہ مین جلسہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا جہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ ای شہریار خواجہ دمبدم مجھسے قیام و مقیم کا حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر میں گئے ہیں ایک نکتہ خواجہ سے میں کہنا بھول گیا کہ کیقال زنگی جو ہیکل لے گیا خالی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُنکے گرفتار ہو گئے ہوں سماک اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ میں اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش میں جاتا ہوں پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہوں میرا دل مجھکو خبر دیتا ہی کہ عیاری اُنھوں نے کی مگر کسی بلا میں پھنس گئے کہی ساحران زبردست ہیں وہ دھوکا نہ کھائیں گے کوئی بات کبھی عیاری کی کی اور اُنھوں نے پہچانا لہذا غلام جا کر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہو رہا لیکن جہلال ایک عقاب پر سوار ہو اندلش میں خواجہ کی چلا یہاں وہ وقت ہی کہ پانچ سات جلاد آدمخوار خنجر کھینچے ہوے سر پر کھڑے ہیں خواجہ و برق سرنگوں حیران طرف کیقال زنگی کے دیکھ رہے ہیں کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہیں کہ سر کاٹیں اور گوشت انکا کھائیں کہ جہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہیں جھولی سے چکر نکالا جلادوں پر مارا کہ سانوں کے سر اُڑ گئے جہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہ او حبشیا تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہی خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے پہلے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر جہلال پر مارا جہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا ہی گولہ لیکن کیقال پر کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے کیقال کے مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او جہلال تو نے غضب کیا کہ کیقال کو مارا اب کہاں جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونوں نے جہلال پر سحر کی بوچھار کر دی جہلال دفع سحر کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او جہلال غضب کیا اُس معشوقہ کو مارا کہ جسکے واسطے میں نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچی جھومتا ہوا جہلال پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہی کئی تلواریں اور خنجر جہلال پر گرتے ہیں جہلال اُن تلواروں اور خنجروں کو توڑ رہا ہی جب خنجر ٹوٹے تلواروں کے پھل شکست کیے غصہ میں آ کر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہی

خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق شمشیر ہوکر سپر کو کاٹا سر پر آئی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹکر سر پہ تلوار آگری سر اسکے کو کاٹتا سینہ جگر گاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوے خواجہ نے اسقدر عرصے میں تمام باغ لوٹ لیا اور کوٹھریوں میں گھس گئے مال نکال کر لایا مال کھینچا اور نذر زنبیل کیا چھت پردے تک کاٹ لیے جہلال نے جب ان سب کے قتل سے مہلت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق کو پھرتے ہیں پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بیقرار ہیں ہیہات کہ غلام کو بھی لیکن شکر ہے کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے کہا کہ اے جہلال تجھے مرنے کی عادت نہیں میں جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا مقیم کی جیب کی سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حمزہ ہیکل پاس سے کہ اقبال کی یہاں کا شیشہ ٹوٹا وہاں امیر اُس قیدخانے میں بیٹھے ہیں سردار بھی ساتھ بیٹھے ہوے زنجیریں ہلا رہے ہیں یکایک سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران ہوشیار ہوے ہوشیار ہوتے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہیں اسم اعظم یاد آیا غصے میں آکر امیر نے قید کو توڑا سرداروں نے بھی قید توڑی اُدھر سے قیدخانے سے نکلے دروازے پر صلصال جادو نگہبان تھا اُسنے صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھین لی اُسی تلوار سے اُس سیاہ رو کو مارا مارکر آگے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اُسکے نوکر مالک کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکے گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آ پڑے و شیران دشت نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہاں عمرو نے جہلال سے کہا کہ یقین ہے میں نے شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہاں صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا میں یہ حمزہ ہیکل صاحبقران کو پہونچاؤں ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرے تو امیر پریشان ہونگے حمزہ ہیکل پر سحر تاثیر نہیں کرتا جہلال نے کہا کہ میں پہونچا دونگا حمزہ ہیکل مجھے دیجیے یقین ہے کہ لڑائی پڑی ہوگی یہ کوہ زبرجد کی خبر پہونچیگی یہ کہکر حمزہ ہیکل خواجہ سے لی پرواز پیدا کرکے چلا اُس وقت یہ پہونچا کہ زبرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قیدخانے سے نکل آئے وہ زندگی کا نقشہ بدلا رہے ہیں زبرجد طرف کوہ کے چلا بالا سے کوہ آیا تصویر سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند

نہیں معلوم کیا باعث ہوا حمزہ میں یہ طاقت کہاں سے آئی میں نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز آئی کہ ای بندۂ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا کبھال وسالار وغیرہ سب مارے گئے قیام ومقیم سے فساد بڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے میں آئی سالار کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے جہلال وقت پر پہونچا اسنے سالار و مقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ جہلال سرکش حرز ہیکل لیکر آتا ہے اگر ہو سکے تو بڑھ کر اسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے جہلال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ آمادۂ حرب و پیکار ہے یقین ہے کہ ساتھ طلسم کشا کے تا بہ صحراے گرداب نشان جائے یا بدون اطاعت گرداب دریا سے طلسم تک رسائی دشوار ہے یہ سنکر زبرجد آکر سوار ہوا تین لاکھ فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھ کر انتظار جہلال میں ٹھہرا دیکھا کہ جہلال ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ او جہلال کہاں جاتا ہے قدرت تجھکو طلب کرتے ہیں جہلال نے جواب دیا کہ میں تو اُس جھوٹے پر لعنت کرتا ہوں مکاری کرکے خداوند بن بیٹھا میں اب اُسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے تین لاکھ جادوگروں نے سحر کیا جہلال زمین پر آیا عقاب رانون کے نیچے سے نکل گیا جہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادوگر پابند سکتہ کھڑے تھے ہر کسی کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو میں کھڑی ہے معشوقہ کے جمال بیمثال کو دیکھکر بلبلا ئے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

جو جسکے حق میں سمجھا وہ بہتر بنا دیا — مجھکو فقیر تجھکو تونگر بنا دیا
خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہے خلق — دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا
غافل مقام رشک نہیں چاہیے شکر — سونے سے بڑا تو ایک سے بہتر بنا دیا
صاحب کمال رکھتے ہیں اکسیر کا خواص — چٹکی اٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا
آنجرتے پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق — ہجر زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا
ساری رگیں ہوئی ہیں تن زار سے نمود — نا طاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا
گردن میں طوق پاؤن میں زنجیر ڈالی زلف — سودائیون کو اسنے یہ زیور بنا دیا

[illegible]

تیس ہزار جوان دیوانہ وار وحشی مثال سامنے جہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای جہلال سرکش ہم تابعدار ہین جو حکم ہو بجا لائین جہلال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف باندھے کھڑی ہی ان سب کو مارو جلد قتل کرو زبرجد کو بھگا دو یہ سنکر وہ تیس ہزار جوان اسباب سحر ہاتھ مین لیکر فوج زبرجد پر جا پڑے تیس ہزار سحر یہ ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان جمع کر کرے دو تین حملے جو کیے فوج زبرجد مین تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے جہلال نے پھر ایک گولا مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے لڑائی مین مصروف ہوے جہلال جب گولا مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قالب اٹھتے ہین انکے ساتھ شریک ہوتے ہین جہلال لڑتا بھڑتا طرف زبرجد کے جاتا ہی کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ امیر کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

منم صاحب جبر و تیغ و علم	امیر عرب حمزۂ فی حشم	منم قاتل کافران جہان
زتیغم گریزندہ نوشیروان	چو رفتم لسنجان سپہ گیر و دار	بدین رفت گنجاسب ملعون فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار	شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار	گذر چون بجولان گہ قاف شد
جہان را ز عدل و انصاف شاد	زدم دیو عفریت را دھا	بلرزہ فتادند دیوان قاف
سمندون بہ بخت گشتہ شکار	شدند از جنگ بیدین فیل و فلا	در انجا چہ جاہ و ادب یافتم
سلیمان ثانی لقب یافتم		

ایک طرف سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نعرے کرکے لڑنے لگے ادہر جو جہلال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا برائے سلام اس قدر جھکا کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہی عرض کی کہ آپکے فرزند کا غلام اور حرز ہیکل نکالا کہ صاحبقران کو دکھائی امیر کا مرکب اُسی قصر مین سر پٹک رہا تھا نعرہ امیر کی آواز جو کان مین پہونچی ہنہناتا پھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے طرف زبرجد کے چلے زبرجد نے فوج کو اشارہ کیا جہلال رکاب تھامے ہوے ساتھ ہی جب گولا مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قالب اٹھتے اور فوج زبرجد کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب زبرجد کے پہونچے جہلال نے فوراً آگ برسائی زمین ہلائی زبرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرجد نے بہت تلوارین برسائین شعلہاے آتش گرائے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حرز ہیکل گلے مین جو سحر

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغ عقرب کا ہاتھ مارا زبرجد نے سپر سحر اٹھادی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سراسر سر کو کاٹا زمین کو آ کر تلوار نے بوسہ دیا زبرجد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر میں زیر کوہ و بالا سے کوہ اندھیرا ہو گیا لکہ ہاے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرنے لگے آوازیں ہیبتناک آنے لگیں تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی مہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرائے پُر نخچیر میں کھڑا ہوں سمجھا کہ یہ شعبدہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحرائے سبزہ زار میں امیر نے اپنے کو پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استادہ تھی ایک سمت بارگاہ ہشامی خیمے بارگاہیں استادہ ہیں لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدہ شکر پروردگار کیا اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہاں سے طرف صحرائے گرداب نشان کے کوچ کریں گے صاحبقران تو اس مقام پر اترے مگر مہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا میں پایا سمجھ گیا کہ یہ سحر خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اسنے مجھکو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہے کہ صاحبقران بہ آرام پہنچا یہ سوچ کر طرف لشکر رستم کے چلا یہاں رستم انتظار مہلال میں تھے مہلال جو ایک صحرا میں پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہیں مہلال دیکھا کیا جب خواجہ نے اس مسافر کو لوٹ کر مہلت پائی تب مہلال آ کر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پہ پہونچ گئے آپ نے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ مہلال و برق پاس رستم کے جانے میں راہ میں ایک چشمے پر آ کے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا اے مہلال پانی پی لیں تو آگے بڑھیں جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ نے چشمے سے سر نکالا وہ نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ نے جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے میں جا پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ استاد میری خبر لو اے عمرو مہلال جب تک دوڑیں نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ اے مہلال برق کو کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہے چشمے میں بیٹھا تھا مہلال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمہ کو دیکھ کر ہنسا پکار کر آواز دی کہ اے نہنگ غوطہ زن یہ بیٹھے بیٹھے تمکو کیا سوجھی یہ نہ جانتے تھے کہ مہلال سرکش ساتھ ہے کوئی آواز نہ دی یعنی کچھ صدا نہ آئی آخر مہلال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دھماکا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق ہوا جب تو مہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہی خنجر پر اسم سحر پڑھکر چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اسنے میری گردن پکڑلی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چمکی اور یہ خنجر اسکے سر پر پڑا سر کٹ کر گرا مین بیہوش ہو گیا عمرو نے مہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نہنگ غوطہ زن بود اب مہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریا سے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین بیرون بارگاہ کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و مہلال و برق آتے ہین مگر مہلال دریائے خون مین نہایا ہوا ہی بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر مہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا مہلال نے کہا کہ ای شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا ان ساحرو کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حرز ہیکل بھی تھی انکو مارا شیشہ اسم اعظم توڑا اب معلوم ہوا کہ حرز ہیکل پاس صاحبقران کے پہونچا ہی جب یہان شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد جدا ہوا اب وہ اور پہاڑ پر پہونچیگا اور تو کچھ اسرار سے نہ ہو سکا مجھکو الگ کر دیا جس صحرا کا نہنگ غوطہ زن مالک تھا اس صحرا مین پہونچایا نہنگ کچھ تو دست انداز نہ ہو سکا برق کو لے گیا آپکے اقبال سے اسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپکی خدمت مین پہونچا اب حضور کوچ کرین اپنے کو صحرا سے گرداب نشان مین پہونچائین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب پہونچین اور وہان سے حال لوح کا معلوم ہو یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحرائے باد انگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ ای مہلال تمنے بڑا کام کیا مہلال نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پر غلام

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا ہین کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہوگا ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے مین اُسکے ساتھ ہون آوازہ دینا دشمنون کو گرفتار کرنا مرادمندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسنے اپنی ذات پر موقوف رکھا ہو سب کام خود کرتا ہو جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک یہ صحر کریگا غلام کو ڈر یہی ہو کہ آپکے شعبدے سے بھی حضور کچھ نہیں جانتیں مین سحر مین اُس سے کم ہون وہ بلاے روزگار ہو غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ نگار لے گئے کبھی ساحر آئے کسی نے ایسا امتحان نہین دیا کل علوم سحر مین طاق ہو غلام کو بڑا خوف ہو جب حضور صحراے گرداب نشان مین پہونچین اور وہان سے مدد ہوا اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو جلسہ آراستہ کیا جہلال سے یہی باتین رہین سہاک نے لشکر مین حکم پکار دیا کہ کل طلسم کشا کا کوچ ہو چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا جہلال نے ساحرون کے پرے جمائے رستم نکل کر سوار ہوے طرف صحراے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا نہین ہلتا معلوم ہوتا ہو کہ نخل سہمے ہوے کھڑے ہین جہلال نے رستم سے عرض کی کہ طرز وقت سے معلوم ہوتا ہو کہ اس صحرا مین کسی ساحر زبردست کا گذر ہو اُسی کے سحر کا باعث ہو کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے رستم نے بارگاہ استادگی فرمایا کہ اے خیرخواہ جو پروردگار بہتر جانیگا وہی کریگا یہان تک پہونچایا ہزارہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب نے جمائے پروردگار نے اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچایا امیر کو رہا کرایا تمنے امیر سے ملاقات کی تھی جہلال نے کہا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے حرز ہیکل پہونچائی یہ بھی عرض کر دیا کہ مین آپکے فرزند کا غلام ہون جسکے پاس حرز ہیکل تھی اسکو بار خدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضا کا گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہو شوہر اسکا گشت کرکے آیا ہو باتین کر رہا ہو کہ سامنے سے ایک شہرہ کڑکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین مین نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہو اب مجکو لڑکی کے تیور سے خوف آتا ہو ایسا نہو کہ پانون کہین اونچ نیچ پڑ جائے تو خرابی ہو موالج نے کہا کہ میری

بیٹی ایسی نہیں ہے اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہے میں اُسکے باغ میں خود جا کے دیکھ آیا مرد اُسکے نام کا کوئی پھول بھی نہیں ہے مزاج میں کھیل کود زیادہ ہے یہ ذکر تھا کہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ملکہ بہار سے اور رنگ نشین صرف وزیرزادی ساتھ ہے تخت آکے اُترا باپ کو سلام کیا اُن سے کہا کہ کچھ آپکو خبر بھی ہے لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہ گیا اب جو وہ کوچ کرینگے تو آپکی سرحد میں آجائینگے فکر ضروری گرداب نے جواب دیا کہ ادھر تو نظر لیے ہے لیے ہے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ صحرا سے گرداب نشان ہے یہاں کوئی نہیں آسکتا اس طرح کی باتیں عرصے تک ساحر کرتے گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ او نوبہار کل میرے پاس مالکہ صحرائے باد انگیز بیٹی باد انگیز جادو کی آئی تھی اُسنے بھی مجھکو خبر دی تھی کیا عجب ہے کہ راہ میں وہ روکے ہمارے کہنے آتی کہ اب میں برائے گشت جاتی ہوں سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے بہار سے اور رنگ نشین تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیرزادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کر [illegible] جب صحرا میں اُتر چکے تو سماک سے فرمایا کہ مہینوں اسی گشت میں گذرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے جس دن سے اس طلسم میں آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پہ پہونچے آج یہ صحرا معقول ملا ہے شب ماہ بھی ہے کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ ایستادہ کرو ہم تم چلکے وہاں بیٹھیں دیکھیں کیا کیفیت ہوتی ہے یہ سنکر سماک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ ایستادہ کی چند خدمتگار برائے خدمت مقرر کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواہ سے تو پوچھا کیا جلال سے ذکر بھی نہیں کیا اُس بارگاہ میں آکر مسند پہ بیٹھے ایک دو جام پیے سماک سے فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سماک نے طنبورا اپنے پاس سے نکالا سامنے رکھکے بجانے لگا نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

عشق میں حال جہان نوع دگر ہونے لگا
اک پری دیوانہ مجھکو در بدر ہونے لگا

حسن سے آگاہ اب وہ بیخبر ہونے لگا
آئینہ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا

گوش زد جبکے ہوا سرگشتگی کا میری حال
انگلیاں کانوں میں دیں ویران سر ہونے لگا

اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بلائے عشق کے
درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا

وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوئے آثار صبح
بار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا

چشم بولی گوش میں دیکھا ترے کہنے لگا
ہر تماشا کان سے پیدا اگر ہونے لگا

میکشی موقوف جام و شیشہ کہ بالائے طاق
رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا
روئے انور پر ہوا آغاز خط روسیاہ
مہ پڑا اندھیر سا ہر رشک قمر ہونے لگا
آہ عاشق کان مین اُسکے نہین کرتی اثر
گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا
میرے مرنے کی جو دی اُسکو کسی جا کر خبر
سنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا
شعر سنکر مدعی مرنے لگے کڑھنے لگے
اب سخن مین بھی مرے سیفی کا اثر ہونے لگا
لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ
پھیر دیتے ہو تو جانون کا ضرر ہونے لگا
عرش تک جسدن گئی آہ رسا میری تو پھر
عالم بالا مین شور محشر ہونے لگا

سہاگ عجیب لطف سے اِس غزل کو گا رہا ہی شب ماہ سناٹا صحرا کا جانور آشیانون مین بااطمینان بیٹھے تھے آشیانون سے سر نکالے ہوئے صدا سے نغمہ کے جھوم رہے ہین بعض آشیانون سے نکل نکل کے گرد سہاگ کے چرخ مار رہے ہین فضا سے کہ راگ ہوا سے اورنگ نشین تخت اُڑا سے جاتے ہو آتے تھے قریب کوہ جو پہونچے کان مین آواز گئی آئی وزیرزادی جو پہلو مین بیٹھی تھی کہا ارے کمبخت سیفی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطافت سے گا رہا ہی دل لبھا رہا ہی کلیجے کے ٹکڑے ہوئے ہین آواز مین کیا سوز و گداز ہی وزیرزادی سے کان لگا کے سنا اور کہا واری بیشک کوئی کامل فن اہل ہی کیا خوب گاتا ہی اس پہاڑ پر تخت ٹھہرا دیجیے جو تھمتا استادہ ہوئی دیکھین کون گا رہا ہی بلندی سے تاکہ دیکھیے تخت کو پہاڑ پر لائین اور اُترین پہاڑ پر اس محبوب پریچہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دماغ اپنا عرش اعلیٰ پر پہونچا بلکہ ٹیلے لگین اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن وصف شکن اُٹھے زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سر برہنہ پوشیدہ پر رکھا ہوا جام سے کہ رس معلوم ہوتا کہ زلفین عنبرین ہوا سے اُڑ رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ناگنیان قریب چشمہ خورشید لہرا رہی ہین رخسار کی روشنی ماہ تابان پر طعنہ زن غنچہ باغ خوبی دہن تکلہ صراحی سے نخوت سینہ چوڑا دونون شانے نشان جرأت ہاتھون سے سخاوت آشکار زور چہرہ سے ظاہر ہی سر شیشہ آگے رکھی ہوئی ایک شخص دبلا پتلا کہ نگاہ مین ضعف سے سماتا کسی صورت سے بچا رہا ہی روتا ہنستا کبھی جاتا ہی جوان سنتے ہین محو ہو رہا ہی دیکھتے ہی ہوا سے اور اورنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ زور سے ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا قلب تھرایا کاہ و کہربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہی کہ جس طرح سے اپنے کو اس جلسے مین پہونچا دون

وزیرزادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جا ہے خالی از خیر ہی فقط ایک شخص صاحب شوکت و لیاقت بیٹھا
ہنس رہا ہی چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہی کہ یہی طلسم کشا ہو وزیرزادی نے کہا کہ یہ اپنی عملداری
ہی آپکے صحرا میں اُترے ہیں ذرا چل کے دیکھیے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی دونوں کوہ سے اُتریں
قریب پردے کے آکے دیکھا خیمہ خدمتگار پڑے سوتے ہیں پردہ پڑا ہی ملکہ نے پردہ اُٹھایا
رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اُٹھایا چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن میں لاجواب بیٹھی ہے ادھر دیکھ رہی ہی بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے فرد - رواق منظر
چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + ملکہ نے بھی پلٹ کے دیکھا
وزیرزادی سے نگاہ ملی کہا اُٹھا کہ اے صاحب تشریف لائیے ملکہ نے جو دیکھا کہ بلانے والا
خاموش ہو گیا تب آپ کو وزیرزادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیرزادی نے رستم سے آنکھ ملا کر
کہا کہ ہماری ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ یہ اپنی عملداری ہیں آپ یوں بخوف اتر پڑے سے ابھی
بارگاہ اُٹھا لیجے رستم نے خفگی سے جواب دیا کہ ہم فاتح طلسم ہفت پیکر ہیں تا بہ صحرائے
گرداب نشان جائیں گے یہ کہکے قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کا سینہ آگیں ہوا ملکہ نے وزیرزادی
کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے صاحب بیٹھئے ہم مسافر ہیں آپ کی سرحد میں بیٹھے ہیں جب آپ حکم دینگے تو
اُٹھا لیجائیں ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ اے ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی آپکا کیا ہی ہم ایسے
غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اسوقت کیونکر آپکے آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو
اپنا نام بتا ہی چکے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہی آخر
آپ کا کیا قصد ہی رستم نے کہا کہ ذکر سنا ہوگا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید
صاحبقران صحرائے گرداب نشان کی ٹوہ میں نکلے ہیں منظور ہی گرداب شعلہ زن کو قتل
کریں یا اپنے ساتھ لائیں ملکہ یہ سنکر ہنسیں کہا صاحب یہ خیال خام و منصوبۂ ناتمام دل سے
نکال ڈالیے صحرائے گرداب نشان ایسا مقام نہیں ہی کہ جہاں یوں بخوف چلے جائیے رستم نے
کہا کہ جو قصد کامل ہی وزیرزادی نے کہا کہ حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کیا عجب ہی
کہ آپ کا گذر وہانتک ہو ہماری ملکۂ عالم جو بیٹھی ہیں خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ
آپکے آنے کی اطلاع نہ کریگی لیکن جب صحرائے گرداب نشان میں پہنچیگا باد انگیز جادو

آپکی فکر مین نکلی ہی وہ آفت برپا کریگی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہوگا کدھر بھاگ کر جا بیٹھیگا جدھر جا بیٹھیگا دریاے قہار بہیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذرنا دشوار ہوگا نہایت حیران ہو جیے گا رستم نے کہا کہ انشاءاللہ مالک بحر و بر ہماری رہبری کریگا یا گرداب جادو کی قضا آئی ہی یا انشاءاللہ راہ راست پیدا ہوگی مگر کیون ملکۂ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ گرداب جادو کے قبضہ مین ہی آخر لوح کا کیا نشان ہی گرداب جادو کے پاس ہی یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہی ملکہ نے سر جھکا کر کہا گرداب و لوح کا حال مجھکو تو نہین معلوم ہی لیکن مادر مہربان سے دریافت کرونگی یقین ہی کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائین انھین باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہی دیکھیو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحت ہی موت عشق کے آزار کے لیے
بہتر ہی زیست مرگ سے بیمار کے لیے
گل شکل گوش ہی تری گفتار کے لیے
نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے
بند آنکھ بھی تصور دلدار کے لیے
جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے
جھپکے پلک سے نہ ای دل تمام رات
رتبہ بڑا ہی مردم بیدار کے لیے
ہی جان گسل تصور رخ سے بھی یاد زلف
بھاری ہی رات دن سے بھی بیمار کے لیے
سیخ کباب پر لبو کو چڑھا شراب
ساقی گزک ضرور ہی میخوار کے لیے
مضمون عشق کو ہی عبث پند واعظو
ہی حکم شرع مردم ہشیار کے لیے
دوزخ مین بھیجیے مجھے چاہے بہشت مین
ہی اختیار سب مرے مختار کے لیے
اک ماہ پارہ کے تصور مین صبح ہو
کیا خوب مشغلہ ہی شب تار کے لیے
کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود
کیا مرتبہ ہی سنگ در یار کے لیے
عاشق ہون رند یارہ کا تقصیر دار ہون
جو چاہیے حکم دیجے وہ گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہو گیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا کیونکر زبان سے کہون کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہی حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جاکر پھنسا کشاکش مین ہے

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کرکے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤگی ملکہ نے کہا کہ صاحب مجکو سب طرح مشکل ہی اگر تمھارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کرون ابھی آفت برپا ہو اگر نہ کہون تو اُنکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائینگے کہ تمنے حال آمد لشکر طلسم کشا کیون چھپایا تو اُنکو کیا جواب دون بڑے انتشار مین ہون رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوئے باتین عاشق معشوق مین محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہین یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل پھٹ پھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اُڑتے پھرتے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم بیٹھے تھے یکایک اسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا کہ گرے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین کہا یہ سحر بادانگیز کا معلوم ہوتا ہی آج دوسرا دن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور کہا کہ طلسم کشا تمھارے صحرا مین آتا ہی مین جا کے راہ مین روکون معلوم ہوتا ہی اُسنے آپکا لشکر دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی کم ہوئی ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رُک سکتی ایسا نہ ہو کہ وہ اندر آجائے تو بڑی مشکل ہو اے شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپنے خلاف فصل مین کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپکو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہوا سے تند کا چلا یہ خیمہ بھی گرا لشکر مین صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ملکہ کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار مجکو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمھارے منتظر رہینگے آئندہ جیسا تمھارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤگی ہمین زندہ نہ پاؤگی کہ ایک نخل سے آواز ہیبتناک آئی کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہی ابھی جاکر تیرے ماں باپ سے اطلاع کرتی ہون مین کیا تیرے لیجانے کو کم ہون دو گھڑی سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے ہین دیکھا شاخ نخل پر بادانگیز جادو یون بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی کلمات مذکورہ کہہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ لو صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی اگر پہنچ گئی تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کرینگے بادانگیز نے پھر ایک دستک دی جھونکا ہوا سے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑ کر غبار

آسمان تک جائیگا سلار زمان رستم کے سرکٹ کر گرنے لگے ملکہ ہما سے اور تنگ نشین آگئے چلین آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہے اس بات کا یہاں ٹھکانا نہیں مطلب تو اس سے ہے کہ طلسم کشا گرفتار ہوکر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہیں ہیں کہ کسی سے دبیں میں نے اپنی جان بچائی ہے امروز فردا میں طلسم کشا کو گرفتار کرلونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ میں نے سب تیری باتیں سنیں عرصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے بی وزیرزادی صاحب تجھکو گھیر کر لائیں وہ بھی اچھی ہے عیار طلسم کشا پر مائل ہے اب کوئی عیار طرار ایسا نہیں کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچالے سکیں اندھے کر تیری اور وزیرزادی کی سامنے گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی یہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہے اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہے کہ خیمے اڑتے پھرتے ہیں ہزارہا بندگان خدا کے سر کٹ کر گرے ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر بدبخت پکڑ نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہیں ہلاکم ہو جاتی ہے جب باد انگیز دستک دیتی ہے تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہے کہ زمین تھرا جاتی ہے کئی مرتبہ ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا پلڑا جو زیادہ ہوا صلصال سحر کش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا صدہا سر کٹے پڑے ہیں آندھی زور سے چل رہی ہے ایک طرف شعلے آتش کے اٹھ رہے ہیں صلصال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہے جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہیں کسی ساحر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ ایک نازنین بصورت زیبا و لطافت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اس سے ردو قدح ہو رہی ہے وہ نازنین کچھ کمی نہیں کرتی یہ سنکر صلصال سحر کش دوڑا اس وقت پہونچا کہ ملکہ ہما و باد انگیز سے فاتحہ کے سحر ہو رہے ہیں باد انگیز نے دوپٹا اپنا ہوا کی طرف آسمان کے پھینکا ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے ابر پردہ پوش تو آکر اس گلبدن پری رو کو چھپا لے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اس ماہ تابان پر سرپوش ہوا اسکے اندر سے ملکہ نے ترطیب کر نکالیں ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا باد انگیز نے پھر بالا کا کان سے بجلی نکال کر پھینکی برقیں گرنے لگیں ملکہ ہر برق کو کاٹ رہی ہیں ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہیں صلصال جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پہچانا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہے مگر باد انگیز دم نہیں لینے دیتی دمبدم فاتحہ کے سحر کرتی ہے ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہیں صلصال نے دیکھا کہ ملکہ

ہما

ہماسے اور رنگ نقشین عاجز ہو رہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پر چل جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر انگلی سے اُسپر ملاکر پھینک ماری پشت پہ باد انگیز کے آکے پڑی کہ توڑ کر سینہ کو پار گذری شور کرکے عمل باد انگیز گرگیا لاشہ اُسکا جلنے لگا ملکہ ہماسے اور رنگ نقشین نے پکار کر آواز دی کہ اے مہلال کیا کار نمایان کیا مہلال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک بگولا آگ کا قریب لاش باد انگیز اُٹھا لاشے کو اُٹھا کر لے گیا ہماسے اور رنگ نقشین نے دستکین دیکر چاہا اُس گرد کو روکین مگر وہ بگولا نہ رکا مہلال کے بھی چہرے پہ ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے ملکہ عالم لاش اُسکی تمہاری ماں کے پاس جائیگی آپ اپنے کو قتل ہوا سمجھیے اور مواج سمندر نقشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہاں ہے تو اُسکی جستجو مین مصروف ہوں بڑا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفہ ملے کہ سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیاں جو قتل ہوئین آتشین پرکار تھین باد انگیز بلاے روزگار تھی آپ سے سحر مین مصروف تھی مین نے غفلت مین کارد مارد یا اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ پردہ پر مجھ سے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل فرمایا کیا اب مجھے اسکے باد انگیز کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے مہلال اب مین جاتی ہون جاکر حال لوح دریافت کرون اس فکر مین آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار گیسو ہوئی اب یہی فکر ہو کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پہ کمر باندھین اس طلسم مین بڑے بڑے عجائب وغرائب ہین دربندون سے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت و لقمان حکمت ہے بوقت فتح طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ اُن مکرون سے بچنا نہایت دشوار ہے ایک ایک ساحر بیکار و غدار ہے ملکہ ہماسے اور رنگ نقشین باتین کرکے جب ہر ایک سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ اے شہریار آپکی جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہے

نظم

اگر جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہوگیا
آپکو کھویا مگر جویا خدا کا ہوگیا

ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
راز جب منکشف فقر و فنا کا ہوگیا

خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہوگیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو ویگا کبھی
عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہوگیا
مرتے ہین بیمار الفت متصل یا مسیح
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہوگیا
اُس نگاہ تیز سے دل ہوگیا جب ہم دو چار
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا
حور کے غمزے سے ہم جنت مین خوش آتے نہین
اے پری رو کشتہ جو تیری ادا کا ہوگیا
یاد مین اُس سرو قامت کی جو کی فریاد کل
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتین کر کے تخت پر سوار ہوئین طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلین یہان گرداب جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا مواج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب مین تمھین کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہون اس وقت آنیکا کیا سبب کیون تکلیف کی مواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہون طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اُترا ہی مجکو خوف ہی پیران حمزہ آنکھ مین موہنی رکھتے ہین جسکی نگاہ اُنپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی ہمارے گشت جاتی ہین ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی آج کل بیخبر ہونا چاہیے ہر وقت اسی خیالات مین مصروف رہتا ہون اپنے باغ مین بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشۂ باد انگیز ایک غبار مین لپٹا ہوا ہیرون سے لئے لاکے پہونچا اور فریاد کرکے دست بستہ عرض کی دشمنون نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اُٹھا لائے اب آپکو اختیار ہی گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہی اب خرابیان شروع ہوئین طلسم کشا کا اس سرحد مین آنا خالی از علت نہین ہی یہ کہکے ملازمون کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اُٹھا لیجاؤ لاش کو جلا دو جہان تک ہوسکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہین ایسا نہو کہ سب کو خبر پہونچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہون کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اُٹھا کر لیگئے کہ آسمان پر ابر نقرئی پیدا ہوا مواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین شب سے گئی تھین اب آتی ہین ابر پھٹا ملکہ ہما سے اورنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہما نے

مان باپ کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے ہما اُڑا ہوا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری ہو اس مین ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیون نور نظر لشکر طلسم کشا کہان تک پہنچا ہماری سرحد مین آ گئے یا سرحد سے باہر ہین ہما نے کہا کہ ای مادر مہربان مین اُس طرف نہین گئی مجھے نہین معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر ای باپ مین آپکے مکان آنے کو تھی لیکن آپ یہین ملگئے مین کل سے بہت بیقرار ہون صحرا سے گرداب نشان کا پتہ طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لائے حتی کہ جھلال سرکش ساتھ ہی کیسا رازدار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ ای نور نظر ہمسے کیا تم حال لوح دریافت کرنے آئی ہو ہمنے آج تک زبان سے نہین نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان طلسم نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور اُدھر کا قصد کیا تو ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ ای باپ آخر فرمایئے تو کہ لوح طلسمی کہان ہے مواج نے کہا کہ مین لوح کا حال کیونکر کہون آج تک مین نے زبان سے نہین نکالا کہ لوح کہان ہی ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ تو دو قدرت پیروی کرینگی تو بھی لوح نہ ملیگی اس ساحرہ کے قبضے مین لوح ہی کہ وہان تک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ کر دیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش مین رہیگا اُسی جنگل مین سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد پہونچیگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو مین زبان سے نہین کہہ سکتا مگر کیون بیٹیا تمنے حال لوح کا کیون پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تمسے بہت بری طرح پیش آئینگے ہما نے کہا کہ بابا جان مین آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہون اتنا ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہان جا تو نہین سکتا مواج نے کہا کہ ای نور نظر خاموش رہو دیوار و در ہم گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگین جوش فراق مین رستم کے بیقرار ہین خیال مین آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے رنجیدہ ہونگے فرمائینگے ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ کچھ نہین بتاتے گلے مین باپ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ ضرور فرمایئے کہ لوح کسکے پاس ہی مواج نے کہا کہ ای نور نظر مین مقدمۂ لوح مین کچھ نہ کہونگا مجھپر حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہاں ہے اگر یہیں کہوں اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائیں کہ تمنے فتح طلسم کی صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوے اور باہر ہو کر راہزن ہوے ہیں تمہاری صورت دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہوں کیوں اے نور نظر تمنے طلسم کشا کو تو نہیں دیکھا ملکہ ہما یہ سنکر گھبرا گئیں کہا اے بابا میں طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہیں آپکا خیال محال ہے مجھے طلسم کشا سے کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتیں بناتے ہو ٹھہرو ابھی اسرار دان کو بلاؤ ابھی سب حال کھلا جاتا ہے مواج نے آواز دی اے شہسوار باد آگاہ حاضر ہو ایک پتلی سنہری اڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اس پتلی نے منھ پر ہما کے ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہوگئی ہما کا چہرہ دمتما گیا کچھ عذر کا نہیں اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے بابا شب کو جو میں پڑ کے سو رہی تھی تو آنکھ لگی طلسم کشا کو دیکھا عیار کا لگا رکھا تھا وہ گانا اسکو ایسا پسند آیا کہ میں پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو جس ہنگام طلسم کشا یہاں آفت برپا ہوئی میں نے شکل کو دیکھا کہ باد انگیز سحر کر رہی ہے میں نے اسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر ہلال لے پشت سے آکر کاری ضرب ماردی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا میں طلسم کشا سے ڈر کر آئی ہوں کہ حال لوح طلسم دریافت کرونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہوں مواج نے کہا کہ اے نور نظر زبان سے تو نے نکالا سوزن زبان میں دو چار ایسی حکم ہے لگا لے اپنی زبان میں آپ سوزن دی کہ آپ مواج نے ایوان سیاہ جسم میں لپیٹا اسے کہا کہ قید کرو سرہنگ سا جادو دانے ملکہ ہما پر زمین سے کہا کہ اسکو لیجا کر برج قلعہ میں قید کرو کہ وہ ہی پتلی پھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر مٹھی بھر خاک کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا رونے لگی کہتی تھی کہ اے بابا مجھے کیوں قید کیا مواج نے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہ کے سرہنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجا کر برج قلعہ میں قید کرو خداوند سے اطلاع دیجاینگی اسی طرح ہر شی کا پتہ ملجاتا ہے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر ان ہی نادینات سے شیطین کی تلاش سے پایا گر پھر سے گرداب نشانات ہر یکان کی اشیا کا پتہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی عنایت ہے لاشہ باد انگیز نے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب نے خوب آگاہ کیا پتلی جو روح ساحری ہے اسنے آکر حال ظاہر کیا خود قبول دیا کیسو پر یہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سر ہنگ جادو نے لیجا کر برج قلعہ میں قید کیا ملکہ دیوانہ وار وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی تھیں آٹھ پہر نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر رہتی تھیں یہاں رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن گھبرا کر ساکت سے فرمایا کہ اے یار وفادار کئی دن ہوئے ملکہ کہاں ہے اور کچھ نشان نہیں آتیں ذرا خبر تو لاؤ اگر وہاں تک پہونچنا تو کہنا کہ اے یار وفادار و اے مونس غمگسار تمہاری یاد میں دل بیقرار ہے اور عجب کیفیت ہے نظم

سینہ رہ موسم گل میں جو زندان ہوتا — پھر تو میں اور کف دست بیابان ہوتا
خوب تھا وحشت رخ و گیسوئے جانان ہوتا — ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
نسبت اس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا — رتبہ آئینہ کا پاتا جو میں حیران ہوتا
چھٹتے موسم گل میں جو نہ پوشاک مری — چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا
جان سے ہوتی نہ زیادہ جو شہ ظلم اے آشنا — آ کے بستی میں کوئی طفل نہ گریان ہوتا
قدکشی کرتا نہ اس غیرت شمشاد سے یوں — آدمی تو اگر اے سرو گلستان ہوتا
آپ سے آکر اپنا گلا کاٹ کے مر جاتے رند — سر پہ کیوں تیغ ستم جلاد کا احسان ہوتا

ساکت نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا حضور رنجیدہ نہ ہوں ابھی غلام جا کر خبر لاتا ہے اگر آپکا اقبال یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کرکے آؤں اور کیا عجب ہے کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے رستم نے کہا کہ ہاں برادر اسکی فکر واجب و لازم ہے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و بیقرار گئی تھیں رنگ سا رو سے اڑنے لگا ظاہر ہوتا تھا کہ کہیں دل الجھا ہے شاید ماں باپ پر حال انکا کھل گیا میں بھی یہاں سے پہونچوں واسطے قلعہ گرداب میں تو آپ چلے ساکت اسی وقت طرف قلعہ کے روانہ ہوا اور کولی کے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پر پہونچا ساحروں نے پوچھا بھائی کہاں گئے تھے ساکت نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہے کہ لشکر طلسم کشا ہماری شہر میں آگیا اور مالک کچھ فکر نہیں کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہے کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا میں گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا جمال الدین کشن ایسا ساحر ساتھ ہے وہ رستم بھی کہتا ہے کہ گرداب نے کوئی انتظام نہیں کیا جادہ چپلہ ایک نے انہیں سے کہا کہ گرداب کیا فکر کرے بیٹی کو قید کیا سر ہنگ جادو نگہبان ہے تو ر تو یہ لشکر کا اب دیکھئے کیا ہو ساکت یہ سنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھا تھا بطور پہرہ آ بیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلا گئی مگر وہ وہان ہو چلنے دیتی ہو سوسی کا پائجامہ کامدار
کی چادر پا میلی اوڑھے ہوئے کرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر مین پھر پلیٹ کے آئی بتی کو انگلی سے
اکسایا اور انگلی کو پائجامے مین پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی مین روٹی لیے ہوئے اُسپر تورے
کی بوٹی رکھی ہوئی سمک کو اشارہ کیا ایسے پیرکیا سے سمک سمجھا کہ جسکی صورت مین بیٹھا ہوں
یہ اسکی آشنا ہے جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی ایلچی لگا کنیز ہنسنے دیتی ہو اپنے کو چھڑا لی ہے کبھی
کہتی ہے چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سمک نے جواب مارکر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنا کر
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑون کنیزین پھر رہی ہین ایک طرف ایک عیارہ کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلوری
بنا رہی ہے کنیز نے آکر کہا کہ کیون بی عیارہ صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہین عیارہ
نے کہا کہ ہم اس مقدمے مین دخل نہین دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو کنیزین شکار
کے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگین جانتی نہین کہ لوح کا حال دریافت کر کے جا کے
طلسم کشا سے کہدین اگر طلسم کشا کو لوح ملجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر سے بچنا نہین
معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہے کنیز نے باتین کرتے کرتے پاس عیارہ کے بیٹھ کر ایک
گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی عیارہ کے منھ مین دی عیارہ گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئی سمک
نے عیارہ کے کپڑے اتارے وہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنا کر تیار ہوا اُس عیارہ کو وہان
مین لٹائے ہوئے چلا راہ مین جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی عیارہ صاحب کہان جاتی ہو سمک
نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا بیچ قلعے مین آیا سرہنگ جادو شہ جالیس کنیزون
کے بیٹھی ہے سرہنگ نے پکارا کہ بی عیارہ صاحب کیا الٹی ملکہ کے مقدمے مین کچھ انکی زبان
سے نہین کہا عیارہ نے قریب سرہنگ کے آکر خاصدان تو رکھدیا اُسکے پاس بیٹھ گئی کہا بی سرہنگ
رونے کی جگہ ہے کہ بی بی نے اپنے کو یون بدنام کیا باپ سے کہ بلا سے روزگار رہے اُسکو دریافت
کرلیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا کیون حکم ہوتا ہے شہنشاہ کا یہی قول ہے کہ ملکہ نے غضب کیا لوح سے واقفی کی
طلسم کشا کے لیے فکر کی سامری کی قدرت کو نامرد کیا تو دیکھیے وہان سے کیا جواب آتے ہین معلوم
وہ کیا جواب لکھین سرہنگ نے خاصدان اُٹھا لیا گلوری کھائی کہا بی عیارہ اسی شام سے
تمباکو کے بیقرار تھی تمنے اسوقت زندہ کرلیا سب کنیزین مانگنے لگین کہ بی عیارہ صاحب ایک

گلوری ہمکو وہ یہان سے چلی ہو تو اپنی تشفی ہین جائین تب یہان نصیب ہوا ایک ایک گلوری سماک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہین کہ سب کے پہلے سرپشکسا اپنے مقام سے اُٹھی گر کے بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین سب گر کر بیہوش ہوئین سماک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام کو آپ نے پہچانا مین ہون سماک ہون مگر انکو نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو مین بات کرون سماک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کرکے ماران سیاہ کو مارا سماک نے چاہا کہ سرپشکسا کا سر کاٹون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا غضب ہے کہین نکل جاؤن انکو پڑا رہنے دے کیونکہ ملکہ نے سماک کی کمر مین پٹکہ دیا لے آئی مین رستم اسی خیمے مین بیٹھے ہین یاد مین ملکہ کی رو رہے ہین خادم جو سمجھاتے ہین کہ حضور سماک گیا ہے ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم فرماتے ہین کہ یارو نہین معلوم اسیر کیا گذری کہ غنچہ دل افسردہ ہوا ہے یہان دل کی یہ کیفیت ہے عجب صورت ہے کہ

نظم

مشغلہ کیا ہے شب ہجر مین ہمدرد اپنا
سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا
چونک اُٹھتا ہون اسے چھیڑ کے پہلو اپنا
تجھ پہ قابو نہین دل پہ تو ہے قابو اپنا
نہین معلوم مجھے کس سے تعلق ہے کہ
دل و ایمان سے تجھے اپنا کہین ہندو اپنا
بو سے گل سے مجھے دھوکا نہ دے مشکی کا
جو ملا رشتہ دستہ یار سحر ہی تو اپنا
کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا
جان جان جب سے ہے مجھے وصالی آغوش سا
گو کبھی مجھ سے تہی کرتی ہے پہلو اپنا
یاد کر کے لب ناخوردہ کی تیرے شیرینی
خون دل آج پیا ہے کئی چلو اپنا
ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا مین
پاؤن میدان سے سرکے جو سر و اپنا
شوق کی شب سے ہوا ہون مگر اشکون مین
راستے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا
رقص کرتا ہون شب ہجر مین انگارون پہ
جلنے لگتا ہے جدھر کرتا ہون پہلو اپنا
ایک دانائی کا دعوی تھا نرگس کو اس روز سے
شعلہ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا
داغ کیا کیا کیے ہم نے عشق مین گل رویون کے
حشر کے روز کفن ہوئیگا خوشبو اپنا
پیچ و خم زلف دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا
باغ مین آ کے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

بہشت یا ہارین نہ کیوں ہمت گردوں پر نہ | شکل نہیں فضل خدا سے انکی بازو ہیں

رستم بیقرار ہوئے ہیں خادم سمجھاتے ہیں کہ ای شہریار سمک وہ عیار ہے کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ رکھنے والا نہیں رستم فرماتے ہیں کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہے کہ دیکھا آسمان پر شفق چمکی ملکہ ہماے اور نگار نشین سمک کو پہنچے ہیں دیا لئے ہوے لیکن تعجیل آتی ہیں رستم بے اختیار پکار اٹھے فرد۔ ای آمدنت باعث آبادی ما ۔ ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما ملکہ بھی زمین پر آئیں سمک کو پیچھے سے چھوڑ کر رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ زرد اس منھ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں رنگ رو متغیر ہے ششدر و متحیر حیران ہیں سارا سبب دیکھ رہی ہیں رستم نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا کہ ای ملکہ عالم آپ نے کیا ساتھ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح ملال ہوج نہیں تھا تا سمک بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہاں ملکہ کو لیکر صحبت میں بیٹھے سمک نے پتا لگایا یہاں گردوا سے جادو سوکر اٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کے اٹھی لڑکھڑاتی ہوئی شیشے سے برج میں آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہے کف منھ سے جاری ہے اور سب کنیزیں بھی بیہوش پڑی ہیں گردوا سے ایک وہ حقہ سرہنگ کو پایا اور کہا کہ ای سرہنگ اٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز نے کیا گذری کون آ کے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہاں فلانا ہی حلوا لائی تھیں ہم لوگوں نے تھوڑی تھوڑی کھلائی جب ہی میں بیہوش ہوئی کہا حلوا کو ڈھونڈو کنیزوں نے کہا کہ وہ حلوا بیہوش بیٹھی ہیں حلوا کو اٹھایا حلوا نے سب ماجرا بیان کر کے کہا کہ بھگوایا ایک کنیز نے آکر گاوں کی کھلائی اس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا تو وہ بھی بیت بیہوش پڑی ہے اتہو گردوا سے بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہے مگر وہ عیار بھی کامل ہے کل بھی اپنا کام کر گیا مگر آج آگ لگادونگی عاشق و معشوق کو مٹادونگی یہ کہکر گردوا سے خود چلی اس زور سے آندھی چلی کہ صد مشکل آکر گرے سے پڑا لے گئے گروسکے ایک طرف سے چھت پر تھا جھٹ سے نکلی دھواں خاک ہر سی اس زور و شور سے آتے آتے اس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ ہو رہے ہیں سمک قنات کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہا ہے گردوا سے آگے گئی ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر لگا لیا ملکہ نے آنکھیں کھول کر اس بلا سے ناگہانی کو دیکھا کہ ملکہ پکڑے کھینچ رہی ہے رستم کو آواز دی

کہا اے شہریار اُٹھئے رستم تیغۂ ہفت جوہر کھینچ کر کاٹئے تیغۂ ہفت جوہر جو گرداب نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا اس بحر سے پیدا ہوا ہے یہ کہکر ملکہ کی کمر میں پنجہ دیا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے یہ ظالم مجھکو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو گاہے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھکر فاتحہ خیر پڑھئیں گے یقین ہے کہ روح کو راحت ہو پروانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہے بقول شاعر حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے ۔ فرد ۔ ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا + حسرتیں دل میں لیے جاتے ہیں ہم + رستم نے دیکھا چند ساعت میں گرداب ملکہ کو لیے ہوئے نظروں سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہوئے کہا کہ اے حسرت سکات اب کیا تا بہیری ملکہ کو وہ لے گئی نہیں معلوم قتل کرے یا بخشے قالب آلی گیا ملکہ کے کلمات حسرت پر کلیجہ پھٹ گیا ۔ قطعہ

ہے ہجوم درد و غم لیکن جگہ دل میں نہیں
اشتیاق شہریار سے جو بس کچھ مشکل میں نہیں

جوش افسردگی کی اے گردون ہوا دل میں نہیں
کچھ سوا سے خاکساری آب او گل میں نہیں

میں بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
جب تلک قاصر زبان شرح فضائل میں نہیں

مارتا ہے جبکہ کر دیتا ہے کام اسکا تمام
نیم جان رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں

اسکو گردن میں پہنکر کب گلے میرے ملا
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل میں نہیں

ہر دم مست ہوں مرا اُلجھے سے باطن صاف ہو
کینہ او بغض میرے بلبل کسی کے دل میں نہیں

طے نہیں ہوتی کسی سے گفتگوئے حسن و عشق
ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل میں نہیں

کسکے آگے تذکرہ تنہا نصیبی کا کروں
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل میں نہیں

رستم نے بیقرار ہو کر فرمایا مرکب تیار کرو مہلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوتے ہیں اُسوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہو چکے ہیں مہلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ اے شہریار تامل فرمائیے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائیں رستم نے کہا کہ اے مہلال بالکل ناممکن ہے بڑے زور و شور میں وہ آئی گرفتار کر کے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر چھریاں چل گئیں میں اپنے کو پہونچا دونگا قلعہ گرداب پر جا کر تیغۂ ہفت جوہر چمکی گرداب نے جو تیغۂ ہفت جوہر کو دیکھا تھرا اٹھی اس طرح ملکہ کو لے اڑی کہ جس طرح عقاب گنجشک کو

لیجاتا ہے ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ کہکے رستم نے گھوڑا اٹھایا مرکب باد رفتار طرار سے بڑھتا ہوا چلا اہل لشکر نے جو سنا بارہ ہزار جوان ساحر و غیر ساحر فوراً تیار ہوکر عقب میں رستم کے چلے یہاں گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پر ٹھہرایا ہے زیر قلعہ ہزارہا ساحر غلغلہ کر رہے ہیں ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئی ہیں یقین ہے کہ طلسم کشا آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا رستم آگے آگے پشت پر بارہ ہزار جوان سمند کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم پہلوان

ارشد اولاد امیر عرب — گیتی علمشاہ چو رستم لقب
کہ بہ تخت مرزوق اگندہ شد — یل نامور رستم ذی ہنر

دیگر

علمشاہ رومی شیر فیل زور
طلسم نور عینین شہ کسرو بر

بارہ ہزار جوان نیزے اٹھا اٹھا کر آپہنچے رستم چاہتے ہیں میں ملکہ کو لیکر قلعے میں گھس جاؤں گرداب نے جو اشارہ کیا ہزارہا ساحران زبردست گولے ترنج و نارنج مارتے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے اسطرح سحر کر رہے ہیں کہ جنگل میں آگ برس رہی ہے ایک طرف دریا جوش مار رہا ہے تلواریں گر رہی ہیں تیغ و خنجر سے پتے جو گرتے ہیں تاثیر خنجر کی پیدا کرتے ہیں جس پر پتہ گرا سر اسکا اڑ گیا رستم نے بھی تیغ ہفت جوش سے ہزاروں کو قتل کیا لاشے پر لاشے ہوتے زمین پر پھڑک رہے ہیں دریا سے خون جاری ہے کہ صحرا سے گرد اڑی مشقدار آتش ریز اس قلعہ سے بارہ کوس پر رہتا ہے ملکہ ہما سے اورنگ نشین کا منگیتر یہ خبر پاکر سات ہزار ساحروں سے چڑھ آیا اسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری منسوبہ پر قبضہ کیا اب یہاں رستم کو لڑتے ہوئے جو دیکھا آپ بھی لڑائی میں مصروف ہوا اب رستم پر بلوہ ہے گرداب نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جاکر مصروف جنگ ہوئی سرہنگ جادو بھی بھاگا کر برج سے کودی گرداب سے یہ کہکر کہ میں جاکر رستم کو پکڑے لیتی ہوں ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پر فوجوں کا بلوہ ہے اور میں بے سوزن بیٹھی ہوں گرداب تو اس انتظام میں ہے کہ فوجیں برابر بھیج رہی ہے دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلیں اور لشکر پر سحر کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینوں کو توڑ کر نکل گیا تیرہ چار جماعتوں میں فوج کو ملکہ نے متفرق کیا اور مشقدار بھی لڑ رہا ہے رستم پر آگ برسا رہا ہے تلواریں برسا رہا ہے مگر رستم پر کوئی سحر تاثیر نہیں کرتا رستم شیر نر لڑ رہے ہیں ملکہ ہما سے اورنگ نشین کا بھی

باندھے ہوئے ایک مشعل کے سامنے مین کھڑی ہین سحر کر رہی ہین جبکو دیکھا کہ رستم پر جادو کرکے جاتا ہی اسیر سحر کرتی ہین کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہی تو برق چمکائی دو دو سوار کٹ کٹ کر گر پڑے ہین رستم دور سے دیکھ رہے ہین کہ ہمارے اور تگ نشینون نے فوج کو پراگندہ کیا ہی کہ سرہنگ دایہ آئے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کرکے لشکر کو تباہ کردیا پکار کے گری اور بیچ گھر مین دیکر ملکہ کو لے اڑی سماک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی دوڑا کہ جاکے ملکہ کو بچاؤن یہان سرہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ مین اتری ایک تختہ سنگ پہ دہان مین سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا یہ عتاب کہہ رہی ہی کہ او گیسو بریدہ تونے ان باپ کی یہ بادی کرائی جاکر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب مین تجکو قتل کرونگی ملکہ بحسرت و یاس چہرے کو سرہنگ کے دیکھ رہی ہین دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہی پکار رہی ہین کہ اے خالق لیل و نہار دہائی ہی پروردگار مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

نگارستے گشا بر خدا نہ ہر سو باب — کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خدا است مالک املاک و واقف اسرار — خدا است کاشف اسرار و فاتح الابواب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا — میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
خدا ز خاک بر آورد جوہر انسان — خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسے کہ سائل درگاہ ایزدی باشد — بباب حضرت حق آورد رخ از ہر باب
ہزار نقش و نگار جہان شود مفقود — کہ ہستی انسان چو نقش بر رخ آب
نرفت آنکہ بہ بنیاد گذاشت نام نکو — بمرد آنکہ ازو باقی است نیک خطاب
ز جسم نازک انسان بیا جہان حزین — گشتہ زین گل رعنا دم اخیر گلاب
رود سگ کہ بہ آلایش زدہ پاک — بشستہ ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب
رود بساحل امید مشکل است آخر — فتاد کشتی عمرم بہ بحر در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ما ہیہات — ستادہ ایم براے دو روز پا برکاب

بلائین بلا کر دعائین مانگ رہی ہی جی سے کہتی ہی کہ کیون معبود ایسا بھی وقت ہوگا کہ پھر

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار وغدار انکے ساتھ کیونکر پیش آئیں
نہین معلوم کیا کیا تکلیفین پیش کرینگے خدا انکو ان مکارون سے بچائے اور یہ روز سیاہ انکو نہ دکھائے
سرہنگ چاہتی ہی کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
ہی پکارتی ہوئی کہ ای سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا سنگیت آیا ہوا ہی مین اسی کے حوالے کرون
سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی یا تو تیغ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک کر
کہا کہ ای ملکہ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر مارا سامنے قلعہ
گرداب کے لالہ زار کھلا ہی ملاحظہ فرمایئے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ دادا نے بھی آپ کے سنی اور سات ہزار
فوج لیکر آگیا اسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ ای سرہنگ یہ سب سچ ہی
مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہی سرزنش
کریگا اس کمبخت کے سر پر جو نشہ چڑھا ہی وہ سب نشہ اسکا اتار دیگا ملکہ نے جو ماں کو آتے
ہوے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ ای
دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہی اگر یہ زندہ رہے تو برا قتل پر ہاتھ نہین اٹھتا ہر چند
چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کا نہیں رہا ہی کمبخت کو تو نے پیٹ مین رکھا درد اٹھا کے
اس مصیبت سے اسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پر کمر باندھیگی
لو سرہنگ دیکھو اب سیاہ اٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہی وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا
جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابرو بھینچ کو اٹھی گرداب نقلی نے حلقہ کمند کے
گلے مین سرہنگ کے ڈالدیئے اور نعرہ کیا کہ منم سماک سین کھڑو یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا
ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبراتے ہونگے اب اپنے کو جلد
پہونچایئے ملکہ نے سماک کی بلائین لین اور کہا کہ ای بھتر والا گھر کیا بات ہی عیاری ہی کہ
کرامات ہی کیا وقت پر پہونچے تمام تعریف کر بلند ہوئین سماک ایک جانب چلا یہان رستم
لڑائی مین مصروف تھے دمبدم بادہ فوج کا ہوتا ہی اس بادہ سے مین شیرانہ و ہنگامہ ویسا تھا
مصروف جنگ ہین کافر ہی چاہتے ہین کہ اگر تیغہ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہو اور زرہ ہفت جوش جسم سے اتر جائے تو ایک حقیر ساحر گرفتار کر لے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا منقار جادو سحر کرنے کے لئے عاجز ہوگیا مگر رستم پر تاثیر ہوئی بس اسنے زبان اپنی کاٹ کر فوں ایک گولہ پیدا ہوا وہ گولہ طرف صحرا کے پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ میں گھوڑے کو دوڑائے ہوئے آتا ہے قریب رستم کے پہونچا منقار سحر کر رہا ہے وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیوں رستم ان تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہے اگر آپ کو جرأت کا دعویٰ ہے تو ان چیزوں کو جسم سے الگ کر کے مجھسے مقابلہ کیجیے تب میں جانوں کہ آپ رستم ہیں یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری زرہ اتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آ ہم فرزند صاحبقران ہیں ہر شرط پر موجود ہیں زنگی نے تلوار کھینچ مار دی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا سمک عیار آتی جھپٹا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے جدا کی تیغ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر زیادہ ہے کہ سمک کو جانا مشکل پڑا رستم تو جنگ میں مصروف ہیں کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہیں منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کر لے دوڑے زنگی ہر چند چاہتا ہے کہ زور کرون رک نہیں سکتا اب وہ وقت ہے کہ زمین پیر کے نیچے سے نکل جائے منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اٹھالی رستم نے پندرہ قدم زنگی کو ریل کر ایک مارا کہ دونوں گھٹنے زنگی کے آشنا بزمین ہوئے رستم نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہو گئے پلٹ کے دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغ منقار نے اٹھا لیا رستم نعرہ کرکے جھپٹے کہ او بیحیا یہ تو نے کیا کیا خبردار ان چیزوں کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر میں ہاتھ دے کر رستم کو اٹھا لیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ بہار نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پر پرواز پیدا کر کے چلیں کہ منقار کو ماروں جب قریب پہونچیں منقار نے ایک دستک دی کہ ایک زاغ پیدا ہوا کائوں کائوں کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا عکس اپنا ملکہ بہار سے اور رنگ نشیں پر ڈالا ملکہ چیخ کھا کر گریں منقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرے

گرداب جادو دوڑتی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزون سے کہکر ملکہ بہار اورنگ نشین کو اٹھوالیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہا کہ ای نور نظر سامنے باغ ہی آج کی شب اسمین اترو کل پنڈتون کو جمع کرکے ساعت نیک و بد دیکھکر بھونری تمھاری پھر جائیگی منقار بہت خوب کہکے رستم کو لیے ہوے چلا مگر گرداب جادو نے کہا کہ ای فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ ای مادر مہربان مین نے اپنی زبان کاٹ کر یہ شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہی کہ رستم تک آئے اب تو شام ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو ساتھ لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ جات لیے ہوے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پاے اور نہ کوئی اندر سے باہر جاے منقار تو آکے بارہ دری مین بیٹھا سماک بن عمرو نے یہ منظر دیکھا قلب الٹ گیا بیقرار ہوکے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک مالن کی شکل بنا بشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی قریب دروازہ کے نہین آتا جو ادھر سے نکلتا ہی اسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری کو گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے تک سماک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے ہوے چاندی کے کڑے پہنے ہوے درختون کو دیکھتا ہوا آتا ہی سماک نے پکارکر آواز دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین کمسن ساری باندھے ہوے پھولون کا زیور پہنے ہوے ہنس ہنس کے پکار رہی ہی کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گیا قریب دروازے کے آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہان گئی تھین کہا ارے مین ایک گاہک کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بندوبست ہوگا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو اپنے جاؤنگی

باغبان بچے نے کہا کہ نوشادہ نے منع کیا ہے کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو شہ کھلے میں کنجی جاکر لاؤن تو قفل کھولون تمکو بلاؤن یہ کہکے باغبان بچہ بھاگا کنجی قفل کی لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پہ تو باغبان بچہ مائل ہوچکا تھا ہاتھ تھام لیا کہا پہلے میرے مکان مین چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سماک بلارقی نہین نہین کہتا ہوا چلا باغبان بچہ سماک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپریا کے آیا آپ چھپریا مین گھس گیا منت کرکے بلانے لگا سماک یہ کہتا ہوا اندر آیا مین وہان آؤنگی تو تو میرا کیا کریگا سماک بلارقی نے چھپریا مین آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے مین لپٹنے لگا سماک بلارقی نے حباب مارکے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکر چھپریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین خادمون نے کہا کہ بارہ دری مین بیٹھے ہین پوچھا کہ قیدی کہان ہے خادمون نے کہا کہ پہلو سے بارہ دری مین جو چھوٹا مکان ہے اُسمین قید کیا ہے سماک سب پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری مین بیٹھا ہوا تماشۂ گل و بلبل کر رہا ہے منقل آتش روشن سحر شمار کر رہا ہے باغ کی جانب دیکھ رہا ہے باغبان بچے کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد مین ہے کیون اس طرف آیا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت بہت حسین منت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ مین آنے دو مین اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر ایسا گھبرایا کہ طائر ہوش اُڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا گھبرایا پھرتا ہون آخر کو دل مین خیال آیا کہ چلکر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجالاؤن دروازہ کھول دون اُسکو آنے دون یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہوگا خبردار کوئی آئے تو اندر نہ آنے دینا ان باتون مین لگاکر بارہ دری پر چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغہ پہلو مین اسکے رکھا ہے سماک نے کہا کہ کیون حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہے اور دو دو تلوارین آپ کیون لگائے ہین اور یہ تیسری تلوار کیون قریب رکھی ہے زرہ کو ہین لیجیے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہین کہ جسکے گھمنڈ پہ ستم سامنے قلعہ گرداب کے آئے اور ہزارہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھاتی ہے خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس پر اب رہتے ہیں الماس جگر خوار جادو منتظم امورات خدائی ہوا ہے سحر تیار کر رہا ہوں کہ تیغ کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑوں ساحر آوینگے اپنا اپنا نیرنگ دکھائینگے میں پہلے ہی تدبیر کر رکھوں کہ فقط اشارے کی دیر ہو سہاک نے باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہے دروازے پر کوئی پکار رہا ہے منقار نے کہا کہ میں تیرے ساتھ چل کر اسے گرفتار کر لوں یہ کہکر منقار اپنی جگہ سے اٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہاں سہاک نے تینوں چیزیں سے لیں کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغہ اٹھانے سے سہاک کے نہ اٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ اے شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر زرہ و تیغہ مجھسے نہیں اٹھتا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سہاک نے جھپٹ کر کلاہ سر پر رستم کے رکھی ماران سیاہ بد دہن کھولے ہوئے زبانیں منھ سے نکال رہے تھے ان سبنے سر اپنے جھکا لیے رستم نے یکبار کہ جھٹکا دی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر گر سے رستم کلاہ پہنے ہوئے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری باہر نکلے منقار ادھر دروازے پر جا کر پہنچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہاں سے پلٹا تھا دیکھا کہ تیغ بکف گلشاد بارہ دری سے آتے ہیں منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھول دیا فوج والے سب دوڑ پڑے منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مار لو میں پھر وہ ہی سحر کرتا ہوں کہ زنگی چھلے اور تحفہ جات اثر والے میں گرفتار کر لونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم تیغ ہفت جوہر کھینچکر نعرہ کر کے ساحروں پہ جا پڑے سہاک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے حقہ آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا خون گولے پر ڈال کر طرف صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ فام بد انجام مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹ تلوار جھکاتا ہوا قریب رستم کے آیا پکار کر کہا کہ اے رستم تم رستم ہو فرزند جمشید و شہنشاہ امیر ہو زرہ اتار کے مجھسے مقابلہ کرو سہاک نے پہلو سے آواز دی کہ اے شہریار برائے خدا اسکے مکر میں نہ آئیے گا رستم نے کہنے سے سہاک کے

جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو تلوار تیرے ہاتھ مین ہو کیون نہین وار کرتا زنگی نے پیترہ بدل کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پہ تلوار کو روکا تھا جیسے ہی تلوار اسکی تیغہ ہفت جوہر پہ پہنچی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ مین رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کے مرتے ہی منقار کے منہ سے خون جاری ہوا بات نہین کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو پیٹتا ہو کہ مین نے یہ کیون کیا سوچ کر رہا تھا کہ منہ بند کرون خون بند نہین ہوتا منہ کھولے کھڑا ہو خون کے قطرے گر رہے ہین کہ رستم نعرہ کر کے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئے رستم جو قریب منقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج مین آیا افسرون سے اشارے کر رہا ہو کہ طلسم کشا کو گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہین کہ ہمارا مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہین فرماتے اشارون مین لفظ ادا کرتے ہین پکار پکار کے سردارون نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منہ کھول کر زبان دکھائی سردارون نے دیکھا کہ منقار کی زبان بالکل کٹ گئی یہی کمال ہو دہان تو کٹ گئی اور پھر سحر کر رہا ہو مگر سحر منقار کا رو نہین پکڑتا دور جا کر کام نہین کرتا وہان ملازمان رستم دامنہ قلعہ گرداب مین بیہوش پڑے ہین جب زبان منقار کی کٹ گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنی سب تلوارین کھینچ کر اٹھے اس وقت آکے پہونچے کہ رستم جنگ مین مصروف ہین یہ بھی سب آکے شریک جنگ ہوئے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر رہائی پائی جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوجین اندر سے قلعے کے چلین سہاک نے جب دیکھا کہ علمشاہ جنگ مین مصروف ہین تو یہ تدبیر بہر رہائی ملکہ بھاگے اور تاک نشین مین چلا اندر قلعے کے آیا پھرتا پھرتا برج قلعہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن سرنگون کلیجہ خون گرفتہ کنیزین نگہبان بیٹھی ہین سہاک ان سب مین مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ یہ سوزن رستم نے کیونکر رہائی پائی سہاک نے بیان کرنا شروع کیا باتین کرتے کرتے اپنے پاس سے گلوریان نکالین ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہو گئین چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالون قضاے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہین اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا چاہتی ہے للکاری کہ او گیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہے زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا سماک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان مین بہت سی کوٹھریان بنی ہوئی تھین ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے کنڈی بند کر لی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے مین نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ توڑ ڈالونگی مین سمجھ گئی کہ تو وہ ہی عیار ہے ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سماک نے دروازہ نہ کھولا گرداب نے ہاتھ رکھ کے پکارا کہ دروازہ کھل گیا سماک گوشے مین چھپا گرداب جادو ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سماک کو پکڑے سماک نے دبا مارا کہ گرداب چیخ کھا کر گری سماک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لون دیکھا کہ اور کنیزین بھی بلوہ کیے ہوے آتی ہین دور سے کنیزون نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہے اور ایک شخص قتل کیا چاہتی ہے وہین سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے پھونک دینگے جلا دینگے سماک نے ایک حقہ آتشبازی طرف کنیزون کے مارا شعلے گرے اب زمین شق ہوئی گرداب اسمین سما گئی سماک جست کر کے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا بعد تھوڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہان گیا آکے ملکہ پر پھر کنیزون کو مقرر کیا سماک ایک گوشے مین چھپا تھا وہان سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزین بیٹھی ہین جو آتا ہے اسکو منع کرتی ہین سماک گرداب کی شکل بنکے پکارتا ہوا دوڑا کہ اری کمبختو زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کر ڈالے کنیزین بلوہ کر کے چلین سماک بشکل گرداب قریب ملکہ بھاگ کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آ پہونچا اب آپ اٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو سماک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچی رستم لڑ رہے ہین کہ ملکہ نعرہ کر کے لشکر گرداب پر گری زیور اتار اتار کے مارنے لگین کبھی بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہین جلال کشمیری بارہ ہزار جادوگرون سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

مصروف جنگ ہیں ایک جانب ملکہ ہما سے اور ننگ فشاین سحر کر رہی ہین جب سحر کیا زمین ہلا دی ہملال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آکے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کہ کل فوج کو ترغیب جنگ کر رہا ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہی ہملال کے بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اُٹھائی رستم سے کہنے لگین کہ افسون جادو باد واجان کا شاگرد رشید ہی نہایت سحر مین دخل رکھتا ہی مگر ملاحظہ کیجیے کہ مین اُسی کے مقابلے مین جاتی ہون آنکہ ملا کر نعرہ کیا کہ او افسون جادو یہ بے ادبی سحر کو روک ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تا زمین جھکین پلکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کلیجے پر تیر پڑا ٹھہر گیا پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہو کر چلا اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ای سرتاج حسینان و ای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھ لو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لین جوش رقت ہی اب تو قلب کی عجیب کیفیت ہی۔ نظم

صدمے گذرے ایذا گذری
رند کہو تب کیا گذری
گذرے جب ہم دنیا سے
کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کافر پہ بھی گذرے نہ ایسی
زندگی اپنی جیسی گذری

ہجر مین تیرے کیا کیا گذری
کیا کہون تجھسے حال فرقت
سچ جانا دنیا گذری
مر بھی گئے واہ ری غفلت
ہم پر جو بیت ترسا گذری
دوسرا سمجھا کوئی نہ دیکھا

ہجر مین جان رہی یا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
کس سے کہیے کون سنے گا
اُنکو خبر بھی نہ جلا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا
پیش نظر اک دنیا گذری

لیونا کہ جھیلی آفت فرقت
رند کہو دل پہ کیا گذری

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کہکی افسون بڑھا گولے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف گرداب کے جاتا ہی راہ مین جس اہل فوج نے روکا اُسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا مین گرداب کے لیے جاتا ہون کئی افسرون کو قتل کر کے سامنے گرداب کے پہونچا للکارا کہ او گرداب اسی مین خیر ہی کہ میرے سامنے چلی آ مین سر کاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی و یار جادوانی کے لیجاؤن گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیون سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

کیا خوب سحر کیا ہی کہ افسون جادو ایسا افسر بیٹھے ہوش مین کھلین ہی ہمارے قتل کو آیا ہی اس لنگوٹیے کو اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجکو ترس نہ آئے یہ کہکر افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بنتا اب بتا کہ کون تیری قضا آئی کہ میرے شوہر نے تجکو سحر سکھایا اس مرتبہ اعلیٰ پر پہونچایا اور تو نے اسکا بدلہ یہ کیا کہ اس لونڈی کے عشق مین تو نے لشکر کو پامال کیا کتنے سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہی افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کیا کہ گولے کو پلٹاؤن کہ اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ مین روک لیا اور اسم سحر پڑھ کے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا ایک مرتبہ گرداب نے ران اپنی چیر کے خون چلو مین لیا گولہ آکے ہاتھ پر گرا وہ خون سے اسی گولے مین جذب ہوا گرداب نے وہ گولہ ہاتھ مین لیا چیخ و شور کی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا ساحری و جمشید کا کام ہی یہ کہہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون چلو مین لیکر گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر مین کئی ہزار ساحر گرداب کا مرکے گرا جب گولہ پلٹا جو راہ مین پڑگیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے کارد سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلا فولادی اسمین سے پیدا ہوا گرداب کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فولادی پتلا ہی یا کسی زنگی سیاہ رو کا تیغہ ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہاے فوج گرداب کے علمدار کو قتل کیا ہلال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا بڑھا فوج گرداب پشت شکستہ ہوئی اندر قلعہ مین بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی ہلال سے فوج سرنگون کھینچے دشمنون کے خون گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا بلوہ رستم سے کے آگے آگے ایک طرف سے مالک ہما سے اور تنگ فشن سے نے سحر کیا ایک طرف سے ہلال سرکش لڑتا ہوا آتا ہی گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے مین جاؤنگی پتلا پیچھا نہ چھوڑیگا اس بھاگنے مین پکار کر آواز دی کہ ای امواج سمندر نشانین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن کام آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہی پتلا بھی قریب پہونچا ہی چاہتا ہی

کہ بڑھ کر گرداب کو ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس زور سے چلی کہ پتلہ پیچھے ہٹتا جاتا ہی جب چاہتا ہو کہ آگے بڑھوں ہوا کا جھونکا پڑتا ہو کہ پیچھے قدم اُسکے ہٹتے جاتے ہین دیکھا سب نے اسقدر غبار اُڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہاڑ و کوہ سے ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے درختوں پر آکے بیٹھے منقارین کھول کے پکارتے تھے کہ اے اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمھارا آگیا مواج سمندر نشین آتے ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

تم تو تھرا کے ہاتھ سے دامان نکل گئے ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے
تم آ لئے کھینچ دل سے مری جان نکل گئے اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے
سیلاب اشک کو سون تلک موج زن رہا روتے ہوے جو گھر سے گریان نکل گئے
ثابت رہا مین آج تلک اپنے قول پر اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے
وحشت جنون نے مارے سے جو بڑھکر قدم رکھا دامن سے بڑھ کے چاک گریبان نکل گئے
کہنا ہمارا کافر و دیندار نے لیا ہندو نکل گئے و مسلمان نکل گئے
وہ لب جو یاد آئے تصور مین زلف کے ہم چین ہو کے سوے پریشان نکل گئے
اُس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا دیوانہ ہو کے سوے پرستان نکل گئے
صیاد تا کجا یہ تغافل شعار یان تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے
تقریب عشق زلف جو کرتے تھے آن کر یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکل گئے
دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہو کے رند مجنون سے بھی پرے کئی میدان نکل گئے

اس طرح طائروں نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش بر آواز ہوے اور اُسی جانب سے دیکھ رہے ہین کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریاے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا غراتا مارتے پہاڑ سے نکلا تمام صحرا مین پھیلنے لگا ملازمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ پتلہ کہ جو نرتکی کا لڑکا معلوم ہوتا ہو ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اُس پتلے کے چلا پتلے نے چاہا کہ بھاگون لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اُس پتلے کو منہ مین لیا دریا مین غوطہ مارکے غائب ہوا جوش و خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہی جس طرف دریا نے جوش مارا ہزارون کو ڈبو دیا کشتی

ہیاستہ کی طوفانی ملازمان ہلال کو پناہ یافتی دشوار ہی دل پانی پانی ہوسے جاتے تھے حباب صبا لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان ہلال کو دیکھ رہے ہین جنکی نگاہ حباب پر پڑی ہوا نہ تھا وحشی مثال دریا مین پھاند پڑا اور غرق ہوا ہزارہا ہمراہیان ہلال غرق دریا سے حیرت ہوتے تھے ستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہین دریا اُسکے قریب نہین آتا بلکہ اکثر مچھلیان سر جنگی باہیبت سے کوئی آگاہ نہین تڑپ تڑپ کر قریب ستم کے آتی ہین ستم جب نیزہ [illegible] کو چمکاتے ہین مچھلیان ہٹ جاتی ہین پاس ستم کے نہین آتین ہلال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سوچی کہ کسی طرح دریا پار ہوسے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہ ہی جوش وخروش رہا مچھلیان نکل کر اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہین بچھلی کسی مین لپیٹ کر ساحر کو دریا مین کھینچ لیجاتی ہے جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ بہار نے اور نگ قشین نے پکار کے آواز دی کہ اے ہلال یہ سحر ستم کے ظالم کا ہے اس سے بچنا نہایت دشوار ہے کہ وہ کاوش بالکل بیکار ہے وہ بڑا ساحر نامی و نامور ہے ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا ہے سون ہیکل کے ساتھ انتظام ملک مین بدی خدائی کو اسکی رونق دیتا تھا عجائب و غرائب بیان کیا کرتا تھا اب سوائے جان دینے کے اور کوئی چارہ نہین ہے ہماری جان دینے سے ستم کو تجربہ ہے کہ ہمان جائینگے لیکن جب سے اس پتلے کو سنا ہے گیا اُس وقت سے افسون ہوش مین نہ کرو اب کے آگے عذر کیا ہو کہ خطا میری معاف مین نے جو کلمات سخت آپکو کہے مین اپنے ہوش مین نہ تھا خطاوار ہون آپکا گنہگار ہون کر دیا اسنے گویا کہ اے افسوس کم سے یہ امید کشی اس مجبوری سے جو نگاہ تجھ کو [illegible] اسکی ہی تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے ہلال و بہار سے اور نگ قشین قریب ستم کے آئے اور کہا ہوش مین کیجئے ہوش ستم جا پہونچے مین کہ کسطرف سے آئے ہون اُتر نہین سکے گھوڑے بدلگام کو سنتے تھا ایک مقام پر پہونچ کر گھوڑے نے طرارہ بھرا ستم کا گھوڑا دریا کو کود کر پار طرف جنگل کے نکل گیا ایک دریتہ گلستان ہی جا کر ستم نے دیکھا کہ ایک شبیہ [illegible] غائب ہو گئے ملکہ بہار سے اور نگ قشین نے جو ستم کا غائب ہونا دیکھا حیران ہو کر [illegible] عقب مین ستم کے جاؤن شاہزادے کو اس بلا سے ناگہانی سے بچاؤن کہ دریا سے ایک نہنگ کلان نکلا ملکہ بہار سے اور نگ قشین نے [illegible]

بھالیاں اور بالیاں کان سے اُتار کر پھینک ماریں مگر نہنگ سر کا بڑھتا ہی چلا آتا ہو تا جا رہا ہو کے وہ بشکل دام کے پھینکا سا مار اژنگ سا اس دام میں پھر کا دام کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ملکہ بہار سے اور نگ نشین پر جا پڑا دہن میں لیکر دریا میں بھاگا جہلال سرکش نے کھینچ تلوار میں پھینکیں کہ ایک پتھر ہو کر کے پھینکے نہنگ پر جا پڑے ہوئی لگ کر بیکار غرق ہو گیا دوسرا نہنگ دہن کو شل قمر بنا کھولے ہوئے جہلال پر چلا پڑا جہلال نے قصد کیا کہ بھاگ جاوے لیکن نہنگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اٹھ سکا معلوم ہوتا تھا کہ زمین نے پاؤں تھام لیے انتہا کی دولت کچھ نہ تھی آخر نہنگ جہلال سرکش کو بھی نگل گیا اور دریا میں کود پڑا جہلال بھی غائب ہوا نہنگ نے وہ رستہ غائب ہونا یہ ستم جو ہوا جہلال کا دیکھا تھوڑی دیر میں سارا لشکر غرق دریا سے مصیبت ہوا کسی کو بچاؤ نہ ہوا کہ سب کیا ہو سے اشتعال پایا کہ شتے میں کھڑا ہوا موج کے سر دیکھ رہی حیران ہو کہ یہ کیا ماجرا ہے خداوند ہشت پیکر نے اپنی قدرت سے کمال لا زوال دکھلائیں انکا کون مقابلہ کر سکتا ہے گردابہ میں دو کو بھی بچاؤ سر کے دیکھ رہی ہے کئی دن سے کشتی ہو کر ادھر آگیا امواج سمندر نشین انکا نام ہوا کی نظر میں سب کو غرق کیا میان جہلال پر کیا گذری کہ تھوڑی دیر کو جو نہنگ لے گیا وہ فادی امواج سمندر نشین تھے تھوڑی دیر میں دریا پلٹ کر ریگ رواں میں غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی ایک تھوڑی دیر میں کے دیکھا کہ اندر سے ریگ رواں کے امواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ پاؤں سے قطرے پانی کے ٹپکتے ہوئے جو شان و شوکت دکھاتا ہوا اور پشت پر ہزار ہا ساحر افسون جادو و بڑھ کر استقبال کیا امواج نے پوچھا کہ اے افسون بہار سے اور نگ نشین نے کیا حال کیا تھا کہ وہ چلا گیا ہوا اسکو میں نے کوٹھری میں بند کر دیا اشتعال کا آکے ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے فرزند تمہیں بڑی محنت اٹھانی پڑی ہزار ہا افسر تمہارے مارے گئے اب اسی چلے میں طلسم کشا کو قتل کرکے بہار سے اور نگ نشین کو تمہارے سامنے کروں گا فقط تھوڑی کسر باقی ہے میں ذرا مطمئن ہو لوں تو اسکا سامان کروں اب تم واپس ملک کو جاؤ میدان کارزار بہتر نہیں طلسم کشا میری سرحد میں آگیا میں نے گرفتار کر لیا ہر چند کہ میرے قبضہ میں

نہیں ہی مگر نوبت بجان و کارد م استخوان ہی اب زندہ نہ بچیگا سمک یہ سب مطلب دریافت کرکے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہوگئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہیں شاید اُنسے کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پہ یہ گذری کہ گھوڑا جو انکو لیکر بھاگا قریب زرعہ نخلستان کے پہونچا پہ نگاہی کرنے لگا رستم عاجز ہوکے اُسکی پشت سے اُترے ایک طرف سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزیں بلا رہی ہیں رستم انکنیزوں کے پاس گئے کنیزوں نے کہا کہ چلیے آپکو ملکہ بہار سے اور رنگ نشین نے بلایا ہے رستم نام معشوق سنکر کنیزوں کے ساتھ ہوے ایک باغ میں جاکے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلموں عنادلیان خوشنوا مصروف زمزمہ سرا نخل سرسبز و شاداب گل و غنچے درختوں پہ مصروف شگفتگی ایک جانب نہریں لبریز جوش و خروش ہر موج سے ظہور تیغہ آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزارہا طائر سرچشمہ پہ جمع ہیں دام بکھرو پر کو بیکار رہے ہیں رستم بہار باغ دیکھتے ہوے کنیزیں ساتھ ساتھ ناز و کرشمہ دکھلاتی ہوئیں قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری میں ملکہ بہار سے اور رنگ نشین مسند پہ بیٹھی ہیں گرد کنیزیں ہیں رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھیں پکارکر کہا کہ ای شہریار آئیے کنیز جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پہ آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرا میں آئینگے میں باولونگی شکر ہی کہ آپ مل گئے رستم نے تیغہ ہفت پیکر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ بھی اُتارکر رکھیے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار ایک کسر باقی ہی زرہ بھی اُتار دیجے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغہ و کلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھا لیا اپنے پہلو میں رکھ لیا کہا کہ ای شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپکو دیا جائیگا میں نے بہت پریشانی اُٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین سے آکے آفت برپا کی سامنے جو نازنین بیٹھی تھی اُسکو اشارہ کرکے کہا کہ بڑا کچھ گاؤ ہم مصیبت اُٹھاکر آئے ہیں اُس کنیز نے سازندوں کو اشارہ کیا سازندوں نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا طلسم شاہ بے اندیشگی پی گئے جب جام پی چکے ملکہ بہار سے اور رنگ نشین نے کہا کہ ای شہسوار زرہ کیوں نہ اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتاریں کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر پہ جب سے تری کاکل رسا آئی
وہاں وبال ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا
زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئے جو عالم وحشت میں سوے صحرا ہم
تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
بے حجاب ہوئے بزم غیر میں صاحب
تمہیں تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
کریگا عشق تصور تو دیکھنا وہ پری
پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف میں دم گھٹ گیا تو صدقے ہوا
ہمارا وقت برا یہ ہوا قضا آئی
شب فراق کی کاوش سے دم نکلتا ہے
اکیلی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
ہزاروں مرگئے اسیر سسکتے ہیں لاکھوں
عجیب روگ ہے یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یوں مٹا دیا دل سے
مری وفا بھی نہ کچھ یاد بیوفا آئی
پہونچ رہی ہے تواتر سے خبر گل کی
ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
شگاف کر دیا سینہ کو نوک خنجر سے
کواڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی
کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر
بتا تو اے دل ناداں یہ جی میں کیا آئی
غضب میں ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی
خدا کا قہر پڑا تجھکو کیا بلا آئی
سنا ہے رند نے دی جان جسکی فرقت میں
مزار پہ وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطافت سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر مرتبہ نذرانا دینے کو ہاتھ ڈالتے ہیں بعد تھوڑی دیر کے ساقی پیچھے حاضر ہوئے دورہ جام چلنے لگا رستم کبھی برابر پی رہے ہیں اُس نازنین سے بوس وکنار میں مصروف ہیں سامان محفل عیش ونشاط یہ موقوف ہیں اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہے کہ اے شہریار کنیز نے بڑی بڑی کدوکاوش کی بڑے بڑے سحر کیے مواج سمندر فشیرین کے حضور میں آپکا آنا دشوار ہوا آپ بخیر و عافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ آئے میدان میں بیہوش پڑے ہیں اُنکی تدبیر واجب و لازم ہے اگر کنیز خیر و عافیت سے رہی تو صبح کو آپکے ساتھ چلکر اُن سب کو رہا کردونگی شب بھر حضور تامل کریں معاً کبوتر اُترا اُسی باغ میں پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاند کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کنیز کو

بیہوش کر کے صحبت میں آ بیٹھا رستم سے اشارہ کرتا ہے کہ زرہ شاہ آتا ہے گا تیغہ و کلاہ کیسا کیا
رستم حیران ہیں کہ یہ کنیز کون ہے کہ جو تیغہ و کلاہ کو لیتی ہے اور زرہ کو منع کرتی ہے شاہ آتا ہے
ہر مرتبہ رستم قصد کرتے ہیں اور ٹھہر جاتے ہیں شب بھر اسی ہنگامے میں گذری رستم اپنے
دل میں سوچتا ہے کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے نکالونگا یہ نازنین کیا کہتی ہیں
کر رہی ہے یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہوا سے اور تکا نشین نہیں ہے دم دے رہی ہے اور فقیر سے
کیسا ہی کچھ ہی چاہتی ہے کہ زرہ آتا ہے تو اون سے کہ سنو رات بھر اشارے کر کے منع کیا اور زرہ
شاہ آتا ہے نے دی شب گذر گئی رستم سفید پوش بادشاہان مع فوج ثوابت و سیارگان
قصر مغرب میں جا کر چھپا اور شہنشاہ زریں پوش بصد جوش و خروش مع فوج ضیا و
شعاع غالب آ کر سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اٹھ کے جا بیٹھا ہے کہ
اشارے سے الگ بلا کر رستم کو سمجھاؤں باغ سے نکال لیجاؤں رستم صحبت سے اٹھ
کر رہے ہیں کہ پہلو سے آواز آئی اے جان جہان وے آرام دل مشتاقان کیوں اپنا کام کیا
شغل حاصل ہے [illegible] دیکھا کہ ایک تاجدار گوشہ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہے
اس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغہ و کلاہ تو پایا ایک کنیز ہے کہ وہ اشاروں سے بار بار
منع کر رہی ہے کہ خبردار زرہ شاہ آتا ہے اسی وجہ سے زرہ حاصل نہیں ہوتی وہ تاجدار غصے
میں یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق سمجھا اسی واسطے چھپا تھا شب بھر صحبت میں [illegible] ناز و غمزہ
کیا کی اب ہم سمجھ لیں گے معلوم ہوا کہ تیرے کہنے سے کچھ نہ ہوا ہے [illegible] کی گردن
پکڑ دیا تھا اس نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار یہ جانتے ہو یہ عاشق ہے [illegible]
ایسے ہاتھ سے [illegible] رستم [illegible]
[illegible] کنیز [illegible]
ملکہ کو بچا یا وہ اٹھا لے گیا تم بھی انہیں کے پاس جاتے ہیں گوشہ باغ میں جا کر
بھی غائب ہو گئی رستم [illegible] حاضر ہو [illegible]
یہ ہوا سے اور تکا نشین نہ تھی یہ کوئی [illegible] آنکھوں میں آنسو
بھر کے کہا کہ [illegible] اور سمجھ

نہ ہو سکے نہیں معلوم کہاں سے آگیا افسوس ہے کہ ہم روک نہ سکے یہ وحشت اور دیوانہ پن
سر ہوگیا ہاں دو شعر خیال میں اس مضمون کے یہ کیفیت ہے نظم

معشوق اور دوسرا ایسا حسین نہیں
وہ کون سا مکان ہے جہاں تو مکین نہیں
مرد و دیار تھا وہ نہ ہو کوئی یار کا ✿
مشہور اک جہان میں ہے عشق یار ہو
بیمار کلیم کوہ کی نہ پھر ایک طور کی
ہوگی قیامت اس قد و قامت سے آشکار
دیر و حرم میں شیخ و برہمن تباہ ہیں
لازم ہے بتا ہو حسن کی خاطر غرور کی
کس دل سے گئے نہ قدموں پہ دو چار کے گلے
وحشت میں جنگلی ہو کے [illegible]
وصلت شتاب ہم ہوں نصیب ہو
کیا سنگ آستان صنم سنگ در ہے کہ
اٹھا کیا کرتا دشمنان کا [illegible]

ڈھونڈا ہر اس جہان میں چھپتا کہیں نہیں
ہے حق کا یہ گمان ہے کہیں ہے کہیں نہیں
دونوں جہان میں اسکا ٹھکانا کہیں نہیں
جیسا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہیں
کیا کیا ہوا ہے درد جہان میں یقین نہیں
کافر ہیں اور عشق کا جنکو یقین نہیں
خانہ خراب ہے تیرا ٹھکانا کہیں نہیں
وہ کون سا حسین ہے کہ جبین پر جبین نہیں
ٹھکرا رہا ہے تیری چال کسی دل چین نہیں
ابرو میں تیری تیر سا کوئی نازنین نہیں
دنیا میں ڈالدیکے آتے یہاں سے دین نہیں
کس دل سے لگی تیری تیر سے تو آنکھیں بلائیں نہیں
موجود وہ کو ایسا روپ کہیں نہیں

یہ اشعار عالیشان نے پڑھے اور بیتاب ہوکر [illegible] آہ [illegible] تو اسے [illegible] ہم [illegible] اس کا [illegible] لاش میں اس کی کل [illegible] اس [illegible] پھر [illegible] آخر کہیں تو بیٹھ ملیگا [illegible] سمجھا یا [illegible] گریبان چاک کیا کلاہ سر پر پھینکا [illegible] پریشان باغ سے نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کی [illegible] جنگل میں دوڑتے پھرتے ہیں اگر یاد میں آپکے [illegible] کا سنگ کسی شکل کے سامنے میں بیٹھ گئے بیقرار ہوکر فرمانے لگے۔ فرقت کا [illegible] سے [illegible] ہوش آیا [illegible] وحشت دل بار چھٹ جانے [illegible] دیگر صبر و طاقت کبھی نہیں وحشت میں [illegible] ساتھ [illegible]

وحشت دل یار بیٹھے جاتے ہیں + سہاک ہر چند سمجھاتا ہے کہ اے شہریار تیغہ و کلاہ تو آپ نے ہاتھ سے کھویا اب ذرہ باقی ہے ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لیں اپنے کو ہوش میں رکھیے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہیں کہ اے سہاک صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق پریچہرہ نے منھ موڑا اسد دیکھیے معشوق پریچہرہ کیونکر ملے سہاک نے عرض کی کہ ایسے صحرا میں محصور آپڑے ہیں کہ یہاں سے نکاسی دشوار ہے غلام تلاش میں اُن مفسدوں کی جاتا ہے اگر بنتا ہے تو انکو تلاش کرتا ہوں جب تک مواج نہ قتل ہوگا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑینگے یا مواج کو قتل کروں یا اپنی جان دوں دیکھیں انجام کار کیا ہو یہ کہکے سہاک نے رستم کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش میں اس عجائب و غرائب کی چلا اب حال ملکہ مہ پارہ اور رنگ نشین سحر بیان کرتا ہوں کہ یہ بیہوش ہو گئی تھیں نہیں معلوم کتنے عرصہ تک بیہوش رہیں بعد عرصۂ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں پایا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہے کہہ رہی ہے کہ کیوں اے مہ پارہ اور رنگ نشین تمنے باپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحرا سے گرداب نشان کو فتح کرادوں یہ صحرا سے گرداب نشان ہے تمہارے باپ کو خداوند ہشت پیکر نے حاکم کیا ہے موزوں نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ہے مہ پارہ اور رنگ نشین تمہارے باپ کا ارادہ ہے کہ تمکو سامنے خداوند ہشت پیکر کے لیجائیں قدرت تمپر نگاہ ڈالیں گے کہ یہ جوش و خروش جو تمپر واقع ہے کہ نام طلسم کشا کے جان دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران و پریشان ہیں بات کا اس زنگن کی جواب نہیں دیتیں وہ زنگن کبھی ملامت کرتی ہے کبھی خوشامد کرتی ہے ملکہ کچھ جواب نہیں دیتیں سرنگوں بیٹھی ہیں ملکہ تو اس حال پر ملال میں ہیں مگر جلال سرکش جو بیہوش ہوا اب عرصہ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زندان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے ایک قفس میں پایا چار زنگی قوی تن قوی من دمبدم ڈراتے ہیں دھمکاتے ہیں کہ کیوں اے جلال تمنے کیا قباحت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوے طلسم کشا کا ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت میں بھیجے جاؤ گے

قدرت تہ دل سے تمھارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہو جاؤ گے تب قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ زنگی جھلال کو ڈراتے ہیں بعد آٹھ پہر کے آب و دانہ لاتے ہیں دو روٹیاں خشک اور ایک آبخورہ پانی کا بمشکل جھلال وہ کھا کر بسر اوقات کرتا ہی جھلال تو اس حال میں ہی یہاں سماک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہی چند کنیزیں گرد ہیں خدمتگزاری کر رہی ہیں سماک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اُس گلگون پوش کے پہونچا کنیزوں نے جو نام لیا تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اُس نازنین کا نام ہی بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ارے تخت لاؤ میں اُنکے پاس جاؤں دیکھوں کیا کر رہے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی یقین ہے کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تخت لائیں نسیم تخت پر سوار ہوئی سماک بھی ایک کنیز کی شکل بنا ہوا ساتھ ہی تخت اُڑتا ہوا چلا لیا۔ تھوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ تھا اُسمیں تخت کو اُتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی وسط میں باغ کے ایک چبوترہ بلور کا ہی اُسپر مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک جوان نامدار لبادہ افسری بیٹھا ہی گرد خادم کہ تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں نہیں آئیں مزاج کیسا تھا تیغہ و کلاہ کہاں رکھا ہی نسیم نے کہا کہ صاحب تمنے وہ شئی میرے سپرد کی ہی کہ آٹھ پہر اُسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لحظہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی ہر وقت یہی خوف رہتا ہی کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آ جائے اور آکر عیاری کرے میں ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہکر تیغہ و کلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے دیکھکر آواز دی کہ قنطور مردم در اسکا نام ہی کہا کہ ای ملکہ عالم ایک دن تکلیف کرو اُس صحرا میں جاؤ کہ جہاں طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہی کسی فطرت سے زرہ بھی اُتروا لاؤ تو میرا سحر بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ جاؤں اور زرہ اُتروا لاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ ای نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہی دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی کہ زرہ لینا کیسا تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤ گی اگر زرہ کی خواہش ہی

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ سے لے قنطور نے کہا کہ اے ملکہ میں ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہوں یہ کہکے کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اسد کو صحرا سے جغرافان میں پہونچا اور شکل ہما سے اورنگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کرنا لگا کہ یہاں لاؤ کہ میں کسی تدبیر سے زرہ بھی لے لوں کہ مہلت پاؤں جلال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اسکی جان سلامت نہ ہوگی سکے سے دیکھا کہ وہ کنیز روانہ ہوئی یہاں کا تو یہ ہے کہ اسی جنگل میں دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہیں رات کا وقت تھا شب ماہ آہ آہ کر رہے ہیں ایک نخل کے سائے میں ملکہ ہما کو پکار رہے ہیں ہائے ہائے دور کی ہو پکار رہے ہیں کہ اے ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے اب تو ہماری یہ کیفیت ہے کہ اصل میں یہ صورت ہوئی ہے نظم

مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا درد مندوں نے تیرے منہ نہ دوا کا دیکھا
تیر سے پھر گئی ہو آدمی سی جبین پہ چھائی رنگ بدلے رنگ گلستاں کی ہوا کا دیکھا
سامنے آئینہ رکھنے تو عکس آشنا تھا تم نے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا
ناز معشوق کے نخرے سے زیادہ دیکھا آئی جب یاد تری ہم نے قضا کا دیکھا
اے پری حسن کبھی دھوپ میں نکلا ہو تو ہر سر کے اوپر نہ سایہ بھی ہما کا دیکھا
سیہ خانہ کی جب آنکھ کی تنگی رہ گئی کارخانہ کوئی نہ تھا شان خدا کا دیکھا
سرو قد شاد و صنوبر کہ نہیں کچھ نسبت قد بالا کو ترے ہم نے بلا کا دیکھا
کس نے قاتل کا تماشا آنکھ سے دکھلا آنکھ گرم جب ہو بازار فنا کا دیکھا

یہ نظم یہ اشعار پڑھ رہے تھے بیقراریاں کر رہے تھے کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ اے عاشق صادق و اے یار موافق میں تیری خاطر سے نکل آئی تمہاری یاد نے اسقدر بیقرار کیا کہ آخر مجھ سے کا شکر ہو کہ تکلیف عاقبت دیکھا نے جو پلٹ کے ملکہ ہما کو دیکھا مشکل شگفتہ ہو گئے کہنے لگے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ۔۔ اگر لیلی نہ مجنون ہوا تو تمہارے فراق نے دیوانہ بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا میں مارے مارے پھرتے ہیں آرام نہیں ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہے وہاں تشریف لے چلئے آرام سے بیٹھئے وہ نازنین لیجاکر

ہمارے اور رنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلنے کی تدبیر ہات کبھی مل جائیں گے آپ نے تیغ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا رستم نے کہا کہ ای ملکہ عالم مجھے یاد نہیں کہ وہ چیزیں کیا ہوئیں اُنکا حال نہیں معلوم کہ میں نے کیا کیا میں خود متعجب ہوں کہ تیغ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو میں نے کیا کیا۔ اُس نازنین نے کہا کہ اک شہریار باغ میں چل کر زرہ اُتار لیے اور کنیزان اُن چیزوں کو تلاش کرے شاید دستیاب ہوں راہ میں باتیں کرتی ہوئی رستم سے نازو کرشمہ کرتی ہوئی لیکر قریب باغ کے پہونچی یہاں سمک نے باتوں میں رنگ جمایا ہر نسیم و قنطور کے سامنے غزلیں گائیں احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور اُنکا بہت مشتاق ہو رہا تھا مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلے رستم رشتہ خام میں بندھے ہوئے ساتھ اُس نازنین کے چلے آتے ہیں غرض جس مقام پر کہا سواے بہت خوب کے اور کچھ نہیں فرماتے آخر کو باغ میں وہ نازنین رستم کو لائی روش بڑی طے کرکے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور اُٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہمارے اور رنگ نشین نقل ہوائیں آکر بیٹھیں قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہیں اری گانو سامنے طلسم کشا کے گاؤ سمک اُٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کے یہ غزل شروع کی

نظم

خوبرو ہوتے ہیں سنگ تری تقریر سفید — اور خاموشی سے ہوں عاشق دلگیر سفید
وہ سیہ کار ہوں ظلمت کدہ دنیا میں — چاہیے دوسرے کفن بھی تجھے تقدیر سفید
لب جانان کی کبودی جو انکھیں دکھلائیگا — زرد ہو کر گل سوسن تو ہوا شیر سفید
خاکساری سے ہوا آئینہ دل روشن — کیا مس قلب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید
سرخ جوڑی بتان کی جو حکایت لکھوں — شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید
عید کا دن ہو بغلگیر وہ دلبر ہوگا — سینے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید
دل منور ہو خیال رخ نورانی سے — پیر نو ماہ سے رہتی ہے یہ تصویر سفید
سخت جانی تجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے — نہ جو ظاہر ہو اور نہ منھ پر سے ہو شمشیر سفید

ہر زمین پہ ہو نئی اب و ہوا کی تاثیر
غم ہجران سے لیتا ہو لہو جونک کی طرح

مردم رنگ سیہ مردم کشمیر سفید
کیون نہ ہو رنگ رخ آتش و دلگیر سفید

اس لحن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گانے لگی کہ آگاہ بھی کرنا چاہتا ہی کہ غلام آپ کا حاضر ہی ان سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و منظور یہان کے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہون کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر بھی یہان موجود ہی اگر آپ کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار ہین تو ان سب کو مار کے تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خاموش بیٹھے ہین رستم کے دل مین یہی سمائی ہی کہ معشوقہ اصلی پہلو مین بیٹھی ہی جو یہ کہے وہ کرو اور وہ کہہ رہی ہی کہ اے شہریار مین آپ کے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قید خانے مین تڑپ تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگی سیاہ رو جو حاکم تھی اُسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زندان سے نکال بمشکل اُسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش مین مصروف ہوئی اب یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہی ہمکا آباد اسکا نام ہی بہشت آباد ہی یہ دونون جو حاکم بیٹھے ہین یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہی یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہی کہ آپ بھی موجود ہین اب جو کہیگا وہ ہی ہوگا رستم باتون پر ملکہ ہمای اورنگ نشین کی نہایت بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ گلے لگاؤن ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادیان اسی جانب دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہی جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہی رستم اشارہ کرتے ہین کہ صاحب کیا کرین دل بیقرار ہی دل یہی چاہتا ہی کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و منظور دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اُٹھی کہ مین جاکر صبا سے دلگیر کو آراستہ کرون تاکہ بھی ہو کہ کیا وجہ جو زرہ نہین اُتروائی کیا جمال طلسم کشا دیکھکے مائل ہوئی جسکی صورت بنکر بیٹھی ہی وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے اُٹھی اُس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین یہی ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھین زرہ اُتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیون اُٹھایئے ہلکے ہو جایئے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سمک اشارے کر رہا ہی کہ اے
شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتاریئے گا ورنہ نہین معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئینگے
دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہین کہ آپ سے زرہ لے لین پھر قتل کا سامان کرین رستم نے کہا کہ اے
نسیم ہمین زرہ بار نہین ہی ہم لوگ آٹھ پہر جنگ مین مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت جسم
آراستہ رہتا ہی قنطور اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل مین آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بڑھا
کہا اے ملکہ ہماے اور رنگ نشین تیغ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ تو میرے پاس
موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار لیجیے تو تینون چیزین ایک مقام پر ہو جائین ہم لوگ مہلت پائین
ملکہ ہماے اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہی اُسنے رستم کے گلے مین ہاتھ ڈال کے
کہا کہ اے شہریار زرہ اُتار ڈالیے تحمل بالطبع ہو کر بیٹھیے زرہ پہننے سے آپ کے سبب ملکہ پریشان ہین
اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھین تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زرہ کے کھول لیے ہر چند
سمک اشارے کیا کیا ہرگز زرہ نہ اُتاریے گا مگر رستم نے نہ خیال کیا زرہ اُتار کے کہا کہ
لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہی ملکہ نے زرہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر تیغ و کلاہ
رکھا ہی وہین پر زرہ بھی رکھی ہی تینون چیزین جب ایک مقام پر ہو چکین تو قنطور نے
آواز دی کہ اے دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہماے اور رنگ نشین پہلو سے رستم کے
اُٹھنے لگین رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق چمکی چہرے پر
اُس عورت کے پڑی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پچکے سر کھولے پائجامہ
بھاری پہنے ہوے کھڑی رو رہی ہی رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمانے
لگے کہ تو کون ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہان جائیے گا اب یہان سے
جانا دشوار ہی رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دھماکا ہوا غبار اُڑا تھوڑی
دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور گلے مین
طوق بغلون مین خار دار لٹھ بازون پر چڑھے فولاد کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا قنطور
نے اُٹھ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا اے رستم اب آمادۂ مرگ ہو ہماسے قہقہا مارا
اتنی رات بیچ مین ہی صبح ہوئی اور تمھارے قتل کا سامان ہوا دیکھا اتنے مین معشوقہ

کیا مزہ دکھایا خوب رنگا رلاتی زرہ کی وجہ سے تمہاری برداشت تھی ہم لوگ خائف و ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمہارے مقابلے سے حسن خداوند ہفت پیکر دربار فرمان لکھ رہے ہیں کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اسنے اہل طلسم ہفت پیکر کی جان بچائی اور طلسم کشا طلسم ہفت پیکر کو ہزار طرح کی بلائیں آتی ہیں راز داران طلسم ہمارے شریک ہوتے انھوں نے تحفہ جات کے نشان دیئے تحفہ داشت کر پا گئے کہتا ہے چھوڑ لاسکے گرداب نشان پہنچے سر دھنے لگا گرداب نشان میں یہ خرابی ہوئی کہ دو مشتہ قلعہ میں تلوار چلی اور لڑی ہماسے اور نانگ کشیں ہے نے وہ سحر کیا کہ افسون جادو دیوانہ وار وحشی مثال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سبب ان تحفہ جات کا باعث تھا سماک نے جو یہ باتیں غور سے سنیں بیچین ہوگیا جی میں کہتا ہو کہ اے سماک یہی اتفاق سے اس واسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھیں کاش نابینا پیدا ہوتے ہوتے ایسا دیکھنے آقا سے نامدار کے لیے کیا سامان ہوتا ہو آخر قصہ کوتاہ ایک دن دو دن کی مہلت پاتے تو تاب کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکلتی لیکن بیچ کا مدعا ماہر و سنان حاصل ہوا کہ معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ میں اپنے آقا سے نامدار کو خاک و خون میں غلطاں نہ دیکھوں صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائینگے کہ اے سماک تم موجود تھے اور آقا قتل ہوگئے سوا تیرے کس سے کہوں نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض
با غرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض

دوست کی گردد بیا حق بندۂ اہل نفاق
کی نماید دوستی با مشا گرفتار غرض

دوست خود مطلب اگر باشد ازو دوری ببا
یار باشد از پی یاران شفیقیکہ شد یار غرض

غنچۂ باغ مرادش لب نگشاید باحسان
ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض

ما قلات ہر گفتہ اہل غرض کے دل نشان
گر چہ شیرین و نرم و شیرین است گفتار غرض

دور بگریز از وہر صاحب صدق و صفا
ہر کہ حرف اہل غرض بشنید چہ آثار غرض

اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال
ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض

ہست یا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار
چون غرض حاصل شود گردد بیزار غرض

دل سے دعائیں کیں صبح کی تدبیریں سوچ کر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ قنطور آج کا دن روز سعید ہے ہمارے واسطے روز عید ہے اُنکی وجہ سے دل کا خوف تھا اب خوف دل سے مٹا کنیز چاہتی ہے کہ میں ساقی گری کروں سب شراب پئیں صبح ہوتے ہی نشے کے جوش میں ایک ایک وار ہم سب طلسم کشا پر کریں کیسے ہم پر فوقیت غالب تھے راتوں کو نیند اڑ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آئی تھی کہ طلسم کشا [illegible] آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بے آرام سوئیں گے یہ سنتے ہی قنطور نے دیکھ کر آواز دی کہ کیوں اے نسیم یہ کنیز تمہاری بہت گستاخ ہے معلوم ہوتا ہے یہ بھی طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پردے میں عیاری ہو اتنے ایسا فقرہ کہا کہ ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جاکے بیٹھے صحبت میں ہماری ذرا سے ہمیں خوف پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیوں شگوفہ یہ فقرہ تمہیں کس نے سکھایا تم نے کیوں ساقی گری کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہے اسی ساقی گری میں صدہا جادوگر مارے گئے اسی عیاری پہ عمرو نے قیامتیں برپا کیں جاؤ اب باہر جاکے ٹھہرو سرکش کے ہوش اڑ گئے کہا کہ سرکار باہر سے میں کیا عیاری کرونگی قریب آ گئی جہاں یہ شک ہوا ایک لفظ کہتے ہی کھٹک گئے میں کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتیں کر کے نسیم کے قدموں سے لپٹ گیا اور چیخیں مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھ پر عیار کا شک ہے تو ابھی قتل کیجیے آپ آباد رہیں سب سلامت دل شاد رہیں سب کے ساتھ ہماری بھی زندگی ہے میں نے پر اسے خیر خواہی عرض کیا یہاں شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالیں سب [illegible] تو بچ جائیں گے بلا سے جان جاتی رہے مگر ساحر آباد رہیں خداوند ہفت پیکر کی جان بچے کتاب میں صاف صاف لکھ چکے ہیں کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہے اسکے قتل کی ہمکو خوشی نہ ہو جب خداوند ہار گئے تو پھر سے کس تباہی میں پڑینگے ایسے قدر دان مہربان کے قتل کا سامان ہم کیوں کریں خوشی نہ کیوں آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہکر اسقدر روئی کہ نسیم نے گلے سے لگا لیا کہا کہ اے شگوفہ صاحب کو شک ہے میں تجھکو اپنا جان و ایمان جانتی ہوں تو کیوں اسقدر روتی ہے تو سرکش نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہیں باہر ٹھہرو میں باہر [illegible]

جلسے سے الگ ہوں ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی میں جلسے سے باہر جاؤں جو میں نے کہا ہے میرا ابھی کہنا ہو نشے میں ایسے طلسم کشا پر وار کریں کہ ہزار ٹکڑے ہوں معلوم ہو کہ طلسم کشا کا قیمہ کیا نسیم نے کہا کہ ای قنطور شگوفہ پہ شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب بنا کے لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھو تو وہ اسقدر روتی ہے ڈر ہے کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے سانس اسکے پیٹ میں نہیں سماتی بچپن سے میں نے اسکو پالا ہے آج تک کبھی اس سے کوئی امر خلاف نہیں ہوا میں کیونکر کہوں کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہو گی قنطور نے کہا کہ بی شگوفہ جان نہ دو میخانے میں جاؤ آج تمہیں ساقی گری کرو سماک دوڑا میخانے میں آتے ہی ہلہڈ ڈال دیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے میں ساقی ہوں کوئی باقی نہ رہجائے کنیزیں شراب لیجانے لگیں کوئی پتیلہ لیے جاتی ہے کسی نے گلابی لی کسی نے قرابہ اٹھا لیا درختوں کے نیچے بیٹھکر پینے لگیں سماک نے وہ بیہوشی ملائی ہے کہ اگر رتی بھر دریا میں ڈالدو تو مچھلیاں بلبلا کے نکل آئیں سماک گھیرا یا ہوا ہے کنیزوں میں جسنے جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کسیکا دوپٹہ نوچتی ہے کوئی کسی کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی کے لپٹی جاتی ہے قنطور نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کنیزوں کا کیا حال ہے نسیم بھی حیران ہے کہ بیشک کنیزیں خلاف حرکت کر رہی ہیں جو اٹھتی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہو گئیں سماک بھی جلدی میں چالیس گلابیاں کہ انمیں بیہوشی ملا کر گھڑے انکے تمامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل میں آیا نسیم نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہے خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ شراب پیجیے قنطور نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہے سماک نے آتے ہی شراب تو محفل میں رکھی اور یہ غزل گائی۔ نظم

ساقیا پلوا تنک ظرفوں کو چلو بھر شراب
میں ہوں دریا نوش کیا دیتا ہے اک ساغر شراب

فصل گل ہے کھینچ رہی ہے آجکل گھر گھر شراب
بادہ کش بدمستیاں کرتے ہیں پی پی کر شراب

ہے دعا مستوں کی یارب مثل ماہ و آفتاب
جام گردش میں رہے کھایا کرے چکر شراب

بزم میں وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا
خوب سے خوبتر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہوں وہ میکش تشنہ سب میں ہوں تو پہلے حکم دوں
دودھ کے بدلے پلا دے طفل کو مادر شراب

پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہوویں گل
تاک کے سائے میں اینڈیں مست پھر پی کر شراب

گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار
واسطے آئینۂ دل کے ہے روشن گر شراب

شوق سے دامادی پیر مغاں کر لے قبول
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب

بوسۂ لبہائے میگوں ہو اگر مجھکو نصیب
گور پر ساقی کے بھجوا دوں گھڑے بھر بھر شراب

میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہے
دیکھتا ہے سیر پرندوں کو پلوا کر شراب

غم غلط ہوتا ہے غمگیں کا سرور بادہ سے
خون دل پینا پڑے مجھکو نہ ہووے گر شراب

بیچتا ہے تول کر پیر مغاں سونے کی تول
ہو گئی ہے ذوق میں اپنے تو آب زر شراب

مغتنم ہے وقت فرصت ایک دورہ اور ہو
ہے ابھی شیشے میں ہے ساقی کئی ساغر شراب

حشر کے دن دیکھنا بدمستیاں مجھ رند کی
گور سے کہتا اٹھوں یا ساقی کوثر شراب

جوں جوں سماک بنا بنا کے یہ اشعار گا رہا ہے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے بتا رہا ہے قنطورہ جادو بنگاہ غور سماک بلا ساقی کو دیکھ رہا ہے نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہے اشارہ ہے کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کو تمہارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اس نے رنگ جمایا میرا قنطورہ جادو نام ہے جیسے ہی اس نے ساقی گری کا نام لیا میں اسی وقت سمجھ گیا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ شگوفہ پہلے جام مجھکو دے میں بہت مشتاق ہوں تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا سماک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خنجر ماردوں اسکا یوں خاتمہ کروں بتعجیل تمام جام لبریز کیا پڑیا بیہوشی کی گھائی سے ڈالی قنطورہ نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا جام ہاتھ میں لیکر کچھ پڑھا ہونٹھ ہلائے شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے قنطورہ نے پکار کر کہا کہ او مکار تو نے ہمارا کمال دیکھا شراب اڑ گئی یہ کہکے ایک اشارہ کیا کہ برق کڑک کر گری رنگ اور روغن عیاری کا سماک کے چہرے سے اڑ گیا اور پاؤں زمین نے تھام لیے اب تو محفل میں ہلڑ ہوا کنیزیں چیخیں مار مار کے بھاگنے لگیں کوئی کہتی ہے کہ بن مانس ہے کوئی کہتی ہے کہ چلا نس ہے کوئی کہتی ہے مرچیا جن ہے کوئی کہتی ہے منٹھیا دیو ہے عجیب طرح کے حرکات کرنے لگیں سماک زمین پر پڑا ہوا ہے قنطورہ نے کہا کیوں نسیم دیکھا تینے میرا کہنا سچا تو تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنکر ہوش اڑتے تھے برابر اخباروں میں لکھا دیکھا کہ عمرو و برق نے اسی عیاری پر سیکڑوں کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہی ہزاروں بلائیں نازل ہونگی دوست دشمن ہوتے ہیں قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہی جا بجا یہی رنگ ہی ہر مقام پر یہی مرقوم ہی کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قتل نہیں ہی لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی قدرت نہایت خوش ہونگے فرمائیں گے تونے ہمارے بندوں کو بچا لیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا کنیزوں نے میدان خونی کی تیاری کی کنیزیں خنجرہائے برہنہ ہاتھ میں لیے گھیر رہی ہیں بعض خنجر ہاتھ میں لیے کہ رہی ہیں کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہاں باغ میں تو یہ کیفیت ہی طلسم کشا اور سماک کی یہ صورت ہی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان سرنگوں بیٹھے اپنے مالک سے دعا مانگ رہے ہیں کہ اے بے نیاز ان ظالموں کے ہاتھ سے جان بچا لے اور ان دشمنوں سے نجات دے ادھر مواج سمندر نشین پہلو میں گرداب کے بیٹھا ہی جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہی اس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہی گرداب نے باغ آراستہ کیا ہی مسندیں درست کنیزیں چالاک و چست مہ جبین حسین و مہ جبین گرد بیٹھی ہیں صحبت عیش و عشرت آراستہ مواج خوش بیٹھا ہی ملکہ ہما کی دایہ کی بیٹی ملکہ کا تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہی مگر ملکہ ہمای اورنگ نشین کے واسطے ملول و حزین ہے گا بجا رہی ہیں جب ہنگامہ عیش و نشاط کو ترقی ہوتی ہی تصویر دلکش کا عجب نقشہ ہوتا ہی سنانے میں آجاتی ہی یاد کرتی ہی کہ کیوں اے تصویر ملکہ پر قید خانے میں کیا گذرتی ہوگی وہ پروردۂ مہد ناز و نعم اسیر پیچ و خم ناگرام سنتے ہی غضب کیا کہ باپ کے سامنے بھی جنگ میں مصروف رہی افسون جادو پڑھ کے سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر مواج نہ آجاتے تو بیٹا زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ میں جا چھپی مواج نے آکر بیٹی کو گرفتار کیا یہ باتیں دل سے کر رہی تھی کہ مواج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ دلا تصویر تو سوچ میں بیٹھی تھی بول اٹھی کہ اے شہنشاہ کس بارا آپ کو بہت خوش پاتی ہوں مواج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہی غم سے فراغ ہے طلسم کشا کو میں نے قریب صحرا حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج فغفور نے بڑا کام کیا

ہو

وہ مالک صحرائے حسرت انگیز ہے طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی بصورت ملکہ بنایا زرہ چھین لی متعین ہیں پیام لیکر جاؤ قنطورہ کو ہمارا فرمان یہ پہنچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے دیر نہو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آ جائے اور قید سے رہا کرلے تحفہ جات وہیں موجود ہیں اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہے مگر اب تحفے اُسکے قبضے سے نکلنا دشوار ہیں اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہمارے اور رنگ فشین اور جھلال کو قتل کر کے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سروں کو خدمت خداوندیہ میں بھیجیں کہ کارخانہ خدائی سست پڑا ہے رونق کارخانہ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہوئے آبہرنا سے بھیجے جاویں کہ وہ ملک آباد ہوں کل رعایا دل شاد ہو اپنا اپنا انتظام کریں جاؤ اپنے مسکن پہ پہنچاؤ راہ میں کہیں ٹھہرنا نہیں یہ سنکر لقمہ پیر دلکش اُٹھی یہاں قنطورہ نے انتظام کیا ہے کہ کنیزیں آمادہ قتل ہیں ایک کنیز سر پہ ساحر کے خنجر بکف کھڑی ہے اور دو کنیزیں سر پر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہیں نسیم نے اشارہ کیا اُن کنیزوں نے رستم کو وار پر کھینچا چاہتی ہیں کہ حکم ملے تو قتل کریں لقمہ پیر دلکش اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی اسنے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی میں کہتی ہے کہ ہے ہے کیا غضب ہے معشوق میری بی بی کا قتل ہوتا ہے جس وقت وہ کشتہ حسرت واس سنے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسنے یہ بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر میں مجھسے زیادہ ہیں جب ارادہ کرینگے پکڑ لینگے اُسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا وہ جو خبر اس جوان کی سنے گی فوراً اپنی جان دیگی اُسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ بے قتل کیے جان دیگی ہماری آبرو جائیگی جیسی بی بی کی خاطر کرتی ہیں ویسے ہی ہمارے نام سے نفرت کرینگی ساحری نامے میں بھی یہی مرقوم ہے کہ یہ سال اختتام طلسم ہے کوئی نہ کوئی صورت پیدا ہوگی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جری بہادر یوں قتل ہو یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روئی برق کڑک کر گری کہ وہ دونوں کنیزیں قریب رستم کے کھڑی تھیں اُنکے سر اُڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم دار سے گرے پھر ہاتھ ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب ساحر کے تھی اُسکا بھی سر اُڑ گیا ابھی خود چھپنا کہ گری جس مقام پہ

زرہ و تیغہ و کلاہ رکھا تھا ان تینون چیزون کو اٹھایا رستم قیدا اپنے جسم سے دور کر چکے تھے تصویر دلکش نے تینون چیزین اٹھا کر اس جلدی مین رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پر رکھی تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب | ہست علمشاہ پور رستم لقب

دیکھا ملکشاہ رومی شہ فیلزور | کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کرکے لڑنے لگے سہاک نے پور رستم کو جنگ مین مصروف دیکھا ملکہ تو شہزادی نکال کر پکارا ساحرہ سمجھی کہ رستم کا عیار جادوگر ہو اسم سحر پڑھ کر آگ بھڑکانے لگی رنگ بدلے جاتے مین تصویر سے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا کہ او تصویر دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی ارے مین جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہے کوئی افتاد ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزین کیسے کیسے سحر کر رہی ہین صرف زرہ پاس تھی اسپر تو ہمکو خوف تھا اب تو تینون چیزین اسکے پاس پہونچ گئین اب اسپر سحر تاثیر نکریگا مہران ایسا ہی ساحرہ تھا کہ جسنے اس زور و شور سے کلاہ و تیغہ لیا اور طلسم کشا کو سحر اسے جسم سے [illegible] مین پھینکا نسیم تڑپ کر گری اور طائر کی شکل بنکر بیا رہو گئی پر پرواز بند کرکے آڑی جاتی کہ نکل جاؤن کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیر مارا سینہ پر نسیم کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گیا نسیم کا لاشہ جو گرا کنیزین بھی جلنے لگین باغ ویران ہونے لگا نخل پھٹ کر گرے اور جلنے لگے تھے مثل رنگ چہرۂ مدقوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن پھولون کے پامال ہو گئے زمزمہ سرا کا عجیب حال پایا تو عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پاکر زمزمہ سرائی مین مصروف تھین یا استفار مین نہ دل ور دمند دیوارین گر رہی ہین تصویر نے جو حال نسیم کا دیکھا اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرتے ہی نسیم کے خزان نصیب ہوا گھبرایا ہوا الٹا رہا یہ طلسم کشا پر کبھی آگ برساتا ہو کبھی تلوارین گراتا ہو کوئی سحر تاثیر نہین کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش پر سحر کیا تصویر گری بدن مین آگ لگ گئی مثل سرو چراغان جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اے شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہے رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کا سایہ ڈالا جلنا موقوف ہوا چٹک کر تصویر سحر کرنے لگی تصویر چاہتا ہے تصویر کو قتل کرون اس تصویر کو صفحۂ ہستی

مٹا دون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لوٹتا ہوا چلا پہلے تصویر پری پر سحر کیا کہ زمین نے پاؤن تصویر کے تھام لیے جھولی سحر کی بائین ہاتھ سے گری قنطور تیغہ کھینچ کر چلا تصویر دہائین مانگ رہی ہے کہ ای خدا اسے نا دیدہ مین نے تیرا مذہب اختیار کیا ہاتھ سے اس ظالم کے بچالے اس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ رنگ اڑا ہوا ہے تصویر دلکش اڑا ہوا آنکھین ڈبڈبا رہی ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ عالم یاس بہ حسرت طرف آسمان کے دیکھ رہی ہے تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جی مین کہتے ہین کہ ای رستم یہ تمھاری جان بخش ہے تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے ساحران ناری کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا تصویر کے سر جھک جھک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیبور جادو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہوگیا تڑپ تڑپ کر بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکو بچالون اگر بن پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلون جیسے ہی تصویر پر جا کہ ہاتھ ڈالون تصویر نے پیچھے ہٹ کر گلے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ ہار جو گرا پھول اسکے جیبور پر گرے پھولون کا گرنا تھا کہ آنکھین جیبور کی تشنج ہو گئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا بیتاب ہوکر پکار رہا تھا

نظم

حسن پر آپ ہین ہمیشہ مغرور
کبھی یار دیکھ بھال نہین
زخم کے منھ سے بات کیا نکلے
آرزو سے جسے وصال نہین
ہجر مین ہوگیا وصال تمام

غم سوا عشق کا مآل نہین
کون شی ہے جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہو طاقت مقال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہے
ہجر کیونکر کہون وصال نہین

کون دل ہے جو پائمال نہین
حسن مین بال کا نہین ہے فرق
انکو مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہوگیا یارنگ
وصل کا آپ سے سوال نہین

ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میری تجھ پر جان جاتی ہے ایک نگاہ پھر ادھر دے آہون چشم نے مجھکو شکار کیا دل کو بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ قسم ہے تیرے ساتھ شادی کر لیتی جیبور یہ سنکر جھومتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہ او قنطور بے ادب تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہین سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار چلانے لگا قنطور نے ہر چند ٹالا کہتا جاتا ہے کہ ارے
بیچا کیا تیری شامت آئی ہے دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا
جیپور اپنے ہوش میں نہیں ہو ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھل کے
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیپور کے دو ٹکڑے ہوئے غصّہ
میں تو ہاتھ مارو بالاستہ جو بھائی کا دیکھا چیخیں مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
قنطور ابتجکو ضرور ستاؤنگا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تصویر تڑپ تڑپ کے کنیزوں پر گر رہی ہے کئی افسر مارے
کنیزیں جن جن کے قتل کیے ہیں پیچھے میں طرف تصویر کے جاتا ہے ادھر سے رستم لڑتے
ہوئے آتے ہیں کہ قنطور کا سامنا ہوگیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت پیکر
پر روکا عکس جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا قنطور اندھا ہوگیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا
کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوئے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا کنیزیں
تمام جلیں اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ اے نازنین تجکو میری مدد کا کیا سبب ہوا
تیرا احسان عظیم ہوا تو جان بخش ہے تصویر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور میں ملکہ
ہما اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہوں اسوقت جو آپکو اس حسرت و یاس میں دیکھا
دل بیقرار ہو گیا اب میں پاس مواج کے چلنے کے لائق نہ رہی نہیں معلوم کس طور سے
پیش آوے سب آپکی جان کے خواہان ہیں اب آپکو مناسب ہے کہ تیمور جادو قنطور کا
بڑا بھائی ہے جسکی قید میں جہلال سرکش ہے اُسکو قتل کریں پیچھے دوسرا جادوگر اُسکا بھائی
آتا دی کے پہلو میں رہتا ہے جسکی قید میں ملکہ ہما اورنگ نشین ہیں چلکر اُسکو مارئیے
اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہیں یہ کہکر رستم تصویر کو ساتھ لیکر
سمک براے رہائی جہلال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام بھی جائے ای
ملکہ تصویر دلکش مجکو پتہ بتا دو تو میں جاکر جہلال سرکش اپنے رفیق کو رہا کردوں
تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جاکر ایک قصر ملیگا کہ جسمیں گرد آلود ہوگی گرد اسپ کا
عزیز دار سرا سیہ جادو کہ بڑا بیتاب ساحر ہے وہ دستہ ہے کہ جب اُسکو مارو گے تب نگہبان کا

مقام ملیگا سماک یہ سنکر چلا کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرائے سراب میں پہونچا
دیکھا کہ گرد انتہا کی اُڑ رہی ہی سماک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا چلا آتا ہے
سماک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سماک قریب پہونچا پوچھا کہ ای برادر تمہارا
کیا نام ہی کہاں سے آتے ہو کہاں جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوشخرام میرا نام ہی
سواج سمندر نشین نے خبر پائی ہی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحرائے سراب کے
جاتے ہیں تو میں نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہوں کہ اُسکو آگاہ کر دوں طلسم کشا
آتے ہیں ہوشیار رہنا سماک نے یہ دریافت کر کے قاصد کو باتوں میں لگایا باتوں باتوں میں
رنگا کے بیہوش کیا اسکو درہ کوہ میں ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی
جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا بیچ
جنگل میں ایک مکان بنا ہی ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوئے بالائے قصر بیٹھا ہے
خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں سماک نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ والا سراب
میں آپکی خدمت میں آنا چاہتا ہوں اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخرام
آیا ہی یہاں بلا لو خادم آیا سماک کو بالائے قصر لے گیا سماک نے آکر سلام کیا نامہ کو
بلاتکلف دیا سراب جادو نے فرمان پڑھا پڑھ کر کہا کہ ای قاصد یہ صحرائے سراب آیا
ہی اگر یہاں بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرا میں کوئی
نہیں آسکتا مجھے کچھ خوف نہیں سماک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہی غلام کو راہ دور
دراز طی کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہوں صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے
کہا کہ میں خود چاہتا ہوں کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوئے
پہلو میں باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ میں ایک چبوترہ نہایت آراستہ
تھا آکر مسند پر سراب بیٹھا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے
کچھ گاؤں اگرچہ آپکی خدمت میں عمدہ عمدہ گانیوالے موجود ہیں شاید وہ مجھ سے بہتر گاتے
سراب نے اشارہ کیا کہ گا مضائقہ کیا ہی سماک بایان کھینچکر سرود بجا کر گانے
لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ ہی
تڑپ گیا ہون دم ذبح انفعال یہ ہی

لبون پہ جان ہی اک دم کا اور مہمان ہی
مریض عشق محبت کا تیرے حال یہ ہی

اُڑا ہے طائر رنگ رخ یہ پیدا یان
حضور وصل سے آپ کا جمال یہ ہی

عیان ہی سینہ محبوب سے عروج شباب
پھل آیا نخل میں کیا ہی حسن کا کمال یہ ہی

رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی
دلا بس آہ رسا کا مری وبال یہ ہی

نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہین رعنا
گیا وہ غیر کے گھر یہ فقط ملال یہ ہی

اس لطف سے سہاگ نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہا کہ ای قاصد خوش خرام تم تو لائق اسکے ہو کہ تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھے سہاگ نے کہا کہ حضور اصل یہ ہی کہ مہاراج نے مجکو شہزادے کا داروغہ کیا ہی ہزار ہا روپیہ مین نے پایا استادون کو دیکر یہ کمال پایا دکھاؤ یہ کمال حضور نے کیا دیکھا مین ساقی گری خوب کرتا ہون سب کو حضور صحبت مین بٹھائیں محفل جمائین مین ساقی گری کردن سر سے شراب پلاؤن منہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ ای قاصد خوش خرام یہ کمال تو بہت دشوار ہی یہ کہکے کنیز سے اشارہ کیا کہ کنجی میخانے کی قاصد فرخ خرام کو دو سہاگ نے کنجی لی چاہتا ہی میخانے مین جاؤن کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا ابر آکر پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف و ضعیف جھریان چہرے پر پڑی ہوئین لباس بہاری پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آکے زمین پر اترا چند کنیزین بھی بیٹھی ہین وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ ای مادر مہربان اسوقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا سفاکۂ آدم خوار نے کہا کہ ای فرزند اس وقت مین جلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو مین نے خوش پایا اگرچہ حال ابتر ہی بیقرار و مضطر ہی مگر کہتا یہ ہی کہ مین نے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا خوش بیٹھا تھا مین نے نادان بچے پوچھا کہ ای جلال سرکش قیدخانے مین اسقدر خوش بیٹھے ہو یہان سے تمھاری رہائی نہ ہوگی تمھارے قتل کا حکم آگیا اسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا مین گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہیں کہ وقت قتل سرا پہ آگیا ای نور نظر میں گھبرائی ہوئی تیرے پاس آئی کوئی خبر تو تیرے پاس نہیں آیا سرا پہ نے طرف سماک کے اشارہ کیا کہ یہ قاصد آیا ہی حکم گردا پہ لایا ہی کہ جلال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہی حیف شعر جو اسنے گا اسے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہو یہ گانا اسکا سننے گانا کیا ہی شعر ہی دل پر تاثیر کرتا ہی اب ساقی گری کریگا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یاوہ گوئی سے قلم ہاتھ میں اُٹھا لیا اور چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل میں کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دولیا ہو جائے سفاک نے کہا کہ ای فرزند یہ فکر دل سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہی اتنا کہے دیتی ہوں کہ بعد تباہی صحرا کے گرد اب نشان طلسم کشا تلاش لوح میں جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پر لوحا رال کی موقوف ہی اگر طلسم کشا قاتل گردا پہ نشان کو فتح کرے اور صحرا سے محیط میں پہونچے لوحا رال جسکا وہ خود خواہشمند ہی کہ طلسم کشا سے ملوں اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کروں اس وقت طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح لینے سے انکار کریں کہ کسی اور باعث سے لوح لیگی طلسم کشا صحرا سے محیط سے خالی نہ پلٹیگا لوح پائی اور فنا ہی طلسم میں معروف ہوا ہر چند کہ مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہیں لیکن جب لوح ملی سب مشکلیں طلسم کشا کی آسان ہیں سب ترکیبیں لوح بتائیگی مرحلہ جات کبھی فتح ہو جائینگے سماک نے یہ باتیں سنیں آج کان میں نام صحرا سے محیط پڑا ابھی میں کہتا ہوں کہ ای سماک اب خدمت آقا میں یہ ذکر کرونگا سفاک کہ ادھر اساشنے سرا پہ کے ذکر کر رہی ہی اور کہتی ہی کہ ای فرزند طلسم کا وقت نہیں ہی ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت میں شریک کرتے ہو اور ساقی گری کا فخر دام کے سپرد ہو مجھے اسپر دھوکا ہوتا ہی یہ کہکے سفاک نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم میں رہتے ہو واسطے خدا کے مجھ لیکر آگ طلسم ٹوٹیگا تو تمہارے بھی عزیز مارے جائینگے یہ انگوٹھی اٹھا لو پھر ساقی گری کر سماک کانپ گیا مگر مجبوری اُٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ میں سماک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر منہ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفاک نے آواز دی کہ کیون سراسپ تو نے دیکھا تحریر کتاب کا مطلب نکلا ابھی مین نے کتاب مین دیکھا کہ تیری اجل قریب ہی اگر مین نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہونچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ معاون و مددگار ہی اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ فرزند خواجہ عمرو ہی عیارون مین بہتر سے بہتر ہی اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہو جائے گا سراسپ جادو کے ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ ای مادر مہربان آپنے بڑا احسان عظیم کیا عین وقت پر تشریف لائین آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جما لیا تھا اب ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک پہنچانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتین تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاک نے کہا کہ جلد دار استادہ کرو دار بن استادہ ہونے لگین جلاد موجود ہوئے سماک بیقرار ہی جب جلاد سر پر آیا اور چاہا کہ سماک کو دار پر کھینچون تو [illegible] سماک نے بیقرار ہوکر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ ای رب بے نیاز و ای بندہ نواز تیری صفت کون بیان کرسکتا ہی تو کریم و رحیم ہی نظم

ز انوار حق منور گشت ہر شمع
شدہ اندر خانۂ دل جلوہ گر شمع
گہ اندر راست و چپ جلوہ نمودہ
گہے شد جلوہ گر زیر و زبر شمع
گہے اندر مطالع ایجاد بنمود
گہ از شمس و گہ از روے قمر شمع
بچشم اہل بینش داد جلوہ
گہ از شام و گہ از نور سحر شمع
گہ اندر پروانہ ذات حق عیان گشت
گہے پرتو فگن گردید در شمع
بہمہ دل پرتو انوار بخشد
بہر دیدہ کند روشن نظر شمع

بیقرار ہوکر سماک دعا کر رہا ہی سفاک کہتی جاتی ہی کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تلوار کا مار دو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند مہلت پائے ارے جہلال کو بھی لاؤ جب تک وہ ظالم یہان قید رہیگا خیر خواہان طلسم کشا ہر اسے رہائی جہلال آ جائیگا تدبیر رہائی کرینگے وہ بھی قتل ہو جائے چند ساحرنیان گئین قفس جہلال لیکر آئین قفس سے جہلال کو نکال کر نکالا زیر تیغ بٹھایا جلاد نے بھی سر پر آیا جلاد صاحب بیداد بیدادی کر رہا ہی پکارتا ہی۔ فرد

سلطنت سلطان کن فریاد بر جلاد چیست ۔ تیغ را داند بلا شبہ طعنہ بر جنیاد چیست ۔ جلاد کھڑا کہہ رہا ہے کہ اے ملکہ عالم تیغہ پاڑہ دار رکھتا ہوں بازو پر قوت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم کر دونگا قتل کرنا میرا کام ہے جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہے جہلال نے سر جھکایا اور دزدیدہ نگاہ سے طرف سماک کے دیکھا کہ سماک رو رو کر کہتا ہے افسوس دیدار سے میں اپنے آقا کے محروم رہا ان ساحروں کے ہاتھ سے قتل ہوا صفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونوں کا سر کاٹ لو جلاد دونوں کی طرف چلے اس وقت دونوں مدعی اس عالم یاس میں تھا سنئے کہ تصویر دلکش جو رستم کو ساتھ لیکر چلی تھی تخت اڑاتی ہوئی جب اس صحرا میں پہونچی کہ جس جنگل میں خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہاں اتارا کہا کہ حضور یہاں ٹھہریں میں جا کر خبر لاؤں کہ دشمن سراب کیا کر رہا ہے رستم صحرا میں ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو دمبدم کہتا ہے سراب آپ کے جانے میں کیا دیر ہے صفاکہ جواب دیتی ہے کہ اے نور نظر میں جانتی کہ یہ جادوگنی ہمارا اور سردار قتل ہو لیں جنکی عورتیں مکارہ و حیلہ ساز و شعبدہ باز ہیں اور طلسم کشا کو رنگ کے رہتی ہیں تب میں جانوں کہ میں نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان پہ سحر دیکھا ہاتھ جھکائے دونوں جلادوں کے سر اڑ گئے کڑک کر تصویر گری صفاکہ نے للکارا کہ او حیلہ گری تو کیوں جان دینے پر آمادہ ہے تجھکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ پچھتاوے گی یہ کہکر گولہ مارا تصویر نے کہا سن یہ ملعونہ و بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولہ جو پڑا شعلے بھڑکے تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہوکر کھڑی ہوگئی اشیائے سحر ہاتھ سے [illegible] دیئے خاموش ہوکر کھڑی ہوگئی تھرا رہی ہے ہونٹوں کو جنبش نہیں جان بچانے کی کوشش نہیں صفاکہ نے آواز دی کہ اے سراب جادو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے رستم آتے ہیں اور آواز دی ۔ نعرہ کہ رستم پیلتن

علمشاہ رومی شیر فیل زور
منم شیر دل رستم نامدار

کہ بر گشت مرزوق افگندہ شور
منم قاتل کافران جہان

منم فارس عرصہ کارزار
منم نور عالیتبار صاحبقران

سماک و جہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

تیغہ ہفت جوہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاک سے رہائی پائی تحریر پیشتر جو اُسنے لکھی تھی جسپر لکھی تھی اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے رستم نے بڑھکر سفاک وجہلال کو رہا کیا سفاک نے اُٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلہ اُسکے آتش بھڑکی کئی سو جادوگر کرسی کے گرد کی کنیزون نے مل کر رستم پر حملہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغہ ڈالدیا جسپر عکس پڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹا سراب جادو نعرہ کرکے رستم پر جا پڑا سفاک نے آواز دی کہ او سراب یہ کیا کرتا ہے ارے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہے اور سپہر سحر کا شمشیر زن یگانہ رستم ہے صاحب شوکت و حشمت ہر کوئی ایسا ہے کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان ہے کہ فرنگستان میں جنکی دھوم ہے لاکھون فرنگیون میں گھسکر ہر زرہ پوش کو تہ تیغ کیا فوج قریب پہنچا کہ آج تک قارون دار تخت ضلالت میں غرق ہے اسکی جرأت میں کیا فرق ہے خبردار سامنے نہ جانا سراب غصے میں دوڑا رستم پر پس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہائے آتش تیز سے خنجر برسے لیکن رستم پر نہ اثر ہوا ایک طرف تصویر مثل برق جہندہ تڑپ رہی تھی کسی پر گولہ پھینک مارا کسی پر آتش کے مارے پھینک مارے سب کنیزون کو جلا دیا یہانتک جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بے حیا مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہ کہکے تیغہ ہفت جوہر کو جسکا یہ پیشرو بدل سے ہاتھ مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوکے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوکے مر گئے تاکہ سراب کے اندھیرا ہو گیا ایک عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام تھا سراب جادو تو یہ آواز جو کان میں سفاک کے آئی سفاک نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا طلسم کشا نے سراب کو مار ڈالا ارے یار غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا میں مثل نہ تھا اسی تصویر کو اُسنے ایسا آباد کیا تھا کہ تحریر سے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس فتنہ انگیز تصویر دلکش سے کیا طلسم کشا کو یہانتک پہونچایا اور میں نے غضب کیا کہ سحرا جادو کا نام لیا عیار بیٹھا سنا کیا اب اسکے بعد بھی وہان لیجا سکی ہر چند کہ تو صاحبان بڑا ساحر زبردست ہو گئے ہو مگر سحر میں سے لکھیں تحریر تو کیا بنا لیا سراب ایسا ساحر یون مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تو نے طلسم کشا کو کیوں اپنا جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا ابتر ہے بیقرار و مضطر ہے اس نے زد جو قصد تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر مثل تصویر بنی رہ ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاکہ نے قریب آکر بال پکڑ کے کہا تجھ کو اس بدبختی سے قتل کروں گی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئیں اور تجھ کو ذرا ترس آئے بال پکڑ کے چاہا کہ لے اڑوں اور لیکر بلند ہوں طلسم کشا نعرہ کر کے پیچھے پہنچے سفاکہ نے خوف طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشا نے لپک کر ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا بایاں ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گر آیا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر جو وہ ہاتھ گرا قطرے خون کے گرتے خون کے قطرے پڑتے ہی بدن میں آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضا سے جسم سے شعلہ آتش نکلیں رستم نے پڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کا عکس ڈالا کالا ہفت گوشہ جسم سے تصویر کے مس کی تب تصویر کی جان بچی تصویر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ اے شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کالا ہفت گوشہ کے مس ہوتے ہی خنکی حاصل ہوئی شکر ہے کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر میں جو طلسم کشا مڑ کے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبو میرا عجب حال ہے دم بھر میں ایک جو سامنا پڑے گا طلسم کشا مجھے مار ڈالے گا پناہ نہ دیگا میں چاہتی ہوں اس شقی کو قتل کروں کہ جس کی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے لیکن ملک ہمارے اور رنگ نقشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اس سے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اس کو اسی کے ہاتھ سے قتل کروں یہ کہہ کے زمین پر دونوں پاؤں مارے غرق زمین ہوئی ایک گڑھا پڑ گیا سب کنیزیں بھی اس غار میں چھپا نہ پڑیں طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ میں بھی عقب میں سفاکہ کے اسی غار میں جاؤں ایسا نہ ہو کہ وہ ملعونہ نکلتے میں گئی ہو جا کر ملکہ کو مار ڈالے ہلال سرکش نے پکار کر کہا کہ اے شہریار غار میں نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل کر سکتی ہے غلام خود جاتا ہے یہ کہہ کے ہلال سرکش اڑا پر پرواز پھیلا کے چلا جب نکل گئے کنیزوں سے رستم نے دیکھا کہ اس مقام پر سناٹا ہے سناٹا دیکھ کر پریشان ہو کر سماک سے فرمایا دیکھو تو تیغہ بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا ہوا بے خبر چلا جب سماک گئے رستم اکیلے

اس صحراے ویران مین کھڑے ہین کہ پہلو سے صحرا کے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت قوی تن و قوی ہیکل سینہ پر بابا انجام اسباب سحر ذات پہ درست نہایت چالاک و چست تیغہ برہنہ ہاتھ مین پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیزے و تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے وہین سے ساحر نے آواز دی کہ منم تیمور چرخ پرواز ارے طلسم کشا کو مار لو ارے غضب کیا جھلال کو قید خانے سے کیون بلا یا رہائی کی تدبیر آپ ہی والون نے کی اس مقام پر شاتا تو رہائی کیونکر پاتا اس اکناف کا وہ واقف کار ہے سب چپے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا صحراے محیط لیجائیگا لوح کا پتہ لگا لیگا یہان طلسم کشا تنہا ہی گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکر طلسم کشا پر آ پہنچے چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر کھینچا ساحرون سے لڑنے لگے جیسے ہی ساحرون نے حربے کیے رستم نے تیغ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ کر اُنہی کے سینون پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار لگائی پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سر کٹ کر گرا کتنی ہی ساحر جو مر کر گرے تیمور چرخ پرواز گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر چلے کرو تحفہ جات اُسکے پاس ہین مثل لوح کے کام دیتے ہین طلسم کشا کو بچا لیتے ہین تیغ ہفت جوہر چمک رہی ہے کلاہ کا عکس پڑتا ہے واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا تھا تو ہمارے اورنگ نشین کو قفس مین بند کر کے مکان تنگ و تاریک مین لٹکا کے باہر نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اُٹھا دیکھا تیمور نے فغفور گوشہ نشین تخت پر سوار بارہ ہزار جادوگرنیان ہمراہ آ کر پہونچین فغفور گوشہ نشین نے پوچھا کہ اے باپ کہان جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سر اسپ جادو مارا گیا مین اسوقت وہان گیا تھا جہان جھلال قید تھا اُسکو مین نے وہان نہ پایا اب مین فکر مین طلسم کشا کی جاتا ہون بیٹی کو در قید خانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا آگے طلسم کشا کو گھیرا فغفور در زندان تنہا تخت پر بیٹھی ہے کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صدا سے دردناک سے کوئی دردرسیدہ یہ اشعار حسرت آثار پڑھ رہا ہے نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش
حسرت فتنہ دولت بیدار

مبتلاے فراق و کاہش
آخر آرام آ گیا جی کو

ہمدم و ہم مزاج لیل و نہار
چھوڑ کر غمزدہ چلا گیا جی کو

رونق گل ہاے انبساط کا شگوفا
کیا نگہ ہاے آرزو باہم
کسقدر تشنہ کام آب وصال
مستی اشتیاق بوس و کنار
پھر وہی شوق وحشت و جنون
ظلم دوران کا ماجرا پیدا
بدزبانون کے منہ چڑھی یہ بات
بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا

ہر شجر خندۂ نشاط کا جوش
دمبدم تازہ محفل آرائی
کاسۂ چرخ جام آب وصال
راہ پر اپنے آسمان نہ رہا
اپنے دعا سے پھر گیا گردون
دونون کو حسب مدعا دیکھا
خوش بیانون کے ہاتھ آئی بات
دیکھنا عشق کی فسون سازی

چشم الفت حیا زدہ جو باہم
دل دہی دلبری دل آرائی
دائما ساغر و سبحہ بیکار
دہرہ پہ جبیں کا نشان عمر کا
اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
چشم بد دور رشک کیا دیکھا
بوالہوسون کو اک بہانہ ہوا
کھیل بچون کا ہو گیا جانبازی

اختر با کی نگاہ جور آلود
دست دشمن مین تیغ زہر آلود

یہ آواز سنکر فغفور رنگوشہ نشین گھبرا گئی جی مین کہتی ہے کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہے کہ کلیجے کو برمائے ہوا جاتا ہے ایک بات ایک ایک تقریر تیر دلدوز و پرسوز ہے کہ دل ٹکڑے ہوتا ہے کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو مین دیکھون تو کون دردرسیدہ فریادی ہے کہ جسکی باتین سنی نہین جاتین دیکھا قفس مین ایک نازنین مہ جبین کمسن گرفتار دام پیچ و شکن آنکھون سے آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان پر اٹک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہے ہین جب آہ کرتی ہے تو زمین تھراتی ہے فغفور نے قریب آکے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت مین ہو کس سے جدائی ہوئی ملکہ نے آہ کرکے کہا کہ اے پرسان حال غریبان دادرس مہربان حال بیکسان کیا حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون مشرق کی ایک جان [illegible] دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال لائق کہنے کے نہین ہے خوف آتا ہے کہ ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اسکی تپش سے جلا دے ہر چند کہ بربادی اپنی منظور ہے مگر فہم کا سراسر قصور ہے تیمور جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر برائے گرفتاری طلسم کشا گیا ہے خدا انکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہان تک پہونچا ہے کہ ہم [illegible] جان و دل کارو باستخوان ہین اسوقت مین اگر جمال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی یہی جانتی ہین کہ وقت اپنا قریب ہے یہ تحسرات کشیدہ بار مصیبت اگر شاہد جمال بیمثال دیکھ لیتیں

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو بہ آسانی دم نکل جاسکے کہ دل تردد منزل تسکین پاسکے
فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ امید نہین کہ یہ ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ
ہم انکے سامنے قتل ہو جائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی صورت
معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری ہی ہائے دیکھین تقدیر کیا دکھاے فغفور یہ باتین سنکر
بیقرار ہو گئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ تیر اسے تو دہ دل جگر دوز ہی باتون مین
کسقدر سوز ہی کچھ خدمت مجھسے ارشاد ہو مین بجالاؤن ملکہ نے کہا کہ ای شاہزادی تمکو
ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہوسکے قفس سے نکال دو زندان سے کہین سوزن نکالو کہ ہمین
جاکر اپنے معشوق صف شکن کی مدد کرین آفت سے اس شہریار کو بچاؤن نہین معلوم
ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذر رہی ہو فغفور نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین قید سے رہا نہین کرسکتی
مگر جاکے خبر لیتی ہون دیکھون جاکے کہ میرے باپ نے کیا کیا نہایت ساحر زبردست
ہو مگر یہ سن چکی ہون کہ طلسم کشا صف شکن و تیغزن یکہ تاز میدان جلالت شہسوار
عرصہ جرأت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہو کہ ساٹھ ہزار جیسا
چہار طرف سے حملہ کرینگے کیسا گھبرائین گے لیکن مین جاکر جہانتک ہوسکیگا بچاؤن گی
کہکے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی کہ دیکھو
محبت نے ایسی مہ جبین کا کیا حال کیا یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون سے
چلی کنیزین بازو بلا و قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آئی یہان رستم نے
کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار ساحرین گھیرے ہوے لڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا ہی کہ
اے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ حملہ کرکے ٹوٹ پڑو کلہ
سے اتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم مین تم سب کا نام ہوگا ہر کس و ناکس
یہی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جات
پاچکا اب لوح کا ملنا باقی ہی تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے حملہ کرکے رستم کو گھیر لیا تیر
تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہی کہ اسکو گرفتار کرلو مگر رستم بیچ مین شیر اللہ جنگ کر رہے ہین
جو سوار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا گرد لاشے ساحرون کے بیچ مین رستم

لختہ خون کے جسم پر جمے ہوے کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہی قبضۂ تیغ پہ ہاتھ ہی سر پہ قبضۂ [illegible] جھپٹ کر ساحرون پر حملہ کرتے ہیں تیمور اپنے والون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم بھی لوٹے جاؤ طلسم کشا زخمی بھی ہی تیغ چمکتی ہوئی ایک ہاتھ میں دو دو ہزار لپیٹ جاؤ کلاہ سر سے اتار لو کہ قوت ہو کر کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤ گے فوراً آپکے قتل ہونے سے تو نجات پاؤ گے کہ اوپر نظر کی آسمان پر چمکا ابر کو دیکھا تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اسیر ہو بھی سحر کریگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہیں اگر ہزار دو ہزار قتل ہوے بارہ ہزار اور آگئے فغفور نے جو آسمان سے ہر نگاہ دیکھا اور جمال جہان طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک جوان رعنا فاسد زرہ کے قوت سے صد ساحر چاہتے ہیں کہ لپٹ جائیں مگر وہ اس جراءت سے شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کسی ساحر کا حوصلہ نہیں پڑتا فغفور بیقرار ہو گئی کچھ تو خیال محبت مالکہ بہار ہے اور رنگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزون کو اشارہ کیا بارہ ہزار کنیزون نے حربے ترکش کے ہاتھون میں لیے مالکہ نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا کہ طلسم کشا پہ سحر کریگی مالکہ نے فوج تیمور پہ حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے اور پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جراءت و دلیر تازہ میدان جلالت خوف نہ کرنا تیمور کو گھیر کر مارو مجھکو مالکہ بہار ہے اور رنگ نشین نے بھیجا ہی میں کنیزی میں حاضر ہون یہ کہکے دوسرا حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بڑا غضب کیا بیس پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اسے گھیر کر مارو اب اسکی عداوت تو دو پر تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہوا اسکے زخمی ہونے پر کس قدر بیقرار ہو تڑپ رہی تھی لڑ رہی ہو گئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب پلٹے تیمور نے بڑھکر فغفور پر حملہ کیا فغفور پشت پر رستم کی آگئی رستم نے تیغ چمکایا سحر تیمور کا باطل ہوا جب تیمور سحر کرتا ہی فغفور پشت پر طلسم کشا کی آجاتی ہی ملکشاہ تیغ چمکاتے ہیں ہر دم فغفور کو بچاتے ہیں یہان تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہی جتنا کنیزون کو فغفور نے زندہ [illegible] پہ چھوڑا تھا انکی کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ یاسمین [illegible] ہوئی اور [illegible] کہ سر دار [illegible] ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزون سے کہا کہ تم

سامنے سے ہٹو تمکو کسنے مقرر کیا کنیزوں نے کہا کہ ہمکو ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہیں ہم قید سے تمھارے میں تمکو نہ جانے دینگے سفاکہ مرد افگن نے کہا کہ میں طلسم کشا سے لڑ کر آئی ہوں ایک سحر میں سب کو شاد کرونگی میں ملکہ ہما سے اور تاج نشین کے قتل کو آئی ہوں سامنے سے ہٹجاؤ میں اسکا قفس نکالوں اس ظالم کو قتل کروں اسی ظالم کی ذات سے ستمہا اٹھیں قہر طلسم کے لشکر والے نشان بار سے گئے یہ کہکے چاہا کہ گنبد قفا سے میں گھس جائے کنیزوں نے سفاکہ سے لڑنے لگیں لیکن سفاکہ ساحرہ زبردست یادگیرہ شہرت سے تھی انکا سحر کچھ کام نہ آتی ہو گئے ہوسے ہاتھ کانوں لیکر چھپنا مارا کنیزیں جلنے لگیں کئی کنیزیں جل کر گر گئیں آخر کو بیچ میں سفاکہ کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصہ میں کنیزوں کو قتل کیا سب کو مار کر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہے کہ ملکہ ہما سے اور تاج نشین قفس سے گرفتار رہی ہیں

یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہیں نظم

دیکھتا شعلے بہار سے نالۂ شبگیر کے
پڑ رہے ہیں صورت تیر شہاب اس تاثیر کے
چشم کم سے خاکساری کے [illegible] دیکھئے
یہ نہیں اشعار ہیں یہ نسخے ہیں اکسیر کے
کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
ہو جو اتو ہو گئے کیا تم مرید اس پیر کے
سر بسجدہ کیوں نہ ہوں انسان تجھے دیکھکر
ہیں ملائک پوجتے واسطے تری تصویر کے
دیکھنا قاتل نہ چھوڑیگا کبھی سر الہو
حلقۂ زنجیر ہیں جوہر مری شمشیر کے
رٹ لگی رہتی ہے تیرے نام کی وحشت میں بھی
دانۂ تسبیح ہیں دانے نہیں زنجیر کے
استعارہ روئے ہیں معشوق عاشق کی
داغ گیسو ہیں حلقے دام ماہی گیر کے
گیسوئے ناسخ کی طرف سے اس پری کو فدا
کیا کریں تحریر ہم مشتاق ہیں تقریر کے

سفاکہ نے جو یہ اشعار سنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس میں سر ٹکرا رہی ہیں نام رستم زبان پر ہے بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ عشق سر پر چڑھا ہے دیکھ میں عشق تیرا اتارے دیتی ہوں میرا تو ہاتھ جنگ میں کاٹا عوض میں ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جدا کرونگی ملکہ نے نگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اتارا باہر لیکر آئی قفس کو زمین پر رکھدیا خنجر کمر سے کھینچنے لگی ملکہ ہما سے اور تاج نشین سے لئے اپنے کو

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤں جمال جہان آرا کو دیکھوں — نظم

تا بود دور زمان آباد باشد دار عشق
محکم از سیل سکندر کرد حق دیوار عشق
صورت مطلوب از خود مینماید چار سو
صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق
پیش جانان گر کند از دادن جان ہم دریغ
از زبان وقتیکہ عاشق میکند اقرار عشق
واقف حق گشت از فیض حقیقت مستفیض
محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق
ورد شد در دل اگر شوق حبیب
گر رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق
ہر کسے کو دل بجام محبت خم کشد
سر نہادہ ہر کسی پہ شمشیر ہو سر دار عشق
میکند سر رشتۂ الفت ز ہر رشتہ جدا
ہر کہ بر گردن بہ بندد ہمچو زنار عشق

ملکہ دعا یہی مانگ رہی تھی یہی سنتا تھا کہ تیمور نے کمر سے نکالا کنجی قفس کی کھولی ارادہ یہی تھا کہ ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھا دیں اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے آواز دی کہ اے ملکہ عالم مبارک ہو کہ تیمور نے دبا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہے تیمور نے آپکے آداب و تسلیمات عرض کیا ہے مراد آپکی یہ ہو کہ آپ نے جو تیغ ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا یہانتک کہ ہاتھ کٹوایا یہیں لیکر ملکہ ہم جاتے ہیں اور نام نشان کو بھی آپکے عاشق و معشوق ایک ہی مقام پر قتل ہوں وہاں تیاری میدان قتل کی ہوگئی ہے فقط آپکے چلنے کی دیر ہے حقیقت میں تیمور نے بڑا اہتمام کیا چلے تا اراستہ تیغ سے طلسم کشا کی پھر نگاہ چھینی زرہ ہفت جوشن کسی حکمت سے اتروالی آخرکار گرفتار کر لیا تھا کہ اس نے یہ سنتے ہی کہا کہ اے تیمور نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہے مجھکو حکم ہوا کہ جاکر ملکہ سے ادا کر لا کہ آپکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہیں آج کل کوہ عجائب پر اس روز سیاہ رہتا ہے تیمور کے پاس فرمان بھی پہنچا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ پکڑ اسکا پکڑ لو تیمور نے آج بڑی جرأت کا کام کیا اس طرح سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین آفرین کرتے تھے میرا ایک کا قول تھا کہ آج تیمور نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

ایسا سحر ہوتا سفاک نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر میرا دل تجھکو دیکھ کر دھڑکتا ہے عیاروں کی ایسی باتیں کرتا ہے میں کتاب دیکھ لوں تو تیرے ساتھ چلوں یہ کہکے کتاب کو کھولا سماک ہان ہان کرتا ہے کہ ملکہ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے جی چاہے چلیے نہ جی چاہتا ہو نہ جائیے سفاک نے کتاب کو کھولا سماک دم بخود رہ گیا سفاک نے کتاب کو دیکھ کر آواز دی کہ او ناعیار کہاں جاتا ہے سماک نے پلٹ کر جواب دیا کہ میں جا کر اطلاع کرتا ہوں کہ ملکہ نہیں آتی ہیں قریب سپاس قدم کے سماک آ گیا تھا کہ سفاک نے داہنا ہاتھ یا خداوند ہفت پیکر کہکر زمین پر مارا سماک الٹ کر آ گرا سفاک نے اشارہ کیا کہ سماک کے چہرے کا رنگ بہ وحشت اڑ گیا سماک نے اپنے کو دیکھا کہ میں بصورت اصلی ہو گیا سفاک نے سحر شش کیا کہ سماک دوڑا ہوا قریب سفاک کے آیا سفاک نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سماک کو مارا سماک کا عارضہ بیدار ہو گیا سماک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر تجھکو خنجر سے مار ڈالا تو اپنا نام سماک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاک نے قفس اتار ڈالا طلسم چاہتے اور رنگ نشین کو قفس سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد سرکٹ کہاں ہو جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہوں دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوئے سامنے سفاک کے آ کھڑے ہوئے کہا کہ ای ملکہ سفاک کیا حکم ہوتا ہے سفاک نے کہا کہ دونوں کے سر کاٹ لے سماک بیدار ہو کے تھی نے پکار کر پروردگار سے رجوع کی کہ اے معبود حقیقی وای رب حقیقی اس آفت آسمانی سے بچا لے

نظم

رنگ لو کر دی شعلہ اندر چمن گلزار را
سبزہ را خنجر کردی تیز نوک خار را
ساختی ہمچو پار آلفتہ نرگس بیمار را
نالہ دلسوز را کردی زبان منقار را

جلوہ دادی در گلستان عالم گل ترساختی
زاغ در باغ بلبل نالان ساختی

انقلاب دور دوران است در صبح و شام
ہیچکس را نیست در فرمان تو جائے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام
آب را آتش نمودی قائم است این نظام

بیکسی را آتش [illegible] ساختی

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر درون ہر برون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون

صانع عالم توئی از خالق چون و چگون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

دہ چہ نوشی نسخہ رقم در حمد یزدان کردہ
پیشکش پیش جناب اہل عرفان کردہ

تحفہ مرقوم بہر حضرت نوابان کردہ
در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ

منکشف ہشدنی بعلم این سالک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

ملکہ کی یہی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں عالم بیقراری کا ہے دل لرزتا ہے قالب تہی کرکے رہا ہوا ہے مگر یہیں کہتی ہو کہ اے پروردگار اور رنگ قدرتیں ہیں [illegible] سے کیا سامان دکھایا افسوس ہم سے دم جمال جہان آرا سے طلسم کشا دیکھا یقین ہو کہ طلسم کشا کبھی ہمارا حال بد تر ہاتھوں کی ہوا ہے کا خیر خواہ یوں قتل ہو گئی لاکھ دیکھے کیا سامان دکھائے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں یہی فرمانی ہیں کہ اے مالک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے جیسے کہ تا کیش نہیں ہم سہتی سفاک چاہتی ہو کہ جلادوں کو حکم دوں دونوں جلاد ہاتھ اٹھا دیں کہ سر دونوں کے اڑا دیں کہ زمین شق ہوئی مہلال سر کشی ہاتھ میں لیے ہوا کا نپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ او ملعون خبردار جلادوں کو حکم دینا نکلتے ہی مہلال نے ہاتھ جھٹکا کہ دونوں جلادوں کے سر اڑ گئے جلادوں کا سر گرنا تھا کہ مہلال سر کش نے سفاک پر گولا مارا سفاک نے ہاتھ بڑھا کے برق پکڑ لی وہ گولا الٹا پلٹا دو چار سو آسمان پر چلے کہ زمین سے شعلہ برآمد ہوئے اور تصویر دل کش گہرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاک پر دوار کیا [illegible] بچا ہی دو شعر سے دونوں کے تصویر چلے دونوں نے لپٹ کر سوچا کہ سفاک آگ ہی ہو گئی گھبرا کر زمین جاتا تصویر دلکش سے جو ہاتھ بڑھا کے برق پکڑی سر سفاک کا دمکی ہوا نہیں زخمی ہو گیا سفاک نے جھولی میں ہاتھ ڈالا کہ دستہ نکالے [illegible] ہاتھ کا روکا دونوں مہلال نے [illegible]

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کارد اس سرا مزا دی نے نکالی ہے یہ کارد جس کے سینے پر پڑیگی توڑ کر پشت کو پار کر دیگا پتلی تو ٹھہر سکنے والی نہیں ہے بس یہ کہکر ایک پتلی چرمی جھولی سے نکالی سامنے کر دی کارد ہاتھ سے سفاک کے نکل چکی تھی سینے پر اس پتلی کے پڑی مہلال نے ہاتھ سے اس پتلی کو چھوڑ دیا پتلی کو توڑ کر کارد پار کر گئی پتلی تڑپ کر گر گئی پکارتی تھی کہ او سفاک کیوں تیری قضا دامنگیر ہوئی میں کنیز سامری کہلاتی ہوں دیکھ عجائب و غرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہوں یہ کہکر وہ پتلی اپنے مقام سے [illegible] پتلی مہلال کے سامنے آئی آواز دی کہ او مہلال کیا حکم ہوتا ہے مہلال نے ہاتھ کاٹ کر خون اپنا پتلی پر چھڑکا خون جو پتلی پر پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی مہلال نے کچھ پڑھ کر دم کیا وہ کچھ لپک کر طرف سفاک کے چلی سفاک ہر چند چاہتی ہے کہ روک لوں کہ وہ پہنچتی ہے [illegible] واسطے جھولی سے نکالا ہوا سحر سامری پڑھ کر پتلی پر پھینکا مگر پتلی پر جوں جوں سحر ہوتا ہے اور زیادہ جوش اس کا بڑھتا جاتا ہے تڑپ کر سفاک پر جا پڑی کھینچ مارا سفاک نے [illegible] آگے کیا کھینچ پتلی کا سر سحر سے پڑا سینے کو تھام لیا کہ پتلی دور گری ہوئی پیچھے سے شیطان کھینچتا سفاک نے پکار کر آواز دی کہ او مہلال سرکش ہر چند کہ تو بے سود خداوند ہفت پیکر کی خدمت میں [illegible] ملکہ سلطنت سحر کا نہ آیا دیکھ پتلی کو میں نے گرفتار کیا مہلال نے پھر دیا ہاتھ کاٹ کر خون [illegible] ایک کھٹکا آواز دی کہ او کنیز سامری اپنے کو سحر سے چھڑا پتلی نے کچھ پڑھ کر اپنے کو چھڑا لیا کچھ الگ کیا سفاک پر حملہ کیا ہر چند کہ سفاک نے [illegible] تو کر پتلی جھولی [illegible] سفاک بھاگی پتلی پیچھے دوڑی [illegible] سحر سے پھینکا کہ اگر کوئی پتلیاں فولادی پتلی کے روکنے کو آئی پتلی نے ان پتلیوں کو بھی مار [illegible] زمین پر گرنے سے پتلی پیچھے سفاک کے دوڑی سفاک بھاگی چلی ہوئی گئی ہوئے ہاتھ کا خون جھڑکتی ہر جو قطرہ پتلی پر پڑا چنگاری آگ کی بن گیا پتلی اس چنگاری کو منہ میں رکھ لیتی ہے کہتی ہے کہ او ملعون اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگی میں اب تجھ کو زندہ نہ چھوڑوں گی [illegible] تھا [illegible] سفاک کا [illegible] آئی ہوں [illegible] دیکھ [illegible]

تڑپ رہے ہیں اور جو تیر اسمیں دردگار ہوا ہے اسے سفاک کو یاد آگیا اور پکار کر آواز دی کہ اے فولاد مرد اور فولاد اس چیلی کو آگے روک یہ پیلا پھینکا نہیں چھوٹی صورت سے ایک پتلا فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز سامری کہاں جاتی ہے آگے نہ بڑھنا یہ کہکر سامنے آیا نیچہ مارا چیلی نے سر آگے کر دیا سر پر نیچہ پڑا سر اٹھا خون کا نکلا وہ خون پتلے پر گرا پتلا شل ہو گیا ہوا فلک چلانے لگا چیلی نے جھوم کر آواز دی کہ او سفاک دیکھا تو نے جو تیرا مددگار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا یہ کہکے قریب پہونچی سفاک نے چاہا کہ اپنے کو بھاگ کر بچاؤں لیکن اس چیلی نے اسطرح گھیرا کہ سفاک کسی طرف بھاگ نہ سکی چیلی نے جھپٹ کر اس طرح نیچہ مارا کہ سفاک کو ہوش نہیں پڑا نیچہ سر پر لگا نیچہ لگتے ہی پڑا سفاک کے دو ٹکڑے ہو گئے مرنے سے سفاک کے بڑی آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ چلی تیرگی ہوئی پتھر برسے ایک شور و غل ہوا آواز آئی کہ ہائے مارا نام اس سفاک مر دار تھا تو صلال فوراً لپٹا چیلی کو اٹھا کے گلے سے لگا لیا کہا کہ اے کنیز سامری کیا کس لطافت سے سفاک کو مار کر کھپا گئے ناز دیا چیلی خوش ہو کر کہا کہ اے افسر بلند کیا یہی تو ہفت پیکر ہفت پیکر کے چلو گے اور ساتھ طلسم کشا کے ہو گے اور طلسم کشا کے پاس روح ہو گی اس روز میری چستی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو دیوانہ کرتی ہوں مجھے سامری و جمشید نے بنایا ہے کہ تمہاری خدمت میں حاضر رہتی ہوں جس وقت جو کام اوسے کروں جو حکم دو بجا لاؤں صلال سرکش نے چیلی کو جھولی میں ڈال لیا پلٹ کے آگے ملک کو قریب سے دیکھا ایک بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا کا بھی معلوم ہے صلال نے کہا کہ یہ خبر میں نے پائی ہے کہ شہزور نے رستم کو گھیرا ہے کہ جب سے دو ملکہ واسطے بھیجی کہ دختر تیمور ہے یعنی ملکہ نفتور بارہ ہزار جادوگر نیون سے جدا یہ طلسم کشا پہونچی وہ شریک جنگ ہے اب ہم لوگ چلتے ہیں فوراً صلال سرکش نے تخت سحر تیار کیا صلال وہ ہمارے اور ملک نشیں و ملکہ تقدیر و بلاکش و سحاب پر بیٹھ تخت پر صلال سرکش کے سوار ہوئے صلال تخت اڑاتا ہوا چلا یہاں تیمور کی ملکہ بلا سے چار چشم ڈیہہ والا جادوگر وہاں سے آیا ہے اسنے آکر آواز دی کہ اسے کمک

طلسم کشا کو بار تو تیمور نے پکار کے آواز دی کہ ای بلور فغفور کو گرفتار کر لو اس گیسو بریدہ نے
ایسے وقت پر طلسم کشا کی شرکت کی ورنہ ابتک میں نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا عجب ہے
اس قدر میں سمجھا میری مدد کو آئی ہو اس نے آتے ہی جب سحر کرنا شروع کیے چالیس ہزار
فوج کو اس نے قتل کیا اب بھی جھک جھک کر لڑ رہی ہو یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے
چلا سامنے آ کے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حسن ظاہری پر مائل ہوئی باپ کی تباہی
کا کچھ خیال نہ کیا کہ دی رہ فغفور نے ایک گلہ بلور کو مارا بلور نے گرز کا کاٹ کی سحر فغفور نے
کیے بلور دفع کرتا رہا آخر میں بلور نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ
اب اس لائق ہوئی کہ مجھ پر سحر کرتی ہو زمین پھٹ گئی فغفور چیخ کر زمین پر گری ہاتھ اور
ایڑیاں رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہے آنکھوں میں حسرت آلود کھلی ہوئی تھی طلسم کشا
سے جو نگاہ ملتی اشاروں میں کہہ رہی ہے کہ ای شہریار کونین اب رخصت ہوتی ہوں تم نے
بلور چہار چشم کے ہاتھ شکار کہ میں زمین پر گری اٹھ نہیں سکتی کیونکہ تشریف لا سکے
طلسم کشا چاہتے ہیں کہ دوڑتا ہوا بڑھ کر پاس فغفور کے پہنچوں فغفور کو اٹھا لوں
لیکن اہل فوج بلور کے مارے ہوئے گھٹے ہیں جہاں ایک کو قتل کیا وہیں دو
آ کے کھڑے ہو گئے طلسم کشا کو قدم نہیں بڑھانے دیتے چاہتے ہیں کہ طلسم کشا کو
گھیر کر پکڑ لیں مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت و حشم ہزاروں لڑ رہے ہیں
جو قریب آیا اس کو ہاتھ تلوار کا مارا دیا تیغ برق غضب جوہر دکھاتی ہے زیر دستہ رستم کا شیشہ خالی
نہیں جاتا جب چمکا تیس چالیس کا ہیٹا ہو سر کچھل جاتے ہیں آخر گھیر لیے ہیں بلور
قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوئے کھڑا چاہتا ہے کہ سر کاٹ لوں فغفور نے اس وقت
جو نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ ای پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے
بچا لے دلسوزی ہو کہ صحبت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہے کہ ہاتھ اٹھا دے تو سنا
کہ آواز آئی کہ او ملعون خود دار کیا دیکھتا ہی نہیں کرتا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم میں
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا ہم ہلال سحر کش ایک طرف سے بلور پر دوڑا کہ ہم ملکہ کے پاس سے
اور نگاہ گیسو شہزادی ایک طرف سے آواز آئی کہ ہم فلان ... و گلکش نے قتل کر دیا

جو لال سرکش کا گولا بیچ میں آکر پھٹا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور ایک ہوا اشتیاق میں پہنچ رہا ملکہ بہار سے اور رنگ نشین کے جوڑے پر تاثیر کی کہ پھول برسنے لگے ملکہ بہار نے مقصور کو اشارہ کیا کہ دو قہر کرو کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونوں نے مل کر جو قہر کیا پھول برسنے لگے بلور کے چہار جانب پھولوں کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سونگھے آنکھوں میں صبح روشن رنگ روشن نظر آیا ہوش و حواس جاتے رہے بیقرار ہو کر پکار اٹھا۔ نظم

ہو کچھ درد و غم تشنہ لبیا پر دل میں نہیں
آتش افروزی کی او گردوں ہوا و لیکن نہیں
چشم و ابرو گوش و بینی میں نہ غنچہ سا دہن
میں بیان کرتا رہوں گا حسن کا اوصاف جمال
کیوں نہ چمکیں وادی الفت میں ہم سر تار تار
مارتا ہو چشمک کر دیتا ہے کام اسکا تمام
حجاب آتی ہے مجنوں لیلی ناقہ نشین
موج سے دست و گریبان ہے دریا بلور رقص
بعد مردن لاش ہم کوچے میں گرتا جائے گی
اسکے گردن میں پہن کر سبک گلے میرے ملا
شکوہ کیجیے مسافت اتنا سا کاسہ کیا طرح
ساربان ملتا نہیں ہے کون مجنوں کو بتا
شکر اللہ جذب الفت لے گیا آنکھ شتر
کسکے آگے تھا تھا لغمہ میرا الی کرون

منتشر میرے تن اس جسم مشکل میں نہیں
کچھ سوا اسکے خاکساری آب و رنگ گل میں نہیں
سطوتا تیری شباہت ماہ کامل میں نہیں
جیسے لگا تھا عمر دیاں تیغ و قاتل میں نہیں
میل اور سنگ نشان کا نام منزل میں نہیں
ہمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں
دیکھئے اب بھی بھرے پردہ آج محمل میں نہیں
اگر ہے مقصود تو دامان ساحل میں نہیں
آسمان اتنی زمین کیا کوسے قاتل میں نہیں
سورہ اخلاص قاتل کی حمائل میں نہیں
تا بلب ہر راہ سے تو کہیں منزل میں نہیں
لیلی گونگی ہو گئی یا کوئی محمل میں نہیں
وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل میں نہیں
ایک بلبل ہو شوا سے اعتدال دل میں نہیں

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر دہکا وہ جلال زمین پر اتر آئے ملکہ بہار نے بڑھ کر فغفور کو اٹھایا فغفور نے کشتی جوہر سے صبح ہو کر ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینہ پسینہ ملکہ بہار سے اور رنگ نشین نے ہاتھ پیچ جو بلور تصویر سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا اسمیں سے فغفور کو ملتی پلایا فغفور چالاک ہوشیار ہوا کہا کہ ای ملکہ عالم آپ نے

عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا ہما نے اورنگ نشین سے کہا
کہ دیکھو اس بیچارا کا کیا حال ہے دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہے اسی میں اسکو حکم دیتی ہوں
غرضکہ بلور گریبان پھاڑتے ہوئے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار کر آواز
دی کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار
کرو میرا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے تصویر
نے سر اٹھا کے کہا کہ اے بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش میں آؤ ملکہ ہما نے حکم دیا ہے
کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ میں ابھی سر لاتا ہوں دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہوں کیا
مجال کہ وہ مجھ سے سرکشی کرے یقین ہے کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا لاکر سامنے ملکہ کے
پیش کش کروں میرے دل کو آرام نہیں سوائے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام
نہیں آخر کہاں جائیگا شرمندہ ہوکر زور سے [illegible] کہا جائیگا اگر سرکشی کریگا بہت پچھتائیگا یہ
کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکۂ عالم کا حکم ہے کہ سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر
قلم کروں تیمور نے جو بلور کو اس حال میں دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے افسران فوج
اپنے افسر کو روکو یہ اپنے ہوش میں نہیں ہے مجھ سے زبان لڑاتا ہے دیکھو کس آزادی سے آتا ہے
افسران فوج بڑھکر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہے
کہ یارو مجھکو نہ روکو معشوق کا حکم بجالاؤں لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہے اسکو
صحرائے زور آوران کہتے ہیں ستم شہ زور گرگدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے
بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت میں حاضر رہتے ہیں جب اسکو ہرکاروں نے خبر
دی کہ اے ستم شہ زور گرگدن سوار صحرائے حسرت انگیز میں طلسم کشا آیا ہے تیمور اور
بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہے کہ ساحروں کو قتل کر رہا ہے کسی کے
روکے نہیں رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل
کریگا اسکو طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنکر ستم شہ زور نے حکم دیا کہ گرگدن ہمارا
تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگا کے گرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر چلا
ایک ایک زمین قوی تن و قوی من ہر ایک کو یہ خیال ہے کہ میں جاکر طلسم کشا سے لڑو

کہ شہ زور کہ سب کا اُستاد ہی جھومتا ہوا کرگدن پہ سوار ساتھ والون سے کہتا ہوا آتا ہی کہ جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھکر لاؤن اپنا زور دکھاؤن پسران حمزہ کو اپنے زور کا بڑا دعویٰ ہی یہ شخص جو لڑ رہا ہی یہ سرخیلِ ملک فرنگستان مشہور ہی بڑے بڑے کار نمایان کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوئے کوئی اس سے مقابلہ مین سربر نہین ہوا لیکن کوئی پہلوان صاحب شوکت ولیاقت نہین پہونچا ورنہ ریتی نکال دیتا اسطرح رستم نہ مشہور ہوتے ہین جاکے آج سمجھا دونگا یہ کہکے بکبر و نخوت کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار پہلوان پشت پر نیزہ ہلاتا ہوا چلا غرور مین تیور پر بل پڑے ہوئے یہان اب وہ وقت ہی کہ تیمور بڑے زور و شور سے مصروف جنگ ہی لیکن نہایت تنگ ہی کہ رستم پہ کچھ تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین نعرہ و ہلال المقصود پہ ایک جھپک کر سحر کر رہے ہین بڑے بڑے ساحرون کو مار گئی کیا بھائی تیمور کے مارے گئے افراد فوج کو جن جن کے رستم قتل کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی اور آواز آئی کہ باش اے فرزند صاحبقران تمہاری ریتی کا مین بہت مشتاق ہون ساکنان طلسم ہفت پیکر مین سے ہون شہ زور نام آور میرا نام ہے یہ چھبیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہین ہر ایک کے سو سو پچاس پچاس شاگرد تھے اسکے اکھاڑون پر پہونچا اور ان سب کو کشتی زیر کرکے اپنا شاگرد کیا آج تُنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا مین آکے تلوار برسائی یہ ساحر ہین جنگ شمشیر زنی سے نہین ماہر ہین اے تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ مین ابھی زیر کرکے تمہارے ساتھ کیے دیتا ہون قدرت سے عرض کرنا کہ آپکا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اُسنے رستم کو زیر کرکے بھیجا ہی آواز شہ زور کی سنکر رستم تلوار پٹکے کھڑے ہوئے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر الگ صف باندھکر کھڑا ہوا شہ زور نے کرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھا کر کھڑا ہوکر سینہ پھلا لے لنگا پکارکے آواز دی کہ اے رستم زبان دراز فرزند صاحبقران اب میرے مقابلے مین آئیے تیغ ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھین رستم نے مرکب جھکا باگ پھیر کر سامنے شہ زور کے آئے لنگا ورزش ہوئے پانچ قدم کرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا تین قدم مرکب رستم کا پیچھا ہوا شہ زور بہت جھلایا کہا اے رستم اس لنگا ور پہ ناز نہ کرنا

کر گیلان پیچھے ہٹتا میں قدم بڑھائے کھڑا ہوں رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ اے پہلوان تیرا
تکاو اسکا خیال ہو تجھکو تو خیال بھی نہیں اب نیزہ اٹھائیے وار کیجیے بہت غرور زیبندہ
نہیں غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہے الشان ضعیفۃ البنیان کس بھروسے پر
گھمنڈ کرے ایک قطرۂ منی سے خلقت انسان ظاہر ہے بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا
شہزور نے کہا کہ اے رستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی واقف ہیں بڑے بڑے
لاکھوں پیدا ہوئے لیکن کسی کی رگ پر سر طلسم ہفت پیکر کی بڑے بڑے پہلوان آئے
اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ سمجھنا کہ میں فنون سپہ گری میں کم ہوں تم حملہ کرو پہلے سے
میں حربہ نہ کرونگا کہ تمہارا حوصلہ باقی رہے رستم نے کہا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں
اگر تمھارے واسطے ہمکو پروردگار نے پیدا کیا ہوگا تو ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شہزور نے جھنجھلا
خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا اور مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر عالمشاہ کو اٹھالونگا
عالمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی اسکا لشکر
دلشکستہ و رنگ اڑا ہوا پشت رستم پر جلال سرکش و ملکہ نفیس و تصویر دلکش دیکھتا
اور رنگ لشکریوں و ساحروں کا نیلگون تماشا دیکھنے آئے حرب و پیکار دیکھتے ہیں جنگ
رستم و شہزور دیکھ رہے ہیں کہ دونوں جوانوں میں نیزہ چل رہا ہے پھر پھر کا ل نیزہ چلا
تین سو ساٹھ طعنوں میں رد و بدل ہوئے اسپ آپس میں جھپٹ پڑے اور کھاتے ہیں ہوتے ہیں رستم
نے حربہ چلا کر آواز دی کہ اے شہزور ہوشیار رہ ہوشیار تمہاری شکست ہوگی یہ
ہمارا حربہ دیکھ لا کہ یہ دیکھو نیزہ نکال جا پڑا ہے یہ کہہ کے نیزہ شہزور کا اٹھا اور
گھوڑا کے پھیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہزور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا
اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونوں لشکروں میں غل ہوا شہزور نے جھٹ سے ہاتھ قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا شمشیر لنگر دار جوہر دار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جیسے تلوار سپر پر پہونچی رستم نے سپر کو گردش دی ہاتھ بڑھا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
شہزور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونوں جوان لپٹ گئے قریب تھا کہ ایک سے

کو رستم شہ زور بہت متفکر ہوا ہنسا کہا کہ اے رستم تلوار کی لڑائی میں تم غالب آئے
مگر اب زور میں میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے مجھ کو شہ زور لقب دیا سر عہد طلسم
ہفت پیکر میں کوئی زور میں برابر نہیں ایسا کہہ کر نکالے گئے تلوار کہیں قبضے سے سپر دونوں
کے تکلتی ہیں پھینکے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤں پیچ ہونے لگے دستیاں
ساتھ دیکھی کے [illegible] جہاں رستم پکڑ لاتے ہیں شہ زور تڑپ کے نکل جاتا ہے
اور جہاں شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے اس قدر جلد نکلتے ہیں کہ کھٹکا نہیں
آشنا نہیں ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہے چاہتا ہے پکڑ کے زمین پر لاؤں اور چت کر دوں
مگر رستم پر پنجہ نہیں قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہے اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہے جی میں
کہتا ہے کہ فرزند محمود بلا ہے روزگار ہے کسی فن میں کمی نہیں کرتا رستم بڑے زور و شور
سے لڑ رہے ہیں سارا دن اسی جنگ میں تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب پنہاں بارو
زرد لرزاں و ترساں طرف قلعہ مغرب کے گیا شہ زور نے رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ اے
رستم شاباش ہے خوب تجھے لڑتے اس دور میں کسی مقام پر کوئی نہیں کہ خدا نے ہفت پیکر
کے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہے کل پھر تمہارے
اپنے مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ اے شہ زور جو آپ کہتے ہو نہیں کہ جنگ سے بدون
زیر و زبر کیے نہیں پلٹنے کو [illegible] اٹھا لیا شہ زور نے کہا کہ میں بھی
بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہیں چاہتا لیکن آج معاف فرمائیے کل سویرے ہی آکر
آپ سے مقابل ہوگا [illegible] کوچ کر دوں گا رات کو ہم اور آپ لڑیں گے تو کون
دیکھے گا جیسی ہزار میدان [illegible] واسطے کہتے ہیں تو رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہ
کو رات کا دن کر دیا [illegible] شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ارے یارو روشنی
کرو لڑائی اگر ہوگی [illegible] فولادی مشعلیں لے کر [illegible]
ایک طرف سے [illegible] اور [illegible] نے [illegible] کیا کہ سونے کی تیلیاں [illegible]
موجود ہوئیں اور جنگل [illegible] کیا [illegible]
شہ زور نے [illegible] شاخ [illegible] کے تمام [illegible]

جھالا معلوم ہوتے تھے پتے مثل برق کے چمک رہے ہیں شاخوں میں فتیلے بندھے از تیغ تا سر نخل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ اے شہ زور اب وقت جنگ ہے اب کیا درنگ ہے شہ زور بھی بمجبوری آمادہ جنگ ہوا اور دل میں کہتا ہے کہ بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہے دیکھوں اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہگری میں طاق شہرۂ آفاق کسی مقام پر کمی نہیں کرتا کل فنون میں بے مثل و بے نظیر ہے حسن میں ماہ منیر ہے اگر قدرت مدد کرے تو البتہ غالب آؤں آخر کار شب کو مصروف کارزار ہوا ایک طور پر کشتی ہونے لگی چار پہر رات ایک طور پر کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے ہیں دو دو گھڑی رگڑتے ہیں بمشکل شہ زور نکلتا ہے پہروں لپٹا ہے چہرے کی یہ کیفیت تھی کہ ناخنوں سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور ہو ناچار لڑ رہا ہے دو پہر ڈھلے ڈھلتے رستم شہ زور کو ریل کے دوڑے چند قدم ریل کر لائے وہاں یہ لا سکے کہ مارا دونوں گھٹنے شہ زور کے آفتاب زمین ہو گئے تھا کہ تڑپ کر لنگر قائم کروں کہ رستم نے دونوں ہاتھ بستہ کیے کمر میں ہاتھ ڈال کے نعرۂ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اکھڑا پہلے دور پھرایا ہوا پر اڑا تو دوسر زور میں تاب پائے پیدا ہیں زور زمین سے ملتے گیا پہلوانوں نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو اٹھا لیا لپکا کہ گرد دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو تیغ دے کے زمین پر مارا سماک نے دوڑ کر ضراب ماری بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا کہ لے بھاگوں لیکن ملازمان شہ زور نے آ کے گھیر لیا سماک کو یقین ہوا کہ اب میں قتل ہو جاؤں گا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا پہلوان چاہتے ہیں کہ رستم سے لپٹ جائیں لیکن قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ آ کے دو ٹکڑے ہو گئے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے لاشے پڑے ہیں تلوار چل رہی ہے آخر جلال سرکش کو لے کے چلا پڑا جھپٹ کر کمر لیا لگی جوانوں کے سر میں دکھ رہا ہے اور رنگ لشکر میں ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی ساحرین ایک طرف سے ملکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے زمین کانپ گئی آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ اے رستم الامان رستم نے قریب پہنچ کر شہ زور سے کہا کہ کیوں اے پہلوان دوران واکر گشتاسپ جہان اگر کچھ اور زمین اب اور حوصلہ باقی ہو وہ کر

نکال لو میں پھر تسمے برائے زور آزمائی موجود ہوں خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انہیں سے
جو ہوس ہو میں پھر موجود ہوں شہ زور نے کہا کہ اے شہریار میں خوب امتحان کر چکا سب
فنون میں آپ سے کم ہوں آپکی اطاعت کرتا ہوں چاہتا ہوں کہ مثل غلامان حلقہ بگوش
حاضر خدمت رہوں رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ یارو
جرار تلوار نیام میں کرلو میں نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے
لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوئے پیادہ ہزار نے بدل و جان اطاعت
کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور و شور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے
اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور و رستم کو گرفتار کرلو فوج والے تیغ و تبر لیکر
جا پڑے جلال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا تھا کہ بھاگ کر نکل جاؤں رستم
لڑتے ہوئے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او دیکھا میں تیرے سحر کا مشتاق ہوں
تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر پر تلوار کو روکا اچھل کے
سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت کوہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے
الٹا ہاتھ تیغ ہفت جوہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوئے تیمور کے مرتے ہی آندھی سیاہ
چلی تیر برسنے لگے تھوڑی ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام میں تیمور جادو بود رستم نے
فوج کو ساتھ لیا بارگاہ آراستہ ہوئی جلال سرکش و تصویر دلکش و ہما سے اورنگ شہر
وسکا میں عمرو بارگاہ میں آکر داخل ہوئے شہ زور بعہدہ رفاقت ساتھ ہو مقام صدر
پر رستم آکے بیٹھے فرمایا کہ کیوں اے ہما سے اورنگ نشین اب کیا خبر ہے سب تمہارے
ماں باپ کو بھی جنگ یقین ہے کہ سامان لشکر کشی کرینگے یا ہم خود قاصد کردے نشان پیرجا لیکن
ہما نے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہاں آپ کا لشکر کبھی ہوش میں آگیا ہوگا کہ یہ خبر ان کو بھی
اسکو معلوم ہوئی ہوگی دیکھیے وہ کیا کرے جلال نے کہا کہ غلام اٹھاکر بارگاہ کا لشکر
بڑھتا ہو آپ وقت پر آئیےگا شب بھر یہی صلاحیں رہیں بوقت سحر جلال سرکش اٹھاکر
بارگاہ کا ایک طرف چہرا سے گرد اب نشان سے چلا ایک ٹکڑا سے عرش کہ رستم کی طرف
کیا عقب میں جلال کے رستم چلے ہمراہ میں عمرو ساتھ ہو کر مالک کسمتال گرد اچھا دو

و مواج سمندر نشین کا لکھتا ہوں کہ مواج سمندر نشین قلعہ گرداب نشان میں بیٹھا ہی زوجہ سے کہہ رہا ہی کہ صاحب میں سنکتا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل میں طلسم کشا ہی ہر چند کہ میں نے ایسے صحرا سے ہولناک میں پھنسایا ہی کہ جہان سے نکلنا دشوار ہی لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہی غیب سے اسکی مدد پہنچیگی ہر مقام پر اسکے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں رہائی کی صورت نکل آتی ہی یہ مقام پر اہل طلسم طلسم کشا کے ساتھ ہیں دیکھیں لیکن یہ طلسم کشا سچا اسی سے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ بہار سے اور تنگ نشین رہائی پائے اگر مہلال سر کش رہا ہوتا تو دم بھر میں رستم کو پکڑ لیگا زوجہ جواب دیتی ہی کہ صاحب قدرت سے اوپر کو فرمان لکھتے ہیں کہ شہنشاہ بہت سے طلسم کشا کو گرفتار کرو تم ایسی باتیں کہتے ہو جس سے کہ ساحروں کا حوصلہ شکست ہو کہ بہت مضبوط باندھو آ نزدہ جو شعلہ رخسار و نار یہ ذکر تھا کہ جنید طائران زرد آسمان سے آئے اور غلطان مار کر انسان بنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دینے لگے پھر اسکے عرض کی کہ اے مواج سمندر نشین رستم نے صحرائے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ والے بھی رہا ہوئے اب مہلال سر کش اتالیق بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آپ کے قلعے پر آتا ہے یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا تک شقار آتش برز منگیشر ملکہ بہار کا جو پلٹ کے آیا نہایت بیقرار ہو رفیقوں سے کہتا ہی کہ یارو کیا کہوں میں چاہتا ہوں دل کو پھیروں دل نہیں مانتا

اب تو یہ کیفیت ہی نظم

تحمل مجکو یاد آتا ہی اُس گل کی سواری کا
چمن میں آج چلنا دیکھ کر باد بہاری کا

ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہوں میں بوسے
ہوا ہی عشق میں یہ حال میری خاکساری کا

تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جاتا
لکھا ہی میں نے کچھ حال دل کی بیقراری کا

ارادہ ہی فلک سے کچھ ہر دم ماہ کے ساتھ
نہایت پیچ پر ہی شوق انکی یاد خواری کا

جہان میں ہی ترا حسن خدا داد ای صنم ایسا
کہ پریاں فخر کرتی ہیں تری خدمتگاری کا

حسینان جہان کے غول بیٹھے تیرا گھیر
ملا احسان تجھ پر ہوا ابر بہاری کا

تری شمشیر نگہ کے وار کی کیا قدر جوش کو
مرے دل سے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سودا [illegible] سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں [illegible] پیغام [illegible]
کر یگا منقار کہتا ہے کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملکہ ہوا سے اور ملکہ [illegible] کو اپنے [illegible]
دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ فکر تھا کہ ہوا سے دو شخص [illegible] آئے [illegible]
[illegible] کی کہ مہلال [illegible] اتارا [illegible]
ہوا سے اور ملکہ [illegible] کے آنے [illegible]
ہوا یا لشکر تیار ہو مہلال کو قتل کرونگا ہوا سے اور ملکہ [illegible]
کا لشکر لیکر چلا یہاں مہلال ایک مقام پر آ کے اترا تو کہ [illegible] آدمی [illegible]
ساتھ ہزار ساحر [illegible] سے آکر پہنچا مہلال سمجھا کہ [illegible]
مقرر پہنچے کہ خبر ہو تو منقار [illegible]
طبل جنگ [illegible] مہلال [illegible] یقین ہوا کہ آج [illegible] طبل جنگ
بجا [illegible] مہلال تو سوچ کر [illegible] منقار [illegible] لشکر [illegible]
چلا آکے لشکر پر مہلال [illegible] ساٹھ ہزار ساحر ساتھ لیکن [illegible]
[illegible] پامال کرتا ہوا قریب خیمہ مہلال پہنچا مہلال کو [illegible] خبر دی کہ منقار
ہوا سے [illegible] آتا ہے مہلال [illegible] نکل کر [illegible] دیکھا کہ آگ [illegible]
[illegible] منقار [illegible] مہلال [illegible]
منقار نے [illegible] ساحر منقار [illegible] الامان الامان کی [illegible]
بلند ہوئے [illegible] مہلال نے [illegible] لشکر منقار میں [illegible]
مہلال [illegible] لشکر [illegible] منقار [illegible]
منقار چاہتا ہے کہ [illegible] مہلال نے [illegible]

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ نکل جاؤن مہلال نے نکلنے دیا گھیرے ہوے جنگ کر رہا ہی یہی قصہ ہی کہ منقار کو مارون جب گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ رستم پیلتن مع ملکہ ہما سے اورنگ نشین کے نمودار ہوے ایک جانب تصویر دلکش اور ایک جانب غضنفر جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے مہلال کو جو لڑتے دیکھا نعرہ کیا۔ نعرہ علمشاہ

علمشاہ رومی شہ پیلزور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
منم صف شکن تیغزن پہلوان
منم فخر عالمین صاحبقران

ملکہ ہما سے اورنگ نشین نے جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں کنیز اسکو سمجھائے دیتی ہی ملکہ ہما سے اورنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکھے ہوے جھولی سے نکالے انپر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوے وہ پھول منقار پر پھینکا اسے منہ پھولون کا پر سینے لگا منقار نے اوٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم میں تابعدار ہوں نہایت مجبور و ناچار ہوں اصل کیفیت کا کیا بیان کرون نظم

نہ کسی میں جو رہی مہر و وفا میرے بعد
سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد
شہرۂ حسن زمانے میں مرے دم سے تھا
پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد
سورۂ حمد پڑھا آ کے مری تربت پر
شرط کی اسنے محبت کی ادا میرے بعد
کف افسوس ملا کرتے ہیں اس ننگ سے وہ
اپنے ہاتھوں میں لگاتے ہیں حنا میرے بعد
ظالم اس درجہ زمانے میں ہوے وہ مشہور
پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد
سختیاں ہجر میں تیرے جو اٹھائیں میں نے
دے سزا اسکی صنم تجکو خدا میرے بعد
دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا
نام میرا نہ کبھی اسنے لیا میرے بعد
ساتھ اغیار کے بیخوف پھرا کرتے تھے
نہ رہی آنکھ کو ذرا شرم و حیا میرے بعد
نہ ملی مجھکو جو معشوق سے اک دن رخصت
کی کسی سے نہ کسی نے بھی وفا میرے بعد
کیسا صابر ہو نہ دنیا میں ملا ظالم کو
ظلم کا نام پھر اسنے نہ لیا میرے بعد
میں وہ بلبل ہوں کہ گل چاک گریبان رہا
خاک اڑاتی پھری گلشن میں صبا میرے بعد
نہ رہا عاشق و معشوق میں الفت کا مزا
اور ہی ہو گئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت

میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد
نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھیں سرخ گریبان پھاڑ کر ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ بہار نے اور رنگ نشین نے کہا کہ ای منقار تیرا مدعا کیا ہی کیا چاہتا ہی منقار نے کہا کہ تمہارے گل رخسار کا عندلیب ہون افسوس ہی کہ وصل سے تمہارے محروم ہون ایسا نہ ہو کہ رنج فراق مین ہلاک ہو جاؤن دل کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی جو میرے حق مین مناسب ہو وہ فرمائیے ای مسیحائے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اٹھائیے ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کسنے تمسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ ہمپر حاکم ہی اُسنے قصد نہ کیا اُسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہوسکے سر مواج کا لاؤ تو ہم دل و جان سے تمسے راضی ہون وہان سے سر لیکے بخیر و خوبی پلٹو پھر نہ کبھی جدا ہونگے بس پھر تمسے مجھے کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون دلچسپ سنکر منقار پھنکارے بھرنے لگا کہتا تھا کہ کیا ساعت سعید ہی بلکہ یہ دن بہتر از عید ہی مین ابھی جاتا ہون جاکر مواج گرداب کا سر لاتا ہون دیکھون تو کون روکتا ہی فوج والے اُسکے بگڑینگے تو مین اُنکو جانتا ہون اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہون مواج کو فوراً شکست دونگا دیکھون تو مجھسے کون مقابلہ کرتا ہی یہ کہکے رفیقون کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دو سو رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کیوان و رسالہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ ای شہریار ہم آپکے ساتھ ہین جو آپپر گذریگی سر سے جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر آپ کا حکم بجالائین گے سر اُس ناہنجار کا لائین گے دو سو افسرون کو ساتھ لیکے تلوار کھینچے ہوئے طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر بندگی کرنے لگے دائرۂ اسلام مین آئے رستم ثانی اسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُترے مگر مواج قلعے مین بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوئے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش ریز مع دو سو سردارون کے قصد قتال کرتا ہوا قلعہ مین گھس آیا ہی حیثیت شاہی کو

قتل کر رہا ہے مجھ سے نہیں بولتا ناگہاں شیخ چہرہ گلنار آپ کا نام سنکے کہ گالیاں دیتا ہے
کہہ رہا ہے کہ مولاج دکرداب کہاں ہیں یہ سنکر مولاج سمندر نشین اپنے مقام سے
نکلے میں آنکھ [illegible] ہوا کہ مقدار کی کیا لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے میں گھس آیا دیکھو جاکے
کیا حال کرتا ہوں کہتا ہوا مولاج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ مقدار [illegible]
قہر کی شمشیر کھینچے ہوئے [illegible] کو قتل کر رہا ہے اور صمصام پکار کر کہہ رہا ہے کہ مولاج کس مقام
پر [illegible] آ قصر میں [illegible] اندر اسکے سر کا [illegible]
میں مولاج نے [illegible] انتقام کہاں [illegible] ہوا تو [illegible] قتل کیے
[illegible] ہو گیا ہے کہ مولاج نے [illegible] پھر [illegible] ہوا
[illegible] مقدار [illegible] ہاتھ [illegible] مولاج سے آ گیا کہا
کہ اے مولاج [illegible] اور نگار نشین طلسم کشا
[illegible] حال کیا کہ میں آج تک [illegible]
[illegible] اور نگار نشین [illegible] طلسم کشا کے سر [illegible] دونوں مولاج نے کہا کہ اے مقدار
[illegible]
[illegible] طلسم کشا کو لاتا ہوں فوراً قتل کرونگا [illegible]
[illegible] گیا [illegible]
[illegible] لشکر طلسم کشا کے [illegible] طلسم کشا میں [illegible] دور سے
بارگاہ [illegible] بارگاہ سے آ کے دیکھا کہ طلسم کشا مقام [illegible]
[illegible] مولاج [illegible] دربار برخاست ہوا اور
طلسم کشا [illegible] آرام [illegible] مولاج [illegible] آیا [illegible]
[illegible] بارگاہ طلسم کشا میں
[illegible] دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما ہے [illegible]
[illegible]
طلسم کشا [illegible] پر ڈالا

وہی نقب مین پھاندا نقب کو طے کرکے باہر نکلا طرف قلعہ گرداب افشان کے چلا سنگ اسپنج
مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ
ایک سنگ سیاہ آقا پر چلا کر ہلاک کیا اک سنگ اٹھا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا دیکھا
کہ نگہبان بیٹھے ہین چھپ کر بارگاہ مین آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا پھر نقب کا دیکھا بدحواس
ہوگیا اور نقب مین کھاندا پڑا نقب کو طے کرکے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور بہ سر طلایہ ہے
سنگ کو دیکھ کر پکارا کہ کون جاتا ہے سنگ نے کہا کہ مین ہون اے شہ زور شیر غضب اپنا
کہ آقا سے نامدار کو کوئی چرا کے لے گیا شہ زور گھبرا گیا کہا اے دوست والا گہر یہ کام مواج
کا ہے بڑا ساحر زبردست ہے وہ ہی آکر آقا کو لے گیا یہ سنکر سنگ نے کہا مین جاتا ہون
اگر کچھ مین پڑا تو عیاری کی وسعت ہم سب صاحبون کو اختیار رہی یہ کہکے سنگ بھاگا تلاش
مین مواج کی چلا مواج بارہ کوس کا میدان طے کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ سے
جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہے
موجین بلند حباب کنارے سے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہین پانی کو
دیکھ کر مواج کو جوش آیا کنارے جھیل کے اتر پانی پیا ہاتھ منھ دھویا دیکھا کہ رات کا
وقت ہے طائر آشیانون سے گلبانگ تسبیح کے چہکار رہے ہین تعریف اپنے معبود حقیقی کی
کر رہے ہین مواج نے لیٹنا رو رستم پیلون کا ایک تختہ سنگ پر رکھ دیا طائرون کی
آواز پرسش رہا ہے وحدت مین ہم بھی مین اتنا ہے کہ صنعت باغبان قضا و قدر ہے مقام صحرا
باغ سے بہتر ہے اسی جنگل مین طلسم کشا کو قتل کرنا تھا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو مار کر دشت پیمائی اب یہان کیون کھڑے ہو کل لشکر
طلسم کشا مین تلاطم برپا ہے ہر ساحر شعبدہ پیشہ کا یہی ارادہ ہے کہ تلاش مین اپنے آقا کی
جائین اگر تمکو پا جائین گے تو بوٹیان کاٹ کے پھانک دینگے بس اب اپنے لشکر مین چلو
پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ دختر میری گرداب جادو انگلی سینہ پر دھرے تھوڑا آگے گھبرائی ہوئی
آئی ہے پکار رہی ہوئی کہ صاحب اب لشکر مین اپنے چلیے سب سردار تمہارے مشتاق ہین
سب کا یہی قول ہے کہ ہمارا سب سے افسر صاحب جو گئے ہین خالی نہ آئینگے طلسم کشا کو لیکر آئینگے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اٹھا لیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہ ہو کہ ہمراہیان طلسم کشا آئیں جلال سرکش کہ ساحر زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر ادھر آئے ہیں لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی ہماسے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یارو لشکر تیار کرو میں لشکر کشی کرکے جاؤں وہ گیسو بریدہ سیما سے زیادہ بیقرار ہے یہ کہہ کے پشتارہ لیے ہوئے چاہتی ہے کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤں مواج نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہے ادھر کہاں جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر میں چلو میں اس جنگل کو طے کرکے آتی ہوں مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو ادھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو مشکل ہو مواج نے ذرا منہ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی ران پر ہاتھ پھیرا ہاتھ کو دیکھ کر آواز دی کہ او مکارہ میں نے پہچانا کہاں جاتا ہے ارے میرے سامنے سے پشتارہ لیے جاتا ہے سماک اور بھاگا مواج نے وہیں سے سحر کیا سماک گرا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اتر گیا جھپٹ کر مواج نے سماک کو بھی گرفتار کیا دونوں کو گرفتار کرکے لے چلا سماک کو پیدل چلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگائے ہوئے یہاں گرداب جادو بعد جانے مواج کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر میں پھر رہی ہے کہتی ہے کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آئے صاحب اکیلے گئے ہیں طلسم کشا صاحب تحفہ جاتے ہیں مگر اسیر تاخیر نہ کریگا بلکہ وہ تنہا گئے ہیں خداوند ہفت پیکر انکو بچائیں کہ یکایک سماک سے باتیں کرنے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کیسا ہے مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب مبارک ہو کہ میں طلسم کشا کو لایا راہ میں اس مکار نے تمہاری صورت پر عیاری کی مگر میں نے پہچان لیا دونوں گرفتار ہیں جلد میدان قتل کی تیاری کرو کہ ان دونوں کو قتل کروں تو دل ٹھنڈا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے دار ہیں استادہ ہوئے ٹکٹکی جلاد شمشیریں لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہے کہ لاؤ طلسم کشا کو قتل کریں مواج نے اسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہے سماک ہوشیار ہے مگر رو رہا ہے دیکھتا ہے کہ آقا کے جسم میں صرف زرہ ہفت جوش ہے کلاہ و تیغ قبضہ میں مواج کے ہے مواج تیغ ہاتھ میں لیے جلادوں سے کہہ رہا ہے کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہے سمک دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے کارساز و اے بے نیاز تیری ذات پر کل سامان موقوف ہیں اگر تجھکو منظور ہے تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہے بلک بلک کے دعائیں مانگ رہا ہے عرض کرتا ہے کہ اے خالق حقیقی و اے رب تحقیقی رحم کر دے — نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک
خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
ہمچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک
شد ہویدا از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت بصورت بشکل چہرہ گلزار خاک

خاک مثل شمع در بزم جہان شد جلوہ گر
جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
گاہ انار و گہ حجر و برگ و در میان خشک و تر
گاہ زر گشت و گہے سیم و گہے لعل و گہر
جا بجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہے دماغ
گاہ مہر و گاہ ماہ و گاہ شمع
گاہ سرو و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ
گاہ قصر و گاہ
گاہ صحن و گوشہ دار و در

ہر چہ رتبہ میکند این خاک عاجز افتخار
از کہ شد حاصل غرورش با وجود انکہ
ہر چہ

گرداب نے شعر پڑھا گرداب کو چھوڑ دیا نامہ پشت پر گرداب کے پڑا شعلہ دستہ توڑا کر سینہ نے بڑھ کر ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا ساز داب کے انا بھیڑ ہو گیا آواز ہیں گیر و دار کی تھی مرا نام سن گرداب جادو بود یہ آواز مواج نے سنی تھا اپنا

سمک بلک بلک کر دعائیں پھر کر آواز دی سوائے تیغہ ہمت جو ہر کے اور کسی سے گرداب
شعاع و ضیا کہ یہاں کی مالک تھی اسی کے نام سے یہ صحرا اسپان کا آباد تھا
ہوا وارین استاد پہنچی ہوئی تب فشان ویران ہو گیا اگر میرا بھی چاہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ
قتل کریں خبر دی کہ جہلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا بہادے پشت
کو ملے کا سرا طلسم کشا اٹھا ہوا سوچ گیا تیغہ ہمت جو ہر مارو یا تب گرداب قتل ہوا
اول ہو قتل نہ ہوا جلا کو بتا تھا کہ جہلال کو مار ڈالونگا تو جب سے پھری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدن
ہزار حلوا پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اسکو قتل کروں کہ دیکھنے والے خوش
خنجر مارو یہ کہہ کے جہلال کو للکارا جہلال نکا مواج نے گولہ مارا جہلال سر کش نے

گولہ کاٹا گولے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف جھلال کے لپٹا جھلال نے ہاتھ اپنا کاٹ کے خون پتلے کے سامنے کیا خون پی کر طرف مواج کے لپٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ او فولاد سینہ شکن ادھر کہاں آتا ہے جھلال کو پامال کر پتلہ لپٹا جھلال نے خون چلو بھر لیکر اُسپر چھڑکا کئی مرتبہ جھلال نے پتلے کو لپٹایا مگر مواج اُسکو زور دیتا ہے پانچویں مرتبہ پتلہ طرف جھلال کے چلا اب جھلال پیچھے پھر کر دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوئے آ نکلے دیکھا کہ جھلال کا رنگ رو متغیر ہے اور ایک پتلہ فولادی پیچھے کھینچے ہوئے تعاقب میں جھلال کے آتا ہے رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیوں جھلال خیر تو ہے جھلال نے عرض کی کہ ای شہریار میں نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو لپٹایا اور مواج نے پھیر دیا اب کی مرتبہ میرے قتل کا قصد ہے سوائے حضور کے روکے کسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہے رستم نے بڑھ کر تیغ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغ ہفت جوہر کو دیکھ کر گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگوں رستم نے قریب پتلے کے پہونچ پتلے نے پیچھ مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر پر روکا جھلال نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار برعکس کلاہ ہفت گوشہ کو الٹ ڈالیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو گردش دی پتلہ برعکس ہو پڑا ایک چیخ مار کر پکار اٹھا کہ او مواج بچاؤ ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لے مواج دوڑا چاہتا ہے پتلے کو گود میں اٹھا لوں ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لوں کہ رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے پتلے کے مرتے ہی رنگ رو مواج متغیر ہو گیا للکار کے آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے بڑا ستم کیا وہ میرا بیٹا پارۂ جگر قلب پر صدمہ پہونچا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحرا ہے گرداب نشان ہوا یہ صحرا برباد ہو مشکل قلب پر صدمہ ہو ضرور ہفت پیکر اپنے مقام سے نکل آئیں فرمائیں تو شاید غلام کو بچائیں ورنہ کچھ نہیں ہوتا ہے کہ سب گھلا جاتا ہوں کہ ساتھ سے لڑتی ہوئی ملکہ بہار کے اور تنگ شعلہ آتش آتی تھی ہوا اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ ای ظالم باعث بربادی صحرا کے گرداب نشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ دریدہ کمبخت بریدہ تو نے صحرا کے گرداب نشان تباہ و برباد کرایا ان کو قتل کرایا اب صرف میں باقی ہوں میں بھی جان دینے پر آمادہ ہوں میں تجکو قتل کر کے مرونگا

گولہ مارا ہما نے اور نگ نشین نے گولے کو ہاتھ میں روک کر وہی گولہ مواج پر مارا مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پر ملکہ ہما کے پڑا کر شانہ نشانہ ہوا ملکہ ہما نے زخمی ہو کر اپنے کو سنبھالا نگاہ طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ گیتی رخصت ہوتی ہوں اب کنیز کی یہ کیفیت ہے درد دل بصورت نظم

غزل

صدمہ ہے آ کے عشق میں حاصل ہوا تو کیا
گر پائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا

میں نے شب فراق میں جھیلی ہیں سختیاں
روز فراق آ کے مقابل ہوا تو کیا

تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہوں میں
تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا

ہے آنکی اک ادا پہ تصدق ہزار جان
کیا بات ہے ہزار نثار اگر دل ہوا تو کیا

باطن میں تو نہیں کوئی صورت ملال کی
گردن میں ہاتھ اسکا حمائل ہوا تو کیا

ہے سینے تو میرے قالب دو جگر دونوں سے لیے
اک بوسہ کا میں یار سے سائل ہوا تو کیا

سودائی آپ کے تو بہت سے ہیں شہر میں
اک میں نہ آشنائے وصل سے حاصل ہوا تو کیا

سالوں شنا کو تیرا سے دل بستہ ہو ہمکی
تیغ اُنکے سے ٹیڑھا تو جو بسمل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے جو صدا سے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سنی بیقرار ہو گئے اٹھ کے ہو سے طرف مواج کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر چمکا کر مواج کا شانہ کاٹا مواج کو بڑا قلق ہوا طلسم کھینچ کر طرف ہما کے چلا پکارتا ہوا کہ اگر یہ تکاوہ ابھی سزا دیتا ہوں یہ کہکے آواز دی کہ اے جوان زنگی اسی گرد اپنا نشان جلد ہو کر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہے آواز آتی کہ حاضر دیکھا کہ ایک زنگی تیغ ہاتھ میں لیے سامنے مواج کے آیا کہا کہ اے افسر جو حکم ہو وہ بجا لاؤں مواج نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہے یہ میری بیٹی ہے لیکن اسنے ان کو قتل کرایا اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لا تیرا دیا ہے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی جب کہ کہ چھوٹتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہے جلال سے اشارہ کیا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ جلال جست کر کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کتا کہ ایک گولہ پھینکا دیا تا کہ وہ مواج کی بیٹی ہے کہکے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پر پڑتا تو زنگی سینہ سپر کر دیتا ہو گولہ پلٹ کر زمین پر گرتا ہو اسی طرح کئی گولے سے

زنگی جھومتا ہوا سامنے مہلال کے پہونچ گیا مہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی کہ ناگہ ہما نے پیچھے سے سحر کر کے تیغہ زنگی پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی جتنی ضرب مین تیغہ ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہما سے اور رنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہے اور ہما بدحواس بھاگی ہوئی جاتی ہے زنگی مثل شعلہ جوالہ دوڑا ہوا جاتا ہے چاہتا ہے کہ ملکہ ہما کو پکڑ لون بتعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے خون کے لیے وہ خون کے قطرے زنگی پر پھینک مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا ساتھ والون سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان ہین کس طرح اپنی جان بچاتے ہین تصویر دلکش نے معشوقہ طلسم کشا یعنی ہما کو اور رنگ نشین کو بچالیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہین معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیر اللہ لڑ رہا ہے یہ کہکر طرف مہلال کے چلا ایک دوہتھڑ زمین پر مارا کہ مہلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی اے شہریار غلام کو بچائیے مین ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا جوش ہے طلسم کشا نے جو مہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوے بیچ مین آئے مواج کو للکارا کہ او نامرد خبردار مہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کرونگا جس قبیلے سے تو ہے اوس قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرونگا مواج نے دوسرا دوہتھڑ زمین پر مارا کہ ہما سے اور رنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھ کر پھر ایک دوہتھڑ زمین پر مارا کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ پڑھ کر سحر کرون مواج نے پھر دوہتھڑ مارا کہ فغفور بھی گری اب ہما و مہلال و فغفور و تصویر یہ چارون سردار زمین پر گرے اور ایڑیان رگڑنے لگے مواج چاہتا ہے کہ ان چارون کے سر کاٹ لون اودھر سے طلسم کشا لڑتے ہوے آتے تھے چاہا کہ مہلال کا ہاتھ تھامون ادھر کنیزون نے یہ آواز دی کہ اے شہریار چارون ساحر آپ کے بیکار ہوے اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے ساتھ والون کو بچائیے انکو مواج قتل کیا چاہتا ہے رستم نے جو کنیزون کی یہ آوازین سنین بیتاب ہوگئے ملکہ ہما کو زمین پر ایڑیان رگڑتے دیکھا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی ہزار ساحر نابینا ہوے اُن ساحرون نے مواج کو آواز دی کہ اے افسر ہم بالکل بیکار ہوے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہین سوجھتا بالکل نابینا ہوے اور تو مواج کو نہ کچھ بن پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر مین پنجہ دیا جست کرکے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کاندھے سے اُتارین وہ خطا کار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہ زور کو لے گیا چارون سردارون کے قریب آکے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندہ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوے علمشاہ داخل بارگاہ ہوے اہل قلعہ گرداب نشان آکر حاضر ہوے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم ہے کہ شہ زور کو کہان لے گیا کہا کہ اے شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعہ نہنگ کہتے ہین نہنگ دریا نوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہے کیا عجب ہے کہ وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہوگا وہ بلاے روزگار ہے رستم فرماتے ہین کہ اگر مجکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہ زور کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہے کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہے خاصہ بھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے تصویر دلکش طلائے پہ آئی رستم نے آرام کیا سگ براے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے موجود ہے حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہے کبھی زیر پلنگ چھپتا ہے کبھی گوشے مین مختفی ہوگیا مگر اب حال مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہ زور کو لیکر چلا نہنگ دریا نوش بالاے قلعہ ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبائے اسی طرف آتا ہے نہنگ نے پکار کر آواز دی کہ اے برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو اسکو لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہے مواج گھبرایا ہوا تھا مگر نہنگ کے کہنے سے اُتر آیا نہنگ نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ اے برادر کیا حال بیان کرون صحراے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ شریک رستم ہوے مین ناچار ہوکر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زور پہ مغرور تھا طلسم کشا نے آتے ہی پکڑ کر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا نہنگ سے جو تنہا عاجز ہوا تمھاری بھی افواج قتل ہو چکی تھیں کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے کے بھاگا دیار ساحر کم طلسم کشا کے ساتھ ہیں انکو بیکار کر آیا ہوں اب کوئی دن ٹھیرو تدبیر کر لونگا نہنگ نے یہ حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب نے اپنے سحر کے زور سے پانی کی دیوار دیکر تم قلعہ میں بیٹھو آرام کرو میں جا کر ابھی طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر تم پکڑ گیا اور تحفہ جات لے لیے تو طلسم کشا کو سوائے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریا نوش بجوش و خروش اڑتا ہوا طرف لشکر طلسم کشا کے چلا آگے ایک پہاڑ پہ کھڑا غضنفر کو طلسم سے دیکھا کہ ایک ناگن سیمی بیگم سیم بر نشان قہر نگل رہی ہے نہنگ عقاب بنکر گرا غضنفر کو اٹھا لایا بیابان میں سے زمین دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر میں اترا خیمہ جہلال دریافت کیا قریب کھرے کے خیمہ جہلال میں پہونچا جہلال کو بھی سحر کر کے لے بھاگا غضنفر کے پاس رسالے بھی بٹھا دیا پھر لشکر میں آیا بہادر اور نگار نشین کی بارگاہ میں پہونچا چاہا سحر کیا کہ کھٹکا ہوا ملکہ بہار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہے تڑپ کر اٹھی نہنگ نے شیشۂ حباب چھوڑا وہ حباب پھٹا حباب بیہوشی کا تھا ملکہ بہار فورا بیہوش ہوئی نہنگ دریا نوش نے ملکہ بہار کو بھی لیا اسی طرح خیمۂ قضیہ میں آیا ان کو بھی بیہوش کر کے اٹھا لایا جب ان چاروں ساحروں کو لا چکا تب ابر سحر بنایا اسکو لشکر طلسم کشا پہ چلایا قطرہ جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا ایک پہاڑ جو ہوا سکے قریب طلسم کشا تھا اسنے جو یہ شور سنا طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ حضور باہر نکلیں دیکھیے لشکر پہ کیا آفت ہے پانی برس رہا ہے جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزاروں بیہوش پڑے تھے یہ سنتے ہی طلسم کشا باہر نکلے دیکھا خیمے گر رہے ہیں پانی برستے زور سے برس رہا ہے یا قطرہ پانی برس رہا تھا چاکا پاس سے گرنے لگی بہادر جاگا جا بجا سے یہ معلوم ہوتے ہیں کچھ لوگ ہر پرشاد سے ہاں جلدی سے بڑھ کے رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہلالت ہر چہار کو جھکایا جس مقام کا سحر تھا اسی کی بیہوشی بھی پرشاد ہو فورا چونکے نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر و پانی طلسم کشا نے پھینکا تھا وہ ابر قطرہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر

شعبدہ ہستی جی میں کہتا ہو کہ میں نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانوں کو ٹھنڈھا کروں یہ کیا سبب ہو کہ ابر بیقرار ہو گیا دنگ ہو کہ برف نہیں برستی آخر پہاڑ سے اترا ایک مرد پیر کی شکل بنکے لشکر طلسم کشا میں آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہو چند کس ہوشیار ہیں سماک سامنے ہیں کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہی سماک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر زمین گیر برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہو سماک سوچا کہ شاید یہ ساحر اسی کا ہو یہ برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہو سماک قریب پہونچا کہا کہ اے مرد پیر کس فکر میں پھر رہا ہو کسکی تلاش ہو ہونگ نے تو یہ جواب دیا کہ میں مخبر ہوں اس لشکر کی آیا ہوں سماک نے رستم کو خبر دی کہ چاروں ساحر لشکر سے غائب ہوئے ہونگ دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیار آیا تھا مجھکو دیکھ گیا طلسم کشا سے کہنے گیا ہو یہ سوچ کر بھاگا آکر پہاڑ پر ٹھہرا اور دوسرا لکا ابر تیار کیا طلسم کشا نے دیکھا کہ چند کس ہوشیار رہو سکے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغ ہفت جوہر چمکا رہے ٹھہرے ہیں سماک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکا ابر آتے ہیں رستم سے کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہو ایک ساحر کی شکل بنکے چلا قریب کوہ کے پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لکا ابر نکل رہے ہیں سماک گھاٹیوں کو طی کرکے بالاے کوہ آیا دیکھا کہ چاروں ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہیں اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو سماک نے آکر سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران آپ سحر کر رہے ہیں ہونگ نے کہا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے سماک نے کہا کہ میں اسی جنگل میں رہتا ہوں ایک طائر نے مجھکو آکر خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہو کہ بالاے کوہ ہمارا بندہ خاص آیا ہو اور واسطے بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہو جا کر اسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا ہونگ نے کہا کہ مناسب یہ ہو کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے میں جا کر طلسم کشا کو پکڑ لاؤں سماک نے کہا کہ آپ نے ان چاروں نابکاروں کو خوب گرفتار کیا ہی یہ دغا لشکر کے سرگروہ ہیں انھوں نے طلسم کشا کی رہبری کرکے تمام قلعے فتح کرائے اب سوچا یا اگر وہ اب جادو قتل کی مرغ بھاگ کر نکل گیا پایہ ہوگا سماک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش میں آپ الٹی سحر کریں طلسم کشا کو گرفتار کریں نام شراب کا سنکر ہونگ ہنسا کہا کہ بہتر لاؤ

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آکر مہو پہنچے عیاریون کے حیلے نکالے اب مین تمہین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہے کہ جس وقت تم بالاے کوہ جاؤ گے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا ہی سہاک نے چاہا کہ کود کر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سہاک اٹھتے ہی گرا نہنگ نے سہاک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار مین تجکو قتل کرون تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ کہکے چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی انکو ہوشیار کیا ادہر لال سرکش نے دیکھا کہ سہاک گرفتار بیٹھا ہے نہنگ قصد کر رہا ہے کہ سہاک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون قضا سے کا یہان سے قریب ایک قلعہ ہے وہانکا حاکم نیسان جادو منگیتر فغفور کا کہ نسبت اسکی قرار پا چکی ہے تھوڑی سی کسر باقی ہے اپنے قلعے مین بیٹھا ہے کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ تیمور جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون سے پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہے کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اسیر کیا معرکہ گذرا ہرکارون نے کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اسیوقت وہ ہمراہ طلسم کشا کے ہے نیسان جادو اپنے مقام سے چلا کر دیکھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر طلسم کشا کے برف برس رہی ہے کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اڑتا ہوا بالاے کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہے نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تیغ کھینچے سر پہ کھڑا ہے چاہتا ہے فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصے سے کانپنے لگا جی مین کہتا ہے کہ شاید ساحر عاشق ہوکر میری معشوقہ کو لایا ہے چاہتا ہے کہ قتل کرے جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اٹھایا کہ فغفور پر تیغ مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد سحر آکر نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اپنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا ہے نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے گولہ پھینکا نیسان زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا جب فغفور کی زبان سے سوزن نکالی فغفور جو چپکی اپنے مقام سے اٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیسان عشق مین ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہی کہ دمبدم پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہی اپنی یہ کیفیت ہی نظم

ایک ڈھب پہ نہین رہتا ترا زنہار مزاج
ہی طبیعت متلون تو ہی عیار مزاج
رات دن دل سے ہین حضرت کو دعا کرتے ہم
گو نہین پوچھتے تم ای مرے دلدار مزاج
ای مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب
جسم بیزار و ضعیف اور ہی بیمار مزاج
عرش پر پہونچے نہ کیون اپنا دماغ ای ہمدم
ایکبار ہی جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج
سرو قد غنچہ دہن پھول سا منھ گل سا بدن
خوش ہو پھر دوسرے سے ناک مرا یار مزاج
سچ تو یہ ہی کہ مسیحا تری فرقت مین بیان
ایک دن مین مرا بگڑا ہی سو بار مزاج
فرقت یار سے ہون گور کنارے پہونچا
کیا بتاؤن کہ ہی کیسا مرے غمخوار مزاج
کس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا
کیسا رہتا ہی ترا ای مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہی کہ او نیسان کیون دیوانہ ہوا ہی کیا تیری قضا آئی ہی نیسان نہنگ پہ سحر کر رہا ہی فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جھٹ کہ ہلال کی زبان سے سوزن نکالی ہلال نے اُٹھتے اُٹھتے ہماے اورنگ نشین کی زبان سے سوزن نکالی ہما نے اُٹھتے اُٹھتے گجرا پھولون کا ہاتھ سے کھولا نہنگ پہ کھینچ مارا نہنگ کی آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہوا جس نخل کے سامنے مین کھڑا تھا ملکہ ہما نے آواز دی کہ ای طائر زمزمہ سنج نہنگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے بس یکایک نخل پر سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا اُسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دکھلا رہا ہی چہرہ وہ انوار بہار صبح
کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح
سر کی نہ زلف اُس رخ انور سے زینہار
یاد آگیا جو یار کو اپنا ستار صبح
رخسارہ کا حسین کے جو عاشق ہین آپ کے
کیونکر کرین وہ جان نہ دل سے نثار صبح
شب بھر یہی دعا ہی خدا سے ہمین شفا
دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

یہ جو اشعار اُس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

نثار کروں جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شہ زور نامو کو گرفتار کرکے لے گیا اُسکو کہاں رکھا نہنگ نے دیکھ کر آواز دی کہ میں اپنے قلعے میں بیٹھا تھا کہ مواج شہ زور کو لیکر آیا میں نے اُسکو قید کا حکم دیا یہاں برائے گرفتاری طلسم کشا آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤں ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اُتارا گلے میں نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ شہ زور کو رہا کرکے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی شہ زور مواج کو اپنے قلعے سے نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کرکے لاؤ ہم لوگ بھی وہیں آتے ہیں نہنگ مبہوت ہو کر تیغہ کھینچ کر چلا عقب میں چاروں ساحرہ چلے سب کے آگے بڑھا ہوا جھلال سرکش برابر ملکہ ہما کے اور نہنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آکے پہونچا تلوار کھینچے ہو قید خانے میں آیا شہ زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ اے نہنگ تجھے کیا ہوا ہے قیدی کو رہا کرتا ہے دیکھ یہ تیرائی ہے نہنگ نے کہا کہ ملکہ عالم نے کہا ہے تو ہمارے قلعے سے نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہے مواج اور نہنگ سے تلوار چلنے لگی اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلا سے روزگار ہے عاجز کردیا ہے کہ جھلال سرکش آکر پہونچا جھلال نے بڑھ کر نہنگ پر سینہ سپر کردیا مواج پر گولے مارنے لگا ہما و فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہما نے گجرا اچھالا فغفور نے کارد کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کیسی کیسی سپر کو روکے آخر سیف شانہ آگے کردیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا گجرا پر اس زور و شور سے گری کہ پشت کو زخمی کرکے چمکی ہما نے جو گجرا مارا مواج پر اسقدر پھول برسے کہ آنکھیں سرخ ہو گئیں مبہوت ہو کر بیٹی کو پکار اُٹھا کہ اے دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہے کہ قالب پر ہجوم غم و ملال ہے واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان سے تو کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر — صورتے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب ہوا رشتہ میں گیا دم بارہا — لوگ ساحل کے ہنسیں کشتی طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقت بدین
جو ہر تیغ عیان ہوتا ہی عریانی پہ
نہ مٹیگا وہ سمجھ لے آ سے پتھر کی لکیر
جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پہ
سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ
دھیان کرنا نہ مری بے سر و سامانی پہ
زیست کا خوف نہین جب سے یہ معلوم ہوا
موت مامور ہوئی میری نگہبانی پہ
ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا ای رند
نا خدائی کی مری کشتی طوفانی پہ

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے جہلال نے پکار کر آواز دی کہ کیون ای مواج بڑے جوش مین ہو کیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو مواج نے جواب دیا کہ ای جہلال میرا حق ہی کیا مین نے غیرون کے لیے پرورش کیا تھا مذہب اسلامیان مین ان باتون کی ممانعت ہی ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ عورت راضی ہو تو تم بھی عار نہ کرو ادھر ہماسے اور نگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہی ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا مواج اسقدر جوش مین آیا کہ ہزارہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ ای جان جہان میری جان اب تجھپر جاتی ہے روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین جہلال نے کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جاتا کیون زیادہ گھبراتا ہی یہ کہکے گولہ مارا ملکہ ہما نے پکار کے آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم پتلے پتلے ہونٹھ تن مین مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوے گوشہ صحرا سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای مواج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آ مین نے باغ لگوایا ہی نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے دہان کے نایاب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ بفرحت دیکھین مواج اس نازنین کو دیکھکر بے اختیار ہوکر دوڑا چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے یا گستاخی کرنے لگا اس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ تخلیے مین چل تو سب کے سامنے پاؤن پھیلاتا ہی دیکھتا ہی کہ جہلال کھڑا ہی تو لحاظ نہین کرتا مواج طمانچہ کھاکر چپ ہو رہا

اُس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مُواج ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے چلا تھوڑی دور جاکر اُس نازنین نے گلے سے موتیون کا مالہ اُتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو پہن لو مواج نے سر جھکایا اُس مہ جبین نے موتیون کا مالہ گلے مین مواج کے پہنا دیا مالہ پہنتے ہی غصے مین کانپنے لگا کہا کہ او شفتل تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیون کا مالہ پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ نہ بکو میرے ساتھ باغ مین چلو بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھکر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی اُس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ او جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس سے آگاہ نہین سراسر بدعت کرتا ہی کیونکر کیونکہ تو مجھپر مرتا ہی مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھککر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے فوارہ خون کا نکلا مواج دریاے خون مین نہا گیا بدن مین آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا قریب اُس جھیل کے پہونچا جھککر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا ہی کہ اے بھائی آؤ تمکو بھی دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھیل سے پھاند پڑا فوراً دریاے لعنت ہوا مچھلیان تڑپ تڑپکر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب سردار خوشیان کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے اُن قلعون پر قبضہ کرتے ہوے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سردار رئیسان قلعہ جات کو لیکر خدمت رستم مین آئے جہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے چلیے سماک نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہی تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑون کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ کئی مہینے سے صحراے گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعۂ گرداب نشان پر ٹھہرو بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعۂ گرداب نشان پر مقیم ہین کہ انکا حال وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان پر آکے ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحراے لشکر ظفر اثر سے معمور ہے ٭

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد کا کوچ کرنا قلعہ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ الماس پر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنفہ

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق

عجب عشق و اُلفت کے سامان ہین
کہ گیسو کی صورت پریشان ہین

ہوا قیس محزون کا مجنون لقب
دکھائے یہ اُلفت نے رنج و تعب

کہ دیوانہ وار و پریشان رہا
کہ وہ یاد مین رخ کی حیران رہا

نہ لیلیٰ کا ملنا ستم ہو گیا
کہ سامان درد و الم ہو گیا

ہوئی کوہ کن پہ یہ سختی عیان
کہ پہونچا سر کوہ و بیابان

ہوا کوہ کن نام مشہور ہے
یہی عشق و اُلفت کا مذکور ہے

ہوئے سختی عشق مین رنج و غم
اُٹھائے محبت مین کیا کیا ستم

یہ سختی غرض جان شیرین گئی
محبت مین یہ بات حاصل ہوئی

یہ وہ باغ ہے رنگ جسکا ہے زرد
کیا بلبل غم کو بھی گرد برد

غم و غصہ وان کا ہر اک پھول ہے
لکھون کیا کہ یہ حال بھی طول ہے

چمن اسکے برباد ہین سربسر
کہ صیاد ہین یان کے بیداد گر

یہ گلچین کو دعویٰ ہے یا صد خوشی
کہ یہ منزل غم نہ طے ہو سکی

ہر اک جا پہ بیٹھے ہین زاغ و زغن
یہ کرتے ہین رو رو کے باہم سخن

کہ کس باغ مین ہے وہ ہم سا اگر
عوض پھول کے خار ہین سربسر

نہال مضامین نہ پایا گیا
کہ اس باغ کا آج سا پایا گیا

ہوئے ہم گرفتار رنج و الم
دکھائے فلک نے ہمین کیا ستم

تڑپتے ہین اس باغ مین بار بار
خزان آگئی پھر نہ دیکھی بہار

بہار گلستان کی خواہش رہی
یہی جان پر اپنی کاہش رہی

کہ دیکھین بہار گلستان کا طور
وہین بلبلین ہون کرین جبکہ غور

دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ
پڑے دل مین لالے کی صورت سے داغ

قہر حال اُلفت بہت طول ہو
کرو جلد اس راہ آفت کو طو

لکھو داستان جلالت نشان
کہ مشتاق ہین ناظر و سامعان

چہرہ راقمان مضامین محبت آگین داستان سرائی و کاتبان کتبہ کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال و فصاحت ادا ⁂ چنین می نگارد بہ لطف و عطا ⁂ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام دربندون کو فتح کرتے ہوئے قلعہ لالہ زار پہ پہونچے چار پانچ لاکھ فوج شہریار کے ساتھ ہے ساحر و غیر ساحر کئی ہمراہ ہین سریر جہانبانی کہ

جلوہ فرما ہیں گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہیں کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی غلام نے خبر پائی ہے کہ ابریج و نورالدہر آپس میں تحصیں کر کے جا کر زیر کوہ سقنا طلیس کوئی مقام قصر عشرت ہے اسمیں قید ہوئے ہیں یہ سنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے ٹہل رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر پانچہزار فوج سے آکر پہونچا سرداروں میں مقصود کوہ پیکر و لقمان مردم دزد و ہیکلان خود سر مع پانچہزار فوج کے ساتھ ہیں یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوئے جب آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوئے ان سب نے کہا ہم خدمت میں بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا تھا یہ لوگ آکر خدمت میں شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا کہ فیروزہ ابریج و نورالدہر قید ہو گئے انکی رہائی کی تدبیر و فکر واجب و لازم ہے آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہوگا برابر کوہ مذکور کے ہمکو پہونچنا ہے فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہے کہ ان دونوں کو کسی جادوگر کے سپرد کیا ہوگا غلام آگے بڑھ کے پتہ کرتا ہو آپ کے اقبال سے دونوں شیروں کو رہا کر کے لاتا ہو وہ بھی دونوں آفت پر کالہ ہمیشہ پیوستہ سے ملک ہفت پیکر کے قبضے میں ہیں اب کئی سو ملک اہل اسلام کے قبضے میں آچکے مگر وہ ہنوز پہاڑوں پر تلاش کرتا ہے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ سقنا طلیس کے پہونچاتے ہیں فیروزہ اسی وقت باسامان عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور آپ کے ساتھ ہیں منزل بمنزل چلے جاتے ہیں کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہیں ہے کہ لشکر کو طرف کوہ سقنا طلیس کے لیجائے شاہبار جادوگر عاشق جمال بمشال ہے رہبری کرتی ہوئی آتی ہے لیکن فیروزہ بن عمرو تیسرے دن شام کو ایک صحرا میں پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہے ہر چشمہ ہائے آب لاجواب فیروزہ ایک نخل کے سامنے میں ٹھہرا تشنہ بادہ تھی آستے جو صحرا کو دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس فقیری زیب جسم گوری صورت چہرے پر ملا بین نکال کے بیٹھا آسن مار کے غزل عاشقانہ گانے لگا۔ غزل

سرسبز ہیں نسرین و گل و یاسمن اب تک
محفوظ خزاں سے ہی بہار چمن اب تک
رکھا ہی امانت کی طرح سجکو زمین نے
میلا نہیں ہونے دیا تار کفن اب تک
کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے
ہی دل میں کدورت ترے چرخ کہن اب تک
نشاں دل سے نکلتا نہیں ہستی و عدم کا
ثابت نہ کمر ہی نہ کھلتا ہی دہن اب تک
سو قافلے اس دشت میں آئے بھی گئے بھی
ہم ڈھونڈتے ہی رہ گئے راہ وطن اب تک
موزوں نہیں کرتے ہیں جو مضمون دہن کو
سمجھے نہیں شاید وہ مذاق سخن اب تک
شمشاد بھی دیکھے ہیں بہت کیا کبھی لاکھوں
قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن اب تک
مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخوں کی
جلتا ہی تب غم سے ہمارا بدن اب تک
بوسے میں لیا کرتا ہوں اُس رخ کے شب و روز
خون روتا ہی چپکے لیے لعل یمن اب تک
اک رتبہ محبت ہی خط و خال بتاں سے
قبضے میں ہمارے ہی خطا و ختن اب تک

اس رنگ میں بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائرون نے جو یہ آواز سنی آشیانوں سے سر نکال دیے گانا سن رہے ہیں بعضے پھڑک پھڑک کے آشیانوں سے گر رہے ہیں چرند آہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آ بیٹھے ہیں آنکھیں گردش کر رہی ہیں بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی قضا سے کار اُس صحرا کی حاکم ملکہ مستغنا طلسم جادو باغ میں بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھ کر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال میں گذرا چلکر صحرا کی سیر کروں فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اُڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی کہ کان میں آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگلہ گا رہا ہی کہ دل بیچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جہانگیر یگانہ نہایت حسین و جمیل بین کو گود میں لیے ہوئے تانے مار رہا ہی آہوان صحرا و طائران ہوا بالطف سن رہے ہیں مستغنا طلسم نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سنا آخر خیال میں گذرا کہ اس فقیر کو اُٹھا کر لیجاؤ اپنے باغ میں اسکا گانا سنیگی تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھیں بند ہو گئیں بیہوش ہوا مستغنا طلسم نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اٹکا کے تخت پر ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ میں لا کے ایک گوشے میں فیروزہ کو اُتار کنیزوں

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آب و دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور نظر ہے کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مہجبینان مین پایا ایک کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام ہر دم فیروزہ کو چھیڑتی ہے کہتی ہے ای شاہ صاحب تم تو لنگوٹ بند ہو ملکہ عالم کا عالم شباب تمکو اُٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائینگی اُس وقت کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکہ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائینگی میرا کام جو گانا بجانا ہے وہ اُنکو گانا سناؤنگا ملکہ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتون سے مجھے کیا کام ہے باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہے کنیزون نے کہا یہ گائن ہے فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو تخلیہ مین لیگیا اور اُسکو بیہوش کیا اسکو تہ خانہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہے کہ دیکھیے ملکہ عالم کب مجھکو طلب فرماتی ہیں شب کو مقناطیس جادو جو صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اُس فقیر کی کیا ضرورت ہے مین اُس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے سامنے مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

نظم

الفت نہ کرونگا اب کسی کی
دل دے کے سنو جو لینے جی کی
معروف ہے سینہ کوبی میرا دل
اب یا لے لے قسم تو عاشقی کی
رونے پر میرے ہنستے ہیں آپ
تن ہو گا شکل ہے پری کی
دیوانہ ہوا ہوں اک پری کا
تکلیف نہ کر تو میکشی کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہیں ہم پر

دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اوّل اوّل بھلائیاں کین
آتی ہے صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اضطرابی
ہنس لیجے بات ہے ہنسی کی
شیرین دہن نہیں ہے زیبا
تقصیر ہی تو واقعی کی
آنکھیں لڑیں تمہیں سے قاتل ہوا
سنتا نہیں ترانہ وہ کسی کی

حالت کہو اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بری کی
الفت پہ تیری خاتمہ ہے
تقاصہ نہ کی کبھی کسی کی
کیونکر نہ فریفتہ ہو انسان
تم باتیں کرو نہ پھیکی پھیکی
سے یار ہے دل کباب ساقی
ان ترکون نے جنگ زرگری کی
اُس اس طرح اس غزل کو گایا

اور سامنے مقناطیس جادو کے ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جادو نے

بیقرار ہو گئی کہتی ہے کیوں گلرنگ آج تو تم نے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہیں وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا اے گلرنگ جنگل میں بیٹھا ہوا وہ بین بجا رہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا ویران معلوم ہوتا تھا تم لوگوں نے کمی کی وہ جان بچا کر بھاگ گیا اسکا گانا اگر سنتیں تو بیتاب ہو جاتیں میں آج پھر صحرا میں جاؤنگی شاید وہ مل جائے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لیجیے میں اسے تلاش کرونگی اب دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر میں غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئیں فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اڑایا صحرا میں پہاڑ پر آکے ٹھہریں تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی تاج شہریاری برسر دیار قبائے شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہو پشت پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے یہ حسن یوسفی مصاحبوں سے باتیں کرتے ہوے جب وہ ہنس کر بولتے ہیں سامعین موتی رولتے ہیں غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حسن میں لاجواب جب سفناطلیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو گئی کہا کہ گلرنگ تو نے اس شہریار کو دیکھا نہیں معلوم یہ شہریار پھول کس باغ کا ہے شوکت و لیاقت مثل بادشاہان کمترین بارہ ہیں دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہو گیا کہوں کہ کیا کیفیت ہے جی چاہتا ہے گریبان پارہ کروں خاک اس صحرا کی اپنے منہ پر ملوں اے گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہے۔ نظم

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے
چاندنی میں اگر وہ آ بیٹھے
ہے وہ قسمت فقیر ہو جاؤں
مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے
راہ الفت میں رکھا بعد قدم
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اٹھیں تو اٹھیں

دل کو پروانہ ساں جلا بیٹھے
تو لنا تیغ کا عبث ہر بار
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا انھیں کھینچا
سر سے ہم پہلے ہاتھ اٹھا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوے
اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے

منہ کے منہ پر ہوائیاں چھوٹیں
جو لگانا ہو آ لگا بیٹھے
رکھ دیا سر کو پاے قاتل پر
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
لگ چلا ہے تو پھر نہ رکھیو ولا
اب پڑھیں آپ مرثیا بیٹھے
بوسۂ لب طلب جو ہم نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے
جھُراب کو گلوں پہ ہونے لگی
دولت حسن جب لٹا بیٹھے
سبز رنگت پہ اس پری کی زنانہ
کیا عجب ہے جو زہر کھا بیٹھے

فیروزہ نے عرض کی حضور میں اس تاجدار کو پہچانتی ہوں یہ بادشاہ لشکر اسلام ہے یقین تو یہ ہے کہ ایرج نوجوان اور نور الدہر انکے لشکر کے سردار بابکہ یزدار کوہ سقنا طلیس پر قید ہوے ہیں ہم انھیں کی فکر میں جاتے ہیں اگر حضور حکم دیں تو میں پاس اس شہریار کے جاؤں انکو حضور کے باغ میں لاؤں وہاں اختیار ہے جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو جوان کی غرض کہ وہ ہمسے نکالیگی ملکہ نے یہ کہکر تخت اڑایا طرف اپنے باغ کے چلیں باغ میں آکر مسند پہ بیٹھیں مگر دل میں دھڑکن ہے قلب میں پھڑکن ہے گلرنگ جو پاس بیٹھی ہے اسی سے چپکے چپکے باتیں ہو رہی ہیں دم بدم فیروزہ یہی کہتا ہے کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جا کر لاؤں ملکہ کہتی ہیں اے گلرنگ دل حجاب آتا ہے کہ اپنے دل میں کیا کہیں گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خدا ایسے نادیدہ مسلمانان کوئی ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آجائے بڑا احسان تجھپر ہو ملکہ تو اس خیال میں ہیں فیروزہ تسکین دیتا ہے کہ اگر آپکا عشق صادق ہے تو ایسا ہی ظہور میں آئیگا حضور کے قلب کو سرور ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اس صحرا میں اترے پہلو سے کوہ میں ایک پہلوان رہتا ہے اغلال شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہے اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ ایک طائر نے آکے اسکی گود میں ایک کاغذ ڈالا طائر تو اڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر کی مرقوم تھا ہے بندہ خاص الخاص طاعت گذار باخلاص تمھارے صحرا میں سعد بن قباد آکر اترے ہیں ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہو جائیں اس جنگل میں نہ رہنے پائیں انکا ارادہ یہ ہے کہ وہ اپنے کو تا بہ کوہ سقنا طلیس پہونچائیں اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یادو حکم جلد آگیا خبر لاؤ اس صحرا میں سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اترے ہیں پہلوان کون کون ساتھ میں ہرکارے روانہ ہوئے تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آئے عرض کی اے پہلوان دوران صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہے کئی پہلوان قوی تن قوی دست جری و بہادر صف شکن و تیغ زن ہمراہ ہیں اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہے ایک حملہ میں دس ہزار کو پامال کر دونگا سعد کو خود لڑ کر مارونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساٹھ ہزار فوج کے چار غول کیے آپ آگے بڑھکے چلا یہان سعد آکر اُترے چونکہ جلا سے ایرج او نوزالد بہت مکار ہین نعمان کو طلایہ پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکے نعمان طلایہ پر آیا انتظام کرنے لگا دو پہر سے زیادہ شب گذری تھی کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے نعمان کو جو گھوڑے دیکھا نعرہ کرکے اغلال آپڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آکے گرا نعمان زخمی ہوکے چور چور ہوا سوار اسکو لیے بھاگے جاکر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ تلوار لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہوکر فوج کفار پر جا پڑے آکے نعرہ کیا ہشیار ای کافران بے پیر ای نابکاران پر دغا - نعرہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس وجم
منم شہر میدان و با عدل و داد
منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان بھی آکے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوئے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر جلال سرکش آگے پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کٹا سر الٰہی زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم سر بادشاہ کا چوپارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھاکر ایک تیغہ قمقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے جلال پر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا ای مرکب اصیل راکب تیرا سست ہی اگر تو چالاک و چست ہی مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا مثل قہر بلا کے کھولا جو قریب آیا اُسکا شانہ چبا لیا شتابی دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان گرفتار ہوئے جب شکست فاش ہوئی اسوقت سنگبار نے نکل کے دو چار ایسے سحر کیے جس سے اغلال کے دل مین قوت طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو اسیر کر ڈال لیا نعمان اور سقنقود اور ہیکلان زخمی ہوکر گرفتار ہوئے سنگبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بجا کر چلا اُدھر ہرکارے پہلے سے تلاش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہر کہ [illegible] طلسم بالاے قصر بیٹھی ہی فیروزہ بہ شکل گلرنگ اسکے پہلو مین بیٹھا لاتین بنارہا ہی ملکہ نہایت بیتاب ہے

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار
گردن مین مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوئے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہے جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے
پہونچا جھیل سے پانی پیا یہان کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے
گھٹنون کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہے چاہتا ہے میرا راکب اٹھے میری پشت
پر سوار ہو جب راکب نہ اٹھا آخر بے زبان تھا چرا مین مصروف ہوا ملکہ نے بالاے قصر سے
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارہ کو سحری زمین پر
چمک رہا ہے مقناطیس نے کہا ہے گلرنگ نہین معلوم یہ کون جوان ہے معلوم ہوتا ہے کسی مقام پر
قزاقون نے گھیرا ہے زخمی ہو کر گھوڑا اسطرف نکال لایا ہے چلو چلکر دیکھین فیروزہ نے کچھ جواب نہ دیا
آقا کو بھیجا تا کہا ہے ملکہ عالم ضرور چلیے بڑی بدنامی کی بات ہے آپکے ملک مین قزاقون نے یہ حرکت کی لائق
اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقون کا نشان دریافت کر کے انکو سزا دی جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت
نہ کیجائے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہے ویسے ہی دلیر تھے بیشک جرأت کے شیر تھے
کہ مال اپنا بچایا ان سب ظالمون کے بیچ مین سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آئے یہ سنکے ملکہ اٹھین
گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزین کچھ ہمراہ ہوئین باغ سے نکل کے جب قریب آئین اسی
شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گئین سر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے ہاتھون تھامے بحفاظت
تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکے ملکہ باغ مین آئین بارہ دری مین لا کے پلنگ پر لٹایا جراح بلا کر
زخم دوزی کرائی خود رومال لیکے بیٹھین گلرنگ نقلی سے کہتی ہین اے گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہے
عشق حقیقی کی عجیب صورت ہے کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ مین آیا مین علاج تو کرون آخر ہو
انکا نفس کی آمد و شد جاری ہے میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہے رومال ہلا رہی ہین
شہریار کے عارض انور پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاتے دم بدم فرماتی ہین کہ اے گلرنگ زخم کاری
کھایا ہے ابھی تک ہوش نہین آیا ہے دل کو اب بدگمانی ہوتی ہے سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے
سینہ پر ہاتھ رکھا کہا اے ملکہ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہے پیشانی پر گرمی ہے غش ہے
تردد نہ کیجیے تھوڑے عرصے مین ہوش آجائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد ہی ہوش آئیگا
آپس مین یہی باتین ہو رہی ہین ملکہ نے کہتے کہتے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا اور سر کی

مجھکا یا اشتیاق ہی کہ یہ جوان کلام کرے بوسے زلف عنبرین جو باغ مین بادشاہ اسلام کے پہونچی اُسنے کام تخلیے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا سامنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر عذار گل رخسار غنچہ دہن سرو قد خورشید خد جلوہ افروز ہی بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھے ای شہنشاہ حسن و خوبی وای سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان کی ہی نظم

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھا دونگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے تو چوڑی کی طرح توڑ دونگا حلقون کو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ رہجائیگا قیس زار لیلا تیرے نالے سے مثال گرد لیتا جائیگا سائے سے محمل کے
جنون نے بعد مجنون مجکو بھجوایا بیابان کو روانہ ہوتا ہی عاقل ہمیشہ بعد عاقل کے
کشش گرداب کی شاید نہ دریا دکھائیگی مری کشتی کبھی الٹیگی پہونچکر پاس ساحل کے

بادشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا صاحب اس کنیز کو سقاطیس زعفرانی پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے ہون اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہی بالخاص جو قصر عشرت ہی اُسکی مین منتظم ہون بالفعل دو فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہی لیکن ہزار طرح کی وہان مصیبت ہی آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا انکو پہونچتا ہی رنگنیان شب کو جا کے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے عاقل ایسے نجیب فرزند ایسی رنگنون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال امیر نوجوان اور نور الدہر کا دریافت کیا پھر وہ پیکر گلرنگ سوچ رہی تھی اسنے جھک کے کان مین بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا کئی دن سے یہان حاضر ہی سب حال کھل جائیگا آپسے کلام کرنیکا مجکو بڑا اشتیاق تھا حضور کہان زخمی ہوے ملکہ نے جو دریافت کیا کہ ای شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمایئے کہ آپکو قزاقون نے کہان گھیر لیا تھا حضور نے بڑی جرأت کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقون سے بچایا

سعد نے کہا اے ملکۂ عالم قزاقوں کی کیا مجال تھی کہ ہمپر دست انداز ہوتے اغلال شیر سوار ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک میں زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرا میں ایڑیاں رگڑ کے مرتے مگر مرکب ہمارا نہیں معلوم کہاں گیا ملکہ نے کہا صحرا میں چرا کر رہا تھا میں کنیزوں کو بھیجتی ہوں اور مرکب یہ سیر کر گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا وہاں سے پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر ایک طرف بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا میں پھر رہے تھے انھوں نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ کا دشت میں چرا کر رہا ہے اُسنے فوراً سوار ہو کر کئی ہزار آدمیوں سے آکر مرکب کو گھیر لیا کئی سو آدمی مرکب نے مارے آخر کمندوں اور زنجیروں سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب لا کے اپنے بیشہ میں باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی میں حمزۂ صاحبقران کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا ہے مگر سُم مار مار کے زمین میں گاڑ ڈالے ہیں جو کوئی گھاس دانہ دینے آتا ہے کسی کا سر چبا لیا کسی کا شانہ پکڑ کے نوچ لیا کسی کو پشتک ماردی کئی سو جوان مرکب نے مارے ہیں بانسوں سے کھسکا کے گھاس دیتے ہیں دانے کا توبڑہ بانس میں لٹکا کر مرکب کے منھ پر چڑھا دیتے ہیں اسطرح سے دانہ اور گھاس ملتی ہے مگر اغلال شیر سوار نے جسوقت مرکب کو گرفتار کیا ہرکاروں کو حکم دیا کہ تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گرد میں وہ جوان بھی ہوگا تلاش کر کے ہمکو خبر دو ہرکارے اغلال کے روانہ ہوئے جابجا پتہ پوچھتے پھرتے ہیں سعد شہریار باغ میں مقناطیس زعفران پوش کے صحبت آرا ہیں فیروزہ نے اپنا حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہیں کیا جب ملکہ صحبت میں بیٹھتی ہیں یہ شکل گلنار کے گاتا ہے بجاتا ہے ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہے بادشاہ اسلام بھی اپنے پاس تخلیہ میں اسکو بٹھاتے ہیں ہر روز قصد کرتے ہیں تا بہ اغلال جاؤں جا کر اسکو وہیں ماروں فیروزہ انکو منع کرتا ہے کہ آقا ابھی تامل فرمایئے زخم کو صحت ہولے تو حضور کو اختیار ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہیں ایک ہفتہ اسی معرکہ میں گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے باغ میں ٹہلتے ہوئے ایک چمن میں آ نکلے دیکھا ایک بادبان عربی کو وہ سر پر کوہ کفل لوہے کی بیڑیوں میں بندھی ہوئی زنجیروں سے

جھاڑی ہو گئی فراٹے بھر رہی ہی اور سم مار مار کے زمین میں گڑھے ڈال دیے ہیں ملکہ نے منع کیا
کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت خونی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے
اسکو خرید لیا ہی اسطرح کی خونی ہی کہ اُسنے کئی سائیس مار ڈالے کئی چابکسوار اسکے ہاتھ سے راہی
ملک عدم ہوئے ہیں گھاس بمشکل دیجاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھاس قریب سے دے سعد
نے ہاتھ ملکہ سے چھڑا لیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوئے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشہ جرأت
کب مانتے ہیں ملکہ تو بیٹھ گئیں کہتی ہیں صاحب یہ کمبخت ایسا نہو کہ شانہ پا جاے تو چبا لیگی
لیکن بادشاہ اسلام چمکارتے ہوئے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف
بادشاہ کے دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپنے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے
سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیوں صاحب اسکا زین و لجام بھی ہی ملکہ نے
کہا بس چلے آئیے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہیں ہی زین و لجام تو موجود ہی نہیں معلوم آپنے کیا
خوف کیا کہ رہ رہ کے چہرہ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین و لجام ضرور منگاؤ کنیزیں زین و لجام
اُٹھا کے لائیں سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منھہ پر چڑھایا جست کر کے
پشت پر سوار ہوئے مادیان طرارے بھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جست کی دیوار پھرا گئی
بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آکے پکارا اے شہریار بس پلٹ آئیے
سعد نے گھوڑی کو پلٹایا باغ میں تشریف لائے اُسی طرح اسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہوا کرینگے
ملکہ نے عرض کی اے شہریار اسوقت یہ مادیان آپکی دم میں تھی ورنہ ایسا ہو حضور کو آزار
پہونچا دے سعد نے کہا ملکہ ہمکو یہ آزار نہ پہونچا سکیگی ہمیشہ مسخر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام
اُس مادیان پر سوار ہو کے باہر باغ کے بھی آتے ہیں ملکہ جب قسمیں دلاتی ہیں تب پھر لاتے ہیں
مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہر دم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیہ میں اپنے
پاس بلاتے ہیں اور دیر تک باتیں کیا کرتے ہیں ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا
اری گلرنگ کو بلا لا وہ کنیز آ کے گلرنگ کو بلا لے گئی ملکہ [illegible] طلسمی [illegible] پوشش کیے چھپ کے
چلیں کہ دیکھوں تنہائی میں کیا باتیں کرتے ہیں لگا کے کمرے کے باہر کھڑی ہوئیں فیروزہ اندر
آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا ای دوست صادق و ای مصاحب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ اعلا میں

جاؤں بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نور الدہر کا سامان کروں فیروزہ نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ دو چار روز اور توقف فرمایئے زخم بخوبی خشک ہو جائے دیر تک یہی صلاحیں رہیں ملکہ نے یہ سب باتیں سنیں یا تو یہ بدگمانی تھی کہ گلنگ کو تخلیہ میں کیوں بلاتے ہیں یا اب یہ پتا چلتا ہوا کہ یہ تو عیار ہے شہریار کا ملکہ ہنستی ہوئیں اندر کمرے کے آئیں نام تو انکا سن ہی چکی تھیں کہا کیوں بھیا فیروزہ تمنے ہماری گلنگ کو کیا کیا فیروزہ نے بتایا کہ فلاں مکان میں ہے ملکہ نے اسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار ضرور اغلال کی بارگاہ میں جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوے پھرتے پھراتے جو آسن دبایا گھوڑی کو فوراً اسکے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اڑاتے ہوے چلے اب وہ وقت ہے کہ اغلال اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے کئی سو پہلوان گرد ہیں یہی فکر کر رہا ہے ہرکاروں پر غصہ ہے کہ تمنے اتنا سا پتہ نہیں لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہاں گرا اسکا گرد اڑا ہوا ہے یہی کہ رہا ہے کہ دیہات میں جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اسکو اپنے دامن میں پناہ دی ہوگی اگر مجھکو پتہ مل جائے تو گاؤں کو پھونک دوں اس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤں میرے ہاتھ سے اسنے زخم کاری کھایا ہے اگر کسی جنگل میں تڑپ کے مر گیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوے کہ اب ہم دیہات و قریات میں جاتے ہیں اور مفصل خبر لاتے ہیں اغلال اپنے پہلوانوں کے سامنے اپنی جرأت بگھار رہا ہے کہ رہا ہے اس جوان کو قتل کر دوں تو طلسم کشا کو تلاش کروں اسکی مشکیں باندھ کے بدولت ہفت پیکر روانہ کروں لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوے آتے ہیں ہرکارے پلٹے اغلال شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہے یا کسی جانب بھاگا جاتا ہے زخم کا سر پر کہیں نام بھی نہیں صرف ایک ہی سوار ساتھ ہے اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم سنتے ہی گینڈا تیار کر کے لائے بادشاہ اسلام دربار گاہ اغلال پہونچے مع مرکب اندر چلے دربان سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوانان دوران کا ہے گھوڑے سے اتر پیادہ یا گھوڑے کو یہاں رکھ دو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہریار مرکب سے کود کے

فرمایا دیکھو ہم اندر جاتے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال نے پوچھا یہ کیا ہے یہ ہی ہرکاروں نے عرض کی صفائی شکست از بدست سعد شہریار سے درگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آکے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجکو مار ڈالا تھا مگر خدا نے مجھے زندہ کیا آ کہ تو ہی اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ سلیمان کس قدر گستاخی کر رہا ہے اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا پڑے سعد نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان پڑے مارے گئے آخر لڑتے بھڑتے ہوئے تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کے اُچھاد سے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے بازو بڑھا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہو تلوار چھین لوں سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈالا ایک نعرہ مارا کہ سر اغلال کا زمین سے ہل گیا کشتی ہونے لگی سعد نے بوسکے پیچ پہ گھیر کر دے مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گرا بادشاہ کو دکھائی پیدا ہوے ارشاد فرمایا شناخت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہے اغلال نے کہا اللہ کو جانتا ہوں میری جان او ہفت پیکر پر نثار ہیں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے کھینچا مع نرخرے سے گردن کھینچ لی بال تھام کے سر اس کو دستار کے دوال میں باندھا لٹکائے ہوئے چلے جب باہر آئے کل فوج نے گھیر لیا سعد لڑ رہے ہیں ایسا تیغ چلانے لگے ہزار ہا سر بے تن ہو گئے کس کس سے اپنے کو بچائیں اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک یا دو جسم پر لگیں پشت و پہلو سے خون جاری ہے سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلیں گے بیتاب ہو کے پکارا کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچا لے نظم

انقلاب دور دوران ہست در قبضت مدام ہیچ کس را نیست در فرمان او جاے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی
دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر دو دل ہر بدن صانع عالم توئی اے خالق چون و چگون

روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روئے خزان وگاہ از رنگ بہار گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار
گاہ کثرت را بے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی

سوئے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون
گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہو کر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھبرا اٹھا ایسے ہوئے ہوا سب کمندیں اور زنجیریں لیکر چلے ہیں کہ پکڑ کے گرفتار کر لیں ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش عیار مثل گلدستہ کے رکاب میں ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آ کے مرصع پوش گرا فوجوں کو درہم و برہم کر دیا لڑتا بھڑتا نقابدار شیرانہ و ہنگامہ قریب سعد شہریار کے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائیں بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوئے فرمایا اے نقابدار بہادر تم نے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرہ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت دکھاؤ نقابدار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہے کہ پناہ گاہ عالی پر احسان کروں آپ بادشاہ لشکر اسلام ہیں مقبول ولیاسے خاص و عام ہیں شکل صورت دکھانیکا نہیں ہے انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہے کہ پردہ دوئی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیاز مند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خدمت میں حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوئے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائیں غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب سراغلال کا شکار بند میں باندھے ہوئے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہاں تھوڑے عرصے میں فوج کو

[illegible]

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے مین کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید مین تھے اُنکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر مین رہین بادشاہ اسلام او رایک مقام پر گئے ہوے ہین کارنمایان کرکے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان مقناطیس لعبہ جانے بادشاہ اسلام کے دماغ پر بیتاب کھڑی کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اُس ظالم کے گئے ہین خدا اُنکی جان بچائی تو

نظم

یہ نوبت ہی غم سے عجب حالت ہی
ہوتا ہی آہ صبح سے داغ اور شعلہ زن
یہ جام جم ہوا قدح گل نہو سکا
نفرت تھی اسقدر کہ نہ ٹھہرے دم سحر
نظارہ جیسے جانب سنبل نہو سکا
ہجر بتان مین تجکو ہی موہن تلاش رنج

کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہو سکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہو سکا
کہتے ہین کاش ہی گلا اپنے سے تھی
یاس درازی شب کاکل نہو سکا
تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا
غم پر حرام قرار تحمل نہو سکا

ہین جا نکر حریف تغافل نہو سکا
اُسنے جو دل کو منھ نہ لگایا وہ غم ہی
دشمن جو ہم ترانۂ بلبل نہو سکا
وہ عکس زلف چشم عدو مین پڑا نہو
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہو سکا

کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ نہ گھبرائین بخیر و عافیت آئینگے اعلال کی کیا مجال ہی کہ اُنسے مقابلہ کرسکے وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی وہ سمجھا کیا اُنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہین صاحبو مین کیا کہون جی چاہتا ہی کہ مین بھی نکلجاؤن اُنکے ساتھ جاکر مصروف جنگ ہون افسوس ہی میری بیقراری کا خیال نہ کیا ایسے بدمرکب پر سوار ہوکے چلے گئے ایسا نہو بدلگامی کرے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو وہ ملعون جلساز و دغاباز کل فوج کو حکم دیدے تین سو فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہین اور کیہم وہ یکہ و تنہا ہین اُنکو ظالمون کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزین سمجھا رہی ہین بعض آگے بڑھ بڑھ کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری لو مبارک ہو شہریار تشریف لاتے ہین مگر دریاے خون مین نہائے ہوے ہین فیروزہ بن عمرو ساتھ ہے ملکہ گھبراکر باہر نکل آئین کنیزون سے کہا مین اُنکو بخیریت دیکھون تو مین تمہارا منھ موتیون سے بھرون یہ کہہ رہی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا سب شہریار رم سی مادیان بحری پر سوار تختے خون کے سینے پر جمے ہوے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہین ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوے دیکھا دوڑکر رکاب سے لپٹ گئین کہا اے شہریار گھوڑی سے اُتر لیں مین تو دیکھون کہ حضور نے زخم کاری

تو نہین کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہین ملکہ کوئی زخم نہین کھایا یہ کہکر سعد
گھوڑی سے اترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم اور کا پوچھنے لگین سعد شہریار کا ہاتھ پکڑے ہوے
لیکر باغ مین آئے سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈال دیا کہا یہ آپکے دشمن کا سر ہی جسنے اپنے
نزدیک ہمکو قتل کیا تھا ہمکو تو خدا نے تمہاری وجہ سے بچایا ملکہ سمجھا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہین
اگر تم ہمکو اٹھا کر نہ لاتین تو کیونکر جان بچتی شیران صحرا لاش کو کھا جاتے ملکہ نے کہا آپ جیسے اقبال
مین آپکی اقبال مندی کے سبب سے سب سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا ہی
ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک حال کیا لیکن اب تمکو مناسب ہی کہ مقدمہ رہائی
ایرج و نور الدہر کی کوشش کرو ملکہ نے کہا مین جان و دل سے برائے خدمتگزاری موجود ہون
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نور الدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو یہ
درپیش ہی کہ آپکے پاس کوئی ایسی شی نہین کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرے جب تک ایسا نہوگا قصر عشرت مین
داخل ہونا غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا مین اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد پہلوی مین ملکہ کے بیٹھے باتین
فیروزہ نگار رہا ہی کہ شب آگے ہوے ابر آسمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ کل ہم شکار کو جاینگے
دل بہت گھبراتا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ پہلے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر ہین بوقت صبح نماز سے فراغت
حاصل کرکے بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود
ہمرکاب پہلے قراول ہمراہ شکار صحرا مین آکر چوب طبل باز گشت پر چوب پڑی جانوران ہوائی چھوٹنے
لگے باز بحری جرے چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک بقدر شکار طائران ہوائی کا
کیا کہ ادلے پہر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا ای فیروزہ اس صحرا مین آہو نہین فیروزہ
نے عرض کی گنواروں کو بھیجا ہی وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑتے
ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہان سے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہی وہان کئی سو آہو چرتے ہین سعد نے
فرمایا گھوڑے چھوڑ کر چلو اسی وقت گھوڑوں کو دوڑا کے آئے اس مقام کو گھیر فرمایا بیچ مین جو نزدیک
آئے ہم شکار کرینگے باقی آہو تمکو اختیار ہی یہ کہکر گھوڑے دوڑائے وہ نر دی ہمسامنے
سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ تھوڑی
مرکب کی دم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا تیر سے شکار کرون آہو چوکڑی بھر کے

نکل گیا پھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان ہوئے ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا ذرا رکا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچ کر قریب دامن کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی مقام پر ڈال دیا ترکش سے سیخیں نکالیں کباب لگا کر رکھ دیئے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھواں سب نکل گیا سیخیں آہنی لگا دیں جب کباب تیار ہوئے پڑیا نمک مرچ کی ترکش سے نکالی کباب نوش فرمائے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری کان میں آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران ہوئے کہ کون اِس وقت پروردگار کر رہا ہے دل اُس آواز پہ متوجہ ہوئے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہے بس شہریار تلوار لیکر اُٹھے گھاٹیوں کو طے کرتے ہوئے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک حجرہ ہے اُسمیں ایک عبادت گذار بیٹھا ہوا تسبیح خوانی میں مصروف ہے بادشاہ ٹہلتے ہوئے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے بادشاہ اسلام سلام تم پر ہو ہم تمہارے مشتاق تھے تشریف لائیے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے کے پہونچایا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو میں بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام خوف میں آپ کا کیونکر گذر ہوتا ہے درویش نے کہا بابا وہ رزاق مطلق کارساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانہ پہونچاتا ہے دونوں وقت پر لطف کھانا پہونچتا ہے بادشاہ نے کہا آپ عبادت گذار خاص ہیں آپ کو پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہے جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پہ لیے آیا اور سامنے درویش کے رکھ دیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب مجلّد نکالی اُسمیں سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے آپ پہ سحر تاثیر نہ کریگا جانتک ہوسکے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کیجئے گا تا فتح طلسم ہفت پیکر اسکو اپنے پاس رکھیے گا ہر چند کہ فتح طلسم ہفت پیکر رستم سے متعلق ہے لیکن آپ اور صاحبقران سلیمان و مددگار طلسم کشا ہیں بہت کام ہفت پیکر سے متعلق ہیں انکا فتح ہونا واجب لازم ہے

اب اپنے کو کوہ مقناطیس پر پہونچا ہیے بادشاہ پہردن چڑھے اُس درویش سے رخصت ہوئے اسکے ہاتھ اُٹھا کے دعائیں دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوئے زیر کوہ آئے پشت مرکب پر سوار ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہونچا اور چند سپاہی شاہ کو تلاش کرتے ہوئے آتے کہ صحرا سے آواز آئی اے بادشاہ کہاں جاتے ہو شاہ نے مڑ کے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ ہاتھ میں قریب بادشاہ کے آیا آکر گولہ مارا بادشاہ نے ہاتھ اُٹھا دیا گولہ فوراً پھینک گر گیا کچھ سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی ساحر نے چاہا بھاگے کہ بادشاہ پیر گردن بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار نکل گیا بادشاہ نے اُسکو نیزے پر بلند کیا اُٹھا کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرتے ہی ساحر کے صدائیں ہیبتناک آئیں اور غرض کے آواز آئی کشتی مرا نام من بیابان جادو بود مار کر اُسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ میں مقناطیس کے چلکر رہائی ایرج اور نور الدہر کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہونچایا ہے بادشاہ شکار سے پلٹ کے باغ میں ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بیقرار سوئی نہیں دروازے پر باغ کے کھڑی ہیں دم بدم فرماتی ہیں کہ نہیں معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہیں معلوم کہاں رہے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ آتے ہیں ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئیں رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا کہ شہریار شب کو کہاں رہے بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک درویش جگر ریش عابد زاہد کامل و اکمل ملا اُسنے دیا کہ اُس پر سحر تاثیر نہیں کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوئے باغ میں آئیں جلسہ آراستہ ہوا اسعد نے فرمایا کہ اے ملکہ عالم ہم چاہتے ہیں کہ کوہ مقناطیس پر جائیں مقناطیس نے عرض کی پہلے میں جاکے ہفت پیکر سے تدبیر رہائی دریافت کروں تب آپ سے عرض کروں بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ عالم اگر ٹالنا چاہتی ہو تو میں قبول نہ کرونگا مع لشکر ساتھ ہی اسکو لیکر کوہ مقناطیس پر پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و نور الدہر کو رہا کر لونگا تب وہاں سے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائیں میں جاکر اُس سے دریافت کرتی ہوں اور دریافت کرکے آپ سے عرض کرتی ہوں تب آپ اُس طرف چلیں میں تو جانتی ہوں کہ تھی کہ کوہ کا اختیار تو آئندہ نہیں معلوم کیا ہوا اور پھر کسی کو اختیار ہو قصر عشرت کا یہ

رنگ ہی کہ کبھی کھلتا ہی جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی سطح بند ہو جاتا ہی کہ مین بھی بمشکل جاتی ہون مین حیران ہون وہ کون ذی اختیار ہی کہ جو مجکو روکتا ہی دو دو دن اکثر قیدیون کو دیکھنے کو ترستی ہون آج جاکے دریافت کرونگی یہ کہکر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہوئین اکیلی چلین یہان ہفت پیکر دن بھر پہاڑ پر جشن کرتا ہی شب کو پرا ہی کوہ سقناطلیس ہی اُسپر جاکے رہتا ہی کہ ملکہ طاؤس اڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہونچین آواز آئی کون آتا ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ کنیز خداوند کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہی ہوا ابر جھکا ملکہ کی آنکھین بند ہوئین وہ ابر اُٹھا کر ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی سقناطلیس کیا کہنا چاہتی ہی سقناطلیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجکو یہان کون لایا اُٹھ کے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہی امیدوار ہون صاف صاف مجکو حال معلوم ہو ہفت پیکر نے کہا بیان کر کیسی راز کا تجسے انکار نہین ہی سقناطلیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر عشرت مین بلا تکلف چلی جاتی ہی کبھی دو دو دن نہین جا سکتی مجکو حال نہین معلوم ہوا قیدیون کو پر کیا گذری امیدوار ہون کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجکو کون روکتا ہی کہ مین نہین جا سکتی ہون ہفت پیکر نے کہا سنجوار جادو و سمر شاہ جادو دونون نہین ہین کہ وہ بھی قصر عشرت کی منتظر ہین جب وہ قصد کرتی ہین تمکو روکتی ہین وہی دونون معشوق بنکر سامنے اُن دونون کے حاضر ہوتی ہین ایسی نگاہ ڈالتی ہین کہ دونون قیدی بیتاب ہو جاتے ہین اسی کے مشتاق رہتے ہین کہ یہا دونون معشوقین آئین جب تک وہ دونون قتل نہ ہونگی تمھارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ کوہ سمن آرا پر رہتی ہین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے اُنکی صحبت مین اُنکو قتل کرے تب تم قصر عشرت مین بلا تکلف جا سکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ کہکر ہفت پیکر خاموش ہو رہا سقناطلیس نے عرض کی کیا سبب ہی کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا ہی سب ہفت پیکر نے بغصہ جواب دیا ای سقناطلیس تو اس طرح پوچھ رہی ہی کہ گویا سنجوار و سمر شاہ کے قتل کا ارادہ رکھتی ہی سقناطلیس تھرا گئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اسپر کھل جائے اور ابھی قید کرلے مگر اسکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جانا کیا معنی راہ مین کوئی بڑا ساحر ہی کہ اُسنے راہ کو بند کر دیا ہی سقناطلیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہو کر

پلٹی دل مین کہتی ہی کہ اب مین شہریار سے جا کے کیا کہون سمجھتی کیونکہ طیو ہو سیخوار و سرشار کیونکر قتل ہون کہ وہ سمن آرا تک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے ہوے تھے مقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیون ای ملکۂ عالم چلین مقناطیس نے عرض کی ای شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر مجھسے بدگمانی کرنے لگا مجکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرلے فیروزہ بنت عمرو تڑپ کر اٹھا کہا ای شہریار حضور لشکر لیکر آئین مین آگے بڑھکر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بھی فتنہ کا منتظر ہی اسوجہ سے مقناطیس کو تامل ہوا مین سب دریافت کرونگا رہائی اُن شیرون کی قبضے مین مقناطیس کے نہین ہی اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہی غلام سب دریافت کرلیگا بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر پہنچتے ہین مگر تمہی جس وقت پہنچا سب جانا آنا جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا آپ اس معرکہ عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جسکا رستہ بالکل تباہ ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان پہنچینگے راستے مین ہزار ہا صعوبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی نظم

زندگی کردیگا ہجر اُن سے دل ناکام تلخ
عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ

میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایک دن دلدار نے
کر دیے شوریدہ بختی نے مری بادام تلخ

خار خار بیکسی نے کر رکھا ہی بیقرار
خواب و خور ہی تجھ بغیر ای ساقی گلفام تلخ

ذائقہ تبدیل ہو فرقت کا وہ بدبخت ہون
شہد ہو تو کر دے اُسکو بھی شامت ایام تلخ

منھ بنا کے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو
کچھ نہ کچھ سمجھا زبانی یار نے پیغام تلخ

[illegible] سے پیے گر مریض غم یار
ہو گئے افیون سے زیادہ شیرہ بادام تلخ

شیشہ کو سودائیون کو کیا دین کچھ جو ہو دل کو قرار
ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ

طاق مین رکھے ہے شیشہ اور پیالہ توڑ کر
ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام تلخ

مار ڈالا تو نے شیرین لب [illegible]
بھیجا کیون اُس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

ای شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اس معرکہ عظیم پہ جاتے ہین جسکو مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ سیخوار و سرشار دو بہنین ہین وہ منتظم ہین کہ مجھپر بھی اُنکا

کھٹکا

دھوکہ چل جاتا ہے جب قریب قیدخانہ جاتی ہوں مہیخوار و سرشار اُنکا نام ہے مبہوت ہو جاتی ہوں راستہ قیدخانے کا نہیں ملتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہوں اگر میں آپکو لیگئی اور راستہ نہ ملا تو بھید ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجھکو قید کرلیگا میں نے اسطرح سے ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسنے صاف صاف مجھ سے کہا کہ کیا مہیخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ ہے لیکن اتنا چارہ کافی ہے کہ وہ دونوں بہنیں کوہ سمن آرا پہ رہتی ہیں مگر پہاڑ پہ جانا دشوار ہے کوئی اور لیجانے والا ہو فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم تم نہ گھبراؤ میں سب دریافت کرلونگا اور پہنچے آقا کو بحفاظت کوہ سمن آرا پہ لیجاؤنگا شہریار کو کچھ نہ کہئیے مقناطیس نے کہا خواہ میرا حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجھکو قید کرے میں ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پہ پہنچاؤنگی اُن دونوں سے کسی طرح میں سحر میں پایہ کم نہیں رکھتی ہوں مگر قیدخانے میں اُنکا انتظام سخت ہے وہاں کچھ زور میرا نہیں چلتا لیکن پہاڑ میں اُنسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہے تو دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا اُنکو مٹا ڈالونگی سعد شہریار ملکہ مقناطیس سے رخصت ہوئے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہاں اہل لشکر جب سردار لقا پارہ سے رخصت ہوئے تو لقا پارہ نے مرکب خنگ سیاہ قرطاس بھی سرداروں کے ہمراہ کردیا سب سرداروں نے آپکے استقبال کیا اب خبر مشہور ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا قصہ ہے کہ فیروزہ شب کو شہریار سے رخصت ہوا تنہا سے یاری لگا کر رات ہی کو نکل گیا جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے کہ ایک صحرا میں پہنچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ ملک سے آ لاجواب عندلیبان خوشنوا درختوں پر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ان چمن کی رعنائی و زیبائی اپنا قمریاں بر سر نخل سرو طوق محبت بگلو کو کو کر رہی ہیں گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈھتی ہیں اشتیاق رکھتی ہیں یہ زمزمہ سرائی ہر غنچہ گلوں سے اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہے

نظم

ہر پتی بوٹے کو ہم اک گلشن آرا دیکھتے — مثل بلبل گل کو بھی ہیں جسکے شیدا دیکھتے
پھیر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال — اک نظر ہوتے اگر اس بت کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہے ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا — مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

فیروزہ نے جو یہ صحرائے سبزہ زار دیکھا کمسنی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بالا ایک کان مین انگوٹھی آب روان کا کرتا مشروع کا پاجا پہن کر اور زردوزی جوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا رات بھر اس صحرا مین گانا جنگل مین سناٹا ہوگیا اس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پہ سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان تو [illegible] پھر دین کے سرون مین گا رہا ہے خونخوار صدا سنکر بیتاب ہوگیا اسی طرف تخت اڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ بشکل ایک طفل حسین ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہے طائران ہوا پرون کا سر پہ سایہ کیے ہوئے ہین وہ طفل حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہے خونخوار دیکھا یہ صورت اس طفل پہ پارہ کی بیتاب ہوگیا دل سے کہتا ہے کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے قلم قدرت ہاتھ مین تھا جو صورت چاہی بنائی تقدیر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہے کہ نظم

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہے
بتون مین بھی غل ہے خدا ایک ہے
عدم ابتدا ہے عدم انتہا
یہ آئینۂ حق نما ایک ہے
مآل سخن ذکر ہے یار کا ❀
یہان مسند و بوریا ایک ہے
فضیلت کی ایک کو ایک پر
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہے
نہ آنا تو وحشی زلف کے پیچ مین
گلی اسکی اور کربلا ایک ہے
کہوگے جو کچھ تو سنوگے کبھی رنگ

ہزارون مین وہ دلربا ایک ہے
برابر ہے اپنا وجود و عدم
مری ابتدا انتہا ایک ہے
جہان مین ہین غافل بہت سے طریق
کرو سو طرح مدعا ایک ہے
کہان اس کے آگے کسی کا فروغ
غرض ایک سے یان ہوا ایک ہے
ہے انبوہ عشاق لیلیٰ کے گھر
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہے
دودلی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
ہنسی مین ہین تو شاہ و گدا ایک ہے

خداوند ارض و سما ایک ہے
ہماری بقا اور فنا ایک ہے
ذرا غور سے مرأت دل کو دیکھ
نکل راہ صدق و صفا ایک ہے
محل فقر کا ہے عجائب مقام
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہے
جفاکار و وفادار کا خوب جھیل
مریض اپنی دار الشفا ایک ہے
ہزارون شہید محبت ہین وقت
زبان ایک ہے اور جدا ایک ہے
اسطرح کے اشعار پڑھ کے اب

سوچنے لگا دل سے کہتا ہے یہ معشوق بچہ اس لائق ہے کہ اسکی صحبت مین رہیے عیش و عشرتون کا جلسہ ہو یہ بیٹھا گانے کے دل نذر عشق کے قریب آ کر ٹھہرا یہ سوچکے یہین سے اسنے سحر کیا کہ فیروزہ کی آنکھین بند ہونے لگین یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر کرکے

اوٹھا لیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اوسمین لا کے فیروزہ کو اوتارا کنیزین گرد بیٹھائین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان ہونے پائے اسکو کوہ سمن آرا یہین ہے میخوار و سرشار معشوقان پریچہرو اسکے گانے سے بہت خوش ہونگی یہ کہکر کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ ہوشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی دل لگی کرنے لگا اور پوچھا مجھکو یہان کون لایا کنیزون نے کہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادہ کیش و شوخ سرمست وہ تمکو بیابان جنگل سے اوٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ پائیگا دو معشوقین ہمارے افسر اعلا کی میخوار و سرشار کہ بالاے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ نام کوہ سمن آرا سنکر بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہوا کہ فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہونچینگے میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اس جلسے مین شریک ہون اور ملکہ مقدسا طلسمی بھی موجود ہون اوسوقت لطف ہو فیروزہ پہلے تو رویا کنیزون سے کہتا تھا مین اپنے مان باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبراؤ شہنشاہ تمکو جہان سے لائے ہین وہین پہونچا دینگے فیروزہ بہلنے لگا کنیزون سے چہل کر رہا ہے کبھی اچک کے کسی کی گود مین بیٹھ گیا خالہ امان کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہو تم ہماری دلھن ہو ہمین دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہون دلہن دلہن تیلے ہوتے جاتے ہین مان نے کہدیا تھا کہ اے نور نظر جب تم دلھن کا دودھ پیو گے تب تیار ہوگے شکر کرتا ہون کہ نیکے دلھن تو دودھ والی ملی دودھ تو پلانے پڑے ہین لیکن جو انھین دودھ کبھی ہو کہ سیرا پیٹ بھر سے کنیزین ان باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دلھن کا دودھ پیگا فیروزہ ہنسی کی باتین کرتا ہے کنیزین لوٹی جاتی ہین بعض بعض آوازے کستی ہین خونخوار جو باہر آیا کنیزون کو بلا کر پوچھا لڑکے کا کیا حال ہے وہ تو خوش ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب سمجھایا آپکے اوصاف بیان کیے کہ نہایت قدردان ہین تب چپ ہوا اور اب ہم سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے دن تو یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جما کے بیٹھا کنیزون سے کہا اوس لڑکے کو لاؤ کہو نہا دھو تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھکر گالے کنیزون نے آکے

پوچھا میاں صاحبزادے تمھارا کیا نام ہے فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگستان دراز کہتے ہیں اتنی اتنی بڑی باتیں لیتا ہوں کہ اگر ناپوں تو دس بارہ گز سے کم نہ ہوں کنیز نے کہا میاں نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہیں فیروزہ طنبورا ہاتھ میں لیے ہوے محفل میں آیا دیکھا خوشخوار ابلق سوار مسند پہ بیٹھا ہے تاج سر پہ رکھے ہوے کہا میاں نیرنگ آؤ ایسا مجھ تمکو دیکھکے کہ تمھارے ماں باپ بہت خوش ہونگے پھر خوشخوار نے پوچھا کیوں میاں نیرنگ ماں باپ تمھارے زندہ ہیں فیروزہ نے کہا حضور ماں نے انتقال کیا جب ماں بیمار ہوئیں باپ ہمارے گھبرائے ہوے باہر گئے وہاں سے ایک عورت لائے ماں کو ہماری مار ڈالا آخر کو ایک گڑھے میں جا کے ڈال دیا یقین ہے ماں ہماری گل گئی ہوگی گھر تو بڑا سا ہے ایک کوٹھری میں رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی ماں کی قبر پہ جاتے ہیں کچھ آواز نہیں آتی ہیں لاکے روتا ہوں جو اب نہیں دیکھیں بڑے میاں روز نئی عورت لاتے ہیں رات کو اُسکے پاس سوتے ہیں صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہیں انھیں کو ہزار بار روکے بیٹھا ہوں مگر بڑے میاں جیسے جلتے ہیں دن میں وہی پیالے ہیں کہ مست ہو جاتے ہیں انکو کبھی آپکی صحبت میں لاؤنگا خوشخوار ابلق سوار نے کہا اب کاہے زیادہ باتیں نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلائینگے فیروزہ نے فوراً طنبورا اُٹھایا اسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا

نظم

دل لگی پھیروں سے بیجا ہے مری جان چھوڑ دے
عاشق جانانہ کیونکر کوے جاناں چھوڑ دے
یہ نہیں کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر
کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے
تنگ ہوں دق ہوں کوئی دم میں نکل جائیگا دم
غیر مکار ہے جو کہدو لوں گھر تیرا او بد شعار
غمزہ بیجا نہیں اُٹھتے بیٹھکا جاتا ہے دل
پھر کہیں سوں میں نہ گیسو میں ترکا قید شود
طوق پہنیں گے گلے میں مثل قمری پھیلکر

ماں کہتا ہے ووے تیرے قربان چھوڑ دے
اپنا گھر کس طرح سے نیرستان چھوڑ دے
دو گھڑی کو یہ جہانگشت بیاباں چھوڑ دے
گر تو بیٹھے تجھے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے
چھوڑ دے دوست جوانی پیر اگر یاں چھوڑ دے
مجھکو جنت میں اگر لیجائے رضوان چھوڑ دے
گر میاں ابھی تو اک مہر درخشاں چھوڑ دے
چھوڑ دے بھگوا اپنا اونا مسلمان چھوڑ دے
ناز کی رفتار اور سرو خراماں چھوڑ دے

حسن کا جویا ہوں مدت سے ہیں دلوا مزاج	مجکو پریوں کے اکھاڑے میں سلیمان چھوڑ دو
یوں بھلائی دل سے یاد صحبت رخسار رنگ	حفظ کرکے جس طرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

فیروزہ بڑے لطف سے بیٹھا ہوا گا رہا ہے تمام اہل محفل بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں تعریفیں بار کی کر رہے ہیں کنیزیں کہتی ہیں کہ کئی گانے والیاں یہاں آئیں اور کیسا کیسا گائیں لیکن یہ لڑکا کیا خوب گاتا بجاتا ہے بتاتا بھی قیامت کا ہے ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہیں حقیقت میں کچھ شبہ ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر ایک ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکہ عالم تشریف لاتی ہیں ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہے وہ ابر قریب آکے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیاں تخت پر سوار گرد چند کنیزیں آکے تخت اترا خونخوار کھڑا ہوگیا کہا اے سرشاران اقلیم حسن و جمال شوق کیونکر آنا ہوا دونوں نے جواب دیا اسوقت صحبت میں بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال میں آیا کہ چلکر صحبت خونخوار کو دیکھیں یہ آج صحبت میں کیا جلسہ ہے خونخوار نے کہا اے ملکہ عالم یہ لڑکا گوئیے کا جو آیا ہے خوب ہی گاتا ہے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہے تمہارے یہاں صحبت میں لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے مےخوار و سرشار دونوں نے گانا لڑکے کا سنا شکر کہا اے خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم بھی آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک مےخوار و سرشار دونوں ٹھہریں آخر خونخوار سے رخصت ہوکے اسی وقت تخت پر سوار ہوئیں ابر سرخ میں چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئیں دوسرے دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اسی ابر سیاہ میں طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہاں مےخوار و سرشار جلسہ آراستہ پیراستہ کرکے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کر رہی ہیں آپس میں کہہ رہی ہیں کہ خونخوار نے کیا وعدہ کیا ممکن کیا ہے آج اسکو کبھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا مےخوار و سرشار بہر استقبال خونخوار اٹھیں مےخوار و سرشار نے کہا کیوں میاں خیر تک تمہارا مزاج تو اچھا ہے فیروزہ نے کہا آپ لوگوں کے حق میں دعا مانگا کیا کرتا ہوں یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت میں بیٹھا طنبورا اٹھا لیا طنبورا ملایا اور یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

عنایت کی نظر ہم پر نہیں ہے
نہیں ہیں جو چھپاتی آہ و زاری
رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پہ
فریب یار ثابت ہے مجھے بھی
میں فرقت میں گلا کاٹونگا اپنا
اٹھاؤں ناز کیونکر بت کے یارو
حسینوں کی محبت چھوڑا ہے دل
ہماری جانکنی پر ہنستے ہیں +
نہ بھڑکا آتش شوق او محبت
سمجھایا ہے جو کچھ غیروں نے وہ جب
نہ دے تکلیف تو فرقت میں ساقی
بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف
میں رویا دیکھ کر رتبہ مشفق وہ

وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہیں ہے
محبت یار سے کیونکر نہیں ہے
سرک جاتے ہے ایسا سر نہیں ہے
مگر قابو مرا دل پر نہیں ہے
چھری لاؤ اگر خنجر نہیں ہے
کلیجہ ہے مرا پتھر نہیں ہے
ترا یہ شغل بھی بہتر نہیں ہے
تجھے خوف خدا کافر نہیں ہے
مرا سینہ ہے کچھ مجمر نہیں ہے
تمہارے واسطے بستر نہیں ہے
یہ جام زہر ہے ساغر نہیں ہے
وہ درد عشق تھا نشتر نہیں ہے
لحد پہ گل کی بھی چادر نہیں ہے

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ مہیار و شمشار تعریفیں کرنے لگیں کہتی تھیں کہ اے نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہے حضور یہ گانا آدھا ہے اگر بڑے میاں ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سنتے اگر بڑے میاں ستار بجاتیں اور میں گاؤں تو پھر بڑے کمال ظاہر ہوں وہ بڑا استاد گویے ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اُنکے ہونے پر موقوف ہیں وہ باتیں غلام کی زبان سے نہیں نکلتیں مہیار و شمشار نے کہا کہ میاں نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمہارے گانے نے اُنکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم میں جاؤں تو اُنکو بلا کر لاؤں جس دن وہ آئینگے اُس دن محفل میں ایک سماں ہوگا سب کام میں ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوئے ہیں اُنکے ہاتھ پاؤں سے نہیں ہو سکتا مگر میں اُنکے اشاروں پہ کام کرونگا اُنکا صحبت میں ہونا کافی ہے تماشبین کے واسطے ہوتے ہیں دروازے پہ ہمارے ملکہ کا پہرہ ہے جو تمہا کو یا ارادہ کرتا ہے ہمارے دروازے تک

آکر درخت سے پتیان توڑ توڑ کر کھالیتا ہی تب اُسے گانا آتا ہی ابتک ہمارے گھر کا یہ فخر ہے اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خونخوار سے کہا میان نیرنگ حقیقت یہ ہی کہ تمھارے باپ بڑے کامل و اکمل ہین فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتایئے کہ مین اپنے باپ تک پہونچون خونخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب بائین پر جاؤ گے وہان پہاڑی جنگل ملیگا جس جنگل مین بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکے وہین آنا ہم بلوالینگے مہخوار و سرشار نے کہا میان نیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسون کو ہم بلا لینگے سب جمع ہون تو ان ساحرون کا جمع ہونا واجب و لازم ہی جب وہ قدر شناس جمع ہون تب تمھارے گانے کی قدر کرین اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن مین جاکر والد کو ڈھونڈہونگا پرسون شام کو مین اُسی نخل کے سایے مین ٹھہرونگا فیروزہ یہ سب باتین کر کے ان سب سے رخصت ہوا تھوڑا راستہ طی کر کے اُسی صحرا مین پہونچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام بڑے کروفر سے آکے پہونچا فیروزہ جا کے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ مین کوہ شمن آرا پہ ہو آیا مہخوار و سرشار بہت مشتاق ہین مین وعدہ کر آیا ہون حضور کو میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتین تو مین آپ کرونگا حضور صرف بیٹھے رہین باقی سب کام مین کرونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف کی صورت بنایا سر پر عمامہ باندھا کرتا چکن کا پہنایا پرانی چال کا مشروع اُسکا پائجامہ بھاری جوتا زردوزی ڈھیلا اتنا پرانا کہ مال تو اسکا اُڑ گیا زردتاگا باقی ہے بادشاہ صورت مین آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوے فرمایا مین اس قطع سے نہ جاؤنگا عیاری کی باتین کیونکر کر سکونگا مین طنبورا کیونکر بجاؤنگا فیروزہ نے کہا آپ زبان نہ ہلائین مین سب کام کرونگا سب کا خاتمہ کر دونگا ایسا نشان ملا اور ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا فرے بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اُسی نخل کے سایے مین فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہو فیروزہ انتظار کر رہا ہی کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھیے خونخوار ابلق سوار آتا ہی نہایت سحر و ساحری مین مشاق شہرۂ آفاق ہی مہخوار و سرشار دونون بہنین اسکی معشوقہ ہین بادشاہ کا رنگ رو متغیر

طنبورا لیے بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ فیروزہ تمنے عجب آفت مین ہمکو پھنسایا ہے دیکھین انجام کیا ہو کہ ابر آنکر پہ سر خنجر لہرایا ابر شق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا کہا اے نیرنگ دعا سے کے تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصہ سے انتظار کر رہی ہے والدہ ماجدہ کو تلاش کر کے لایا ہون اس ضعیفی وقت مین ہر ایک مقام پہ نہین جا سکتے ہین جنگلون مین جایا جہان رہتے ہو وہان جاتے ہین آنکو گانا سناتے ہین مین ڈھونڈھنے چلا جو نکلا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سایے مین باواجان بیٹھے ہین اور جنگل مین ہزارہا یاران سیاہ دانہ رہے جمع ہین بڑے میان صاحب بیٹھے ہوے گا رہے ہین یاران سیاہ کھچے کھڑے ہوے لہرا رہے ہین تھوڑے عرصے مین یاران سیاہ بھاگ گئے اپنے بلون مین گئے ایک ایک روپیہ منہ مین دبا کے لائے بڑے میان کے آگے رکھ رکھکے چلے گئے مین اسوقت انکو بخوشی آمادہ لایا ہون ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی جنگلون مین میری بیت گئے ہر سال بھر کے بعد آتا ہون سال بھر کا خرچ ان سب موذیون سے لیجاتا ہون مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کرون ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا مین نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل مہجوار و سرشار دونون انکی سخاوت مین اسقدر دینگے کہ مال اٹھ نہ سکیگا بڑے میان بمشکل آئے ہین مین سمجھا کے لایا ہون اس عمر مین بڑے ابھی یہی چاہتے ہین جس صحبت مین جاؤن موتیون کے مالے پاؤن خونخوار نے کہا اے نیرنگ نہ گھبراؤ ہم تم دونون باپ بیٹون کو راضی کرینگے مہجوار و سرشار بھی فیاض و سخی ہین اے نیرنگ ایسا کچھ دینگے کہ بڑے میان سب کو بھول جائینگے نیرنگ نے کہا مین بھی ایسا روشنی کرونگا کہ ساری محفل راضی ہو جائے خونخوار نے دونون کو تخت پہ سوار کیا ایکطرف کوہ چمن آرا کے چلا یہان مہجوار و سرشار باغ مین اپنے روشنی کرا رہی ہین جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہین کہ دیکھا ابر آیا ابر اٹھا مہجوار و سرشار نے مصاحبون سے کہا خونخوار تو آتے ہین دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لاتے ہین کہ ابر آکر سامنے بیٹھا دیکھا میان نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوے آگے بڑے میان پیچھے میان نیرنگ مودب بیٹھے ہین باپ کے سر پہ مگس رانی کر رہے ہین مہجوار و سرشار

واسطے استقبال خونخوار کے اُٹھین خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میان اُترے فیروزہ نے بڑھکر مےخوار و سرشار سے کہا بابا ہمارے انتہا کے بدمزاج ہین اس بڑھاپے مین لگانیوالون کے سر کا تاج ہین کوئی اُلٹی بات نہ کرے فساد اُٹھے آنے کی برکت ہی مےخوار و سرشار خوشی خوشی پھر رہی ہین کہتی ہین آج ہمارے یہان وہ نایاب جلسہ ہوگا کہ نہین جو خداوند ہفت پیکر بھی آئین مہگوینہ و شگوینہ کو بھی نامے لکھے ہین شاہزادیان آئینگی بڑے میان تو ایک گوشے مین آ بیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہو صاحبو بڑے میان سے بات نہ کرو ایسا ہو کہ بگڑ جائین کہ آسمان پر ایک ابر گلنار نمایان ہوا دیکھا مہگوینہ و شگوینہ دو شاہزادیان تخت پر سوار ایک ابر گلنار کڑکتا ہوا آکر اسپر بیٹھا مہگوینہ و شگوینہ آکر اُترین مےخوار و سرشار سے دریافت کیا کہو یہ کون آیا ہو جسنے بھی گانے کا حال سنا دل مین شک پیدا ہوا ہی مےخوار بولی ڈرنا ہو کہ ساحر جا بجا چھپتے پھرتے ہین ہر ایک کو یہی خوف ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے چلے پہلوانون سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایسا نہو کہ اُنکا عیار کوئی بنکر آیا ہو ذرا امتحان کرلیجیے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ بلا کے روزگار ہین اُنہین سے کوئی عیار گویے کی شکل بنکر یہان گھس آیا ہو مےخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ کیا کہ خونخوار پکڑ آیا ہو آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لاتے ہین بڑے مزے کا آج جلسہ ہوگا جو تمنے بیان کیا اُسکا ہمین خوف نہین ہر راہ کے نگہبان میان خونخوار موجود ہین عیار ہمارے جلسے مین کیا آسکتا ہی خیر مہگوینہ و شگوینہ نے کہا مےخوار و سرشار یہی کہے گئین کہ ہمارے یہان عیار نہین آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستے سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا مہگوینہ و شگوینہ چپ ہو رہین کہ ناگاہ ابر نمودار ہوی آسمان پر دیکھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہو مےخوار و سرشار نے کہا بی استغنا طلسم آتی ہین یہ متردد ہوا کہ پھر سوچا کہ صاحبان ذرا دیر سے ہین سرشار و مےخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ ضرور ضرور بی استغنا طلسم تم بھی آؤ ہمارے وعدے پر آتی ہین ایسے قریب قصر کے آکے بیٹھا سب نے دیکھا استغنا طلسم تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُتر آئی ہوئی آئین آکے اُترین پہلے بنگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا مےخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے مین بیٹھے ہوئے ہین

گانے میں اسکا مثل و نظیر نہیں ہو لڑکے کو کیسا بتایا گیا فخر سے گاتا ہی ایک لفظ کو ہزار ہزار طرح سے بتاتا ہی اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہی طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہیں شیر کے پہلو میں آکر روباہ بیٹھتا ہی پہلو سے باز میں گنجشک بسا اور شکار سے باز رہتا ہی اور آج تو وعدہ کیا ہو کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائیگا سننے والے خوش ہونگے یہ سنکر مقنا طلیس تو خاموش ہوکر ایک گوشے میں بیٹھی خوشخوار جمال جہان آرا سے مقنا طلیس کو دیکھ رہا ہی کبھی وجد میں آتا ہی کبھی تعریفیں کرتا ہی کبھی مصاحبوں سے کہتا ہی میں تو جمال مقنا طلیس دیکھکر بیتاب ہو گیا یہ دل کی کیفیت ہی

نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہیں
ڈھونڈتا ہے کہ ترا مضمون دہن بیٹھے ہیں

ایک دن ہچکی بھی فرقت میں نہ آئی افسوس
ہمکو بھولے ہوئے یاران وطن بیٹھے ہیں

غش میں آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آتے
کب سے بازار میں لیے اپنا کفن بیٹھے ہیں

بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن
میرے پھولوں میں کئی غنچہ دہن بیٹھے ہیں

نہ اٹھا کوچۂ دلدار سے دم لینے دے
پھر کے بیٹھے ابھی ای چرخ کہن بیٹھے ہیں

خیر اک دن کا ہی زواروں کا اگر کنج [illegible]
جسکے لاکھ پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہیں

باغباں بھولا سمجھتا نہیں بیچارہ ہمیں
آج گلشن میں کئی رشک چمن بیٹھے ہیں

شہدا سمجھے کہ غربت میں وہ راحت پائی
دل سے بھولے ہوئے ہم یاد وطن بیٹھے ہیں

زیر گردوں نہیں آرام کی صورت کوئی
سب اٹھانے کو یہاں رنج و محن بیٹھے ہیں

دل شگفتہ ہو ذرا بات کر ای غنچہ دہن
ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہیں

منتیں دروازے کی آنکے لیے جاتے ہیں مریض
وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہیں

دیکھکر طرز خرام اُس بت وحشی کا ای
چوکڑی بھولے ہوئے اپنی ہرن بیٹھے ہیں

چند باتیں جو لکھی ہیں وہ سنا دے ای رنگین
آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خوشخوار کی سنکے غصے میں پلٹ پڑیں کہا کہ ای خوشخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنیں اتنا جو مقنا طیس نے غصے سے کہا خوشخوار گھبرایا جواب دیا نہایت ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمائیے تو عرض کروں مقنا طلیس نے

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر سقنطلیس حیران حیران طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہو کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہو ای سقنطلیس آ بڑے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہو کہ فرزند عمرو ہو کر سعد شہریار کو نہ لایا اس حیرانی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کرکے اپنے کو بھجوایا سقنطلیس حیران ہوگئی کہ یہ عیار بلا کے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڈھا بنا کر لائے یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا مگر خونخوار نے میخوار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ سقنطلیس سے ہاتھ باندھ کے کہا مین غلام و تابعدار ہون امیدوار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیجیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت رہونگا ملکہ سقنطلیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار سمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر شہریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ و مشکبو کو یہی خیال ہو کہ سقنطلیس کیسی باتین خونخوار سے کر رہی ہو اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہو کہ کلید میخانہ مجھے دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت اٹھائین میگونہ و مشکبو نے اپنے مقام سے اٹھکر سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گویے صاحب آپکو ساقی گری مین بہت بڑا دخل ہو فیروزہ نے دیدہ دلیری کرکے کہا کہ حضور یقین تو ہو کہ مثل میرے کوئی اس کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہو سب شاہزادیان موجود ہین ایکا ایک جام پیین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے سقنطلیس کو نہایت ملال ہوا جواب دیا کہ ای خونخوار اپنے ہوش مین آ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتین کر رہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون آنکی مصاحبون مین مشہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کوہ سمن آرا پر جا کے میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھون کیا رنگ ہو میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر میخانے مین پہونچا تعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت مین آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت مین رکھی فیروزہ نے تو

پاؤن مین گھنگرو باندھے میگونہ و شبگونہ نے سحر کیا گلابیان آپس مین اڑنے لگین لڑ لڑ کر ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اڑی ایک شعلہ اسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اڑگیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ و شبگونہ نے کہا اے میخوار و سرشار اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے یہی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند ہفت پیکر بچائیے دیکھیے شراب اڑگئی گلابیان بھی ٹوٹ گئین صورت گانے والے کی بدلی میخوار و سرشار تو خاموش ہوئین حیران حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغہ برہنہ کھینچکر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون سقناطلیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد سحر نکالکر خونخوار پر کھینچ ماری خونخوار کے پہلو کو توڑکر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑا کر گرا میخوار و سرشار نے کہا اے سقناطلیس یہ کیا کیا سقناطلیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ یہ کیا کیا کہتا تھا صاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ و شبگونہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے جھلا کے اٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا - نعرہ بادشاہ اسلام - منم شاہ شاہان فریدون حشم ہو بہار گلستان کاوس و جم ہو تلوار پکڑکر اہل جلسہ پر چلا چاہتے تھے کسی نے گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولے پر پڑا القوی عطیہ درویش کامل جو انکے بازو پر تھا اسنے اپنا اثر دکھایا گولہ الٹا پلٹا اسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینہ کو اسکے توڑکے پار گذرا فیروزہ بھی خنجر کھینچکر کھڑا ہو گیا کبھی کنیزون کو مارتے اسنے کبھی گرادیا کسی پر خنجر مارا کسی کو چپا سا مارکر گرادیا میخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین مر گئین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا اسلئے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انھون نے بھی سحر کیا اور پکارکر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کہ مسکن آرا ہو دشمن کا اب یہ بھی قبضہ ہوا چاہتا ہی اپنی کنیزون کو بچایئے ہماری مدد کو آیئے کہ یکایک اندھیرا ہوا جب سماں ٹھہرا بادشاہ یا تو مجمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختہ سنگ پر مین کھڑا ہون وہ تختہ سنگ مجکو اڑا لئے جاتا ہی ایک تختہ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اس مقام پر آکر گرے جس مقام سے خونخوار سعد و فیروزہ

کو لیگیا تھا اُسی نخل کے نیچے اُسے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ سمن آرا پر نہین معلوم کیا گذری ملکہ سقناطلیس وہان تنہا ہین فیروزہ نے عرض کی اے شہریار یہ باعث سحر مینو اور سرشار ہی انکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کوہ سمن کر سے جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر مین چلیے تب ملکہ سقناطلیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ مجبور و ناچار فرماتے تھے اے فیروزہ سہگونہ و شگونہ کو پہلے ہی شکست کر دیا تھا یہ خبر اُنھون نے سحر کیا اور تمام حال کہولا گا بیان تو تین شراب شعلہ بنکر اثر گئی آخر کو فساد پڑا سقناطلیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے سقناطلیس کے حال ابتر ہی دل بیقرار ہی

نظم

سیر کے پھول چلے جاتے ہین گھر سے سوئے صحرا کیسے
کیون جنون ہم کبھی ہین آمادہ سودا کیسے

کھل گئے اُسکی جدائی مین سراپا کیسے
مستعمل ہو گئے دو روز مین اعضا کیسے

کس طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق
دیکھین آنکھ مین ہین آپ سراپا کیسے

یاد ہوگا نہ تجھے جب فصل بہار آتی ہے
نالے ہم کرتے ہین او بلبل شیدا کیسے

چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل
مل گئے خاک مین لو کیون گل رعنا کیسے

مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
تم کبھی آؤ تو ہم اچھے ہون مسیحا کیسے

کونسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت نے
اور مبتلا سے کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے

آ گئی لہر جو دل پر ترے اے قلزم حسن
پھوٹ کر روتے ہین کل ہم لب دریا کیسے

حسرت آتی ہے مجھے چاک گریبانون پہ
دوڑے جاتے ہین سوے دامن صحرا کیسے

بت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمین
دفعتہ پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے

آج اُس گل سے کیا دوستی بلبل کا
شہر سے سنتے تھے تیرے نرگس شہلا کیسے

بار عصیان سے ہوا ہے مرا مُردہ بھاری
دیکھیے اُٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے

پیش از ین رند خرابات نشین تھے کیسے
ہوکے ایسے بیٹھے ہین رہبان کلیسا کیسے

فیروزہ نے سمجھا کہ حضور زیادہ ملول ہون اپنے لشکر مین پہنچے مین جا کر باغ سے ملکہ عالم کی مفصل خبر لاؤنگا آپ اصلا رنج نہ فرمائین آپکے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین دیکھیے کیا امر گذرا آخر مین مینو اور سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہاں سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر میں لایا لشکر میں بادشاہ کو ٹھہرایا سرداران بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ مقناطیس کے روانہ ہوا باغ میں آکے دیکھا کنیزیں حیران بیٹھی ہیں یہی ذکر ہو رہا ہو کہ مہجوار و سرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دینے کے قید کیا ایک کنیز کہہ رہی ہو کہ میں اپنی جان بچا کے نکل بھاگی مہجوار و سرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکہ عالم کے آگے ہاتھ جوڑ کے کہا بیٹھیے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگیں شراب پیتے ہی ملکہ کے ہوش اڑ گئے حرکات خلاف کرنے لگیں میں نے جب ملکہ کو اس حال میں دیکھا تو میں کام کے حیلے سے اُٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو غل ہوا کہ مقناطیس کو پکڑ لو بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کر سکیں انکو گرفتار کر لیا مہجوار و سرشار نے یہ تجویز رکھا کہ مہجوار کس خطا پر یار ملکہ فرماتی ہیں کہ مجکو اسنے کلمات سخت کہے تجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہ تھا جیسے ایسی باتیں کیں اور چاہتا تھا مجھپر ہاتھ ڈالے میں نے اپنا حفظ ناموس کیا کار دستہ یارو مہجوار و سرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو اڑا لیے سوار کیا کہ خدمت میں شہنشاہ سحر کی لیجائینگے اسی باغ کے دروازے سے قید ہوا چاہتی اس باغ پر بھی مہجوار و سرشار قبضہ کرینگے فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت میں بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر تڑپتے رہے ہیں ہر چند امرا اور وزرا سمجھاتے ہیں لیکن بادشاہ فرماتے ہیں یارو کیا کہوں جو مجھپر گذرتی ہو میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہو دل کی بری حالت ہو اب تو یہ نوبت ہو۔

نظم

بھولیں سر فروشی جان کا خوف و خطر نہیں ان قدموں کی قسم مجھے پروائے سر نہیں
اب آپکی وہ آنکھ نہیں وہ نظر نہیں ثابت ہوا کہ چشم بتاں میں اثر نہیں
کوئی دوا فراق میں کوئی اثر نہیں گر درد سر بھی ہو تو اک روز سر نہیں
عاشق انھیں سے کہتے ہیں کیا جانیں جو بشر دندان و لب ہیں یار کے لعل و گہر نہیں
وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہے نور کا دیکھے نگاہ یار سے یہ تاب بشر نہیں
سودائے عشق زلف میں سر کے ساتھ ہو لے سر کے کاٹ جائے یہ وہ درد سر نہیں
بھیجا تھا ہوں خوب نہ کر جب کہا زبان یہ خط تو میرے یار کا ہو نامہ بر نہیں

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتاب پہ ہے — بادش بخیر آج وہ رشک قمر نہین
کھویا گیا ہون وادی الفت مین کیا کہون — برسون گذر گئے مجھے اپنی خبر نہین

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی صاحبون مین بیٹھے ہین کہ فیروزہ آکے پہونچا تمام کیفیت بیان کی عرض کی حضور چل کے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہرین جب قیام ادھر سے گذرے شبخون مار لیجیے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہر چند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی ضرورت نہین ہے لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لین یہ کنیز ملکہ مقناطیس رہا کریگی رہا کر کے مقناطیس کو کوہ چمن آرا پہ چلیگا بیچوار و سرشار کی بھی تدبیر ہو گی بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دو سو سوارون کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے آئے ایک درہ کوہ مین آکے اترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ چمن آرا کے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے بیچ مین ارابہ پہ مقناطیس سرشار و بیچوار کے دو ساحر زبردست گینڈون پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتے تھے اب بادشاہ کو تاب نہ آئی ہر چند فیروزہ نے کہا اے شہریار تامل فرمائیے جس مقام پہ اترینگے وہان چلکر شبخون مار لیجیے گا بادشاہ نے نہ مانا اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دو سو سوار لیکر پہاڑ سے نکل کے نعرہ کیا نعرہ سعد بن قباد ستم شاہ شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاؤس حشم دو سو سوارون سے آگے بڑھ کے جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے مشکبار تڑپ کے آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پہ ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحرون کے سر اڑا دیے زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا بسم اللہ نعرہ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش ہو گئی تڑپ کر اٹھی اٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہین ایک جانب مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب کرگدن سوار کے پہونچ گئے ساحل جادو کہ افسر لشکر ہو بادشاہ کا اس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاثیر نہوئی بادشاہ نے مرکب ہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کر ساحل جو کنارہ عدم پر کھڑا ہوا تھا غرق دریاے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپ کے بادشاہ پر چڑھا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریاے سحر حائل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا میں ڈال دیا دریا بیچ میں سے شق ہوا بادشاہ پار ہوا بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا دریا سے قہر ظاہر ہوا آتش دریا سے ہزارہا مچھلیاں نکلنے لگیں گرد بادشاہ کے پھرتی ہیں نہنگان خون آشام دریا سے نکلتے ہیں بادشاہ کے قریب آ گئے ہیں اور پھر دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوتے ہیں کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر انکا حملہ کارگر نہیں ہوتا بادشاہ جیسے ہاتھ مارتے ہیں وہ نہنگ غوطہ مار کر غائب ہو جاتا ہے مچھلیاں دریا سے بصد جوش و خروش نکلتی ہیں گرد بادشاہ کے پھرتی ہیں آخر میں پھر دریا میں گرتی ہیں اس ارادے سے نکلتی ہیں کہ بادشاہ کے لپٹ جائیں قریب آ کر تھراتی ہیں بادشاہ سے لپٹ نہیں سکتیں کسی مچھلی نے دامن نوچ لیا کسی نے خود پر دم ماردی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سم مارتا ہے مچھلی کا سر کچلتا ہے جب کئی مچھلیاں مریں تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریاے حماقت میں ڈوبا مشکبار و مقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہیں لوٹ لیں باقی جو زندہ بچے وہ طرف صحرا کے بھاگ گئے بادشاہ اسلام بہ فتح و فیروزی مقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے پلٹے آ گئے آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف مقناطیس اور ایک طرف مشکبار کہ آسمان سے نعرہ ہوا ایشم افلاک آسمان سیر او مقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا چل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہے سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے گرا مقناطیس جادو کی کمر میں پنجہ ڈالکے لے اڑا مقناطیس نے آواز دی اے شہریار کنیز کو ساتھ لیے جاتا ہے بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر کھینچ کر کمان میں پیوستہ کر کے مارا سینے پر عقاب کے پار ہوا توڑ کر پشت کو پار گذرا مقناطیس نیچے سے چھوٹی تڑپ کر خدمت میں بادشاہ کے آئی کہا اس دست و بازو کے قربان ہو جاؤں کیا حضور نے تیر مارا افلاک آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر کو میری بغاوت کی خبر ہو گئی یہ افلاک آسمان سیر وہیں سے آیا تھا غلام ہفت پیکر کا تھا ستر اسی ہزار غلام اسکے ایسے ہی ہیں ایک ایک آفت روزگار بلاے زمانہ ہے سحر و ساحری میں یگانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو خبر ہماری معلوم ہو گئی اب اور آفتیں

برپا کریگا اب آپ کوہ سمن آرا پہ چلیں وہان قبضہ ہو جائے اب سنجوار و سرشار بھی آپ پہ لشکر کشی کرین تو عجب نہین مشکبار نے کہا او مقنا طلیس ہم تم دونون ملکر بادشاہ کو بر سر کوہ سمن آرا لیجائیں سنجوار و سرشار کا علاج ہو جائےگا فیروزہ نے عرض کی بادشاہ کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ سنجوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہان سے بھاگ کر آئے یہی ساحر ہمکو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے اسنے سحر اتارا ہمکو تم تک پہونچایا اب چلو لشکر کشی کرین بادشاہ کو پکڑ لائین خدمت خداوند مین چلکر اپنی خطائین معاف کرائین یہی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقنا طلیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر کی شکل بنا پہلو مین بادشاہ کے بیٹھا مقنا طلیس نے تخت اڑایا سنجوار و سرشار مطمئن بیٹھی ہین کہہ رہی ہین کہ اب تو لیہ مقنا طلیس قتل ہوگئی ہوگی کوہ مقنا طلیس بھی ویران ہوگیا ہوگا۔ اب ہم باغ مقنا طلیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر ہمراہ لیے ہوئے آئے عرض کی راہ مین بادشاہ نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقنا طلیس کو پکڑ لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آئے سنجوار و سرشار حیرت مین آگئین سناٹا آیا قلب مضطر ہوا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یون مارے جاتے سنجوار سے سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہے کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سنجوار نے کہا مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون اب انتظام سے غافل نہونا چاہیے یہ کہکے سنجوار نے جھولی سے ایک چراغدان نکالا اسے روشن کیا چار بتیان نکالین آنکو جلایا سنجوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک کبوتر پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز مین کچھ کہتا بھی ہے سنجوار نے قلم ہاتھ مین لیا اسکے لفظون کو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت مین تھے اب اسکو اردو مین بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پہ تعویذ ہے کہ ایک درویش کامل نے دیا ہے اس سبب سے بادشاہ پہ سحر تاثیر نہین کرتا سرشار نے کہا تو لشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ مین چلو مین تعویذ چھین لونگی سنجوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر جمع ہوے علم سحر کے مشاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق بیچ مین تخت پہ سنجوار و سرشار بیٹھی ہین گرد

ساحران ناکو نہ جمع ہین سرشار کہتی ہو زمین ہلا دونگی چشم زدن مین بادشاہ کو مین پکڑ لاؤنگی لشکر آراستہ ہو کر کوہ سمن آرا سے اُترنے لگا دونون بہنین ابھی تخت پہ بیٹھی ہین کہ آسمان سے ابر سیاہ نمایان ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس و مشکبار تخت پر بیٹھی ہین تخت اُڑا ہوا آتا ہے سیمخوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئین کہ یہ دونون ساحر کون ہین مگر چپ دیکھا کین کہ تخت اسی طرف آتا ہے تخت آکر پہاڑ پر اُترا مقناطیس نے دوڑ کر سیمخوار و سرشار کو سلام کیا کہا ہوا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ سلیمانان سے نکل آئے بڑی بڑی کد و کوشش ہو رہی ہین مگر خداوند ہفت پیکر نے تدبیر کی اُنکی تدبیر کے آگے کسی کی تدبیر نہین چلتی ایسا تدبیر نے اُنکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونون ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے ہمکو سمجھائی کہ نکل چلو اگر یہ ساحر روکینگے تو ہم اُنکے روکنے سے نہ رکینگے ایک سحر مین اُنکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے جب تک اُنکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب لشکر سے اُنکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہے کہ تم تک آ پہونچے تمنے لشکر کو تیار کیا ہے سیمخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا ہوا ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وہان نہین ہے نہ کوئی معین و مددگار پہلوان کئی شریک ہین وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایک طرف سے مین سحر کرونگی ایک طرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے اسکے تحقیق مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے سیمخوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ سچ کہتی ہین خود خداوند سے بھاگ کر آئی ہین فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمک کہلوا دی کہا ٹھہر جاؤ ابھی اور جو کچھ کام کرینگے اُنکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ بچھایا گیا بلکہ سیمخوار نے کہا بیٹی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہے مقناطیس نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گانے کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے چٹکی لی کہا اے بہتر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہی جب جلسہ آراستہ ہوا گاتنین آکے بیٹھین ایک گاتن شوخ و شنگ دریاے علم موسیقی کی نہنگ تڑپ کر بیچ مین آئی اہل جلسہ سے متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

غزل

سب نے سرگوشیاں غیروں سے اشارے دیکھے
آج آنکھوں سے کرشمے ترے سارے دیکھے
رنگ وہ چشم فلک نے نہ کبھی دیکھے ہونگے
ہمنے جو آنکھوں سے ہیں سب تمہارے دیکھے
قول کے سچوں کی اللہ رے کافر کو ہنسی
ہمنے سو مرتبہ سو بار اتارے دیکھے
رو بہ صحت ہوا ایک مریض فرقت
ایسے بیمار سنبھالا کر کنارے دیکھے
پاؤں ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤں ابھی
ہم تکا کئے تمہیں جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہیں نہ کوئی عاشق صادق پایا
چاہنے والے نہ دو چار تمہارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر تری اے شہ حسن
جو چلے تو نے فقیری میں ہمارے دیکھے
رند سے چند کے اقرار ہوئے سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپ کے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہے کہ تمام اہل محفل بیہوش ہو رہے ہیں گانے کو انعام ملا ہے کہ فیروزہ کا قصد ہوا کہ میں اپنے مقام سے اٹھوں اپنے کو مخفی سمجھانے میں پہونچاؤں کہ اتفاقیہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہیں سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے اے بادشاہ اسلام فیروزہ بیں کہ دو مقناطیس و شکیبار کو ابھی گرفتار کرکے مقناطیس و شکیبار اٹھ کر اس ساحر پر سحر کرنے لگیں کئی کنیزوں کے سر کٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ اسلام ہیں شاہ شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاؤس و جم * تلوار کھینچکر چاہتے تھے کہ وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار ہوکر آیا ہے اسکا نام شہباز عقاب سوار ہے مقناطیس جادو نے کیسے کیسے سحر اسپر کئے لیکن اسنے جب ہاتھ سے اشارہ کردیا سحر الٹا پلٹا مقناطیس کو شعلہ ہائے آتش نے گھیر لیا شکیبار بیہوش اب یہ تھی سکوت مقناطیس کا حال دیکھکر گھبرائی آواز دی اے شہریار مقناطیس کا خاتمہ ہوتا ہے ہزار ہا شعلہ ہائے آتش نے اسکو گھیر لیا ہے اب تھوڑی دیر میں تمام تن میں آگ لگ جائیگی مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہو جائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چلیگا۔ شہریار نے جو آواز شکیبار کی سنی نہایت ملول ہوئے کنیزوں نے قصد کیا ہے کہ شکیبار کو کھینچیں شکیبار جادو اپنے مقام سے نہیں ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت میں دیکھا بیتاب ہوکے تلوار چمکاتے ہوئے قریب مقناطیس کے پہونچے فرمایا اے مقناطیس ہوشیار ہو شعلہ ہا

سرکش گرد سے مقناطیس کے دہشت سے بادشاہ نے اس بیتابی میں بازو سے تعویذ کھولا جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک سناٹا ہوا شعلہ سا آتش گرد سے مقناطیس کے ہٹتے ہی بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقناطیس کے مس کیا مقناطیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اے شہریار آپ نے عجب کارنمایاں کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہو جاتی یہ ابھی شہباز کا سحر تھا شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کو آواز دی اے عقاب شعبدہ باز یہ تعویذ تو لیے سے اپنی جان کا خوف نہ کرنا میں تجھکو پنہانی لگا طلسم میں تیرا اچھا پاٹ کیا آج کا دن جانبازی کا ہے عقاب اپنے مقام سے اڑا مقناطیس نے قصد کیا ہے کہ تعویذ بادشاہ کے ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کروں کہ میرے ہوش و حواس درست ہوں اعضا ہلا کے چست ہوں کہ عقاب اترتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منہ سے دھواں چھوڑا وہ دھواں آنکھوں میں بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھیں ملنے لگے عقاب نے ایک پنجہ ہاتھ پر بادشاہ کے مارا کہ تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اٹھا لیا ایک اڑا سامنے شہباز عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اٹھاؤں مشکبار تڑپ کے گری چاہا تعویذ اٹھالوں کہ شہباز نے اپنے ہاتھ تیغ کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی ہو کر ہٹی مقناطیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ پاگل ہو کے خاموش کھڑے ہیں سیمخوار و سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہیں اپنے مقام سے نہیں ہل سکتے مقناطیس چیخ کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوئے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا اندھیرے میں شہباز نے تعویذ اٹھا لیا اور چاہا کہ مقناطیس کو زخمی کر کے نکل جاؤں مقناطیس چاہتی ہے کہ شہباز سے لپٹ جاؤں جان اپنی دیدوں مگر تعویذ کو لے لوں شہباز و مقناطیس میں شمشیر چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر کر کوتاہ یا سر پہ جو ہاتھ مارا مقناطیس کا بھی سر زخمی ہوا شہباز یہ کہکر اڑا کہ اے سیمخوار و سرشار میرا ٹھہرنا بہتر نہیں ہے میں یہ تعویذ اپنا لیے جاتا ہوں تم بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہیں یہ کہکے اڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیے چلا فوراً پہاڑ سے کہا ہا آسمان پر شہباز جاتا ہے پیچھے پیچھے اسی کے سامنے میں فیروزہ بھی جھپٹا ہوا جاتا ہے پہاڑ سیمخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالا سے کوہ

آگئی لڑائی مین جو بادشاہ لڑتے پسینے پسینے ہوگئے ہین رنگ و روغن عیاری کا جو فیروزہ سے لگایا تھا وہ اڑ گیا جمال بیمثال اصلی شکل آیا مہجوار نے بزور سحر مقناطیس و مشکبار کو کہ زخمون مین چور چور جھوم رہی تھین فوراً گرفتار کر لیا اب کوہ سمن آرا پہ بلا ہی کہ عجب مکر سے مسلمان آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ ان دونون کو زخمی کر گیا بادشاہ سے نقد یہ بھی لے لیا اس سنبھلنے پر بادشاہ کو بڑا گھمنڈ ہوتا مگر تقویت بہ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ افتاد پڑتی مہجوار و سرشار کہتی ہین کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز کو نامہ لکھتی ہین کہ اے مقرب خداوند تیری وجہ سے دونون جادوگرنیون کو گرفتار کیا اگر دیکھنا ہو جاؤ تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے انکو قتل کرین یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہا ہے جا کر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بیشک تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانون کا قبضہ نہوا سرتاسر تمھارا ہی باعث تھا کہ تمنے بادشاہ کو گرفتار کرایا مقناطیس و مشکبار کو بھی گرفتار کیا ہے لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ کیا کنیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہے فیروزہ بشکل مہیل ساحر ساتھ شہباز کے آیا ہوا ہے شہباز تو باغ مین اپنے اترا فیروزہ اس فکر مین ہے کہ مین اپنے کو کسی طرح سے باغ مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرکے انکو پکڑلون باغ سے الگ ایک نخل کے سامنے بیٹھا کھڑا ہوا سوچ رہا ہے کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا ایک کنیز آتی ہے جھپٹتی ہوئی جا رہی ہے کہ باغ مین جاؤن فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہے کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آتی ہو ایک جادوگر کی شکل بنکر فیروزہ نے پکارا نوبہار رکی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بوا تم کہان سے آتی ہو اور کہان جاتی ہو کاہے کی جلدی ہے مجھکو شہباز نے اسی مقام پہ مقرر کیا ہے کہ جو کوئی کوہ سمن آرا سے آئے اسے روکو ہمارے پاس اسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ مین چلنا ہم بخوبی ملاقات کرا دینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہے کہ شہباز نے اس ساحر کو یہان مقرر کیا ہے کہہ بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہے شہباز عقاب سوار کے پاس آئی ہون مہجوار و سرشار نے بھیجا ہے فیروزہ بہت ہنسا کہا ای نوبہار خداوند ہفت پیکر کی کیا قدرت ہے دیکھی ایک طائر پھنسنے کو گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہے مین اسی وجہ سے

انتظار میں کھڑا تھا باتیں کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہو گئے نوبہار گری فیروزہ نے اُسکے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی زبان میں سوزن دیکے اُسکو تو ایک درہ کوہ میں ڈالدیا جھولی سے آئینہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکر طرف باغ کے چلا راہ میں چند طلازبان شہباز ملے اُنھوں نے پوچھا بی بی نوبہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤگی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں اُن ساحروں نے جواب دیا باغ میں بیٹھے ہیں کچھ سوچ رہے ہیں فیروزہ نے کہا جاکر عرض کرو کہ سمن آرا سے ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہے ساحروں نے جاکے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی سر ہلایا ساحروں سے کہا میں ایسا تحفہ نایاب لایا ہوں کہ جسکا شکل ہونا بادشاہ اسلام سے چھین کر لایا ہوں ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے کے واسطے تدبیر نہ کریں اچھا کنیز کو بلاؤ جب ساحروں نے آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمھیں شاہ شہباز بلاتے ہیں فیروزہ کے ہوش تو اُڑ گئے مگر مجبور ہو نا چار ساحروں کے ہمراہ چلا باغ میں آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر شیشے منقار روشن میں دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اُن طائروں کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو اُن سب میں بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے یکبارگی چیخا شعر

ہو گیا ہے حسن کا تیرے بھی بازار اندنوں
تو لگے ہے بکنے ہیں یوسف خریدار اندنوں

سرمہ ہوتا ہے نگاہ یار پر بار اندنوں
ناتوان سے ناتوان ہے چشم بیمار اندنوں

بیچ تیرے فرقت نے کر دی ہے مری حالت یہ کیا
بیٹھے رونے لگے تیرے سے سمجھا اندنوں

اور یہی ہر وقت دیوانے چونکا اسے ہیں سر
زلف کے میں رہتی ہے زندان کی دیوار اندنوں

صورت ناقوس دم بھرتا ہوں اک کافر کا تیا
ہے رگ جان سے زیادہ مجھکو زنار اندنوں

عالم رویا میں شب کو یار دکھلاتا ہے شکل
خواب میں لاتے ہیں مجھکو بخت بیدار اندنوں

پڑ گیا ہے پیچ تیرے حال دل اسیر سے گیسو
ہوں کسی کا کل کے پھندے میں گرفتار اندنوں

کھول دو وابستگی ستم گیسوں تیرے پیچوں روان
میری کل کی ہے جیسے رفتار اندنوں

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز نے نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ گھبرا گیا دل میں کہتا ہوا کہ اے فیروزہ یہ تو بڑا شعبدہ دیکھا ہے ایسا کیا کرون کبھی چاہتا ہے کہ بھاگوں فیروزہ کی

دیکھتے ہی شہباز نے کہا ای نوبہار ہم تمہارے انتظار میں بیٹھے تھے ہمکو پانی پلاؤ فیروزہ جھپٹ کر آبدارخانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس میں پانی بھر کر فیروزہ کے ہونٹ لرزتے ہوئے ہیں ناچار ہوکر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ میں لیا کچھ ہونٹھ ہلائے پانی شعلہ بنکر اڑگیا جیسے ہی پانی اڑگیا شہباز نے للکارا او ناعیار مجھے تیرا خیال تھا میں جانتا تھا کہ تو بہار سے غائب ہوا ہی مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر میں نکلا ہوگا آخر اسی حیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبوں نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا — شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کرے گا جب تجھسے ساحروں نے کہا کہ نوبہار کنیز آئی ہے جب ہی مجھکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہی نوبہار کو بتا تو نے کیا کیا فیروزہ نے کہا درۂ کوہ میں پڑی ہے ساحر جاکر نوبہار کو لائے شہباز نے نوبہار کو ہوشیار کیا شہباز نے پوچھا ای نوبہار نامہ کہاں ہے نوبہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی میں دیکھتی آخر ناچار ہوکر کہا حضور نہیں معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز نے سب حال بیان کیا اب نوبہار نے زبانی پیغام سنجوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے کہا میں بھی چلتا ہوں مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل کریں یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کرکے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھا لیا تخت اڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہاں سنجوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان خونی کی تیاری کی ہے ستر ہزار فوج جمی ہوئی کھڑی ہے بادشاہ و ستونا طلسم و شکیبا کو زیر تیغ بٹھایا ہے مگر انتظار کر رہی ہیں کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز کا سامنے سے پیدا ہوا سنجوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکیں بندھا ہوا نوبہار بھی تخت پر سوار ہے شہباز آکے اترا سنجوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو مار لیا ہوتا لیکن میں نے اسکو گرفتار کیا سنجوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی سنجوار و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تم نے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی زیر تیغ بٹھایا چاروں گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہیں شہباز نے کہا ای سنجوار و سرشار اگر انکو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اسلئے بہت ملک فتح کیے ساری بربادی ذات سے سقنا طلیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہیں میخوار و سرشار شاہانہ تخت پر بیٹھے ہیں اسوقت کی سقنا طلیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہوے بلک بلک کے دعائیں مانگ رہی ہیں نظم

هست خالق واحد و رزاق و رب العالمین — حاکم و فرمانروای کشور دنیا و دین
خاک بوس آستان درگهش شام و صباح — سرفرازان زمانه صاحب تاج و نگین
ابتدا را ابتدا و انتها را انتها — کارفرمای گروه اولین و آخرین
فیضش بر صورت هر صاحب صورت عیان — جلوه می بخشد بهر یک چهرهٔ حسن آن حسین
گاه ملک و مالک گنجینه و گنجینه دار — گاه تاج و تاجدار و مسند و مسند نشین
گاه در روم و گهی در روس و گه اندر عراق — گاه در ایران و ترکستان و هند و سند و چین
گاه در ابر و گهی در برق گه در مهر و ماه — گاه در فرش زمین و گاه بر عرش برین
گاه در کوه و بیابان بحر و بر و خشک و تر — گاه در ملک و ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ اسلام کو اس حال زار میں دیکھکر سقنا طلیس وشکیبار رو رہی ہیں یہی آرزو ہے کہ ہم قتل ہوں مگر یہ شہریار بچ جائیں فیروزہ کو بھی عالم یاس ہے جی میں کہتا ہے اے فیروزہ سب سعدین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی ہے بالاے کوہ چمن آرا قضا لکھی تھی ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہیں معلوم ہوتی ہے کہ چمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہے کہ میخوار و سرشار دم بدم حکم دیتے ہیں جلاد بانی بیداد کو طلب کئے ہیں کہ رہے ہیں کہ اے ملکۂ عالم یہ قتل بادشاہ اسلام ہے پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار اسکے خون کا دعویٰ کرینگے طلسم ہفت پیکر کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجوں سے معمور ہو جائیگا سب ملک و دیا اپنے نزدیک سمجھ لیجئے گا لیکن حقیر عرض کرتا ہے کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحرائے سبزہ زار میں فروکش ہوے بہلیوں کو حکم دیا ہم سوتے ہیں تم گرد و نواح کی خبر لاؤ صبح کو جاگے اٹھے آنکھوں میں آنسو بھر کے ہوے بارگاہ میں خواجہ نے عرض کی آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے الگ ہونے سے بیقرار ہون لشکر مین مجکو سناٹا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر ناشایستہ پیکر کا جمگھٹ رہا ہی آج شب کو عجیب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام مان کے ساتھ خواب مین آئے عرض کی کیون قبلہ و کعبہ اپنے غلام سعد کو کیون اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعا گو ہی پھر جو مین نے ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحر جمع ہین نوبت نقارے بجا رہے ہین اور سعد بن قباد کو زیر تیغ دیکھا قتل کیا چاہتے ہین تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہی دل گھبراتا ہی آنکھین اُس نور عین کو ڈھونڈھتی ہین کہ کیونکر دیکھون اُسکو لاکر تخت پر بٹھاؤن خواجہ نے کہا اسی شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہی یہ خواب و خیال ہی غرض صاحبقران سوار ہوکے اسباب صید و شکار ہمراہ لیکر صحرا مین آئے جنگل مین تا نزدیکی بازدارون کو حکم دیا باز بہری چھوٹے طبل بازگشت پر چوب پڑی

نظم

چو در نالیدن آمد طبل باز
درآمد مرغ صید افگن بپرواز
ز راہ شہ بہ ہوا باز سبکتر
جہان شد خالی از کبک و کبوتر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک امیر حمزہ صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہین ہوا خواجہ نے کہا ہرکارے گئے ہوئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شہریار یہان سے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہی کئی سو آہو وہان چر رہے ہین صاحبقران نے سوارون کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑا دیئے آہوان وحشی نے جو صدا سم مرکب کی سنی ایک طرف بھاگے سوارون نے انپر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیر اُس آہو کا پیچھا کیا پھر کابل صاحبقران نے جستجو کی مگر آہو کہ چھلاوا بن پھرتا ہوا چلا جاتا ہی امیر چاہتے ہین اسکو تیر سے شکار کرین آہو جست کر جاتا ہی ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سوا خواجہ کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سایے مین آئے زین پوش بچھا کے نیچے بیٹھے خواجہ چند لکڑیان لائے چقماق پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کرکے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا علمہا سے زنگاری کے پھریرے کھولے ہوئے نقابدار زرین پوش شکار کھیل رہا ہے باز سفید سر پر سایہ فگن عیار طرار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پر ہیں امیر کو جو یہ تجمل دیکھا گھوڑے سے کود پڑا آ کے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہاں گذر کیونکر ہوا امیر نے فرمایا بارے شکار آیا تھا یہاں آ کے آہو کو شکار کیا ساتھ والے پیچھے رہ گئے ہیں انکا انتظار کر رہا ہوں یہ سنکر فوراً نقابدار نے بارگاہ زرنگی استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ میں لا بٹھایا جام ارغوانی چھلکنے لگا نقابدار نے ایک گاتن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر ہے کچھ نہ دین کا ہوش باقی ہے [illegible] میں
بھلا یا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر میں

مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا ہے گھر میں
جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر میں

وہی پیدا اگر ہوگا دل میں کبھی عشق حقیقی کو
بنایا جسنے گوہر کو صدف میں لعل پتھر میں

فلک اسباب دنیا جسنے کیا ہاتھ آئیگا تیرے
نہیں ہے کچھ سوا اس کا کبھی چھپکر اور [illegible] کے گھر میں

جدا علی ہیں مقام انکا ہوا [illegible] نصیب کس کو ہو
بھڑکتے طور کی آتش نہ دیکھی ہے [illegible] میں

وہی خواہش ہے دنیا کی وہی غفلت رگ رگ میں
نہیں کرتے ہیں تپاک فرق یہ ہیں او رہبر میں

چھپے ہیں یا کنج مرقد میں کفن پہنے ہوئے غافل
جو دیکھو لے کبھی سماتے تھے نہ کبھی [illegible] میں

قیامت لا رہے ہیں دعوی جو اسکو سرکشی کا ہے
کبھی نکلی ہے شاخ تازہ کیا نخل صنوبر میں

کیا ہے خود پسندی آئینے نے سارے [illegible] کو
بنا بیٹھا [illegible] سکندر میں

دعا ہر دم ہوا کی زلف سیاہ یار فانی ہے
رہے یہ دم جب تلک ہم دم میں تیرا سودا رہے سر میں

میں وہ آتش نفس بلبل ہوں جو [illegible]
لگا دی آگ نالوں سے [illegible] کے گھر میں

لہو تو پی چکا اے عشق اب تو ہاتھ اٹھا [illegible]
نہیں ہے کچھ سوا استخوان پوست باقی جسم لاغر میں

وہ راحت پائی ہے کنج لحد میں [illegible]
کنارہ گور میں سوتا ہوں یا آغوش مادر میں

سوا ہوں داغ کیا عشق [illegible]
[illegible] لپیٹا جائیگا پھولوں کی چادر میں

خدا چاہے تو رتبہ پائیگی در مقصود [illegible]
[illegible] لگا [illegible]

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے نقابدار زرین پوش اپنی جرأت کے صاحبقران سے ذکر کر رہا ہے

کہ ہر مرتبہ قہقہہ چشمی لشکر کشی کرکے ملک آسمان پری پہ آتا ہی میرے بھی ہرکارے بچاو خبر پہونچاتے ہین جاکے اُسکو شکست دیتا ہون وہ بھاگکر پردۂ تاریک چلا جاتا ہی ورنہ آپکے حقیر نے کل سرکشان پردۂ قاف کو شاہا یا بڑے بڑے امیرزادے خروج کرکے آئے یہی چاہا کہ کسی طرح گلستان ارم پر قبضہ کرین آپکے حقیر نے راہ مین کانٹو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین کر رہے ہین کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون اے عیار کیون گھبرایا ہوا ہی عرض کی اے حضور مین ایک کوہ فلک شکوہ پر مین نے اُسپر سے چڑھکر دیکھا تین افسران ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہی یہ سنتے ہی اول صاحبقران جنگل سے اُٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرماکر صاحبقران اشقر پہ سوار ہوئے نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پہ ہاتھ ڈالے ہوئے نشان بجاتا ہوا چلا راہ کوہ طی کرکے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پہ نقابدار کے باز سفید سایہ فگن اڑتا ہوا چلا آتا ہی اُسوقت صاحبقران وہان سامنے پہونچے کہ شہباز عقاب سوار سنجوار دستار سے کہ رہا ہی کہ جلد حکم قتل سعد دیجئے ہی سنجوار دستار نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا کہ تیغ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ امیر حمزہ صاحبقران بتعریف مصنف

منم قاتل لشکر کافران	به پیشم نگون شد سر کافران	منم اختر برج عز و جلال
منم ماہتاب سپہر کمال	سمندر ز بیشم فراری شدہ	زمین دیو کفر پیشہ عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شدہ قاف	ہمہ شہریار دار اسلام شد
کہ صاحبقران در جہان نام شد		

نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہی تمام کافر تھرا گئے جلاد کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خنجر تاککر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑکر پار گیا نقابدار بھی نعرہ کرکے گرز ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار جری و بہادر صف شکن تیغ زن تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مارے جنگ ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اُٹھا سنجوار دستار سے کہا دیکھو اس وقت پر امیر حمزہ

صاحبقران آگئے مین نکل جاؤن میرے پاس وہ تعویذ موجود ہو پھر ہر مقام پر گرفتار کرونگا اگر تعویذ سعد نے پایا پھر اسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا مہنجوار و سرشار نے کہا کہ ای شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھین گے شہباز نے دستک دی ایک عقاب اڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اسپر سوار ہوا اسکو اڑایا قصد تھا کہ جنگل سے نکل جاؤن مگر باز سفید جو سر پر لقا یار کے سایہ فگن ہی سامنے آکے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہی نکلجاؤن باز سفید نے سامنے آکے شعلہا سے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے کا کرتا ہی شعلہا سے آتش سد راہ ہوتے ہین عقاب شعلہا سے آتش سے نہین نکل سکتا صاحبقران ریان لڑتے بھڑتے ہوئے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا کہ نور نظر اٹھو یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین سعد نے قید کو توڑ کر پھینکا لڑتے ہوئے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس کو بڑھکر پھیر دینے رہا کیا مشکبار کے نیزہ دیکے اڑتا پھرتا ہوا لقا یار پہونچا سوزن جو زبان سے نکلی تڑپ تڑپ کے دونون لڑنے لگین مہنجوار و سرشار دیکھ رہی ہین کہ لقا یار زرین پوش و صاحبقران نامدار پر سحر تاثیر نہین کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آواز زمین سے ہی تڑپ بڑے بڑے افسرون کے مرنے کی صدائین آرہی ہین یہان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید مجکو نہین بڑھنے دیتا عقاب پر ایک دو ہتڑ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چاہا شہباز کو نکال لیجاؤن باز سفید نے بڑھکر منقار ماردی کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز پشت عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکر زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ مین تڑپکر نکل جاؤن باز سفید نے آکے پر مار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی چاہا کہ گیا ہی چاہتا ہی تعویذ کو پھینککر نکلجاؤن مگر باز سفید نہین جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہوگیا میری نگاہ پڑی کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہی منقار اور پر مار رہا ہی صاحبقران نے تاک کر خدنگ کاری تیر مارا کہ شہباز کے سینہ کو توڑ کے پار گذر گیا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا مقناطیس کہ اس راز سے خوبی آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار سے بار دیگر جا سکے نامدار سعد شہریار ساحرون مین گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مہنجوار و سرشار کے سحر کو مقناطیس مشکبار روک رہی ہین ہنگامہ گیرو دار بلند ہے

صاحبقران

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے میخوار وسرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا گھوڑا صاحبقران کا رکا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقائے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کر اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آپڑے سے فرمایا او بچیا خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہائے آتش کے بادشاہ اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہ ہائے آتش نہ جلا دیں اشقر کے پاؤں زمین پر نہ جمتے تھے پیچ میں ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے کیا شعلہ آتش بھڑکے بسبب اس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اٹھا دیا تیغ قمقام دست برد بادشاہ اسلام کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہے اپنے کو اسنے فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً کھاند پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تڑپ کر نکل جاؤں بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے چاہا کہ زمین پیچ دیکرے آزادن شاہ نے لنگر کیا کہ ہر دو زانو تک زمین میں غرق ہوئے جب لنگر شاہ کا نہ اٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام نے موئے سر اس خود سر کے تھام کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا چنبر گردن سے اتر گیا لاشہ اسکا تھرا کر گرا اندھیرا ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام میخوار جادو اہ ہ اب سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سنی بڑھ کر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادو کا زمین پر پڑا ہے سر مثل کاسہ گدائی ٹھوکریں کھا رہا ہے اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہے۔ بیت

کاسہ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور + بعد مرنے دیکھنا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو، مصنف

عرض کرتا ہے یہ بھی دو شعر لائق اسی مقام کے ہیں نظم

ناسازی زمانہ سے گئے کہاں کہاں تک
رکھکر لحد میں مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا

بیزار ہو گئی ہے جسم حزیں سے جاں تک
خویش و عزیز سارے کس کے تھے یہاں تک

سرشار جادو حال پر ملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کنیزوں سے کہا کہ وقت بربادی کوہ سمن آرا آگیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ اپنے جنگ سے

باز سفید سایہ افگن ہو منقار سے صبا کو مارا جسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا آفت پیدا کی ہیبت سے ہوش ساحروں کے اڑے ہوئے ہیں تیر سحر کے خطا کرتے ہیں چلا چلا کر بھاگتے ہیں گوشہ ترکش میں چھپتے ہیں کمانوں کی کمر جھکی ہے گرز کے منہ پر ورم ہے خنجر بیدم ہے ہم لوگ حیران ہیں سوائے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانیں سارا لشکر تباہی میں پڑا ہے بارہ ہزار سے بھاگتا پھرتا ہے اب مجھے کچھ بن نہیں پڑتا کہ کیا تدبیر کروں مقناطیس جادو نے آگ برسادی مشکبار جادو نے دریا سے سحر بنایا سپاہیوں کو پانی میں ٹھنڈا کیا صاحبقران کے ہاتھ میں وہ تلوار علم ہے کہ جسپر پڑے اسکے دو ٹکڑے کردے تیموں دلیر اس طرح لشکر کو قتل کر رہے ہیں کہ آواز الامان الامان بلند ہے کنیزوں نے جواب دیا واری ان لوگوں پر سحر نہیں تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگوں کیا باز سفید خارستان کفر کو مار رہا ہے نقابدار شیر اسد اللہی ہے ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ میں مصروف ہیں فرما رہے ہیں کہ اے مقناطیس کچھ کر و کوشش کرو کہ تباہ سرشار ہو کیونکہ سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقناطیس و مشکبار داہنے بائیں سحر کرتی چلی آتی ہیں ایک نے آگ برسائی ایک نے دریا سے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہیں دوسرے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں سرشار نے آتش سحر کو بجھا دیا دریا سے سحر کو سکھا دیا مگر بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھا آواز دی کہ ہاں اے یارو یہی وقت جانبازی ہے گھیر کر بادشاہ اسلام کو مار لو دیکھو کیا انقلاب ہوا ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمہارے قبضہ میں تھے تمہارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کرو مگر صاحبقران زمان و نقابدار زرین پوش نے آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہیں یہ انقلاب زمانہ ہے جرأت و ہمت میں پیش پیش ہو ہمیشہ صاحبقران کی خدمت بابرکت میں ساحری و عیش پاسی کی سیر نہیں بہشت عنبر سرشت میں سیر کر رہی ہونگی لیجیے میں بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوئے آتے ہیں اب بھی کم لوگ اُنسے زیادہ ہو اسی ہزار ساحروں کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوئے سامنے بادشاہ کے آتے ہیں یہ کہتا ہے میان دلاور شیر

جرأت و ہمت جو سامنے آیا اسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سو افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے واصل جہنم ہوئے اب ساحروں کے حوصلے کم ہوئے جدھر بادشاہ رخ کرتے ہیں ساحر بھاگتے نظر آتے ہیں بادشاہ اسلام شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہیں سرشار جادو دست متحیر و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ جھکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ ای سعد بن قباد تمھیں قضا گھیر کر لائی ہے یہ مقام کوہ سمن آرا ہے بڑے بڑے شاہان جلیل یہاں آکے مارے گئے یہاں کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی صدہا پہلوانان تاجدار اس ارادے سے یہ آئے کہ اس کوہ کو فتح کریں ممکن نہ ہوا انکو بھی گرفتار کر لیا تھا گھڑی ساعت اور زندگی تمھاری باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہکے تیغہ ہلالی کمر سے کھینچا تیغہ جھکایا ہزارہا شعلۂ آتش اس تیغے سے چلے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلہ نابود ہوئے کئی مرتبہ سرشار نے تیغہ جھکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوئے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اسقدر خائف تھی کہ دل میں کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑوں پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤں کچھ یہیں کے قتل ہونے کا غم نہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ابھی ایسی باتیں سوچ رہی تھی قریب آئی خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ تیغے کا مارا بادشاہ نے تیغۂ قمقام آگے کر دیا وار تیغے کا تیغۂ قمقام پر روکا ساحرہ نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب میں نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں مگر بادشاہ قریب پہونچ گئے تھے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے فوج بادشاہ نے اپنی ایک دره کوه میں چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سنکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو بادشاہ اسلام پر نثار کریں سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہوئی ہزارہا نخل جل گیا طائر کباب ہوکر درختوں سے گرے زاغ و زغن بصد رنج و صیحہ پر دل سر پیٹ رہے ہیں ایک زاغ سیاہ بصد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا

نظم

تیرا تو رنگ شمع سے گو میرا زرد ہو
بیدرد تجھکو کیا جو مرے دل میں درد ہو

دم تم کو بھی نہیں قرار سدا رہ نورد ہو
جیسے شریک ریگ رواں اپنی گرد ہو

سینہ مرا لگا کے تم گرد ہاتھ پاؤں شمع
صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہو

کیا اختلاط شمع سے ہوا اُس کو رات میں
ہاں اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہو

اگلی سی گرمیاں نہیں حسن و جمال کی
ہر ذرہ شکل مہر درخشاں ہو خاک کا
غصہ عبث ہی جنگ کا موقوف کیجیے
مر کر بھی یہیں رکا ہے سعادت کے ساتھ ہونا
ملتا نہیں پتہ تری منزل کا خضر کو
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں
آزار کیا ہوا تمہیں اے گل رخا عشق ہے

تھوڑے سے دنوں سے عشق کا ہنگامہ سرد ہی
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہی
ہو یہ شب وصال کہ روز نبرد ہی
توسن سے آگے چار قدم سپہر کی گرد ہی
برسوں گذر گئے پہ نہیں قصد انورد ہی
نادان تھا نفس کشی کر جو مرد ہی
آنکھوں میں اشک سرخ ہیں اور رنگ زرد ہی

اہل لشکر بادشاہ اسلام سمجھے جو پہنچا شتابی کہ ہمارے شاہ غالب آئے درہ کوہ سے نکلے عین وقت پر آکے شریک جنگ ہوئے اسوقت آکے پہونچے کہ ساحر چھپا در بلا رہے ہیں مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحروں کو حاضر خدمت ہوتی ہی دس ہزار مطیع اسلام ہوئے نقاب دار زرین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہو گئی ساحروں نے حلقہ اطاعت گوش میں ڈالا صاحبقران زبان سے کہا حضور اب چلیں بادشاہ مظفر و منصور ہوئے پنج الم عنایت خدا سے دور ہوئے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ متعجب ہونگے امیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ نقاب دار سچ کہتا ہی کہ پھر کسی موقع سے ملاقات ہو جائیگی اب یہ محل کلام نہیں ہی فوراً ہمراہ نقاب دار طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار سے ملاقات کروں مگر دیکھا نقاب دار زرین پوش کے ساتھ صاحبقران چلے گئے بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استادہ کرائی مقناطیس اور پیشکبار کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئے سامان شاہی سے جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بیچے کلابیاں لیکر حاضر صحبت ہوئے کشتیاں شراب و کباب کی محفل میں آئیں راگ و رنگ شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے چارسو دشت ملاحظہ کیا شکل بڑے بڑے جھیلیں پانی سے بھری ہوئیں طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہیں بائیں جانب جو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا نوبت نقارے بج رہے ہیں دف کا ٹین آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ اسپر ایک سرد سنگ کا بنا ہی اسکے زیر میں تصویر سنگی مثل انسان کے باتیں کر رہی ہی ہزار ہا مراد مند شور وغل

سچا رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر میں گیا پلٹ کر نہیں آیا امیدوار ہوں میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر سے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہے پلٹ کر اسنے دیکھا حقیقت میں بھائی بخیر و خوبی چلا آتا ہے دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اس طرح پکارا کہ یا خداوند میں ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیفہ ہے پچاس برس ہوئے کہ کوئی چوہے کا بچہ بھی نہیں پیدا ہوا امیدوار ہوں کہ اولاد مرحمت ہو تصویر سے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال میں ہے پلٹ کر اسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے کھڑی ہے کراہ رہی ہے صاحب دعا مانگو الٰہی جلد بچہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ بچہ پیٹ میں پھر رہا ہے تو پورے دن ہیں پیدا ہوگا حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوئے اس طرح سب کی مرادیں مل رہی ہیں بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلا کر فرمایا اے مقناطیس دیکھو یہ کیا مقام ہے اس پہاڑ کا کیا نام ہے مقناطیس نے دیکھ کر کہا اے شہریار کوہ سمن آیا پر وہ کوہ مقناطیس کا تھا دونوں نشان آج قتل ہوئیں ہیں وہ اڑ گیا اسی کوہ کے پہلو میں ابرج و نور الدہر بھی قید ہیں اب جیسا رائے اقدس میں آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو کب تاب ہے میں فوراً اپنے کو پہونچاتا ہوں انشاء اللہ عنقریب پروردگار ابرج و نور الدہر کو رہا کروں شیروں نے بہت تکلیف قید اٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر لیکر آئیں میں غرق زمین ہو کر پہونچتی ہوں ان شیروں کو قبضہ میں کر لونگی مگر زرنگین کرش جو دونوں پر نگہبان ہیں انکے نام ہفت پیکر کا حکم ہے کہ جب انکو کوئی رہا کرنے آئے اور انکے عزیزوں کے لشکر کی آواز آئے تو ان دونوں کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے انکے لاشے اٹھا کے لیجائے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہے اور وہ دونوں جوان ہوش میں نہیں ہیں وہی زرنگین صبح کو صورت دنیا بنا کر دکھاتی ہے دونوں جوان آٹھ پہر خیال میں ان معشوقان پیکر کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ ان معشوقوں کو دیکھیں لہذا آٹھ پہر کے بعد صورت دکھاتی ہیں وہ دونوں جوانوں کو دیوانہ بناتی ہیں دونوں اسی رنگ میں گذر چکے پہلے کنیز جا کے اس امر خاص کا انتظام کر لے تب حضور لشکر لیے ہوئے پہونچیں مگر یہ اسے خدا بالا ہے کوہ نہ جائیے گا اس تصویر میں خود ہفت پیکر موجود ہے ایسا نہ ہو کوئی سحر ایسا کرے

کہ لقمۂ تر قبضے سے نکل جائے سقناطلیس نے یہی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے مشکبار نے رکاب پر ہاتھ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمرو سامنے سے ہٹ گئے ہو سقناطلیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر یہاں پر ایرج و نورالدہر قصر عشرت میں بیٹھے ہوئے زنجیریں ہلا رہے ہیں کبھی پکارتے ہیں نظم

جب صبا زلف کو اس کی چھو آتی ہے کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہے حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے
یاد کرنا بھی ترا موت ہے عاشق کے لیے دم آنکھوں میں چلا جاتا ہے ہچکی جو کبھو آتی ہے
رند مشرب ہوں فقط نام خدا جیتا ہوں نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے
عنقریب آ گئے ہیں ایام وصال اپنے بھی ناک میں اب بغل گور کی بو آتی ہے
منتظر دونوں کا رہتا ہوں برابر دیکھوں پہلے یار آتا ہے یا موت کہ تو آتی ہے
فیض ساقی سے ہو مینا نہ کبھی خالی تیرا موج کو بادہ کشو تا بہ گلو آتی ہے
شاہد القول ہمارا ہے و ماجرا یعقوب سلف سیکڑوں کوس سے معشوق کی بو آتی ہے
تیغ ابرو سے ہیں کس مست کی مجروح ہوا زخم سے بادہ انگور کی بو آتی ہے
دیکھ کر سنگدلی بت کی برہمن سے زند یاد اس کافر بے کیش کی خو آتی ہے

دونوں جوان صورت بیٹھے ہیں چاروں رنگینیں کھڑی ہنس رہی ہیں ان دونوں کو ڈرا رہی ہیں کہتی ہیں معشوقوں نے تمہاری تم کو پیغام دیا ہے اور اپنی صحبت میں بلایا ہے وہ دونوں سنتے ہوئے اپنے اپنے مقام سے اٹھ سکتے ہو گئے خوشا نصیب ہمارے کہ ہم کو معشوق پری چہرہ نے یاد کیا ہم آنکھوں سے چلیں گے پلکوں سے جاروب کشی کریں گے اگر صحبت میں پہنچ جائیں آنکھیں بچھائیں صحبت میں جلسہ ہوگا ہم دونوں کو بلائیں معشوق کی تعریف میں اشعار عاشقانہ گائیں شاید معشوق ہم سے رضامند ہو مگر معشوق خود پسند ہے ہم اسکی صورت کے مشتاق ہیں حال درد دل کہنے کے مشتاق ہیں رنگینیں یہ کہکے چاہتی تھیں سامنے سے ہٹ جائیں کہ زمین شق ہوئی سقناطلیس نے کہا ارے کمبختو کہاں جاتی ہو دونوں کو دیوانہ بنا کے قصد ہے کہ بھاگ جاؤ بیچارے زندان مصیبت میں سر ٹکرائیں ان شہزادوں

کو بڑی تکلیفین پہونچاین چارون زنگنین پلٹ پڑین یہ کہتی ہوئی پلٹین کہ او مقنا طلیس شب کو قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقنا طلیس نے کوہ سمن آرا برباد کیا سرحد کا پردہ کھل گیا کہ مقنا طلیس اب پردہ مین نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور قیصر مشرقستان مین آئیگی خبردار بوٹیان نوچ کے پھینک دینا ہمنے اُسکے واسطے طبقہ جہنم جحیم خلق فرمایا ہے اُسی مین اُسکو پھینکین گے فرشتگان طبقہ جہنم جحیم اُسکے مشتاق ہین جلا جلا کے اُسکو خاک کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہین ایرج و نورالدہر مقنا طلیس کی طرف کہتے ہوئے چلے اری تو کون ہے کہ ہماری معشوقہ کی پیغام بر کو کلمات سخت کہتی ہے مقنا طلیس نے سحر کیا کہ ایرج و نورالدہر کھڑے کے اپنے مقام سے جنبش نہ کر سکے زنگنین اپنے مقام سے بڑھ سکین زنگنین چاہتی ہین مقنا طلیس کو پکڑ لین مقنا طلیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے وہ گری زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکہ دیدیا ایک کو لات ماری چارون زمین مین گرین ایرج و نورالدہر ایک مقام پر کھڑے ہوئے زنجیرین ہلا رہے ہین چاہتے ہین مقنا طلیس پر قبضہ کرین مگر سحر مقنا طلیس پاؤن نہین چھوڑتا اور یہ دونون مقنا طلیس کو کلمات سخت کہہ رہے ہین کہ اری تو کون ہے معشوق کی خبر اب ہم کیونکر پاینگے مقنا طلیس اب ایرج و نورالدہر کا سحر اُتار رہی ہے جیسے ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیان کٹ کے گرین مگر مقنا طلیس دیکھتی ہے کہ جوش اور خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہے کبھی کرشمہ پیان زنگنون کا سحر ہوا ایک کو بڑھکے پھر مارا سر اُسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھا بیقرار ہوکر چلانے لگے پکارے کہ او نازنین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے آگاہ نہین کہ ہمپر فراق مین کیا گذرتی ہے کالی راتین ہجر کی بہت ستاتی ہین تڑپ تڑپ کے بسر ہوتی ہے کیا کہین جو ہماری کیفیت ہے ہمارے حال پر بلبل نالان بھی روتی ہے۔ قطعہ

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے تکتے تکتے راہ تیری مر چلے
ابرو و مژگان کی الفت چھٹ چکی اب چلے تلوار یا خنجر چلے
سحر کھو کے جھکا آگے سامری ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پائے رفتگاں ہو کیا نمود — سر کے بل اس کوچے میں اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق میں — پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہنچیں کب تلک — شام سر پہ آ گئی دن بھر چلے
اب تو دیوانے ہوئے تیرے پری — شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک اڑاتے سر پہ مثل گردباد — یوں چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہے کی زندگانی نے دغا — آتے آتے ہو شتاب کہ ہم مر چلے
میرے اشکوں کا غضب طوفان تھا — ناؤ اسکی نوح پیغمبر چلے
کر عمل اسے تا قبول درد ہو — جب تلک ایسا چل سکے ساغر چلے

عجب جوش و خروش میں دونوں جوان ہیں قید سے رہا ہوئے جاتے ہیں مگر انتہا سے زیادہ گھبرائے ہوئے ہیں چاہتے ہیں سر اپنا دے ماریں پکارتے ہیں کہ او ناشدنی ناہنجار ہمکو دے سر اپنا ہم کاہیں نام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جائیں پر کس سے اٹھیں مہلت پائیں سقناطیس نے سحر کیا کہ وہ جوان زنگی پیدا ہوئے ان دونوں زنگیوں نے تینوں زنگیوں کو قتل کیا لیکن انکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونوں بیقرار ہوئے چاہتے ہیں اپنے کو ہلاک کریں سقناطیس کو گالیاں دیتے ہیں کہتے ہیں او بیحیا ہمارے ہمنا میروں کو تو نے قتل کیا تیرے ہم قاتل ہیں لیکن مجبور ہیں کہ ہاتھ پاؤں ہمارے قابو میں نہیں ہیں ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں سے ثابت قدمی جدا ہو گئی دل ہمارا تڑپ رہا ہے زنجیر آسمان سے بول گئے وہ دونوں غلامان زنگی زنگیوں کو قتل کرکے قریب ایرج و نور الدہر کے آئے سقناطیس کہتی ہے ان دونوں کو بیہودہ قید لیجاؤ زنگیوں نے دونوں جوانوں کے ہاتھ تھامے کہا او شہر و بازار کی تماشا دیکھو وہ شور و شر کم ہو سقناطیس دریا سے خون میں نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر بالا سے کوہ سب کی مراد میں دے رہا ہو اپنی خدائی کے رنگ بچا رہا ہو تصویر سنگی سے مخلصت آواز میں دیتا ہے سقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑا رہو اول تصویر سے ایک صدا سے ہیبتناک آئی اسکے بعد صدا دی او سقناطیس تاجدار تجھکو چاہیے کہ کیا خبر کہ سقناطیس جادو

قید خانے مین پہونچ گئی ایرج و نورالدہر کو رہا کر لیا چارون رنگنیون کو مارا لیکن جوش و خروش ایرج و نورالدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے مقنا طلیس کو گھیر لے ایرج و نورالدہر کو قید کر سکے اسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہوگئین سیاہ رو حلقہ ہاے زلف مین باندھ لیگی میرے سامنے لائیگی مقنا طلیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین پھینکونگا فرشتگان جہنم گرز ہاے آتشین لگائینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید انکو پہونچائینگے مقنا طلیس تاجدار یہ حکم سنکر پیچھے ہٹا آواز دی او سیاہ رو جلد حاضر ہو درۂ کوہ سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا یکایک دناٹا ہوا دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ رو بال اسقدر بڑے ہین کہ پاؤن تک نیچے لٹک رہے ہین ایک اژدر پر سوار ہے اژدہا منھ سے قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا پشت پر ساتھ ہزار نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایکدوسرے کو کلمات سخت کہتی ہوئین اچھلتی کودتی ہمراہ ساحرہ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز دی ای مقنا طلیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقنا طلیس تاجدار نے بڑھکر کہا ای سیاہ روے گیسو دراز جلد اپنے کو قریب قصر عشرت کے پہونچا مقنا طلیس جادو معہ صاحب خداوند باغی ہوا براے رہائی ایرج و نورالدہر آئی ہے چاہتی ہے کہ لیکے ایرج و نورالدہر کو لیجاے یہ سنکر سیاہ روے کہا مقنا طلیس کی کیا حقیقت ہے یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام صاحبان خداوند کے واسطے کافی ہے تو درکنار اسکی کیا حقیقت ہے اسپر تو میرا حق استادی ہے اور ابھی تک ادا نہ کیا اگرچہ اسکو چند سحر سکھائے ہین مین نے سحر مین اسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ سمجھے کیا تھا مقابلہ کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیکے چلی یہان مقنا طلیس جادو لڑ رہی ہے اُدھر دروازے پر قصر عشرت کے چند رنگنیان بیٹھی ہین سمجھکر جھپٹکر لپٹ گئین کسی کو مقنا طلیس جادو نے دوڑکر طمانچہ مارا کسی کو پیچھے مار دیا چالیس رنگنیون کا سر کاٹ ڈالا مگر حیران ہے کہ ایرج و نورالدہر [illegible] مین نے تو اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا جوش و خروش نہین کم ہوتا چہرہ سرخ آنکھین [illegible] ہے کہ ای جادو ہوش مین آؤ اور نورالدہر جادو سے کہتے ہین کہ او ناقص [illegible] باہر نکالا اب جو عشق [illegible]

یہاں ہمکو نہ پائیگی تو کیسی گھبرائیگی تو کیا جانے کہ ہمپر کیا گذرتی ہو کس سے کہیں کیونکر خاموش رہیں بہتر یہی ہو کہ سر ٹکرا کر تلاش محبوب میں جان دیں اس کشاکش سے مہلت پائیں مقنا طلیس جادو ہرچند سحر کرتی ہو مگر ایرج و نورالدہر ہوش میں نہیں آتے وہ دونوں غلامان زنگی دونوں جوانوں کو سنبھالے ہیں اپنے پاس سے ہٹنے نہیں دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہیں پیکر سحری مقنا طلیس کا ہو رنگین بیرون قصر تعاقب مقنا طلیس کا نہیں چھوڑتیں تانتا لگا ہوا ہو تار بندھا ہوا ہو جو سامنے آتی مقنا طلیس نے گولہ بار اللکار کے قتل کیا رنگینوں کے لاشے پڑے سے ڈھیر ہوگئے ہیں لیکن مقنا طلیس ہنوز ہاتھ میں لیے ہوئے مصروف جنگ ہی کہ ایک آواز ہیبتناک آئی میں قہر الٰہی سیاہ روئے گیسو دراز اژدر سوار مقنا طلیس جادو کو دیکھکر للکاری کہ او مقنا طلیس ہوا خیال بھول گئی تیرے ماں باپ تو مر گئے تھے مجھکو کوئی بلا نہ سکتا تھا اس پر تیرے کو پہونچایا تو نے مرحلہ کو ویران کیا ایک مرحلہ سے پردہ اٹھ گیا یہ وہ مقام ہو کہ جسکو کوئی دیکھ سکتا تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہاں آگئی اور تو نے گناہگاران خداوند کو رہا کر لیا لیکن یہ پھر ہوش میں نہ آئینگے سر ٹکرا کے مر جائینگے انکو کہاں لیے جاتی ہو دیکھتے ہی مقنا طلیس نے گولہ مارا سیاہ رو نے پاؤں کو بڑھا یا حلقۂ زلف میں گولہ کو پھنسا رکھا یا دو ہی حلقۂ گیسو پیچ سے سیاہ رو نے بالا دیا گیسوؤں کو جنبش دی ہرچند کہ بال بال گنہگار ہو لیکن بلا سے روزگار کی زلف ہو بلا بالوں کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقۂ گیسو گلو میں اس کے پڑ گیا مقنا طلیس اژدہا پکڑ کر گری دوبارہ اپنے زلفوں کو جنبش دی دو حلقے ایرج و نورالدہر کے گلے میں پڑ گئے وہ دونوں غلامان زنگی بھی حلقہ ہائے زلف سلسل میں گرفتار ہوئے اور زمین پر گر کے تڑپنے لگے تو ہوئے زلف نے کام خنجر کا کیا کہ دونوں غلاموں کے گلے کٹ گئے سیاہ رو گیسو دراز نے حلقہ کھینچا مقنا طلیس لٹک گئی آنکھیں نکل آئیں گھبراتی ہوئی حلقۂ زلف سیاہ رو کے چلی اسوقت مقنا طلیس کی پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منہ کیا اور بے اختیار پکار اٹھی اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار اس کشاکش سے بچا لے۔ نظم

با قلیم جہان ہست آن خداوند جہان حافظ — بہ عرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
برائے حرمت کرداتیغ عشاق بال پشتیبان — نہ ہر آنکہ شکل یار تو باشی بران حافظ

شود ظاہر چو اندک انقلاب عالم فانی نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ
چو ہر چیزیکہ پیدا شد است این خزانہ زیر تحویلت مکن بہر نگہبانی سعی در پاسبان حافظ
بیک ساعت پس از مرگت رود در دست دیگر ہر آن مالی کہ خود بودی بر آن در ہر زمان حافظ
درین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ
ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر بندی بہ ذکر حضرت باری بدلت ذاکر زبان حافظ

مقناطیس سے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا باب اجابت وا ہوا پیادہ سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ پاشیدہ ہو کافران بیحیا و نابکاران پر و ظاہر کردانندہ و امدہ ہر کہ شد دانا پیدا اند۔ نعرۂ بادشاہ اسلام ستم شاہ شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاؤس و جم و فرزند دلبند قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران عالی وقار شیفتۂ مقام وحدت حق پرست ہیں بارہ ہزار جوان پشت پر ساحر تو چند ہیں باقی سب غیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر ملال مقناطیس کا دیکھ لیا جس ساحر پہ ہاتھ پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ساقہ داروں نے خطا نہ کی تیر اندازی شروع کی مقناطیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سیاہ روئے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعد کو دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو مقناطیس جادو پر مائل ہوا اسکو کیا لیا قسم ہے اگر میں تیری شریک ہو جاؤن تا بہ فلک چہارم پہونچاؤن دیکھ مقناطیس کو ایک حلقۂ زلف مین گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہے جنکی رہائی کو آئے ہو وہ وحش و خروش میں معشوق کے ہون عمر بھر پروانہ وار دیوانے رہیں گے ہزار طرح کی آفت سہیں گے آ میرے پاس چلا آ میں تجھے بدل و جان گرویدہ ہون کبھی کسی اعزاز و اکرام میں فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤن لوح طلسمی تجھکو دلواؤن آخر فتح طلسم سے تم لوگون کی کیا مراد ہے ایرج و نور الدہر کو لیجاؤ لیکن یہ وحش و خروش انکا کم نہوگا اگر تو کہے موقوف کر دون ورنہ لیجانا انکا بیکار ہے یہ کہکے ہاتھ پھیلایا اور یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ اے یار دل نواز ذرا گلے سے تو میرے آکے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو دل کو قوت حاصل ہو کیوں اپنی جان کو تباہ کرتا ہے شاہ سعد بھی گھوڑے کو اپنے چمکا کر آگے بڑھے فرماتے ہوئے اولکاتہ اپنی صورت منحس تو دیکھ آئینہ تو ممکن نہ ہوا ہوگا جیسی میں

پیشاب کرکے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال گولا ہو یا کوا کھوٹ یا الٹا توا کس سے مثال دون ساحرہ نے جو یہ کہا سیاہ رو سے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ توا اچھلا زرد زرد دانت لیسا قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیان کانپ گئین ایک ایک کا قول یہ تھا کہ اگر ابکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے مین منہ سے انگارے نکلتے ہین بال ہین کہ وبال جان کس بلا کے پیچ و تاب ہین یہ دو ظلمات کا جواب ہین حلقے کسقدر بیجا آنکھین دونون جیسے دو خم شراب ہین لیکن سیاہ رو سے گیسو دراز نے قہقہہ مارکے بادشاہ اسلام کو اسکا استغنا طلسم جادو حلقہ زلف مسلسل مین لٹک رہی ہو آنکھین نکلی ہین گلا حلقے مین بندھا ہوا ہو مایوس ہوکر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا نگاہون سے یہ پیدا تھا کہ زندگی سے بیزار ہون مجبور و ناچار ہون اس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او طفل بے ادب تیر ادا کے نہ چڑھا اور نہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچہ زلف کی آجتک کسی نے سیر نہین کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو مین پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے بیخوف آتا ہو جان کا خوف نہین کرتا مین بلا سے گرفتار ری طلسم کشا جادوئی خداوند ہفت پیکر نے تمہین لوگون کے لیے مجکو قصر تاریک مین پرورش کیا ایرج اور نور الدہر پر ایک نگاہ ڈالی تھی آجتک جیتے ہین ایرج و نور الدہر دیکھ رہے ہین اور سبکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہو مگر ایرج اور نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والون کی کفیل دریائے جواہر مین غوطہ زن بار شک چمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھین نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک یہ نگاہ محبت طرف ایرج و نور الدہر کے دیکھ رہی ہو دونون جوان اور زیادہ بلبلانے لگے بے اختیار ہوکے پکار اٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب یہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو آرام آجائے تیرا معشوقان باوفا مین نام ہو

شعر

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے لیے
عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے لیے
اب نہ مرنے کا اگر سچ سمجھے ہے تو یہ ہو
کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میرے لیے
بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو
پھر نہ آیا کوئی رنج و بلا میرے لیے

کون یوں شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا   خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
سب نکل جائیگا دعواے خدائی ان سے   بندگی کرنے لگو گے بخدا میرے بعد
مجکو مرجانے کا اپنے ہے یہی غم اے یار   کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد
سرمہ ہو جائیگا معدوم بہ رنگ اکسیر   کہیں لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد
جب میں مر جاؤنگا پھر غور کروگے کسکی   کسکو بلواؤ گے پیو اسکے دوا میرے بعد
کون سمجھائیگا یوں میری طرح اک اک پل   سب سے الجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد
کھوکے بیٹھے ہیں عبث حسن وہ دروازہ پہ آ   یاد آئیگی انھیں میری وفا میرے بعد
رند کی ہے یہ وصیت اسے سب سن رکھیں   پاس تربت میں رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو دراز نے ڈالی اور دونوں کو ولولہ بڑھگیا بادشاہ اسلام ہر چند پکارتے ہیں اے فرزندان صاحبقران وائے نور نگاہ مومنان ایسی ملعونہ کو دیکھکر خوف کرنا چاہیے کیسے مائل ہوتے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوتے اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوتے ہو برائے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکے مرکب مہمیز کیا سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارکہ تاریکی سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہوگئی بادشاہ اسلام نے بخوف گھوڑا دوڑایا اس تاریکی کو طے کر گئے اس لوح پاک کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصد کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑوں اسنے زلفوں کو جنبش دی سقفا طلیس کی جانب سے پتلی نحیف کی آواز آئی کہ اے شہریار ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ایسے بیوفا سے بن جاتے ہیں اب جو پلٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہار دہ سالہ غرق دریا سے جواہر ہے شعبدہ بازی سے مجکو لیا ہے ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ میں چلو گل و غنچے کا تماشا دکھاؤں بہت خوش ہوگے مضمون جنگ و جدل سے کیا واسطہ سقفا پر جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوتے کہ خوش ہوکر فرمایا اے سرگروہ معشوقان وائے آرام دل عاشقان مجھے سقفا طلیس سے کیا کام میں تو تیری شمع جمال کا پروانہ ہوں جہاں کہو وہاں چلوں وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑ کے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اتارا سیاہ روے گیسو دراز نے زلفوں کو جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا تب تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہون چند کنیزین اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے حقیقت مین ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہی کنیزون پر آپ کا احسان ہی بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین جاری ہین باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوے وسط باغ مین آئی کنیزین بھی آکر بیٹھین ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق معشوق کے سامنے یہ ذکر بھی ضرور ہی ہمارا دل ناصبور ہی یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

چلتی رہی اُس کوچہ مین تلوار ہمیشہ
لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم رند ہوے شاہد مقصود سے واصل
جھگڑے مین رہے کافر و دیندار ہمیشہ
یان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ
گل کھاتے ہین ہر فصل مین دو چار ہمیشہ
ترڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے
رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ
مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا
پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ
ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا
فتنے ہی اُٹھاتی ہی وہ رفتار ہمیشہ
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان مین
مرتے ہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ
دیوانہ جنون مین بھی نہ گھر کو گئے ہم
کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہی تعریفین اُسکی کرنے لگی کہتی ہی اری گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گائی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین سے کہا اری ملکۂ عالم آپکی خدمت مین رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوا دیجیے کلید میخانہ مجھے عنایت فرمایئے اور طرفہ بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہی مراد اُن اشارون سے یہ ہی کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین کہتی ہی ایک جام ایسا پلاؤن کہ ہوش اُڑ جائین خود بازو سے تعویذ کھول کر دین تعویذ اُنکے

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہی اسی تحفہ پر انکو ناز ہی کسی کامل نے وہ نقش انکو دیا ہی جب تو کوہ مقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے حیران و پریشان ہین ساحرون کے سحر نہین چلتے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ اُسنے یہ فقرہ کیا ہی میرے ساتھ کہ سمجھا ہی تعویذ اسکے لے لیا جاے پھر کتنی بڑی بات ہوئی مقنا طلیس گرفتار ہین ہم اس نازنین نے کنجی ازاربند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ جو میخانے مین آئی شراب کو خراب کیا چالیس گلابیان مئے ارغوانی سے معمور کر کے صحبت مین آئی بہ تعجیل گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفین کرنے لگی کہ اے گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہی توڑے سے لے رہی ہی بہ قول قمر مطلع — ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا + اہل محفل مین کیا اُسنے سمجھا ور توڑا + ٹھوکرین لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اشارے سے مراد یہ تھی کہ اے شہریار یہ جام اسی شعبدہ باز کو پلایئے کہ مین اس ملعونہ کو مارون یہ کہکے جام بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہی فوراً وہ جام اس نازنین کو دیا وہ نازنین پی گئی اب تو اس نازنین نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا کے سامنے ہو بیٹھی کہا کیون ملکہ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤن بیہوشی اُسپر تاثیر کر چکی ہی آنکھون مین لال ڈورے نشہ وحشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول اُٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز مقنا طلیس کو قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین اُٹھتے اُٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ نازنین نعرہ کر کے اُٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا اے فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ مین آکے ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک سمجھو یہ شعبدہ باز بادشاہ اسلام کو بلانے گئی ہی سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی یہان اُنکا تعویذ لے لین پھر جسطرح چاہین اُس طرح قتل کرین تب مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

جنگ پر چلے بادشاہ اسلام تو دستے عیاروں نے یہاں سب کو قتل کیا جب اُس نازنین کو قتل کیا
سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مِس محبوبہ شعبدہ باز ہے بادشاہ اسلام
نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روئے گیسو دراز نے اپنے سحر میں پھنسایا ہے استغنا طلسم
کو زیر تیغ بٹھایا ہے استغنا طلسم جانتی ہو کہ اب بادشاہ اسلام کا آئینا دشوار ہے محبوبہ شعبدہ باز
دنگا کرنے لگی ہے لیکن تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ یہاں سے نعرہ بادشاہ اسلام کی آواز آئی
تلوار کھینچ کر سے ساحروں کو قتل کرنے لگے سیاہ روئے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیوں سے کہتی ہے محبوبہ شعبدہ باز پہ کوئی اُفتاد پڑی پھر اژدہے پر
سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہیں
اپنے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اُس پر بیٹھا پکار کر آواز
دی اے سیاہ رو اندھیر ہوگیا محبوبہ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ باغ
وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن و کفن پڑا ہے سیاہ روئے گیسو دراز نے سنکر
جواب دیا او نگوڑے کلموہے ایسی خبر واہیات مجکو سناتا ہے تو نے محبوبہ شعبدہ باز
کو شہید بتایا یا عمر بھر تیری خدمتگذاری کی محبوب نے تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے
ایک چیخ ماری پروں سے آگ نکلی جلکر تمام ہوا اگر سیاہ روئے گیسو دراز بال نوچتی ہے اور
طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہے اژدہے ہزاران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرتے
ہیں جو قریب آیا وہ جلکر خاک ہوا بعض اژدہوں نے منہ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر نہوئی
کہ ایک اژدہا بل کھا کے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر ماروں شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا
تلوار کے ساتھ تعویذ چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا گیا
آوازیں مہیب آنے لگیں تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا ہیں ایک
کانٹوں کے جنگل میں کھڑا ہوں حیران تھے کہ اے معبود یہ کیا ہوا استغنا طلسم جادو کو کیا
کیا تھا اُس پر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو استغنا طلسم جادو پر غالب آئی استغنا طلسم
سیاہ روئے گیسو دراز کے سامنے سحر نہیں کر سکتی یہ سوچکر ایک جانب چلے ساحروں سے
لڑتے بھڑتے خون کے جسم پر چھینٹے ہوئے ساتھ ایک وہ معلوم ہوا ایک کھیت ہرا ایک لنگوا

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہی اُس کھیت مین ہزار ہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہین بادشاہ کو دیکھکر خواہش ہوئی کہ اس مین سے سردہ لیکر کھائین فرمایا ای شخص ایک سردہ ہمکو دے اُسکے بدلے مین جو کہو وہ دینگے یہ کہکے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر کہا ای شخص یہ موتیون کا مالا لے اور ایک سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای شخص یہ تو راہ ہر دن کبھی صدہا آدمی آتے جاتے ہین ایک ایک اگر سب کو دون تو میرا کھیت خالی ہو جاے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض مین ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیون کا مالا تجھے دیتے ہین اُسپر باتین بناتا ہی اُسنے کلمات سخت کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر مین ایسے کنکر پتھر بہت پڑے ہین بادشاہ اسلام نے کمر سے خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ ای برادر یہ خنجر لے لے اُسنے کہا مین تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے تراشا اب تو گنوار شور و غل مچانے لگا غل جو گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے مین گانون سے گہار ریلا ہوئی ایک زمیندار کالے گھوڑے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ ہاتھ مین کسی کے ہاتھ مین تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہان یارو اِس بے ادب کو مار لو سب گنوار یلہ کر کے بادشاہ اسلام پر آ پڑے بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے طرف گانون کے بھاگے بادشاہ اسلام لڑتے ہوے ان سب کے پیچھے گانون کے اندر پہنچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا مٹی و گوبر سے لیپا ہوا تھا اُس مکان مین زمیندار گھس گیا گہار والے سب اُسی مقام پر ٹھہر گئے سب کے کان مین ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم ابھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان مین آئی ای شہنشاہ جہان ای سعد نوجوان ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھا دیکھیے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک نازنین جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن چھوٹے پائچون کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے چھیر چھیکا سونے کا ہاتھ مین رنگین دوپٹہ کا نا ہے پیڑا ہوا کرتی آب رواں کی پکار رہی ہی منظوم

نگاہ ناز سے مجھکو سدا ہی شیفتہ دل کا
غم فراق نے کیا حال کردیا دل کا
کرو نہ آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا
سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

مسیح وقت نہ کر تو مقابلہ دل کا
کہ جان گسل نظر آتا ہی ماجرا دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خیر ہو یارو
کہیں نہ طول پکڑ جائے ماجرا دل کا
طریق عشق میں پیش آئے مرحلے کیا کیا
سہیں دیا و رو نا صبر رہا خدا دل کا
تپک رہا ہی یونہیں مدتوں سے پہلو میں
مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا
گرا نہ کوہ الم اس پہ چرخ ناانصاف
حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا
وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب تک
مگر زبان پہ آیا نہیں گلا دل کا
نوائے چغانہ سے ہیں گوش آشنا جنکے
خوش آئیگا نہ انھیں زمزمہ غنا دل کا
چھڑایا جاتا ہی شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا
نجات محکمۂ حشر سے نہ پائیگا
پڑیگا سامنا اک روز تجکو عادل کا
برنگ غنچۂ پژمردہ منفعل ہی غریب
عجیب حال کیا تونے بیوفا دل کا
بجز خدا نہیں کرتا رجوع بندے سے
کیا ہی تجربہ مشکل میں بارہا دل کا
الٰہی جلد یہ آنکھوں سے خون ہو کے بہے
غضب میں ڈال دیا مجکو ہو برا دل کا
دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج
معاف کیجے اب تو کہا سنا دل کا
یہی ہی مرشد کامل رہ حقیقت میں
خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا
کعبہ ہی کہ ایک سا ہی دونوں مکان اسی کے ہیں
کرو نہ کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

اوس نازنین نے اس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن ہی ہچکی لگی ہوئی ہی یقین ہی کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہی اشاروں سے منت کہہ رہی ہی کہ داہنے پہ جو کوچہ ہی اوس طرف سے ہو کر میرے مکان میں آؤ ان گھر والوں سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کر کے لپٹیں اور تمہیں ہمارے بازو سے چھین لیں اس گھر میں وہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے شکست کی صورت نہیں دیکھی بڑے بڑے بہادر ہیں ہر چند کہ آپ دریائے جرأت کے بے بہا در ہیں مگر اکیلے کیسے کیسوں کو ہٹا دیجیے گا اس طرح سے اوس نازنین نے عجز و انکسار کیا اور شوق اپنا بیان کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اوس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزیں لطوم

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھین بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا
زر نثار کرنے لگین کوئی خون جسم کا پونچھتی ہو کوئی پانداز بچھاتی ہو کمسن کمسن یہ خوشامد عرض کرتی
ہین کہ اے شہریار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہین ہرچند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے دل پر جبر
کیجیے وہ کہتی ہین کیا کرون دل میرا نہین مانتا تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین یہ باتین کرتی ہوئی
بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پُر بہار طائران زمزمہ سرا کی
پکار بیخزان گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی پکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہو کہ اس
باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہین یہان کے پھول غنچے جور خزان نہین
سہتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ اُن کنیزون کے روشین طے کرتے ہوے وسط باغ مین
پہونچے دیکھا چبوترے پر باغ کے باغ بیخزان کہلاتا ہو وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوے
مسند پر بیٹھی ہوئی ہو بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے براے تعظیم اُٹھی پکار کر آواز دی آئیے
تشریف لائیے آپنے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بیچارے سب ڈھونڈھ رہے ہین
مگر یہان کوئی نہ آسکیگا دو چار دن اس باغ مین رہیے پھر مین آپکے لشکر مین آپکو ضرور
پہونچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتین سنتے ہوے آگے مسند پر بیٹھے اُس نازنین نے
اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتون مین تسخیر کر رہی ہو کبھی زانو پہ سر رکھتی ہو کبھی کہتی ہو کہ اے
شہریار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نے آپکو عالم خواب مین دیکھا کنیزون سے دریافت فرمائیے کہ
راتون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ مین دوڑی پھرتی تھی اکثر یاد مین قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر شجر
گری کنیزون نے جا کے سنبھالا اُٹھا کر بارہ دری مین لائین آج مین نے خبر پائی کہ دشمنون سے
حضور کے بلوہ ہی کو گئے پر اسی اشتیاق مین چڑھی آپکو گھرے ہوے دیکھا آخر کو نہ رہ پڑا
اور شرارت اگر یہ نے دامن نہ چھوڑا آخر کو مین نے آپکو بلایا شکر ہو خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ
آگئے سعد نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ہفت پیکر کون شخص ہو شیطان رہزن دین و ایمان
بندگان خدا کو برگشتہ کرتا ہو خدا اُسکے شر سے سبکو بچاے اُسپر لعنت کرو اُسکا اعتقاد جو کہ
جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا ہو اُسکو خدا نہین جانتا وہ مشرک ہے اب
ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اُسکے حکم سے باہر نہو اُسنے سر جھکا کے کہا کہ اے شہریار

مین دل سے اعتقاد رکھتی ہون زبان سے کہنا مناسب نہین یہ ذکر تھا کہ جب کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکۂ عالم آپ کے باپ مقبول زینہار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام نے اپنے مکان مین دشمن کو جگہ دی دو ہزار گنوار دیو کو لیکر آتے ہین یہ خبر دہشت اثر سنکر وہ نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی ای شہریار آپ برائے چندے ساعت کہین چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپے رہنا حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہین ہم مقابلہ کرینگے مرکب ہمارا تیار کرو وہ نازنین زار زار رونے لگی کہا ای شہریار کیا کہونگی دل کو سمجھاؤن آپ کے جانے کے بعد نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہی کنیزین بھی یہی سمجھا رہی ہین کہ جو ملکہ کہتی ہین قبول کیجیے ایسا نہو ہماری مالک سوزان ہوجائین دیکھیے تو کیا حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نظم

دل لگی جسمین ہی آٹھ پہر نالون سے
مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی میری کی
یون نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام
یاد کرکے کسی کو مجھے یہ جو روتا ہون کبھی
مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام
ساقیا آتش حل کردہ پلائی کہ شراب
حسرت یار مین آنکھین ہین لبالب شیشے
ہوگا مردہ نہ خراب اپنا الہی مگر ایسا ہو

اب بسر ہوگی ہوا ای ارتا پہ سے جاؤن
جان نکج جائے جوان ناز و ادا والون سے
لوگ کہتے ہین برا انکو انھین چاہون سے
اشک دریا کی طرح بہتے ہین پر نالون سے
آنکھین ترکون نے مجھے چھپ لیا بالون سے
بنگئی نوشتہ انکو زبان چھالون سے
تیلیان جیب گئین لکڑی کی طرح جالون سے
گورکن دوست ہین یارانہ ہی کنگالون سے

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہین وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہی کہ یکایک بادشاہ کو یاد آیا کہ مین وہان جنگ چھوڑ کر آیا نہین معلوم مقتنا طلیس جادو پر کیا گذری یہ خیال کرکے تیغ تیک کر اٹھ کھڑے ہوے نازنین نے کہا ای شہریار کہان چلے فرمایا ای نازنین مجھے بڑی حیرت ہی کہ مین جنگ مین تھا پہ کیونکر میرا گذر صحرا مین ہوگیا اب مجھے یقین ہوا کہ مین اس صحرا مین پھنسا ہون میرے یار وفادار فیروزہ بن عمرو کو میری خبر نہین کہ مجھپر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزون کی طرف دیکھکر آواز دی میرے باپ کو

خبر کر دی یہ شہریار میرے گھر میں گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کرلیں کنیزیں دوڑیں دیکھا کہ زمیندار آگئے آگے تیغ کھینچے ہوئے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوئے باغ میں گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا ہو گیا تھا اس درست ہوئے ہوش ٹھکانے ہوئے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کر رہی تھی یا جسوقت اُن گنواروں کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھاما اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیفہ سیاہ فام قوم کی زنگن بلکہ پیر فرتوت کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے چاہا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑا لون بادشاہ نے غصہ میں اُسکے بالوں پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ او باپ میں قبضے میں اس ظالم کے آگئی میری محبت میں مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر تھی جب تو ان حرکات کا ارادہ کرتا ہے یہ کہکے چاہا تڑپ کے نکلوں گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس مکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے کے وہ گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحب میری بیٹی کی جان محبت میں خداوند ہفت پیکر کی گئی افسوس ہے کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچا لیتے بادشاہ تلوار کھینچکر مجمع میں گنواروں کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے پھلے سے سنان نیزہ کو اُڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روئے گیسو دراز لڑ رہی ہے سرداران فوج شاہی کو ظلم قتل کر رہی ہے لیکن مقناطیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سایہ میں کھڑی ہے زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہے اور ہوشیار کرتی ہے کہ برائے خدا التعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے بادشاہ اسی طرف لڑتے ہوئے چلے ہیں مگر ساحروں کا اسقدر ہجوم ہے کہ گرد مقناطیس جادو کے ساحر صف باندھے کھڑے ہیں اگر ایک قتل ہوا تو دس اسی مقام پر کھڑے ہیں بعضے ساحر غل مچاتے ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلے جو سے آپکو ناحق ہو رہے ہیں تصویر سے آواز آئی ہر زہ ای بندگان من اگر
قدرت تصویر سے باہر نکلیں گے اور کچھ سحر دکھائیں گے تو ہفت طبقات زمین جل جائیں گے
کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آواز دیتی ہے یا خدا وہ زمین سے وہ وہ سحر کیے کہ اگر
سامری و جمشید ہوتے حضوران نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر میں پھنسے نہیں
معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہے دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس طرف سے
نکالکے لیے گئی تھی اب لقو بایسینے کو کٹتی ہو دیکھو وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ پیچھے
کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی ابکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہوں یہ کہکے اژدہا بڑھا یا
طرف صحرا اسکے پلٹ کے آواز دی اے ہمراہان بلا آؤ اب تمہارا کام ہے صحرا سے دیکھا کہ ہزار ہا
شیران بر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آ کے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قمچہ مارا
کسی کو جبر کیکے پھینکا دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا انہیں کھاتا مشہور ہے کہ شیر کی بو سے گھوڑا
بھاگتا ہے شیر کہ حملے کر رہے ہیں جب بادشاہ پٹری جاتے ہیں رانوں میں مرکب کو سلتے ہیں
تو پسلیاں گھوڑے کی کڑکڑا جاتی ہیں مرکب بہ مشکل کھڑا ہے ایک شیر کلاں اٹھارہ ہاتھ کا
لمبا مثل سر فیل سر اسکا دونوں ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے
خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑا مشتعل ہو جائے پیترہ بدل کے دونوں کلائیاں تھام لیں ایک
گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی
بہت دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہوں جنابہ کنیزیں
درختوں سے بندھی ہیں بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگیں کہ اے شہریار ہمکو رہا کیجیے
سیاہ رو ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھ کر ان کنیزوں کو کھولا کھلتے ہی وہ کنیزیں ہاتھوں
پر شاہ کے بوسے دینے لگیں کہا اے شہریار باغ میں چلیے مقناطیس کو اس باغ میں
قید کیا ہے مقناطیس جادو کا نام سنکر بادشاہ بے حواس ہو گئے ساتھ ان کنیزوں کے باغ
میں آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہے روش پٹری برباد ہے کیا درخت ٹوٹے پڑے ہیں باغ کے
وسط میں ایک نخل سایہ دار ہے اسمیں مقناطیس جادو بندھی ہے دربار میں سوزن ہاتھ
پانوں درخت سے بندھے ہیں اران سر راہ بدن میں لپٹے ہوئے بادشاہ نے قریب

آکے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کر کے قید توڑ ڈالی اور یاران سپاہ کو مارنا شروع کیا دوڑکر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیزیں بے تمیز صرف حضور کی وجہ سے بچی وہ تو کہگئی تھی کہ تھوڑی دیر میں آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے آکے قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا چبوترے پر [illegible] بچھادو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے چادرے کھول کر بچھا دیے اسپر آکے مقناطیس جادو بیٹھی کنیزیں خدمت میں حاضر ہین ابھی بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتیں نہ کرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او مقناطیس تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تڑپ کے آواز دی اے شہریار غضب ہوا مجھ پہ سحر کر گئی میرے کلیجے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہے جلد تعویذ بازو پر سے کھول دیجیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولین ایک کنیز انھین کنیزون مین گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اسکی یہ تھی کہ برائے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اسکے اشارے سے رک گئے مقناطیس جادو نے کہا کہ اے شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا چاہتا ہے جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کنیز سے جو آنکھ ملائی اسنے دانت کے نیچے انگلی دبائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا مقناطیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو گوارا ہے کہ درد سے ہمارا دم نکلا جاے درد کی ترقی ہے اور تو تعویذ کو منع کرتی ہے اسنے ہاتھ جوڑکر عرض کی حضور مین تو نہین منع کرتی شہریار کو اختیار ہے اپنی نیکی بدی کو تو وہ کرین لیکن اپنے اور پرائے کو سمجھین لیکن مقناطیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام ہے جو ہم کہین اسکی پیروی کر ہر چند یہ کہ انکا حسن عالم کش زنانہ فریب ہے لیکن کل اہل طلسم کی ہلاکت کا باعث ہین نہ یہ کہ وہ مقناطیس جنگ سے ہورہی ہے تجھے اسکی خبر نہین مین صحت پاؤن تو سیاہ رو سے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ رو سے گیسو دراز

نفس ناطقۂ ہفت پیکر ہی مگر مین بھی بے نظیر ہو جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی سوسن نے ہنسکر کہا کہ حضور کو اختیار ہی ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن مقناطیس جادو سے کرتی ہی مگر بادشاہ سے آنکھین ملاکر سر ہلا دیتی ہی جب تو جھلا کر مقناطیس جادو نے کہا ارے سوسن ہماری صحبت سے اُٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ سوسن اُٹھی بادشاہ نے کہا مقناطیس سوسن بیٹھا ہی جسقدر تم اُسکو بُرا سمجھی ہو وہ بات اسمین نہین ہی بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی سوسن نے کہا اے شہریار خواہ بی کنیز کو قتل کرین خواہ بخشین یہ تسخیر ساحرۂ سیاہ روے گیسو دراز نے کیا ہی اسی کا یہ ظہور ہی آیندہ آپکو اختیار ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطیس جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی تھام کر کلیجہ چھپر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطیس نقلی کا سر اُڑ گیا سوسن نے کہا اے شہریار سبحان اللہ یہی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی سیاہ رو سے گیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجکو نہایت قلق ہوا آخر نہ رہا گیا صاف صاف مین کہہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچایا مرنے سے کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے جاکر پہونچین بیان کیا وای کل کال کو سوسن نے قتل کرایا سیاہ رو سے گیسو دراز نے حکم دیا مقناطیس کو تو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پر بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون نے ہاتھ پکڑ کر مقناطیس جادو کا کھینچا مقناطیس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی بیقرار ہوکر پکار اُٹھی اے رب دو جہان چارہ ساز بیچارگان مین نے تیرا مذہب بدل و جان اختیار کیا ہی اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے اسکے ہاتھ سے مجکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان ہونے پائے نظم

اگر تو مرد نکوکاری و نکو اندیشی
چرا بعیب دگر میکنی نگاہ کسے

ز شاہ راہ ہدایت قدم مکن پس پیش
بچشم غور نہ بیند چرا بحالت خویش

به پیش بندهٔ وحدت پرست یکسان است — بهای کسوت شاهی و خرقهٔ درویش
کند زمانه پرستش خداے واحد را — بهر طریق و بهر ملت و بهر یک کیش
خدا بوقت مصیبت کند مددگاری — نه اقربا نه عزیزان نه رشته دار نه خویش
به فکر عاقبت کار باش ای بندی — اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

مقنا طلیس جادو تو دعائیں مانگ رہی ہے کنیزیں منتظر ہیں کہ سیاہ روے گیسو دراز حکم دیں تو سر کاٹ لیں کہ پہلوے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی یا شیلہ کے کافران سحبا وای نابکاران بیوفا آگاہ ہو نعرۂ بادشاہ اسلام منتقم شاہ شاہان فریدون حشم ❊ بہار گلستان کاؤس وجم ❊ نعرہ کرکے ایک تیر مارا کہ تین کنیزیں جو قتل پر مقنا طلیس کے آمادہ تھیں تینوں کے سینے کو توڑکر نکل گیا اُن تینوں کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز اژدر سے کود پڑی سامنے کوہ مقنا طلیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی تقدیر کرچکے میں نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تحفہ اُنکے قبضے سے نہ نکلا یہ آخر سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر میں پھنسینگے یہاں کسنے مدد کی اور کسنے آگاہ کیا مقنا طلیس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای بندی خاص الخاص اب قدرت مجبور ہیں ہر ایک سحر میں تیرا ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا ابکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامی کنیز جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھو ساتھ لڑ رہی ہے اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے اُسکا ہوشیار ہونا ستم تھا مگر ای سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو سزاے معقول دینا ہر چند کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا قدرت کی خدائی سست ہوتی ہو بڑا خیال ہو کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کیونکر روکے گا مگر قدرت تجکو پھر زندہ کرینگی خاتمہ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو انھوں نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر بکرامت دکھائینگے کہ تجھکو دوبارا جلائینگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے منھ نہ پھیر جا پڑ اگر تیرا وار چل گیا تو تونے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو نہیں معلوم تیرے اوپر کیا گذرے گی سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

منھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہونچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اُترے جیسے ہی اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ مین لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کلّا اژدر کے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے مین دُم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو نے بال نوچکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا ماران سیاہ جلکر گرنے لگے اب تو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤن زمین مین اپنے کو گرایا نالہ کا سا مار کر ایک فوج سیاہ پیکی تیار ہوئی اژدرون کو کہ دیکر باہنا ہوئی آواز دی اے میرے خداوندا اگرچہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اقرار کیا ہے مگر دل میرا دھڑک رہا ہے دنیا کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا ہے جو آیا دام مین پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ مین شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ مین باغ کو دیکھو کیا رنگ ہے پھول ہنستے ہین اور عندلیبان خوشنوا کی بیقراری پر آوازے کستے ہین طفلان غنچہ زبان نہین کھولتے طائر پر بستہ تحمل نہین ہو موسم بہار مین کیا رنگ ہے جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوائے گرم کا چلنا نخلہائے سرسبز و شاداب کا جلنا عندلیبان خوش لہجہ کے دل پر عجب صدمہ گذرتا ہے گو گلزار ہر چند کہ مشہور آزاد ہے مگر اصل مین جو بنگاہ غور دیکھو تو پابند ہے ہر وقت و ہر ساعت دردمند ہے آخر مین سلطان خزان تخت وحشت پہ بیٹھکر دست ظلم دراز کرتا ہے پھولون کو گرا پتیون کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوندا رنگ دنیا دیکھکر دل نہین چاہتا کہ دنیا کو چھوڑیے یا رشتۂ الفت کو توڑیے یہ کہتی ہوئی پھر پردے زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر خوب خاک اڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور تلوارین برسنے لگین صحرا سے شیر پیدا ہوئے وہ بھی خاک اڑانے لگے آخرکار بیچ ان آفتون کے سیاہ رو نے گیسو دراز اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوئے سر پہ بادشاہ کے پہونچی ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھلاوے سے ہاتھ کو نکال کر شاہ نے نقش کو بھی چمکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ رو کے گیسو دراز نے بالون کا گٹھا مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر زور سے پڑا تو بہ برکت تعویذ وہ بال وبال جان ہوئے تلوار آیا ار سر کو دوپارہ کرتی ہوئی تا بہ جگر

جگر سے تابہ کمر اتری بنائے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ اُس مکارہ کا زمین پر گرا خون کے قطرے جو اُڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا سقنا طلیس نے رہائی پائی ایرج و نورالدہر جو دیوانہ وار زنجیرین ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے دونون جوان تھرا کر زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوے عیار انکے برابر پہونچے عیارون سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال مین ہین عیارون نے بیان کیا آپ قصر عشرت مین قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر مین مبتلا رہے اب سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آپ رہا ہوے دونون شیر نعرہ کرتے ہوے اُٹھے دو سواران ہزار کو قتل کیا تلوارین چھین لین اُنھین کے مرکبون پر سوار ہوے اپنے اپنے نام کے نعرے کرکے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نورالدہر کو لڑتے ہوے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر مین تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ مقام کوہ سقنا طلیس نہین ہے جس مقام پر لشکر فرو کش تھا اور بارگاہ مین خیمے استادہ تھے اُسی مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہان تھے وہ برائے استقبال شہریار حاضر ہوے سقنا طلیس جادو و شکبار جادو نے عرض کی اے شہریار تردد نہ فرمایئے اور تو کچھ اُس سے نہ ہو سکا لیکن کوہ سقنا طلیس سے اُسنے ہٹا دیا ہوا جو تند چل رہی تھی اُسی کا یہ باعث ہوگا مگر بہ تفتیش معلوم حضور اپنے مقام پر پہونچے اُسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پہونچادین کہ یہان سانس کا لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوے ایرج و نورالدہر کہتے ہین اگر وہ شیر ساتھ ہین تو بیشک یہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایرج و نورالدہر تیغہ ہاے برہنہ ہاتھ مین دریاے خون مین نہائے ہوے چلے آتے ہین قدمون کو بادشاہ اسلام کے آ کے بوسہ دیا عرض کی غلامون نے ایک مرتبہ قید مین بڑی تکلیف اُٹھائی ہر روز اُمید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچا دیا بادشاہ دونون جوانون کو لیکر بارگاہ مین تشریف لائے ایرج و نورالدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق

و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور بعد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گانے شروع کیے - اشعار

عیش ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
موسم گل مین اُکھڑے پر و بال بلبل
جان صیاد پہ پڑ جاسے وبال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آگئے آگئے ایام زوال بلبل
سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا
گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین
مجھ سے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
فصل گل آئی ہے کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہے
دیکھنا دیدبہ و جاہ و جلال بلبل
مر گئی فرقت گلزار مین نالے کرکے
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
گل ہین مصروف عزاداریون مین پھول ہین آج
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے
کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل
کچھ خبر ہے تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
عشق کیا چیز ہے معشوق کسے کہتے ہین نادان
نہ تصور ہے تجھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا عین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے شاہزادہ بدیع الزمان سے محبت ہے جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپکی خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ لشکرکشی کرون مگر انھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جبدن سے سنا تھا کہ نور الدہر قید ہوگئے دل کو یہی بیقراری تھی کہ مین عمر نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگا شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نور الدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب مین انکو خدمت مین عمر نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عمر نامدار انکو پائینگے فرمائینگے کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے کہین نور الدہر نے گرمی صحبت مین کنکھا کر طرف ایرج کے دیکھا آپنے عیار سے فرمایا کہ دست راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم اس صفت کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاپور سے کہا کہ اے شاپور تو نے سنا

کہ بادشاہ نے سر دربار کہا کہ میں اس محل میں رہنا اچھا نہیں سمجھتا شاپور شیر دل نے عرض کی غلام کی بھی یہی رائے ہے کہ یہاں رہنا بہتر نہیں ایرج نوجوان نے اشارہ کیا کہ مرکب ہمارا تیار کرو ہم نکل چلیں شاپور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بچا کر بارگاہ سے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے مہرت شاپور کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جب بادشاہ بارگاہ میں آئے پوچھا کہ ایرج کہاں ہیں نور الدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اٹھ گئے نہیں معلوم کہاں گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کر کے آیا عرض کی حضور نے شب کو کچھ باتیں کی تھیں وہ آپکو ناگوار گذریں اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نور الدہر سے فرمایا ای فرزند ہم تمکو رخصت نہیں کرتا ہے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو کہ تمکو ایرج کے جانے کا خیال ہو نور الدہر نے ظاہر میں بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل میں یہ خیال ہے کہ تاجدار زادہ انتہا کا بھولا ہے ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ میں داداجان کی ہتک کریگا اور کہیگا کہ ہم بچہ تمکو کون میں نہیں الگ شمشیرزنی کرتے ہیں اسوقت جواب ہوگا یہ کہکے شہر تک سے پوچھا کہ ای یار وفادار کیا صلاح ہے اس نے عرض کی حضور چلکر بندوں پر قبضہ کریں خالی بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ ہے اگر یہاں رہیگا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون نام لیگا دوسرے روز نور الدہر مع بلیغ اللسان بھی اسپ سیہ پوش پر سوار ہوئے اور طرف صحرا کے روانہ ہوئے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہے کہ ایک صحرا میں سایۂ نخل میں کھڑے تھے کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا کہ پیچھے پیر لنگڑا ہوا تھا لنگڑاتا ہوا سامنے آیا ایرج نے پکڑ لیا آہو کو ایرج نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تیر نکال کر رومال سے اسکا خون پونچھ رہے تھے کہ ناگاہ گھوڑے کی سم کی آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک نقابدار زنگاری پوش چہار یاری پر سوار چلا آتا ہے شکار کو پڑا ہوا دیکھا چلا کر آواز دی او اجل گرفتہ تو کون ہے جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجھکو خوف نہ آیا یہ کہکے تیغ کھینچکر ایرج کو مارا ایرج نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ہاتھ میں سے چھین لی چشم زدن میں اسکی کمر میں ہاتھ ڈال دیا اور دیکر اٹھا لیا چاہتے تھے کہ سر سے نقاب گر گیا چہرے سے آنکھ گئی دیکھا ایک آفتاب آسمان حسن و جمال آنکھوں پر نرگس دیدہ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال رشک حسینان جمیل ہے

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پر پڑی رعب حسن سے قلب تھرّایا پیشانی پر پسینہ آیا چکر کھا کر زمین پر گرے اُس نازنین نے بھی اب نگاہ غور سے جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک شمشیر بستہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہو کہ عارض پر عارض رکھ دون مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر پلٹا دور سے اُسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین حور تمکین آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہو چھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین گھبرا کر اٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کی طرف روانہ ہو گئی شاپور نے آکے تالو سہلا کے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اُٹھے چہار جانب حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا اے بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجیب کیفیت ہو نظم

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے
سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے
مانند برق چشم زدن مین گذر گئے
یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو گردش چشم سیاہ یار
آنکھوں سے نور ایک تری گردش سے پھر گئے
رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان
ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران فتنہ کا
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
کوٹھے پہ جب چڑھا کے وہ زہرہ جبین چھپا
شمس و قمر نظر سے ہمارے اتر گئے
سمجھین گے اسکو ابر کرم سب گدا بھلا
ہم تشنہ لب جو لیکے سبو دامان تر گئے
آیا نہ آج تک کوئی لیکر جواب یار
قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے
ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
پھولے پھلے نہ آ کے گلستان دہر مین
ہم وہ شجر ہین باغ کے جو بے ثمر گئے
اب تک وہ ایک ایک سے کہتے ہین ناز کر
ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے
واللہ ذکا رشک سے یہ توقع نہ تھی
ایسا کیا کہا ذکی [illegible] گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر ای جان مر ہی جائینگے لو اب تو مر گئے
کہتے ہین زندہ رات کو کچھ کھا کے مر گئے عاجز تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاہور نے کہا ای شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا تھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکر چلی گئی ایرج نے کہا ای یار وفادار جھکو وہانتک پہونچا دو یا خود تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام بیٹھے ہین شاہور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہو کے چلی گئی تھی روانہ ہوگیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگا کہ صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آ کے دریافت کیا آپ ایسا عالیجاہ اس صحرای لق و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہی نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ بیہوش ہو رہے تھے صاف صاف فرمایا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان ہون واسطے بربادی طلسم ہفت پیکر نکلا ہون عیار ہمارا شاہور شیر دل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہین آگ سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لائیے آگ مین سلگا دون اور کباب بھی درست کر دون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے سے لگانے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوے ایرج چونکہ بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تونے ان کبابون مین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہی اُسنے پکار کے کہا منم نسیم تیز رو عیار مہوست تیغ زن تم لوگون کی تلاش مین تھا ایرج جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ باندھا طرف قلعہ سرخ پوشان کے بھاگا مہوست تیغ زن سرخ پوش کہ افسر تھا اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے جسکو پاؤ یا قتل کر دیا یا بدولت کے پاس روانہ کر دو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز زنگ بلند ہوئی دیکھا نسیم تیز رو عیار ایک کوتل ساتھ لیے ہوے پشتارہ بادوش آ کر پہونچا پشتارہ سامنے لا کے ڈال دیا کہا ای پہلوان دوران یہ نبیرہ صاحبقران زمان ہی آپ کی سرحد مین کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مہوست نے کہا اسکو ہوشیار کرا کے عرض کی یہ شیر بیشہ

جرات ہین مین نکے گرفتار کرکے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کریگا
آہنگرون کو بلا کے سلاسل و طوق کرا کے ہوشیار کرا کے اسی وقت آہنگر آئے
ایرج کو سلاسل کیا لیکن اب شہر مین اُڑ ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صرصر سے نسیم عیار
گرفتار کرکے لایا ہی اب اُسکا دربار سجھایا جاتا ہی یا وہ پیکر آفتاب جمال جو راہ مین ایرج
پہ عاشق ہوئی اسی مہوش کی بیٹی ہی کہ جس وقت سے ایرج پر عاشق ہو کے آئی ہی اور
باغ مین اپنے پہونچی سرنگون بیٹھی ہی خواصین جو پوچھتی ہین کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہی
کیا سبب ہی کہ حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتین لیکن سوچ رہی ہین
کہ مین کیون چلی آئی دیکھو ہوشیار ہوتے پر وہ جوان کیسی باتین کرتا ہی ایسی ایسی باتون
کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھین کہ ایک خواص نے آکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی ایسے کا
ضروری طرف دربار شاہی سے گئی تھی کہ نسیم سیاہ رو عیار نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار
کرکے لایا ایک نئی بات یہ ہو کہ تمہین آنکھون کا کھٹکا اُس شہریار کا ہو جانا سنتی ہین جمیل
اب ہمارے شاہ نے اُسکو سلاسل کیا ہی دربار سجھایا جاتا ہی یہ سنکر ملکہ گھبرا اُٹھین دل
سے کہتی ہین یہ تو بالکل اُسی جوان کا پتہ ہی مین تو جا کے ذرہ کوٹھے سے دیکھون یہ سوچکے
اُٹھین کوٹھون کوٹھون ملکہ چلین جھروکون سے آکر دیکھا ایرج نوجوان سلاسل و طوق
مین عیار نے بڑھکے ہوشیار کیا ہی ایرج نے جو ہاتھ اُٹھائے تھا کہ زنجیرین غل ہوا
سمجھے کہ ہم قید ہو گئے بگڑکے آگے کے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی وزرا
امرا بگڑنے لگے کہ او ناہنجار یہ ان نام خدا سے بادشاہ کا لیتا ہی مہوش نے کہا اپنے
مذہب کی تعریف کرتا ہی انھین لوگون نے اس مذہب کو رواج دیا ہی اب یہ قتل ہوگا طلح
چاہے کلام کرے پکارکر تا واذوری اے ایرج نوجوان دیکھو خداوندون نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے
ہاتھ سے تمھین گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچوگے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو
نجات ملے ایرج نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اسکی مکاری کہ ہمپر
کھل گئی جن پہاڑون پہ وہ خود رہتا ہی اُسی مقام پہ شمشیر زنی کی بڑے بڑے سحر کیے
کچھ نہ ہو سکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آ گئے اگر کچھ حقیقت اصلی رکھتا تو ۱۲۱

تو شاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشا نے فتح کیا کوہ مستغنا طلسم خوب یاد ہوا وہاں بادشاہ اسلام پہونچے سیاہ رو نے کیسو دراز کو کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اسکا زور نہ چلا یہیں اتنا کیا کہ بادشاہ کو وہاں سے ہٹا دیا اب جو کچھ تجھ سے ہو سکے وہ تدبیر کر بہبوت نے یہ سنکر حکم دیا اس جوان کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کٹہرے سے پیچھے پردہ ہٹا کے دیکھا کہ جلاد تیغ لیے ہوئے اسکے سر پر ایرج کے آئے حکم پہونچنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگیں خواصوں سے فرماتی ہیں کوئی بابا جان کو جاکر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہے یہاں جب جلاد نے گردن پر ایرج کی کٹہرے کا خط کھینچا بیقرار ہوا کہ ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھے کہ اے مالک حقیقی و امید تحقیقی ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندہ حقیر کو نجات دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہے ہر مکین شاد ہے نظم

خدایا خالق و رازق مار و مور — خدایا مطلع جلوہ نار و نور
خدایا باطن است و خدا ظاہر است — خدایا در حجاب و خدا در ظہور
خدایا جلوہ بخشے ز ہر ذرہ — ز ہر پردہ حق ہست پر ظہور
منور چو نور خدا ہست خدا — بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بساحل رساں — کرا زہرہ وحدت کنی کس شعور
خدا ہست با خستہ دل در مشکل — عجیبست میر و بندہ نزدیک و دور
گہے شکل موسیٰ نمایاں شود — گہے بر تو جلوہ ز کوہ طور
گہے صورت شب گہے شکل روز — گہے شکل سایہ گہے شکل نور
ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد — نظر آیدش جلوہ حق ظہور
ز ہر پردہ تابندہ نور خداست — ز ہر چہرہ روشن خود پیداست

ایرج نوجوان دعائیں مانگ رہے ہیں ملکہ کٹہرے پر بیقرار فرماتی ہیں اگر جلاد نے اس جوان کے ہاتھ مارا تو میں کٹہرے سے اپنے کو گرا دونگی ضرور جان دیدونگی وہ حکم بادشاہ دے چکے قصہ ہوا اب تیسرا حکم دوں کہ ایک وزیر جو مزاج میں بادشاہ کے دخل رکھتا تھا

اپنے مقام سے اٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں امیدوار ہوں قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہے اسکو اس طور سے خفیہ قتل کرنے میں حضور کا نام نہ ہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک میں اشتہار چسپیاں ہوں ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ میں نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا آپکے لاک پہ جو کوئی قصد کرے اسکو آکر خراج گزار رکھیں اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اے وزیر اعظم و اے دستور معظم جو تمنے کہا وہ ہم کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہے کلکال فیش زن اسکے نام حکم ہوا کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعہ میں ایک مقام ہے وہاں لا کے ایرج کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال فیش زن لے گیا روتی ہوئی محل میں آئیں اسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی تو انیسیں سمجھاتی ہیں کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہیں کھایا ہے ملکہ جو کچھ ہو جواب دیتی ہیں کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہے کیا حال بیان کروں یہ حرامزادہ شمیم تیز رو کیونکر یہاں تک پہونچا جا کر گرفتار کر لایا کیا مکر کیا انکو دم دیا انکا عیار انکے ساتھ تھا میں کس منہ سے اپنے درد دل کا حال بیان کروں

نظم

تحمل کب میں کہتا اٹھا مجھ سے ستم صیاد کا
توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا

نوگرفتاری میں مجھکو یاد گلشن کی رہی
اب جو قفس سے چھٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا

خاک کے پتلے کو حوریں قدر میں کرتی ہیں یاد
قامت میں کرتی ہیں پریاں ذکر آدم زاد کا

کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا
آپ وہ دانہ ہو قسمت میں مری صیاد کا

باغباں عشق پہ جور و ستم اچھا نہیں
صبر پڑ جائیگا روٹھا لے کسی ناشاد کا

فیصلہ کرنے کیلئے مرغان قفس تنگ آ گئے
اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا

[illegible] سے بیگانہ ہوا ہو دل آشنائی کی
بھول جا اسکو ارادہ ہو جو کسی کی یاد کا

اس قدر بالا بلندوں سے ہوا ہے مجھکو کینہ — کہ جلتا ہوں جہاں سایہ پڑے شمشاد کا
آشیان میرا جلا کر وہ کبھی ایذا پائیگا — پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا
سر کا کٹنا کیا الگ خط بھی نہ گردن پر پڑا — سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا
جوہر شمشیر آتش رو لبوں پہ کھلتے کس طرح — گر سکا خارہ سے نہ نکلا آتش فولاد کا
رشک شاگرد دیکھئے کسکا بقول استاد کے — آب و دانہ نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

خواصیں حیران ہیں کہ ہماری مالک کو کیا ہوگیا کیسی دیوانہ وار باتیں کرتی ہیں باغ میں گرد پڑی ہر چند کہ باغ سرسبز و شاداب ہے مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول مثل خار دل میں کھٹکنے لگے بارہ دری میں آ کے بیٹھیں مگر ہر بات حیران کرتی ہو اہ پکارتی پھرتی ہیں آنکھوں میں کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو دریے بچایا ایک راستہ کی جہات ملی اب تو نہ بچیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچ کر کہا صبا جو فساد نسیم کو بلا لاؤ میں اس سے حال دل کہوں شاید اس جلاد کو رحم آئے اس نے تمام کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا پتا صبا سے ملا باخبر ہو ملکہ کی آ کر دیکھا صحبت میں عجب رنگ ہے ملکہ خاموش بیٹھی ہیں مصاحب پریشان ہیں ملکہ کے ساتھ پرورش پائی تھی قدموں سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال میں پاتا ہوں مزاج مبارک کیسا ہے آپکا چہرہ زرد دیکھکر دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے ملکہ نے صبا کی بات سنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا اے صبا کیا حال پوچھتا ہے جو مجھ پر گذری اسکو کیا بیان کروں ایک کام ہے جو تجھ سے ہو سکے تو یہ جوان جو قیدی ہوا ہے کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ ایک نگاہ میں اسکو دیکھ لوں صبا نے کہا آپکے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہے میں صورت ریا اُسکی آپکو دکھلاؤں ایسا نہو آپ وہاں جا کر کچھ فساد چاہیں ملکہ نے کہا اے صبا میں ایک نگاہ دیکھکے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اسی وقت کھانا پکوایا اُسمیں بیہوشی ملائی خوان تیار کرکے کنیزوں کے سر پر رکھوا کے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان کے آیا کلکال نیش زن پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کون آتا ہے صبا نے اپنا نام بتایا نزدیک قریب آیا کہا اے پہلوان دو روز سے ملکہ عالم بیمار ہو گئی ہیں آنکھوں سے نیند اڑ گئی صدقہ کا کھانا پکوایا حکم دیا کہ قیدیوں کو کھلا آ تو سنا ہے کہ یہاں بھی کوئی قیدی ہے تو بھی حکم ہے اس قیدی کو بھی کھانا کھلا دو کلکال نے کہا اے صبا الگ رہ شنید ہوگا کہ سارے شہر میں غلغلہ پڑا ہے

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگوں نے دربہ ہفت پیکر شا سے وہیں اسلام کو رواج
دیا وہیں خدا اور ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجہ سے ہر شب و روز دروازہ نہیں کھولتے صبا
نے کہا ہم لوگ تقصیر کے کہا لوگ اسے بتا کر شہر میں کو کہلا آئے سب کے پہلے ککاکال ہی اٹھا اور
کہا کہ [illegible] اور ہم احمد دو صبا نے سبھوں کو تقسیم کیا اسپر کہا نے [illegible] ککاکال نے خربوزہ
کو دیکھا اپنے مقام سے ملیا کے اٹھا چلتا ہوا کہ خربوزہ کی تقسیم شمار کر کی ہوئیں [illegible] قسم
کرو گا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اٹھتے ہی جوان سے ہاتھ لٹا کھڑا کے گر اسے ہوش ہو سب لیٹا لیٹا
کے اٹھتے بیہوش ہو کر گرے صبا نے جھک کر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج [illegible] سر [illegible] کے
تھے [illegible] نے آ کے ایرج کو اس حال میں دیکھا دل بیٹھا سب ہو گیا کہا [illegible] صبا [illegible] کھل صبا
نے کہا حضور میں نے کہہ دیا تھا کہ ایسا ہو تو سب وہاں جا کر پھر ارادہ کریں میں لیے چلتا ہوں
لیکن یہاں پہنچ کر اس جوان کا چھوٹنا بہت دشوار ہو ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیاں اس کا توڑا ایرج نے
جو دیکھا کہ صبا نے سوئیوں نکالا اور میں آ کر قید توڑ ڈالی ملکہ وہاں سے خون پونچھ لیکن کہا
اے [illegible] یا کیونکر جلدی کی [illegible] یہ بسہولت قید کا [illegible] دیتا ایرج نے کہا یہ [illegible] یقین کا [illegible] ہوا
کہ وقت رہائی آ گیا قید کا ٹوٹنا وقت [illegible] ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ
کے چلیں قضا سے [illegible] ککاکال کا [illegible] ملکہ [illegible] پھرتا چلا جاتا تھا
بھائی کو اپنے آواز دی [illegible] ہوا [illegible] بھائی کو دیکھا
کہ بیہوش پڑا ہے ساتھ والے [illegible] بیہوش [illegible] بیہوش [illegible] آدمی ایک قیدی کو
نکالے ہوئے لیے چلے [illegible] آواز دی [illegible] ہنگامہ شاہی کو لیے [illegible]
صبح کو [illegible] بھائی [illegible] ہوش [illegible] پیادوں سے [illegible] قیدی کو [illegible]
کرنا [illegible] طرف سے [illegible] اپنا لپٹا [illegible] ایرج نے تلوار کھینچی مصروف [illegible]
[illegible] سامنے افسر [illegible] آواز دی کہ دونا مردان میں دو پیادوں کے
پیادوں کو [illegible] تو افسر [illegible] سامنے [illegible] ککاکال نے [illegible] قریب [illegible]
کیا [illegible] خبردار [illegible] ہاتھ تلوار کا [illegible] ملکہ نے ککاکال کو [illegible] ہشیار کیا [illegible]
ساتھ والوں کو [illegible] کر [illegible] ملکہ [illegible] کا [illegible]

اُتارین تیر جگر کمان مین پیوست کیے سب نے تیراندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے ہوئے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوگئے یہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیراندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اے صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گنہگار کو رہا کر کے لیجائے مین تجھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی اے شہریار غلام کو بچائیے یہ نامرد طرف حقیر کے آتا ہے ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال کہان جاتا ہے ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاہ پرشیر دل جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا ایک دوکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوئے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سُنی اُٹھکر دوڑا راہ مین دیکھا ہمراہیان املاک بھاگے ہوئے آتے ہین انکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اُسطرف پہونچا باتون باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُسنے آکر اسکو رہا کیا اہل طلایہ نے گھیرا ہے یہ سُنکر یہ بھی تیراندازی کرنے لگا سر سے گوپھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے پر پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے مقابلہ کر رہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ مصروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا کیا اُسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال ناہنجار نعرہ کر کے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وار اُس مکار کے تلوار آبدار پر روکے ہر چند کہ صد ہا ہتھیار پڑ رہا ہے مگر یہ ہمہ تن چشم بنے ہوئے مصروف جنگ ہین کفار اُنکی جنگ سے بہ تنگ ہین مرکب مثل ہوا دوادوش کر رہا ہے آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوئے پیادون نے چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ شمیم سبک رو یہ ہلڑ سُنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کوتوال شہر مارا گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک گوشہ سے تیراندازی کر رہا ہے سا ہو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کرایا اب اسکا پیچھا نہ چھوڑو

میں جاکر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہوں وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کر ڈالینگے
وہ کسکے ہاتھ سے بچیگا اسکا فتور ہوگا ساری جرات وہمت بیکار ہو جائیگی مگر حیران ہوں کہ میرا بیٹا
کیوں لڑ رہا ہی برابر تیراندازی کر رہا ہی اپنے چہرے کو چھپاتا ہی کہ چھپاؤں اور بار گران سب کو
اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤں ایک گوشے میں لیکر عالم کو چھپاتے ہوئے سینہ کو
سپر کیے ہوئے کھڑا ہوا تیروں کا مینہ برسا رہا ہی سیکڑوں سر مثل قطرات باران کے دھڑا دھڑ
گر رہے ہیں دریا سے خون جاری ہو جا بجا طرف سے یہی غلغلہ ہی کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو
یہ کہکے نسیم تو ہوا ہوا در دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راست کیا پکار کر آواز دی کہ ای چوبدار
صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائیں نیا فتنہ ہی چھوٹ گیا
حالت سلسل لوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے مارے جا چکے
اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریر باپ قیدی ہوا اسکو بھی پاکر قتل کیجیے سوار عیار نے جا کے مہبوت
تیغ زن کو جگایا آنکھیں ملتا ہوا مہبوت تیغ زن آ گیا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہی
عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی میں سلام حضور کیا سبب ہی کہ میرا بیٹا قیدی کے
کے ساتھ لڑ رہا ہی مہبوت نے کہا میں جاکر سب کو سمجھا دونگا زنجیروں سے کمر باندھتا ہوا
باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علم سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے ڈنکے پر چوب
پڑتی ہوئی کتنی ہی نقارہ بجتا ہوا ادہر نوجوان مصروف جنگ سے تھے کہ صبا نے بڑھ کر خبر دی
کہ ای شہریار بادشاہ آ پہونچا نقارے کی آواز آتی دیکھیے نہیں گذرا کہ ساٹھ ہزار فوج سے
مقابلہ کو آتا ہی ادہر جی نے کہا آنے دو مگر ای صبا و شاپور جس طرح ہو سکے ملکہ کو نکال لیجاؤ
انکی وجہ سے میں جی کھول کر لڑ نہیں سکتا ناموس کا اس مجمع میں رہنا بڑے عیب کی بات ہے
انشاء اللہ مہبوت کو وہ سزا دوں کہ عمر بھر یاد رہے شاپور و صبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے
چلے ملکہ روتی ہوئی ساتھ ان دونوں کے چلیں مگر کنیزوں سے فرماتی ہوئیں صاحبو
میں کیا بیان کروں جو میرے دل کی نوبت ہے کہ اس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع میں چھوڑ آئی ہوں
خدا انکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہوں جو میرا حال ہے دل پر ہجوم غم و ملال ہے جی چاہتا ہے
میں بھی انکے ساتھ لڑوں افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا۔ نظم

تسلی ہووے کوئی دم تو وہاں نظر کو
خدا کے واسطے مرتا ہوں آ گھڑی بھر کو
مزا چکھا ہے قناعت کا عہد طفلی سے
میں سیر ہو کے نہ سمجھا تھا شیر مادر کو
ہوا سما گئی خود کو ہوا سمجھتا ہے
لگی میں ہاتھ کے تیری دَون لگی کیوں گھر کو
سمجھا رہا ہے جو ایمان بچھڑ دل سے تری میں
بتا یا ساقی نے کیا حاجت آب ساغر کو
بکھیرا آجکل سے فنا اہل خوش طبیعت میں
قدیم خو ہے تغافل کی تیرے دلبر کو
حسین جو یاد آیا جو یاد آیا سے
تمام رات میں پیٹا ہوں سینہ و سر کو
خدا نے چاہا تو کل پوچھیگا وہ یہ بھی
دکھاؤں گا میں سلیمان کے کے فر کو
دہن کے واسطے ظلمات خط میں لب تک ہو
نکالیں چشمہ حیوان کی ہوس سکندر کو
پس از فنا بھی سوز نہیں جلوں کی آگ
قدم اٹھانے ہی دو گی سنا سا قرا سے گھر کو
قضا سے لائی ہے اہل قبور مجھ کو بھی
جگر پہ دو ٹکڑے ہی پایا دو ڈرا سر کو
ہوئے ہیں آج گنہگار عشق زبان میں
سنا ہو میں نے قیامت میں وائی دیر کو
کسی کے ساتھ کی میخوار میں جو یاد آئیں
رہا نہ آپ میں میں منھ سے لگا کے ساغر کو
جواب لو تمکا صنم سے سوال کا اسکے
خدا کے حکم سے تم کو کیا رو لگا پتھر کو
سنبھالو آپ کو اے آرزو ترک عشق کرو
کہا تمکا روک لگا ہے جہاں خضر کو

ادھر تو قلعہ پر یہ دو ناچار سلسلے ہوئے جلی آتش کچھ میں نہ شہزادی چلتی ہوئی باغ میں آ نکلی ادھر ایرج نوجوان پر لشکر مہوت کا آ گرا تو سپاہ سے بھاگنے لگے پادشاہ کے آگے سے لڑکے گئی ساتھ ہزاروں نے ایک ہجوم کیا دو رستے تیر و شمشیر لگے برسانے لگے نامرد بھاگے ہیں ایرج تنہا لڑتے لڑتے ہوئے اسی اثنا میں شاہزادی نے للکار دیکھا دور سے کہ یہ ہمسر ہو و ہرن مر رہے ہوں شاہزادہ ایرج نوجوان سے کچھ رہا ہی چاہا کہ گھوڑے کو تھکا کے جا پڑوں افسروں نے بھی ایک ارادہ کیا مگر سب تو دل سے اسیر کی کون آتا ہے دور سے نقطہ تیز کے دکھاتے ہیں مہوت نے خود ابتر آنکھ سے دیکھا کہ جوان نے اسی حالت زخم داری میں کئی افسروں کو ٹوک ٹوک کے مار ڈالا ہے اسکے پڑتے ہوئے کپڑ کے ریتے میں مہوت نے چند سواروں کو روانہ کیا کہ انکو ان سے چھین کر

دکھائے ایرج جھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مبہوت نے
پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نسکے تیغہ جو پڑا تمام جسم
تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش آنے لگا اُسوقت جملہ شمشیر زنی کی دل مین فرماتے ہین
کہ ای ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون سے دستگیری نہ کی پاؤنون
سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکر چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ دونون
گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے کہا ای مرکب اصیل مجھکو نکال لے چل ہر چند مرکب غیر ہی مگر آپ
کی ران چونکی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہی مثل قہر بلا کے کھولا پشتکین دولتیان مارتا ہوا
میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب بھیا آپس مین لڑا کیے ملکہ رات بھر باغ مین منتظر رہین صبح
فراق نے جو چہرہ بلا دکھایا عیار سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مبہوت لاشون
مین تلاش کر رہا ہی اور کہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران تھا
وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش تو کرو شاید کہین اُنکا نشان ملے ہرکارے
جھپٹ جھپٹ کے جاتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین عالم کے سامنے بیان کرتے
ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا چارطرف تلاش کیا مبہوت نے
پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ تمھارا بیٹا کہان ہی تو سکے گرفتار کرکے لاؤ اُس سے
پوچھا جائے کہ تو نے کیون رہا کیا صبا سے سبک رو بصورت مبدل یہ سب باتین سُن رہا
تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا ای ملکۂ عالم ابھی تک کوئی
آپکا نام نہین لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہی کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھپون
میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ مین آگ لگا دیجئے یہان سے نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا
مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہی اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بھیا کہان چلون مین یہ
افتاد نہ سمجھی تھی صبا سے سبک رو نے عرض کی اگر کوتوال شہر مارا نہ جاتا تو وہ اُس
حال کو ظاہر کردیتا اُسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب ناواقف ہین یہی کہتے
ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا مین اب یہان نہ رہ سکونگا ملکہ نے کہا بھیا تم
یہان ٹھہرو مین سوار ہوکے محل مین جاتی ہون مان سے دریافت کرتی ہون کہ میرا تو

نام کوئی نہین لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سدباب کرون اور فوکہدون کہ صبا کو گرفتار
کرکے بھیجونگی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا مین دریافت کرون شاید
میرے باغ مین آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ لاؤ جیسے ہی محافہ لاکے
رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مہموش تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہی زوجہ سے ذکر کر رہا ہی کہ
تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بلوایا ہی باپ اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے
کو گیا ہی کہہ گیا ہو کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کرکے لاؤن تو حال کھلے اتنے مین ملکہ
بھی آکے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ زرد حیران و پریشان چاہتی ہین
اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم و الم سے دل نہین سنبھلتا باپ کو سلام کرکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہی مہموش نے دیکھکر کہا اے نور نظر و اے پارۂ جگر تمھارے
عیار نے جاکر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہی ملکہ
رونے لگین کہا باباجان مجھکو کیا ضرورت تھی کہ مین لیکے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ
کہتا ہی مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سُنی کہ قیدی رہا ہوکے نکل گیا مین ڈر گئی مہموش
نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہو زندہ بچیگا
گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین وہ لاشہ اُٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا
سر خدمت خداوندین کیون قدرت فرماتے ہین یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا
مٹانا ہم نہین چاہتے تھے تین پہاڑ ویران ہوے نگہبان اُن پہاڑون کے ویران ہوے
جان سے مارے گئے بی مقناطیس جادو جاکر بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہوگئین لیکن اُن
کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سُنا ہی کہ کوہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات
سے مجھے تھیر بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے سر پہ ہاتھ رکھا کہا باباجان آپکے سر کی قسم مین نے
کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہین مہموش نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل
ہوا کہ صبا سے نیک رو نے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر
یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کرکے روانہ کردینا ملکہ
نے کہا باباجان جو مقام اُسکے رہنے کے ہین مین وہان سپاہ متعین کرکے بھیجونگی یہ کہکے ملکہ

سوار ہوئیں باغ میں آئیں صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بیٹا تم ابھی باغ میں بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی خدا کہیں وہ وقت دکھائے کہ میں اُس شیر بیشۂ جرأت کو پھر خیر و عافیت سے دیکھوں اُسوقت دل کو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہوں آگاہ ہیں سب میرے لقب سے
کچھ کام نہیں مجھکو نسب سے نہ حسب سے
ہی کون بچالے جو ترے قہر سے یا رب
تجھ سے ہی امان مانگتا ہوں تیرے غضب سے
جانبازی ہو کی معرکۂ عشق میں کس روز
میدان میں رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر
انسان ہو یا ہر نہ تو ڈرتی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہے اے چرخ
ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت
اللہ بچالے مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا
دیوانہ ہوں اُس رشک پریزاد کا تب سے
بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہیں تجھکو
یا ہر ہوا ادب سے و شمشاد ادب سے
مطلب نہیں کچھ اہل دول سے مجھے اے زار
سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہی ملکہ رونے لگیں کہا بیٹا اگر اُنکی خیر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہیں اگر موقع پاتا تو ہمارے حال زار کا ذکر کرنا اور ہمکو بھی خبر پہونچانا شاپور نے کہا حضور کیا موقوف ہی شاہزادے تمہارے لیے خود بیچین ہونگے مگر آپ گھبرائیں نہیں یہ عادی اور بچپن سے ایسی افتادیں اکثر پڑا کی ہیں بڑے عظم و شان کے ساتھ اُنکو لاتا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجئیے انشاء اللہ شاہزادہ کو لیکر آتا ہوں یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا مگر ایرج نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا اُنکو لیکر نکلا تھا ہوے دلیران کی صدا کان میں بھری ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو آکر ایک دشت سبزہ زار میں پہونچا دو چار منہ گھاس کے کھائے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب اصیل بیٹھ گیا زبان سے زخموں کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان تھا چرنے میں مصروف ہوا وہان پر قریب ایک قریہ ہی بہزاد زمیندار یہان کا حاکم ہی صبح کو چند گنوار ساتھ لیے ہوئے

دیکھتا ہوا چلا آتا ہو ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گستان دیکھیے فراقون نے ایک
جوان کو مار کر ڈالدیا ہو بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخمون مین چور چور مگر ہتھیار لگے ہین اسباب
جواہرات موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا یارو
اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچایا فراق لوٹنے نہین پائے
ساتھ والون نے کہا گستان آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا ابھی اسی جوان کا چر رہا ہو بہزاد
نے گاؤن سے چارپائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہو گیا کہا مین
اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اٹھا کر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا آشفتہ پھرتا ہوا اس ارادے سے
قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکار کر کہا اے مرکب اصیل ہم تیرے سوار کے
خیر خواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہ بن اشقر اس بہوت
کے قسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گاؤن مین لایا اپنے مکان مین لا کے رکھا جراح سے بلا کے کہا کہ
اسکا علاج کرو پانچ بیگھہ زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا
کہا یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھہ ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ مین
صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرھانے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش
آئے تو دریافت حال کرون کہ کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے ہو جب
ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی سی مٹی سے لیپا ہوا ایک نیک رو شخص
سرھانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہو ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اٹھون بہزاد نے منع کیا
کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ فرمائیے اور یہ تو بتائیے کہ آپکو فراقون
نے کس مقام پر گھیرا اگر آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین میری آپکو
لے آیا مجھکو آپکی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اٹھا لایا اب مفصل حال بیان کیجیے
ایرج نے کہا فراقون کی کیا مجال ہو جو مجھکو گھیر سکین بہوت تیغ زن جو بادشاہ ہو اسنے
ساٹھ ہزار فوج سے مجھپر حملہ کیا اسپر بھی کیا پیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاء اللہ اسکو
جاکر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا بہزاد نے عرض کی نام نامی سے
اپنے آگاہ فرمائیے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتا دیا اور سمجھا کہ اب یہ حیلہ کیا

کہ وہ طلسم کشا ہین بہزاد کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے اور وہ مجھپر لشکر کشی کرے تو گانون پھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا بہزاد نے کہا ای بہادر جس بادشاہ کا آپنے نام لیا مین اوسی کا خراج گزار ہون اگر کہین خبر وہ پا گیا تو سارے گانون کو پھونک دیگا ایرج اوٹھنے لگے فرمایا کہ ای بہزاد ہم رخصت ہوتے ہین جنگل مین جا کے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمھارے لیے کوئی خرابی نہو انشاءاللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو صحت پائینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے زمیندار قدمون پر گر پڑا کہا مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانون مین ہزار پاسی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بھڑ لونگا لیکن آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند کیا ہی یہ کہکے مصروف خدمتگاری ہوا قضاے کار یہان سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در قزاق بالاے کوہ رہتا ہی اوسکو ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ بہزاد زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اوٹھا کے لے گیا کہ کئی لاکھ روپی کا جواہر اوسکے زیب جسم ہی اوسکا علاج کر رہا ہی یہ سنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ آجتک ہمنے بہزاد کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اوس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار ہوکر سامنے آئے آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف قریے کے روانہ ہوگیا کہتا ہوا کہ یارو اسکا خیال رہے کہ ایسا نہو نام بدولت کا سنکر وہ جوان بھاگ جاے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے اسکا خیال رکھو مبادا بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلے سے اوس جوان کو مار ڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سنا تو بھاگا ہوا پاس زمیندار کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلمان قزاق آپ کی اور آپ کے گانون کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتھیون سے کہ چکا ہی کہ اگر اوسنے بسہولت اوس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اوسکے لیے خرابی ہی گھس کر گانون مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ روے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت کیا کہ ای بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجھسے مفصل بیان کرو بہزاد نے کہا ای شہریار مین کسی طرح یہ نہین چاہتا کہ آپکو ملال ہو پہنچے بلمان مردم در نامی قزاق لیکر

[illegible]

زبردست ہی کہ مبہوت تاجدار کی زمین وبانی سال مین اکثر خراج منگوا بھیجتا ہی بادشاہ اُس سے اسقدر دبتے ہین کہ اُسکے لیئے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہی بادشاہ فوراً روانہ کر دیتے ہین اسکے ہرکارے آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے طلب کرتا ہی اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہی ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیجدو زمیندار نے کہا حضور وہ جلاد ہی نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ گوارا کرونگا ایرج خود اُٹھ بیٹھے کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تامل کیا ایرج نے خود اُٹھ کر مرکب پہ زین ڈالا آلات پیکار زیب جسم کرکے پشت مرکب پہ سوار ہوے فرمایا ای بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اس سے کہ مین نے آپکے خوف سے اُس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑنا منظور نہین ہی اسی طرف اب وہ آتا ہی اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہی آپکی سواری کے قابل ہی بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہو کے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اگر تمام فوج کو حکم دے تو تمھارے مزاج مین آئے شہریار ہو نا نہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار سے کیا ورج کرتا ہون بہزاد کہتا ہی ای شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہی بارہ برس سے وہ قزاقی کرتا ہی جنگ دیدہ کار آزمودہ بارہ ہزار جو اُسکے ساتھ ہین اُن بارہ ہزارون سے ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کر سکتی ایک لاکھ پہ یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین اُنکو لوٹ لیتے ہین آپ یکہ و تنہا کیا کر سکتے ہین میرے گاؤن مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ ان قزاقون کے مقابلے کے لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیر انداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پہ تیر مارین آواز پہ تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے اُنکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے سے مل ڈالنا ہی اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہی ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دیئے جاتے ہین اور یا جواہرات اُسکو دینگے زمیندار نے کہا حضور جان سے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے اپنا مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض مین وہ اسپ صبا رفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے ہوا بھی تھک تھک کر رہ جاے اُسپر سوار ہو جیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گاؤن مین غل ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی کہ گاؤن مین قزاق گھس آئے کئی مکانون مین آگ لگا دی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلکہ ان

پکارتا ہوا آتا ہی کہ کہان ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسنے صحرا سے زخمی اور
صاحب مال دیکھکر اُٹھا لایا ہی یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اُسکے پاس ہی
وہ لاکر پیش کرے بہزاد قدمون پہ ایرج کے یہ خبر وحشت افزا سنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ میرا
تباہ ہوا جاتا ہی لوگ قتل ہو رہے ہین مگر مین آپکی بہتری چاہتا ہون مال دیدیجیے ایرج نے
کہا ای بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہمپر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہی خود ہمارے
جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلا
دیکھا کہ بلمان تیغہ کھینچے ہوے مکانون مین اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج کو جو
آتے ہوے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہی اُسپر موتیون کا جال اور موتیون کے مالے گلے مین
پڑے ہوے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان
یہ سپر ہمارے لائق ہی تیغہ بھی بابدولت کو نہایت مرغوب ہی گھوڑا بھی بہت خوب ہی گھوڑے
سے اُتر اسباب ہمکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہون ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج نے
جواب دیا ای بلمان مردان عالم کیونکر قبول کرین کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے تیرے حوالے
کردین آمرد میدان ہو مقابلہ کر اگر ہمپر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سنکر خوب قہقہہ
مارکے ہنسا ساتھ والون کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ لو صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے مقابلہ کرینگے سنان
نیزے پر اُٹھا کے مارونگا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھایا پیچ و تاب دیتا ہوا
بڑھا چاہا سنان نیزہ پر اُٹھا لون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا
بلمان ساتھ والون کو پکار رہا ہی خبردار تم مین سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنین یاد کی
ہین اُسی پہ اسکو گھمنڈ ہی مین سب وہ حیلے اسکے نکالے دیتا ہون اس طرح نیزے پر اُٹھا کے
مارون کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہی کہ اے
بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت ہو گئی ہی بلمان کہتا ہی
ای بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہی ورنہ اتبک مار لیتا زندہ نہ چھوڑتا مگر یہ نہین مانتا لڑے ہی جاتا ہی
ایرج نوجوان جواب دیتے ہین ای بلمان اب حال کھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع
ہوئی ہی اور فنون سپاہ گری مین امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھا کے بلمان مردم در کا نیزہ [illegible]

گا سنبھالا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اچھل پڑا بلمان نے کہا او جوان اسپر غرور نہ کرنا نیزہ بازی مردوں کا کھیل ہے اس تیغہ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر ماروں تو تا بہ بیخ کاٹوں نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کہکے تیغہ برق تاب کھینچا گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے بلمان نے دو دستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھاوے سے ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ معلوم ہوتا ہے وار کو خالی دیا سپر پہ نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا کہ جوان دھوکھا کھاتا ہے تلوار کی رد و قدح میں شاید میں زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا تو ہاتھ مروڑ کے رکھدونگا کیا تیرا زور چلیگا ایرج نے کہا اتر گھوڑے سے آج میں کشتی کا مشتاق ہوں بلمان نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گھوڑے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب قزاق جمع کر کھڑے ہوئے بہزاد زینہار کے ملازم بھی آگے سب تیر کھینچے لگائے ہوئے لیس ہیں تماشا دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان جیسے بہادر کا نیزہ نکالا اور کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان کا وار رکتا نہیں اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوان مارے جب تو بادشاہ خاموش ہے جو طلب کرتا ہے وہ بھیج دیتا ہے یارو ہزار قزاقوں کی تنخواہ بادشاہ کے ذمے ہے اب دیکھیں کشتی میں کیا گذرتی ہے بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلوں ایرج نوجوان نے کلائی تھام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤں ہونے لگے بلمان اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہے جہاں پکڑلاتا ہے ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں اور جب ایرج اسکو پکڑلاتے ہیں تو بلمان بمشکل نکلتا ہے جو لوگ اس فن کے ماہر ہیں وہ کہہ رہے ہیں یارو اب سمجھے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرہ صاحبقران زہرہ شاہ باختری کا نواسہ ہے بڑے بڑے پہلوان زبردست اسنے زیر کیے ہیں معیاد صبا و رشک دریا گردن وغیرہ اسکے سردار ہیں ہاں تو معلوم ہوتا ہے کہ بلمان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر میں دیکھو کہ کیا حال ہو گیا ہے رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہے کھڑا ہوا کانپ رہا ہے اور اس جوان کے چہرے پر بحالی ہے کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہے یاس کا چہرے پر نام نہیں جب بلمان

کوئی پیچ باندھتا ہے تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں اے پہلوان دوران و گرشاسپ جہاں کیا پیچ باندھا ہے کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بہ آسانی نکل جاتے ہیں قزاق خاموش کھڑے ہیں صبح سے جنگ شروع ہوئی ہے اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہے بلمان نے کہا اے شیر بیشہ جرأت و ہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوئے گذرا سب لوگ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں ایک زور آخر کرتا ہوں اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہے اور اگر نہ کچھ ہوا تو پھر آپکو اختیار ہے ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رہے کوئی حوصلہ باقی نہ رہے بلمان نے دونوں مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے میں سر اڑا کے ریل کر لے دوڑا سات قدم ایرج ہٹکر آئے بلمان نے ہکہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر میں حرکت بھی نہوئی بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیوں سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہوں ایرج نوجوان تڑپ کر اٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے اٹھتا ہے دونوں مونڈھے بلمان کے پکڑے سینے میں سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلمان ہر دم چاہتا ہے کہ داہنے ہاتھ پر رکوں تو بائیں بازو کا ہکہ پڑتا ہے طبقہ زمین کا پاؤں کے نیچے سے نکلا جاتا ہے وہ بڑا وقت ہے کہ زمین پیروں کے نیچے سے سرکی جاتی ہے سترہ اٹھارہ قدم ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہے اٹھارہویں قدم پر لاکے ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے بلمان کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرے لیکن ایرج نے ہاتھوں کو ستون کیا لنگر نہ جمنے پایا کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور میں لنگر کو جنبش ہوگئی بلمان سے زمین چھڑائی دوسرے زور میں تا بہ کمر اٹھا دیا تیسرے زور میں سر سے بلند کیا داہنا پاؤں آگے بڑھایا بایاں قدم پیچھے ہٹایا ارادہ کیا چرخ دیکر زمین پر دے ماروں اس زور و جرأت پر اُس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا بیقرار ہو کر پکار اٹھا اے شہریار جسکو سر سے بلند کرتے ہیں اسکو زمین ذلت پر نہیں ڈالتے میں دل سے اطاعت کرتا ہوں ماشاء اللہ کیا زور و جرأت ہے میری کیا حقیقت ہے میں سن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان آپکے مطیع ہیں ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اسکو اُتارا بلمان قدموں پر

کر پڑا ایرج نے کلمہ طیبہ بتلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج سے پکار کر
آواز دی یارو مین نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو
میرا ساتھ دے ورنہ مجھکو ترک کرے سب قزاقون نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے
اطاعت قبول کرتے ہین مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اسنے
کوئی جرأت مین غالب نہین ہو سکتا جس کسی نے انتہائی جرأت کا خیال کیا اسکے ہاتھ سے
زیر ہوا بہزاد زمیندار قدمون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا اے شہریار بندگان خدا کے بہت سے
خون ہوسے کیسا ہی تاجر ادھر سے نکلا اگر فوجین بھی اسکے ساتھ ہوئین تو اسنے لوٹ لیا
کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوے ادھر سے نہین بچا آپ نے آج مسافرون پر بڑا احسان کیا
قریہ مین لا کے بلمان کو اتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگزاری ہو کر ایرج فرماتے
ہین کہ جلد یہان سے کوچ کرو اب یہان رہنے کی کیا ضرورت ہو بلمان نے کہا مین قدم
میمنت لزوم مین حاضر رہونگا چاہتا ہون کہ ساتھ نہ چھوڑون ہمیشہ حاضر خدمت رہون بلمان
مردم ور نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو نکلے دیکھا جملہ قزاق
صف جمائے ہوے کھڑے ہین فقط سوار ہونے کی دیر ہو کہ صحرا سے گرد اڑی سب
دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل مین سمجھ گیا کہ بہمان فیل بھائی اسکا ساٹھ ہزار فوج سے
آتا ہو بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہو اسکو بھی لا کر قدمون پے
گراتا ہون یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا سامنے بہمان فیل سوار سے آیا پوچھا بھائی صاحب
اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو بہمان نے کہا تیری نامردی سنکر آیا ہون تجھ ایسا
قزاق زور و طاقت مین طاق شہرۂ آفاق فن جنگ مین مشاق اور یکا یک یون دل
چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری مین پیر کیا
تب مین نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملتے ہین تیرا بھی اگر دل چاہے
امتحان کر لے وہ برابر تجھکو زیر کرینگے بہمان نے کہا مین چلکر ذرا اسکی صورت تو دیکھون
کہ کیسے ہاتھ پانو ہین کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہو بلمان نے کہا بھائی ظاہر مین تو
چھوٹے سے قد کا آدمی ہو مگر زور کوٹ کوٹ کے رگ و ریشہ مین بھرا ہو بلمان ساتھ لیکر

ہیمان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہی یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہی ہیمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہو کہ یہ تو اس قابل ہی کہ صحبت مین ہم بیٹھین ساقی بیجون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا اے شہریار کل مین آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمائیے ایرج نوجوان نے قبول کیا ہیمان نے اسی وقت لشکر اُتارا بارگاہ استادہ کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو مصروف خدمتگذاری ہی باطن مین اسکو بڑا رشک ہی جلسہ جمایا ساقی بیجون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہو کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

بیمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا
خود غرض نا آشنا ہو آشنا کیونکر ہوا

خواجۂ قنبر کے گھر کا جو کہلایا فقیر
بادشاہِ ہفت کشور ہو گدا کیونکر ہوا

کسلئے وہ مخبر زبانی کسنے دی پیغمبری
یہ عصا موسیٰ تمہارا اژدہا کیونکر ہوا

وادیٔ الفت مین اب آوارہ پھرتا ہو خضر
خضر خود گمراہ ہو وہ رہنما کیونکر ہوا

توبہ کر [illegible] کرتا ہو کسی
بُت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا

دعوی مین رندون کی اب کہنے لگا پیر مغان
تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا

شاید اس ناوک فگن سے تیر پایا ابروئے
ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

مطلقاً آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے
عقل حیران ہو کہ یہ درد لا دوا کیونکر ہوا

گر نہین ہون شہیدان ہو گیا [illegible] شریک
چھپا او شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا

سنتے ہین جسکے غلام ہو وہ بیٹا اسکا
رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

عین گرمی صحبت مین ہیمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسامنے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہی امیدوار ہون نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے محجوب ہو کر جام لے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام ہیمان نے بلمان کو دیا بلمان بھی پی گیا ساقی بیجون کو اشارہ کیا ساقی بیجے سب کو پلانے لگے تھوڑے عرصے مین سبکو شراب پلائی آخر ایرج بیٹھے ہوے اپنے نشے کے جوش مین اُٹھے اُٹھتے ہی گرے بلمان برابر بیٹھا

تھا

وہ بھی گراں دونون جوانون کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقون کو گھیر لو فوج والون نے قزاقون کو گھیر لیا اُن بیچارون نے مجبور و ناچار ہو کر اطاعت کی ان دونون کو مسلسل کیا اور لے پر سوار کیا اب یہ دونون جوان ہوشیار ہوئے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا حرکت کی پیمان نے جواب دیا کم اصیلون کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند مین لیجاونگا اُسی وقت پیمان نے کوچ کر دیا قضا سے کار شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے آقا کی نکلا تھا پھرتا پھراتا جو اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا اس نے کہ ایک لشکر گران اُترا ہوا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر مین دونون کو جکڑے ہوئے چند سپاہی لیے جاتے ہین شاپور شیر دل بیقرار ہو گیا حیران تھا یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر مین آیا احوال دریافت کیا اگر دل مین کہتا ہو آج ہی رات کو آقا کو چھڑا لونگا افسوس اس مصیبت مین شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے قیدخانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوئے اسی کی حفاظت کر رہے ہین کہ سامنے سے گذرنا دشوار ہے گرد اُسی قید خانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان بیٹھکر نقب دیتا رات بھر اسی فکر مین گذر گئی دیکھا شاپور شیر دل نے قیدی زندان مغرب قید بشریت سے رہائی پاکر بالاے آسمان آیا شاپور شیر دل بہت حیران ہوا پیمان جو اٹھا تو قید خانے کے آیا جا بجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہین زمین پتھر کی تھی نقب نہ لگی پیمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر مین آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانون کی زبانی بھی معلوم ہو گیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہمنے نہین آنے دیا ہوشیار رہے پیمان نے کہا کہ دس بارہ منزلین طی کرنا ہین پہرے والے کہان تک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والون سے صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لون سب نے کہا بہت بہتر ہے بیشک بقول آپکے عیار مسلمانون کے بڑے غضب کے ہین رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر لیچلیے پیمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوئے اور شلنگین لگانے لگے ایرج و بلمان کو زیر تیغ لا کے بٹھایا جلاد نے لوٹے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

شاپور شیر دل ایک دوکان مین پڑا ہوا سو رہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا مین بھی اٹھایا جاؤنگا مگر یہ سنکے اٹھا مجمع مین آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہی حیران تھا کہ ای شاپور اب کیا کرون یہان ہیمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گوکھین کے پتھر سے کئی جلاد مارے چاہتا ہی جست کرکے قریب پہونچون فوجون کے اسقدر ہجوم ہین کہ پیک خیال کا گذر دشوار ہی حیران و پریشان ہی گوکھین لیے کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز و بے نیاز میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچا لے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

گردہ بہ ہر کہ ای خالق کرم — او نہادہ در زمانہ رنج و غم
چارہ ساز درد بیماران توئی — در سقیم الحال در رنج و الم
تو خبرگیر جہانی روز و شب — ہمدم و دمساز عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف تو لال — قاصر از تحریر وصفت ہر قلم
جلوہ گر در بتکدہ انوار تست — آشکارا صورتت اندر صنم
ای کرم گستر بنام نامیت — ختم شد بخشش سخاوت گشت کم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زمیندار کے پیچھے پہ چھری چل رہی ہی کہ اسنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہی فوجون مین گھرا کھڑا ہی سوچتا ہی کہ خدایا مین نے سرکشی کی تو مجھپر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑینگے دل سے دعائین مانگ رہا ہی آخر ہیمان نے آواز دی کہ یارو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہی آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی نے شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اسنے آواز دی کہ ای پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے تیغ کھینچا کسی کو خنجر کسی پہ چھاپا مار دیا کبھی حقہ آتشبازی داغا مگر یہ ایک طرف کو تیغ لیے ہوئے بھاگا چلا جاتا ہی قضا سے کار صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان اسپ پر پوش پر سوار چلے آتے ہین ہاتھ جوستا سر اٹھا کے بہ نگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہو گئے وہین نعرہ کیا باشید ای کافران سیاہ داغ ای نابکاران ہیچ دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد

نعرۂ نور الدہر بن بدیع الزمان

ہمانے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا میں آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ شاہزادہ نور الدہر کافرون پر آپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جا کے ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے بیڑیاں توڑیں گلے کے طوق کو مروڑ ڈالا بلمان کی قید۔ کاٹی بہزاد نے آزاد کردیا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف پیمان سپہ ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے بیتاب ہوکے آواز دی او کشتی گیر زادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر پر ہاتھ نہ اٹھانا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر ادھر جاؤنگا تو اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو بختیر ناگ عیار بھی ہمراہ ہے جب ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے چپکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے قریب بلمان کے بھائی پیمان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا انجام دیکھا ہمنے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل دیو کے جھومتا ہوا قریب پیمان کے آیا اگر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے کے اٹھا لیا زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چور چور ہوگئے چاہتا ہے کہ پیمان کی کشتی سمجھے ہوے ایرج نوجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا کہا یوں بھائی ہوں میں تلوار چلنے لگی دو چار ضربیں رد ہوئی تھیں کہ پیمان نے پیمان شکنی کی کہا او بلمان دیکھ پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا پیمان نے ہاتھ تلوار کا ماردیا سر بلمان کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لوں بلمان نے آواز دی ای آقا سنا مدار شہنشاہ والا تبار غلام نثار ہوتا ہے ایرج نے جو بلمان کو اس حال میں دیکھا صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب پیمان کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہے ایسا شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے تو آ پیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آ پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وار خالی دیے تیغ کو اپنے چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ ماردیا تیغہ دودمہ سکندری یادِ زبردست ایرج نوجوان نے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر کو کاٹ کے جگر تک

تلوار نے کاٹا اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی و زبردست اُسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب سے لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقۂ آتش بازی داغا دس پانچ کے منھ پر پھینکا جب بیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوے کچھ بھاگ گئے بعضون نے جو نہ بھاگے تھے چادرین ہلا دین آخر کار بلبان نے سب کو لا کے حاضر خدمت کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی اب ایرج نوجوان نے سب کو کلمہ پڑھایا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانون کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار جو کیا ستر ہزار جوان ساتھ ہین دوسرے دن لشکر کو تیار کیا طرف مبہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہے مبہوت تیغ زن اپنے قلعے مین ملکہ کی الگ عجیب حالت ہے باغ مین ہمراہ صبا سے سبک رو کے یاد مین شاہزادے کی رویا کرتی ہین جب اُنکا عیار عرض کرتا ہے کہ اے ملکۂ عالم صبر کیجیے انشاء اللہ شہریار صحیح و سالم آکے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہوکے فرماتی ہین اے صبا سے سبک رو مین کیا صبر کرون کیونکر صبر کرون میری تو یہ کیفیت ہے نظم

سکت کہان جو کرے تیرا ناتوان فریاد
اُسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد
یہ ہے یقین کہ جائیگی رائگان فریاد
مگر کرینگے کبھی پھر امتحان فریاد
گئین جو حسرت دیدار لیکے دنیا سے
کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد
فراق یار مین جو ہو سکا وہ کر دیکھا
نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد
چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی
کرینگے شکل مزامیر استخوان فریاد
تمھارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ
جو پیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد
ترے فراق مین اوجٹ کراہنے کے سوا
قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد
اثر ہو باد بہاری کا آہ مین میری
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد
گئین وہ عشق کے ہمراہ رنا تاثیرین
سنیگا کون اثر یار اب کہان فریاد

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین تو صبا سے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برائے تلاش

شاہزادہ والا قدر جاتا ہی ملکہ نے کہا بہتّا کسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُنکے عدم مین ملاقات ہوگی سر دربار بہبوت تیغ زن کہتا ہی کہ مین نے اُنکو مار ڈالا صبا سے سباک رو نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہی یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین بہبوت کے ہاتھ سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہکے رات کو صبا سے سباک رو نکلا ادہر سے تو یہ جاتا ہی اور اُدہر سے نسیم سباک رو آتا تھا ہر چند کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکار کے آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرایا مگر اُسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پہونچا کہا کیون حضرت صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو سمجھ لیا تمام پہچانا کہا ای صبا چل تجکو شاہ نے بلایا ہی اگر صاف صاف بتاویگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے ہوے ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اس زمانے مین تنگی ہی اہل و عیال تڑپ رہے ہین کہین سے تلاش کرکے لاؤن بال بچّون کو کھلاؤن نسیم نے کہا ارے تو میرے سامنے باتین بناتا ہی کچھ چھپاتا ہی اب یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو گرفتار کرکے لائینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہی صاف صاف ظاہر کردے صبا انکار کر رہا ہی آخر باپ بیٹون مین پیچ چلنے لگا مگر نسیم جہان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایکجگہ پر نسیم نے کہا ارے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا سے شباک رو نے یہ سنکر منھ پھیرا نسیم نے حلقہ ہاے کمند اسکی گردن مین مارے صبا سے شباک رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے کو حباب مارا صبا بیہوش ہوا صحرا مین لا کے آہستہ اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون ای بیٹا اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو گنہگار شاہی کا کیون دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کردیگا تو تیری مین جان بخشی کردونگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبا سے سباک رو اب پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہی نہین معلوم کہ اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ ای بابا جان مجھے اُسکی جوانی پر رحم آیا عیّاری کرکے رہا کردیا نسیم سباک رو تو خود عیّار ہی مکار طرار ہی قہقہہ

مار کے ہنسا کہا اے فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہین یہ امر تیرے حوصلے نے کیونکر گوارا کیا یہ کسی جاہل کا کام ہے صاف صاف بیان کر صبا سے شبک رو نے کہا بابا جان آپکے سامنے میری کیا مجال ہے کہ مین خلاف عرض کرون نسیم نے ہوا کو باندھا ہے جب صبا سے سبک رو نے قبولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلبلا گیا کہا اے باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہے تو خنجر مار دے سر جدا ہو جائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہے کہ صبا سے شبک رو تڑپ رہا ہے اور نسیم کوڑے مار مار کر پوچھتا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبا سے شبک رو نے دیکھا پشتے فوج ظفر موج آ گئے سب کے آگے ایک مرکب باد رفتار رفرف کردار پر نقد روح قاسم ذیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین بلمان مردم در قزاق پہلوین مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب میں ہاتھ رکھے ہوئے صبا سے شبک رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہو کر آواز دی شاپور نے جو صبا کو پہچانا نیمچہ کھینچ کر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا کہ یہ جب تک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر جگر کمان مین پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک مو سے جسم بھی صبا کا کم ہوا تو یہ تیر وہ ہے کہ اندھیری شب مین چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال مین نہ لایا مگر کڑکنے سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو گیا دل مین کہ رہا ہے کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو بچاؤن پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھ کر لیجاؤنگا ایرج نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہے وہین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ تنہ نخل کو توڑ کر شانہ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے مین شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا کہ او بھیا میرے سامنے تو ہو اور جھپٹ کر ایک نیمچہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صبا سے سبک رو رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے نیمچہ چلنے لگا شاپور نے کترا کر ہاتھ پر نیمچہ مارا نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع لشکر ظفر اثر کے آ کے پہونچے صبا سے سب حال دریافت کیا اسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہی جس روز سے آپ نکل گئے یہ سمجیا میری تلاش مین تھا آج مین آپکی تلاش مین نکلا اس سمجیا نے مجکو پایا مین نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر ملک کا نام نہین لیا اب مجھے رخصت کیجیے مین اپنے کو خدمت مین ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم لشکر کشی کر کے آئے ہین باپ سے تمھارے مقابلہ کر کے تمکو لین گے مگر اب تمھاری یاد مین ہماری کیفیت ہی نظم

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین
یہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محجوب زندان مین
گدائے حسن کو للہ اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین
ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
بجلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین
وہی دکھلائیگا مجکو کبھی صورت مرے یوسف کی
دوبارا جسنے بخشا نور چشم پیر کنعان مین
یہ ظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہی مجکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین
لگا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اسکے خوان الوان مین
منادی ہی صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین
تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین
برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہی
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین
کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین
مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترکتازی کو
بگولا جب کبھی اٹھتا نظر آیا بیابان مین
مہیا کو بکو سامان ہی اب میری وحشت کا
نظر آتا ہی جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامان مین
گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتون کی قبرون پر
صدا آئی حبذا قاتل سنی گنج شہیدان مین
تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین
نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہین آئیگا طوفان مین
مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پر
رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان مین
ستم کرتے ہین اہل ظلم اورون کی حمایت پر
پرون سے تیر کے ہی طاقت پرواز پیکان مین
طبیعت سے نہ جائیگا رہا جو ہی جوہر ذاتی
مثال شیر قالی ہی حرارت مرد میدان مین

صبا ے شبک رو نے عرض کی اے شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کیجیے ہرچند کہ شاپور نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیفہ عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا اگر حال نسیم کا عرض کرتا ہون کہ کٹا ہوا ہاتھ لیکر سامنے بہبوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ کنوگار لشکر لیکر آیا ہے ساٹھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہے پہلوان مردم دار ایسے پہلوان کو زیر کرکے لایا ہے عیار بھی اسکا اسکے ہمراہ ہے بہبوت نے کہا قضا اسکی دامنگیر ہے یہی اسکے قتل کی تدبیر ہے کل مین قلعہ سے لشکر لیکر نکلونگا مشکین باندھکر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اسکو تیرباران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اسنے تین شخص آتے ہین ایرج ہتھیار لگائے ہوئے آگے آگے پشت پر دونون عیار اسنے ایرج کو پہچانا اور حیران ہوا کہ یہ ضعیفہ کون ساتھ ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ شہر مین جو کوئی اسکا مددگار ہے اُسکی ملاقات کو جاتے ہین دل مین سوچ کر اسنے سمجھا کیا یہان ملکہ ماہ پیکر انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھی اپنے دروازے کے ہاتھ رکھے ہوئے زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری وہ عیار آپکا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ پلٹیگا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین ایک ضعیفہ آگے بڑھی اسنے پکار کے آواز دی واری مبارک ہو مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ قریب قلعے کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صبا ے شبک رو ملکۂ عالم نام ایرج نوجوان کا سنکر پلنگ سے نکل آئی دوڑکر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اے شہریار یہ ایک مہینہ ہم پر کس مصیبت مین کٹا ہے شب ہاے تار ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا مگر وہ رات بڑی سخت ہے ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر بہبوت قلعہ بند ہوگا تو سواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے لاؤنگا سب حال تمپر کھل جائیگا خوشیون نے بھی آ کے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہوگیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو پہلو سے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھکر نسیم باغ کی دیوار سے

اترا

م ترا خیال مین آیا کہ جاکر بادشاہ سے خبر کردون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کرلین گھیر کر اِن جوان کے ٹکڑے کرین دونون کے دونون کیا کھلے ملے ہوئے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم بھاگا دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم شباب رو دروازے پر حاضر ہے محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگایا مبہوت تیغ زن آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا پوچھا اے نسیم کیا ہے کہا اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون صباے شباب رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوئے آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہے ہر چند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اب تو بیٹھے ہوے پہلوے گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین فرحت کا شکوہ وشکایت کھلے ہوئے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑتا تو وہ غالب آتا بلمان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہے خداوند ہفت پیکر نے تقدیر پر کسی دم کے آپکے قبضے مین اُسکو کر دیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر بار لیجیے قلعے کا پھاٹک بھی بند کر لیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکی خبر نہ ہونے پائے یہ سنکر مبہوت تیغ زن نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکہ عالم کے باغ کو گھیر لو اے نسیم شباب رو حقیقت مین وہ جوان بڑا بہادر ہے مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُسپر غالب نہ آتا تھوڑے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہو گئی مبہوت نے حکم دیا کہ شہر والے بھی باہر سے نہ رہین وہ بھی تیار ہو کر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شباب رو کو بڑی فکر ہے کہ مین بیٹا ہو کر شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا ہاتھ قلم کیا ہے یعنی اُسکا جب تک تن سے سر نہ جدا کرلونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان بصد شوکت و عظم و شان پہلوے ملکہ مین بیٹھے ہوے ہین باتین فرصت مزے کی آپس مین ہو رہی ہین دفعتہً بیٹھے بیٹھے صبا سے شباب رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اِس وقت دل گھبراتا ہے اے آقاے نامدار آپ نے تھوڑا کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہے بلمان مردم در کو خبر نہین ہے اب

پھر دو پہر یہاں ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہیں ہوگی اگر مناسب سمجھیے تو میں آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کردوں کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم شبک رو خبر کردے اور وہ رات کے وقت ارادہ شبخون کا کرے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا اے صبائے شبک رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعوائے جرأت ہے وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوئے ہے مگر تم بچتے ہوئے جانا ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے باپ ہو کہ تمھارا دشمن ہو رہا ہے شاپور شیر دل نے کہا آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں صبائے شبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتیں کر کے بشکل اصلی باغ سے نکلا آدھ کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ کو دوڑے ہوئے نسیم سبک رو آگے پشت پر فوج ہے لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہیں صبا یہ دیکھ کے پیچھے ہٹا سوچا کہ مجھے جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہوگئی میں جا کے بلمان مردم در کو خبر کردوں کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ میرا گھر جائے عنایت خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی امن ہیں اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد ہو جائینگے یہ دل سے باتیں کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا پھاٹک پر قلعے کے آکے دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبائے سبک رو دوسری طرف آیا ایک موری کی سلاخیں سو ہیں سے کاٹیں اُسمیں سے نکل کے بھاگا یہاں بلمان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے ساتھیوں سے کہتا ہے یارو غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے میں گئے ہیں ایسا نہو راہ میں روکے جائیں اور خدانخواستہ دشمنوں میں گھر جائیں میں تو عاشق جمال عدیم المثال ہوں جب سے آقا نے مجکو زیر کیا میں یہی چاہتا ہوں کہ لمحہ بھر اُنکے سامنے سے نہ ہٹوں جمال اُس شاہزادے کا دیکھا کروں میرا دل اندر سے گھبرا رہا ہے ہرچند کہ آقا سے نامدار ایسے نہیں ہیں کہ ہزار دو ہزار سے منھ پھیریں شیر کے مانند گلہ گوسپندان میں آپڑتے ہیں ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ میں لڑتے ہیں افسروں کو گھیر کے مار لیتے ہیں میں نے اُنکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانوں سے الگ دیکھا ہے ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ میں ہم بالکل دخل نہیں رکھتے ساتھ والے کہہ رہے ہیں کہ یہ نبیرہ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہیں اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

الگ ہو سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب ثبات لگیا طرز جنگ مین وحید عصر یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلبان نے دیکھا صبائے سبک رو بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہے پکار کر آواز دی اے سپہ سالار آقائے نامدار باغ مین ملک کے ہین مبہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے گھیر لیا ہے سامنے جنگ شروع ہو گئی پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تھم کیونکر شریک جنگ ہوئے بلبان مردم در یہ سنکر گھبرا گیا کہا اے صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے بر وقت جانے کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہائے افسوس میرا کہنا انھون نے نہ مانا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار قزاق اسکے طلائے پر ساتھ موجود تھے انھین کو ہمراہ لیکر چلا صبائے سبک رو نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہان فوج زیادہ ہے بلبان نے کہا عرصہ ہوگا یہ بارہ ہزار قزاق جنگ آزمودہ ہین قلعہ پر جا پہنچے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین گھر گئے کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جونہین نام اپنے آقا کا سنا فوراً آنکھین اپنی ملتے ہوئے اٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوئے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپون درست کر رہے ہین بتیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ اُن مین تیل بھرا ہوا ہے اُنکے آگ روشن ہے کہ دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلبان مردم در فوج کو لیے ہوئے آتا ہے گولہ اندازون نے یہ سنکر توپون کو ٹھوکا کے کان مین ایک دوسرے کے نہین معلوم کیا پڑھ کر دم کیا کہ بس دفعتہً توپین کڑکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین بلبان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ گولے پڑنے لگے گھوڑا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشتاق تھے انھون نے پیدلون کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو بیٹھ جاؤ جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوڑے مارکر داہنے بائین سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا تو پیتا روکین کہ پیدلون سے گرد اُڑی دیکھا بلبان گرد اُڑاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اُڑتے ہوئے اسقدر جلد آکے پہونچے کہ گولہ انداز فیر نہ کر سکے بلبان مردم در برابر پھاٹک کے پہونچا گھوڑا اُڑا کر خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے خندق مین ڈالدیے گھوڑے اس پار آگئے اور پھاٹک

توڑکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی پہلوان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے
کے پرے پامال کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو پہلوان چلا باقی ماندہ سپاہ
جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آپڑے قلعے میں گھس آئے وہاں ایرج نوجوان کو کنیزوں نے خبر کر دی
کہ حضور باغ چار جانب سے گھر گیا مہبوت تیغ زن چاہتا ہے اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹیک کر
اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئیں چار سو کنیزیں پشت پر مہبوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
حکم دے رہا ہے کہ دروازہ کھود کر گرا دو بیلداروں نے ارادہ کیا ہی تھا کہ خود بخود دروازہ
کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شجاعت افروز جہانداری باغ سے طالع ہوا نعرہ
کیا کہ او مہبوت یہ کیا نامردی ہے کہ عورتوں پر تو نے لشکر کشی کی ہے پہلے پہل تو بیلداروں کو قتل
کیا مہبوت تو بھاگ کر فوج میں آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہے گھیر لو سب فوج بڑھی
مگر شاپور شیر دل نے بڑھ کر حقہ آتشبازی مارا ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہیں کہ اے یار وفادار
اسکی کیا ضرورت ہے میں جا کر مہبوت مردود کو مارتا ہوں شاپور کب مانتا ہے ایک چست چالاک
جنگ میں بیباک ہے چند حقے آتشبازی کے مارے کہ پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آ کے
گرے شاپور پشتی بانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
تڑپ رہی ہے افسروں کو تاک تاک کے مار گرا دیا مرکب کے صدمے سے پامال شدہ پڑا ہے ہر لاشہ مثل مرغ بسمل
کے تڑپ رہا ہے مہبوت نے پکار کر آواز دی اے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہے
سب مل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے بڑھ کے خبر دی فوراً باغ کی جانب ملاحظہ فرمائیے ملکہ عالم مع کنیزان
باغ سے نکل آئی ہیں تیر و کمان لیے لیس کھڑی ہیں پہلے ان کو گرفتار کیجیے مہبوت گینڈا بڑھا کر
اس طرف چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پر ہیں ملکہ نے جو دیکھا کہ اباجان تو ادھر آنے کا ارادہ
رکھتے ہیں کنیزوں کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کہکے اپنے کاندھے سے بھی کمان اتاری چار سو تیر
جو ایک مرتبہ چلا چار سو سوار گھوڑوں سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوئے مہبوت نے گینڈا آگے بڑھایا
دور سے پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آ کے سب کو پامال کر دونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا تیرے حال پر روئیں اور مجھکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان
کچھ تجھکو میرا خوف نہیں ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آئیے ورنہ میرے ہاتھ سے
مارا

قتل ہو جیئے گا مبہوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیر تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانۂ مبہوت کا نشانہ ہوا اسنے بہت جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو پیلو اس گیسو بریدہ کا فاتحہ کرو سب سوار و پیدل ہٹ کر اسی طرف چلے جیسے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے آکر ملکہ پر حملہ کیا ملکہ نے دیکھا ڈیڑھ لاکھ فوج کا اسی طرف رخ ہے گھبرا گئیں دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگیں اے معبود و اے موجود وقت مدد ہے ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا لے نظم

می طپد در سوز عشقت سینۂ سوزان ما | در غم ہجر تو گرید دیدۂ گریان ما
کن نظر یارب بحال بیکس و سامان ما | گوش فرما بر صدای نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار ز ہمہ یاران ما | تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی | در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان | از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی | بستۂ فقیہ زر و گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر بآب دیدہ ما طفیل دوا | نامۂ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم | دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مبہوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہے بسبب تیر اندازی کے جوانمرد قریب نہیں پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامردو تم ہمسے آکے مقابلہ کرو عورت پر کیا بادہ کرتے ہو مبہوت نے پلٹ کر دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو ارے تیر و نیزوں سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیر اندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیروں کو قلم کرتے ہیں وہ سمجھا چاہتے ہیں کہ ایسے جوان کے گھوڑے کو مار لیں اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہوگا آخرکار سب نے مل کے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخموں میں چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر رکب سے الگ ہوئے شمشیر زنی پیدل ہو کر کرنے لگے مبہوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم پاس رو برو سامنے آیا اس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہو کہ ایرج پیدل ہوچکا لیکن گرفتار نہیں ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہین نسیم نے کہا اسوقت دو سو پیاک بچے ساتھ ہین مبہوت نے آگے بڑھکر کمندین مارکے پکڑ لینے کا حکم دیا نسیم دو سو پیاک بچون سمیت آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیادل ایرج کو گھیرے ہوئے ہین نسیم شتاب رو چاہتا ہو پیشین قوین کمندین مارکر پکڑلون ایرج نے جو کمند اندازون کو دیکھکر پریشان ہوے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہوکے پکار اٹھے ای خداوند لیل و نہار مجھکو بچالے نظم

برخطاکاران براہ لطف فرمودی عطا
بے نوایان را بفضل خویش بخشیدی نوا
دردمندان را عطا کردی تو داروی شفا
گمرہان راہ الفت را تو گردی رہنما
خاکساران جہان را کیمیاگر ساختی
مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
خلق سیارہ بحکمت گردن اخلاص خم
ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نہ بیرون برد از تعمیل فرمانت قدم
کس نزد ای صاحب فرمان بفرمان تو دم
ساختی شاہ و گدا بیسر و بیبر ساختی
جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
رنگ فوکردی عیان اندر جبین گلزار را
سبزہ سرسبز کردی تیر نوک خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را
نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی
زو دماغ بلبل نالان معطر ساختی

بیقرار ہوکر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار قزاقون سے آگے گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گیند سے کود پڑا صبا سے سبک رو سے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا ہو صبا نے اسکو پتھر مارا زنگی کا سر پھٹا صبا گھوڑے کو لیکر اڑا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلمان مردم دیکھی گرد پھیر پھیر کر لڑ رہا ہو ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان آگئی پشت پہ ہاتھ رکھکے فرمایا ای وفادار صبا رفتار مجھکو قریب مبہوت کے پہونچا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اسکو دولتی ماردی ایک سوار مرگرا دوسرا

ساتھ ہوا یون ہی دوچار پامال ہوے بلمان مردم در نے بارہ ہزار قزاقون سے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا آگے پیچھے سوار و پیادل کو ہٹاتا ہوا یہانتک کہ ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے پہونچے بلمان نے عرض کی ای آقاے نامدار ذرا تامل فرمائیے مین اس مغرور کی گردن پکڑ کے لاتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے کلائی پکڑ لی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا کھینچ دیتا ہوا سامنے ایرج کے لایا مبہوت پکار اٹھا ای شہریار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اسنے عرض کی غلام مسلمان ہوتا ہی کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج والون کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین رکھدو سب افسر رومال اپنے اپنے ہاتھون مین باندھکر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہی ای آقا یہ ابھی مسلمان ہوا ہی آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی شاپور شیر دل قریب تھا اسنے عرض کی ای بلمان مقام انتشار نہین ہی یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہی غور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہی پیشانی اسکی منور ہی مبہوت نے وزرا سے صلاح کرکے ترنج خوشبوئی نسبت ملکہ کا سینے پہ ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت کی مگر ای مبہوت ہم تمسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور ایسا خویش مجکو ملا قسمت نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا ای مبہوت مجکو جلدی ہی کہ اپنے کو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچاؤن مبہوت نے عرض کی باتین یہ اسی قلعے کے صحراے نرگستان ہی اسی جنگل کو طی کرکے قریب کوہ زنگار تک کے پہونچیگا وہان سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہوا ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر بلا تکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین آیے ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا ای ملکہ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بیقرار ہوئین کہا اے شہریار آپکی جدائی مین کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانہ فراق مین راتین ہجر کی کیونکر کاٹے گی میرے دل کی عجب کیفیت ہے نظم

پیدا ہو جس سے رشک کسی شہسوار کا
آنکھوں کو انتظار رہا اس غبار کا
دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا
کیونکر دہان یار سے تشبیہ دوں اسے
غنچہ کو اسکے سامنے رتبہ ہو خار کا
یہ جانتا ہوں میرے گنہ بیشمار ہیں
اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا
بعد وصال ہجر میں یوں مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہے صدمہ خمار کا
بست میکدے سے یہان میں جو آ گیا
آنکھوں نے میری رنگ نہ دیکھا بہار کا
دیوانے دامن دشت کو زنجیر توڑ کر
تلووں میں آ کے کھٹکا جو خار کا
اللہ ری صفائی رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہو خار کا
اب اسکے آستان سے چھٹے میں محو یار
دی رند جب محل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا اے ملکہ عالم پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسکو فتح کی ہوگی تجھسے عقد کرینگے تب تک مین جاتا ہون ہمارے ہی اپنے کو ہلاک نہ کرنا صبر و شکر مین بسر کرنا غم و الم کا دل پر ہجوم نہ ہو دشمنون کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جہانتک ہو سکے اس آتش عشق خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمہاری جدائی شاق ہے مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہے کہ ہمکو اتنا کا پس و پیش ہے یہ کہکے باہر نکلے مہوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدہ سپہسالاری مقرر کرین لیکن اسنے عرض کی غلام سے اطاعت جدا ہونیکے لیے نہین کی ہے امیدوار ہے کہ ہمیشہ کمترین قدوم میمنت لزوم ہی مین حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ کرکے طرف صحرا سے زنگستان کے آئے آگے سے شاپور شیر دل ساتھ ہوا اسنے عرض کی اگر خلاف نہ ہو تو کچھ عرض کرون ایک ہفتہ اسی صحرا مین مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے یہان سے کوچ فرمائیگا ایرج نوجوان نے کہا اے شاپور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین ایرج نوجوان اسی صحرا سے نرگس مین فروکش ہوتے ہین وقت پر اسکا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان ستو نشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ قراطاق میں اور مقابلہ پہلوانون سے ودیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
چاہتا ہون کہ نشہ مین ہو تیز
جھوم کر آج ابر آیا ہے
دشمنون کو بڑا ملال ہوا
پہلے دور شراب ناب مین
نقش پا ہو ترا سر تاج
حالت ابر ہے فرح افزا
ابھی میخانے مین ہے می باقی
ساقی با ہوش بھی آئیگا
ہووے تحریر بر سر میدان

رگ و ریشے مین ہے شراب آمیز
دیکھون ابر سیہ کی کیفیت
میکشون کو مزا دکھایا ہے
جمع میخوار ہو گئے آکر
اسقدر ہم شراب ناب پئین
ساقیا ہمیہ تیرا احسان ہے
لطف محفل ہے جیسے جانان ہے
آج ہو میکدے مین لطف سحر
میکشی کا مزا اٹھائیگا

لطف ابر سیاہ بھی دیکھون
ساقیا اسکو ہے بڑی صنعت
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
ساقیا آج تو نہ ہو چکر
جہے قہقہے اڑائین آج
رنگ محفل ہے کیسے جانان کو
میرے کہنے کو مان لے ساقی
جام کے واسطے ہو دل بیتاب
اے قلم داستان شیرین بیان

چہرہ حاکمان معرکہ جرأت و جلادت و دیگر تازان میدان شوکت وسطوت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین۔ مشغول تصنیف مصنف راقمان سوانح عجیبا ؛ ہمی نویسندہ از ریہ عنا ؛ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ والا شان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کرکے طرف ایک صحرا کے روانہ ہوئے شبرنگ بن عمرو ساتھ ہے ایک نخل کے سائے مین آ کے ٹھہرے مرکب کو دو چرنے کے چھوڑ دیا آپ شبرنگ سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ کیون اے شبرنگ ایرج نوجوان کو فوج ولشکر ملا ہم ابتک آوارہ دشت و دیار مصیبت مین گرفتار صحرا و خار مین پھرتے ہین کوئی کیفیت معلوم نہین ہوتی شبرنگ کہتا ہے اے شہریار آپکو بھی انشاء اللہ لشکر ملیگا گھبرائیے نہین وقت پر موقوف ہے اسی مقام پر ٹھہرئے رہئیے جگہ بھی دنیا کی ہو بہار سے قریب ایک قلعہ ہے اسکو قلعہ قراطاق کہتے ہین قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہے کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر کا چونچ مین دبا کر آگیا قراطاق جادو

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا کہ قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہوا اسکو اٹھالا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدمہ حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو ان لوگوں کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جائینگے تیرے ہاتھ سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اٹھائیگا قراطاق جادو نے پلٹ کے مصاحبوں کی جانب دیکھا ھلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جاکے سر لا سکتی یا زندہ گرفتار کر لائے میں اڑی ہوئی آتی تھی حقیقت میں ایک نخل کے سائے میں ایک جوان ماہ رخسار کھڑا ہے میرے دل میں آیا کہ اٹھا لاؤں پھر خیال میں گذرا کہ شاید مسلمان ہو انکا ستانا اچھا نہیں اب حکم ہوا ہے تو ابھی جاکے لاتی ہوں یہ کہکے ھلیل اڑی آسمان پر جاکے ٹھہرائی نورالدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتیں کر رہا ہے تڑپ کے گری نورالدہر کو اٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہو کر عقب میں دوڑا یہاں قراطاق کے سامنے لاکے نورالدہر کو ھلیل جادو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ پاؤں نورالدہر کے زمین نے تھام لیے ھلیل جادو نے اپنا سحر اتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلادوں کو بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوئے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر نورالدہر پہ آیا کہ ملے کا خط گردن پہ دیا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہیں کہ ہائے کیا جوان قتل ہوتا ہے کوئی خطا بھی اسنے نہیں کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار رکھتا ہر کس و ناکس افسوس کر رہا ہے جلاد شلنگیں لگا رہے ہیں نورالدہر بن بدیع الزمان حیران ہیں اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہیں چاہتا ہے قراطاق کہ تیسرا حکم دوں جلاد خنجر مارے کہ ایک جوان کے دو ٹکڑے ہوں کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا اسنے عرض کی ملکہ سیماب آتی ہیں قراطاق نے کہا انہیں معلوم کس کام میں تھیں آج کئی دن کے بعد آتی ہیں ہم تو انتظار کرتے ہیں اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہیں آج آئیں تو سہی میں بڑی شکایت کرونگا سمجھا دونگا کہ خبردار اور روز آیا کرو ہم راتوں کو گھبراتے ہیں کہ وہ ابر پھٹا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

تخت پر سوار آکر اُترین قراطاق نے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آ کے تخت پر بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار میں یہ کیسا ہنگامہ ہے قراطاق نے کہا نبیرۂ امیر حمزہ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوتا ہے سیماب سحر طراز نے جواب دیا سامنے سے ہٹاؤ ذرا ہم تو دیکھیں کہ کون جوان ہے اگر گنجاب کا نواسہ ہے تو گوہر ملک کا بیٹا ہے میں ایک زمانے میں پرستے ملاقات گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے فرزند کا ذکر جرات کرتی تھیں کہ نہایت کمسنی میں اسی جوان نے جا کے طلسم گوہر بار فتح کیا بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سنتے لوگ سامنے سے ہٹے سیماب سحر طراز کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نور الدہر پر پڑی نور الدہر نے یہ نگاہ یاس ملکہ سیماب سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو یاں بیٹھے تھے نگاہیں جو اٹھائیں تیر مژگان سینۂ سیماب پر پڑے سیماب بیقرار ہو گئی کہا کیوں اے قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا مجھے اس میں کیا دخل ہے قدرت نے فرمان بھیجا ہے سیماب سحر طراز نے کہا میں تو اسکو قتل ہونے دونگی قدرت نے بہت خلاف فرمان لکھا ہے خطاوار کو قتل کرتے ہیں یا بے خطا کو قتل کرتے ہیں کون یہاں اسکو لایا تھا مہابیل جادو اپنے مقام سے اٹھی سامنے سیماب جادو کے اپنی جرات اور ہمت کی تعریف کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیوں بیہودہ بکتی ہے میں اسکو قتل نہ ہونے دونگی مہابیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے مہابیل کے دو ٹکڑے ہو گئے دوسرا ہاتھ ہلا کر جلاد کا سر اڑ گیا پکار کر آواز دی کیوں اے شہزادۂ صاحبقران کیا خیال ہے اپنے مقام سے اٹھو قراطاق نے جھلا کے کہا او سیماب کیا تیری شامت آئی ہے جو تو نے مہابیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو اٹھا کر لی ہے قدرت تجھکو سنگ سیاہ کر دینگے سیماب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو مجھکو غصہ آ جا مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہے قراطاق نے کہا تجھے دیوانی ہو گئی ہے کیا دنگا بپا کیگی سیکڑوں جادوگرنیاں اسی عشق میں ان جوانوں کے تباہ اور برباد ہو چکیں اسی قیل و قال میں اسکا شہرہ قلعہ کے پاس قدرت کے پہونچا قدرت نے نامہ لکھا ہے

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا یہ انھیں کے حکم کی تعمیل میں سرگرم ہوں سیماب
سحر طراز اپنے مقام سے اٹھی قراطاق جادو نے گولہ اٹھایا کہا ای سیماب ماروں گولہ
کہ تیرا سر پھٹ جائے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اڑ گیا اب
قراطاق جھلا کے اپنے مقام سے اٹھا کہا یاروں تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی میرا
ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھوں ہاتھ پکڑ لو سیماب سحر طراز نے کہا ای قراطاق
تیری کیا مجال ہی جو تو مجھے گرفتار کر سکے ہیں کئی سال برابر خدمت میں قدرت کی رہی انتظام
خدائی کرتی تھی مردوں کو باتیں کرنا درختوں سے آواز دینا طائروں سے بلوانا کام اسکی
خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیماب کو کون کشتہ
کر سکتا ہی چند ساحروں نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالیں لیکن سیماب
سحر طراز جب ہنستی ہے تو ہر دندان کو ظاہر کر کے برق چمکاتی ہو کہ جس سے دس بیس کے
سر اڑ جاتے ہیں ساحر آپس میں باوہ کر رہے ہیں مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہی کبھی لڑتی
ہوئی سامنے نورالدہر کے آتی ہی اشارہ ہی کہ او ظالم دیکھ میں نے یہ سب تیرے واسطے
مصیبتیں اٹھائی ہیں اپنوں سے بیگانی ہوئی چند سال سے محبت اور قراطاق سے
ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہوا اگر نورالدہر کے سیماب نے ایک لکیر
کھینچ دی ہی گویا حصار کیا ہی کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہی کہ ارے
یاروں اس گنہگار فرشتہ کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نورالدہر کے جانے کا ارادہ
رکھتا ہی لکیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا پاؤں ٹوٹا عجب ہنگامہ برپا ہوا
جنگ عظیم ہو رہی ہی مراد سیماب کی یہ ہی کہ قراطاق کو کشتہ کرکے شاہزادے کے ساتھ
عیش کرے غرض کہ ایسے یہ حالات طرح طرح کے اسکو معلوم ہو رہا ہی کہ عشق میں اس حسین جوان
کے جو بچی کہ اسپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ سب اسپر قبضہ سے
[illegible] قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشوں سے بارگاہ کو بھر دیا اور
نورالدہر کے نزدیک کوئی نہیں جا سکتا جو جاتا ہی خود مرتا اسکا کٹ کر [illegible] ہاتھ میں
قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اٹھا اور للکار کر آواز دی [illegible]

ایسا چھلی کہ مشیران سلطنت کو مارا وزرا وغیرہ دس بیس قتل ہوئے اب میں تیرے جھونٹے پکڑ کر ایسے مکان میں قید کرتا ہون کہ اسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہے جو شہنشاہ ساحری وجمشید شہر ایسا ہو یہ سحر آتشین کا بنایا ہوا ہے ہفت پیکر کی خدائی میں تاثیر رہی اسکا زوال اب قریب ہے یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اسنے ہنس ہنس کر ان سحرون کو دفع کیا کرتی ہی اور کہا او دیوانے میرے ہاتھون سے تیری کیون قضا آئی ہے دیکھ کہتی ہون کہ جان بچا کر بھاگ جا لیکن قراطاق سے نہ مانا تیغ فولاد آلود کا ہاتھ مارا آئینہ سیما نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو پچکاری گری قراطاق کے [illegible] ہوئے سے ایسا اندھیرا ہو گیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھون کو چمکا کے روشنی کرتی ہے جب جگنو سا ہوا کا جاتا ہے روشنی گل ہو جاتی ہے سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نورالدہر کو بیچ میں اٹھا لوں لیکن بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی از نام من قراطاق جادو بود تمام ساحر فریاد کرنے لگے کہ دوہائی عالم ہم آپکے تابعدار ہیں سیماب نے سحر سے ہاتھ روکا سب ساحر اسکی خدمت میں حاضر ہوئے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اٹھا کے دیکھا تو شاہزادہ نورالدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پیٹنے لگی ساحرون پر غصہ کیا کسنے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکہ عالم ہم تو جنگ میں مصروف تھے ہمین نہین معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا میں کسی بات میں عاجز ہون ابھی دریافت کرتی ہون جہان نورالدہر بیٹھے تھے اس مقام پر آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین اسنے وہ دانے اٹھا لیے کہا صاحبو تم سب بیٹھا ہے کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اٹھا کر لیگیا یہ کہکے ان دانون کو زمین پر پھینکا ایک دو دانون نے پکارا آواز دی ارے تو کسکا سحر ہے صاف صاف بتا ورنہ کھینچ تانک دونگی وہ دانے چیخے مثل انسان کے آواز دی کہ گوہر جادو مالک قلعہ مروارید نگار اڑتی ہوئی آسمان پر جاتی تھی اسنے جو نورالدہر کو دیکھا عاشق ہو کر اٹھا لیگئی یہ سنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی کہا ابھی جاکر مین گوہر جادو کو قتل کرتی ہون میرے معشوق کو اٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہے میرا تو اب یہ عالم ہے کہ جینا مجھکو دشوار ہے [illegible]

دی جان محبت مین کسی غنچہ چمن کی
شوق سے خوش الحانیان کین غنچہ دہن کی
خط نکلے پہ بوسہ رخ پرنور کا پایا
کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا
کیا جانیے کیا دل عاشق سے کری کی
اُس کاکل مشکین کا جو بل جاے کو گرانا
حسرت لیے جاتے ہین ہم اک مرگ نوی کی
وان غیر کے گھر جانے کو بجلی گئی لپٹا
اچھا نہ ہوا کو لب شیشے کی طرح سے
ہو الفت گیسو کا مین دیوانہ تھا پایا
یاد آگئین اگلی وہ غزلخوانیان ادا کی

سونگھینگے ملک آ کے بو میرے کفن کی
سیٹی ہے جو بجلی ہوئی مرغان چمن کی
خیرات ہے جس کو ملی چپانی کہن کی
پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی
ہر بار کی شوخی ترے پیارے دہن کی
سنبل کو سمجھنا تو غلط اور ختن کی
مٹی ہی ملی دست عزیزان وطن کی
تا سیر ہو یان اپنے لیے غسل و کفن کی
کیا بات ہے کیا بات ہے اُس گل کے بدن کی
زنجیر کشش پاؤن مین ڈالی کسی تن کی
صحبت کہین دیکھی کہین بھی شعر و سخن کی

سب یہ سمجھا کئے کہ گوہر جادو کا حال یہ گذرا کہ وہ جو پہلے سبزہ زار شکارگاہ مین اتفاق سے گذرا اسکا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی اسکی دیکھکر اسکو نہایت پریشانی ہوئی وہ ایکجا ٹھہر کے روئی کہتی ہے کہ افسوس ایسے مقام ویران ہوئے سلطانون نے طلسم ہفت پیکر کو بیچراغ کر دیا وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ ناگاہ نالے کی آواز کان مین آئی جھانک کے دیکھا ایک بارگاہ مین ایک ساحرہ تڑپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہے اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہے نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہے گوہر جادو جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہوگئی سحر کر کے تڑپ کے گری کمر مین بیٹھی دیکھے لیے اڑی راہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہہ رہی ہے کہ واہ کیا معشوق خوشخو خوش رو دستیاب ہوا اب اسکو قلعے مین لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی ع ایسے معشوق طرح دار کسے ملتے ہین ۰ دل سے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوڑا پہنکر اپنے کو زر و زیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نور الدہر کو ہوشیار کیا اب جو نور الدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پایا ایک ساحرہ مہ پارہ سے خوبرو دوچار ہو

اشارے کرتی ہی کہ نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی اے زینت محفل عاشقان اے رشک یوسف کنعان تیرا نام نامی کیا ہے تو ساحروں میں گھرا ہوا تھا میں تیری جان بخشی کر کے اٹھا لائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہوں خداوند ہفت پیکر کو خراج دیتی ہوں نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دوں چند روز ہوئے میرے سرکار خداوندی میں پر سر عہدہ ہے بڑے بڑے ہیں تجکو خداوندی کی زیارت کراؤنگی وہ تجکو نظر کرم کر کے عہدہ جلیل سے سرفراز فرمائینگے نور الدہر نے کہا اے گوہر جادو نام میرا نور الدہر بن بدیع الزمان ہے ہفت پیکر کی تباہی کی فکر میں لگا ہوں اس ملعون سے ملاقات کر کے ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہیں وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوئے چلے آتے ہیں میرا چچیرا ایرج نوجوان وہ بھی طلسمات فتح کرتا ہوا آتا ہے دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران زمان لشکر گران لیے ہوے ایک مقام پر فروکش ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہفت پیکر شکست کھا کر بھاگیگا ابھی تو چار پانچ نائش کرنے کو باقی ہیں آخر رستے سے وہ خدائی کر رہا ہے انشاء اللہ ان بہادروں سے بھی بھاگیگا یہ سنکر گوہر جادو کانپنے لگی اور چہرۂ زیبا پر نظر کر کے کہا اے شاہزادہ والا قدر میں تمہارا ساتھ دونگی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہوں یہ سنکر نور الدہر مثل گل شگفتہ ہوے کہا اے گوہر جادو نہ گھبرا میں جو بلا فتح کرونگا ان سب کا تجکو مالک کرونگا گوہر نے سر اٹھا کر نور الدہر کو پہلو میں اپنے جگہ دی کنیزیں گرد آکے بیٹھیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی اے گوہر میرے معشوق کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہے میں نے اسکے واسطے بارہ برس سے آستانہ کو اسکے رگڑا لاکھ جو دل و جان سے میری اطاعت کرتا تھا گوہر جادو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سیماب جادو غصہ میں بکتی ہوئی آتی ہے نور الدہر نے للکارا کہ او قحبہ کیا بیہودہ بکتی ہے ہاں اے گوہر اسکو مار لے سیماب نے دیکھکر آواز کو جیسا سمجھی گوہر کرتی ہیں ویسا سحر میری لونڈیوں کو یاد ہے گوہر نے اٹھا کر گولہ سیماب پر مارا سیماب نے گولہ کو ٹال دیا آپس میں سحر ہونے لگے کنیزوں کے سر کٹ کٹ کر سیکڑوں کنیزیں گوہر کی قتل ہوئیں نور الدہر نے تلوار لیکر اٹھے سیماب نے بیقرار ہوکر سر جھکا دیا کہا اے جوان سر کاٹ لے بار تو میری گردن سے اتر جائے میں دل و جان سے تجپر جان دیتی ہوں

نور الدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا ای سیماب اطاعت دین اسلام قبول کر لیں سیماب دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کہتی تھی ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان تیری ساحری و جمشید و ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہوں نور الدہر نے سیماب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیماب کو بلوایا اب بیچ میں مسند سلطنت پر نور الدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیماب آ کر بیٹھیں کنیزیں سامنے دست بستہ حاضر ہیں گوہر جادو نے اشارہ کیا گلشہ بیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر رکھیں جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش میں نور الدہر بیٹھے ہیں گوہر و سیماب ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہیں رشک و حسد کا نام نہیں کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گھر گیا برقیں چمک کر زمین پر گریں گوہر و سیماب اپنے اپنے مقام سے اٹھیں اور پکار کر آواز دی کہ یہ کون صاحب ہیں جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہیں اور ایسی بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہیں یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکلیل کنگرے کا سر پر دریا سے جواہر میں غوطہ مارے بیٹھا ہے گرد تخت کے کچھ جادوگرنیاں ہیں اور کچھ جادوگر ہیں کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی او گوہر او سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر میں جگہ دی ہے شرط یہ کہ ابھی قلعے کو اڑا دوں نام و نشان تم دونوں کا مٹا دوں سیماب نے گولہ مارا گولہ الٹا پلٹا شانے پر سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا شق ہوا ہفت پیکر نے تیسری بار پر دو جو پہلے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھایا کہ سحر سے قلعے کو بھی الٹ کے فیصلہ کر دوں ناگاہ کان میں نوبت و نقارے کی آوازیں آنے لگیں لقا بیدار زرین پوش بصد جوش و خروش تخت اڑاتے ہوئے جاتا تھا کہ دیکھا یہاں ابر لہرا رہا ہے اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہے سحر کروں اور نور الدہر سامنے سینہ سپر کیے کھڑے ہیں لقا بیدار سے عیار نے عرض کی اے شہریار یہ ساحر اب نور الدہر کو مارا چاہتا ہے اتنا بڑا ساحر ہے کہ ایک اشارے میں دونوں جادوگرنیوں کو زخمی کیا لقا بیدار نے وہیں سے نعرہ کوہ شگاف کیا باز سفید بن کر ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکایک ایک خنجر تڑپ کر باز سفید پر گرا سر باز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پر نقابدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے کرتا تھا کہ جن اشاروں سے مراد یہ تھی کہ اے شہریار یہی ہفت پیکر ہی ہیں تو اسکے سامنے نہیں جا سکتا مگر نقابدار نے مرکب پرند کو بڑھایا دیوزاد ایک جانب کھڑے ہو گئے ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادوں کے کٹ کر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے نقابدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامردان غریبوں نے تیرا کیا کیا تھا ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقابدار نے اسم اعظم بآواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے باطل ہوئے چاہتا ہے کہ نقابدار کو اپنے سحر میں پھنساؤں مگر ببرکت اسم اعظم رتی بھر سحر اثر نہیں کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھل دوسرے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تیغہ برق زا بلند ہوکر دست زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپرین آہنی لہرانے لگین چوں زاغ و زغن نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زاغ و زغن کے سر قلم ہوئے سپروں کے پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہونچی ہفت پیکر نے جو زاغ زغن کے سر دیکھے اور سپرین کٹی ہوئین ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہین آئی مگر گھبرا گیا اب دیو منہ کھول کر چلے کہ جنگل مار کر اسکو گولی بنائین اور یہانتک جائین ہر چند کہ کوئی دیو قریب ہفت پیکر کے نہین آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے آواز دی او نقابدار پھونک دونگا جلا دونگا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہین کچھ جنبسے پیدا ہوتے ہین کہ انکی مشکلین آسان کرتا ہین یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر نے اڑایا ہر چند دیوزادون نے چاہا روکین لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا بوڑھا الیہہ رہے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار مثل جہان عالی تبار سے کسی صاحب اسم اعظم ہین گیا ساحر زبردست جسنے ملکہ ذال کے قلعہ آ گھیرنے کا ارادہ کیا تھا اسکو پھر بھاگتے کچھ دیر پڑا زاغ و زغن سے سر کٹوا لئے مگر اسکو بچا پایا سب اسکے پیر تھے جھکا کر نقابدار کو سلام کیا نقابدار زمین پر آیا کہا او شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً ادھر

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود تمکو گرفتار کر لیجاتا نور الدہر نے دیکھکر کہا اے میرے محسن جان بخش کیا آپکا شکریہ ادا کرون اسوقت آپکے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونون میری مددگار جادوگرنیان اسکے ایک اشارے مین زخمی ہوئین واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح کا اختیار ہے نقابدار نور الدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہ گیا کہ تمہارا ہمچشم ایرج نوجوان صحراے نرگسستان مین فروکش ہین نقابدار تو روانہ ہوگیا نور الدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے لیکن یہانپہنچکر جو پلٹا تو اسنے کیا کہ جو جو قلعے راستے مین پہلے وہان کے حاکمون سے کہتا گیا کہ ایرج و نور الدہر اس راستے سے آتے ہین ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ قلمون پر لقعہ پرسنگی مین داخل ہوا انکا سردار بوقلمون جادو لقعہ پرسنگی کے سامنے آیا سجدہ کرکے پوچھا آج حضور کیون خاموش ہین حاضرین سب بیچ ہین زیر کوہ سبکا جانا ہے دن دنگل کا ہے آج جشن ہوگا لقعہ سے آواز آئی اے بندۂ خاص الخاص تیری راے پر انتظام ہو جسطرح تو چاہے انتظام کر ایرج و نور الدہر پلٹے بیٹھے ہوے فتح کرتے ہوے تا بہ قلعۂ مروارید نگار آگئے نور الدہر کی گوہر جادو نے اطاعت کی سلطنت اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہو رہے ہین نور الدہر گوہر جادو و سیماب جادو کو پہلو مین لیے بیٹھا ہے صحبت عیش و نشاط گرم ہے سنجا لازم ہے کسی کو بھیج کہ وہ جاکے سبکو گرفتار کر لائے بوقلمون نے پلٹکر آواز دی کہ کوئی سرفروش حاضر ہے جو بسر قلعۂ مروارید نگار جاے اور دشمنون کو گرفتار کر لائے گوہر جادو کی آبرو مٹالے سامنے ایک نخل کھڑا تھا بیچ اسکے شق ہوئی ایک ساحر نمودار ہوا عجیب و بشکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ مین مہیب جادو قلعۂ مروارید نگار کو جاکر تباہ کرون اور جو جو حکم ہو وہ آنکھون سے بجالاؤن لقعہ پر سے آواز دی اے مہیب جادو نور الدہر و گوہر جادو وغیرہ کو اٹھالاؤ یہ سنکر وہ ساحر اڑا اسوقت آکے پہونچا کہ نور الدہر کھڑے ٹہل رہے ہین گوہر جادو برابر کھڑی ہے کہ رہی ہے اے شہریار اب اس قلعے کو چھوڑیے ہفت پیکر فوج دیکھ گیا ہے کوئی بلا آیا چاہتی ہے نور الدہر فرماتے ہین کہ جو کوئی بلا نازل ہوگی پروردگار عالم دفع کرنیوالا ہمارا نگہبان ہے ابھی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کہ صہیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر میں نور الدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اٹھایا اور اپنے نام کا نعرہ کر کے لیے اڑا سیما سپ نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہے پرواز کر کے اڑی عقب سے گو کہ لیے اڑتی ہوئی جاتی ہے مگر گولا اسکا صہیب جادو کا سا نہیں پہونچتا راستے ہی میں بیٹھا گر پڑتا ہے صہیب جادو بلند ہو گیا سیما سپ نے کناست کے پلٹی مگر کنیزوں کو روانہ کیا کہ تلاش تو کرو نور الدہر کو یہ ظالم کہاں لے کے چلا گیا کنیزیں حکم پاتے ہی ہوا سے تلاش کو روانہ ہو گئیں صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہیں مگر صہیب جادو اڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا تھا کہ ایک آواز کان میں آئی اسطرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہے غزل

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو
سیہ پوش رکھا ہے میں تھا کیسے مال لینے کو
کبھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست
چلیں فرشتہ جنت جمال لینے کو
ضرور چاہیے مستوں میں کہ ناک ہشیار
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو
تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں
خدا نے آنکھیں یہ دی ہیں دیکھ بھال لینے کو
کھلا یہ عالم دہر میں پہنچکر حال
عدم سے آئے ہیں رنج و ملال لینے کو
سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے کچھ
میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو
شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو
کھلیگی قیمت حسن و جمال اے یوسف
جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو
شب فراق کے صدموں سے یار مر مر کے
جیا ہوں لذت روز وصال لینے کو
پس از فنا نہ پھروں میں کیطرح اے شیخ
نہ آئے گورکن مٹی کلال لینے کو
متاع دل کوئی کیونکر بچائے گا اے رند
بلا ہیں زلف و رخ و خط و خال لینے کو

حسن و جمال عدیم المثال شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے کی آواز جو سنی بیتاب ہو گیا اسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سائے میں ایک مہنت بیٹھا ہوا گا رہا ہے بالوں کی لٹیں زمین پر پڑی ہیں سامنے دھونی لگی ہے دھواں مسامیں سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہے صہیب جادو نے اس پہاڑ پر آتے ہی ایک طرف نور الدہر گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونوں پڑے ہیں صہیب ٹہلتا ہوا

سامنے جہنت کے پہونچا جھککے سلام کیا اُسکا جواب جہنت نے یہ دیا کہ او بچیا تو کون ہے جو یہاں بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ ساحری و جمشید ہے خداوند ہفت پیکر بھی گاہ گاہ اسطرف چلے آتے ہیں پہاڑ سے اُتر جا ورنہ ایک سونٹہ مارونگا کہ تیرا سر پھٹ جائیگا حبیب نے کہا میں آپکی زیارت کو آیا ہوں گانے کا مشتاق ہوں جہنت نے پوچھا تو کون ہے کہاں سے آتا ہوا اور کہاں جاتا ہے مفصل بیان کر ورنہ بہت پچھتائیگا حبیب نے کہا میں خادم سنگ زار خداوند ہفت پیکر ہوں برائے گرفتاری نور الدہر گیا تھا اُسکو گرفتار کر لایا ایک شخص کے پیچھے اسکو ڈالدیا ہے مثل مردے کے پڑا ہے میں آپکی زیارت کے لیے آیا ہوں مجھکو بیٹھنے تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر بر سر کوہ ابو قلمون جشن کر رہے ہیں جہنت نے کہا دامن قدرت دراز ہو بیٹھ جاؤ تو میں تمھیں گانا سناؤں حبیب بیٹھا جہنت نے پھر نے کو نکالا چند اشعار پڑھ بہار گانا شروع کیے نظم

خونفشاں آنکھیں ہیں لڑکر چشم شوخ یار سے ۔۔۔ دل تہ و بالا ہے اُسکی نازکی رفتار سے
ہجر کی شب یہ رہیں باتیں دل بیمار سے ۔۔۔ وہ کبھی رات آئیگی خوش ہونگے وصال یار سے
کیا قیامت ہے کہ تم ہونگے مرے محشر سے قبل ۔۔۔ حشر کے سامان دکھلاتے ہو چشم رفتار سے
ڈالکر بانہیں گلے میں میرے لیٹے تو سہی ۔۔۔ آج وہ باتیں کروں میں اُس بت عیار سے
دے کبھی چپکے سے بوسہ کوئی ظالم ہٹ اچھی نہیں ۔۔۔ دل نہ قابو میں رہیگا اس ترے انکار سے
شیخ جی بک جائیگا عمامہ پھر آجھلیگا وہ ب ۔۔۔ سابقہ پڑ جائیگا جسدن کسی میخوار سے
ایسے گھبرا کر وصل کی شب کبھی گلا شکوہ کرو ۔۔۔ منفعل ایسی نگاہیں ہیں عتاب یار سے
اُٹھ کے وہ پہلو سے میرے شب بگڑ کر جانے لگے ۔۔۔ حشر کے سامان عیاں ہونے لگے رفتار سے
ہنستا ہی کرنا شیخ لغزش کچھ نہ ہوگی کارگر ۔۔۔ شیشہ و ساغر نہ چھوٹینگے کبھی میخوار سے
قاتل نادان اسے تیغ ادا سے ذبح کر ۔۔۔ سخت جاں کا حلق کٹنے کا نہیں تلوار سے
جیسے اک پردہ نشیں سے لگ گئی آنکھ اے خیال ۔۔۔ شرم اُٹھا دی کچھ رہا مطلب نہ ننگ و عار سے

حبیب جادو نے جو اس بہار یہ غزل کو جہنت کی زبانی سنا مست ہو کر جھومنے لگا جہنت نے گانے کے ساتھ ہی دھونی کو جو کہ جلادی دھواں اور زیادہ نکلا حبیب کے دماغ میں خوشبو آئی ناک

پھلا کر سونگھنے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا دو قدم چلا تھا کہ پاؤن کا پنجہ لڑکھڑا کے گرا سے کہ
گرتے ہی جھپٹ سے نے خنجر کھینچا اور ارادہ کیا کہ سینہ شبرنگ مین گھونپ دے ایک کر چلا خنجر بازو ن لایا
پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا صہیب کو اٹھا لے شبرنگ نے آکر نوراللہ سہر کو جگایا پہلے گوہر
جادو نے پوچھا ارے تو کون ہی شبرنگ نے کہا مین اس شہریار کا عیار ہون صہیب کو بیہوش
کیا تھا وہ بیچا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اسکو اٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو
گوہر جادو نے جھٹکا سمجھ گیا نوراللہ سہر کے منھ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش
آیا شبرنگ کو دیکھا نوراللہ سہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ہی یار وفادار عین وقت پر پہونچے
نوراللہ سہر نے فرمایا ای گوہر جادو تم پرواز پیدا کرکے جاؤ ہم مرکب اپنا تلاش کرکے آتے ہین
اسپ پریوش ہمارا صحرا مین چرا کرتا ہو اسپر سوار ہو کے آئینگے کیون ای شبرنگ تمنے مرکب
ہمارا کس حال مین چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اٹھا لیگئی مین نے مرکب کو دشت
مین یونہی چھوڑا تھا کہ ای مرکب وفادار مین تیرے آقا کی تلاش مین جاتا ہون کسی کے قبضہ مین
نہ جانا گوہر جادو نے سنکے نوراللہ سہر کے پر پرواز پیدا کرکے طرف اپنے قلعہ کے چلی نوراللہ سہر
شبرنگ تلاش مین مرکب کی روانہ ہوے جاتے جاتے قریب اس صحرا کے جو پہونچے جہان
شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیون کے بولنے کی آواز آتی ہی غور کر رہے
ہین نوراللہ سہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین کچھ آدمیون کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہی ہزار
دو ہزار آدمی اسے گھیرے ہوے ہین ایک تاجدار تاج پہنے ہوے سامنے میرے مرکب کے
کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ارے رسیان ڈالکے اس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب صبل آنکھین نکالے ہوے
بیچ مین کھڑا ہی کیا مجال کسی کی جو قریب اس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہی یارو
کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوے ہو اور یہ ہاتھ نہین آتا ہی کئی سو جوان
مار چکا ہی جو کوئی اسکو گرفتار کریگا اسکو دولت دنیا سے مالا مال کردونگا شبرنگ نے رنگ روغن
عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پر باندھی ہوئی کوڑا ہاتھ مین
لیے ہوے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا لازمون سے دریافت ہوا کہ اقلیم تاجدار اس
حوالی کا بادشاہ ہی مرکب کی خبر سنکر آیا ہی مرکب کو آکر گھیرا ہی رات بھر مین کئی سو چابکسوار

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا حوصلہ نہین پڑتا جو گرفتار کرے سب گھیرے ہوئے کھڑے ہین شبرنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کر دین تو ہمکو کیا ملیگا بادشاہ نے جیب مین ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیان نکال کر سامنے کین کہا یہ تو ابھی دیتا ہون اور اپنے اصطبل کا داروغہ کرونگا شبرنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھین نکالین کنوتیان بلند کین مرکب تک آکر شبرنگ نے زبان حبشی مین کہا کہ اے مرکب وفادار آقا بھی تیرا ایک مقام پر ہے تجھکو لینے آیا ہون یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا شبرنگ قریب آیا مرکب کے گلے مین ہاتھ ڈالکے رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے شبرنگ جست کرکے سوار ہوا مرکب کو پھیرنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ یہ چابکسوار نہایت کامل و اکمل ہے دیکھو کس طور سے مرکب کو تسخیر کیا ہے اب شبرنگ مرکب کو کاوے دینے لگا شبرنگ نے پکار کر آواز دی کہ شہریار آئیے یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑا کے قریب نور الدہر کے آیا آپ گھوڑے سے کودا نور الدہر سوار ہوئے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کرکے مصروف جنگ ہوئے مقیم تاجدار نے آواز دی یارو یہ نبیرۂ حمزہ ہے اسی کے مقابلے مین قدرت فرما گئے تھے یہ لشکر سب کافرون نے بلوہ کیا مقیم پکار رہا ہے یارو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شاہزادہ نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب مقیم تاجدار کے پہنچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے دو ٹکڑے ہوئے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ بڑھکے شاہزادہ نور الدہر نے تلوار کھینچی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا قیام نے امان مانگی نور الدہر نے سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قابو مین کرلیا شاہزادہ نور الدہر نے سبکو گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دار الامارۂ شاہی مین آیا عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے نور الدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج و تخت کی ہمکو ممانعت ہے یہ فرماکر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے صحبت جمی دور شراب ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت شاہزادے کے ساتھ پیش آیا چوب و چماق ہاتھ مین لیے ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہے

گریبان سحر چاک ہو چکا ہو کہ جیلہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا عرض کی اے شہریار کاؤس بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آپہونچا نور الدہر نے اسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر ہیں کہ گردیں اڑ رہی ہیں پلٹنیں رسالے آتے جاتے ہیں بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے چوب پڑی نور الدہر نے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین ساٹھ آنچ کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرز گران کاندھے پر اس دھج سے اکڑا اترا بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا نور الدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا کہتا ہو ایسے ایسے لڑکے میں نے بہت سے اقلیم کیے ہیں یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے نور الدہر کو خبر دی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہاں بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جبکہ فراش ماہ تاباں نے فرش چاندنی لپیٹا اور شہنشاہ زرین پوش تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا صفیں لشکروں کی جمنے لگیں میمنہ میسرہ درست ہوئے کاؤس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان میں آکر نعرہ کیا کہ نبیرہ حمزہ کہاں ہو میدان میں آوے تو حال معلوم ہو نور الدہر نے اسپ خوشخرام بڑھایا قیام تاجدار کی بیقراری کہتا ہو کہ اے شہریار اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجئے گا جس بیشے میں یہ رہتا ہو صدہا شیر اس میں تھے جب سوار ہوکے نکلتا دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چندروز میں سارا بیشہ صاف کر دیا جس دم یہ گیا فتح کر کے آیا میں کیونکر گوارا کروں کہ حضور اس سے مقابلہ کریں نور الدہر نے کہا اے قیام کاؤس کے قد و قامت پر نہ جاؤ دیکھنا کیا ہوتا ہو یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسپ پیرو پشت تھان پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہیں سامنے گئے کاؤس کے پہونچے آپس میں تگاور زن ہوئے چند قدم گھوڑا نور الدہر کا تگاور سے ہٹا کاؤس نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونوں لشکر بہ حیرت نگراں و شکل آئینہ حیران ہیں کہ نور الدہر سے نیزہ چل رہا ہو ایک مقام پر نیزہ کا نشہ کر گھوڑا اڑایا کاؤس کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور فوراً اسی سے گرز گران سنگ اٹھایا پکار کر آواز دی کہ یہ حربہ میرا اٹھا پنجہ ملک الموت کا ہو گرد سر کے پیچ دیکر دودستی گرز کاؤس نے مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردوں تک پہونچی ہوگی کاؤس نے آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو ہڈیاں سرمہ ہوگئی ہونگی کہ شہر تنگ سے نورا

گرد مین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہی گھوڑے کی کمر ٹوٹی لختہ خون کے منھ
سے گر رہا ہی دونون گھٹنے نور الدہر کے زمین سے آشنا ہین شیر رنگ نے پانی کے چھینٹے مارے
تب نور الدہر شیشہ مرکب سے کودے ممودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوے اُس گرد
سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا اِک چہرہ وقار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا
ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھون کو سونڈ مین
لپیٹا نور الدہر نے بہ قوت صاحبقرانی سونڈ ہاتھی کا دونون ہاتھون مین تھام کر ایک
ہلہ مارا کہ گردن ہاتھی کی مع سر جڑ سے کھینچ لی ہاتھی نے چیخ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس
نور الدہر کو پیدل دیکھکر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا
لے دوڑے دون نور الدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہلہ مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا اب
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ جہان کاؤس نور الدہر کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ
کر نکل جاتے ہین اور جہان نور الدہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے ایسے دیتے ہین کہ
ماتھے سے قطرات خون ٹپکنے لگتے ہین زرہ پارہ پارہ آج صبح سے لڑ رہا ہی لوگ حیران ہین کہ آج
کاؤس کو کیا ہو گیا ہی کہ اتنا بڑا جوان ہو کر بمشکل لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آخر آفتاب برنگ
زرد لرزان و ترسان مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثوابت
و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نور الدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای جوان
کیا کہنا خوب مجھسے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے
ہی اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نور الدہر نے فرمایا ای برادر آرام کیسا
ہمارا یہ دستور نہین کہ بدون زیر و زبر کیے ہوے میدان سے پلٹین کاؤس نے کہا مین شب
کو مقابلہ نہین کرتا نور الدہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ مین رات کو مقابلہ
نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نور الدہر بھی واپس ہوے قیام ناچار نے آ کے شاہزادے
کی قدمبوسی کی کہتا تھا ای شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپنے دیو کے مقابلے سے نجات
پائی نور الدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے مین اسکو زیر کرتا مگر انشاءاللہ
کل دن بھر نہ گذرے گا شاہ پرست نے عرض کی ای آقا سے نابکار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہی۔

ادھر

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب آپ سے مقابلہ نکرے گا نور الدہر کہتے ہیں اسکو اپنے قد و قامت
کا بڑا گھمنڈ ہے ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماکے داخل بارگاہ ہوئے مگر کاؤس جو لشکر میں آیا سیدھا
اپنی بارگاہ میں گیا اکیلا جاکے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہیں کہ عیار اسکا طاؤس سبک رو
پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سرداروں نے بیان کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہیں کسی کے آنے کا حکم نہیں
طاؤس نے آواز دی اے پہلوان دوران میں حاضر ہوں کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا
کہ کاؤس آنکھوں میں اپنی آنسو بھرے ہوئے سر نگوں بیٹھا ہے طاؤس نے پوچھا اے آقا
نامدار کیا ملال ہے کیا خیال ہے کاؤس نے کہا اے یار وفادار اے عیار طرار مجھے عجب صدمہ عظیم گذرا
اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو تنگ
کر دیا کل فن میں مجھپر غالب آیا اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کر لیتا میں نے اپنی جان بچائی
اسواسطے ابھی طبل جنگی بھی نہیں بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو میں جرا لاؤں قید کرکے قتل
کیجیے اسکے لشکر میں کوئی اس لائق نہیں ہے کہ آپکا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہو گیا کہا
اے یار وفادار اگر تو اسکو جرا لاوے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جاوے طبل جنگی لشکر میں
بجوا دے اور تو جا کے عیاری کر طاؤس نے اسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ لباس عیاری کو
لگا کر طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہاں نور الدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد شیر ننگ نے آکر خبر دی
کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر نے پکار کر شیر ننگ سے کہا کہ اے یار وفادار جا کے ہم
بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ اتفاق ازل سے و کاتب قسمت نے
پیشانی پر رقم کیا ہے وہی پیش آتی ہے بیفائدہ جرأت ہے طبل جنگی بجوا کر نور الدہر اٹھے کھانا
نوش کرکے آرام فرمایا شیر ننگ طلایہ پر انتظام کرتا پھرتا ہے مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ
نور الدہر پہنچا آکر آہستہ سراپردہ چاک کیا جھانک کر دیکھا بارگاہ کا دستور ہے سب اہلکار آرام
ہیں شمع لگن میں موم کی کافوری روشن شاہزادہ چھپر کھٹ پر آرام کرتا ہے طاؤس اندر بارگاہ کے
آیا چادر کمر سے کھولا ایک سیاہ بانات سے دوا یا اور ایک ساز جو بچھا تھا چادر سے کر کے
دیا کہ شمع لگن سے موم کی کافوری الٹا کر گل ہو گئی ایک شمع روشن رکھی تھی اسکے قریب
پلنگ کے آیا آتے ہی کاسئہ سے دو نالہ ڈالا پلکوں میں اور دوسرے بیہوشی رکھکر برابر جانے لگے

لگادی دماغ مین جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سجھبند کاٹ لی
اُسی چادر مین شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو لے نکلا یہ تو پشتارہ
لیے جاتا ہی مگر جہتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خود بخود دل دھڑکا ساتھیون سے کہا یارو خدا
خیر کرے کاؤس عاجز ہوگیا ہی طاؤس سبک رو اُسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے
اسوقت بیوقت دل دھڑکا مین اپنے آقا کی خبر لون شاگردون کو طلایے پر چھوڑا آپ وہان سے
چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا پردہ اُٹھا کے
اندر گیا روشنی گل چھپر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پیترہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ سمجھ گیا
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش مین طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو سامنے
میدان پایا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ لیے جاتا ہی
بیقرار ہوا دوڑا کہ چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر مین اپنے داخل ہوگیا
طاؤس جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی
طاؤس بارگاہ مین کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار مین رہا ہر مرتبہ یہی کہتا تھا
یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجاے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یا روباہ طاؤس نے کہا آپکے اقبال سے شیر رہتے ہین
مین نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس نے کہا ہوشیار کرو
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر ہی اُٹھتے ہی
آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نورالدہر کے آراستہ
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کہ کسی نے
قید کیا بل کرکے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
بیان کیے پھر کوسا پھار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن پیرزال سے
بھی بد تر ہے اگر طفلان بازاری ہوتے تو تجھپر طعن کرتے اب تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر پہنا دے تو ہم جانین کاؤس نے ان باتون کا جواب
نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس نابکار کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا

دیکھا ایک پردے سے جلاد با خنجر برہنہ پکارتا نکلا اے پہلوان دوران میں اسکو قتل کرون اور مہلت ملے تو آپکو بھی قتل کرون کسی نے ہاتھ ملنا نہ سُنا کاؤس نے پکار کر کہا اے جلاد جلد اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہے اپنی جرأت پر اسکو ناز ہے جلاد نے نور الدہر کا ہاتھ پکڑا کہا ارے جوان بیٹھ جا تجھکو رہا کردون اور اورون کو قتل کرون تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے آگئے ہیں ہر ایک کا قول ہے جلدی قتل کرو نور الدہر حیران حیران چار جانب سے دیکھتے ہیں کبھی بیتاب ہوکر پکارتے ہیں اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے عجب نکر کیا ہے سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ہمارا پروردگار ہے تیری صفت کیا بیان ہو سکتی ہے

نظم

چو آمد آن گل رنگین بگلزار	بجنبش شد فدا ہر بلبل زار	گہی از برگ شد ظاہر گہ از بار
گہی از گل عیان گشت گہ از خار	گہی از نور شد روشن گہ از نار	نمایان شد گہ از مور و گہ از مار
بیک جانب مسلمان مرد دیندار	بیکسو برہمن پوشیدہ زنار	گہی ستارہ گشت و گاہ ہشیار
گہی در خواب غفلت گاہ بیدار	گہی برق و گہی ابر گہربار	گہی مہر و گہی ماہ پر انوار
ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید	

کاؤس نے پکار کر آواز دی اے جلاد جلد قتل کر جلاد نے نور الدہر سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ سنبھل کے بیٹھے اب نور الدہر کے ہوش درست ہوئے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا شبرنگ نے خنجر مارا نور الدہر کے ہاتھ اٹھا دیا ہتکڑی کٹی نور الدہر نے سمٹ کر بیڑی کو مروڑا کاؤس نے پکار کر آواز دی اے پہلوانو اسکے عیار نے رہا کر دیا ایک پہلوان نے جا جھپٹ کے نور الدہر کے تلوار ماردی نور الدہر نے وہی بیڑی چرخ دیکر ماردی کہ اُس پہلوان کا سر پھٹا نور الدہر نے تلوار اسکی اٹھالی شبرنگ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے اندھیرا ہوگیا نور الدہر نے ستون بارگاہ کا تھام کے بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہراکر گری نور الدہر و شبرنگ باہر نکلے نور الدہر کے ہمراہی جو اترے ہوئے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آپہونچے تلوار چلنے لگی کاؤس نے قریب آکر نور الدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نور الدہر نے زخمی ہوکر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہوکر بھاگا

افسر کا پاؤن اُٹھا تو کل فوج کے پاؤن اُٹھ گئے کاؤس گینڈے کو اُڑا کر دور جا کے ایک شخص کے سامنے ہین کھڑا ہوا نورالدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوئے نورالدہر جاتے ہین کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہی فوج کو دیکھتا ہی سب بھاگے ہوئے چلے آتے ہین ہرچند ترغیب دیتا ہی علم ہاے فوج سرنگون اہل فوج کے کلیجے خون سیکڑون سر کٹ کٹ کے گر رہے ہین دریاے خون کی طغیانی کافرون کی حیرانی و پریشانی نورالدہر کے ساتھ فوج بہت کم ہی مگر شیر دشت نبرد ہین کافر اُنکے سامنے پاپوش کی گرد ہین صدہا ذبح کیا سوار پیدل بھاگے ملازمان نورالدہر بلوہ کرتے ہوئے چلے آتے ہین مقابلۂ نورالدہر سے کافرون کے قلب تھراتے ہین کہ وہ پہلوان گینڈا جھکا کر سامنے آیا علف شمشیر آبدار کا ہوا اب جو انکی فوج والے آئے اسپ بیہوش بھی پہونچا یا تیغہ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ آیا جھکر لڑ رہے ہین غیرت سے کفار زمین مین گڑ رہے ہین۔ کاؤس پکار رہا ہی کہ ای خداوند ہفت پیکر مین تو آپکے حکم سے آیا تھا مگر حبیب جادو کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا جاکر سامنے تصویر سنگی کے ڈالدیا تھا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص کیا رنگ ہی حبیب نے پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا گرو مُنڈا بنارس کا گنڈا اُسکی دھونی مین گیا تھا کہ مین بیہوش ہو گیا تصویر سے آواز آئی ای بندہ ہم قدرت یہان سے دیکھ رہے تھے فوراً قدرت نے آواز دی پنجہ تجھکو اُٹھالا یا تیری دستگیری کی حبیب جھلا کر اُٹھا کہا یا خداوند جہان وہ جوان ملیگا اسقدر گولے مارونگا کہ ایک ذرہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت نورالدہر نے کاؤس کو شکست دی صحراے ہول خیز مین لڑ رہا ہی کاؤس کو بچانا نورالدہر کا سر کاٹ لینا حبیب فوراً طرف صحراے ہول خیز کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ کاؤس کی فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہی کہ بھاگ کر اپنے بیشے مین جاؤن یون جان بچاؤن نورالدہر سب کے آگے لڑتے ہوے آتے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ پاش اے نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبرایا یون شکست کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا مین ہون حبیب ابلق سوار یہ کہکے حبیب نے ایک گولہ مارا یا تو نورالدہر گھوڑے کو بڑھائے ہوئے آ رہے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا گولہ صہیب نے مارا ساٹھ والے نوزالدہر کے پا بہ گل ہوئے مرکب جم گئے قدم نہیں اُٹھاتے بعض کے مرکب بدلگامیاں کر رہے ہیں سوار کو لیے دوڑے پھرتے ہیں پیدل منہ کے بھل زمین پر گرتے ہیں اُٹھ نہیں سکتے تلواریں قبضے سے نکل گئیں سپریں پشت سے گریں صہیب ہر چند اشارہ کرتا ہے کہ او طاؤس ان سبکو مارلے بالکل بیکار ہیں مگر کاؤس ایسا خائف ہے کہ گینڈے سے کو نہیں بڑھتا تا صہیب زمین پر آیا آواز دی ہاں یارو حریف کو قتل کرلو اب مسلمان بالکل بیکار ہیں لاکھ لاکھ آواز دیتا ہے کافر ایسے ڈرے ہیں کہ نہیں بڑھتے صہیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانوں کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے ہاتھ پاؤں بیکار کر دیے زمین پر مثل مردوں کے پڑے ہیں تمہارے گھوڑے تمہارے قبضے میں ہیں اُنکے مرکب پا بہ گل جب اسطرح صہیب نے کہا تب کافر گھوڑوں کو دست کر کے بڑھے تلواریں چمکاتے ہوئے چلے جو راہ میں مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صد ہا بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوئے کہ ہم جو ہر کرتے ہیں وہ حریف نہیں کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار پکار رہے ہیں اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم دشمنوں کے ہاتھ سے بچالے اس بلا سے نجات دے نظم

ہر چہ نازان است انسان ضعیف ہر چہ طاقت ہست سرکش این نحیف
نیست امید بقا در زندگی چون بسر مرگ ہست استادہ حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را حسد انجمن توان حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی بہ خوش کرد ای قلم زانکہ بد مطبوع خاطر این ردیف

یہ تو سب دعائیں مانگ رہے ہیں ملازمان کاؤس آمادہ بدعت مگر حال سیماب سحر پیر کا سنیے کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کرکے صہیب کو بیہوش کیا تھا اُسکو تو نیچے اُٹھا لیگیا تھا عیار و سردار تیرے ہو گئے سیماب تو عاشق جمال ہے رات بھر انتظار میں بیٹھی رہی

کبھی بے قرار ہو کر روتی ہی یاد مین شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی **نظم**

خنجر قاتل پہ رکھدون گا گلا
خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا
آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
یون قضا آئی رضینا بالقضا
عشق بازی مین کیا نقصان دل
ہستی فانی بڑا دھوکا دیا
کھولدے زنجیر مجھ دیوانے کی
بیمروت خود غرض ناآشنا
جی چلا بیٹھو سکا ہون مین سنبھلا
کشتگان عشق سب کرلو وداع
مژدہ باد ہو عاشقان باوفا
بار الفت کبھی اُٹھا کر دیکھ لون
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
چشم بد دور کج دیکھا آنکھ سے
اے پری تجھ پہ بھی شاید جن چڑھا
دل جلو تم ہر کس و ناکس سے رنجہ
ایک دو ساغر کے پیچھے نشہ کیا
اے جزاک اللہ قاتل مرحبا
کشتۂ فرقت کیا تھا جسنے
رہ سجا دے دل مین دل کا حوصلہ
مار ڈالا بے ثباتی نے تری
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
نام کیا کیا آپنے رکھوائے ہین
کیجیے جسوقت ہو مستغنا

اسی حسرت مین گریبان سحر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا مین ٹھہر گئے ہونگے سیماب نے کہا اے گوہر ہمارے دل کی تمکو کیا خبر ہی جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر تیار کر کے اُسپر سوار کرلائی ہو مین اگر شاہزادہ نے انکار کیا تھا تمنے کیون قبول کیا تمام دُنیا اُنکی دشمن سیکڑون پہلوان ہزار ہا ساحر اپنے زمانے کے ساحری و جمشید مین حضرت اکی قدرت ہی کہ خود ایک حرف سحر کا نہین جانتے اور ساحر کشی کرتے ہین مین تلاش مین اُس گوہر بے بہا صاحبقرانی کے نکلتی ہون گوہر نے کہا اے ملکۂ عالم ہمارا تمھارا جانا ہرگز صلاح نہین ہفت پیکر اپنی آنکھون سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ کرینگے بلا سے مارے جائین اس کشاکش سے تو مہلت پائین یہ کالی رات کس مصیبت مین کٹتی ہی ہمین امید نہ تھی کہ روے سحر فراق دیکھین گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اُداسی ہی پھول مرجھائے ہوے غنچے دہن بستہ بلبلین سر لپیٹ رہی ہین میرے دل کو کیونکر آرام آئے ہفت پیکر اُنکا دشمن ہو رہا ہی تہمیب کو پنجہ اُٹھا کر لیگیا وہ ضرور فتور برپا کریگا بڑا چھلا ساحر ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکے سیماب اُٹھی گوہر نے کہا مین بھی ساتھ چلون سیماب نے کہا ہوا تمکو اختیار ہی میرا دل تو آرام نہین لیتا مین جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیماب نے بہ پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی عقب مین گوہر جادو صحرا اون کو دیکھتی ہوئی جسطرف دیکھا کہ

صحرائے سبزہ زار ہی وہان ٹھہر جاتی ہی جب صورت زیبا نہین نظر آتی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہی آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی ہزارہا بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین کوئی کریم کہتا ہی کوئی رحیم کہکے پکارتا ہی کوئی سمیع و علیم کو یاد کرتا ہی ایک طرف سے آواز آتی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے کیا مسلمانون کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہین اب بالکل بیکار ہین پہلے ہمکو قتل کرتے تھے اب ہمنے بدلہ اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہی ارے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خدائے نادیدہ سے دعا مانگتا ہی سیماب یہ آوازین سُنکر بیقرار ہوگئی اُس صدا کی طرف چلی آسمان پر آکے دیکھا کہ نور الدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہین تلوار نیام انتقام مین شیرنگ بن عمرو مرکب سے لپٹا ہوا قدمون کو بوسے دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی اے آقائے نامدار وائی مولا قدرشناس کاشکے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی مین نہ دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہی پیدا کرنے والے کا سراسر احسان ہو اگر کوئی معین و مددگار آجائے تو اس آفت سے بچا سکے وہ بندہ نواز چارہ ساز احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُسکے نزدیک سب آسان ہی اور سارا لشکر مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہی صدہا کے سر کٹے پڑے ہین بعض رو رہے ہین بعض بلک بلک کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین صہیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کئی مرتبہ صہیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نور الدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب نہ دیا جب تو صہیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھکر نور الدہر کی جانب پھینکا گولہ مثل شعلۂ جوالہ چلا سیماب دیکھکر بیتاب ہوگئی سب حال تو آنکھون سے دیکھ چکی ہی گولہ جب قریب نور الدہر پہونچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کرکے گولے پر تیتلی ماردی اور نعرہ کیا منم سیماب جادو گولہ اُلٹا پلٹا قریب صہیب کے پہونچا صہیب نے خون اپنا دیکر گولے کو دفع کیا سیماب اور صہیب سے آپس مین سحر چلنے لگا سیماب صہیب کے سحر کو دفع کیے کرتی ہی اور اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتارتی جاتی ہی اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھکے مصروف جنگ ہوئے نور الدہر جو مبہوت تھے سیماب پہ چھری چل رہی تھی اول تو سیماب یہ زیادہ حیران تھی کہ ایسے صف شکن کی تلوار نیام مین کیون ہی پس کچھ ارادہ ٹھانا اپنے خون مین رنگین کرکے

سیماب نے نور الدہر پر پھینکی تب نور الدہر کے جسم مین طاقت آئی اسپ خوشخرام طرارے بھرنے لگا نور الدہر نے تلوار کھینچی صفون مین دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یارو لو وہ تلوار کھینچ گئی مگر سیماب ناچار ہو رہی ہی ہر مرتبہ مہیب وہ سحر کرتا ہی کہ سیماب گھبرا جاتی ہی ڈر ہی کہ ای سیماب کشتہ نہون بڑی یہ تدبیر ہی جان بچانا اکسیر ہی کئی زخم مہیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب سپر کی طرح سینہ سپر کیے کھڑی ہی سامنے سے ہٹتی نہین جو سحر مہیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہی مگر کانپ کانپ جاتی ہی دل سے کہ رہی ہی کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو مین اسکو مار لیتی نور الدہر کے سر پر خود نہ دارد سر برہنہ شاہزادہ کھڑا لڑ رہا ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار کر ڈال دیا چاہتے ہین اپنے کو کاؤس تک پہونچاؤن اہل فوج کاؤس جان دیتے ہین نور الدہر کو بڑھنے نہین دیتے سیماب اشارے کرتی ہی کہ ابھی آپ کے جسم مین طاقت نہین ہی مگر نور الدہر آمادہ ہین کہ جا کر کاؤس کو مارون قضاے کار گوہر جادو جو پیچھے سے عقب مین سیماب کے چلی تھی اسوقت آکر پہونچی دیکھا کہ سیماب کے سر سے خون بہ رہا ہی مگر مقابلے سے مہیب کے نہین ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کیا تدبیر کرون سیماب نے کہا ای گوہر ایک چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے بڑھکر کان سے گوہر کلان نکالا اسپر اسم سحر پڑھا طرف مہیب کے پھینکا مہیب نے دیکھا ایک شعلۂ جوالہ میری جانب سے آتا ہی تو سنگ دیکر اسے روکنے لگا ذرا جو مہیب کی نگاہ پلٹی سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسپر اپنا خون ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کر سینۂ پر کینہ پر کارد پھینک ماری مہیب طرف سحر گوہر کے متوجہ تھا چاہتا تھا سوئی سی آبرو بچاؤن کارد جو آکر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری ایک آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من مہیب جادو بود غل مچا رہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہی ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے مارا گیا ادھر سیماب و گوہر سحر کرتی ہوئین طرف کفار کے چلین نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیماب کا ہاتھ تھام لیا کہا ای سیماب ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہی کہ غیر ساحر پر ساحر سحر کرے ہم سمجھ لینگے سیماب نے منھ پھیر لیا کہا ای شہریار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپکے سامنے کر دیا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوے آپ کے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینڈے کی

طرح

بڑھا نہ سکا صہیب نے جب گولہ مارا تو مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بیتاب ہوکر اپنے کو ظاہر کردیا ورنہ وہ سحر مین مجھسے زیادہ تھا مخفی ہوکر اس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا گوہر علین وقت پر آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے مین کاٹی آپ اب بھی روکتے ہین چاہتی ہون کہ ایک سحر مین ان سب کو مٹادون وہ آگ برساؤن کہ ان ناریون کو جلا کر خاک کردون نورالدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نورالدہر نے دی تو بیٹھی ہوئی سیماب ہٹی نورالدہر یلہ کرکے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی مین نورالدہر کی شریک ہوسے اپنے ساتھ والون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا اے شیر بیشۂ جرأت مین آپ سے نہین لڑ سکتا چاہتا ہون ہمراہ رہون نورالدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام مین کرو خدمت مین آکر حاضر ہو ایسے افسر کسکو ملتے ہین سب نے تلوار روکی آکر خدمت مین حاضر ہوے طاؤس ہاتھ سے شیر زنگ کے مارا گیا چھبیس ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استادہ تھی لیکر نورالدہر کو اسی بارگاہ مین آیا نورالدہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پر چلو فوج لیکر قلعے پر آکے فروکش ہوے قصد ہے کہ طرف طلسم کے کوچ کرین سیماب کہتی ہے اے شہریار مین رہبری کرونگی گوہر کہتی ہے اگر آپ کوچ کرین تو مین تا بہ لوح آپ کو پہونچاؤن شاید لوح حاصل ہو نورالدہر سے صلاح کر رہی ہین کہ شیر زنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہے کہ اس کا نام قلعہ سیاہ پوشان کہتے ہین وہان کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے برائے مقابلہ چڑھا آتا ہے کاؤس نے کہا اے شہریار مین ایک مرتبہ اسکے قلعے پر لشکر کشی کرکے گیا تھا مین نے اسکو زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ مین چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہے تین خندقین آگے قلعے کے کھدی ہوئی ہین سیماب نے کہا اے شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجیے نورالدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے مین رہو سیماب رونے لگی کہا اے شہریار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کہکے دل کو سمجھاؤنگی عجب کیفیت ہے

نظم

تا ہمرہ دلبر ہوا ہے آن کر ہمخانہ آج
غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج

ہے منور شمع روے یار سے کاشانہ آج پھر جلین آئے اگر اس بزم مین پروانہ آج
اب نہین روکے سے رکتا وہ کسی کے اے پری طوق و زنجیرین تڑاتا ہے ترا دیوانہ آج
آ رہی ہے قلقل مینا سے حق حق کی صدا وہ بت کافر ہوا ہے ساقی میخانہ آج
شمع رو دلدار سے کہنا ہے مجکو سوز دل تخلیہ ہے کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج
کسکا یہ رتبہ ہوا اے ساقی زہے میرے نصیب آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھپر نہ باغ مین لپٹا جو مین اوس گل سے گستاخانہ آج

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہین تم قلعے مین رہو شکیل سیماب و گوہر کو قلعے مین چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے کاؤس بیشہ نشین بعہدۂ سپہ سالاری ساتھ ہے مین کوس قلعے سے آگے بڑھکر لشکر اتارا تیسرے دن صحرا سے گرد اڑی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پایہاے تخت سے لپٹے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اترتے وقت اسنے ساتھ والون سے کہا نور الدہر کون شخص ہے کہ جو یہان بڑھکر مقابلے کو آیا ہے مین سمجھا تھا قلعہ بند کرکے لڑیگا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہے کاؤس ہمیشہ سے حسن پر ہے صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا ہوگا ایک زمانے مین کاؤس مجھپر چڑھ کر آیا تھا مین بھاگا تھا زخمی ہوا قلعے مین جاکر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کرون کچھ قریے وغیرہ لوٹ کر کاؤس چلا گیا اسی کے گھمنڈ پر نبیرۂ حمزہ آیا ہے فنون سپاہ گری مین عاجز کرونگا کاؤس کی کیا حقیقت ہے اور نبیرۂ حمزہ کو سنتا ہے کہ ایک معشوق وضع ہے چاہتا ہون کہ جاکر بارگاہ نور الدہر کو دیکھون ساتھ والون نے کہا حضور بعہدۂ سفارت جائین اور نبیرۂ حمزہ سے استقبال لین تاجے پر زر نثار کرائین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کرو ما بدولت خود ایلچی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اسکی دیکھ لین کاؤس کو بہت حیران کرونگا میر منشی نامہ تیار کرکے لایا بہمن نے نامے کو دو بلغے سے باندھا سو پہلوان دس ملازم سوار و پیدل ہمراہ لیے کمال سج دھج سے طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر بیٹھے تھے کہ مخبر تیزتگ نے خبر دی کہ بہمن بہ رسم سفارت آتا ہے لشکر مین بدعت کر رہا ہے نور الدہر نے کاؤس کو حکم دیا

کہ استقبال کرکے لاؤ ایلچی کے فخر و شرف میں کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکر برائے استقبال چلا کاؤس کو نورالدہر نے سمجھا دیا ہے ورنہ کاؤس بڑا آتش شعلہ مزاج ہے ادھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر میں کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن نے کہا اے کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہوں بہمن سمجھا کہ نورالدہر نے بھیجا ہے جب تو کاؤس کو برائے استقبال بھیجا کہا اے کاؤس اب پیدل ہمارے ساتھ چلو کہ کیونکر سوار ہونا کاؤس نے کہا اے بہمن آقا نے خوب سمجھایا ہے ورنہ تمہاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے خیر میں پیدل ہی چلونگا لیکن ایک عہد کرلو کہ جب میدان میں آنا مجھی کو بلانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقا سے ناچار ہوں سوائے خاطر کے اور کچھ نہیں کر سکتا مگر میدان میں حال کھلے گا بہمن نے کہا اے کاؤس میں جو تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہے دل سے دور کرو اس زمانے میں میں بیمار تھا اس وجہ سے تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہے میں خود چاہتا ہوں کہ سر میدان حال جرأت کھلے غرض دبے کے جو کاؤس باتیں کرتا ہے بہمن کو اور غرور بڑھتا جاتا ہے کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نورالدہر میں آیا جہاں جہان آرا سے نورالدہر کو دیکھکر بہمن دنگ ہوگیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو میں دنگل کا جو کرسی بچھا تھا اسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اسکے دنگلوں پر کرسیوں پہ بیٹھے نورالدہر نے اشارہ کیا ساقی بچوں نے جام سامنے کیا نورالدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا اب تو بہمن کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ جوان خوشامد کی باتیں کرتا ہے مجھکو تسخیر کیا چاہتا ہے ضرور اطاعت کریگا استقبال وغیرہ کچھ ہوا نامہ بہمن سے لیکر کھولا ہاتھ میں نورالدہر کے دیا نورالدہر نے اسکو پڑھا بعد القاب ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ اے شیر بیشہ صاحبقرانی بہتر ہے کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار کرکے لیجاؤنگا اس اقلیم میں تجھسے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور یہ تو مجھپر بخوبی ثابت ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہے اسی وجہ سے اطاعت کی میں اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نورالدہر نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھکر دیا کہا جب ہمکو سر میدان زیر کرنا تو سوال اطاعت کرنا کیا بیہودہ لکھا ہے اب تم جو برسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہمکو زیبا نہیں

جاکر طبل جنگی بجواؤ میدان مین آکر مقابلہ کرو بعد زیر و زبر سوال اطاعت و غیر اطاعت کا اختیار ہی غرور کو دماغ مین جگہ نہ دو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی نظم

یون کسطرح سے وصف خدا مشکبو کرین
گلی کوچ گلاب سے تب گفتگو کرین

کرلیوین وضو شراب سے سو بون جہانتک
ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین

منعقد وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو
بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین

ستون اُس کمر کے بنالے نئے نئے
عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین

سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب
حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین

اُس گل کی بوسے زلف سے تازہ دماغ ہے
عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین

چپکے ہین ایک شکل مسیحا کی یاد مین
مردے جواب دین جو کبھی گفتگو کرین

ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین
گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین

وہ مست ہون جو میکدے مین نہ جاوین
تعظیم سرو قد مری اُٹھکر سبو کرین

نور الدہر نے دھوم سے بہمن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل مین کہتا ہو کہ یہ جوان مجھسے دبا زیر تو مین اسکو کرونگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پہر دن رہے نور الدہر سے بہمن رخصت ہوا نور الدہر تا دربارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ مین پہلوانون سے کہتا ہو یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مین نے کبھی تو دربارۂ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور و قوت تو خیر مگر منجلا ہی ساتھ والے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہو کہ اسکو دیکھکر دنگ ہوگیا ضرور آپکی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھکر بہت خوش تھا آپنے سلطنت کو کہا یا کیونکہ خوش ہو آپ سے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ مین آیا سردارون کو مژدہ دیا کہ سردارون مین سوا کاؤس کے اور کوئی پہلوان نہین ہو کل اسکو زیر کرونگا دوسرے دن نور الدہر کو زیر کرونگا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہرکارے جو بہانۂ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبریں لیکر سامنے نورالدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن حضور کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہی اپنے مقام پر سو رہا ہی کل کاؤس کو زیر کرینگا دوسرے دن نورالدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا نورالدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی کڑکڑایا لشکر میں تیاریاں ہونے لگیں آلات حرب و ضرب درست ہو رہے ہیں جسوقت کہ شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش بہ جوش و خروش تخت زبرجدی پر مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجیں میدان میں آئیں صفیں جمیں کاؤس آگے بڑھا دو رکابے مرکب پر جھوم رہا ہی جب فوجیں جم چکیں نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتوں نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان و ای زیردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدہر کے آیا عرض کی اجازت میدان نورالدہر نے فرمایا ای برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا بڑھایا نورالدہر کی تعریفیں کرتا ہوا کاؤس بلبیقہ نشین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے کہا ای پہلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھکے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون سپہگری زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہیں آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہگری سے ماہر ہیں ایسے ایسے اُنکے سردار ہیں کہ میری کیا حقیقت ہی مقبل ہزبر بلبیقہ کلکنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عقیل دیو پرور زالنجان و بحین خان ایسے ایسے کتنی ہی سردار ہیں سب صاحبقران کے ساتھ ہیں یہ یکہ و تنہا اسطرف آئے یہ لشکر اب جمع کیا ہوا ہی بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پاؤں توڑ کے رکھدونگا لیکن جب مقابلہ پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن باتوں پر کاؤس کی ہنستا ہی بہمن نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ ہوگا کاؤس نے کہا میں حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب میں بھی حربہ کرونگا یہ سنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آئین نیزہ

نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں ایک مقام پہ کاؤس نے نیزہ بہمن کا نتھا
کھینچا ہوا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلّایا قبضہ پر تیغ کے ہاتھ ڈالا کہ
اے کاؤس مجھے تجھ پہ رحم آتا ہے مگر یہ تلوار وہ ہے کہ جسکا وار رکتا نہیں اگر پہاڑ پر ماروں تو
تا بہ بیخ کاٹوں کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہیں بہمن نے خبردار خبردار کہکے
ہاتھ مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا کاؤس
نے سپر کو گردش دی صافت پہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا اور جھپٹ کے قبضے پہ ہاتھ ڈال دیا بہمن
نے گریبان کاؤس کا تھاما دونوں لپٹے ہوئے زمین پہ آئے کشتی ہونے لگی بہمن نے کہا
کہ اے کاؤس ماشا تمہیں اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا اے بہمن میں کیا
تجھسے ہاتھا پائی کیا کرتا ہوں غرور تیرے دماغ میں بہت ہے نہیں معلوم کیا سمجھا ہے کیا تو ہی سپاہی
ہے تجھ نے یہ فن خوب حاصل کیا ہے دونوں میں کشتی ہو رہی ہے لشکر والے تعریفیں کر رہے ہیں
نور الدہر اپنے مقام پہ فرما رہے ہیں کہ کاؤس بڑے زور سے لڑ رہا ہے کسی مقام پہ کمی
نہیں کرتا کیا بہمن سے کم ہے یقین ہے کہ کاؤس غالب آئے دوپہر ایک طور پہ کشتی ہوئی
دوپہر ڈھلے بہمن نے دونوں مونڈھے کاؤس کے تھامے بل کر کے ذرا سا قدم پیچھے
ہٹکے کاؤس آیا وہاں پہ آ کے کاؤس کو غصہ آیا اسی قدم سے پلٹا کہا اے بہمن اب
ہماری باری ہے بہمن نے کہا کیا مجال ذرا بل کر سکے تو کیا بہمن نے اپنی طرف زور کیا اور
کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونوں پاؤں بڑھائے وہاں پہ موشگافہ تھا دونوں پاؤں
کاؤس کے موشگافہ پہ پڑے گھٹنوں تک اتر گیا بہمن نے پکارا کہ کاؤس کا کولا اترا
اس صدمے سے بیہوش ہو گیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکیں باندھ لوں نور الدہر نے
ہر چند للکارا کہ او قابو پرست کیا کرتا ہے مگر بہمن لے گیا نور الدہر نے شہرنگ کو حکم دیا
ہمکو دمبدم کی خبر پہونچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہے شہرنگ نے شاگردوں کو
مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچانا نور الدہر بیٹھے گھبراتا تھا بہت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ میں آ کے
کاؤس کو سلسل کیا پہلوانوں سے کہا اسکو اٹھا لو صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو
تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آ کر دربار میں تخت شاہی پہ بیٹھے ہوئے کہا کاؤس کو لاؤ

بالاک قید خانہ سے زنجیر کاؤس کو تمام کر کے کاؤس کو لایا کاؤس غصّہ میں کانپ رہا ہے جیسے ہی دربار میں بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا اے کاؤس ابھی تک بھلا نہیں گیا اگر میری اطاعت نہ کرو گے فوراً قتل کروں گا آج لباس شیخ پہنکر آیا ہوں کاؤس نے کہا او نامرد مکر سے گرفتار کیا اتنی ناز کرتا ہے بہمن کے ہاتھ میں جام شراب تھا پی گیا ذرہ شراب کا کاؤس پر پھینکا قطرہ قطرہ کا جو کاؤس پر پڑا شعلہ غضب کا کانون سینہ میں مشتعل ہوا غصّہ میں آکر جھٹکا مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی ٹوٹ پڑا بہمن نے کہا اسکو مار لو ایک پہلوان سے اشارہ کیا اسنے اٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی مار دی کہ پہلوان کا سر کچلا تلوار اسکی کاؤس نے اٹھا لی بہمن نے آواز دی ارے اس کو گرفتار کرو سو پہلوان جو اسکی صحبت میں بیٹھے تھے تلواریں لیکر اٹھے کاؤس لڑنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈالے بہمن غل مچا رہا ہے کہ ارے اسکو گرفتار کرو کاؤس کہتا ہے تم آکے گرفتار کرو ابھی کوئی میرے لائق نہیں ہے شاگردان خنجر رنگ پر اسی خبر جا پہنچی طرف لشکر نور الدہر کے بھاگے یہاں صبح کا وقت ہے نور الدہر بارگاہ میں بیٹھے فرماتے ہیں نہیں معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان خنجر رنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ بہمن میں لڑ رہا ہے ہزارہا ملازمان بہمن بارگاہ میں جمع ہو گئے ہیں مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا فرمایا ای خنجر رنگ مرکب ہمارا تیار کرو خادم مرکب تیار کر کے لائے نور الدہر سوار ہو کر صرف خنجر رنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اسوقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ہے دور سے دیکھا کہ بیچ میں ہزاروں جوانوں کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہے کسی کا حوصلہ نہیں پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے گرد اسکے لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہیں بہمن گینڈے پر سوار اپنے پہلوانوں کو ترغیب دے رہا ہے کہتا ہے یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہیں کر سکتے جتنے کہ پہلوان جاتے ہیں ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہیں بعض دور سے لینا لینا کر رہے ہیں خوف سے جان قریب نہیں جاتے غل و شور کر رہے ہیں کاؤس ہر طرف بہمن کو تاکتا ہے کہ سامنے آوے دیکھو کیا رنگ ہوتا ہے نور الدہر نے یہ معرکہ دیکھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کر کے آواز دی ای بہمن

نہ گھبرانا مین آ پہونچا کاؤس نے جو نورالدہر کو دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا کئی پہلوان بڑھ کر مارے نورالدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے مین پکار کر آواز دی کہ حضور کی صحبت کا باعث ہو کہ یہ جرات حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہا ہی نورالدہر مصروف جنگ ہوے لڑتے بھڑتے طرف بہمن کے چلے جب کئی مرتبہ نورالدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ مین نورالدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار سپر روکا جیسے ہی تلوار مار کے بہمن پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار اترا کے جو تیغہ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا تا دو ابرو تیغ پہونچا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر خون کی چہرے پر پڑی اور پہلوان بیچ مین آ گئے بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نورالدہر نے اُسی مقام پر مارے لڑتے ہوے قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے تو لے کے اکھڑنے کا صدمہ بھی آنکھین بند کھڑا جھوم رہا تھا نورالدہر نے آ کر ہاتھ تھاما فرمایا اے برادر ہوشیار ہو کے لڑو کہ فوج نورالدہر بھی آ گئی بہمن نے ساتھ والون سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ مین زخم کو صحت دیکر پھر آؤنگا ساتھ والون نے بہمن کو ہوادار پر ڈالا اور طرف قلعہ سیاہ پوشان کے بھاگے نورالدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب اُنھون نے گھوڑے بگٹٹ بھگائے تب نورالدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نورالدہر نے یہ کہکے روکا کہ اے برادر اب اُسکے تعاقب مین نہ جاؤ کل اُسکے قلعہ پر لشکر کشی کرینگے اے کاؤس جیسے اس ملعون نے بڑا رنج دیا تمکو گرفتار کر کے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے ہوے پلٹے بارگاہون پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے یہ ہرکارون نے خبر سیماب کو پہونچائی شب کو آ کر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ مین چلیے نورالدہر نے فرمایا اب ہم کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش مین ڈالیے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہی بیجا کے جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجیے پھر یہ عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہو دل کی یہ کیفیت رہتی ہو

نظم

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارون کی
پوچھئے کیا ہو مصیبت کے گرفتارون کی

مرتے ہیں بن گئی ہے جان پہ بیماروں کی
خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتاروں کی

شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر
آنکھیں سینکا کیے ہم آنچ پہ انگاروں کی

نقد جان تک تو خریدونگا سمجھے اوچھا
چھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ ہے خریداروں کی

بد مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہیں
تندرستی میں بھی خو تھی تو یہ بیماروں کی

زلفیں سرکا کے دکھا دو جو ذرا عارض صاف
قلعی کھل جائے ابھی آئنہ رخساروں کی

ڈالدی پیپ کلیجوں میں غم فرقت نے
غور کرتے ہو تو کر لو جگر افگاروں کی

یارب اعمال کی اپنے ہمیں ہو جائے سزا
حشر پر رکھیو نہ لغزش پہ گنہگاروں کی

رنگ کھلتا نہیں کچھ حال تمھارا کیا ہے
زرد سے ہو گئے ہو شکل ہے بیماروں کی

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا بجھایا کہ اے ملکہ عالم ہم ان دریاؤں پر قبضہ کرینگے تم ناہموار پہاڑ پر فکر لوح میں آتے ہونگے ان مقاموں پر انکو رستہ ملے کہ بخیر و عافیت تا بہ مقام لوح پہونچیں چار پانچ پہاڑ فتح ہوں اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم میں جائے ہم لشکرکشی کریں جا کے اسکو طلسم میں گھیریں آخر سیماب کو سمجھا کے رخصت کیا صبح کو سوار ہو کے طرف قلعہ سیاہ پوشاں کوچ کیا منزلیں طے کر کے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ میں آ کے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا بہمن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ نور الدہر اس قلعے کی طرف آتے ہیں یہ خبر وحشت انگیز سنتے ہی گھبرا گیا ساتھ والوں سے صلاح کرنے لگا کہ کیوں یارو قلعہ بند کر کے بیٹھوں مصاحبوں نے کہا اس قلعے کو سر سواری وہ فتح کرینگا ان لوگوں کا یہ بھی دستور ہے کہ جو ارادہ کیا اسکو پورا کیا دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہیں جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے کیا کہ تمنے قلعہ بند کر لیا وہ بادشاہ گیا یہ نہ پلٹیں گے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتیں کر رہے تھے کہ عیار اسکا الماس تیز پا مجمع سے اٹھا کہا اے شہنشاہ آپ کیوں تردد کرتے ہیں غلام جاتا ہے گرفتار کر کے انکو لاتا ہے قتل کرنے کا آپکو اختیار ہے بہمن نے کہا اے الماس اگر ایسا تو کرے تو گویا ملک بچا لیا سمجھے بڑا انتشار ہے اسکی جرأت و شوکت آنکھوں سے دیکھی کھڑی کھڑی [illegible] لشکر میں گھس آیا فوج لیکر [illegible] آن کی آن میں اسکو بڑا پاس تھا [illegible] زور و طاقت ملک ملک لیا فقط مگر میرا دل نہیں چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کروں الماس

اسی وقت بانہال نے عیاری لگا کر قلعہ سے نکلا طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہاں نور الدہر
کو چوتھی منزل تھی ایک صحرا میں آ کے اترے ہیں کاؤس نے بارگاہ استادہ کرائی لشکر اترا
نور الدہر شام سے خاصہ نوش کر کے جا کے سوئے مگر الماس پہر رات گئے لشکر نور الدہر میں
پہونچا لوگوں سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہاں ہے پشت بارگاہ نور الدہر پر آیا ایک گوشے
میں بیٹھ کر نقب کھودنے لگا پہر رات رہے تک نقب کا بارگاہ نور الدہر میں توڑا سر نکال کے
دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہے دوشالہ چہرے پر پڑا ہے الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے
قریب چھپر کھٹ آیا کلانٹھ سے دوشالہ اٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہے کچھ میں داروے
بیہوشی کو بھر کر پھونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کود کے بھاگا
نقب کو ٹھوک کے لشکر سے نکلا میدان طے کرتا ہوا قلعے میں آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ
اب الماس آتا ہوگا اتنے میں الماس آ کر پہونچا پشتارہ آگے ڈال دیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہے
آہنگر کو بلا کر سلاسل کر لیا تب نور الدہر کو ہوشیار کرایا نور الدہر نے جو ہاتھ ہلایا خانہ زنجیر میں
غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھیں کھول کر دربار کفر مدار کو دیکھا فرمایا او بہمن یہ مکاری
عیار کو بھیج کر گرفتار کرایا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر بہمن چاہتا ہے حکم قتل کا دوں کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیے یلغار کرتا ہوا آتا ہے ایک خندق کے پاس پہونچ چکا
ہے اب دونوں خندقوں کو بھرایا چاہتا ہے بہمن یہ خبر سن کر حیران ہو گیا رفیقوں سے کہا اب
کیا کروں سب نے کہا اس جوان کو کشاں کشاں بالاے قلعہ لیجائیے زیر تیغ بٹھا دیجیے اور
کاؤس سے پکار کہیے اگر تو قریب قلعہ کے آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل
ہونا نور الدہر کا گوارا نہ کریگا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نور الدہر کو بالاے
قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق بھرا چکا ہے دوسری کو بھرانا چاہتا ہے بہمن
نے پکار کر آواز دی ای کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغ کھینچ کر سر پر نور الدہر کے آیا جب تو کاؤس
منتیں کرنے لگا کہا میں پلٹا جاتا ہوں آقا کو نہ ستاؤ نور الدہر نے پکار کر کہا ابھی کیا ای
کاؤس تم مشقت کر کے آئے ہو اپنے کو نہ روکو ہم کو قتل ہو جانے دو کاؤس نے کہا غلام
کیونکر قبول کرے گا حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی ای بہمن اگر آقا کا ایک

موسے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بنیاد فنا اُڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ نہ چھوڑونگا تجھکو آکر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نور الدہر کو لیکر قلعے مین آیا رفیقون سے کہا یہ بڑی مشکل ہو جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کرسکتا یہ کہکے حکم دیا نور الدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجا کے نور الدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہو کہ روز صبح کو گینڈا اُڑا کر قریب قلعے کے آتا ہو جب بہمن نور الدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہو تب پلٹ جاتا حیران ہو کر کیا کرون قضا سے کار تیسرے دن جو کاؤس جلوہ کر کے آیا قریب قلعے کے پہونچا بہمن نے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نور الدہر کو وہان نہ پایا سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہوگیا یہان کاؤس خندہ قہقہون کو طی کرتا ہوا ایسا بڑھا کے پہونچا چاہتا ہی پھاٹک توڑے بہمن نے کہا اے الماس تیز پا کوئی تدبیر کرو الماس نے کہا اور گنہگار کو بشکل نور الدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بصورت نور الدہر بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر یہ کہا کہ اے بہمن تم بچکے میری ہاتھ سے قضا ہی کہان جاؤگے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا بہمن خاموش ہو رہا نور الدہر پر معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین داخل ہوا کہ نور الدہر کو الماس تیز پا گرفتار کر لایا بہمن کی ایک بیٹی ہی کہ اسکا شیرین عذار نام ہی اُسنے کہا مین بھی جا کر دیکھون مسلمان کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پر آئی اُسوقت نور الدہر و بہمن سے کلام ہو رہا تھا اُسکی نگاہ جو جمال نور الدہر پہ پڑی بیتاب ہو گئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی آخر دریافت کیا کہ فلان مکان مین نور الدہر کو قید کیا ہی کئی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون سے حال کہا کنیزون نے سمجھایا کہ تمہین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دل کو سمجھاؤن کیونکر خاموش رہون دل کی تو عجب کیفیت ہی اور یہ صورت ہی نہ کہ

خون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یون بیزار ہو
شاہ رگ کٹ جائیگی اگر گریبان تری تلوار ہو
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ
تو ہی اے ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو
کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت
کون ہی مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو
قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق
دونون یکسان ہین تسبیح ہو یا زنار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہی انسان کو ضرور — یاد صنم دل میں ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
مصر میں چلیے مقابل تمکو یوسف کے کہیں — گفتگو کیسے زلیخا سے سر بازار ہو
تیغ ابرو پر ترے کیونکر گلا کاٹے نہ زلف — کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھیں کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال پر ملال میں پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہے وزیرزادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہے ایک مکان میں آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہاں سے نقب لگائی نورالدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نورالدہر بھی شہر میں تھا رکو دیکھکر مائل ہوے سفاک روز خبریں پہونچاتا ہے کہ سردار آپکا روز بلوہ کرکے قریب قلعے کے آتا ہے بہمن نے یہ مکر کیا ہے کہ ایک گنہگار کو آپکی شکل بنا رکھا ہے اسی کو دکھاتا ہے کاؤس پلٹ جاتا ہے نورالدہر نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہرچند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل ہے مگر میں بادشاہ سے جاکر کہتا ہوں کہ اگر آپکا حکم ہو تو میں کاؤس کو پکڑ لاؤں اس حیلے سے جاؤں اپنے تئیں پاس کاؤس کے پہونچاؤں نورالدہر نے کہا ادھر سے کاؤس آوے اور باغ سے میں نکل پڑوں ملکہ رونے لگیں کہا اے شہزادہ آپ نکلیے ایسا نہو کہ دشمن گرفتار ہو جائیں سب آپکے دشمن ہو رہے ہیں نورالدہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جاکر بادشاہ سے عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہے کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جاے کہ اسنے نورالدہر کو چھوڑایا تو فوراً بادشاہ قتل کریگا اور زندہ نہ چھوڑیگا سفاک تو خدمت میں بادشاہ کی آیا الماس جو نورالدہر کو چھپ کے لایا تھا تلاش نورالدہر کی میں پھر رہا ہے جی میں کہتا ہے ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لیگیا کیونکر تلاش کروں بادشاہ کے سامنے جاکر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دیں تو میں کاؤس کو پکڑ لاؤں بادشاہ خوش ہوگیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لاوے تو دولت دنیا سے نہال کر دونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نورالدہر کو کوئی قیدخانے سے چھڑا لیگیا اسکا پتہ نہیں ملتا اگر سفاک تو تلاش کرے عرض کی پہلے میں کاؤس کو گرفتار کر لاؤں تو اسکو بھی تلاش کر دونگا بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کر

کر لائے تو پھاٹک کھول دیا فوج داروں سے مجھکو کیا خوف ہے دم بھر میں سبکو پامال کر ڈالونگا سفاک تو اُس طرف چلا الماس پھرتا پھرتا طرف باغ ملکہ کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گاتی یہ غزل گا رہی ہے ۔ نظم

ہیں وہ ایذا دوست تھا راحت سے مجھکو غم ہوا ۔ زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
شب گھٹی ہر پردہ دار عشق محرم ہوا ۔ رک گئیں آہیں مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یا دلب شیریں نے تیرے اے ستم ۔ میرے حق میں التفات انکھین بھی کم ہوا
درد دل زخم جگر کو اُن سے ایذا تھی مگر ۔ ترک صحبت جینے کی آخر کو اُسکا غم ہوا
زخم پڑ کر کھل گئے سینوں پہ اہل بزم کے ۔ تھا جو شادی مرگ بس ہنس کر مرا ماتم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جاناں میں نسیم ۔ کیا کہوں کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان اُسکے کھڑے ہوے پہلوے باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا نور الدہر پہلو میں شیریں عذار کے بیٹھے ہیں اور سفاک نقب زن کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر اُسنے جاکر کاؤس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے میں قیامت ہوگی میں ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہے کہ سردار تو ہمارا پھاٹک توڑ کر آئے اور ہم نہ پہونچیں ملکہ رو رہی ہیں کہتی ہیں اے شہریار میں آپکو نہ جانے دونگی ہر متنفس آپکا دشمن ہے ہمکو آپ سے بڑی کد ہے نور الدہر کہتے ہیں میں ضرور جاؤنگا ملکہ دامن پکڑے ہوے فرماتی ہیں کہ اے شہریار مجھکو ساتھ لے چلئے میں بھی اپنی جان دونگی جیتے جی صبر نہو گا دل اپنے قابو میں نہیں ہے ۔ نظم

ناز ہو غمزہ ہے یا اعجاز ہو ۔ سحر ہے افسوں ہو یا انداز ہے
وہ ہو آئینہ ہے عشق ناز ہے ۔ چشم بد دور اب تو اور انداز ہے
کیا کروں اظہار سر عشق کا ۔ عاشق و معشوق کا یہ راز ہے
ہیں پھڑکتے تو گرفتار قفس ۔ ٹوٹتی پر حسرت پرواز ہے
حکم ہے چھیڑیں نہ سازندے کبھی ساز ۔ کیا مزاج دشمناں ناساز ہے
فتنہ برپا وہ کریں گے صبح و شام ۔ گر یہی شوق خرام ناز ہے
مر بھی جاؤں تو نہ یہ چھوٹونگا ۔ واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے

گو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع | سوز سے لے یار ہم کو ساز ہے
ہمنے دیکھا رخسار تیرے یار کو | سرو سا قد اک بت طناز ہے

الماس نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتا ہے اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر مین لیکر دشمن کو بیٹھی ہے کل صبح کو قلعے مین ہنگامہ ہوگا دیوار سے اتر کے جا کر بادشاہ کو خبر کرون رات ہی کو اس جوان کو مار لین اور اس در انداز کو بھی قتل کرین لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر خید کر رہا ہی دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر در شاہی پہ آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے پوچھا اے الماس کیا ہے کہا حضور بڑا غضب ہوا مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نور الدہر کو لیگئین پہلو مین لیے بیٹھی ہین سفاک نقب زن کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے نور الدہر کو قید خانے سے چرا کر لیگیا اب گاؤں کو خبر کرنے گیا ہے رات ہی کو چلکر نور الدہر کو مار لیجیے یہ سنکر بہمن بہت جھلایا کہا مین خود جاتا ہون چلکر نور الدہر کو قتل کرونگا سب کنیزون کو مٹا دونگا اس گیسو بریدہ کو سر بازار لا کر قتل کرونگا اسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہے یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکے چلا پہر رات باقی ہے نور الدہر مسند پہ بیٹھے ہین پہلو مین شیرین ادا رکھے جب کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے شہریار ہوشیار ہوجیے کسی نے خبر پہونچا دی باغ سارا گھر گیا بہمن خود آیا ہے کنیزین پیٹنے لگین نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب مین کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہے نور الدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا اے ملکہ عالم بڑی مشکل کی بات ہے سب بھیا اندر گھس آئینگا بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہین یہ نہ سوچا کہ وہان بیٹی ہے یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اُسکو خیال نہین تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے کہ وہ بھیا اندر گھس آئین باہر نکل کر روکین گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اُسپر سوار ہوے بہمن دروازے پہ کھڑا پکار رہا ہے ارے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی توڑ دونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت و شان نور الدہر بن بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نور الدہر کو دیکھکر بھاگا فوج والون کو آواز دی ہان یارو اسکو مار لو تمام فوج نے نور الدہر پہ بلوہ کیا نور الدہر نے ۲۰

نعرہ کیا یا شہدای کافران سیحیا و ای نابکاران بیوفا۔ نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز تیغش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگرے زطفلی بہ جرأت ہنر داشتم + نقارا بیک دست بردا شتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + شہ نوجوانان لقب یافتم + نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا افسردن کو تاک تاک کر مارا ملکہ کوٹھے پہ چڑھ آئین کنیزون سے کہا تیر مارو کنیزون نے کمانین سنبھالین تیر مارنے لگین حسن خطا شعار پر تیر پڑا سہم کر گرا اکافر حیران ہین کہ آسمانی آفت کہان سے آتی ہے کیسی سو سوار گرے الماس نے سر اٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہین بہمن نے کہا ادھر نور الدہر کو گھیرو مین جا کر ملکہ کو پکڑ لاون نصف فوج نے نور الدہر کو گھیرا نصف فوج سے تو نور الدہر مصروف جنگ ہین نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہے نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہے مگر نور الدہر ہمہ تن چشم بنے ہوے پشت و پہلو سے خبردار شیرانہ جنگ کر رہے ہین مگر کاوش مین خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفین خلیلی ہوا سے اڑ رہی ہین جیسے بوے مشک و عنبر آتی ہے ملکہ بیقرار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگین پکارتی ہین ای کارساز و ای بے نیاز اس آفت سے بچا لے نظم

حق ترا تاج شرف بخشید بر وحش و طیور
سر فرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو
دم غنیمت دان ہردم باش حاضر در حضور
گر تو باشی ہر زمان سرگرم در عجز و نیاز
حضرت مولے بجانت لطف فرماید ضرور
تا مراد خدمت مباش ای صاحب صدق و صفا
کن ندا از بندگی ای بندہ یکساعت قصور
بایدت اندر محبت تازہ سر و در رنگ زرد
جان و دل از سوز باطن گرم باشد چون تنور
ہست دنیا سے دلی دریاے ناپیدا کنار
تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
خود ز عرفان تصفیہ باید دل ناصاف تو
حق نماید پردہ خود بینی از چشم تو دور
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید ظہور

نور الدہر تیس ہزار جوانون مین یکہ و تنہا لڑ رہے ہین بہمن بلوہ کیے ہوے طرف باغ کے آتا ہے

جب کنیزین تیر مارتی ہین سو دو سو کو گرا دیتی ہین بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہی او شوخ دیدہ او گیسو بریدہ آکے باغ کو فتح کرتا ہون ایک ایک نخل کا ٹونگا دیوارین باغ کی گرا دونگا کسیکو امان نہ دونگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑونگا آکے ایک ایک کو شاؤنگا ملکہ نے فوراً تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا گینڈے کی آنکھ پہ پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگون نے اسکو اٹھا لیا لیکر ہٹ گئے اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نور الدہر مین پہونچا کاؤس کو کب آرام ہی آب و دانہ اسنے ترک کیا ہی رات دن مسلح رہتا ہی کہ اسنے دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہی پکار کر آواز دی کون آتا ہی جواب دے ورنہ مین تیر مارتا ہون سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہون تمھارے پاس آنا چاہتا ہون کاؤس یہ سنکر رک گیا آگے بڑھکر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے بیان کیا کہ مین دختر بہمن کا عیار ہون مین نور الدہر کو قیدخانے سے چرا کر لیگیا تمنے دو تین دن دھوکہ کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھکے پاس بٹھائے اب مین نے بموجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کر دی کہ اب جو وہ مکر کرے نہ رکنا جلد سوار ہو رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالاے قلعہ لوگ کم ہین نہین معلوم قلعے مین کیا ہنگامہ ہی بادشاہ سے مین نے اطلاع کی کہ مین کاؤس کو خبر لاؤن تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا مین اس حیلے سے آیا کاؤس نے شبرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہو کہا ای مہتر والا گوہر اس عیار کی باتین سنو کچھ عیاری نہ کرتا ہو شبرنگ نے سنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہو بلکہ اسکو شاہزادے کا تردد کر شاید کوئی دراندازی کرے ای کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سنکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قاعدے سے چلو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچا کر قریب خندق پہونچا وہین تو سینہ سپر جاتا ہون کاؤس نے گینڈا بڑھایا گمک مار دی کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے جو کاؤس کو آتے ہوئے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ ای کاؤس آج کیا ہی جو رات کو بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اسی گنہگار کو بلوا کر برج پر بٹھایا کاؤس نے

کہا اے مکارو اب مین تمھارے فریب کو کب مانتا ہون مین تمھارے دام مکر مین گرفتار رہا اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو مین اب نہین منع کرتا ہون قلعے والون نے توپین مارین کاؤس کا وہ پر گینڈے کو ڈالے ہوئے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترا کے پہونچے کاؤس خندق فرایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہے تینون [illegible] کاؤس فرایا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے قہقہہ مارا ساتھ والون نے گلولے وخنجر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہے اہل قلعہ نے پھاٹک پر روکا کاؤس سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہے کئی سو جوان مار کر ڈالے ہین اُس گنہگار کا بھی ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا وہ غین غین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا بھی کہدو کہ افسر اعلیٰ یہی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے مین آیا دور سے دیکھا کہ آقا گھیرے ہوئے ہین تیس ہزار مین اکیلے لڑ رہے ہین کاؤس بیتاب ہو گیا نعرہ کر کے طرف بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے شریک ہو نورالدہر تنہا حریف روک رہے تھے جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے کیے کہ یکایک بلوہ ہوا دیکھا نورالدہر نے کہ کاؤس [illegible] دریاے خون مین نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہے نورالدہر نے آواز دی اے یار وفادار کیا کتنا خوب وقت پر پہونچے یہ کہکے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ کر تو نے مشہور کیا تھا کہ مین زیر کر لایا کاؤس جنگ مین شریک ہے نورالدہر لڑتے بھڑتے تا بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ مین جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے اتنے عرصے مین کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کر دیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوئے آخر مین جو بہمن نے ہاتھ مارا نورالدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کو بغل دست حق پرست بڑھا کے کمر زنجیر مین ڈالا زور کیا خانۂ زین سے بہمن کو اُٹھا لیا گرد سر کے چرخ دیا چاہا زمین پر مارون بہمن نے آواز دی الامان نورالدہر نے فرمایا امان ہے بشرط ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے آکر قدمبوسی نورالدہر کی نورالدہر و کاؤس ہمراہ اُسکی بارگاہ مین آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھین نورالدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھتے نورالدہر ڈنگل پر آ کے بیٹھے بہمن نے وزیرون کو اشارہ کیا انھون نے ترنج خوشبوئی سینے پر نورالدہر کے لگایا نورالدہر نہایت خوش ہوے فرمایا ای بہمن ہمنے اس تقریب کو بدل و جان قبول کیا لیکن ہم برسر راہ ہین ہمین تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہی ہمارے عم نامدار تلاش لوح مین ہین ہین بچشم ہمارا صحرائے ترکستان مین فروکش ہی سبکا اسی سمت ارادہ ہی کہ سب طرف سے بادہ کرین ہفت پیکر ان پہاڑون کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم ہفت پیکر مین جانے کو کوچ کا سامان تیار کرو اُدھر سے پلٹ کر عقب کرینگے فی الحال فرصت نہین ہی بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہیگا نورالدہر نے قبول کیا کاؤس بیشہ نشین سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نورالدہر قلعہ سیاہ پوشان پر بہ شوکت حشمت فروکش ہین وقت پر ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بعد چھوٹنے قید کے ایک صحرائے پر فضا مین فروکش ہین ارادہ ہی کہ اپنے کو تا بہ کوہ شیر نگ پہونچاؤن - باقی حالات متعلقہ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

کہ طرہ ہی تو ای ساقئ باتمیز
تو ہی سرو گلزار حسن و صفا
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی
سمجھ اپنے جاہ و حشم کی قسم
یہ ساقی نے تسکین دی برملا
کہ صحبت کی ہی جیسے دلکش بنا
کیا دختر رز نے آخر حجاب
کہ دیدار کی سبکو خواہش ہوئی
ترپتی ہین کل مچھلیان نہر مین

کہ جام و سبو مجھکو ہوگا عزیز
تری میکدے مین جو آمد ہوئی
کہ ساقی کی آمد سے رونق ہوئی
دکھادے جو چہرے کا تو اپنے نور
چلے ہم کہ دور شفق جب چلا
وہ جلسہ ہے آج تو خاستہ
کہ ڈالی ہی چہرے پہ اپنے نقاب
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک موج بھی ہی اسی لہر مین

تری چال بھاتی ہی ای مہ لقا
تو رندون کو جلسے کی بھی کہہ سنا
مجھے ساقیا جام جم کی قسم
کہ ہو قلب کو ایک شب کا سرور
نہو رند میخوار اس درجہ تنگ
کہ ہو رند مشرب نہ پر خاستہ
ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی
کہ ہی نہر کو جبر الفت کا جوش
قدمبوس ہون ساقی جم کے سا

قدم اٹھ سکے ہوں اور رندوں کے ہاتھ
چھپاتی ہو منھ رند میخوار سے
کہ مشتاق ہیں تیرے سب باوفا
ترے دور میں ساقی مہ لقا
بڑھاتے ہیں میخوار غم کے سرور
اسیر جہاں گیر والا تبار
ہوئے کیسے کافروں کے اسیر
انھیں کی رقم ہوتی ہے داستان
مگر دختر رز خوب بیباک ہے
کیا آہ محروم دیا اسے
نہال تمنا میں آوے ثمر
یہ رندوں نے دیکھا نیا ہے مزا
چل اے توسن کلک جادو رقم
کہ جن سے ہیں کفار سب شرمسار
سنی جب ملکشاہ نے یہ خبر
کہ حالات جرأت ہیں کرنا عیان
جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہے
ذرا بزم میں ہمکو صورت دکھا
کہ ہو کشت امید پھر باردار
کیا شیخیوں نے بھی آکے ہجوم
کہ سامان عیش و فرح ہیں بہم
ہوا جیسے اسلام رونق پذیر
چھڑایا پدر کو بصد کر و فر

چہرہ غازیان عدو داشت سرفروشی و داستان جام بیہوشی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شفق مصنفان راقمان کتاب عشق انگیز + مہ نگاران داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد رہائی زندان ملکہ هفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہو خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ ورطہ فنا کیونکر یہ ختم کس مقام پر ہین تحفہ جات تو انشاء اللہ اس صاحب اقبال نے پاس سے لوح ملنے پر کیا دیر ہے قضا سے کار ایرج آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب ہے ایسا نہو کہ جا کر کسی عجائب و غرائب مین مبتلا ہو لندھور نے عرض کی نیازمندون کو شکار کھیلا کر شام کو پلٹ کر خدمت مین آئیگا لندھور نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر مہیا کر دیا لندھور باہر آئے شیر رنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد و خان یاقضری بھی ہمراہ ہین سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑی یکایک طائر جھاڑیون سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پر شکار کیے کہ ارابے بھر گئے قضا سے کار ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا اس تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جا کر تیہو کو گھیرا نیچے مارتا ہوا طرف زمین کے لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پر باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب مہمیز کیے جو اس مقام پر پہونچے دیکھا تیہو زمین پر پڑا ہے باز اسکو نوچ رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کود کے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی دروازے پر چند کنیزین ماہ رخسار ٹہل رہی ہین جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہی کہ خیمہ کا پردہ اُٹھا بیچ خیمہ سے ایک آفتاب طالع ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تو دہ دل پر پڑے پار ہوئے صبر نہ رہا بے اختیار پکار اُٹھے ای مہ جبین و ای نازنین ایک نگاہ پھر اُٹھا دے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزین کہتی ہین ای شخص تو کون ہی کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہی یہان سے اُٹھ جا بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ملکہ ناہید مرصع پوش خفا ہونگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے سے اپنے قریب بلایا کہا ای ماہ پیکر و ای سیمین بر مین اپنے ہوش مین نہین ہون شاید دل پہلو مین نہین یہ پیغام میرا پہونچا دے

نظم

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیون نہین جاتے
ای رند جو دل مین ہو وہ کر کیون نہین جاتے

اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیون نہین جاتے
ای غیرت خور رشک قمر کیون نہین جاتے

جراح سے زخم جگر بخیے ہین دن رات
ناسور نہین ہین تو یہ بھر کیون نہین جاتے

تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی
دن رات بہے دیدۂ تر کیون نہین جاتے

رہزن کا تو اندیشہ نہین راہ عدم مین
ہم ساتھ لیے زاد سفر کیون نہین جاتے

کیون خاک اڑاتے ہین ہم اس راہ گذر کی
اس کوچے مین ہم خاک بسر کیون نہین جاتے

ہی یہ بھی کوئی زیست کہ مردے سے پڑے ہین
پھٹکار رہی اس جینے پہ مر کیون نہین جاتے

ہی عاشق بیدل کو خوشی تیرا اسی کی
دشمن مرے فی النار سقر کیون نہین جاتے

لندھور نے اس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمہارا احسان ہوگا خواص نے جواب دیا کہ مین جاکر عرض کرتی ہون جیسا وہان سے جواب ملے یہ کہکے خواص اندر گئی نہین معلوم وہان جاکر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے آپکو یاد فرمایا ہی لندھور اندر آئے برج آفتاب مین داخل ہوئے یہ رعنائی و زیبائی اندر خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطافت سے آراستہ فرش منقش بچھا ہی مسند جواہر نگار آراستہ گرد اسکے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کنیزین دست بستہ کھڑی ہین سیمبر

وہ سرو ناز بصد انداز جلوہ فرما ہے کنیزیں دست بستہ حاضر کوئی پھولوں کی پنکھیا لیے جھل رہی ہے اور کوئی اُگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہے کسی کے ہاتھ میں خاصدان گلوری کے پیش کر رہی ہے اُس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچۂ دہن ایسا اُگال مثل کاجو اُگالدان میں ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اُگالدان میں ڈالدیے وہ گلوری کلّے میں دبائی ہونٹ پہلے مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ نازنین نہایت ادب سے برائے تعظیم لندھور اُٹھی بائیں جانب لندھور کو اشارہ کیا لندھور بائیں جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہیں وہ جمال بے مثال کہ لندھور کی نگاہ نہیں ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کے نگاہ اُٹھا دیتی ہے برق گوہر دندان کی چمک دل پہ تاثیر کرتی ہے لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہیں لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس جاکر سفارت کی تھی اُن قیلولات پر لپٹے قیلول سے گرے مگر خائف نہیں ہوئے مگر وہ رعب و دبدبہ حسن و جمال کا ہے کہ لندھور سر نگون بیٹھے ہیں ہر مرتبہ قصد کرتے ہیں مگر چاوش حسن آواز دیتا ہے ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سرہانے کھڑی ہوئی پھولوں کی پنکھیا ہلا رہی ہے پھول اپنی رسائی بخت پر ہنس رہے ہیں کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ باکمال ہماری ہوا میں بیٹھی ہے ہم کو بڑا ناز ہے ہنسنا آغاز ہے مسکرا رہے ہیں رنگ اپنا دکھا رہے ہیں لندھور نے اُس خواص سے اشارہ کیا اُس خواص نے جھک کر سرگوشی کی کچھ کان میں کہا ملکہ نے اسکا یہ جواب دیا کیا مضائقہ ہے مگر ان لوگوں میں دستور عقد ہے مہر ادا کریں تو ہم راضی ہیں لندھور نے کہا ہم مہر ادا کرنے پہ راضی ہیں اُس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہیں کہ صاحبقران سے آپکو کیا توسل ہے لندھور نے کہا میں اُنکا جانشین ہوں سپہ سالار دست راست مشہور ہوں فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہیں کون ایسا شیر دلیر ہے کہ جو مجھکو یہ بزرگی نہیں مانتا خواص نے کہا ملکۂ عالم مہر میں سر صاحبقران مانگتی ہیں آپکو منظور ہے لندھور نے فرمایا ہاں بدل و جان قبول کرتا ہوں پس اُس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا پنجۂ نگارین دست خورشید نما پہ رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا اے دارائے [illegible]

یہ جام پختگی نسبت ہی لندھور نے دونون ہاتھ بڑھا دیئے جام اُس محبوبۂ پری چہرہ کے ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر بے اندیشۂ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھین سرخ ہو گئین چہرہ گلنار ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد مین فرق نہو گا جو کہا ہو وہی کرینگے اُس نازنین نے جواب دیا جایئے مہر لیکر آیئے عقد ہو جائے اب ہم اسی مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گائنین جو سامنے کھڑی تھین اُنھون نے فوراً طبلہ سجایا صدا سے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گانے لگین نظم

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین پاس سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہین
ہما مین اپنے خوشی رکھتی ہے عنقا کا غرور دل غمگین مین بہت خاطر مسرور نہین
جو کسی روز کہا ہو جیسے شب باش نہین ہنس کے فرمانے لگا اپنا یہ دستور نہین
طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین
زخم دل کا مین پھر کیف اُٹھاؤنگا مزا ہے نمک پاس اگر مرہم کافور نہین
چشم بد دور سراپا ہے وہ اک عالم نور جلوۂ حسن جمال بے مقدور نہین
چشم عاشق کی طرح بہتا ہے ہر زخم جگر کون سا داغ ہے سینے کا جو ناسور نہین
جلوۂ دوست تو موجود ہے ہر شے مین عیان آپ اندھا ہے تو آنکھون مین ترے نور نہین

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار اٹھا کر اُٹھے کہا ملکہ مین رخصت ہوتا ہون اب جا کر مہر کی تدبیر کرون اُس مہ جبین نے کہا چل جایئے اب سر صاحبقران لیکر آیئے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہوئے چند خادم ساتھ تھے اُنھون نے راہ مین پوچھا کہ داراے ہند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہین گئے لندھور نے کہا نسبت پختہ ہو گئی اب ادائے مہر کی فکر مین آیا ہون راہ مین اور پہلے قراول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور پر بل پڑے ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین اکڑتے ہوئے چلے آتے ہین لشکرگاہ مین جو بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین آکر اُترے بیٹھے تھے کہ بیٹا اُنکا فرہاد خان یکقدمی آیا لندھور نے کہا اے فرزند ہماری شادی ٹھہری ہے اسفند مہر مین سر صاحبقران مانگا ہے لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدتہا سے خدمت مین رہا کبھی
کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اسنے مجھکو بخوشی قبول کیا ہے
مگر مہر مین سر آپ کا مانگا ہے لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ
فساد بڑھیگا فرہاد خان نے حیران ہو کر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ مقدمہ مین صاحبقران
کے آپنے اقرار کر لیا اور مین ایلچی ہو کر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے
کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر مہر مین قبول کر لیا لندھور نے
کہا او نالائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہے ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی
تیغ پر ہاتھ رکھا کہا مین آپ سے کیا بیکی کا رکھتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر
آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہے اب موت و زندگی آپکے ہاتھ ہے لندھور نے
تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اٹھا ہندی کچھ بیچ مین آ گئے ہان ہان کر کے فرہاد خان
کو باہر لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آ کر اترا لندھور نے کہا پہلے اس جوانا مرگ کو
ستاؤنگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فرہاد کو
خبر کی فرہاد نے بھی فوراً طبل جنگی بجوا دیا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران کے چلا
خدمت امیر مین آ کر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا اے داراب کیون اسقدر بدحواس
ہو گیا ہے پہونچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہے امیر نے
فرمایا تو کیون گھبراتا ہے مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرا دونگا داراب نے عرض
کی وہ حضور سے بر سر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نہ کرونگا بلکہ اگر
انکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہے تو مین سر حاضر کرونگا میرا جانشین قایم خیر خواہ دولت
صاحب حشمت و شوکت ہین کیا اسکی بات سے انکار کرونگا جو اسکی خوشی وہ میری مرضی
داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہین جسوقت
سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اسی کی یاد ہے ہم سب کی صورت سے بیزار ہین وغیرہ
کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین ہے عمرو نے کہا
آقا سے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اس ملعونہ کو قتل کرون تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر لاتا ہون عمرو نے منع کیا کہ اے فرزند جانے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہے کہ جاکر یہ فساد برپا کرے صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جاکر اُسکا طرز دیکھون مجھسے دار اب خبر کہکر پلٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار رہا مشیرون سے ذکر کرتے ہین کہ یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹے سے آمادۂ جنگ ہے مین صبح کو جاکر دیکھون کہ کیا رنگ ہے نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پہ سوار ہوے طرف لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ ہین سردارون مین بہرام نے ساتھ دیا امیر کسیکا جانا قبول نکرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا بمجبوری بہرام ساتھ ہوے یہان جانبین مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد جوشان خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پہ رکھے ہوے گینڈے پر سوار میدان مین آیا اُدھر لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا دور سے سلام کیا لندھور نے منہ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی وہ جوانمرگ کہان ہے میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف و گزاف کی اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہے تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام کیا لندھور نے کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہے فرہاد نے ہاتھ باندھکر جواب دیا میری کیا مجال کہ بندگان عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہے کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپکا نکلے تو مجھکو عذر نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہے لندھور نے کہا اے فرہاد تجھکو اپنی جرأت پر ناز ہے تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے کے پیوند خاک کردون فرہاد نے کہا بسم اللہ گرز اُٹھائیے مین سر سامنے کردون بہ قوت تمام لگائیے کہ اگر آپکے دست حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہے اور اگر خدانخواستہ مجھسے کوئی بے ادبی ہوئی تو دنیا و عقبیٰ دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھسے کیون بگڑتا میرا حکم بجا لاکے خدمت مین حمزہ کی برسم ایلچی گری جاتا آپس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور نے چاہا تھا کہ نیزہ اُٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

ہو پہنچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جا کر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے جب
کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اسی طرح کھڑے ہوئے ہیں سلام بھی صاحبقران
کو نکیا بہرام گھوڑے کو اڑا کر بیچ میں آئے چونکہ بہرام بڑے سردار ہیں سب انکا پاس
کرتے ہیں آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہو کہ باپ کے مقابلے میں کھڑے
ہو اور کلام کر رہے ہو اپنے بستر پر جاؤ فرہاد نے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار
یہ حماقت مجھ سے بوجہ نشناسی سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیازمند کو برا نہ کہینگے بہرام
نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد خان گرزناسے کو پھیر کر روانہ ہو گیا اب بہرام نے لندھور
کو سلام کیا لندھور نے مکھی سی اڑا دی بہرام نے کہا ای دادا سے ہمارے مزاج کیسا ہے تمکو کچھ
ملکہ رسا پاتے ہیں ہمنے سنا ہے کہ کسی عورت پر عاشق ہوئے اور شہر میں سر صاحبقران قبول
کیا ای رستم زمان سر آقا سے نامدار زن بازاری کے شہر میں لندھور نے تلوار کھینچی کہا ای
بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمہارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا ای لندھور ہوش میں آؤ
صاحبقران کی وجہ سے تمہاری بزرگی مانتے ہیں جب تم انکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہزن
ہو اگر تمنے امیر سے برائی کی تو ہم کیا تمہارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ
پہ نازاں لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا ای لندھور تجھسے
بے ادبی نہو گی کہ سامنے آقا کھڑے ہیں تو بے ادب و پاس سب کھو یا تیرے لیے بہت
برا ہو گا جسوقت انکے فرزند سنیں گے تو تیرے قتل پر کمر باندھیں گے اگر رستم کو خبر ہوئی
کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر شہر میں ایک زن بازاری کے سفر کیا ہو تو آفت برپا کرینگے
زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی او حبشی ابکی ہاتھ مارونگا کہ سر اڑ جائیگا بہرام
نے کہا ای لندھور ابکی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرأت کھلے میں بھی تیری رستمی دیکھ لوں لندھور
نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چپارہ ہو گیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور
کہا کہ ای لندھور اب میں بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہوں کہ ذہن سے تمہارے یہ نکل جائے کہ
رفیقان صاحبقران تمسے کسی بات میں بند ہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا شق
ہوا کچھ ہنساری بیچ میں آپڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے بمنت و خوشامد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ اے داراب ہمارے صاحبقران سامنے سے دیکھ رہے ہیں ایسا نہو کہ تم پر آ پڑیں لندھور نے جواب میں کہا کہ میں خود حمزہ کو سر میدان لوٹونگا اگر مقابلہ نکرونگا تو سر کیونکر کاٹونگا آخر ہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت میں امیر کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا اے آقائے نامدار آپ تشریف شریف لیجائیں میں لندھور سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ اے فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے کے منھ نہ چڑھو اب جو یہ لشکر میں آئیگا دیکھیں کیا کرتا ہے صاحبقران بہرام و فرہاد کو ساتھ لیکر اپنے لشکر میں آئے لندھور جب خیمے میں آیا زخم دوزی کرائی داراب سے کہا ہمارے لشکر والوں کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آئے کہ ہم امیر پر لشکر کشی کرینگے داراب نے جا کر لشکر لندھور میں خبر کی سب سردار لندھور کو برا کہنے لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہے وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہے جس دن امیر مقابلہ پڑے گا امیر پکڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر میں ہو تو امیر مالک اسم اعظم ہیں مگر پڑا ہے تو بھلا ہے تو ہمارا آقا ہے ہمیں چلنا چاہیے سب تیار ہوئے سب نے صلاح کر کے افریدن کو خدمت میں صاحبقران کی بھیجا کہ اے آقائے نامدار ہم آپکے دل و جان سے تابعدار ہیں مگر اسنے بلایا ہے ناچار جاتے ہیں بر وقت جنگ ہم آپکے شریک ہیں افریدن نے آکر سر دربار رو رو کر بیان کیا کہ غلاموں کو انتہا کا قلق ہے مگر اسکے بلانے پر مجبور جاتے ہیں جسمیں یہ ہوگا کہ وقت جنگ اپنے بھائیوں اہل اسلام کو قتل کریں لندھور پر سب ملکے ٹوٹ پڑینگے وہ شکست فاش ہو کہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہے کہ آپ پر لشکر کشی کرے امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجکو تم سے سب طرح کی امید ہے بسم اللہ اسنے بلایا ہے تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہے تولا کہ ہندی کہا جی مسلح ہو کر پشت ہائے مرکب پر سوار ہوئے یہاں لندھور اترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اس صحرا میں اتارا کہا کل لشکر تیار رہے میں حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ مست ہاتھی پر سوار ہوا تولا کہ جان بازوں کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکاروں نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر آتا ہے امیر نے فرمایا آنے دو عمرو نے کہا اے آقائے نامدار اب غلام کو رخصت کیجے ورنہ لندھور کے

بڑی گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے سب سردار کہہ رہے ہیں ہم نکل کر لندھور سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہے کہ دیکھیں اس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نکرنے میں بڑی خرابی ہے اور مقابلہ کرنے میں بھی مشکل ہے شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے بلا زبان لندھور کی زبانی سن چکے ہیں اسی صحرا کی طرف چلے صحرا میں جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہے نخل جلے ہوئے طائر آشیانوں سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوئے نہریں خشک پڑی ہیں خواجہ اس صحرائے ویران کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتیں ٹہل رہی ہیں عمرو نے صورت اپنی انھیں کنیزوں کی سی بنائی انھیں جا ملا وہ کہہ رہی ہیں کہ آج دیر ہو گئی ملکہ ابھی تک تشریف نہیں لائیں معلوم ہوتا ہے آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے انھیں سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہے ملکہ کا ہونا بڑا باعث خرابی ہے چلو چل کے دیکھیں فرما گئی تھیں کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئیں دس بارہ کنیزیں اس مقام پر آئیں کہ جہاں خیمہ استاد تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استاد ہے روشنی بھی وہاں نہیں آخر ان سب نے کہا باغ سنبلستان میں چلو شاید وہاں تشریف رکھتی ہوں سب کنیزوں کے ساتھ خواجہ بھی چلے چند نخل طے کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے اور چند کنیزیں دروازے پر کھڑی ہیں ان سب کو دیکھ کر ان سب نے آواز دی ارے تم کیوں چلی آئیں ان سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے انھیں سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ معلوم ہوئی کہ وہاں لندھور نے صاحبقران سے کیا کیا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت دشوار ہے لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی کے ہاتھ سے سرداروں کے مارے جانے کہ امیر کو صدمہ پہونچے مراد تو یہ ہے کہ اپنا صدمہ و ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نکر سکیں یہ مراد ملکۂ عالم کی ہے کنیزوں نے کہا ہم سنتے ہیں یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل مقابلہ ہوگا یہ باتیں کرتی ہوئیں سب ایک جگہ جمع ہوئیں سب نے کہا اب ملکہ کے پاس چلو خواجہ ساتھ ہیں کہ ایک نے کہا اگر ملکۂ عالم قصد نہ کرینگی تو مشکل ہے کہ صاحبقران کا سر لندھور کاٹ لیں سب سردار آمادۂ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہوگئی غرضکہ سب باغ میں آئیں دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سرسبز و شاداب پھول پھل لاجواب دیکھتے ہوئے خواجہ وسط باغ میں آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہے گرد گلابیاں شراب کی کشتیاں کیا بچا کے رکھی ہیں کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بیخود جو کرے پھر نہ خودی کام میں رہے   یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم میں رہے
رات بھر سینے سے لگی رہو صد آتش یون   چشم ارمان دل پژمردہ کے ماتم میں رہے
شوق ہی اسکا بھری بزم میں آنا سینے کا اگر   دل پہ غم میں رہے دیدۂ پر نم میں رہے
شب کی آمیزش کا سوز و غم لشتو یہ حال   آتش خوی پھو جو مری خاطر برہم میں رہے
رہے دل زلف میں کام آئیگا کیا آنکھ کا لال   قریب سینے کو آ کھا جیسے ہو درہم میں رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا ابا بیٹے سری گائی ہو میں گا کے دو چار شعر سناؤں سنکر مشتری کہا اے رنگین مٹھ و گلچین گو گا سکے دو خواجہ نے بیان کیا چند اشعار گا کے پوچھتے جاتے ہیں کچھ مسافروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر شکستی کی ہے دیکھئے آپس میں کیا ہو کیون حضور جو آپ نے فرمایا ہے کہ صاحبقران لاؤ لندھور یہی کر گذرے گا مسند نشین نے کہا قتل ہوئے میں صاحبقران کے ابھی دیر ہے جب تک سادہ شہر یک بنو گا شب ماہ تک نہ جن پڑے گا دیکھو میں تدبیر کرتی ہوں پھر بازمین مسند نشین نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے چلا کر آواز دی اے نیرنگ شعبدہ بازانی نیرنگیاں دکھا دے شعبدے کا رنگ جما دے صبح کو مقابلہ ہو ہمیں تمہاری کارستانی دیکھنا ہے دیکھا ایک طائر نخل سے اڑا اور چہکار تے مارتا ہوا غائب ہو گیا یہاں سردار بار دار اسے ہنس کر رہی ہے کہ کل حمزہ کو تو کونگا ایک ضرب گرز میں پیوند خاک کر دونگا سردار کا جو بولیگا اسکو بھی شادونگا خالی پلٹ کے میدان سے نہ آؤنگا ملکہ یاد کرتی ہونگی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربار گاہ سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسکے گرد سر لندھور پھیر مارا چیخ مار کر غائب ہوا لندھور کا بدن ہی اور زیادہ ہوا کہتا ہے اے لات و مناة کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے شب اول کھلے سرداران ہندوستان کو مژدہ دو کہ کل دیکھئے کیا گذرے لندھور کو انتشار رہی مگر صاحبقران بیقرار ہیں یہاں عمرو ملکہ سے باتیں کر رہے ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور

۴۱

طائر چہکار سے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا اے شیر رنگ کیا کیا طائر مثل انسان کے
گویا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ
کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہیں یہ باتیں کر کے طائر اڑ گیا مگر
وہ نازنین مسند نشین چپ بیٹھی ہے ہر مرتبہ کہتی ہے کہ آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہیں لائے
انکا آنا مجھے شاق ہے دل صورت زیبا کا مشتاق ہے کنیزیں کہتی ہیں حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیزیں
جائیں بلا کر انکو لائیں بیان کریں کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہیں مسند نشین نے کہا تم لوگ کہاں
جاؤگے تھوڑی دیر انتظار کر کے میں خود جاؤنگی دیکھ کر چلی آؤنگی کنیزوں نے کہا حضور یہ امر مشکل ہے
آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالیں ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش میں ہے ملکہ مسند نشین نے
کہا میرا کیا کر سکتا ہے مجھے بھی اسکے نام سے خوف ہے اگر یدھر آئیگا گرفتار ہو جائیگا خواجہ
گھبرائے تھا مگر خاموش بیٹھے ہیں کبھی باتیں بناتے ہیں کبھی حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسے انتظار میں ہے
اسنے کیا انتظام کر رکھا ہے کہ جسپر یہ ناز ہے کہ عیار مجھ تک نہیں آسکتا میں یہاں تک آیا کوئی مجھ سے متعرض
نہیں ہوا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر کا نمودار پیدا ہوا بڑے زور و شور سے پانی برستا ہوا اولے برسنا
گرتی ہوئی مسند نشین اٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا او صاحب وہ آگئے سر باغ پردہ ابر پر
بیٹھا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت اڑتا ہوا آیا تخت اتارا مسند نشین نے آواز دی
کہ اے ظلمات کہاں رہے لگا ساحر نے جواب دیا اے ملکہ عالم میں لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے
طبل جنگی بجوایا ہے کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ کی فوج سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ میں
بڑا انتشار ہے یہ بھی میں نے ذکر سنا کہ عیار حمزہ تمہاری فکر میں نکلا ہے مسند نشین نے کہا یہاں تک
تو نہیں آیا ناچار نے کہا عمرو ایسا طرار ہے کہ اسکی فکر خالی نہیں جاتی اُس کا ارادہ فوراً ہوتا
ہے اور میں تو کہتا ہے ہفت پیکر میں دیکھکر آیا ہوں کہ تمہاری صحبت میں عمرو بیٹھا ہے دیکھو میں ابھی
پکڑے لیتا ہوں یہ کہکے پکار کر آواز دی اے طائر جلد آ تو پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اپنی
خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤں ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہاں سے نہ ہٹے وہ طائر
اڑ کر گرد عمرو کے چیخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ روغن اڑ گیا ہاتھ پاؤں سن شش و پنج ہوگیا
عمرو نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیوں ملکہ آپ نے دیکھا تمہارے اسوقت

باغ مین اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیانون سے نکل کر چہکارنے لگے مین فوراً سمجھ گیا کوئی افتاد ہی اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے لڑیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر لیکر آئے تو وہ سر خدمت مین خداوند کی روانہ کردینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کردیا ای حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہی تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو لیکر تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا ای ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا ظلمات نے جواب دیا او مکار مجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا ای ظلمات اگر مجھپر مہربانی کرے اور رہا کر دے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ظلمات جواب نہین دیتا کہتا ہی او ساربان زادے تجھ سے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی ہی اگر ساحر اسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لایا لاکر ایک مکان مین قید کیا یہان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف ہین صبح کو سب تیار ہوکر در دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہی قاسم نے پوچھا کیون ای مقبل خیر تو ہی مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہوگئے نہ خیمہ نقب کا ہی اور نہ سراپچہ چاک ہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین ہین خواجہ بھی لشکر مین نہین ہین کئی دن ہوئے لشکر سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہوگئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران کا نہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اس سے کوئی پایہ کم رکھتا ہی نہین معلوم وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ وجدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار پشت پر ٹولا کہ ہندی سب آمادہ جنگ میدان مین آکر صفین جمائین جب صفین جم چکین نقیب نقابت کرکے ہٹے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان صاحبقران کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے آیا کہا کیون او ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہی صاحبقران کو تیرا ننگ آیا اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین نہ آتے جان لے کہ تیری جان بخشی ہوگئی ورنہ ہاتھ سے

امیر کسے مارا جاتا لندھور نے کہا او عرب سوسمار خوار تو میرے مقابلہ مین آیا مالک نے کہا یہی ارادہ ہی تو سودا اسکے خام جو تیرے دل مین سمایا ہی اُسکو نکال دونگا تجھکو متنبہ کر دونگا کہ تو اس امر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا او مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا مالک نے کہا مین تیری جان کا مالک الموت ہون ایک زن ساحرہ کے واسطے آقا سے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران مین اس کن سے نیزے کو روکا کہ لندھور حیران ہوگیا دونون مین نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی مین دنگ کر دیا آخر چار گھڑی مین مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہی جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پہ چلاؤنگا یہ کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا ابرو پہونچی مالک نے دستانہ مارا تیغہ چھٹا کر نکلا مگر چادر خون کی چہرے پہ آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ خستہ ہوا عربون نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آپڑے لندھور کی بھی فوج نے قصد کیا قاسم بھی اپنے قاوریون کو لیکر آپڑے ہندیون نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلوارین روکین پکار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہی ہمین سودا نہین ظاہر مین شریک ملگئے مگر تلوار نہین چلتی ہی ہندیون نے کسیکو قتل نہین کیا بعض نے تلوارین کھائین خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائین اپنے کو گنہگار بنائین لندھور نے جو پلٹ کر دیکھا کہ مین اکیلا لڑ رہا ہون سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے ہین لندھور پر تلوار پڑ رہی ہی کئی زخم لندھور نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا میرے سردار مدد کو نہین آتے ہر چند لندھور ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہین جب لندھور کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سردارون سے اپنے کہتا ہوا کیون یارو تم وقت پر ہماری مدد کو نہ آئے سردار کچھ حیلے حوالے کر دیتے ہین لندھور آکر داخل بارگاہ ہوا علاج ہونے لگا ایک شب کو لندھور بہت گھبرایا دارا بسا سے بلا کر کہا ای یار وفادار آج فراق مین معشوق کے

ہے عجیب حال ہر قلب پہ ہجوم غم و ملال ہر دل کی یہ کیفیت ہے نظم

حیران سے ہیں آئینے میں رخسار کو تکتے　　عاشق کی طرح آپ ہیں دیوار کو تکتے
دیکھو کہ ملازم کی ہو سرکار کو منظور　　کس بیٹھی نظر سے ہیں تک خوار کو تکتے
کیا جھوم کے ابر آیا ہے قبلے کی طرف　　میخوار ہیں سب خانۂ خمار کو تکتے
جس روز سے مسعود کیے آپ نے روزے　　رہگیر گنہیوں سے ہیں دیوار کو تکتے
دنیا کا عجب حال ہوا ہے زمانہ پوچھو　　احباب ہیں احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہو گیا کہا جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لاؤں کہا فوراً معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہاں تک پہونچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے رقعہ اشتیاق لکھ کر دیا کہا صحرائے گلگوں میں جاؤ وہاں ایک خیمہ استادہ ملے گا اندر چلے جانا اشتیاق نامہ جا کر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہے لندھور نے کہا بلا لو کنیز نے آ کر لندھور کو سلام کیا اور کہا کہ دارائے ہند ملکہ نے پوچھا ہے کہ سپہ صاحبقران کا آپ نے نشان بھی پایا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہو گئے ہیں اگر وہ ہوتے تو میں سر ضرور روانہ کرتا سرداران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جا کر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مجھ کو صحبت میں بلا لیجئے میں مشتاق جمال ہوں کنیز نے کہا چلئے کنیز لندھور کو ساتھ لیا لندھور اس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلے ہیں ملکہ ضرور آزردہ ہوں گی لندھور نے کہا میں عہد کامل کرونگا کہ میں اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا فرزندوں میں آج فقط قاسم لشکر میں ہیں آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحرائے سبزہ زار میں پہونچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہے مگر مشغول سرکشی کر رہے ہیں وحوش میں ہجوم رہے ہیں جا بجا درختوں پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہیں ایک طائر مثل انسان کے پکار رہا ہے کہ اے بندۂ و ور نادان آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہے مقام عشرت نہیں ایک دن سب فنا ہیں جمشید سا بادشاہ جس نے دنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے فنا کے مارا گیا جس نے اس دنیا میں آ کر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار　　تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

اس مکان میں کبھی دربار لگا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
قصر کو جا کے دو یافتہ ہیں کو وان پہونچو
تکیہ گر دو گز زمین آج ہے ہر ایک کا قرار
لا یہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خبر اسکے ہیں اگر قصر فریدون کے گزار

یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے سنے ہوش اڑ گئے جی میں کہتے ہیں اے لندھور یہ جسے تاسف کا مقام ہے یہ طائر ناپائداری دنیا بیان کرتا ہے سچ کہ رہا ہے افسوس معشوق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر بیتاب ہوکر کہا اے کنیز مجھکو کس جگہ بلائی اسنے کہا سر اٹھا کر دیکھیے لندھور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استادہ ہے قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہے چند کنیزیں دروازے پر ٹہل رہی ہیں انھوں نے پکار کر آواز دی اے لشکری تیرے ساتھ کون ہے اس نواح سے جو اسپندیار سے بہ اشتیاق ہوکر آئے ہیں جا کر عرض کرو کنیزیں اندر گئیں تھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لندھور در بارگاہ پر پہونچ گئے تھے انھوں نے کہا چلیے آپکو یاد فرماتی ہیں ملکہ بلاتی ہیں مگر فرمایا ہے کوئی سر بھی ساتھ ہے لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہوگئے ہیں مجبور تھا یہ کہکے سامنے پہونچے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے مسکرا کر کہا کیوں صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحبقران لشکر سے غائب ہوگئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتہ میں سر لاؤنگا اس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمھارا فراق ناگوار ہے دل بیقرار ہے عجب کیفیت ہے حقیقت میں یہ صورت ہے۔ نظم

واہ کیا شکل ہے ہیبت کی شباہت کیسی
آپ تو کیا ہو صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے کبھی نہیں تم چشم عنایت کیسی
پیار کیسا ہے مری جان یہ الفت کیسی
رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کے نیچے
سانس لینے کی تو مہلت نہیں فرصت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا
درگذر اب نہیں کیجے تو مروت کیسی
تجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ عولی اے لندھور
جان تک دیدوں اسے دولت و حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اس نازنین نے بحسرت کہا اے واے بخت بیدار اس پر بڑی سختی سے کٹی ہیں کالی راتیں ہمکو بڑی مصیبت میں گذری ہیں تمکو ہمارا بالکل خیال نہیں ایسی

حقیر چیز ہمنے طلب کی وہ تمسے نہین ہوسکتی لندھور نے غصے مین جواب دیا کہ ای ملکہ مین اپنا حال کیا کہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین تمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہین مگر مجبور ہون حمزہ کے ہونے سے پر صدمہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جاکر سردارون سے انکے کہونگا کہ امیر کو حاضر کرو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار انکے قتل ہونگے جہان کہین صاحبقران ہونگے فوراً چلے آئینگے جب لندھور نے بسنت کہا تب وہ تخت نشین اٹھی کہا اچھا جائیے پھر کنیز کو بھیجیگی اگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا مین صاحبقران کو چھوڑونگا فوراً قتل کرونگا خوب عہد واثق لندھور نے کیا وہ نازنین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوگئی لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہین مین میدان مین اکیلا کھڑا ہون لندھور گھوڑے پے سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ اس ہندی کو مار لو زندہ نہ جانے پائے بارہ ہزار جوانون نے لندھور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر شمشیرین پڑ رہے ہین طرف لشکر لندھور کے بھاگا آگے لشکر مین اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش نے لندھور کو گھیرا ہے تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اسوقت آکر پہونچے کہ زخمون مین لندھور چور ہو رہا ہے نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگون نے آکر لندھور کو گھیرا ہے چاہتے ہین لندھور کو پکڑین عیار نقابدار نے چاہا ہے کہ حلقہ ہاے کمند مارکے لندھور کو گھوڑے سے اتار لون کہ داراب جست کرکے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کرکے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور نے لندھور کو گھوڑے سے اتار لیا ہوادار پر ڈالکے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا جب کئی کوس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی کہ لندھور خبردار اگر ملازمان امیر کو تونے ستایا تو سر میدان آکر تجھکو قتل کرونگا اس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اس عہد کا پابند نہ رہنا ورنہ خراب ہوجائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا تونے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی چرا لے گیا اسپر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھکو غیرت نہین آتی مدت گذری خدمت صاحبقران مین اب یون باغی ہوگیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو سردار لیکر گئے بارگاہ مین لاکر اتارا جراحون کو بلاکر ٹانکے دلوائے لندھور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن

دین شام کو وہی خواص براے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے کہا ای والی ہند نہ گھبراؤ ملکہ اُس نقابدار کو تلاش کرکے سزاے مقتول دیگی لندھور نے کہا مجھکو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان وقت پر پہونچے مجھکو بچا کر لے آئے ای خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار کرین تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین نے کہا صاحبقران و عمرو میرے قبضے مین ہین انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی وہ امیر کو قتل کریگا میرا سپاہ سالار ہی جو عمرو کو گرفتار کرکے لیگیا ہی حمزہ کو بھی وہی لایا ہی حمزہ کو بڑی سختی سے قید کیا ہی یہ کہکر خود اُٹھی تلاش مین نقابدار کے چلی نقابدار جو لڑکر لندھور سے گیا ہی ایک صحرا مین جاکر اُتر پڑا حسین نے جاکر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا مین اُترا ہی پلٹ کے آئی ایک خواص کو حکم دیا کہ جلد جا فلان جنگل مین نقابدار اُترا ہی سحر کرنا کہ ہاتھ پانون سبکے بیکار ہون نقابدار کو گرفتار کر لا خواص اُسکی کیفور جادو اُسی وقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اُسنے ٹھیک دیا تھا یہ کنیز بر سرکوہ پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی عیار طرار سر پہ کس رلی کر رہا ہی رفقا جمع ہین نقابدار کہ رہا ہی کہ ای عیار طرار تمنے کچھ کوشش نہ کی امیر بھی قید مین خواجہ بھی قید ہوے اُنکی رہائی کی کچھ تدبیر نہ کی عیار عرض کرتا ہی عالم کو مقام قید امیر دریافت نہین ورنہ براے رہائی جاتا رفقا نے کہا حضور نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے زخمی پڑے کراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہی اگر صحت پاکے اُسنے جنگ آغاز کی تو مین اسکو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سر جنگ معقول دونگا کہ تمام لڑائی کا بھول جائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت تو کرو کیا ہلڑ ہی عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہین ابر چھایا ہی بوندیان پڑ رہی ہین لشکر مین انتشار ہی سب یہی کہ رہے ہین کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہی اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہی اہل لشکر جیسے گھبرا رہے ہین مگر حیران ہین کدھر جائین کوئی دہ قریہ بھی قریب نہین کہ وہان امان پائین بس یہی صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ہی نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دمبدم زیادہ ہو رہی ہی

پانی کی طغیانی ہے ہر کس و ناکس بیقرار ہے ہر ایک کا یہ قول ہے یارو کس طرف جائیں پانی سے پناہ پائیں مشکل ہے خیمے تیرنے لگے وہ کھونٹے اُکھڑ کے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرا کر گرنے پر آمادہ ہے ملازموں نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل میں آیا دیکھا اس مقام پر ابر و ہوا کی بالکل تاثیر نہیں عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہے اور لشکر پر ابر محیط ہوتا جاتا ہے نقابدار جو نکل کر باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہیں کہ پاؤں زمین پر نہیں جمتے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال یا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہے جی چاہتا ہے اس پانی سے کدھر بھاگوں ہوا پاؤں نہیں جمنے دیتی ہے ہوا کی خواہش ہے کہ مجھکو اُڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیدان گھبرا کر نقابدار کے آگئے نقابدار بیچ میں رفیقوں کے کھڑا ہے کہتا ہے پاؤں نہیں جمتے ساتھ والوں نے نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پاؤں پکڑے بیٹھے ہیں نقابدار دمبدم کہتا ہے طبقہ زمین کا نہ اُلٹ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال میں ہے عیار نے جنگل میں جا کے خیال کیا کہ کس طرف سے ہوا آتی ہے دیکھا ایک پہاڑ سے لگا ہوا ہے ابر سیاہ اُٹھ رہے ہیں یہ ابر جو محیط ہے اُسی میں سے آتے ہیں اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہیں عیار اُسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک ساحرہ سحر کر رہی ہے کنارے آ کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنا کر استادہ ہوا ایک نامہ ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ او ساحرۂ مکارہ تو نے کیوں دیر کی جلد لشکر نقابدار کو غارت کر دے اپنا جادوگر ہمنے بھیجا ہے یہ تجکو ترکیب بربادی بتا دیگا اگر اسمیں کچھ دیر کی تو تیری بربادی ہے زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے اُسکو صرف کرنا یہ لکھکر ہاتھ میں لیا جنگل میں آکر ایک آہوئے وحشی کو گرفتار کیا اُس پر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا سر کوہ آیا پکار کر آواز دی او ساحرہ تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا فرد اس کاغذ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہیں اُس ساحرہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہے ایک کاغذ ہاتھ میں سحر کرنے سے رکی کیفور جادو نے پکار کر آواز دی او کہ فرستادۂ خداوندی میں نے سحر روک دیا ساحر قریب آکر آہو سے کودا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی او آہوئے وحشی تھوڑی دیر میں آنا مجھکو بھیجنا بیٹھ نہ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا ساحر قریب آیا کہا او اندھی اس کاغذ کو پڑھ اُس ساحرہ نے کاغذ دیکھا نامے پر مہر ہفت پیکر کی

مہر کو آنکھون سے لگایا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کونسا سحر قدرت نے دیا ہی مین بھیجی ہوئی حسین کی ہون حسین نے حکم دیا ہی کہ نقابدار کو گرفتار کرکے لاؤ وہی سحر کر رہی ہون تھوڑے عرصے مین کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہو لشکر کو یہین چھوڑونگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحرہ نے لوبان پاس سے نکالا کہا اسے اسکو آگ پر ڈال دھوئین کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تجھکو آگاہ کردیگی کیفو نے لوبان ہاتھ مین لیا چاہے ہی آگ پر ڈالا دھوان پیچ و تاب کرتا ہوا نکلا عیار کہہ رہا ہی اور ملکہ دیکھو پریزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پر شانون پر یاقوت کے ہین ساحرہ بنگاہ غور طرف دھوئین کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھوان اسکے دماغ مین پہونچا عیار نے تو اپنی ناک مین روئی دے لی ہی ساحرہ چھینک کر گری عیار نے نعرہ کیا منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضا سے کار مہتر برق تلاش مین عمرو کی نکلا تھا اسنے جو منہ پھیرے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آئی دیکھا اور عیار کو ایک سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا کہ وہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ مار لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تھام لون عیار کودکر بھاگا برق نے پکار کر کہا ارے کیون بھاگا جاتا ہی مین تیرا دشمن نہین ہون برق ثانی نہ ٹھہرا یہان نقابدار بیقرار کھڑا تھا ترقی آب وہوا کی دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تڑاقہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا طغیانی آب وہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہی نقابدار نے پکار کر آواز دی ای یار وفادار بلاے آسمانی دفع ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدمون پر ڈالدیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت مبدل لشکر مین آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتین کر رہا ہی نقابدار تعریفین کر رہا ہی کہ برق ثانی نے شاہزادہ خسرو شیردل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور اسنے چاہا تھا مجھے پکڑلے مگر مین آپکے اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت کرکے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے مجھے نہین معلوم کیا منظور ہی نقابدار عیار کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہی کہ کیونکر دریافت کرون لیکن جب برق ثانی نے ساحرہ کا لاشہ بے سر پہاڑ پر پڑا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اڑا کر لیگیا حسین بیٹھی تکتی

کہ لاشہ سامنے آکر گرا لاشہ کیفو دیکھکر حسین بہت گھبرائی کہتی تھی میری خواص کو کسنے مار کیا مجھکو بھی دارا ہے ہنوز سمجھا ہی جس کیکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون کیا تدبیر کرون کیونکہ نقابدار گرفتار ہوکر آے کہ ایک خواص نے عرض کی کہ اسی صحرا کے قریب ایک قلعہ ہی اوس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیوبند ہی آپ اگر اوسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کردے گا فنون سپاہگری مین طاق و مین شہرۂ آفاق ہی حسین نے خواص کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ اے منہاج تیرے صحرا کے قریب نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اوسکو گرفتار کرکے روانہ کر نامہ جو منہاج کو پہونچا خوش ہوگیا ساتھ والون سے کہا لشکر تیار کرو اوسی وقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار ہوا لشکر کو لیکر بر سر نقابدار چلا یہان نقابدار فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابل اوتری پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ سنکر خاموش ہو رہے منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل جنگی بجوایا نقابدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کاشانۂ مغرب سے برآمد ہوا میدان جنگ مین آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع پشت پر تماشہ دیکھنے مین مصروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف سے منہاج دیوبند گینڈا اوڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت پر کھڑا دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیوبند نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کون شخص ہی قدرت سے اوسکی طلب ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گرز و سپر کا ہاتھ مین لیکر برابر تگاور بڑھاتا گیا وہین مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپسمین نیزہ چلنے لگا نقابدار اسطرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی بیتاب ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا نہو نقابدار غالب آجائے پہر عصر کامل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا لگا ہوا جھٹکا ایسا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھنجلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیمہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی کتنی کہ کیچلی جھاڑ کر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے گردا سپر کا آگے کیا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ سر مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا بیٹھا ہاتھ تلوار کا مارا کہ چاروں پیر گینڈے کے اڑ گئے منہاج گینڈے سے کود اچھلا نقابدار سے لپٹ پڑوں نقابدار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا بس آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اتار کر حلقہ ہائے کمند پار دیے گردن میں نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی شکل بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا او قابو پرست کیا کرتا ہو منہاج نے چاہا کہ حلقہ ہائے کمند کھینچوں نقابدار بے لطف ہو رہا ہی گلے میں حلقے پڑے ہوئے زمین پر گرا پڑا ہے برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کرکے برق فرنگی الگ ہوا نقابدار کی جو کمندین کٹین تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گریبان میں ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں مگر منہاج چہار جانب دیکھ رہا ہی گھبرا رہا ہو زور میں جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی ارے یارو دیکھتے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہو چہار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کرکے اسکو گرفتار کرلو اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہو کہ منہاج کو چھوڑ دوں اسکی مشکیں باندھوں لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چہار جانب سے نقابدار پر تیر پڑنے لگے نقابدار نے اول کے تو دو تین تیر جسم پر کھائے ملازموں نے مرکب پہونچایا نقابدار مرکب پر سوار ہوا قرولی کمر سے کھینچی تیروں کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کٹے ہوئے تیروں کا انبار ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتشبازی کے مارے کہ تیراندازوں کے منہ جلے غل مچاتے ہوئے تیرانداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر منہاج کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھاکے بھاگا آکر اپنے قلعے میں چھپا نقابدار بھی کوچ کرکے برسر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے کو چہار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ حسین کو لکھا کہ اے ملکہ میں برسر نقابدار

گیا سستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہی کسی ساحر کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجاے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ ہین سامنے کھڑا حسین سے کہہ رہا ہی لشکر حمزہ سے جلد حکم بھیجیے پکڑ لاؤن لاکر قید کرون عمرو آج تک قید ہی کچھ میرے ساتھ مکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے پڑھ کر کہا لو ای ظلمات جاؤ نقابدار کی مشکین باندھ کر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہی ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہون یہ کہہ ظلمات روانہ ہوا کنارے پرستان نقابدار کے آکر پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہی برق فرنگی ایک دکان پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی برق نے آکر ظلمات سے کہا چلیے مین آپکو بارگاہ نقابدار بتا دون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے باتون مین لگا کر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک خیمے کی آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہی کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان مین آئی دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہی دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان سے اُڑا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جا کر خنجر سے مارا نہین معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہی میدان جنگ مین بھی اُسنے کمندین کاٹین یہ ساحر بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی کہا مہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آپکا نام لیکر پوچھ رہا تھا مین نے اُسکی گردن لی جو چاہا تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپکو عاجز پایا آپکے کمندین کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا اپنے عیار کو بلایا کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر مین آگئے برق ثانی نے ہنس کر کہا مین کیا کسی سے پایہ کم رکھتا ہون یہ کہکر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا مین شاگرد عمرو ہون ایسے ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین معانقہ کرایا ہر چند برق نے چاہا کہ نام نقابدار کا دریافت کرون نقابدار نے ہنسکر کہا ای مہتر والا گوہر اسکا ارادہ نہ کرنا پردہ پوشی

مین ہمارا مطلب ہے جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقابدار سے رخصت لی جست وخیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے مارا اُسی کی قید مین استاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہے کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو بلانے جاتا ہون آج کئی دن سے قیدیون کو آب وطعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہے طلسم غارت درہم و برہم کر رہے تھے ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کر لایا دو اون کو قید کیا امیر و عمر عیار ہین برق نے کہا سامنے جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ ٹہل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا برق جھپٹ کر اُس صحرا مین پہونچا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنا کر تیار ہوا جنگل مین ٹہلنے لگا اُس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہے کہ تشریف لیچلیے قیدیون پر آب و دانہ بند ہے بدون آپکے حکم کے قید خانہ نہین کھولا آپ چلین تو آب و دانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ ہوا تھوڑا راستہ طے کرکے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جاکر آفات جادو سے اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سوگیا خواب مین خداوند ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تجھکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھون کو چھولیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجھکو دیا کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سامنا نکر سکیگا بھائی ذرا بایان چھیڑو علم موسیقی کا تو امتحان کرون یہ کہکے بایان منگایا ٹھیکہ چھیڑکر یہ غزل گانا شروع کی

نظم

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین
پھر ہم اُٹھ نکلے ہین وہ ہمارے ہین

اُڑتے پر آہ مین شرارے ہین
چھوٹتے کنج کے ستارے ہین

ہاتھون سے چھوٹتے ہین کب قدم
ابھی ہم تمسے قول ہارے ہین

چھپ کے گھر کسی کے جاؤ گے مشفق
کیوں چھڑے پاؤں سے اتارے ہیں
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا
جھوٹے اقرار سب تمہارے ہیں
رند بے ساختہ ہیں گیسوئے یار
نہ بنائے ہیں نہ سنوارے ہیں

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفیں کرنے لگے کہتے تھے اے ظلمات حقیقت میں تم قدرت کے نظر کردہ ہوئے کیا خوب آواز ہے آواز میں کیا سوز و گداز ہے دل کھینچتا ہے دل چاہتا ہے کہ تمہارے گرد پھریں کوئی تو کام تم سے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوئے اور عالم خواب میں آئے برق نے کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوئے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمرو و امیر قدرت کے دشمن ہیں جس دن سے حمزہ نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہے کہ نام لات و منات مٹائے سیکڑوں ملک اسلام آباد ہو گئے اب حمزہ کو لاؤ شرابخواری کا چرچہ ہو نشے میں مسلمانوں پر تلواریں لگاؤ اس فعل پر سب راضی ہوئے برق بیٹھا ہے کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوئے قیدیوں کو لایا برق نے دیکھا عمرو و امیر زنجیروں میں بندھے چہرے اداس عالم یاس آفات نے کہا اے برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے آب و دانہ انکو نہیں ملا اگر تمہاری خوشی ہو تو اب انکو آب و دانہ پہنچاویں کہ وقت قتل انکا قریب ہے ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہے جہاں تک ہو سکے تکلیف پہنچاؤ یہ کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی نے زمشمش و دمامہ کو مارا دیکھ وہ بھی آئے ہیں سوائے میرے انکو کوئی نہیں دیکھتا اشارے کر رہے ہیں کہ ان دشمنوں کو قتل کرو ہاں بھائی شراب لاؤ آفات جا کر شیشہ اٹھا لایا برق نے حسب دلخواہ اس میں بیہوشی ملائی شراب گلابیوں میں بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر ملیں نشے میں ان پر بدعت کرو خواجہ عمرو نے برق کو آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھورا آ گیا اب مار لیا اتنے میں صاحبقران نے دیکھا برق نے کئی سو جام بھر کر رکھے کہا ہاں بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک ہی سانس میں پینا یہی قدرت نے خواب میں کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہے عمریں اپنی بڑھا لو دشمنوں کو قتل کرو آفات خوش ہے کہ میرے بھائی کو عجب شرف ملا سب نے جام اٹھا کے ہاتھوں میں لیے برق بھڑکانے لگا۔

شعر

آنکھوں کو جانتے ہیں پیالا شراب کا
مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
پتلا وہ آگ کا ہے میں پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مئے
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
ای مہر حسن آج تو چل موتی جھیل پر
ابکی ہو عالیشان باغ میں جلسا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گا کے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ حلق سے اترتے ہی گھبرا کے سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہے کہ ایک شخص منہ اپنا چھپائے ہوئے گوشے میں بیٹھا ہے اُس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گر اُٹھا مگر بیہوش ہوا برق خنجر کھینچ کے چلا کہ آفات کو قتل کروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا او برق کیا کرتا ہے منم حسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہے اُسنے سحر کیا برق کے پاؤں زمین سے تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں وہ عورت چلی کہ برق کو قتل کروں اُسوقت برق کا تڑپنا ایک ایک کے دعائیں کر رہا ہے کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار اس آفت سے بچا لے مین کیا مشقت کر کے پہونچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ او زن فاحشہ کیا کرتی ہے وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے میں بیٹھا تھا اور سب کے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا لیں او ملعونہ کیا کرتی ہے میرے باپ کو قتل نکرنا منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ پتھر حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے ایک دناکا ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پاؤں قابو مین آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ اے فرزند ماشاء اللہ کیا کارنمایان کیا ہے خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کے گر گئیں صاحبقران کو ہوش آیا عمرو و برق نے ملکر سب ساحروں کو قتل کیا اُس مکان میں ایک حبہ نہ پایا خود جب

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل میں قید کیا تھا برق سے پوچھا تمھارا کیونکر آنا ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار پر جا کر ظلمات کو مارا اب نقابدار قلعۂ منہاج دیوبند کو گھیرے اترا ہوا ہے وہیں سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف کی برق نے کہا اب چلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقابدار نے لندھور کا وہ حال کیا کہ دو تین ہفتہ تک لائق جنگ نہو گا مگر نقابدار عجب صاحب شوکت ولیاقت ہے اور یا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہے عیار کا تو حال کھلا کہ وہ میرا فرزند ہے آج جوش میں وقت پر کہہ اٹھا کہ میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت طرار فرار ہے صاحبقران نے کہا خواجہ کہیں سے ایک مرکب ممکن ہو کر لشکر تک پہنچیں خواجہ نے کہا جاتا ہوں اگر کہیں بکتا ہو تو خرید لاؤں یہ کہکے خواجہ چلے قضائے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبوں کو لیے ہوئے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اسکو پکارا وہ سائیس ٹھہرا خواجہ نے کہا بھائی کہاں جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا میں ایک تاجر اترا ہے اسی کے گھوڑوں کو پانی پلانے لیے جاتا ہوں خواجہ نے کہا بھائی ہمیں بھی نوکر رکھوا دو ہمارا تمھارا ساتھ رہیگا ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اس پر سوار ہوا کہا میں اسکو پھیر لاؤں یہ کہکے جو ایڑ کی مرکب بھاگا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو کب ٹھہرتے ہیں گھوڑے کو خدمت میں صاحبقران کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا میں نے بارہ ہزار کو خریدا ہے اس صحرائے ہول خیز میں بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا امیر نے فرمایا لشکر میں چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہے مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا کبھی کہنے کے خلاف کیا ہے عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کریں تو میں کیا کروں دس سردار تمھارے وہاں جمع ہیں تمھاری بات پر ہاں ہاں کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتائینگے امیر نے فرمایا یہاں قلم دوات کہاں ہے عمرو نے کہا یہ سب چیزیں میرے پاس موجود ہیں یہ کہکے زنبیل سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلاں جنگل میں ایک گھوڑا مول لیا قیمت اسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر میں چلکر ادا نکروں تو اپنے ہاتھ کا کھانا حرام امیر نے یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل میں رکھا ساز و یراق مرکب زنبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوے عمرو و برق ساتھ ہین کہ نعرہ کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب و دانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ یارو قلعہ مین بھوکے مرتے ہین چلکر لشکر نقابدار پر شبخون مارین شاید غالب آئین لاکھ آدمیون کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے سے نکل پڑا ہزارون قتل کیے ہرکارون نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب دی یارو نقابدار کو گھیر کر مارلو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر خدمت صاحبقران مین آیا کہا اے شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہی بہتیری سعی کر رہے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی کسکی مجال ہی کہ نقابدار پر ہاتھ ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہی مگر بلوہ کفار کا بہت ہی ساتھ والے نقابدار کے شکست کھا رہے ہین یہان نقابدار حیران ہوکر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر لا زمان منہاج بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہین نقابدار اُنکے روکے سے نہین رکتا جب تو منہاج نے دو ہزار کمنداندازا اپنے لشکر سے چنے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار کمندانداز ون کو لیکر چلا نقابدار گھبرایا کہ دو ہزار حلقہ ہاے کمند جو مجھپر پڑینگے کیونکر پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا اے کریم و رحیم اس آفت سے بچالے اپنی کارسازی دکھادے

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم	عاجز و مسکین اسیر درد و غم
اے شہ فریادرس فریادرس	نفس و شیطان میکنند برمن ستم
وائے صد حسرت کہ در دنیائے دون	نقد عمر خویش ضائع کردہ ام
دار چون گردون دون اے کردگار	گر دلم در سجدہ اخلاص خم
کن عطا اے معدن جود و عطا	کن کرم اے صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	برکمال فضل تو امید وار

نقابدار دعائین کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایکطرف سے عیار بھی

جست وخیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا نیچہ پکڑ کے اُس
عیار پر جا پڑا عیار سے نیچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے اس عیار کو سر بتا کر کمر پر ہاتھ مارا
عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیچہ کھینچکر عیاروں پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار
مثل برق جھنڈے لڑ رہا ہی چالیس عیاروں مین یون گھرا ہی گویا شیر رمہ گوسفندان مین
کسی کو کمر بتا کے سر پر ہاتھ مارا کسی کو سر بتا کے کمر پر ہاتھ مارا اُن سب عیاروں کو متفرق
کر دیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرا دیا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ فوج
کو لیکر قلعے مین بھاگ جاؤن صاحبقران خندق پر آ کے جیسے قلعے مین جانے کا ارادہ
کیا اُسکو تلوار مار کے خندق مین گرا دیا خندق لاشوں سے پٹ گیا نقابدار نے جو سنا
کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہین طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا
ایک طرف سے صاحبقران آتے ہین اور ایک طرف سے نقابدار للکارتا ہوا اور
سرداروں کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہی گھبرا گیا مگر نقابدار نے امیر سے پکار کر کہا ای شہریار
منہاج پر قصد نہ کیجیے گا یہ میرا حریف ہی صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے
پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مار کر
اُس طرف پلٹا امیر نے اچھل کے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے
ہوئے نقابدار نے جو لاشہ منہاج دیکھا آنکھوں مین خون اُتر آیا چونکہ نقابدار کمسن ہی
تاب نہ آئی گھوڑا جھپکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیون ای شہریار آپ نے
میرے حریف کو کیون مارا امیر نے کہا لڑائی مین کیا ہوتا ہی اُسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے
مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیون غصہ ہی نقابدار نے کہا مین آپکا مقابلہ
کرونگا امیر نے فرمایا اب مین لشکر جاتا ہون آپ وہان آئیے طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کیجیے
مین آپ سے باہر نہین ہون جس طرح امتحان لیجیے گا مین آپ کو جواب دونگا غصہ نہ کیجیے
معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا
حضور کے نہ ملنے سے اندھیر لشکر مین بدعت کر رہا ہی جلد اپنے کو پہونچائیے
مین کبھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ مین کسی سے نہ رکا تو مین ضرور آج ہی

لشکر مین پہونچ جاؤنگا جا بجا دشمن ہین راہ مین رہزن ہین شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے تو آپ میری مدد کو آئیے گا آپ نے لن ہلور کو خوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر مین نہین ہین نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ یہ تھا کہ لن ہلور کو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤن قید رکھوں جب حضور آوین تو انھین چھوڑ دوں مگر انکے سردار آ گئے ہم انکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپکا مجھپر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ مین حاضر ہونگا نقابدار اس قلعے پر اترا سب مردان قلعہ نے بصدق دل نقابدار کی اطاعت کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا مین آ کر امیر کو رات ہوگئی ایک نخل کے سائے مین زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور آرام فرمائیں ہم جاگتے ہین امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھکر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشہ صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوتی ہو دیکھا ایک غول ہو کہ ایک چوب بست کاندھے پر لیے ہوئے اسی جانب آتا ہی عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ ای شہریار غول صحرائی آتا ہی صاحبقران اٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوئے غول کو للکارا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران اسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا اڑائے ہوئے جاتے ہین غول آگے بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہو چکی تھی غول نے ایک چیخ ماری درۂ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی سو غول جمع ہوگئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوئے امیر نے نیمچۂ سہراب پل کھینچا وہ تیغہ دیو کش ہی جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہو دور سے سبکو ترغیب دے رہا ہی امیر لڑتے ہوئے اسکے سامنے پہونچے اسنے چوب بست لگائی امیر نے چوب بست قلم کر کے ہاتھ مارا کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے جو غول باقی بچے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ جنگل صاف ہوگیا قریب درۂ کوہ کے آئے اندر سے درۂ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درۂ کوہ کے آئے دیکھا کئی ہزار جوان مشکین بندھی ہوئین زمین پر پڑے ہین رو رہے ہین امیر نے پوچھا تم لوگ کون ہو ایک طرف ایک افسر بیٹھا تھا اسنے کہا ای شہریار مین تاجر ہون کاروان لیکر اسطرف آیا ان غولون نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو پکڑ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہین مارے بھوک کے روتے تھے
امیر نے سب کو رہا کیا اُسی درۂ کوہ مین مال بھی لوٹا ہوا رکھا تھا ملک جمشید جو سبکا افسر تھا اُسنے مال پر
قبضہ کیا جب درۂ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ مین آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہریار آپنے احسان عظیم کیا ہم کو
سب یون ہی بھوک کے پیاسے تڑپ تڑپ کر مرجاتے آپکا شکریہ ادا کرین آپکے سبب سے اپنی جان کو
پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعۂ ارکانیہ کہتے ہین ارکان
فیل در وہانکا حاکم و ناظم ہے غلام کا اُسی قلعہ مین مکان ہے امیدوار ہون کہ غریب خانہ پر قدم رنجہ
فرمایئے وہان دوکان بھی ہے سر چوک دوکان ہے وہان بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو چار
روز کے حضور کو لشکر مین پہونچا دونگا امیر نے کہنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا
امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعۂ ارکانیہ مین آئے سر بازار دوکان تھی جمشید
نے کہا حضور دوکان پر بیٹھین کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی جمال
دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل در جو بادشاہ ہے اُسکی بیٹی زہرہ اختر چشم ہے اُسکی
دایہ کسی کار ضروری کو بازار مین آئی تھی اُسنے جو ایک دوکان پر ہنگامہ دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی جمال
صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود زرین بالا سے سر سپر و شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہین مشتاق لوگ
بہ حیرت جمال دیکھ رہے ہین کوئی تعریف کرتا ہے کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہین دایہ نے جمال کو
دیکھکر بہت لب نکیا جب محل مین آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی امان آج بازار مین کیون دیر لگی کیا
دوکانین بند تھین دایہ نے کہا ہان بی بی کیا کہون جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے ہوے
دیکھا رشک و نگار بہ سطوت صولت مثل جاگران کمترین ہمراہ ہزارہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے
تماشہ دیکھ رہے تھے مین بھی اُس جلسے مین گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کی کل اعضا کو بخیال دیکھا آپکے
والد بڑے بہادر ہین مگر ایسا ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشان ہے کہ صورت دیکھکر
محویت ہوتی ہے جی چاہتا تھا کہ گل جیسی گلشن جمال کی کیا کرون وہین کھڑی رہون آپکی خفگی کے خیال
سے چلی آئی جی چاہتا تھا دھونی رما کر وہان بیٹھون زہرہ حال صاحبقران سنکر خاموش ہو رہی
مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتین کرتی ہے کہ اے زہرہ دائی امان نے کیا حلیہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے
ہوگئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھون اُسی وقت اُٹھکر بارہ دری مین چلی گئی پردے چھوڑ لئے حیران تھی

کہ مین کیونکر ایسے جوان کو دیکھون دایہ نے خواصون سے پوچھا ارے بی بی کہان ہین خواصون نے کہا بارہ دری مین اکیلی بیٹھی ہین ہم سبکو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا ہے محبت کی آگ بھڑکی ٹہلتی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش بر آواز ہوئی تو ہچکیون کی آواز آرہی ہے دایہ پردہ اُٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر پاؤن لٹکائے ہوئے بیٹھی ہے دوپٹہ ڈھلکا ہوا آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین آنکھین سرخ اب بیٹھے بیٹھے سوچتی ہے کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر بلائین لین کہا کیون واری کیسا مزاج ہے ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی امان تمہاری آگ لگائی ہوئی ہے اسی خیال نے یہ حال کیا ہے۔ نظم

محبت عناصر مین شامل ہوئی
لہو بن کے رگ رگ مین داخل ہوئی
جلین دیر مین کیون نہ گھی کے چراغ
مرادِ دل اس بت کی حاصل ہوئی
مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا
جو سوچے ہوئے تھے وہ ہی دل ہوئی
نہ جاتی ہے الفت نہ ملتا ہے یار
غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی
اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے
بصارت جب آنکھون کی زائل ہوئی
گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا
تسلی تری اب تو قاتل ہوئی
دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی
مین دیوانہ مجنون رہا اسکا رنگ
پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہون باغ کو چلیے راہ مین دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر سوار ہوئین پشت پر کنیزین ڈولیون مین بہر چلین ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلین اُسپر بھی سو دو سو ڈولیان ساتھ ہولین آگے محافے کے چوبدار دو چار سوار ہمراہ یہان امیر دوکان پر جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل چاکران کمترین رومال لیے پشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے سے پیدا ہوئے راہگیرون کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی شہنشاہ کی سواری آتی ہے امیر بھی اسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زرین نمایان ہوا ملکہ تو دیکھنے کی مشتاق ہین دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہے اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہی نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہو مگر اُس شخص کی مگس رانی کرتا ہو ملکہ نے بے اختیار ہو کر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ پر پڑی برج محافہ مین ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہو گئے ملکہ سطوت و صولت دیکھکر دایہ سے کہنے لگین ارے کہارون سے کہو ذرا رُکے ہوے چلین ہول کیا ہی باغ پہونچ جائینگے فوراً کہار رُکے کاندھا بھی اُسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے اُنھون نے آواز دی ارے کہارو تم کیون رُکے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کین جب نظرون سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیہوشی مین ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیون دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بیقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہو اسی مقام پر اُتر پڑون سر قدمون پر اس شہریار کے رکھدون پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون دایہ سمجھاتی ہوئی باغ مین لائی گل و بلبل کو دیکھکر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہین کیون دائی امان بلبل کا رونا سراسر بیکار ہو یہ تو خود گل کے گلے کا ہار ہو پہلوے گل مین پھول پھول کے بیٹھتی ہو بروقت چاؤن چاؤن کیا کرتی ہو نہ جیتی ہو نہ مرتی ہو فراق نصیب نہین کوئی امر فراق کا قریب نہین حماقت ہو کہ روتی ہو یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب ہوئی کیون دائی امان کیا تدبیر کرون کہ وہ اس باغ مین آکر گل و بلبل کی سیر دیکھین مین جلسہ آراستہ کرون ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی بلاکش زاہد فریب ہی مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اُٹھایا تو وہ بھی اسی جانب بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رُو انکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی امان تمنے پالا ہو محبت سے ایسی باتین کہتی ہو وہ خود حسین و جمیل ہین بہ قول شاعر۔ فرد۔ سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی نہ دیکھے + ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سُنا + آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال رعب و جلال چہرے سے ہویدا و آشکار ہو وہ خود بے مثل ہو دوسرے کے جمال پر کیا نگاہ ڈالیگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مین چارہ کرتی ہون کہ جاکر بلالاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی چبوترے پر فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھوائین گائن سامنے حاضر ہے

تکرمنع کردیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہو بیقرار ہو رہے تھے لباس شب ردی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمندین بازوؤن پر باندھین اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط نہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین نہین معلوم وہ کون شخص ہے اگر جمشید کا مہمان ہوا ہو کسی ملک کا تاجر ہوگا بی ہماری آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا واری دیکھیے کوئی شخص دیوار پر چڑھا ہے یقین ہے کہ وہ ہی ہین یہ کہکے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اسقدر راستہ طے کرکے آئے ہین تو جلسے مین بھی آکر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اُتر کر ایک نخل کے سامنے ہین کھڑے ہین مگر حیران ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن حجاب مانع ہے اس سوچ مین کھڑے تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرائے مکان مین بیخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوے گل پسند آئی کمند مار کر چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائین دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ سے کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہین اب اپنے حال پوچھ لو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ جمشید کے یہان آپکے آنے کا کیا باعث ہے آپ کی دوکان کس ملک مین ہے امیر نے فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون ایک غول کے تعاقب مین آیا اُسکو مارا جمشید مردہ کوہ مین قید تھا مین نے اُسے رہا کیا اُسنے کہا کہ میرے قلعہ مین چلیے مین اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث خوش نصیبی ہوا کہ شوہر حور نگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین و جمیل ہین وہ سب انکے عشق مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی نظم

رب لڑایا کرتے ہیں اکثر سر بازار آنکھ
آئینے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ

اُسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا
کھولدونگا جاکے زیر سایۂ دیوار آنکھ

چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے
بیحیا ہو اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ

دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ
ڈالدیتی ہے غضب میں انکو بھی ہر بار آنکھ

وعدۂ دیدار فردا ہے قیامت پھر ہو گر زندہ
روز محشر تک نہ کھولیں طالب دیدار آنکھ

نگارش نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق میں اختلاط ظاہری ہونے لگا سب کنیزیں پوشیدہ ہو گئیں جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہیں انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی مع کنیزوں کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہے چنچل نام اُسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی میں کہتی ہے کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر میں لاکر بٹھایا اور مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی مدت سے خدائی چلی آتی ہے لات و منات کو برا کہا خدائے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے میں ان دونوں کو قتل کراؤں جا کر اسکے باپ سے اطلاع کروں امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ کر کے روانہ ہوئے چنچل کنیز بیچین ہو رہی ہے کہ جا کر اطلاع کروں شام سے ملکہ انتظام میں مصروف ہوئیں روشنی کرائی مکان سے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چنچل شام سے روانہ ہوگئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چنچل در دولت پہ پہونچی ارکان کو بلوایا جب ارکان باہر آیا چنچل کو دیکھکر پوچھا کہ کیوں چنچل ملکہ کا مزاج کیسا ہے چنچل نے جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہیں جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہاں سے دیکھکر آئیں ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئیں محافے پہ سوار ہو کر دیکھنے کو گئیں صورت دیکھکر اُنکی بہت بیقرار ہوئیں امیر بھی رات کو آئے پہلو میں بیٹھیں سب کنیزوں نے کلمہ پڑھا مگر میں نے نہیں پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی ہیں اب امیر آتے ہونگے حضور تشریف لیچلیں اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند کش ہونگے آپ تو خداوند کے خراجگذار ہیں کیا عجب ہے کہ وہاں سے آپکے واسطے خطاب آئے یہ سنکر ارکان غصہ سے سرخ ہو گیا کہا کہ او نالائق تو نے میرے سامنے یہ واہیات

باتین بیان کردین جی چاہتا ہی کہ جاکر اُس گیسو بریدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے ہون یہ کہکے گستاخ کرگان سوار سپہ سالار کو بلایا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اُسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہان امیر پہر رات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کرکے لائین گانیکی تیار تھین امیر کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات مہرنگار پوچھ رہی ہین نام مہرنگار سنکر امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال مہرنگار کیا بیان کرون عجب حسرت سے انتقال کیا غم مین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہرچند کہ مین نے قاتل کو مارا مگر وہ جام زہر پی چکی تھین اُنکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جاکر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر آپہونچے گینڈا بڑھاتے ہوے طرف در باغ کے آتے ہین امیر نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا ملکہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار بھیجا آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکھ روکا امیر اُٹھکر چلے اور غصے مین جواب دیا کہ بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہکر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین آمین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پر سوار ہوے در باغ سے نکلے نعرہ شیرانہ کیا ارکان کو دیکھکر آواز دی کہا او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے لڑتے ہین یہ بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو تنبیہ دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین مگر صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم اسقدر ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سردارون نے امیر کو اب نرغے مین گھیرا ہے

تیرے مار مار کر بھاگتے ہیں بعضے دور سے تیراندازی کر رہے ہیں امیر نے اسقدر تیر کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر دعا کرنے لگیں یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بعد جوش و خروش بارہ ہزار سوار پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہے دور سے نعرہ کیا کہ باش اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا میں آ پہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ اے شہریار نہ گھبرائیے گا آپکا خدمتگذار آ پہونچا ان بیحیاؤں کی یہ مجال ہے کہ آپ کو اکیلا پاکر یوں ہلاک کریں یہ کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلواریں برابر کھنچ گئیں امیر چست ہو کر مرکب پر بیٹھے نقابدار جو آکر گرا پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار کو واصل جہنم کیا امیر نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے ہوئے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہے کہ ارکان پر میں جا پڑوں ایک طرف سے امیر للکارتے ہوئے آتے ہیں ایک طرف سے نقابدار آتا ہے امیر سے مقابلہ پڑ گئی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر روکے آخر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ ہوا اکثر لاشے پڑے ہیں نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا پکارکے آواز دی کہ اس مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر نقابدار کے حوالے کریں پکارا کہ کہ اے شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھدیا ارکان کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا اے محسن تو نے نہایت احسان کیا چاہتا ہوں کہ تیرا روئے زیبا دیکھوں ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو یا کس بستان کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہیں منظور ہے انشاءاللہ وقت پر ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے رخصت ہوا جمشید کے ملازموں نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ پر زہرہ کے گھر گئے ہیں بارہ ہزار فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دوسرے غلاموں کو لیکر اس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی تھی امیر ارکان کو لیکر باغ میں جاتے ہیں کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو ۱۵

جو حال معلوم ہوا علام بیقرار ہو گیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل فرمایا کیا نقابدار مرصع پوش برائے مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اسکو لیے جاتا ہون جمشید مع خیل نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجھکو دولت اسلام ملی مگر اب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہرچند کہ امیر نے فرمایا کہ ای ارکان مین بر سر راہ ہون چار پہاڑون کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح ہوگئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اسوقت عقد کرونگا فرزند میرا رستم طلسم مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان نے نہ مانا ترنج خوشبوئی سینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اُسی باغ مین حجلہ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو پھرتا پھراتا اُس طرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پری چہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی جوڑا پہنے ہوئے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہی کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین پڑا ہی آگے ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کرکے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہو تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھکر سب طرف دیکھا امیر کو جھک کر سلام کیا کہا کہ یہان آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ او سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی آنکھین کھولکر پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سنکر ارکان نہایت ملول ہی کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر لفظی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغ کو شتاب کر اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ مجھ پہ کیا قصد کرتے ہو ڈرو خدا سے شیطان آشنا ہے تب امیر نے عمرو کو پہچانا اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے جدا ہوکے یہ جفا کین

اٹھائین خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو و برق بھی صحبت مین بیٹھے تیاری برات کی ہو رہی ہی پھر برات نکلے امیر کو جمشید کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا بندھا ہوا خواجہ نگسرانی کرتے ہوے ساتھ ہین ملکہ سے وہان سب نے مبارک مبارک جو کہا ملکہ شرما کر ایک کمرے مین جا بیٹھین حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آسکے کنیزین کمرے کے دروازے پر کھڑی ہین ملکہ کمرے کا دروازہ نہین کھولتی ہین دختر دایہ روح افزا کہ یہ بہت منھ لگی ہی اسنے آکر دروازے پر آوازین دین جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر جو روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کنیزون مین رونے کا شور ہوا یکایک قلعہ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات لیکر امیر پہونچے ہاتھی سے اُترے بارگاہ مین آئے خواجہ سرا دوڑتا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ غائب ہو گئین خواجہ نے کہا کہ ذرا مین اُس مقام کو جا کر دیکھون خواجہ جو محل مین آئے روح افزا کو دیکھکر عاشق ہوے کمرے مین آئے دیکھا چھرہ نقب نہین ہی مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ باہر آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ کسی ساحر کا کام ہی حضور یہین تشریف رکھین مین تلاش کر کے لاتا ہون امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا بہتر نہین یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے چوتھے دن خیال مین گذرا کہ اپنی فال دیکھین وہ فال یہ ہی کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش جسطرف پتہ ملکہ کا ملے اسطرف منھ ہو جائے جدھر منھ اُٹھا اُسطرف چلے راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے جانیوالے تھوڑی دیر ٹھہر جا ابھی دو مسافرون کو لون لگ گئی اُنکے وارث اُٹھا کر لیگئے ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب نوکری بُری چیز ہی یہان سے پانچ کوس پر باغ ہی نسیم گیسو دراز کا اُنکو نامہ پہونچانے جاتا ہون عمرو نے تھیلی پانی بھر کر کہا بھائی جان پانی تو پیو ساحر نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو تو مار ڈالدیا آپ ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طی کر کے در باغ پر پہونچے دروازے پر دو تین حبشنین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر آواز دی اے اعظم جادو

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہین مین اُنکے پاس نامہ لایا ہون حبشنین خواجہ کو لیکر اندر گئین خواجہ نے دیکھا کہ بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش بچھا ہی ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہی گانا ہو رہا ہی خواجہ نے جاکر نامہ ہاتھ مین دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد مین رہتی ہین اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگی ایسی شادی مین جاکر شریک نہون شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو نے باتون مین پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہی نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اورنگ جادو کہین سے معشوقہ لائے ہین وہ رضامند نہین ہوتی جلسہ جمع کرکے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا دکھائینگے کہ وہ اُنکو قبول کرلے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہی ملکہ زہرہ کو لایا ہو اُسی کے واسطے یہ سامان ہو رہے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک چیز مین بھی سناؤن نسیم نے کہا کہ ای اعظم تمھین تو گانے مین دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا قدرت تعلیم کر گئے یہ کہکے عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا سازندے لے یہ غزل شروع کی۔ نظم

صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہو جائے　　دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہو جائے
تیری تصویر جو لیجا کے لگا دون او بت　　دیر درگاہ بنے جائے زیارت ہو جائے
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو ثواب　　چین آجائے مری روح کو راحت ہو جائے
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہی اے یار　　دیو بھی ہو تو اُسے ضعف و نقاہت ہو جائے

نسیم نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای اعظم تم نظر کردۂ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہی ہم تمکو سامنے شہنشاہ اورنگ کے گوائینگے عمرو نے کہا کہ حضور لاکھ مین کرور مین اگر حکم دیجیے تو گاؤن شہنشاہ اورنگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کردون نسیم نے کہا کہ ای اعظم یہ خبر مشہور ہی کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خاصہ نہین نوش کیا ہزار طرح سے معشوق کو سمجھاتے ہین مگر وہ نہین قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اورنگ نے یہ جلسہ قرار دیا ہی کہ سب شاہزادیان جمع ہون اُنکے سامنے ناچ گانا ہو اُسی جلسے مین شہنشاہ سحر کرینگے کہ معشوق تسخیر ہو جائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکۂ عالم مجھکو

ضرور لے چلیے میں نے سیکڑوں بہو بیٹیوں کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ اے اعظم اگر تمہارے ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کر دینگے یہ کہکے اسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو بھی ساتھ لیا راہ میں خواجہ کہہ رہے ہیں کہ کیوں اے ملکہ شہنشاہ کہاں سے ان معشوقہ کو لائے نسیم جواب دیتی ہے کہ اس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اسکو نکال کر لائے ہیں اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہے کہ یکایک پھولوں کی بو باغ میں آئی دیکھا سامنے ایک باغ ہے بیچ باغ میں ایک چبوترہ بلور کا ہے اس پر تخت بچھا ہوا ایک ساحر سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہے گرد انیسیں جلیسیں بیٹھی ہیں کہ نسیم جاکر پہونچی تاجدار کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ اے نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہرنگار جو بچھی تھی اسپر نسیم بیٹھی خواجہ رومال لیے ہوئے مگس رانی کر رہے ہیں یکایک ابر اٹھے بر سر باغ آکر لہرائے اور شق ہوئے شاہزادیاں تخت اڑاتی ہوئی آئیں کرسیاں طلبیں آکر اس صحبت میں بیٹھیں جب جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے پکار کر آواز دی کہ میں نے تم سب صاحبوں کو اسلیے تکلیف دی ہے کہ میں تخت اڑائے لیے جاتا تھا ایک باغ میں ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا اپنے ہوش میں نہ تھا آخر اسی مقام پر وہ شہزادی ایک کمرے میں گئی میں بھی وہاں پہونچا اسکو اٹھا لایا آٹھ دن گذر گئے میرے ہوش درست نہیں میں نے جو اس سے سوال وصل کیا اسکو میری صورت سے نفرت ہے جواب صاف دیتی ہے کہ مجھکو قتل کرو خواہ قید رکھو لیکن میں اس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب میں نے دیکھا کہ جان جاتی رہیگی تب مجھکو کھانا راتوں کو نیند نہیں آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہوں یاد میں اس محبوب پری چہرہ کی مرتا ہوں تم میں سے جو ساحر اس فن میں کمال رکھتے ہوں اسکو رضامند کریں تو بڑا احسان ہے نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ اے شہنشاہ ہماری بہن کا ملازم اعظم جادو نظر کردۂ خداوند ہفت پیکر ہوا اس کام میں کمال رکھتا ہے اسکا معشوقہ سے ملا کرا دیجیے اورنگ نے کہا کہ اے اعظم تمہارے بزرگوں سے ہمیں رسم رہا تمہارا کمال دیکھنا چاہتے ہیں کہا کہ اے شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہے پہلے وہ ظاہر کروں اورنگ نے پوچھا وہ کیا کمال ہے عمرو نے کہا علم موسیقی کا مجھکو عالم کیا پہلے میرا گانا سنیے میں بہت

بد آواز تھا آواز بھی درست ہوگئی راگ راگنیاں سامنے آتی ہیں تان پلٹے بتاتی ہیں سماعت فرمائیے میری آواز تو آپنے سنی تھی یہ کہکر عمرو نے لے نکالی اور یہ غزل شروع کی۔ غزل مصنف

مطلب میں صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا — دقت ہو معانی میں تو کیا لطف بیان کا
ثابت نہیں ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کو — عالم ہو مری روح میں بھی ریگ رواں کا
مرگئے عاشق ترسے تک اسکے سردن کو — تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا
دلخواہ جنون ٹھیک نہیں ہوتا گریبان — سو بار اُدھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا
پیری میں ہوس کرنا عبث مائل طفلان — کیوں آپکو سمجھیں کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفیں کرنے لگا کہا کہ اے اعظم حقیقت میں تم قدرت کے نظر کردہ ہو سامنے کرو ہم تمہیں قفس میں میں نے معشوقہ کو بند کیا ہے اس آٹھ دن میں کیا کیا باتیں کیں کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہیں مانتی خواجہ اُٹھ کمرے میں جاکر دیکھا کہ زہرہ قفس میں بند سرنگون بیٹھی ہو عمرو نے سلام کیا کہا کہ ملکہ عالم غلام کو آپنے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ اے شخص میں نہیں جانتی عمرو نے کہا کہ میں امیر کا عیار ہوں تمھارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہو مجکو واسطے تمھاری تلاش کے بھیجا ہو میں یہانتک پہونچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہو مگر تونے ابتدا سے ہٹ کی اسوجہ سے مجکو نامنظور ہوا تجھ ایسا صاحب اختیار سے مجھے کہاں ملیگا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق نائب خداوندی جو یہ کروگی میں ان سب کو مار ڈالونگا زہرہ نے یہ تجویز منظور کیا عمرو نے کہا کہ میں فوراً ساقی گری کرکے اپنا کام کرلونگا مگر اورنگ کو وہی صحبت ہو جب خواجہ کمرے میں گئے تو بعد تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اے نسیم میں بھی جاکر سنوں کہ اعظم کیا باتیں کر رہا ہو یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سنا کہ عمرو سمجھا رہا ہو زہرہ کہتی ہو کہ بھیا میں یہی کرونگی یہ سب باتیں اورنگ نے سنیں زانو پہ ہاتھ مارتا ہوا محفل میں آیا کہا کہ اے نسیم تمنے اعظم کو کہاں پایا یہ تو قاتل دغاباز و دشمن ہو ہمارے قتل کی فکر میں آیا ہے خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلا اورنگ نے کہا کہ اے اعظم قریب آؤ کہو کیا کیا عمرو نے

ڈپٹتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہی تیغ ابرو کی گھائل ہی اورنگ نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا زمین نے پانوں تھام لیے کہا کہ کیوں او ساربان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ ہمنے سب تیری باتیں سنیں اب میں کیا تجھے زندہ چھوڑونگا جسقدر شاہزادیاں محفل میں موجود تھیں سب کے ہوش اڑ گئے کہا کہ ای اورنگ تمنے بڑا کام کیا اورنگ نے کہا جب اسنے اشارہ کیا تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا خداوند ہفت پیکر نے خوب بچایا ای نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ میں جاکر قید کرو میں قدرت سے عرض کرونگا کہ عمرو کو میں نے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کروں مشتاق کے واسطے پھر جلسہ کرونگا آج اور سامان دیش ہو گیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہاں نسیم کنیزوں کو باغ میں چھوڑ آئی تھی کنیزیں باغ میں بیٹھی ہیں کہ برق عقب میں خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن اس باغ میں آیا کنیزوں سے حال پوچھا کنیزوں نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر حضرت اورنگ میں گئی ہیں برق سمجھ گیا کہ استاد بشکل اعظم پہنچے ایک کنیز کو الگ لیجاکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اُن سب میں شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوئے آکر پہنچی کہا اسکو لیجاکر قید کرو اس ظالم نے اورنگ اپنے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا اُنھوں نے بڑی تدبیر سے اسکو بچایا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے میں اسکو قتل کروں اسکا قید کرنا بہتر نہیں ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے مجھکو مجھے بڑا خوف ہی یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای لالہ عذار میں تیرے مطلب کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہیں ہی آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ گیا ہی وہاں سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ سمجھے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق مجھکو رہا کرے تو چھوٹوں اور اس محفل کو لوٹوں برق حیران ہوکر رہ گیا اتنے میں نرگس نامے ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای نرگس تم اسکو لیجاکر قید کرو نرگس نے زنجیر کو تھام لیا کشاں کشاں خواجہ کو

ایک مکان میں لائی اس مکان میں لاکر کہا کہ او ساربان زادے یہاں بیٹھ اب وہ دانہ تجھ
شدہ ہوگا عمرو نے کہا کہ بوا نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہے وہ لے لو ہمارے اسکے
کے بعد ہمارا فاتحہ کرا دینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہاں ہے عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کا تو توڑ دو
روپیہ نکالوں نرگس نے ہتھکڑیاں نکالیں عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیوں کی
دی نرگس نے روپیے گنے کہا خواجہ اور میں سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو
اس سے لے وہ ایا ہو عمرو نے کئی پوٹلیاں روپیوں کی نکال کر دیں ایک پوٹلی نکالی کہا کہ
اسمیں اشرفیاں ہیں کھول کر گن لو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی آگئی نرگس بیہوش ہوکر
گر پڑی خواجہ نے اسکی زبان میں سوزن دی روپیے اپنے لیکر اپنی زنبیل میں رکھے کہتے جاتے
ہیں کہ حرامزادی نے کیا یاد اپنا مال سمجھا تھا کہ روپیے لیکر اپنے دوپٹے میں باندھ لیے یہ نہ سمجھی
کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اسکی زبان میں سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اسکی
صورت بنکر باہر آئے خانے میں قفل لگایا وہ ٹیکے ہوئے سامنے نسیم کے آئے کہا او
یہ تو بڑا مکار ہے میں نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہے قدرت اسکے
مکر سے بچا میں نسیم نے کہا کہ اے نرگس تو نے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت عیش آراستہ ہو
شراب کا چرچا ہو پس نشے میں اس مکر سے پر بہجت کریں لالہ عذار نے کہا کہ میں میناخانے
سے شراب لاؤں نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہے برق
شراب کو میناخانے میں پہونچا گیا یہاں شراب کی درستی کرنے لگا لاکر صحبت میں رکھیں عمرو نے
کئی مرتبہ کہا کہ اے لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہے برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جانیکے تو دل کو
آرام آئے برق نے گلابیاں رکھیں خواجہ نے لڑائی کہ نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور کو
ساقی گری کروں یہ کہکر جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجئے تو سب کنیزیں پئیں نسیم جام کو پی گئی
ابتو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے میں سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے
کے جوش میں کہا کہ لو نیا وہ نار ہفت پیکر آئے ہیں عمرو نے کہا کہ انکی کبھی ٹانگ سے کھینچ
نسیم لٹکا کر ٹکڑی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب حسینان اپنے اپنے
مقام سے لیٹا لیٹا کہکر غفلت کر گئیں بیہوش ہو گئیں عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی آپہنچا

تام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین برق لوٹنے لگا کئی کنیزون کے کڑے چھلے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ایسے چوٹٹے دیکھا تونے مین تو ڈر رہا ہوا مگر یہ برق جب کنیزون پر گرتا ہو کبھی چھلا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ دھولین مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہو عمرو نے کہا کہ او برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہو ان کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیچلو کنیزون کو ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہمکو بھی قتل کر ڈالین لاشے دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم نے برق بشکل لالہ عذار جتنی کنیزون کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیچلو یہان اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہو عجائب و غرائب سحر دکھاتا ہو مگر زہرہ کا وہ ہی کلام ہو کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر ہاتھ نہ لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچھتائیگا کہ دیکھا نسیم تخت اُڑاتے ہوے آتی ہین جیسے ہی نسیم پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ اے نسیم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچائین کہ شب کو قیدخانے مین مرگیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہین پھینکا کہیے تو لاشہ منگواؤن اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تمنے تو اُسے قتل نہین کیا مین قدرت کو الکہ دیکھونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سنکر اورنگ نے کہا کہ اے نسیم کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب و کباب کا جی چاہتا ہو مین آپکے پہلو مین بیٹھون مجھسے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہو کہ اُسکو رشک ہوا ور آپکا وصل قبول کرے اورنگ نے کہا کہ اے نسیم بات تو خوب کہی یقین ہو کہ رشک ہو عمرو نے پکار کر کہا کہ اے لالہ عذار میخانے مین جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہونچا شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا اگرچہ محفل مین رکھین خواجہ بشکل نسیم نے کہا کہ اے اورنگ آج بڑی خوشی ہو گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا اور عیاریان کریگا بڑے بڑے مقام اسکے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے رکھا نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہو اورنگ اختلاط ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین ہوا بندھ گئی

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہین آپ کی جانب دیکھتی ہین چاہتی ہین ہمکو پہلو مین بٹھائین اورنگ
کو شکار دیکھا اُسنے زہرہ تو اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ کہتی ہی برق نے
جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹوٹا اورنگ نے
کہا کہ ارے تو کون ہی برق نے نیمچہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
رنگ و روغن بھی چہرے کا اڑگیا دیکھا برق عیار ہی خواجہ بشکل نسیم مین خنجر لیکر اٹھکے کہتے
ہوئے کہ یہ ظالم یہان کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا ای بادشاہ مین اسے قتل کرون وہ
میری پرانی کنیز ہو اُسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روئے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ
نے اشارہ نسیم کے پاس کیے کہا کہ ای نسیم مین لالہ عذار کو تلاش کر دونگا تحمال ہو اسکی کہ نہ پائے
اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجکو شک ہوا مین نے سحر کر دیا عمرو نے کہا کہ مجکو خوف
آتا ہی یہ پتلے جو آپ کے گلے مین پڑے ہین انکو اُتار ڈالیے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے
برائی کرین یہ کہکے بازو پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور
نہ ہوتے تھے جب اورنگ نے کہا کہ ای پتلہاے ساحری تم الگ بیٹھو جو خوف تھا وہ نکل گیا
اب عمرو نے جام لبریز کیے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا لبون سے
لگا کر پی گیا تب خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہی کہ ایسا فقرہ کرون کہ یہ اپنے
مقام سے اُٹھے اور گرکر بیہوش ہوا آنکھین تو سرخ ہو رہی ہین فقط اُٹھنے کی دیر ہی سرنگ
آتشخوار وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے مین کہا کہ ای سرنگ
کہان تھے سرنگ نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ شکار مین تھا وہان جو آپ کا خیال کیا دل
دھڑکا مین نے سحر کیا اُس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہی اورنگ
نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہین ہی عمرو
نے سرنگ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے اور جام لبون سے لگا کر کہا کہ لو صاحب تم بھی شراب
پیو سرنگ نے چاہے ہی قصد کیا کہ پیون بازو پر اسکے پتلہ فولادی بندھا تھا اُسنے سر
ہلایا سرنگ نے کہا کہ ای نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے پشت پر پتلے کے ہاتھ رکھا کہا کہ
بتلا یہ کیا واقعہ ہی پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہی جو بشکل نسیم ہے

سمرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اورنگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ کہتے تھے کہ ای شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آپ کے نہیں معلوم نسیم پر کیا سمر گذرا کہ اسکی شکل پر یہ آیا اس کھیچ کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا استاد عیاری کرنے کو موجود ہے زہر کی شراب پلائے دیتا ہے سمرنگ کے آنے نے اس وقت بڑی حفاظت کی سمرنگ نے کہا کہ میں جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا ورق بنا یا ہوا قدرت کا جیب سے نکالا اُسمیں نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اورنگ پر کوئی آفت پڑا چاہتی ہے میں بیقرار ہو کر دوڑا آپ کو آکر اس حال میں پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا تھا اب چاہتا تھا کہ اُٹھیں تو بیہوش ہوں لیکے نے سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا عمرو و برق سامنے گرفتار ہوئے بیقرار ہو کر رہ رہی ہیں کہ ای خدا مجھے اس بلا میں کیسا پایا اپنے جنگل سے چھوٹ کر اِسکے قبضے میں پہونچا پایا کہ جسکی صورت دیکھا ہے خوف آتا ہے ای کریم و رحیم اب جلد نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اورنگ نے سمرنگ سے کہا کہ ان کو کیا صلاح ہے سمرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان قتل کی تیاری ہو ان استاد و شاگرد کو قتل کیجیے سر انکے بحضرت قدرت میں بھیجے جائیں یہ صلاح سب کو پسند آئی سمرنگ نے یہ بھی کہا کہ ان دونوں کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہیں حمزہ کی بھی دستگیری کرتا ہے بلا سے روزگار ہے جوان ساحروں کو اس نے مارا کہ جنکا مثل و نظیر نہیں اب قدرت ہفت پیکر پر بھی اسیر زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ وعدے ہیں جو کاہنا لکھ گئے ہیں کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہے کہ سال آخر طلسم ہے اب وہ سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اورنگ نے اسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان قتل کی تیاری ہونے لگی داریں استادہ ہوئیں جلاد موجود ہوئے اورنگ و سمرنگ عمرو و برق کو لیکر نکلے جلادوں سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو دار پر کھینچ دو جلادوں نے پاؤں میں عمرو و برق کے زنجیریں باندھیں لٹکانا چاہتے ہیں کہ عمرو و برق دار میں لٹکائے گئے اورنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و تیر ساحر کمانیں لیکر کھڑے ہوئے عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہا ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کرشاہزادکا

اہل اسلام قبضے میں کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچا لے عمرو و برق نے جو بیقرار ہوکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ علمہائے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوئے لشکر ساحران وغیر ساحران بڑے تجمل سے آتا ہے خواجہ عمرو نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا جھلال ایسا ساحر رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے رواروی کرتے ہوئے آتے ہیں جھلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پہ لٹکے ہیں اور رنگ تیر کو سحر کمان سے رہا کیا چاہتا ہے جھلال نے زانو پیٹ کر کہا کہ ای شہریار گھوڑا جلد بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہیں یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پر پہونچا وہاں سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قلم کرکے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر دشمنوں پر جا پڑے پہلے حملہ میں کئی سو ساحروں کو مارا اب اورنگ سنبھلا اسنے جو دیکھا کہ جھلال نے ستمگر اکر دیا جھلال کو للکارا کہ او جھلال کیوں قضا دامنگیر ہو گیا مجکو تو نہیں جانتا زمین ہلادونگا سامنے سے ہٹ جا جھلال نے گولہ مارا اور رنگ نے گولہ روک لیا وہی گولہ پھینک مارا جھلال نے ہر چند روکا مگر گولہ نہ رکا قریب آکے پھٹا اس سے برق شکل شہاب نے پر کری شانہ جھلال کا نشانہ ہوا جھلال زخمی ہوکے ہشیار رستم لڑتے ہوئے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہوئی آخر سرنگ نے تلوار کھینچی بڑھکر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اس کی تیغہ ہفت جوہر پہ روکی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو چمکایا سرنگ کو آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرایا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر سحر کمان میں پیوست کرکے سینہ پر کینہ سرنگ کا تاکا تاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا مارے جانے سے سرنگ کے اورنگ گھبرایا اگرچہ سحر پر اسکو بڑا ناز ہے ساتھ کے ساحر غل مچاتے ہیں کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا ذرا سمجھکر مقابلہ کیجیے جب سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کرکے قفس ملکہ زہرہ کا اٹھالیا

اب جو روشنی ہوئی ارتنگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہاں نظروں سے مخفی ہوئیں اب میں کیونکر زندہ رہونگا۔ نظم

آسے غیر آتے کے پھیرا کاٹتے ہیں بنا نام کرتے ہیں
کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہیں

رسائی اُسکے گیسو کی رسا تک غیر ممکن ہو
وہ سودائی ہیں جو ایسے خیال خام کرتے ہیں

شب گیسو چھپنے دیتے ہیں رُخ کا بوسہ دیتے ہیں
جو نہیں اک عمر گذری ہے کہ صبح و شام کرتے ہیں

نہیں دیکھا ہے تجھسا دوسرا وحشی مزاج اتنا
جو تجکو دام میں لاتے ہیں وہی کام کرتے ہیں

بنے پھرتے ہیں عاشق معرکوں میں منہ چھپاتے ہیں
عبث ای ارتنگ نام عشق کو بدنام کرتے ہیں

اور ارتنگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی ای رستم مجھے جان دینا منظور ہے کہ بتلاؤ کہ معشوقہ کا قفس کہاں ہے یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغ ہفت جوش پر روکا اور ارتنگ پر برس پڑا آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر چمکائے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ ارتنگ کے دو ٹکڑے ہوکے مرتے ہی ارتنگ کے آندھی سیاہ چلی عرصہ دراز تک بلا رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے آوازین دیکر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد مرنے کے آواز آئی کہ کشتہ مرا نام من ارتنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنکو ہلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں یہ کام کیا کہ باغ کو لوٹ لیا چھت پردے تک کاٹ کر زنبیل میں رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند کہاں جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحرائے محیط کا پتہ ملا ہے وہاں سے لوح کا پتہ ملیگا آپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ میں چلیے والدۂ ماجدہ کو نکالیے میں بھی زیارت سے مشرف ہولوں خواجہ نے کہا کہ عین شادی میں یہ بربادی ہوئی امیر بہت بیقرار ہونگے میں اپنے کو جلد پہونچاؤں ایسا نہ ہو کہ بیقراری میں وہ بھی نکل آئیں اور ہفت پیکر کو تلاش ہے کہ امیر کو گرفتار کرون آج یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استادہ کرائی خواجہ بارگاہ میں آئے ملکہ زہرہ کو مسند پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلائین لین

دعا سے جان درازی خواجہ نے اسد نیرہ کو بیہوش کیا زنبیل میں رکھ لیا برق کو ساتھ لیا طرف لشکر امیر کے چلے رستم اُسی وقت لشکر کو تیار کر کے تلاش صحراے محیط میں روانہ ہو عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جابل رستم کے ساتھ ہو شان و شوکت طلسم کشائی کی لیا ہوا ہی جس مقام پر اُترتے ہیں صحرا آباد ہو جاتے ہیں اس شوکت و شان سے رستم تلاش میں صحراے محیط کی جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پیشتر پر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے پاس امیر کے پہونچے ارکان فیل ور نے جو خبر سُنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ خواجہ کچھ اس گم شدہ کا پتہ ملا عمرو نے کہا کہ کسی ساحر نے قتل کر کے ملکہ کو لیے ہوئے آتا تھا راہ میں فرخ خواہ ملا اُسنے ملکہ کو چھین لیا کچھ روپیہ دیجیے تو پتہ لگا لاؤں صاحبقران و ارکان سے عمرو نے مبلغ خطیر لیے تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ اسد نیرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کا اسلام آباد کیا ارکان سے کہا کہ اب ہم جاتے ہیں تمہیں جانا واجب و لازم ہو نہیں معلوم لندھور نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اُسی طرح بگڑا ہوا ہو اُس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت میں اُسکو کوئی جواب نہیں دے سکتا ارکان نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلونگا امیر نے ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعہ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہاں لندھور نے بعد دو ہفتے کے زخموں سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہو کہتا ہے کیونکر آقا سے سامنا کرونگا کیسا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھیں گے کہ تجھے ہمارا سر لشکر میں مقرر کیا میں تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہوں اُنکو کیا جواب دونگا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہم صورت حسین شعبدہ باز کی تھی لندھور نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ او دارا کے بیٹے میرا سحر حسین شعبدہ گر نام ہے بہن ہوں حسین شعبدہ باز کی اُنھوں نے فرمایا تھا کہ اگر سوتا پہلو نہ چھوڑے تو بوا حسین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے ایک جام شراب پلانا یہ کہ کے سحر حسین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ران پہ ہاتھ مار کر کہا اے مہ جبین تمہاری بہن کے مقدر میں وصل مجھ سے نہ تھا فلک نے یہ سامان دکھایا مگر تجھ سے یہ عہد کرتا ہوں اسکو فوراً پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہو گئی چلتے چلتے عہد واثق لیا اور یہ کہہ گئی کہ اے دارائے شہنشاہ میں باغ میں اپنے تمکو بلاؤنگی وہاں جلسہ آراستہ ہوگا مگر یہ وعدہ کیا ہو اسکو جلدی کرنا اب خاموش ہو کر بیٹھنا چلتے چلتے مہ جبین پیام تو بیاہ کی چلی گئی کچھ باتیں اس کے دل نے بھی کہنا سنا گئی ادھر بعد جانے مہ جبین کے لندھور کی بیقراری بڑھی دارا سے کہا کہ دریافت کرو کہ امیر لشکر میں آئے یا نہیں آئے دارا نے لندھور سے بیان کیا اس وقت لشکر امیر میں یہ چرچا کہ مالک و بہرام و مقبل تیاریاں استقبال امیر کی کر رہے ہیں تمام لشکر میں یہ چرچا ہو کہ کل آقا لشکر میں آجائینگے دارا یہ سنکر لندھور کو خبر دی کہ اے دارائے شہنشاہ برق خبر لیکر آیا ہو کہ امیر آرہے ہیں چنانچہ سردار پیراستہ استقبال امیر گئے ہیں لندھور نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے لشکر اسلام سے خبریں لیکر بارگاہ شاہی میں آئے قاسم سے تیاری جنگ کی کر رہے ہیں کہ ہرکاروں سے یہ خبر وحشت اثر شہزادۂ عالی قاسم گھبرا گئے اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہیں معلوم یہ ہندی اپنے دل میں کیا سمجھا ہے انشاء اللہ میدان میں ایسی تلوار مارونگا کہ یہ ہندی پھر کبھی تکبر ہی کا نام نہ لیگا اقبال برگشتہ ہو لشکر اسلام میں بھی طبل جنگی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گزر گئی جس وقت شہنشاہ سپہر پیر نے سپر زریں آفتاب کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی کو ہاتھ میں لیا تیغ ضیا حمائل کرکے توسن افق پر جلوہ فرما ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہو کر میدان میں آیا ادھر قاسم بھی لشکر لیکر میدان میں پہنچے صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی کیسٹ کیا تھا کہ پیشتر لندھور نے ہاتھی میدان میں نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہاں ہیں مقابلے میں میرے نہیں آتے اپنے کو چھپایا ہے یا کوئی میرے مقابلے میں آئے نہیں تو میں خود آتا ہوں قاسم نے قصد کیا کہ مرکب نکالوں لندھور سے ساتھ شوری کر رہا ہو کہ ادھر سے گرد اڑی

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے آیا کہا کہ کیون اے لندھور تجھے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان مین نکلے امیر کے کہلا رہتے ہو میرے مقابلے مین آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ عمر ہمراہ رکاب ہین ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھون مین تھے عمرو نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر مین آئے آگے بڑھکر سر پر چتر صاحبقرانی [illegible] دیکھا نقابدار نے لندھور نے اٹھایا تو نیزہ نیزے سے پہلو کر اٹھایا نیزے کو [illegible] فیل لندھور کے مارا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چیخ کیا نقابدار نے بڑھکر نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے تھے نقابدار نے فوراً پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرتے گرتے تھے نقابدار نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوئے نقابدار نے آخر کو تلوار سے کام لندھور کے رکھ دی امیر بیقرار ہوکر پکارے کہ اے نقابدار یہ حرکت بہتر نہین نقابدار نے ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قمچہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے عزیزون نے آکر لندھور کو اٹھایا زخمی کو بارگاہ مین لائے زخمہ بندی ہو رہی تھی کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر چپ ہو رہے تھے ہر چند کہ زخمدار ہین مگر مہ جبین کے واسطے بیقرار ہین کہ مہ جبین کا تخت زمین پر پہونچا کہا کہ اے دارا سے عزیز تمھارے زخمی ہونے کی جو خبر ملی مین تمھاری عیادت کو آئی ہون لندھور نے کہا کہ اے ملکۂ عالم اب امیر آگئے ہین میرا سر [illegible] پہلے ہی مقابلے مین تمھارا وعدہ پورا کرونگا یہان امیر بیٹھکر جو بارگاہ مین آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جا لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ ہین لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہین ہوا نقابدار نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب مین نے منع کیا تب باز رہا خواجہ براے خبر بارگاہ لندھور مین آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتین کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ مین رخصت ہوتی ہون عمرو اُسکے پیچھے چلا تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زیر تخت چلتے ہین صحرا مین ایک قصر تھا اُسمین شہناز اُتری عمرو نے گرد قصر چکر مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنا اندر قصر کے آئے دیکھا جہان بی مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین یہی ذکر کر رہی ہی کہ اب امیر آگئے لندھور اُنسے لڑیگا پہلے ہی مقابلے مین خاتمہ کر دیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوئے یہ باتین سن رہے ہین مگر حیران ہین کہ جس کنیز کو مین نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا ہی کہ ایک کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا اری عجیب دہن بات کا جواب نہین دیتی خواجہ نے ہنس کر کہا کہ مین بی بی کی باتین سن رہی ہون خداوند ہفت پیکر اُسکے ارادے کو پورا کرین مگر مہ جبین کا یہ حال ہی کہ اسم اعظم تعویذ سے کاغذ نکالتی ہی اُسے دیکھکر کڑھتی جاتی ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی عمرو نے بڑھکر پوچھا کہ کیون اے ملکہ عالم کیا اشارہ کی یہ سنکر مہ جبین نے کہا کہ اے عجیب دہن کیا بیان کرون خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب لکھی ہی اُسمین حال آئندہ و گذشتہ رقم کیا ہی اُسی کا ورق مین نے نکال لیا ہی خیال کرتی ہون تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارادہ پورا نہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے نہین ہی مین اب صبر کرونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کیے ہین کہ سامنے مہ جبین کے جاؤن اسکو اپنی جانب متوجہ کرون اگر کوئی عمل نہین پاس ہی مہ جبین اپنی فکر مین ہی طلسم آراستہ نہین کرتی خواجہ حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر موقع پاؤن مگر مہ جبین کے ساتھ ہر وقت موجود رہتے ہین لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوے پھر طبل جنگی بجوایا امیر نے خبر سنی بڑا افسوس ہی کہ فرماتے ہین کہ ایسا نہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو بچپن کا میرا رفیق ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہی لیکن امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی کہ میدان مین نکلون امیر کو پکارون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من گینڈے ۱۸

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے نیشت پر تین لاکھ فوج میدان مین آکر پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطاے زرین رخش فرستادہ خداوند ہفت پیکر خداوند کا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے یہ کہ تو میرا حریف ہو میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے مین کوچ کرکے اپنے ملک سے آیا قلعۂ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ کیون او ارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فورًا قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے خوف سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے مین نہین آیا ایسا زمانہ وہ تھا کہ تو نے تجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب مین نے اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہو کہ تو نے نا بدولت کو نامہ لکھا ہوتا مین آکے فیصلہ کر دیتا لاشون سے میدان بھر دیتا یہ کہکے میدان مین آیا امیر ہی کو پکار رہا ہو امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہو ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہو ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہو اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہو قلعۂ سلامت نگار وہ مقام خارستان ہو کہ بڑے بڑے پہلوان وہان رہتے تھے اُن سبکو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہو امیر نے کہا یہ دیوانہ ہو دماغ مین غرور بھرا ہو جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے اشقر نکالا اشقر اڑا کر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بیمثال صاحبقران کو دیکھا خوب قہقہہ مارکر ہنسا دیکھکر آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤن پر تمام دنیا مین تہلکہ ڈالدیا پہلوانان عالم اپنی صحبت مین تیرا ذکر کرتے ہین کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہین ہو مگر ہم ایسون سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہو کہ حربے تو کر پہلے امیر نے فرمایا کہ اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربون سے پروردگار بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا اخطا قہقہہ مارکر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر تماشا دیکھ رہے تھے امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا نیزہ اور گانٹھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکل گیا اخطا مثل ابر کے گرج کر آیا پیچھے پر ہاتھ

ڈالا خبردار خبردار کہکے امیر پر برس پڑا امیر نے چوٹین اسکی خالی دین آخر مین اخطا نے کرتا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اخطا تو اپنے زور کے گھمنڈ مین تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اتر لے امیر گھوڑے سے کود پڑے اخطا گھوڑے سے اتر آیا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ اخطا چھایا ہوا ہے امیر فنون سپہ گری اسکے زور کو روک رہے ہین جہان پکڑ لاتے ہین اخطا کو عاجز کر دیتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہے جہان پر اخطا امیر کو پکڑ لاتا ہے امیر مثل برق کے چھٹ کر نکل جاتے ہین دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ قلعہ مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان سر پر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ کیسے خوب لڑے حقیقت مین جیسا سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجئے کل پھر آکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا دستہ مین روشنی کہ حکم دیدیوں غالب یا مغلوب نہین پاؤنگا اخطا نے کہا کہ مین رات کو نہین لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا یا مین زیر یا زبر ہوا ایسی ہوگا آج مین نے امتحان کر لیا دوسری مین زیر کر لونگا ہر چند امیر نے روکا مگر اخطا گھوڑے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا آخر امیر بھی ناچار ہو کر پلٹے آکے بارگاہ مین بیٹھے مگر اخطا نے آکر پھر طبل جنگی بجوایا اور ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ ای لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگاہ سے یہ کہکر اٹھے کہ مین برائے ملاقات اخطا جاتا ہون یہ کہکر اپنے لشکر سے نکل لشکر اخطا مین آئے اخطا در بارگاہ پر کھڑا مثل رہا ہی لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ مین آیا اپنے پہلو مین جگہ دی کہا کہ ای داراے ہند مین نے سنا ہے کہ تم سر جدا حمزہ کے خواہان ہو مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمہارے سپرد کرونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اسمین لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے آرام کیا تو اسنے عیار سے کہا کہ ای شنگ عیار دو مین سب کے ظاہر مین یہی کہتا ہون کہ حمزہ کو زیر کرونگا مگر قسم کھاتا ہون کہ [illegible] تجھکو دونگا مین نے حمزہ کو کسی فن مین کم نہین پایا تو جاکر جس طرح بن پڑے لکہ زہرہ کو لے آ پھر مین حمزہ سے سمجھ لونگا

اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملکہ کو لاتا ہی باپ بھی اسکا یہان ہی جلنے آنے مین جو دیر لگیگی وہ ہی دیر ہو وہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہا نہنگ نے اپنے بادشاہ سے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعہ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے یہ گئے ہین ملکہ نہ پہر وہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعہ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بہر بیقرار رہان دن بہر اشکبار رہان کبھی بیقرار ہو کے پکارا کرتی فلک جفاکار و کج رفتار گردون غدار یہ کیا ستم ڈہایا ہی جو تو نے کی ۔ نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کسنے
سر سے پانگ جلا دیا کسنے
ناز و غمزہ سے تو تھا آگاہ
یہ شرف اور بڑھا دیا کسنے
شب کو پی کر شراب مستی مین
آنکھوں کو پھر جگا دیا کسنے

حلیۂ حق دکھا دیا کسنے
اشک کیطرح اٹھ نہین سکتا
دیا دل مین پڑھا دیا کسنے
اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا دیا کسنے
یون نظر سے گرا دیا کسنے
اسکے صدمے مین درد پایا
خاک مین یون ملا دیا کسنے
یہی کہہ کہہ کے زار زار روتی تہین

جب کنیزون نے بہت سمجھایا کئی دن گذرے کہ سوئی تہین پلنگ پر جا لیٹین کنیزون نے پہرہ دیا پنکھیان چھپرون کی چھاؤن ملکہ سو گئین اور یہ نہ جانتی تہین کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہی نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنکر باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہی ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کر لیا تھا عیارہ ہی باتین بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سو گئی ہین جا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تہین خواصین بہی کئی دن کی جاگی ہوئی تہین ملکہ کے سوتے ہی یہ بہی سو گئین نہنگ برابر چپکے سے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کر کے پشتارہ باندہا دیوار باغ سے کود گیا تھوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکہ کہلی باغ مین غل ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کر لے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پڑا نا چوبدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تہا اس نے

ساتھ والوں سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جا کر صاحبقران کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی امیر ہم لوگوں پر خفا ہونگے ایک شتر سوار راست ہی کو روانہ ہوا یہاں اخطا انتظار میں عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ میں اپنی بیٹھ کر رات بسر کی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ سے آکر پہونچا پہلو میں بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار نے کہا کہ اس خیمہ میں ملکہ کو اتارو نہنگ نے اس خیمے میں لا کر ملکہ کو اتارا عیار تو باہر چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصوں کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر دیکھا گھبرا گئیں کہ یہ کیا معرکہ ہو گیا گھبرا کر چاروں طرف دیکھتی ہیں کبھی دل سے کہتی ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کبھی آنکھیں ملتی ہیں کبھی فرماتی ہیں کہ ای غنچہ دہن وای شمشاد کہاں ہو کچھ آواز میرے کان میں نہیں آتی اتنے عرصے میں اخطا نے لباس فاخرہ پہنا اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر انڈیل لیا داڑھی کو جھٹکا تا ہوا اندر خیمہ کے آیا آکر ادب سے بیٹھا کہا کہ اے ملکہ عالم میں آپ کا غلام ہوں آپ کے باپ نے مجھکو فراموش کیا آپ تو مجھکو دل سے نہ بھلا دیجئے ملکہ نے منھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ او اخطا سامنے سے ہٹ جا او نامحرم تو میری شادی ہو چکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت منت کی مگر ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور منھ ڈھانپ کے رونے لگیں ادھر امیر صبح کو اٹھکر بارگاہ میں آئے فرماتے ہیں کہ یارو میں نے خواب پریشان بمقدمہ زہرہ دیکھا ہے خدا خیر کرے کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پہ آیا ہے امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت کرو تمہارے ملک سے شتر سوار آیا ہے کیا خبر لایا ہے خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکان باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان روتا ہوا سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیج کر ملکہ کو چھڑوا منگایا امیر کا یہ حال سنکر چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہے کہ برق فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ اے شہریار استاد کو کہئے کہ [illegible] لانا اخطا بارگاہ میں ہو گا نہ دور سے بڑا غدار ملا ہے اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چھڑوا منگایا پہلو سے بارگاہ میں ایک خیمہ ہے اسمیں ملکہ کو اتارا ہے اور منتیں خوشامد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کرتی ہے یہ سنکر امیر اپنے مقام سے اٹھے اور قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا میں خون کا دریا بہا دونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہوا ہے اور لعنت ہو اس
ہماری ذلت کو سن رہے ہیں اب مجھ سے ان سے دور رہنا امید کی ہوئی آج اسکے کئے کی سمجھ لونگا
دیکھوں تو میرا کیا کرتے ہیں امیر فوراً پشت اشقر پر سوار ہو کے طرف لشکر اخطا کے چلے
یہاں اخطا بارگاہ میں بیٹھا ہے چند کنیزیں بلائیں آنکر حکم دیا کہ تم جا کے سمجھا دو برق وش خنجر
کھینچا ہوا چلے بارگاہ اخطا میں پہونچا اُن کنیزوں میں ملکہ خلیفت میں ملکہ زہرہ کی آئی
چپکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے امیر آتے ہیں جب امیر سوار ہو کے چلے فرہاد خان فوراً
گینڈے پہ سوار ہو کے نقیب ہیں امیر کے چلا اتبو جملہ سردار سوار ہو کے چلے ہمرکاب روانہ
جھپٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تک
نہ آنے پائیں تین لاکھ فوج صفیں جما کر کھڑی ہوئی کہ نعرہ امیر کی آواز آئی یا شیدائی
کافران بیحیا او ناکاران بیدغا سامنے سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکے سے نہ رکونگا
تا بہ بارگاہ اخطا جاؤنگا دو پہلوانوں نے جو کہ افسران فوج میں ہیں بڑھکر امیر پر حملہ
کیا امیر نے ایک ضرب میں دونوں کو قلم کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوئے چلے دوسری صف
پر پہونچے وہاں بھی یہی واقعہ گذرا امیر بہادر کافروں کو قتل رہے ہیں صف اول پر
فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں لاشے گرا دیے
جس مقام پر پہونچے تہلکہ ڈالدیا علم ہاے فوج قلم کیے علمدار بھاگتے پھرتے ہیں امیر کی
صف پر پہونچے وہاں بھی دو افسر پہلوانوں کو مار مار کر صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ
دوسری صف پر پہونچے ہنگامہ لڑ رہے ہیں فوج اخطا میں ویسے فریاد و الغیاث
بلند ہے نقیب الغیاث کر رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ یارو امیر کو آگے
نہ بڑھنے دو ہر مقام پہ گھیر لو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہے سب بھاگے پھرتے ہیں
گھوڑوں سے منہ کے بھل زمین پر گرتے ہیں خون کے دریا بہ رہے ہیں جا بجا ہزاروں
کشتوں کے پشتے ہیں تیر جو زمین سے نکل کر گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دریاے خون میں مچھلیاں
شناوری کر رہی ہیں اگر کہیں امیر پڑے کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھوے نے دریا سے منہ نکالا

کفار پر شکست اہل اسلام کا بنا و بست قاسم و بہرام و جمہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہیں۔ دست راستی و دست چپی میں آنکھیں مل رہی ہیں آپس میں ہمچشمی کر کے کافروں کو قتل کرتے ہیں۔ امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چار صفیں کاٹیں انتظام لشکر کا توڑا ہر صدمہ پر پہنچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہے لختے خون کے جسم پر جمے ہوئے ہیں لیکن فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہے صدہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گئے ہاں زخم کل جسم پر کھلے ہوئے ہیں مگر کچھ خوف نہیں۔ امیر لڑتے ہوئے قریب بارگاہ اخطا پہونچے اخطا کو یہ امید ہے کہ امیر مجھ تک نہ آسکیں گے چار سو پہلوان بارگاہ میں جمع ہیں سب قوی تن و قوی دست سپریں شمشیریں سنبھالے ہوئے سامنے اخطا کے لاف و گزاف کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ اے پہلوانان دوران اگر حمزہ یہاں آئے تو بوٹیاں اسکی کاٹ کر پھینک دیں۔ امیر دربارگاہ پر آئے گھوڑے سے کودے سوائے فرہاد خان کے کوئی برابر نہیں پہونچا فرہاد خان بھی گینڈے سے اترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار نے بڑھ کر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیے گا اسی مقام پر ٹھہریے یہ کہکے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹ کر گرا درگہ سالار ایک جانب بھاگا کہ برق اس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائیں امیر اس خیمے میں پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اٹھیں کہا کہ اے شہریار کنیز پر بہت بڑی بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود میں اٹھایا اشقر کو آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا کہا کہ اے اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہے تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی میں اقرار کیا کہا کہ آقا جب تک جسم میں جان باقی ہے کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اشقر زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوئے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تو نے یہ کیا حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہے اخطا نے جو امیر کو آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ اے پہلوانو حمزہ کو مارو چار طرف سے پہلوان امیر پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں ہرچند

کہ امیر نے کبھی پہلوان بارگاہ میں بھی مارے گئے ہیں اور تیر اس قدر پڑے کہ تمام جسم غربال ہو گیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جس وقت سے امیر بارگاہ خطا میں آئے ہیں خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبین میں رنگ جمایا جب گانے کا رنگ جم گیا تو سامنے مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوندا خواب میں آ کے کمال علم موسیقی و ساقی گری کی تعلیم فرما گئے پاؤں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں منہ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں کیا مجال کہ کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہیں مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ ارے کلید میخانے کی غنچہ دہن کو دو خواجہ نے کلید پائی میخانے میں پہنچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر گلابیاں درست کیں سامنے مہ جبین کے لائے جام پلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفیں کیں کہ اے غنچہ دہن آج تک ہم نے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہیں دیکھا سنا ہے کہ عمر عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہے خواجہ جھک جھک کر سلام کرتے ہیں یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ شراب میں بڑے بڑے نفع ہیں رنگ نکلے ملالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ پیے مہ جبین بڑی تعریفیں کر رہی ہے کہتی ہے کہ بڑے فخر کا مقام ہے کہ میری کنیز لطف کردہ خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کر گئے یہ دن کس کو اس طلسم میں نصیب ہوا یہ فخر میرے واسطے ہے کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنچہ دہن کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہے ہر تان میں دل پامال ہوتا ہے کیا گٹکریاں لے رہی ہے عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جاتے ہیں کہ کئی دن ہوئے قدرت نے اگر نظر کرم کیا مہ جبین کہتی ہے کہ اے غنچہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لشکر ہو سے امیر کو قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہیں کہ اسم اعظم نہ پڑھ سکیں اسی رنگ کا میں نے سحر روانہ کیا ہے جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل میں آ کر بیٹھے مہ جبین نے فرمائش کی کہ اے غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمرو نے بیچ میں بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

مارا ہوا ہوں اک بت وحشی مثال کا — تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا
خط نکلا پر صفائے رخ پر نور کی کہاں — شہرہ ہے عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل مرے دل نقش ہے — رکھتا ہوں میں بغل میں مرقع خیال کا
گلشن میں یاد آئی جو چشم سیاہ یار — سوسن کا پھول بن گیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کریں نہ کہیں زنہار سب جوانا — پیری میں عشق خوب نہیں خرد سال کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر ہنس کے اٹھی کہا کہ اے غنچہ دہن قدرت آگئے ہیں اور کہا یا خدا لندھور کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دام میں نے بچھایا ہے کہ لندھور آکے پھر میری یاد میں رہتا ہے صدمات فراق سہتا ہے اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل میں چونکہ مزا بھرا ہے گت ناچتی ہوئی اٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب کنیزیں اپنے مقام سے اٹھیں اور گریں گر کے بیہوش ہو گئیں تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کرکے پہلے مہ جبین کا سر کاٹا ادھر تو عمرو نے مہ جبین کو قتل کیا وہاں لندھور بارگاہ میں بیٹھا تھا زخم کھاتا امیر کا دیکھ رہا تھا یکایک ہوش درست ہوئے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ اٹھکر امیر کے پیچھے سپر ہوں آقا کو دشمنوں سے بچاؤں مگر اخطا کی ہیبت روک رہی ہے کہ امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا امیر کے تا دو ابرو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن تکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی عمرو جو مہ جبین کو مارکر بھاگا لشکر میں اُس وقت آیا کہ امیر دیار میں اخطا سے لڑ رہے ہیں عمرو نے سب سے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو چرا منگوایا اُس غصے میں امیر بارگاہ اخطا میں گئے ہیں عمرو جست و خیز کرتا ہوا چلا دیکھا کہ لشکر میں تلوار چل رہی ہے تمام سردار لڑ رہے ہیں مگر امیر کی آواز نہیں آتی عمرو وحشت کرکے بارگاہ میں پہونچا راہ میں اشقر کو دیکھا کہ سیکڑوں سے جنگ کر رہا ہے پشت پر ملکہ زہرہ سوار ہیں خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اتار لوں اشقر نے رو کر زبان حبشی میں کہا کہ جا کر آقا کی خبر لو بارگاہ دشمن میں اکیلے جنگ کر رہے ہیں عمرو اُس وقت پہونچا کہ امیر چیخ کھا کر گرے ہیں اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے رکھا اُسوقت امیر کی آنکھیں گردش کر رہی تھیں حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھور کی جو آنکھ کھل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہیں اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

جی میں کہتا ہے کہ اے لندھور ایسا ستم کہیں سنا تھا کہ آقا تو قتل ہوں اور یہ عاشق بیٹھے بیٹھے دیکھے اسی محبت میں لندھور اٹھا اختا سمجھا کہ لندھور براے قتل امیر آتا ہے لندھور نے قریب اختا کے پہونچکر ایک لات اختا کو ماری کہ اختا منہ کے بل زمین پر گرا اور نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بے حیا اے ناہنجاران بیوفا منم عاشق جمال صاحبقران نامدار نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریا اگر تیمتا بہ ہندوستان + اگر نام میپرسی منم لندھور بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اختا نے آواز دی کہ یارو لندھور کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کرتا ہے بہتر ہے کہ اسکو بھی مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی میں تو حمزہ کو اسی کے واسطے قتل کرتا تھا خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا ہے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیار کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چہار طرف سے اسقدر تلواریں پڑنے لگیں اور اختا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے لندھور پہ کافروں کا بلوہ ہے صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ لندھور مجھ پر جان نثاری کر رہا ہے اور ہر مرتبہ آہ آہ دیتا ہے کہ اے آقاے نامدار واے مولاے قدر شناس آپکے بعد زندگی بیکار ہے قدموں پر آپکے میرا دم نکلے دیکھنے والے دیکھیں کہ آقا کے قدم عاشق صادق کا سر لندھور پر تلواریں جو بہت پڑیں آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قالب تھرایا چرخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل میں تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدموں پر امیر کے سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اس وقت عمرو پہونچا اختا چلا کہ لندھور اور امیر کا سر کاٹ لوں عمرو اس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تو پڑے ہیں تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے اور لندھور کا سر قدموں پر ہاتھ میں قبضہ تلوار دوسرا ہاتھ صاحبقران کے سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہے عمرو نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر کاٹ لوں کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہ ہوتا تو تم مجکو زندہ نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ مجھے زندہ پایا لندھور نے محبت وفا ظاہر کر دی زخمی ہو کر وہ بھی گرا ہے عمرو نے اختا پر خنجر مارا اختا نے خنجر رد کیا اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر

آواز دی کہ اے سرداران تہمتن و اے جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے ہیں دشمن قتل کیا چاہتے ہیں جلد آکر بچاؤ جلو خانۂ بارگاہ میں فرہاد خان لڑ رہا تھا عمرو کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور پڑا ہے اور تلوار ہاتھ میں کر بڑھا کہ باپ کا سر کاٹ لوں عمرو نے آواز دی کہ اے فرہاد خان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہے لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا اتنے میں فرہاد خان گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان نے مارے پہلو پر آکر اجھا نے تبر زہر مارا کہ سر فرہاد خان کا کٹ گیا چیخ کھا کر گرا اس وقت مالک و جمہور و فرآمرز وغیرہ چالیس سردار لڑتے ہوئے اندر پہنچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینوں زخمیوں کے گرد پھیر رہا ہے اور شمشیر سے جنگ کر رہا ہے سرداروں نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان فیل میمونہ کو لیکر آئے سرداروں نے مدد کی امیر و لندھور و فرہاد خان کو گود میں اٹھا لیا ہودے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا کہ یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہے ارشیون جھول ہاتھی کی تھامے ہوئے گرد سرداران ہندوستان لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ میں جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان لڑتے ہوئے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جاتے ہیں بارگاہ جو گری کئی سو کافر دب گئے اجھا کود کر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام کو مار لو اس وقت بارہ کوس کے گرد میں جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہے دیکھ رہا ہے کہ سرداران ہندوستان اتنا سے زخمی ہوئے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہیں ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے جسکو پکڑا کھینچ لیا پاؤں کے نیچے مل ڈالا عمرو اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر کوئی قبضہ نہیں کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہے زہرہ نے پکار کر کہا کہ خواجہ تجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہاں تک لایا اب نکال کر لیجائیگا مگر تجھے سے امیر کی آواز نہیں آتی امیر کس طرف ہیں دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھوں کون وقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھوں اب تو دل کی عجب کیفیت ہو عمرو نے
جواب دیا کہ ای مالکہ عالم خدا تمھارے راج و سُہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو
عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کیے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر
کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اسکی پشت پر
سوار کرکے اُسکے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب وفادار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے کو زخمی کرایا
مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا
مرکب لاکھوں سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہی اور اب بھی لڑ رہا ہی پشت تک کسی کا حربہ
نہیں آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے حقہ ہائے آتشبازی نکالے داغتے ہوئے
اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی بدیع لڑتے ہوئے قریب اخطا کے پہونچے
دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان للکار
کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا
اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیغہ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو
ٹکڑے ہوئے اخطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزمان
نے سرداروں کو ساتھ لیا کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھائی ایک
بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوئے سرداران امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہیں خیمے
کافروں کے لوٹ لیے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی میں آئے اول امیر کو فرزندان امیر نے
اُتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخم دوزی کریں تو امیر نے آنکھ کھول دی اور
فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخم دوزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ میں اس لائق ہوں
کہ مجکو قتل کیجیے مجھ سے بڑی نمک حرامی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر
نے کہا کہ ای لندھور تم سحر میں مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جسوقت اُس ساحرہ کو
مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا فاتحہ کر دیا تھا
خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہیں جب
صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب رفع ہوا زخم دوزی

کرائی امیر زخم خوردہ ہی کر اسکے اُٹھے دیکھا کہ اشقر زخموں سے چور چور پشت پر ملکہ زہرہ [illegible] رہا ہو کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے پشت سے زہرہ کو اُتارا بارگاہ میں داخل کیا تب زہرہ نے شکریہ امیر ادا کیا صاحبقران نے زہرہ کے واسطے کنیزیں طلب کیں ملکہ زہرہ مصروف عیش و نشاط ہوئیں کبھی کہتیں خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیار کا بھیکر چھڑا لیا وہ خواہان وصل تھا میں نے کبھی جو چاہے دیا کہ قتل کلیجے اختیار ہی مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزیں دعائیں دیتی تھیں بلائیں لیتی تھیں صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا کہ اب میں طرف کوہ ابو قلموں کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالاروں کو بلا کر حکم دیا طرف کوہ ابو قلموں کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحبقران طرف کوہ ابو قلموں کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

دو کلمہ داستان شگفتہ بیان رستم پیلتن کا طرف صحرائے محیط کے تلاش لوح چلانا اور پہنچنا صحرائے محیط باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ ہو دل خوش رستم والا تبار
عجب عشق و الفت کے سامان ہیں
کہ اس چال میں یار ہزاروں تباہ
چل اے ساقیا آج گلزار میں
[illegible]
[illegible]
کہ ہر گل ہر رنگ سے شگفتہ ہوا
کبھی کہ رہا ہو کہ لیلیٰ کہاں
ہمیشہ ذکر شیریں کا ہی ہو زبان

کہ لکھتا ہوں رستم کی اب داستان
پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہیں
جسے عشق رد ہے خستہ ہو گیا
صلاحیں ہوں ہر ایک سے یاران
اکیلے میں مشغول چمن وصل یا
کہیں آپ خود اکیلے پھولوں میں
یہاں ایک طاؤس ہوئی چمن
مری آنکھ سے ہو گئی ہے نہاں
کیا دل نے عشق و حسن آشکار

وہ ہے داستان جلالت شعار
کہ قلب و جگر میں جگہ پائے عشق
وہ جنجال ہے عشق زلف بتان
اسے فرہاد رنج والم ہو گیا
سیہ پوش ہے باغ کا رنگ زرد
لکھوں چند رنگ عشق جا بجا
ہر اک غنچہ گل شگفتہ ہوا
وہاں قیس بیتاب ہے بیخودانہ
کبھی ذکر فرہاد کرتا ہے وہ
ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور خوار

کبھی قیس لیلیٰ کا جویا ہوا	کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا	ہوا قیس کو عشق میں یہ کمال
کہ ہر وقت لیلیٰ محبت و جال	قرین قیس کے آرہی تھی نظر	اسی رنگ میں عمر کی تھی بسر
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا	وہ باطن کی الفت سے ماہر ہوا	کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
وہ لیلیٰ کا مژدہ سناتے تھے	کبھی شیر صحرا سے صحبت رہی	غزالان صحرا سے الفت رہی

قمر داستان مرصع نگار ۔ لکھو جلد آئی ہے فصل بہار

چہرہ دشت نوردان وادی بیباکی و طے کنندگان مراحل چستی و چالاکی اس داستان بشوکت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یوں تحریر و تسطیر فرماتے ہیں۔ شعر سخن سنج غواص دریائے ہوش ٭ چنین ریخت گوہر بہ دامان گوش ٭ رستم پیلتن خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحرا کے محیط کے روانہ ہوئے محیط پیمان شکن اپنے قصر میں رونق افروز ہو انیسیں جلیسیں جمع ہیں کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا کاندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے میں طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اُسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ ای محیط طلسم کشا نے تیرے صحرا کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو ورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن میں چلے جائینگے تم لوگ تباہ و برباد ہوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوہر و تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو ملے ہیں سحر اُسپر تاثیر نہیں کرتا غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ پہنچیگا یہ لکھکر وہی نامہ گلے میں اُسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اُڑ گیا محیط نے ایک محبت نامہ استغراق اژدر سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہے جاکر راہ میں گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کردو جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا استغراق اپنے بیشہ میں بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکر نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استغراق ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوئے عرض کی کیا حکم ہے کہا کہ رستم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو مابدولت خود

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحراے محیط مین ایسے ایسے پہلوان رہتے ہین شاید نوبت کھا کر پلٹ جاے یہ جو اُسنے کہا ایک ہنگامہ جنگل مین پڑ گیا فوجین آنے لگین تھوڑے عرصے مین تین لاکھ فوج جمع ہو گئی استحقاق بھی اپنے مقام سے کوچ کر کے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا جنگلی فوج لیکر چلا اُدھر شاہزادے کو تیسری منزل ہے صحرا مین اُترے ہوے ہین صحراے دل شاد اس صحرا کا نام ہے صبح کا وقت ہے ارادہ ہے کہ سوار ہون ناگاہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک پہلوان دو چھال گینڈے پر سوار پشت پہ تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے ہوے سامنے سے نمایان ہوا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمہاری یہین تک تھی بس اب اس صحراے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہے یہ کہکر گینڈے سے اُترا بارگاہ مین داخل ہوا سپاہیون سے کہتا ہے کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا ہے تو معشوق وضع ہے لیکن اگر بھاگ جاے تو بہتر ہے ملکہ نے لکھا تھا کہ اسنے تحفہ جات حاصل کیے تحفوات ایسے کہان رکھے تھے جو یہ اٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہے یہ غرور دماغ مین سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین کہلا بھیجون کہ جو گذرا وہ گذرا اب اس ارادے سے باز آ اور یہان پلٹ جا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہے جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین ورنہ اسکے لشکر کا تباہ کر دینا کتنی بڑی بات ہے اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اُٹھا کہا آپ نامہ لکھیے مین جا کے اسکو پھیر دونگا استحقاق نے نامہ لکھکر اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر مین آیا دیکھا خیمون مین ساحرون کو اُترے ہوے دیکھکر دنگ ہو گیا دل مین کہتا ہے یہ ساحر اسے کیونکر دستیاب ہوے ہین مہلال کش و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ساز بج رہا ہے پانی برس رہا ہے لیکن کچھ اسکا نام نہین حیران و پریشان ہوا ارادہ تھا کہ لشکر مین جا کر بحث کرونگا یا سر جھکائے ہوے اُن مقامون سے نکلا دربارگاہ رستم پہ پہونچا درگہ سالار سے کہا ہماری خبر کر دو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہے درگہ سالار نے جاکر عرض کی رستم نے کہا آنے دو ایلچی کو کیون روکا درگہ سالار نے جاکر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا مہلال و آفتاب اسکے استقبال کو دربارگاہ پر آئے یہ اور زیادہ پھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کہ

ساحر ہمارے لشکر میں ہیں اسوقت باہر ٹھہرے ہیں سب سردار حکم پاتے ہی باہر جلوخانے
میں آکر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ تمام دلیر افسران سے معمور ہے رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہیں جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ
طلسم کشا مجھسے دبا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور
زیادہ مبہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب جنگ لکھا
اشفاق نے کہا ای رستم ہمارے افسر نے تمپر بڑا رحم کیا جو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہو کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحرائے دلشاد سے
تا بہ بلشتہ زر ریز ہمارے افسر کی عملداری ہو اس راستہ سے نہ جانے پائیگا رستم نے کہا
اب تو تمہارے افسر صاحب آگئے ہیں مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور چور رستہ کہ اصل میں ہو ہم تو
اسی راہ سے جائینگے اشفاق نے بھلا کے جواب دیا ہم لوگوں کے ہاتھوں میں کیا مہندی لگی
ہو ہمتو نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی نہ چلنے
رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلوں رستم نے ایک تھپکی ماری
اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ نہ دونگا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منہ کے بل جھکا
کھسیانا ہو کر لیٹ پڑا رستم نے ٹھوکر ماری کہ زمین پر گرا آپ پھر اپنے دنگل پر آبیٹھے لاحول
پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہے آنکھیں کھولتا ہے رستم کو دیکھکر بند کر لیتا ہے رستم نے
کہا ای اشفاق جا میں اپنے فعل پر خود نفرین کر رہا ہوں اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر
اشفاق اٹھا طرف در بارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والوں کو ہمراہ لیا طرف
اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ خبر پہنچی اشفاق آتا ہے مگر گھبرایا ہوا
استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہے میں آپکی پریشانی سنکر نہایت ملول
ہوں جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا اسنے
پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ مکدر معلوم ہوتے ہیں اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگی
بجوائیے طلسم کشا کو سزا سے معقول دیجئے میں نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحرائے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لپٹ گئے میں نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سماک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اٹھایا طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے کہا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ قضائے ازل و کاتب قسمت نے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہے وہی پیش آئی ہے ناحق کی پریشانی ہے اسی وقت یہاں بھی طبل جنگی پر چوب پڑی دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلائیے پر جانے کی تیاریاں کر رہا ہے رستم نے پوچھا کیا سبب ہے جو طلائے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہے اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہے رستم نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہے ہم کیوں تامل کریں ہرچند آفتاب و جلال نے عرض کی کہ حضور نہ جائیں غلام تو موجود ہیں رستم نے نہ مانا سماک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد ایک دن یہ پڑتا ہے کہ اپنے رفیقوں کی خدمت کرتے ہیں لہذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہے کہ خود طلایہ دیتے ہیں کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم اس سعادت سے محروم رہیں ضرور خدمت کرینگے سرداران با توقیر دعائیں دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر جنگ اپنے ذمے لیتے ہیں سرداروں کو تکلیف نہیں دیتے ہو سکتا ہے کہ ایسے آقا کی بدل و جان اطاعت نہ کریں رستم سوار ہوکے طلایہ پر آئے بازار برازاں میں سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکر لشکر کے آگے کھڑے ہوئے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہیں کبھی پھر لشکر پر آتے ہیں قضائے کار اسطرف طلایہ پر اشفاق تھا اسنے جو خبر سنی کہ رستم خود طلائے پر ہیں اور یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہے دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہیں سواروں سے کہا یارو ہو سکتا ہے کہ رستم اکیلے کھڑے ہیں بلوہ کر کے گرفتار کر لو سب نے کہا کہ ہمیں کیا عذر ہے اگر چاہیں دس آدمیوں سے گرفتار کر لیں نہ کہ دس ہزار یقین ہے رستم دیکھکر بھاگیں وہ بھاگینگے ہم گرفتار کر لینگے اشفاق نے دس ہزار سواروں کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو برسم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے سواروں کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہے گھوڑے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرہ رستم پیلتن ارشد اولاد امیر عرب * کیست علمشاہ چہ رستم لقب * دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور

کہ بخت مرزوق افگندہ شور ہا نعرہ کرکے مرکب بڑھایا اور جا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار کی کیا یہ حقیقت سمجھتے ہین لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین جو سامنے آیا علم شمشیر آبدار ہوا کئی سو جوان مار کر گرادیے عیار ایسا کہ جو پشت شاہزادے پر آیا اسکو خنجر مارکے گرایا کئی جوان جو آگے پشت پر مارے اب کوئی پشت پر نہین آتا رستم لڑتے ہوے برابر اشفاق کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہے خود سامنے نہین آتا لشکر مین آکر جو تجھپر گذری اسکا عکس بیان کیا اب یہان احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھروسے پر ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہان یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو سوارون کا شاہزادے پر بلوہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہین کرنے دیتے رستم کئی سوارون کو مار کر قریب پہونچے اشفاق پر ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیادل بھاگے رستم اہل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ سے مسلح ہوکر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جا بجا پڑے ہین اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلایا پوچھا یارو یہ کیا اسطرح ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑگیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے کہا ارے تم دس ہزار ساتھ تھے اکیلے نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیرزن ہے کئی سو اسنے مارے اشفاق کو للکارا ہر چند اشفاق نے کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ مین رستم نے دو پرکالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب مین اپنے بھائی کا عوض لونگا اسی کو ڈھونڈونگا یہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آیا ادھر سے لشکر رستم پہونچا شاہزادے نے ساحرون کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوے کہہ رہے ہین کہ اگر آقا ہمکو حکم دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گھڑی مین لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہین مانتے آفتاب فلک سیر و مہلال وغیرہ دور جاکر ٹھہرے یہان نقیبون نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہین افسرون سے آنکھین ملاکر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہین۔

نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہے نہ آئینہ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی اسی منزل مین ہوے
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال   جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا   ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم   کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکا غبار   جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بپا

رباعی

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین   ای سقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری   کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس   کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے یہی قصد ہی کہ دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین نام پیدا کرین استحقاق نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب غل مچایا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب تک تو احوال معلوم ہو میرے بھائی کو ہلاکے پہ بارا فوج نے دلیری نہ کی ورنہ بچ کر نہ جا سکتے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ ادھر سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلوان دیو خصال کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابل مین استحقاق کے آیا پکار کر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہی پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و باڑھ پہ تلوار کی فوراً نام مردان عالم کا کھل جاتا ہی بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا پندرھوین طعن مین نقابدار نے نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پہ ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر گرکو ہٹایا اور سر پہ ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے سردار کو کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑ رہے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پانون اٹھا دیے لاشون

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر بلوہ کیا رستم نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا بلوہ ہے تاب نہ آئی گھوڑے کو اڑا کر جا پہنچے لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر ماشاء اللہ نقابدار نے سلام کیا رستم نے دعا سے جان درازی دی اور کہا کہ تمہاری شمشیر زنی دیکھکر حوصلہ دوچند ہوا کہ بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے خوب لڑے فوجیں پامال ہوئیں لالان کوہ پیکر سپہ سالار کل لشکر کا ہے فوج کو ترغیب دے رہا ہے شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے آواز دی آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں چھوٹوں کے سامنے بڑوں کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہے یہ کہکے مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی اور ایک ہاتھ تلوار کا مارکر لالان کے دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے عرض کی کیوں حضور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ میں نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو یہ کہنا نقابدار کا بہت ناگوار ہوا فرمایا اے نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے نقابدار نے کہا مردان عالم کبھی مقام پر رہجاتے ہیں یوں ہی زور بازو دکھاتے ہیں نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی نقابدار نے رستم سے کہا میں آپ سے سب طرح موجود ہوں رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار ردو قدح کے ہوے تھے کہ شاہزادے نے باڑھ بچا کے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونوں جدا گھوڑوں سے کودے نقابدار و رستم میں کشتی ہونے لگی یہاں تک کہ شاہزادے نے زیادتیاں کرنا شروع کیں نقابدار عاجز ہو رہا ہے الجھ الجھ کے لڑ رہا ہے دونوں فوجیں کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہیں قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ فگن رہتا ہے صحرا میں شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی اے شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش سے مقابلہ ہو رہا ہے شاہزادے زیادتی کر رہے ہیں نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے ہیں نقابدار زرین پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اس مقام پر آیا جہاں یہ دونوں شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آ کے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ دونوں جھجک کے ہٹے نقابدار زرین پوش بیچ میں آیا اور اپنا ہاتھ سینے پر رستم کے رکھا

اور بایان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہے آپس مین لڑتے ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تمپر دباؤ ڈالتے آخر آپس مین تکرار کاہے کی ہے شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھ سے نہ دیکھا گیا زرین پوش نے کہا ہو مرصع پوش تمنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہے ایسے ایسے ہزارون پہلوان انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہے کہ تمھارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہے جب صاحبقران سے دعاء کر چکے تو اسنے لڑنے کی کیا ضرورت ہے طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون مجھسے مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو بہانے صاحبقرانی بھی لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادرہ موجود ہین اگر مجکو زیر کیجیے یہ اشیاے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاید مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرضکہ نقابدار مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرایا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہوکے اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہوجیے مین بھی وقت پر آ ہونگا مراد اس سحر سے یہ ہے کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور صحرا مین جاکر مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ مین آئے ہلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ یارو ہمارے قبلہ و کعبہ کے مقابلے مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش کو ملا ہے کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہے ہر چند کہ ہمارے قبلہ و کعبہ موید من اللہ ہین مگر یہ نقابدار بلاے روزگار ہے خیر اب آج شب کو تو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن بلاران استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرا مین جاکر پہونچے وہان ایک قلعہ ہے جسمین ایک پہلوان رہتا ہے نہایت زبردست خراج گزار ہفت پیکر آسیب جو بالا سے قلعہ کے دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سنکر بہت جھلایا کہا کہ میرے نام حکم خداوند نہین آیا مگر مین جاکر رستم کو پھیر دونگا لاشہ استحقاق کا

جلوا دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بارادہ جنگ
رستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ میں سمجھاتے ہیں اور حال زور رستم سناتے ہیں استحقاق کی
طلا سے بیزار نقابدار نے استحقاق کو قتل کیا صیلان مردم درماس پہلوان کا نام تو جواب
دیتا ہے کہ میں تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم تیز پر بلا سے روزگار ہے اُس سے
پکڑوا دونگا یہ کہتا ہوا شہر میں آکر اُترا کر سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اُترا ہے عیار کو
حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہے عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار مع پوش کا لشکر ہے
عیار نے خبر دی کہ اسی نقابدار کا لشکر ہے جسنے استحقاق کو قتل کیا صیلان نے کہا اے محکوم نقابدار
کو پکڑ لا عیار چلا لشکر میں نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے
عیار نقابدار کا بازار میں پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص کبھی بارگاہ نقابدار دریافت
کرتا تھا عیار تو بلا سے روزگار ہے یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہے آگے بڑھ کر آواز دی ہو برادر
ٹھہر جاؤ محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیوں بھائی بارگاہ نقابدار کو اسطرح پوچھتے
عیار نے کوئی بات دل میں سنجیدہ کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ
جسنے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا چلو میں سامنا کرادونگا میں اُس شہریار کا
عیار ہوں یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ میں آ کہا آگے چلو جیسے ہی عیار نے قدم
بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ اسے کمند بازی سے محکوم نے سانپ ہوکر جست کی حلقوں سے
نکلا عیار نقابدار بچھو کھینچ کے محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیچے چلنے لگا عیار نقابدار نے جھٹکا
دیکر چھپا مارا کہ سرکٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردوں کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا بیرون لشکر
پھینکدو دیدبان جب خبر ہوا تو صیلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اسکو بلاکر
کہا کہ تیرا بھائی بلا سے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہیں پلٹا ذرا جا کر خبر لے زنار
چلا جنگل میں آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اٹھا کر سامنے صیلان کے لایا کہا بھائی صاحب
مارے گئے عیار نقابدار بلاے روزگار ہے میں سمجھ گیا کہ اُسنے پہچان کر اسکو مارا اب میں جا کر
نقابدار کو لاتا ہوں یہ کہکر زنار چلا لشکر نقابدار میں آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار
دریافت کرلی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کھڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑکے نقب کرنے لگا

چلا مہرہ نقب کا بارگاہ لقا بیدار میں اوترا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے
شمعہائے مومی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہو اندھیرے میں پاؤں
کسی طرف پڑ جائے کہ کھڑکی ثابت ہو یہ تدبیر کرکے برابر پلنگ لقا بیدار کے آیا دیکھا لقا بیدار
پڑا سو رہا ہے خیال میں آیا کہ اسکو دیکھ تو لوں کہ یہ کون شخص ہے جسنے استحقاق ایسے جوانوں کا
پایا کیفیت سے بیہوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب الٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے الٹی معلوم ہوا
کہ آفتاب نکل آیا زنار چکر آگیا اپنے کو ضبط کرکے بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی لقا بیدار بیہوش
ہوا زنار نے لپشتارہ لقا بیدار کا باندھا اسی طرح نقب سے نکلا جنگل کا رستہ لیا ایک صحرا میں
اسکو صبح ہوگئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھ کر اپنے لشکر میں چلوں ایسا نہو ساتھے سے کچھ فوج بڑھ کے
پیچ کرا ایک جانب بھاگا یہاں عیار لقا بیدار بازار میں پڑا سو رہا تھا خواب پریشان دیکھ کے
اٹھا سوچا کہ لقا بیدار پر کوئی آفت پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ لقا بیدار کے آیا نگہبانوں
سے دریافت کیا خیر و عافیت ہے یہ وہ اٹھا کے اندر آیا پلنگ خالی پایا گھبرا گیا جی میں کہا
ہے بڑا غضب ہوا نقب میں گیا و نقب کو طے کرکے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا مگر زنار
لپشتارہ لیے ہوئے جنگل میں دو کوس پڑا اب دن چڑھ آیا ہو ایک جنگل پہونچا خیال میں آیا کہ اس
طرف کوئی نہ آیگا کنارے پہ چھل کے ایک تختہ سنگ پڑا تھا لپشتارہ رکھا نقاب چہرے
سے سرکائی حیران ہے کہ یہ جوان کون ہے کہ جبیں گلشن جمال کی گرد راہ ہو حیران ہے کہ نام کیونکر دریافت
کروں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک لقا بیدار بادل پیچ مرکب اڑائے ہوئے چلا آتا ہے
پاس پہونچکر گھوڑا روکا اترکے جاکر طاؤس کو دیا اسی مقام پر اسکے طاؤس گرا کہ جہاں
لپشتارہ رکھا تھا زنار گھوڑے سے کود کر اپنے پاس کرکے اٹھا دوں کہ نگاہ جمال عدیم المثال
لقا بیدار پر پڑی بیہوش ہو کے بیٹھ گیا عیار نے کہا ارے تو کون ہے کس جانب کہاں لیے
کو کیوں باندھا ہے عیار نے کہا میں عیار ہوں میدان مردم و شکار اسکے لشکر سے چرا کر
لایا ہوں اب خدمت میں اپنے آقا کی لیے جاتا ہوں لقا بیدار نے کہا اپنی جان کی خیر چاہتا
عیار یہ سنکر ہنسی کہنے لگا لقا بیدار نے کمان کیا کمان روش سے لی تیر چلہ کمان میں پہنچا
کیا عیار سامنے سے بھاگا لقا بیدار نے تیر مارا کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا لقا بیدار نے

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جا کر ایک نخل کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا ہے کہ نقابدار سے ملے بند نقاب چہرے پر مرصع پوش کے اتارا سے کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آگئے انہیں کہا اس جوان کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال لو مرصع پوش کو بادلہ پوش ایک طرف لے چلے زنار پیچھے ہو لیا آخر اس صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اسمیں داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش کو لیے ہوئے اسی باغ میں آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی سیلان کی نرگسی چشم لائی ہے زنار پلٹا یہاں نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوئے اپنے باغ میں آئی بارہ دری میں لا کر ہوشیار کیا نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتیں ہونے لگیں اب نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تمکو عیار ہمارے باپ کا لیے جاتا تھا میں اس سے چھین لائی اتنا عیار بھی ٹہرتا ہوا قریب اس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہاں سے کچھ پتا آقا کا ملے چپکے سے آگے کہ بارہ دری باغ میں آکر دیکھا کہ آقا یا مہ رخان بیٹھے ہیں یہاں آئی اور ایک معشوق خوبرو عیار ساتھ اپنے آقا کے آیا عرض کی یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں ہے ملکہ جانم کہ کبھی آقا کے ہمراہ لشکر میں چلو نرگسی چشم نے کہا مجھکو خوف ہے کہ اگر باپ کو خبر ہو گی تو لشکر لیکر آئیگا تمکے پاس لشکر بہت سا ہے یہ کہکر کنیزوں سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے ورنہ یہیں رہے اور تو سب بھاگ گئیں مگر تین کنیزیں کہ جنکو دل سے محبت ہے ساتھ ہولیں گھوڑیاں تیار ہوئیں نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکل طرف اپنے لشکر کے چلے یہاں زنار نے جا کر سیلان جادو سے اطلاع کی سیلان نے لشکر تیار کیا اسکے باغ کو گھیرا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزوں کو پکڑا انہوں نے بیان کیا کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہیں عیار سیلان کو ساتھ لیا اس طرف جنگل میں دیکھا کہ نقابدار ایک نخل کے سامنے میں ٹھہرے ہوئے باتیں کر رہا ہے جلد نکل چلو زنار نے بڑھکر سیلان کو خبر کی کہ سامنے جنگل میں سب کھڑے ہیں سیلان فوج لیکر آپڑا نقابدار نے تلوار کھینچی فوج کو اوسکے ترشنے لگا جب سیلان طرف نقابدار کے قصد کرتا ہے تب نقابدار گھبرا جاتا ہے کہ ملکہ بھی مع کنیزوں کے تیر اندازی کر رہی ہیں کوئی سوار پیدل تیروں سے گرا ـــ غرض سیلان چاہتا ہے بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھ کے سینہ سپر کرتا ہے نقابدار نے

کئی زخم بھی کھائے جب لقا بدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند
کرکے پکار اٹھین ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کو بچالے ملکہ کا
بالا سا کر دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا شاہزادہ مع لشکر آکے پہونچے دیکھا ایک
مقام پر تلوار چل رہی ہے سماک نے خبر دی کہ لقا بدار مرصع پوش فوج مین گھرا ہے
کفار کا چہار طرف سے بلوا ہے رستم نے تیغہ ہفت جوہر کھینچا نعرہ کرکے لشکر
کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت تھا لڑتے بھڑتے قریب لقا بدار کے پہونچے
فرمایا ای بہادر یہ کیا سانحہ ہوا لقا بدار نے کل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لینگے
تمہارا عورت کا ساتھ ہے انکو لیکر نکل جاؤ لقا بدار نے بہت شکریہ رستم کا ادا کیا شاہزادہ
نے کئی پلٹنین و رسالے لقا بدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر تک
پہونچا دو راہ مین نہ چھوڑنا وہ پلٹنین لقا بدار کو بیچ مین لیے ہوئے لڑتی بھڑتی نکل گئین
لقا بدار اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ مین رکھا کنیزین واسطے خدمت کے
مقرر کین یہان زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیون لڑ رہے ہین لقا بدار تو آپکی
بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہین میلان نے طبل امان بجوایا رستم رک گئے میلان
مقابلہ مین اترا مگر جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا تھا جب پلٹ کر بارگاہ مین آیا تو زنار کو
بلاکر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہے مین جو جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کوئی سو
پہلوان نامی و نامور اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو پکڑ لا عیار نے کہا
اس جوان کا پکڑ لانا کچھ بات نہین ہے لیکن انتظام لقا بدار کا سمجھیے کہ یہ بڑی بدنامی کی
بات ہے مین اسکے لشکر مین جاتا ہون اگر قابو پایا تو لقا بدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو ضرور
لاؤنگا بیشک افسوس کی بات ہے کہ یون بدی کا پتلا نکل جاسکے اور ساتھ معشوق کے رہے
اب آپکا اسی مین نام آوری ہے کہ مین گرفتار کرکے ملکہ کو لاؤن سر میدان قتل کیجیے اسکا
خیال دل مین نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کرون پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح
مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر لقا بدار کے چلا ایک مقام پر آکے دیکھا زنانی ڈیوڑھی
ہے کہ دروازے پر پہرا بیٹھا ہے کنیزون کی آمد و رفت ہو رہی ہے کنیزین اندر سے آتی ہین

اور پھر چلی جاتی ہین زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل تجھ سے کچھ کہنا ہی کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزین زنار نے ہمشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی حضور ذرا اُٹھین تو عرض کرون ملکہ اُٹھین تنہا اسکے خیمہ مین لایا وہان لاکر ملکہ سے باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے خاصدان کھولا گلوری کھائی بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمایئے ملکہ نے وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین زنار نے پشتارہ باندھا باندھ کر حیران ہو کس طرف سے نکلون آخر ایک گوشہ مین بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب سے آکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گرد مین اٹا ہوا نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہان لقا بدار بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا عیار سے کہا دل گھبراتا ہی ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہی کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہی عیار دوڑ کر بارگاہ ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سائے مین بیہوش پایا اُسکو ہوشیار کیا اُسنے حال بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اُسنے نہین معلوم کیا کردیا کہ مین سو گئی وہان سے عیار کنیز کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جاکے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشہ مین نقب لگی ہی اُس نقب مین کود پڑا آخر مین نقب سے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر لقا بدار نے عیار کو ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیون یار وفادار کیا ہوا عیار نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چھین لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی لقا بدار نے کہا سواے میلان کے اور کون دشمن ہی معلوم ہوتا ہی اُسکا عیار چرا لیگیا بڑا غضب ہوا عیار نے دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کرین مین جاکر ملکہ کو لاتا ہون لقا بدار نے کہا ایسا نہو تمپر کوئی زوال آئے تم جاؤ مین بھی آتا ہون عیار سرپٹ بھاگا ہوا چلا ادھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے ہوئے بارگاہ میلان مین آیا پشتارہ ڈالدیا میلان نے کہا او نالائق تو سر دربار پشتارہ لے آیا کہا حضور یہ خیمہ سامنے ہی وہین گھوڑے پر سوار ہو کے نکلین اب اسکا پردہ کیا میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنار نے پردہ کرکے ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی دشمن کو سامنے میلان کے پایا تھرا کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگین میلان نے چلا کر آواز دی او کمبخت بدکار مین کیا تیرا بگاڑا تھا دیکھ کس طرح تجھکو بلوا لیا ہمارے سامنے آئی

نقا بہار کی تو یہ کرکے تیری خطا معاف کروں اور محفل میں جگہ دوں ملکہ نے کہا اے بابا چاہے قتل کرو یا جان بخشی کرو میں تو نقا بہار کا نام لینا نہ چھوڑونگی سیلان اپنے مقام سے یہ کہکے اٹھا تھا کہ دربارگاہ سے آواز آئی منم عیار نقا بہار او بیحیا دیکھ یوں لیجاتے ہیں یہ کہکر عیار نے حقہ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرا گئے اس اندھیرے میں عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مارکے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بردوش بیرون بارگاہ پہونچا ہے سیلان نے آواز دی یارو یہ عیار جانے نہ پائے چہار طرف سے سپاہی نیزے تلواریں لیکر دوڑے عیار نے پیچھے کھینچکر پالہنگ کا ہاتھ مارا سیلان کو رہا ہو آتے اسکو پکڑ لو کیا ستم ہے کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہے عیار نیچے سے کہا ارے ہم کھڑا لڑ رہا ہے مہلت پاتا ہے تو بھاگتا ہے سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہیں عیار تڑپ تڑپ کر لڑتا ہے آخر زخموں میں چور ہوا گھٹنے ٹیک دیے دعائیں کر رہا ہے کہ اے معبود ناموس آقا کا پشت پہ ہے اگر میں مارا گیا تو کیسی رسوائی ہے یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہوسکا پشتارہ تو جرأت کرکے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا فرما کہ عیار دعائیں مانگ رہا ہے تلوار سے زخم کھل جسم پر کھلے ہوئے ہیں عیار بیتاب رہا ہے مگر اسطرح پیچھے مار رہا ہے کہ کوئی قریب نہیں آتا دور سے تیر سے مار رہے ہیں سیلان آواز دیتا ہے یارو گھوڑے اڑا کے ادھر ادھر نکل جاؤ پامال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ میں لیے قصد کیا کہ گھوڑوں کو اڑادیں اور نیزے مارتے ہوئے نکل جائیں گھوڑوں کو جھکا کر کھڑے ہوئے نیزے بلند کیے کہ سامنے سے گرد اٹھی نقا بہار مع جیوش بصد جوش و خروش گھوڑا اڑائے ہوئے آگیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا پشتارہ بردوش گھٹنے ٹیکے ہوئے لڑ رہا ہے نقا بہار رستم کیسے آ گھسے سواروں پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سیلان نے آواز دی یارو یہ نقا بہار کو یار لوگ گھوڑے کی عرصہ میں نقا بہار نے ان سواروں کو مار کر عیار کو بچالیا پاس عیار کے پہونچا شانہ تھام کر اٹھایا کہا اے یارو فدا اپنی جان ہی دی ہوتی اے برادر

دار و بر

بچایا اس عرصہ میں لشکر نقا بہار بھی آپہونچا لشکر نے جو آکر جنگ کی چپقلش

نقابدار نے عیار کے ساتھ کہے فرمایا ملک کو لشکر میں پہونچا آؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب میلان کے پہونچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اکھاڑ کے ہاتھ نکال کر تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر بھاگے نقابدار نے بارگاہیں لوٹ لیں اور فتح و فیروزی لیکر اپنے مقام پر آ کے اُترا مگر رستم فتنہ صحرا سے محیط کے چلے جانے میں صحرا سے دل شاد ہے کہ ترکیب صحرا سے نشاط میں ہو گئے ہیں نشاط جادو اس صحرا کا حاکم ہے ہرکاروں نے اسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہیں لشکر آگے اُترا ہے نشاط جادو نے اپنے مشیروں کو بلوا کے مشورہ صلاح کی کہ بار دیگر یہ طلسم کشا کیا غضب ہوا اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم میں پڑا ہے کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوشن کبھی کسی کو میسر نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینوں چیزوں کو پایا اب اگر یہ لوح کی تا صحرا سے محیط جائیگا وہاں سے حال دریافت کر کے فکر حل لوح میں مصروف ہوگا لہذا یہ نکتہ لازم ہے کہ طلسم کشا کو پیشتر اس سے روکا جاوے کہ قبل صحرا سے محیط سے باہر رہنے بسادا جادو و نشاط جادو کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے آیا تھا کہ میں جا کر اس جوان کو گرفتار کرونگا مگر بیدار آسکے ساتھ آفتاب و ہلال بھی موجود ہیں نہیں پہلے انکی تدبیر کرونگا اسی پر دل میں فکر کرون کہ طلسم کشا کو بالکل خبر نہ ہوا اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمایئے گا یہ کہکر بسادا اسی وقت روانہ ہوا دن کو ایک پہاڑ پر ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُترا لشکر میں طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر میں پھر اگیا صبح کو رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ دلاریاں آفتاب روتے ہوئے آئے کہ آفتاب بیٹی سے غائب ہو گیا رستم نے سہاک کی طرف دیکھا اُسنے دستبستہ عرض کی ظاہر ہے کسی ساحر نے یہ کام کیا اب غلام اسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سہاک تلاش میں نکلا جا بجا پھرا مگر کچھ نشان نہ ملا دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ ہلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سہاک پر تاکید کی فرمایا تم فوراً خواجہ کا پتہ لاؤ ورنہ ہم بیتاب ہونگے کہ یہ کام کسنے کیا سہاک نے عرض کی آج غلام پتہ لگائیگا اب سارا ہفت کشور میں رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحران بھی غائب ہو گئے رستم کو بڑا قلق ہوا اپنے دربار میں اسکے عیار نے آ کر سلام کیا شاہزادے نے خیریت پوچھی فرمایا اے سہاک تمکو معلوم ہوا کہ لشکر فوراً فسر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوتے ہیں اگر تم پتہ نہ لگاؤ تو ہمارے سامنے نہ آنا

سماک نے عرض کی حضور برہم نہ ہون غلام فکر مین نکلتا ہے یہ کہکر باہر آیا شاگردون کو تو حکم دیا کہ لشکر مین رہنا جہانتک ہوسکے بغیر شخص لشکر مین نہ آنے پائے اور آپ جست و خیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا پانچ کوس راہ طے کرکے نکل گیا ایک پہاڑ پر آکے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہے سماک ایک مسافر کی صورت بنکر قلعہ مین آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہین اور رعایا بھی شعبدہ بازی سے ماہر ہے یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہے لوگون نے پتہ بتایا کہ یہان مسافر فلان محلہ مین سرا ہے غرضکہ یہ پھرتا پھرتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے عہدون پر بیٹھے ہین قریب زنجیر لگی ہے درگہ سالار دروازے پر آئیندہ روند بارگاہ کو روک رہا ہے اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمہارے حاکم کا کیا نام ہے ساحر نے کہا نشاط جادو ہے اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہے سماک ایک گوشے مین آیا زن حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا دربارگاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کہہ رہی ہے بادشاہ سے عرض کردو ایک عورت فریادی آئی ہے درگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو سے عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہے نشاط نے کہا آنے دو سماک اندر آیا بادشاہ کو تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہین بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ عادل تجھ ایسے کی عملداری مین کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین کنیز کو لوٹ لیا فریاد کرنے آئی ہون بادشاہ نے کہا کسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آتے تھے ایک روز جو وہ آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوئے پہونچے میکے اور میری ماں بہنون کو سوارون نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ بند کرکے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والون نے آکے دروازہ کھولا تب جاکے کھانا پانی ملا بادشاہ نے کہا سب رسالہ دار دربار مین حاضر ہین انکو دیکھو پہچانو سب سوار کانپ گئے سماک نے نگاہ اٹھائی ان سردارون مین کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی ان لوگون مین تو کوئی نہین ہے مگر کنیز رسالون مین جاکر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا اچھا رکو تم ہمکو دکھا دو ہم فوراً اسکو سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سماک بادشاہ ۱۸

سے باتین کر رہا ہی نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہی مسکرا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی لبساط جادو آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون دیر ہوا آج کیا کیا لبساط نے عرض کی آٹھ دن مین غلام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کر دیا قید خانے مین دریافت کیجیے بارہ زن و مرد قید ہین اب مین فکر مین طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر ہنوز قابو نہین ہوتا ایک فکر لگائی ہو وہ یہ ہی کہ نیا طلسم کشا ہماری فکر مین نکلا ہی پہلے عیار کو گرفتار کر لون تو طلسم کشا سے الجھون جس دن اسکو گرفتار کر لاؤنگا اسی دن ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ کر دونگا خیمے بارگاہین لوٹ لونگا اسی ہفتہ عشرے مین یہ سب سامان ہو جائیگا سماک نے لبساط کی زبانی یہ معاملہ سنا یا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف لبساط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے پوچھا یہ نازنین کون ہی بادشاہ نے فرمایا فریادی ہی کسی رسالدار نے اسکو لوٹ لیا لبساط نے پلٹ کر پوچھا کس محلے مین رہتی ہو نازنین نے اٹھلا کر جواب دیا کہ جہان بیری کے درخت بہت ہین یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ سے کہا اب مین دریافت کرکے عرض کرونگی لبساط پیچھے دوڑا جلو خانے مین آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا اے نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی ہم دینے کو موجود ہین نازنین نے کہا دو ہزار روپے کا نقصان ہوا گہنے کے نام کو ایک تانبے کا چھلا نہین رہا لبساط نے کہا ہمارے مکان پر چلو وہان تمکو زیور دینگے نازنین لبساط کے ساتھ ہو لی لبساط نازنین کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے مین بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کہان مین رہتے ہین لبساط نے کہا ٹھہرا ہے نشاط آباد مین آکر طلسم کشا اترے ہین مین حیلہ سے ہزارہا ساحران کو گرفتار کر لایا یہانتک قصر شاہی مین جو مکان ہی اسمین سبکو قید کیا ہی اب چند امروز فردا مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا لبساط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا تھا لبساط کہ کسی حیلہ سے باتین تو ہون نازنین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی گلابی کھینچی کہا دیتا ایک جام مین پیون لبساط نے کہا پیو نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ ایسے رنگ مین سامنے لبساط کے گائے کہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پیو مگر وعدہ کو تو پورا کرو لبساط نے زیور جواہرات کا سامنے اس نازنین کے رکھ دیا نازنین کہتی ہے جام پیو مین اپنے گھر جاؤن جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو لبساط نے ہنسکر کہا کہ مین دل کا طالب ہون

نازنین نے انگوٹھا دکھا دیا لبساط کا منھ چڑھا دیا لبساط سمجھا کہ راضی ہو شراب پی کے مطلب حاصل کرونگا نازنین گھائی سے بیہوشی ملا چکی ہو جیسے ہی لبساط نے جام اٹھایا دل اسکا دھڑکا بازو پہ ہاتھ رکھا پتلہ فولادی بازو پہ بندھا تھا اس پتلے نے سر ہلا کر منھ سے شعلہ چھوڑا شعلہ جو جام پہ گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا لبساط نے کہا ارے تو کون ہے اسنے چاہا اٹھکر خنجر ماروں کہ زمین نے پانوں تھام لیے لبساط نے سحر کیا رنگ روغن اس زن حسینہ کے چہرے سے اڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک دبلا پتلا عیار ہے اسکو لبساط نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر میں نکلا ہے میں تیری تدبیر میں تھا اب اسکی مشکیں باندھی گئیں کشان کشان لبساط اسکو لیچلا شبرنگ جادو اپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے میں لیجا جہان اور سردار قید ہیں شبرنگ سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ میں اسنے دریافت کیا کہ اب میں زندہ بھی بچونگا یا نہیں شبرنگ نے کہا لبساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بنکر تمھارے آقا کو چڑالائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہے اسکو پوشیدہ طور سے لیلو اسمین ہمارا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگون میں دستور ہے یہ کہکے کچھ روپیہ تو بٹوے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا اسمین میری جان ہے شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے دماغ مین پہونچی بیہوش ہو کے گرا سمک نے اسکو قتل کیا لبساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلدستہ اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا لبساط گھبرایا خدمتگارون سے کہا یارو غضب ہوا شبرنگ مارا گیا جا کر خبر لاؤ خادم دوڑے بازار مین آکر لاشہ اسکا پایا لبساط تلاش مین سمک کی نکلا مگر یہ شبرنگ کو مارکر رہائی سرداران کی تلاش مین چلا اب یہی فکر ہے کہ سردارون کو تلاش کرون سرخرو سامنے آقا کے جاؤن اس مکان پہ آیا جہان سردار قید ہین دیکھا سامنے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہبانون کے بیٹھا ہے کچھ جادوگر ساتھ ہین یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھال برنجی ہاتھ مین لیا مالن کی شکل بنکر تیار ہوا گرم گرم موہن بھوگ تھالی مین رکھ لیا اسی طرف سے نکلا کہ گلرنگ جادو

جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اس مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمین پوجہ پاٹ کو پھول چاہیے یہ مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول دیجایا کرو ذرا سا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہے شوالے مین جاتی ہون وہان چڑھا کے پلٹون گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اُٹھا لیے مالن نے تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہے سب نے موہن بھوگ چھین کر کھالیا کھاکر بیہوش ہوے مالن نے قید خانے مین گھسکر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقین چمکاتے ہوے گولے مارتے ہوے شہر مین غدر ڈالدیا کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو لبساط کیا کرتا ہے شہر مین کیسا ہنگامہ ہے لبساط نے جو ہلڑ سنا دوڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین دروازہ قید خانے کا کھلا ہے ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور عیار غضب کر گیا قیدیون کو رہا کر لیا وہی ساحر سحر کرتے ہوے گئے کئی سو مکان بھی گرے اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے لبساط نے کہا آپ نہ گھبرائین مین پھر سب کو پکڑ لاؤنگا سب غافل اپنی اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیار کا بیان کیا کہا حضور آپکا عیار کمال کرتا ہے دن کو ہمکو رہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار ہوے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو ادھر لبساط پھرتا پھرتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہونچا سماک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا لبساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام سے اٹھا پوچھا تمہارا کیا نام ہے اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم اُنکو گرفتار کرا دیتے تنخواہ ہماری نہین دیتے کلمات سخت کہتے ہین لبساط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہے کہا اے خدمتگار اگر تو اپنے آقا کو گرفتار کرادے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجکو رسالداری دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہے کہ مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرا دیتا ہون میری تنخواہ مقرر کر دیجئے کہ مین بیٹھے بیٹھے

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہیں چاہیے بساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی کار
سے اسقدر مال ملیگا کہ مالا مال ہو جائیگا عیار باتین کرتا ہوا بساط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا
کے پاس تحفہ جات امیر این سحر کے اٹھا لو بساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگ سالار
نے چاہا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگ سالار رکا ساتھ بساط کے پیچھے ہو
اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے بساط نے کہا اے خدمتگار کلاہ
ہفت گوشہ تو سر پہ نہ رکھ اسوقت سحر تاثیر کا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہیں ہے فقط
اسی طرح کی دوسری بنوائی ہے اتنے میں بساط خوش ہوا کہا اے خدمتگار تیری وجہ سے یہ راز معلوم
ہوسکا اب میں انکو اٹھا لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا بہتر اب دیر نہ کرو بساط چلاتا ہوا
قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کہ میں بیہوش کر دون رستم نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ بساط
کا اڑ گیا سر اسکا رستم نے لاشہ بساط کا بیرون لشکر پھینکوا دیا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی کہ
بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب میں خود جاؤنگا بھائی کے غم میں محل میں آیا رو کے
اسکی بیوی شاہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر سحر میں یکتائے روزگار تھین ان بیٹیون نے بڑھکر
پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون نمودار ہے نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری
طلسم کشا کے گئے تھے اسکے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو میں نے منگوا دیا اب خود میں فکر میں جاؤنگا
ماہی سحر نے کہا ابّا جان سحر کس واسطے سکھا ہے مجھے حکم ہو ابھی جاکر طلسم کشا کو لاؤن ہر چند اسکو
منع کیا مگر یہ نہ رکی اسباب سحر درست کیا اور اڑکے طرف لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آ کے
دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہے بارگاہ سے شاہزادے نکلے بیشت مرکب پر سوار
ہو کے عیار کو ساتھ لیا فرمایا پہلے قراول تعین کرو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے پہلے قراول
مہر شکار وغیرہ متعین کیے رستم ورے لشکر کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بے مثال رستم پر دیکھکر
عاشق ہوئی چاہا کہ گرفتار کرے کہ قوت نہ تھی اور گرفتار طرہ گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی
جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر پلٹی مگر رنگ اڑا ہوا مضطرب باغ میں آئی کنیزون نے جو اسکو پریشان
دیکھا تو پوچھا ماہی سحر خیر تو ہے ماہی سحر نے کہا کیا بیان کرون قاتل کو گرفتار کرون جسنے بے
سامان رکھا مجھکو پریشان کیا خانہ دل کو ویران کیا خواصین حیران تھین ہر چند دریافت کرتی ہین بیان

کچھ جواب نہیں پاتیں عاجز ہو سحر نے اپنے پاس سے سب کو ہٹا دیا تنہائی میں بیٹھ کر رونے لگی دل گھٹی ہوا ہو دل ٹھنڈا کیا کیکھ سمجھاؤں اپنے کو بس مغرور بیتاب کیونکر ہو سکتا ہوں شام کو اس سوچ میں اٹھی کہ جا کر دیکھوں تو آؤں رستم جو شکار سے پلٹے کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرایا انہیں آکے پیچھے نشاط ذات میں تو کھاتا ہی تھا جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمے میں آئے اور عیار کار ضروری میں مصروف ہے گلابیان آ کر کہتا ہے نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے پاؤں زمین نے تھام لیے نشاط نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لے لیں فوراً سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لیکر اندر آیا کہا ای آقا سے نادار یہ ایک جام تو نوش فرمائیے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہو کہ پیو تو شگفتہ خاطر ہو گا عجب تو شراب پلاتا ہو فوراً جام پی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑا کے گرے نشاط رستم کو لے کے چلا یہاں سہاک راہ میں کھڑا ہے زمین پاؤں میں چھوڑتی ہے کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا سہاک راہ میں کھڑا ہے لگا ہے روشنی پیشانی پسینے کا ٹپک رہا ہے آفتاب نے بڑھ کر پوچھا کیوں اے سہاک خیر تو ہے سہاک نے کہا اے آقا آفتاب میرے پاؤں زمین پکڑتے ہیں میری شکل پر نشاط جادو آقا کے پاس گیا ہو گا کچھ کر گیا ہو گا یہ سنکر آفتاب نے سہاک پر سے سحر اٹھایا آپ طرف بارگاہ کے دوڑا اسوقت آیا کہ نشاط رستم کو لیکر نکلتا تھا اسنے دیکھکر للکارا ارے لوگوں یہ جادو آقا کو لیے جاتا ہے نشاط نے جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کے نکلوں آفتاب پشت پر سے للکارتا ہے کہ اوسکا رکھ ٹھہر جا آفتاب کی آواز سنکر جھلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگاروں سے پوچھا کہ یہ کیسا ہنگامہ ہے خدمتگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کر کے لیے جاتا تھا آفتاب نے جا کر روکا دونوں میں مقابلہ ہو رہا ہے مگر وہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا جھلال نے جو یہ سنا مثل شعلہ جوالہ تڑپ کر ہو بیتاب دیکھا آفتاب پر نشاط سحر کر رہا ہے مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہے جھلال نے کار سحر نکالی شیشہ پڑھا اسکے اسم پڑھ کے پھینکا ساری پشت پر جا کے نشاط کے لگی شیشے کو توڑ کر پار کر دی اسکا سر اک آندھی سیاہ چلی ایسا سناٹا آیا آواز کی ہوئی جانا معلوم نشاط مارا گیا بعد دم کے بعد ایک ناخن سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھوں سے لیکر بلاس کی طرح چلا روشنی پر نشاط کی لاش پر [illegible] بیٹھی تھی کہ آسمان سے روشنی کی آواز آئی دیکھا ایک ناخن سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا تو

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کرکے خوب رویا محیط نے نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ مین فراق طلسم کشا مین بیٹھی رو رہی تھی کنیزون نے اسکو خبر دی ماہی سحر شنکر چپ ہو رہی ایک غم ایسا اسکے دل پر ہو کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہین کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ نشاط کو ہلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چرانے گئے تھے وہ اسکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت کی اگر یہ پاتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن انکے سردارون کو بساط سے گرفتار کرایا آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے انکے دن دہاڑے عیاری کی اب مین کیا کرون یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ آسمان سے ساحر آکر پہونچا اسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ مزاج میرا درست نہین ہی مین علیل ہون مگر اس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے ملکہ کچھ انتظام کرینگی ناچار ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ اسے صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہی احکام ساحری مین دخل نہین دے سکتی جو مناسب جانا وہ کیا اگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس شد و مد سے تدبیرین کین آخر اپنی جان دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخین مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا کہا اے نور نظر بس نہ رو خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو پہونچایا ہاتھ سے ہلال کے مارا گیا مین نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمھارے ہاتھ سے انتظام شہر کا نہ ہوسکیگا جالینوس جادو کہ جہاندیدہ اور کار آزمودہ ہی اسکو تمھارا اتالیق بخشے دیتی ہون وہ جاکر خوب انتظام کریگا لشکر اسلام مین تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہوا کرنا ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہی مین انتظام کرونگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہی علاوہ افسرون کے وہ خود بہادر صف شکن ہی تحفیات اسکو مل چکے ہین سحر کسیکا اسپر تاثیر نہین کرتا کوئی کیونکر گرفتار کریگا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والدہ خود طلسم کشا کو گرفتار کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و محیل ہی فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کرکے پوچھا آج غلام کو کیون یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحرائے نشاط آباد خالی پڑا ہے تم جا کر اپنا دخل کر دو یہ ماہی سحر اسکی بیٹی ہے اس سے صحبت کرنا مراد یہ ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر کو دیکھا بیتاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکۂ عالم جان لگا دونگا مگر ملکہ مجھپر مہربانیاں کیجیں مجھے کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً ہمسے خبر کرنا بس جائو انتظام مالی و ملکی کرنا بڑا اہتمام مقدمۂ گرفتاری طلسم کشا ہے۔ جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکۂ عالم آئیے ماہی سحر سوار ہوئی تخت اڑتا ہوا چلا قلعہ میں آکر کارگزار جا بجا مقرر کئے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ میں ٹھہری بعد اسکے کہا کہ میں اپنے باغ میں جاتی ہوں اب جالینوس اس فکر میں ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کروں تب ماہی سحر پر شیفتہ ہو کر شب کو بصورت مبدل لشکر اسلام میں پہونچا خادموں سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کسوقت اتارا کرتے ہیں خادموں نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہیں تحفے اتار کر رکھ دیتے ہیں یہ دریافت کر کے باغ ملکہ میں واپس آیا یہ فراق دلبر میں تڑپ رہی تھی نہ کھانا نہ پینا جلسہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم میں مصروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ میں تدبیر گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہوں کل گرفتار کر کے لاؤنگا ماہی سحر گھبرا گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہے جالینوس نے جوش محبت میں بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے میں اٹھا لاؤنگا مگر آپ بھی مجھکو اپنا غلام جانئے بخوبی سرفرازی فرمائیے اس صحرا کو ایسا آباد کروں صحرائے محیط سے بڑھا دوں مگر صبر میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہوں آج مفصل کہے دیتا ہوں کہ وہ مرتبہ آپکا بڑھاؤں کہ جمشید آپکو اپنا محسن جانیں خداوند مرتبۂ مصاحبت دیں ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ باتیں جالینوس کی نہایت ناگوار ہوئیں مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا ضرورت قبول کرنے کی ہے اٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جالینوس اٹھکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام میں آیا ایک جا مقام پر آکر دو تین پاؤں زمین میں مارے بارگاہ طلسم کشا میں آ کے نکلا دیکھا کہ حقیقت میں طلسم کشا آرام کر رہے ہیں تحفہ جات علیحدہ رکھے ہیں اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہو گئے اسنے اسی حال میں طلسم کشا کو اٹھا لیا غرق زمین ہو کر دور سے سر نقب سے نکلا پرواز کر کے قلعہ میں آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادوں کو بلاؤ جلاد آئے داریں استادہ ہوئیں طلسم کشا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال میں پایا بیتاب ہوکر دعا کرنے لگے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے یہ تو دعائیں مانگ رہے ہیں جالینوس آمادۂ قتل بیٹھا ہے کہ ملکہ بیٹھے بیٹھے گھبرا اٹھی کنیزوں سے کہا کہ سنا جالینوس ہمپر عاشق ہوا ہے دیکھو تو کیا کرتا ہے صاف جواب دیدونا کہ یہ خیال محال ہے ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آکر قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبرا کے تخت سحر پہ سوار ہو کے طرف قلعے کے آئیں جالینوس دیکھا اٹھ کھڑا ہوا تعظیم کرکے انکو پاس بٹھایا یہاں صبح کو جب عیار جگانے کو طلسم کشا کے آیا چھپر کھٹ خالی پایا گھبرایا ہوا جلال کے پاس آیا اور سب کیفیت بیان کی خونخوار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا تحفہ جا کب جاگتے ہیں سکاک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہے واقعی اسم بامسمی ہے ارسطو فطرت لقمان حکمت ہے خدا اسکے ہاتھ سے بچائے جلال نے کہا میں جاتا ہوں سکاک نے کہا وہ ساحر زبردست ہے ایسا نہو تم بھی افتاد پڑے میں جاکے دریافت کرتا ہوں جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرونگا تم لوگ تحفہ جات سے ہوشیار رہو سکاک با انداز عیاری سے آراستہ ہوکر خبر کو چلا وہ وقت ہے کہ جالینوس ماہی سحر سے کہ رہا ہے کہ آج بڑی خوشی کا دن ہے تمہارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہے ہاں ایک خطا یہ ہوئی ہے کہ طلسم کشا کو نہ لایا تحفہ جات سے خالی پاکر بالکل بیکار کر دیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل انکا بہتر نہیں عزیز انکے جا بجا پھیلے ہوئے ہیں اور والد انکے اس قصد میں ہیں کہ ہفت پیکر پہ دست انداز ہوں ہر چند وہ طلسم کشا نہیں ہیں مگر خدا اسم اعظم ہیں اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہے کہ انکو قید کرو خدا اور نانا کو رقعی لکھو کیونکہ باپ انکے قریب طلسم موجود ہیں بیٹے کے قتل کی خبر سنکر آپہنچینگے سحر انپر تاثیر نہیں کرتا جالینوس نے کہا ہم انکو قتل کرکے تمکو ساتھ لیکر صحرائے محیط میں جا بیٹھینگے محیط کے واسطے بڑا خطرہ ہے کہ ہر منگل کو کمیل جادو آسمان سے آتی ہے کچھ خبر سنا کر چلی جاتی ہے رازدان لوگ کہتے ہیں کہ اسی کے پاس لوح ہے ضرور اسکے ایسے مقام پر رکھی ہے کہ جہاں طائر وہم و خیال کبھی نہ پہونچ سکے اسی کی معرفت لوح کا پتہ لیگا تمکو ایک مقام محفوظ پر جا بٹھائینگے وہاں کوئی نہ آسکیگا عزیز داران طلسم کشا ہزار کوشش کریں جب بھی نہ پہونچیں ملکہ نے کہا آخر کمیل کہاں رہتی ہے جالینوس نے کہا کمیل وسط سما پر رہتی ہے کئی ہزار گز زمین سے بلند اسنے ایک مکان بنایا ہے اسی میں رہتی ہے وہاں کوئی جا نہیں سکتا ہے ماہی سحر نے کہا یہ سب انتظام میں گا طلسم کشا کو قتل نکرو انکے عزیز خاک اڑادینگے دوست انکے آسمان سے پیدا ہوتے ہیں اور

تباہ کیے ہیں مقام تک پہونچاتے ہیں ایسا نہو کہ ملک کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائیں اٹھو ہیں دلنشا
محیط کے پاس آتی ہیں وہیں کوئی گرفتار کیے تو کیسی مشکل ہو جالینوس نے بحر رنگ جادوگر
ملکہ کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق لشکر والے تھے اور یہ اسکا قاتل ہوا اچھی طرح قیاس کرتا ہوں تو آج
خوش ہوں کہ ملکہ نے تمسے بات تو کی اب صورت وصل کی بھی پیدا ہو جائیگی بحر رنگ رستم کو لیکر چلا
سہاک کہ بصورت سنبل یہ باتیں کر رہا تھا اسکے پیچھے چلا بحر رنگ رستم کو لیے پہونچے
قصر سیاہ میں جو وسط قلعہ میں ہے گیا اس قصر میں شاہزادے کو داخل کیا جادوگر کو مستقر کیا
کہا کہ ہوشیار رہنا غفلت نہو تب طلسم کشا ہو بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہیں
دروازہ کھول کر دیکھا کرتا جالینوس نے بڑی کی تحفہ جات نذر لایا ورنہ خیال ہوتا کہ
دروازے پر آنکے محافظت کرنے لگا حکم ہے کوئی سامنے نہ آئے کوئی آئے تو قتل کر
سہاک نے یہ انتظام دیکھا خیال میں آیا کہ عیاری کروں پھر سوچا کہ جاکر جلال و آفتاب سے کہوں
دیکھوں کیا کہتے ہیں یہاں جالینوس نے یہ پیام ملکہ کے نزدیک محیط ایک عرضی روانہ کی
یہ تھا کہ ای ملکہ عالم میں نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ ماہی سحر نے وقت پر اسکے
بچا لیا قاتل شاہ قصر سیاہ میں قید ہے جیسا حکم ہو وہ بجا لاؤں ساحر تو اسکی عرضی لیکر روانہ ہوا
سہاک قید رستم دیکھکر لشکر میں آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا میں تحفہ جات لیکر جادو
آفاق کے زیب جسم کروں بحر رنگ کو مار کر وہ قتل آمیگا سہاک نے کہا ہو سکتا ہے کہ میں جاکر عیاری کروں
اور تم اس قصر پر پہونچو گر جادو سے ساحر نگہبان ہیں اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو تجھے گرفتار کریگا آفتاب
نے کہا تم تماشہ دیکھو میں کیونکر پہونچتا ہوں سب اسباب تحفہ جات لے چلتا ہوں وہ شاہزادے کو
پہنا دونگا یہ کہکے تحفے لے جھولی میں لے کے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سہاک بصورت
سنبل قلعے میں آیا دیکھ رہا ہے کہ آفتاب بیٹھے ہیں زنجیریں ہلا رہے ہیں کہ دیکھا سے آفتاب نے
سر نکالا بحر رنگ کہ کون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی نہ دیکھا تیغ کھینچ لی
ہاتھ میں شاہزادے کے پیچھے رستم نے
بحر رنگ کو ٹکڑے کیا غل ہوا باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کھولا آگے رستم بھی
آفتاب ساحروں نے قصد کیا کہ ان دونوں کو گرفتار کریں لیکن یہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں جسکو ہاتھ مارا

اُچکے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے پر مارا جسے کبھی ہاتھ اٹھا کر قہر جھکی کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ایک ہر ایک شناسا ساحر نے آکر اسے دریافت ہو کر دیکھا ہنگامہ سپہر کا دون نے خبر دی کہ ستمگر قریب ہے آفتاب نے پچھاڑا اب اعلیٰ پہنچیں ساحر ہو کر ایسے ہیں پھر آخر نا شرمیں کرنا جالینوس یہ سنکر گھبرا گیا کو بیمار و ملکہ نے مجھے دو وقت میں کہیں سا یا پیروز سپہر دکھایا بیچرنگ سے کہ اپنی جان بچا کر چلا آ تھے ستمگر و آفتاب کو چاہیے دستے دو میرے روپ کے سے نہ رہ کر جا کہ شیر زنی ان کی ذرا سے یہ قدرت ہو حقیقت میں جو قدرت لکھا ہوا ہے کا ظہور ہونا ہی چاہیے لکھا ہے کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہ ہوگی جب قید ہوگا رہائی ہو جائیگا بیچرنگ لکھ لو رہا تھا کہ جسنے آکر خبر دی پلٹ آؤ بیچرنگ نے چاہا میں پلٹ جاؤں کہ آفتاب نے للکارا بیچرنگ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا سنے بیکار کرتا وار دی آقا غلام رخصت ہوتا ہی سر سراسر زخمی ہوا ستمگر جست کر کے پرا بیچرنگ تک پہونچ سکا سے نے آگے تحفہ آتشبازی مارا بیچرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا ستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تیغہ بیچرنگ کی آنکھوں سے پہنچا تو نعرہ مارا ستم نے ہاتھ مارا بیچرنگ کا سر کٹ کے گرا جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے ستم و آفتاب دو ساتھ لئے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا ہے ماہی صحر نے جو خبر سنی کہ ستم نے رہائی پائی خوش ہو کر باہر نکلی آتی شاہزادے گلگونہ دیکھکر آواز دی اے شہریار اس باغ کے اندر ایک مشتاق ہیں پہونچ کا آنکھوں سے پھول شمشیر ناز میں لئے ہوئے مشتاق جمال ہیں اب خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تو جلدی سے چلیے یہاں ہی آئیے ستمگر نے جو دیکھا کہ ایک نازنین بیتاب بلا رہی ہے آفتاب کو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ میں داخل ہوئے ماہی صحر مدت سے مشتاق تھی ہاتھ میں ہاتھ دیکر باغ میں لائی بارہ دری میں لا کر بٹھایا اور بہت کچھ پیش کیا ستم نے سوال سلام کیا ماہی صحر نے عرض کی جب سے آپ پر عاشق ہوئی ہوں ہفت پیکر لعنت کی نظروں سے خدا سے نا دیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کی رحمت سے تھا اس بات نے آپکی خدمت میں آ پہنچی شاہزادے نے جام پیا ماہی صحر نے گانے کو ارشاد کیا گانا شروع ہوا

شگفتہ روح ہو وہ کلی جس کو ہوا سے
دلاؤں فاختہ بلبل کا دو گلاب سے

نہ کیوں کر داغ اگر لذت کباب سے لے	پیوں نہ کیوں جو کیفیت شراب سے لے
ازل سے آتش سینہ دیا ہو [illegible] تھا	نگاروں کو رنگ تو بلبل کو تیغ و تاب سے لے
وہ رونے والا جہاں سے اٹھا ہو [illegible]	جواب جسکا نہ تا حشر ہو سوال سے لے

رستم و ماہی سحر مسند پر بیٹھے ہیں سامنے سے جو ماہی سحر کو مسند پر دیکھا پہلو میں دلربا کی ملکہ کی نہنگ سحری بیٹھی تھی اسپر نگاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا گانا سنئے ملکہ نے گانے کو منع کیا [illegible] اشعار [illegible] نہنگ سحری [illegible] ہنس ہنس کے باتیں کرنے لگی رستم ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہیں سامنے نہنگ سحری سے باتیں کر رہے ہیں اتنے میں اپنے اپنے کام پر [illegible] شراب و کباب لا کر [illegible] کہ ناگاہ کسی ہرکارہ نے یہ خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم ماہی سحر کے باغ میں بیٹھے ہیں یہ سنکر جالینوس جل گیا غصہ میں آکر اپنے مقام سے اٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا وہاں عاشق و معشوق بیٹھے ہیں کہ آسمان سے [illegible] ہوا [illegible] ایک شخص [illegible] کہ جس جگہ [illegible] بیٹھی [illegible] ہوا زمین پر آ [illegible] رستم [illegible] پیکر اٹھکے جالینوس سے [illegible] رستم [illegible] ماہی سحر و نہنگ سحری دیکھ رہی ہیں کہ جالینوس [illegible] اور رستم سے ملاقات [illegible] مقام پر [illegible] عاشق [illegible] حال عشق و عاشقی کا [illegible] رستم نے [illegible] جالینوس [illegible] رستم [illegible] جالینوس [illegible] آفتاب نے [illegible] رستم [illegible] بیان [illegible] ماہی سحر کا بیان کیا [illegible] نہنگ سحری [illegible] غلام [illegible] جالینوس [illegible] خیال میں تھا

کہ پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤں پھر سوچا کہ ایسا نہو محیط قتل کر ڈالے تو میں وصل سے محروم رہونگا ایسے مقام پر قید کر دوں کہ میری قبضہ میں رہے۔ یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ میں ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے غنچے چٹک رہے ہیں پھول کھلے ہوئے ہیں نخل سرسبز و شاداب جوانان چمن اکڑ رہے ہیں سروسان چمن کو پیارے معشوق لقب صیاد و گلچیں سے رقیب بلبل خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہو گیا سوچا کہ اسی باغ میں رہوں ملکہ کو ایک قفس میں بند کیا باغ میں اترا چبوترہ جو وسط میں تھا اسپر سے فرش بچھا یا حکم کیا چند کنیزیں حاضر ہوئیں یہ مسند پر آکے بیٹھا کنیزوں سے کہا قفس سامنے لاؤ دونوں قفس سامنے رکھکر منت سماجت کرنے لگا کہتا تھا اے جان جہان وے آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے شاد ہوں تمہاری بھی جان بچے اب یہاں پر وہ تمہارے چاہنے والے کیونکر آ سکینگے پھر مقام پر نہیں آسکے اچھا ہوں ملکہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جب جالینوس نے بہم کلام سخت کہا جو تب ملکہ بیقرار ہو جاتی ہے جواب دیتی ہے اے بلہوس تو نے دیر کیا ایا جو سمجھے ہو کہ قید و رشک جو تیرے دل میں آرزو ہو دل ہی میں رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہ ہوگا جالینوس نے دونوں قفس سامنے درخت میں لٹکوا دیئے خود شراب خواری میں مصروف ہوا یہ رات گذر رہی تھی کہ ایک اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیلنے گئی تھی آئی دیکھا باغ میں روشنی ہو رہی ہے ایک ساحر سر مقام مسند پر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہے دو قفس درخت میں لٹک رہے ہیں جالینوس کو دیکھکر جل گئی دل میں کہتی ہے یہ سمجھا کہ یہاں بیٹھا ہے جیسے کوئی اپنے گھر میں بیٹھا ہو کیا دل میں سمجھا جو میرے باغ پر قبضہ کیا زمین پر آئی بگڑ کر آواز دی اے بیٹا تو کون ہے کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہاں سے نکل تو بہتر ہے جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم یہیں آکے بیٹھ گئے تمہارا کیا نقصان ہو گیا گل پیرہن نے کہا نکل جاؤ یہاں سے ورنہ بہت پریشان ہوگے یہ کہکر اسنے گولا مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دو پتھر زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیرہن پر گری سر گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اٹھا اسکو گرفتار کرکے وصل حاصل کرنا چاہی تھی جھاڑی گئی شرما کے بولی تب میرے قابو میں آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے فریب کھا کر جنگل میں آگر دم باندھا حیران کھڑی ہو گئی تب پیروں باغ ہاتھ سے جاتا ہو افسوس کچھ نہ سکا

وہ تو ساحر زبردست ہے سحر میں مجھ پر غالب آیا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار فقط لنگوٹے لگائے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہے عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہ رہا ہے زیر نخل خاموش کھڑی ہے عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہے ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے باغ اپر میرے قبضہ کیا میں نے چاہا اسکو نکالدون اُسنے سحر کرکے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا وہ ساحر کون ہے ساحرہ نے کہا میں نام نہیں جانتی لیکن در قفس معشوقان پر پہرہ کے لئے بیٹھا ہے میں انکی صحبت دیکھ رہی ہوں طریقے سے معلوم ہوتا ہے آپ عاشق ہے چاہتا ہے انکو قبضے میں کرے عیار نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو میں تھوڑے عرصہ میں باغ تمھارا خالی کرائے دیتا ہوں ساحرہ بیحد خوش ہوگئی کہا اے عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہے کس فکر میں نکلا ہے کہاں جاتا ہے اور کہاں سے آتا ہے عیار نے کہا میں طلسم کشا کا عیار ہوں فکر یار ہی سحر میں نکلا ہوں دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہوں یہ کہکر کنارے آیا رنگ اور روغن عیاری کا لگاکے اسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا حیران ہوگئی کہا اے عیار اب تو میری ماں بھی تمکو نہیں پہچان سکتی کسی خال و خط میں فرق نہیں عیار نے کہا دیکھو میں کیا کرتا ہوں گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ میں آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو دیکھا آواز دی کیوں اے نازنین اب شرے سے باز آئی اسکے سحر میں دو ٹکڑے کرونگا عیار نے جواب دیا اے ساحر میں تیری مطیع ہوں جو کہو وہ بجا لاؤں تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت میں رہونگی اگر تونے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہیں تو بھی اسی باغ میں رہ مجھکو بھی جگہ دے میں ہمیشہ اس باغ کی رہنے والی ہوں اب آخر کہاں جاؤں خیر مجھکو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلا لیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہا صاحب یہ جو گانیوالیان گا رہی ہیں انکو سُر میں تو بالکل دخل نہیں ہے اگر کہو تو میں گانا سناؤن یہ کہکے بایان اٹھایا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجاکر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہوگیا کہا اے گل پیرہن تم تو کمال رکھتی ہو میں نے کبھی ایسا گانا نہیں سنا تھا تمنے تو دل بیتاب کردیا جی چاہتا ہے کہ تم اب خاموش نہو آگاہ ہو کہ میں بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہوں حکم ہے خداوند کا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ میں گرفتار کر لایا تھا یہ ظالم جو قفس میں بند ہے اسطرح آکے مجھکو بہکایا کہ میں اسکے قریب میں آگیا طلسم کشا نے رہائی پائی اسنے جوش محبت میں اپنے باغ میں بلا لیا ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ

مین غصہ مین جا پڑا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونون کو لے بھاگا کہ تم
کے پہلو مین بیٹھی تھی اسکو اٹھا لایا یہان آکر پہونچا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ عمدہ مقام ہے آرام ملیگا
تمنے آکے ستایا تجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اپنی معشوقہ بناؤنگا باغ کو آباد کرونگا ہزارہا
لونڈیان یہان موجود رہینگی اسنے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہین مجھے کیونکر منظور فرمائینگے
جالینوس نے کہا اول تو خود بعبودیت ہے دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہے کہ مین اس ظالم کو جلاؤن جیسے
ساتھ مزے اڑاؤن عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور رہا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے
کہا اگر یہ قبول بھی کریگی تو بھی تیرا منصب سب سے زیادہ رہیگا معشوقہ خاص لقب دونگا جسقدر یہ
ملازم ہین سب تیری خدمت مین رہینگے عیار نے اور دو چار شعر گاکر کہا اما اب اتفاق سے گلے
مین جو یہ ہیکل فولادی پڑے ہین مجھے اسنے ڈر معلوم ہوتا ہے جو مجھے محبت منظور ہے تو انکو اپنے
جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہین عیار نے کہا اگر مجھسے الفت
جان ہو تو محبت مین اپنی جگہہ نہ دو مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ مین بدنصیب ہون جیسے کہ میرا شوہر
ایک جوشن کو لیکر بیٹھ رہا جیسے تنہا تڑپتی ہون تم بھی نہین سنتے معلوم ہوگیا کہ مین آہ آخر ظاہر ہوا کہ
تمکو مجھسے جان کا خوف ہے یہ کہکر رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس بیتاب
ہوگیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہوگیا اب مین
ان سب چیزون کو جسم سے جدا کرتا ہون تو آکر پہلو مین بیٹھ سب ہیکل کھولکر جالینوس نے الگ کیے
اتنے مین سماک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کرکے اسکے لبون سے لگا دیا جالینوس پی گیا اب
وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بیقرار ہوگیا چاہا کہ گود مین لون عیار دور ہٹا اور ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا
کہ مجھکو گود مین لیجاؤ جالینوس بلبلا کے اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا جھپٹکر سماک نے
خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک کیا قصہ پاک ہوا سماک نے دونون قفس درخت سے اتارے انکو
قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی فضا سے کان کھینچا چاہا دوانے دربار مین بیٹھی تھی کہ ناگاہ
جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا چلا جسنے کہا کسی نے جالینوس کو مارا وہ بلا ایک
بلا سے رنگا رنگ تھا اسکو کسی نے مارا ہوا اوراق جمشیدی نکالکر پڑھے منہ پیٹ لیا کہا باغ
گل پیرہن مین جالینوس مارا گیا کوئی ایسا نہ ہو کہ اپنے کو باغ گل پیرہن مین بہت جلد ہوگیا

قاتل کو گرفتار کر لاسکے اور ماہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ لکھا تھا کہ غلام ابھی لاتا ہوں یہ لکھ کے چلا اُسوقت پہونچا کہ سہاک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس سے نکالا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب تیز پر او بیحیا اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگی ماہی سحر نے گولہ مارا عقاب نے گولہ کاٹا صدہا طائر گولے سے نکلے سہاک تو بھاگ کر ایک غار میں چھپا ماہی سحر کو اُن طائروں نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہے کوئی پروں سے ہلاک کیا چاہتا ہے ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طائروں نے پیچھا نہ چھوڑا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طائروں میں پھنسا پایا تڑپ کے گری ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو ٹپکے زمین پہ گرتے ہی طائر اور پیدا ہوئے اُن طائروں نے دونوں کو گھیر لیا منقاروں سے بدن کو نوچ ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونوں کی زبان میں سوئی دی اور گرفتار کر کے لے چلا کہتا تھا کہ تم ہی دونوں نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کرایا سہاک نے جب دیکھا کہ یہ حال ہوا دونوں کو چلا تو غار سے نکل کر پیچھے عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہے کہ جہاں یہ اُترتے ہیں یہ بھی وہاں اُترتا ہے مگر دشوار کی دن عقاب اُڑا ہوا جاتا تھا کہ گانے کی آواز سہاک کے کان میں آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر میں بیٹھی ہے گرد کنیزیں پریصورت رقص و سرود ہو رہا ہے گانا ہو رہا ہے عقاب اُس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اُترا سہاک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر میں اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر جام بدانجام دو چوروں کو پنجے میں دبائے ہوئے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہے پریشان ہو گئی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے جو اس طرح میرے مکان میں چلا آیا عقاب نے کہا میں عقاب ملکہ محیط جادو ہوں نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تمکو کیا حکم دیا ہے جہاں چاہو بیٹھ جاؤ کیا بی محیط سب کی حاکم ہیں خداوند ہفت پیکر کا خیال نہیں ہے اُنکے نزدیک میں بی محیط کون ہیں عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اُسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیا زبردستی ہے ہم اپنی صحبت میں غیر کا آنا پسند نہیں کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہو گی تو وہ بہت آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمہارے شوہر کا کیا نام ہے نازنین نے جواب دیا کہ سلیقا جادو اور میرا نام خفیزرنگ جادو نام ہے عقاب سنکر وہاں بیٹھ گیا اُس نازنین نے

پوچھا یہ دونوں عورتیں کون ہیں کہا انکا حال میں نہیں جانتا محیط نے کہا گرفتار کر لاؤ میں جا کے پکڑ لایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اٹھی جلتی ناگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہے بڑا بدمزاج ہے آتش قہر و غضب میں تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان میں غیر کو کیوں جگہ دی تو میں کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد میں رہتا ہے تو محیط کا خراج گذار ہوگا ضرور ہمکو جانیگا جلتی ناگ نے کہا تو جان تیرا کام جانے ہمنے سمجھا دیا کہ ایک دم آندھی موقوف ہوئی سماں سا کچھ ہوا ایک کنیز کی شکل نظر پڑی پہونچا ہے سینہ ابھارے کھڑا ہے عقاب نے دیکھا ایک ساحر اژدہا پر سوار ماران سیاہ بازوؤں میں لپٹے ہوئے نہایت کریہ منظر اژدر سے کود کر اترا مارا آستینوں کا [illegible] میں تھا پہلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کیوں ری یہ غیر کون ہے اور یہاں آنے کا کیا سبب ایک کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہنشاہ مالک میں نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب یہ شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او سیاہ تو ہمارے گھر میں کیوں آیا ازدہر نے ہماری منع بھی کیا مگر تو نے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا میں محیط کا مصاحب ہوں اسنے جواب دیا میں نہیں جانتا کہ محیط کون ہے تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہے تو یہاں سے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑوں کے کھال اڑا دونگا عقاب نے کہا تمکو تو سمجھا کیا ہے ابھی آگ لگا دونگا زوجہ تیری مجکو پسند آئی ہے اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے اچھلا کے کوڑا مارا کہ عقاب بلبلا گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب چیخا داد کرتا ہے ادھر موسیقار کوڑا مارتا ہے آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چلو میں لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکوں کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگا دی شعلہ منہ سے نکلا عقاب پر گرا عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچایا ساحر نے جو دیکھا کہ دونوں جنگ میں مصروف تھا ہیں ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ سحری کبھی زبان سے سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائیں شاید ساحر کوئی افتاد پڑے تو میں ملکہ کو موجود ہوں ملکہ تو نکل گئیں نہنگ سحری آسمان پر لہرا رہی ہے ایک مقام پر جو موسیقار نے دیپک کی تان ماری بقول حقیر فرد لوٹنے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان + پھنک گئے عشاق سارے شعلہ آواز سے + موسیقار کا یہی حشر ہے کہ شعلہ اسکے منہ سے نکلا اور جو اپنے جلنے لگا عقاب

لا کہ روکا مگر شعلہ سر پر گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب شعبدہ پرداز بود جمشید نے بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی جمشید نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو مارا بھائی اسکا جلباب جادو بیقرار ہو کر اٹھا کہا حضور کہاں جا کر خبر لوں جمشید بولی باغ موسیقار میں پتھر کی گنبد جلباب بقہر و غضب تمام چلا یہاں وہ وقت ہے کہ عقاب مارا گیا موسیقار نے حکم دیا لاشہ اس سحر کا باہر پھینکدو لاش عقاب کا باہر پھینکدیا گیا اب زرہ جو کو پہلو میں لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزیں حاضر ہیں سماک بھی بشکل کنیز و بارگاہ میں حاضر ہے ہر دم چپک جھک کر سامنے موسیقار کے گاتا ہے ناز و کرشمے دکھاتا ہے کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ منم جلباب جادو کسنے میرے بھائی کو مارا ابھی بدلہ لونگا موسیقار نے کہا جلباب ذرا ہوش میں آ کس سے بدلہ لیگا میں نے تیرے بھائی کو مارا ہے کیونکہ وہ گستاخ آیا میری تصویر پر اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اس وجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا کہ سحر کرے کہ یہیں پہنچ دیکھئے آخر دن کہ موسیقار نے پھر گنگنا کے تان ماری شعلہ منہ سے نکلا جلباب شعلہ کو دیکھکر بھاگا موسیقار نے ہر چند للکارا مگر جلباب نے ٹھہرا بھاگ کر پاس جمشید جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب تان لگاتا ہے منہ سے شعلہ نکلتا ہے کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہے میں شعلہ کو دیکھکر بھاگا جمشید نے کہا میں ابھی موسیقار کو گرفتار کرتی ہوں یہ کہکے آواز دی اری شعلہ شعبدہ باز کہاں ہے کہ ایک ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ او شعلہ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سنکر شعلہ تیر کی چلی موسیقار جا بتنگ سے کو رہا ہے اب جمشید کو خبر ہو گئی وہ اب بلا بھیجیگی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا کہا او شعلہ شعبدہ باز آتی ہے وہ مجکو لیجائیگی بیٹا جمشید آفت ہے یا گرتی چلی بارگاہ محفوظ کا جلد تک سے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزیں ایک بارگاہ لیکر آئیں کہا اس بارگاہ کو ہمراہ باغ استادہ کرو کنیزوں نے بارگاہ استادہ کی اس بارگاہ میں موسیقار آ بیٹھا کنیزیں صف باندھکر کھڑی ہوئیں شعلہ شعبدہ باز جو آکر پہونچی تو سنے دیکھا کنیزیں صف باندھے کھڑی ہیں اور بارگاہ محفوظ میں موسیقار بیٹھا ہے پکار کر آواز دی او شعلہ آ اس بارگاہ میں تو قدم رکھ شعلہ نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی ٹھہرے کے بھاگی جا کے جمشید سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ میں بیٹھا ہے وہاں میں جاتی تو جل جاتی جمشید نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہے او شعلہ فوج لیکر

جاؤ اور اس کا پیچھا کرو وہ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر تیار ہو کے ساتھ ہوئے [illegible]
سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا اب شعلہ فتح لیکر آئی ہو گی میں کیا
دیکھو بیٹھا رہونگا کہ دور سے دیکھا علم سیاہ رنگا رنگ کے پھریرے کھلے ہوئے شعلہ [illegible]
ایک تخت پر سوار [illegible] سامنے پہونچی بارگاہ کے استادہ کیلئے فوج لکارا آتی ہی موسیقار نے [illegible]
حکم دیا اپنی کل فوج جمع کرو جس وقت تیار ہوا اس وقت باغ میں آکر آواز دی ہر گوشے سے فوجیں نکلنا شروع ہوئیں
تھوڑی دیر میں چالیس ہزار ساحر [illegible] سامنے [illegible]
فوج کو [illegible] شعلہ نے [illegible] موسیقار [illegible] یہاں [illegible] جنگل [illegible]
لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں [illegible] اپنے لشکر میں پہونچا [illegible]
ستم کو لیکر اپنے [illegible] شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھا لیا [illegible] ایک قصر تھا [illegible]
نے کبھی آنکھ نکال کے شاہزادے کو دیکھا اس قصر کو [illegible] یہاں [illegible] سلام
پوچھی شاہزادے نے [illegible] قصر کے اندر جا کے دیکھا ایک تخت [illegible] بچھا ہوا [illegible]
[illegible] میں شاہزادے کو [illegible] نے سلام کیا [illegible] طلسم [illegible] ہفت پیکر [illegible]
آپکو [illegible] عیار کو [illegible] موسیقار پر [illegible] اس سے [illegible]
ان دونوں کی قضا آپکے ہاتھ سے ہو [illegible] آپکا [illegible] کیا کہ
آپ میں مقابلہ بڑا [illegible] میں آپکی [illegible] آپ [illegible]
لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پائیگا پریشان رہیگا [illegible] لوح [illegible] ہفت پیکر کا
طلسم ہفت پیکر میں جائیگا [illegible] طلسم ہفت پیکر و
مقام [illegible] سالہا سال [illegible] لیکن آپکے [illegible] اقبال [illegible]
ہر طلسم طے کرینگے [illegible] احکام [illegible] قصر [illegible] بیان کیا [illegible]
لشکر تیار ہو [illegible] لشکر تیار ہوا شاہزادے [illegible] سوار ہو کے عیاروں کو ہمراہ لیا [illegible]
آگے چلے یہاں رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبدہ باز تخت پر سوار میدان میں آئی موسیقار
کو [illegible] کا ارادہ [illegible] شعلہ [illegible] میدان [illegible]
ہو گیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دو منزل گرد شگافتہ ہوا دیکھا [illegible]

مانی ساحر ایک ہلا اور ہر سو [illegible] مین زخم کاری ہو شنگ ساحری سے کہ اسکی پشت پہ کشتی اوڑائی
اور مچھر والا کہ جب شعلہ شکست کیا اسکو ہوا لگی تو اپنی کو [illegible] تھا اس لشکر کے مقام پہنچا کے
پہونچا تھا آگر وہان پہونچ گئے اور شعلہ جادو کو آتے ہوئے دیکھا اور سرے ایسا اسم پڑھا کہ
کہ وہ اپنے مکان پہونچا سے مقام اپنے دیکھا کہ یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ وہ کم کشتی ہو چکی ہوگی یہان
شعلہ ساحر شور کر رہی ہے کہ شاہزادے نے [illegible] ہوشے اسکے سامنے آ کے شعلہ نے آواز
دی کہ کون ہو جو ہمیشہ مقابلہ کرتا ہے نکل آ تو [illegible] کی طاقت ہے یون شاہزادے نے
کہا کہ تو بغیر [illegible] کا قرار ہے یا کہان ساحر ہون [illegible] فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ نے چہرہ
[illegible] کا غصے [illegible] شاہزادے کے [illegible] کی
[illegible] شعلہ
[illegible] شاہزادے [illegible] یہ
ساحرون [illegible] ساحرون [illegible]
[illegible] ساحر [illegible] تلوار [illegible]
ساحر [illegible] تلوار [illegible] شاہزادہ [illegible]
[illegible] انسان [illegible] ساحر کو مار [illegible] ہزار ساحر [illegible]
[illegible] شاہزادے [illegible] شعلہ [illegible] کی طرف بھاگی
مانی ساحر نے [illegible] ننگ ساحری [illegible] رنگ [illegible]
[illegible] ایک ساحر [illegible] صورت [illegible] شعلہ کے [illegible] ننگ ساحری کا کشتی [illegible]
تیسرے دن مین شعلہ شکست [illegible] لشکر [illegible] آپ [illegible]
[illegible] ساتھ [illegible] کے بھاگ کر [illegible]
کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ [illegible] ساتھ [illegible]
دیکھا ایک ساحرہ [illegible] شعلہ [illegible] ساحرہ نے اسکا ہاتھ
[illegible] ساتھ [illegible] دونون کو ساتھ [illegible]
کو دیکھا [illegible] وقت [illegible] طلسم [illegible]

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہاں سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزوں سے پوچھیے انھیں کے سامنے مقابلہ پڑا امین نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پہ بلا و بدی پڑا آسیفہ سر میدان شکست بھگو دی آخر میں زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز جھپک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی حضور اسکا اقبال بلند ہے جیسی ایسا کہ بیس ہزار ساحروں سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی اب وہ موسیقار پر دباؤ ڈالیگا اس طرح اس کنیز نے باتیں کیں کہ محیط نے کہا اے شعلہ یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے پاس رہے تو بہتر ہے شعلہ نے کہا حضور یہ دونوں کنیزیں نہایت معقول ہیں خدمت حضور میں رہیں تو بہتر ہے محیط نے دونوں کو ساتھ لیا کہا اے شعلہ ٹھہرو ہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جا کر ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا کنیزوں سے پوچھا تم کو کچھ گانے میں دخل ہے ایک کنیز نے عرض کی واری میں نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا ہے کہکر سامنے آکر بیٹھی سازندوں نے ساز درست کیے گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام ہے اسنے عرض کی مجھکو گلگونہ کہتے ہیں آپکی سرکار میں رہتی ہوں مگر حضور کا کبھی سامنا نہیں ہوا آج اتفاق سے حضور کے کمال سے واقف ہوئی اب میں چاہتی ہوں کہ آٹھ پہر خدمت میں رہوں طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤں کہ اگر میں دربار طلسم کشا میں جاؤں تو گا کر انکو راضی کر دوں بی شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط نے کہا او گلگونہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تجکو دوں کہ سب کنیزیں رشک کریں کنیز نے عرض کی واری بی کیا سنیں آئیں کہ اسنے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہے کہ جہاں طلسم کشا نہ جا سکے محیط نے کہا منگل کو بی کمبل آئینگی اور جہاں لوح ہے وہاں طلسم کشا تو کیا طائر وہم و گمان بھی انکا نہ جا سکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اسکے مقام تک پہونچنا دشوار ہے وہ دن اور وہ شب تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر جھکائے ہوا پر تخت اڑاتی ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا اے کمبل تمنے سنا کہ طلسم میں کیا ہوگا کہ اپنے بیگانے ہوئے میاں موسیقار کیسے بگڑے بیٹھے ہیں ہمارے بلانے سے

نہیں آتے طلسم کشا انکے مقابلے مین آتے ہین گنگا گونہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کہا ان کیا کیا ہی لوح کی تو حفاظت ہی یہ تو مجال نہیں کہ طلسم کشا وہانتک جاسکے اور لوح پہ دسترس پانا ہو کمیل نے کہا اے محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کرین کہ لوح لیلوین تو وہ کبھی وہانتک نہ جا سکین اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمہاری محفل مین ہو محیط خاموش ہو رہی گنگا گونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوئے گنگا گونہ نے اشعار عاشقانہ محیط کے روبرو اس طرح گائے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفین کین کہا اے محیط اگر تمہارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گنگا گونہ کو ہمارے ساتھ کردو کہ اسکو اپنے مقام پر لیجائین محیط نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اٹھی گنگا گونہ کو تخت پر سوار کیا اڑ چلی طرف آسمان کے ایک دوسری کنیز بھی کمیل کے ساتھ ہوئی کہ جس گنگا گونہ سے محبت بیحد انہیں ہوئی کمیل نے آہستہ سے اسکو بھی تخت پر بٹھا لیا گنگا گونہ بیٹھی سامنے دوسری کنیز لیئے ستار بجاتی دونون ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہولین تخت اسقدر بلند ہوا کہ انسان کی آواز نہین آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہوا ہے اسمین کمیل آکے داخل ہوئی انیس جلیسین دوڑی ہوئی آئین تخت سے کمیل پیادہ کو اتارا کمیل نے اترتے ہی حکم دیا کہ جلسا آراستہ ہو وہ گانا آج ہوگا جو کبھی نہ سنا ہوگا کنیزون نے جلسا آراستہ کیا کمیل مسند پہ آکے بیٹھی کہا ان اے گنگا گونہ تمہاری آواز دل مین سوراخ کرتی ہے کچھ گانا شروع کرو گنگا گونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات   ضبط کرتے نہ ہوا آخر کار آج کی رات
ہول آتا ہے سیاہی سے شب فرقت کی   گیسوئے یار کے ہے تیرہ و تار آج کی رات
شب آئندہ پہ موقوف رہا وعدۂ وصل   دیکھیے کٹتی ہے کیونکر دل زار آج کی رات
خواب غفلت مین کبھی اے یار رہا تیرا خیال   [illegible] آج کی رات
اسکے جوبن مشغلہ عالم تنہائی ہے   گنتی ہون تارے گریبان کے تار آج کی رات
دل جگر آتش فرقت نے جلائے اور آہ   ساتھ ہر سانس کے آتے ہین شرار آج کی رات

کمیل بہت خوش ہوئی کہا اے گنگا گونہ کیا کہنا گنگا گونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے ابھی تو

کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت میں رہیگی مگر کیون حضور یہ بتاؤ مین جو قصر کو آہنی کیون قفل لگا ہی کمیل نے کہا اے گلگونہ حقیقت مین تم اس رنگ مین گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتائیے کمیل نے کہا اے گلگونہ یہ بات کہنے کی نہین ہی لیکن مکان مین لوح طلسم ہفت پیکر کی آہنی ایک تختہ سنگ رکھا ہوا ہی اسپر گلدستہ ایک نبات کا رکھے ہین جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ مین لوح ہی وہ شگفتہ ہو جائیگا ہر غنچہ اشارہ کریگا کہ طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ بڑھائیگا تو اسی گلدستہ پر ہاتھ پڑیگا جس گلدستہ مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسی لیے مین نے سکونت اپنی دنیا سے کنارہ کر کے باغ مکانات سے ترک کیے اس مقام پر رہتی ہون پہلے بزرگون کے وقت سے یہ خدمت لوح سپرد ہی آج ہی آدمیون مین تم یہان آئی ہو گلگونہ نے کہا واری حقیقت مین یہان کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی ایکی مرضی ہو تو مین آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤن کیا وہ کیا خوب ساز بجاتے ہین جب انکے لبون سے کہیگا تا آواز ہو وہ ساز بجائین اور مین گاؤن کیا عجب ہی کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد فردوسی شریک صحبت ہو اور رقص فرمائش کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گاتا تا شعر دار ہو مین تا بجا سکین کبھی اپنے بھائی کو صحبت مین بی چھوڑتی کبھی نہین لاتی وہ ایک آوارہ مزاج ہین مگر حال لوح سنکر مشتاق ہون ذرا سویرا ہون کہ مجھے دکھا دیجیے کمیل نے کہا اے گلگونہ آجکل طلسم مین انقلاب ہی مین تا کھوٹی روز زمین پہ جاتی ہون اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہون آج تمکو تنہا دیکھکر بھائی کا کہنا ہی تو بہتر نہین ہم تمکو البتہ یہ مناسب نہین بلا یا کرینگی گلگونہ نے کہا واری مین بھائی کو لے کے اسکو وہ دکان پر کھڑا کرونگی آپ دونون کو اٹھا لاؤنگی اسی قصر مین بیٹھونگی اپنے لطف سے آپکی خدمتگاری کرون کہ آپ بہت راضی ہون کمیل نے کہا اے گلگونہ مین چھوڑکے دکان کو تنہا کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت ہو جا کہ وہ دکان پر کھڑا ہین کیا صلاح کرونگی اگر آنکی رائے ہوگی تو اٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو کبھی اب نہ لاؤنگی یہ جتنی کنیزین اور بیٹی میری ٹھہرتے ہین صبح ہوئی اس مکان مین رہتی ہین سون زمین کی طرف نہین جاتی اسی قصر مین رہتی ہین اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہی گلگونہ نے کہا تمکو تم

کہ وہ دہقان کے گھر بیٹھا ہے جب میں اپنے بھائی سے جا کر ملوں اور اس سے یہاں کا حال کہوں بھائی صاحب آنا قبول کریں گے جیسا مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا کمیل اسی وقت ان دہقانوں کو لیکر ہوا پر کہ وہ دہقان کے گھر پہنچی وہاں ان دہقانوں کو اتارا [illegible] کا گھر [illegible] وعدہ کیا کہ جب [illegible] کو [illegible] ہو [illegible] کی طرف چلی اور کمیل جمشید کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اس [illegible] تو ایسا [illegible] کہ کچھ [illegible] ہو گیا [illegible] جب [illegible] میں بڑی دل کا [illegible] کہا میری بھی کیفیت [illegible] بات کو [illegible] سوائی تو خدا وند کو خواب میں دیکھا فرمانے لگے کہ [illegible] کمیل [illegible] ایک کام کرو شہر یار شمس چراغ کے گھر جاؤ وہاں [illegible] وہاں سے [illegible] طرف سے [illegible] شمس چراغ [illegible] سب حال معلوم ہو جائیگا [illegible] کمیل [illegible] تھا قفل [illegible] دیا تھا [illegible] اژدہا [illegible] روشن چراغ [illegible] فرمانے لگا ایک آسمان [illegible] طلسم [illegible] ایک [illegible] کمیل نے [illegible] قفل کھولا اندر [illegible] سارے مکان میں [illegible] ایک گوشے میں چراغ روشن [illegible] سارے [illegible] کو روشن کر [illegible] کمیل [illegible] اژدہا اور [illegible] طلسمی [illegible] چراغ کی [illegible] ایک چہرہ [illegible] پیدا [illegible] طلسم [illegible] طلسم کشا [illegible] طلسم [illegible] مقام [illegible] نگہبان [illegible] طلسم کشا [illegible] طلسم کشا کا [illegible] طلسم کشا [illegible] پائیگا [illegible] اہل طلسم [illegible] مقام [illegible] انتظام [illegible] کمیل [illegible] کمیل [illegible] چراغ روشن تھا [illegible]

آنے سے گل ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزارہا طائر اڑ رہے ہیں پکار رہے ہیں اے کمیل یہاں کیوں آئی کیونکہ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہو اہل طلسم کی بادشاہی ہے ایک طائر نے پکار کر آواز دی اے کمیل یہ شعبدے سے کبھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سن لو

سیکڑوں دن میں کرتے ہیں گریہ تا شام بیٹھ
سیکڑوں دن میں گزرتے ہیں یارا بھی صبح و شام بیٹھ

کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
بیٹھتا ہے وہ سرو گل اندام بیٹھ

مردے بھی اٹھتے ہیں زندوں کے کوچے کی
شہر کرتا ہے بپا محشر جب خود کام بیٹھ

صبح سے لے صبح تک فغان یا وہ یا
ہیچ یہ رہبر کیا کیا شام سے تا شام بیٹھ

سیکڑوں بھاگ بیٹھے گریہ رو کرتے یار
اے جنون کا دیکھو کس کس ابلا [illegible]

کیفیت کی میں آتا غالب یوں اکیلے [illegible]
از قدر ساقی سے تھک کے اور دکھا [illegible]

کمیل بحیرت دیکھ رہی تھی کہ وہ طائر طرح طرح کے اشعار گانا پایا جب گا چکا ادھر سے شعلۂ آتش بھڑکا جسکے سب طائر جلکر خاک ہوئے اون طائروں کی خاک قصر پہ گری اور وہ طائر بھی تڑپ کے گرا ایک چیخ ماری کہ اے کمیل یہ تماشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہاں آئیگی تو جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر چٹخ کر ٹکڑے ہزارہا شعلے نکلے کمیل گھبرا گئی بیقرار ہوکر بھاگی دور جاکر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہاں سے بھاگی ہوئی پاس تخت جادو کے آئی سب حال بیان کیا تخت جادو نے سر پیٹ لیا کہا اے کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم میں اندھیرا ہوگیا میں پہلے جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی پھر تعجب ہوا کہ تو پر طلسم کشا مقام لوح کو دیکھ گیا اب تم جاؤ یہاں آنا موقوف کرو لوح کے انتظام میں مصروف ہو کمیل نے قصر میں آکر اس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مہر صبح پوش نوجوان نام سے عشق و محبت سے بالکل نابلد آٹھ پہر یہی کہتی تھی کہ عشق و محبت کیا چیز ہے اتفاقاً ایک روز یہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا کہ اے مادر مہربان آج مجھکو یہ خیال ہے کہ مقام لوح پر طلسم کشا ضرور آئیگا قصر چراغ میں سن آئی ہیں سب حال روشن ہوا اب مجھکو حکم ہو میں یہاں سے نکلوں جاکر حال طلسم دیکھوں اور یہ بھی دریافت کروں کہ طلسم کشا کون شخص اس مکان میں لائیگا کیونکہ وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کرے کہ طلسم کشا اگر قید کر لاؤں تو کمیل نے کہا اے نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہین ہی لیکن جہان وہ گرفتار رہا وہ مقام مٹتا ہی گرفتار کرنیوالا بلا مین پھنستا ہی شہرت نے کہا ای مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جلیہ حالات آپ سے کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا ای نور نظر دیکھوں تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کرکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا ای شہرت جمال بیمثال طلسم کشا دل کو ہلا دیتا ہی ماہی سحر اور نہنگ سحری عاشق ہوکر یہی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اُسے نہ دکھلانا مین کمیل کو کیا منہ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپکو ناحق یہ خیال ہی اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا پہلا زوال تو میری مان ہی پہ ہوگا بھلا مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہی اب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سماک نہنگ سحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ کے عرض کی کہ حضور بمقام لوح دیکھ آئے سماک نے دوبارہ بھی کہا ہی کہ مین اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لیچلیے رستم نے کہا مین یہ کہ نہین جاتا اس صحرا سے کوچ کر صحرائے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگاؤنگا مین سب سرداروں نے بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہان سے کوچ کرین بیشک اُسی صحرا مین انتظام بن پڑیگا آفتاب نے اُٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہین ای شہریار یہی مناسب ہی طلسم کشا نے اُسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہی اُسنے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے بھی مجبور ہوکر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہی کہ حضور سے آمادہ جنگ ہوا ہی معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہی موسیقار طبل جنگی بجواکر بیٹھا ہے جلترنگ پہلو مین ہی شراب پی رہا ہی ہر مرتبہ دوجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہے ای جان جہان دیکھا تمنے کہ بوجہ محیط مجھسے آزردہ ہو مین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ شوہر سے کہتی ہی اب آپ سے اور محیط سے صفائی ہو گی ہین لے خواب مین خداوند ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی دکھا دیا

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلترنگ اُٹھی شوہر سے کہا تم بھی اُٹھو استقبال کرو تو صدا کی بیٹی آئی ہو موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا کہ عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہو عجب محبوب مرغوب ہو بقول شاعر لطف

کیا کہوں طرز دیکھنے کی آہ
دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
کیا کہوں کیسا قد بالا ہی
قالب آرزو میں ڈھالا ہو
ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب
پیکر نازک اسکا سب محبوب
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
کچھ کبھی نسبت ہی تجھکو سودا ہی
کالے کوسوں کی رات کا کیا ہو
اُسکی زلفوں میں دل گئے نہ پھرے
رہیے سنبل کے بیچ ہاتھ دھرے
اُس جبیں سے ہی دل کی کب جاذب
صبح صادق کا دعویٰ ہو کاذب
وہ بھنویں کبھی کسی نے دیکھی ہیں
یہ کمانیں کسی نے کھینچی ہیں
پھرتی پلکوں کی اور سب کی نگاہ
چشم پر میرے تیری چشم سیاہ
صبح رخسار آئینہ سے صاف
جو نہ ٹھہرے نگاہ رکھیے معاف
کیا چمکتا ہو ہاے رنگ قبول
جیسا نکھرا گلاب کا سا پھول
ہو دہن تنگی سے سخن کوتاہ
کچھ نکلتی نہیں سخن کی راہ
برگ گل سے زبان ہو نازک تر
پھول جھڑتے ہیں بات بات پر
کیا کہوں کم ہیں ایسے شیریں گو
وہ زبان کا قفس میرے منہ میں ہو
دمبدم سوے گوش اشارۂ صبح
گوہر گوش یا ستارۂ صبح
کنج لب آرزوے جان و دل
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
اُن لبوں سے جو کوئی کام رکھے
قند و مصری کو کیوں نہ نام رکھے
ہو تبسم سے لعل کا دل خوں
ہنستے دیکھیں تو سنیں مجنوں
رہے گردن میں میری اُنکے ہاتھ
یہ تو یارب ہو میرے جی کے ساتھ
لب ہلے تو گلے لگا کے رہوں
تیغ سے پھر جدا کریں تو نہ ہوں
شانہ و دست و ساعد و بازو
دل کشی میں تمام یک پہلو
ہاے اُس سے خدا جدا نہ کرے
دور اُس سے رہوں خدا نہ کرے
صدر سے لیکے تا بحلقۂ ناف
چُپ کی جاگہ ہو کیونکہ کہیے صاف
اسکے پھر آگے غنچۂ گل ہے
اس سخن پہ بہت تامل ہے
گم ہی نظروں سے وہ کمر باریک
ہو نہ آنکھوں میں کیوں جہاں تاریک
ٹک اگر لچکے تو قیامت ہی
پھر قیامت تلک لطافت ہو
وہ قدم کاش فرق سر پہ ہوں
ساق سیمیں مری کمر پہ ہوں
ناخن پا حنائی ہیں ایسے
برگ گل ہاے سرو ہوں جیسے
گل و بلبل ہیں سب تماشائی
آ گئے جس طرف بہار آئی
طرز رفتار جیسے افسوں ہو
رنگ رفتار دیکھ مجنوں ہو

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا پکار پکار کر آواز دیتا ہی آئیے میری آنکھون پہ قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سنا کو جو رسم صحبت سے ناواقف تیور پہ بل پڑ گئے کہا اے موسیقار ہوش مین آ یہ باتین کیا نکالین ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلترنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا صاحب سنبھل کے بات کرو وہ دارالطلسم کی بیٹی ہی ہمین معلوم کس وجہ سے آنا ہوا موسیقار نے زوجہ سے کہا مین کیا کہون صاحب میرا دل نہین مانتا اب زن و شوہر دونون منتین کرنے لگے کہتے ہین بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا مین اس صحبت مین نہ بیٹھون گی اپنا حال دیکھ کر ٹپکے پڑتے ہو موسیقار نے دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤن شہرت نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے مین ڈالتا ہی دونون لشکرون مین طلاطم پھر رہے ہین رستم خود طلایہ پہ ہین شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا موسیقار نے بگڑ کر کہا کیون جان جہان یہ کیا بے ادبی ہے مین نے طمانچہ کھایا خاموش رہتا ہون مگر اب سمجھا کے کہتا ہون کہ میرا دل بہت بیقرار ہی یقین ہی دل پہلو سے نکل جائے آنکھون پہ میری قدم رکھیے مسند پہ بیٹھیے مین مثل چاکران کمترین خدمتگذاری کرون شراب پلاؤن اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤن شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کیا چاہا نکل جاؤن یہان نہ بیٹھون مین تو تدبیر مین طلسم کشائی کی آئی تھی اسنے اور فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری منھ سے شعلہ نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا تب موسیقار پکار اٹھا ارے صاحبو میری جان جاتی ہی اسکو پکڑ لو مین بجبر وصل حاصل کرون کہ دل کو آرام ہو تمام کنیزین دوڑ پڑین چاہا شہرت کو پکڑین شہرت ہنسنے لگی گلزار نام کنیز پچاس کنیزون کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار اٹھی نظم

تمھارے ہاتھ سے تنگ آگئے ہین خون بہا کرکے
بمجبوری گلہ کو کاٹتے ہین تیغ پہ مرتے ہین

رہ خوف الفت مین قدم اکثر تا دھرتے ہین
تمنا زندگی کی ہی نہ مرجانے سے ڈرتے ہین

محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پیادے سے
بٹھائے دیتی ہی تہ کو قضا جون جون ابھرتے ہین

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزاروں پر
زیارت کو فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں
بحمد اللہ محبت دونوں جانب سے برابر ہے
وہ ہم پر جان دیتے ہیں اگر ہم ان پہ مرتے ہیں
طبیعت ہو گی برہم جیسے ناحق آپ الجھیں گے
خبر لیجے ہوا سے بال زلفوں کے بکھرتے ہیں

شریک بزم ہیں اتنا یہ دوستوں کی پاس خاطر تھی
نہ سمجھو انکو زندوں میں کسی پہ زندہ مرتے ہیں

گلنار کے ساتھ پچاس کنیزیں مل کر گانے لگیں گلنار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور والا دختر بلند اختر تو خداے طلسم ہیں ہماری مجال ہے کہ ہم آپ پر سحر کریں جو حکم ہو بجا لائیں شہرت نے ہنسکر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مار لو یہ پچاس کنیزیں ساری فوج پر جا پڑیں سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے تیر مارے تیر پھینکے اسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر میں طلایہ دے رہے تھے یکایک دیکھا لشکر دشمن میں ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکہ ہاے ابر سحر کڑکنے لگے برق شمشیر چمکی سپر کمان کڑکی نیزے بلند ہوے رستم نے سماک سے کہا دریافت کرو لشکر دشمن میں یہ کیا ہنگامہ ہے سماک نے عرض کی شاگردان حقیر وہاں موجود ہیں خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چاروں مخبر خبر لیے ہوے مثل اربع عناصر افتان و خیزان ظاہر ہوے اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے شاہی بجا لائے۔ نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
گل شمع تا بہ بود روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بکام تو باد

اے شہریار شہرت مرصع پوش دختر کیل نہیں معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار میں آئی وہ اسیر عاشق ہوا چاہا جبر کروں وہ صاحب عصمت مصروف جنگ ہوئی تیس ہزار لشکر موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہے ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے لیکن انتہا کی زخمی ہو گئی ہے کیا عجب ہے جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جاے نام شہرت سنکر رستم کے دل پر تاثیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش ز جان آرام برباید ز دل ہوش
ز دیدن ہیچ اثرے درمیانہ کند عاشق کسان را غائبانہ

رستم نے فرمایا کیوں سمک اس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہو ہمراہیان ساحر اس پاکباز کو گرفتار کریں اور بظلم پیش آئیں یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر کھڑا ہوا سامنے آیا عرض کی اے شہریار حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہے اگر حکم ہو تو ان ناہنجاروں کو جا کر سزا دوں رستم نے کہا بہتر میں بھی چلتا ہوں آفتاب جھک کر آگے بڑھا آتے ہی ہوا گرم کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوئے پانی پانی کہکے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے سایہ میں پشت بیخ نخل سے لگائے ہوئے اپنے کو سنبھالے ہوئے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑوں ساحر کنارا کرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہیں کوئی منہ کے بل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا تا بہ لب چشمہ پہونچا اپنے کو پانی میں گرا دیا غرق دریائے لعنت ہوا اکثر اپنے گلے کا طوق بوجہ زنجیر پا بعض کنوئیں میں گرے یوں آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہاں سے آئی اس درجہ بڑھ گئی کہ سب ساحر بدحواس سبکو شکایت پیاس کی ہے کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت سپر شمشیر لیے ہے میں جرأت بات بات میں اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے سحر کر رہا ہے جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحروں کے سر اڑ گئے جب شہرت کے پاس سے مار کر ساحروں کو بھگا دیا تو شہرت نے پکار کر آواز دی اے شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت میں تو نے ساتھ دیا دشمنوں کو مارے آفتاب نے کہا میں غلام ہوں طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا ہوں ایسا سمجھ کہ طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور آکر اس لشکر کا شریک ہوا آفتاب میرا نام ہے اور اے ملکہ عالم تمہاری خبر بتفصیل شہنشاہ آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جا کر شہرت مع جمیع پوش کو بچا خود بھی آیا چاہتے ہیں کہ ہولے سے نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی آواز آئی نعرہ منم رستم ارشد اولاد امیر عرب + کہ ہست عالم شاہ و رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی منم فیل در + کہ بر تخت مردوں افگندہ شور + منم شیر دل صف شکن پہلوان + منم نور چشم صاحبقران + تیغہ بکف [illegible] کلاہ [illegible] گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم اپنے بڑھتے چلے آتے ہیں

عجب جمال باکمال ہی کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہوگئی بیقرار ہوکر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون آفتاب نے گولا مارا سر اڑگیا صدہا کنیزین قتل ہوگئین شور موقوف نہین ہوتا شہرت نے جو جمال بیمثال کو دیکھا ہر چند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہی کہ اپنے پاس کسی کو آنے نہین دیتی مگر جمال رستم دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اٹھاتی ہی تو یہی دیکھتی ہی کہ رستم بھی یہ نگاہ اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہی بقول شاعر نظم

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
دل پہ کرنے لگی تپ غم ناز
رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
چاک کے پھیلے پاؤن دامان تک
طبع نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا
سوزش غم نے دل مین جا کی
داغ نے آ جگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھدیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر لڑنے سے معذور ہو تو ہوادار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ مین پہونچا دین جلترنگ زوجہ موسیقار نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین جلکتی پکار کر آواز دی او شوخ دیدہ ہمارے شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی تیری مان کو اطلاع کرونگی یہ جو جلترنگ نے کہا شہرت نے گلنار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلنار نیمچہ کھینچ کر جلترنگ پر جا پڑی جلترنگ نے وار اسکا روکا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے گرا کر سر تن سے جلترنگ کا اڑگیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک چاک کیا زوجہ کے غم مین خاک اڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ ای فراق نصیب دونون مین فراق تو کر دے گولہ جا کر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ زمین تھرائی آواز آئی او شہرت کیا کرتی ہی اندھیرا ہوگیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین جب اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ کمر مین شہرت کی پڑا ایسا ہوا کہ آسمان ہوا متوجہ ہوا کہ آنکھین شہرت کی بند ہوگئین بعد عرصہ دراز کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو زنگیان ساٹھے کمل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہین کہہ رہی ہین کیون ملکہ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کر کے کہا او مادر مہربان اصل

کریں برائے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا لازم جانکر اُتر پڑی اُسلئے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالیں ہیں نے اُسے طمانچہ مارا مجھے غصہ ہوا تو اسکا کہا سخت کہے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤں اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر میں طلایہ دے رہے تھے مجھکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپہنچے موسیقار نے آج وہ حرکتیں کیں کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائیں تو آپ پر حال کھلے کمیل نے بہ نگاہ قہر وغضب طرف اُن زنگنوں کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو بلائیں جو ہمیشہ ہمسے بغض وحسد رکھتا ہو جلد جاکر لاؤ وہ دونوں زنگنیں شہرت کا ہاتھ چھوڑ کر تڑپ کر روانہ ہوئیں اُسوقت پہونچیں کہ یہاں جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی میں یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ترک کرنی تجھے اے شوخ ملاقات نہ تھی
گرمیِ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی
آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی
کیا تکلف تھا بھلا قیس میں جو تجھ میں نہیں
عاشقی جتنے میں اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی
تب سے وارفتہ ہوں اے یار ترے جلوہ کا
جسد و روح میں کبھی جبکہ ملاقات نہ تھی
زندگی ہوگئی آنے سے تمہارے ورنہ
جانی بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی
بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لائی نسیم
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی
فخر کرتا تھا مسیحا کو وہ کتنی پہ لب یاد
معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی
وصل کی شب کبھی رہی وصل کی حسرت لیکن
تب وہ بیمار ہوے نیند سے جب بات نہ تھی
ایک کلمے میں کیا تو نے دو عالم کو بلیغ
اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی
چار دن زیست کے جو چاہے سو کہ لے ثاقب
پیشتر ازیں خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

رستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش میں نہیں ہیں کہ شہرت کی یاد میں بیقرار ہیں ایسے عالم میں گرفتار کروں جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغ ہفت جوہر چمکایا موسیقار دیپک کی تانیں لگا رہا ہے شعلے بھڑک کر آتے ہیں سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے ہیں رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ ماروں کہ سر موسیقار کا اُڑ جائے کہ وہ دونوں زنگنیں تڑپ کر گردن موسیقار کی کمر میں بھینچ دیا اور چلے آڑ میں اس زور سے ہلکہ دیا

کہ موسیقار بیہوش ہوگیا بلندی پر جاکے جو ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنگنین مجھکو لیے جاتی ہین دیپک کی تانین مارین شعلہ مُنھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف نیچے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا کمیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اسے گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگنون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین اُنکا جانا مجھپر شاق ہوا وہ غفلت مین تھین ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعۃً پہلو سے قصر کے ایک ساحر سیاہ رو بدہیبت ہتکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہے کمیل نے کہا کہ وہ سیاہ پر موسیقار میری کنیزون کو جلا ہو جاکر اُسے لا خبردار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ ایک کنیز جل رہی ہے اور ایک اُسپر مینھ برسا رہی ہے مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہے آگ پر روغن ڈالا موسیقار کھڑا ہنس رہا ہے کہتا ہے میرا سحر ایسا ہے کہ یہ زنگنین بچ جائین بی کمیل کی شامت آئی ہے یہان سے تا صحراے محیط جلا دونگا آگ برسا دونگا کہ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہے موسیقار نے چاہا کہ گنگنا کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلا دون کہ اُسنے آسمان سے اُتر کر منھ پر ہاتھ رکھ دیا زنجیر گلے مین ڈالی کمر مین پنجہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کر لیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی دوسری پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا مین کچھ نہ کر سکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھبرائی تھی مین بھی جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی کمیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار کو گرفتار کیے ہوے لاکر پہونچا کمیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرتا تھا موسیقار نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلے کو روکا سر پر موسیقار کے ہاتھ رکھ دیا سر سے شعلہ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہوے کمیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا لو بی بی تمھاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کو تمھارا کیا حال کرون شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہے کمیل نے ایک قفس منگایا کہا ابھی تو نظر ظاہر مین تمھاری کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہے جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح جیتیگا تب تمکو رہا کر دونگی شہرت نے کہا اے مادر مہربان اختیار ہے جس حال مین چاہیے رکھیے کمیل نے شہرت کو

قفس میں بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہاں گلدستے لوح کے رکھے تھے اسی مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا دیا شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر پکارتی تھی کہ ای طلسم کشا تمہارے جرم عشق میں مثل جانور کے گرفتار ہوئی افسوس یوں بیکار ہوئی۔

نظم

بجز فتور عناصر میں اعتدال نہیں
یہ کیا ہے آب و ہوا میں جو اعتدال نہیں
کٹا ہے گال یہ کیوں لال لال نہیں
جما ہے اُسکے شہیدوں کا خون گلال نہیں
نہیں دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور
یہ کیا ہوا ہے الٰہی کہ اب جلال نہیں
وہ کون لوگ ہیں ای دوستو کہ جیتے ہیں
یہاں تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہیں
میں ہجر یار میں مر جانے پر بھی راضی ہوں
فراق روح بدن ہو اگر وصال نہیں
ہوں اپنی جان سے بیزار ایسا فرقت میں
کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہیں
سوال جلوۂ دیدار اس سے کر بیٹھوں
کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہیں
جنوں ہمارا ہے اسکو وہ دشت وحشت خیز
کہیں ان منزلوں گرد رم غزال نہیں
وہ بے نظیر ہے اسکا کوئی نظیر نہیں
وہ بے مثال ہے اُسکا کوئی مثال نہیں
یہ وجد کیا ہے جو ٹھانا ہے حسن نے اُلٹا
اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہیں
نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال
یہ حال ہے کسی محفل میں حال قال نہیں
کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیگا
مثال جادہ جو اُس رہ میں پائمال نہیں
زمین سے عرش تلک جا سکے شوخی آہ
بجز بشر یہ فرشتہ کی بھی مجال نہیں
نگاہ یار سے ہی سبزۂ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں
بچاؤ الفت گیسو سے آپکو آزاد
بڑی بلا میں پھنسوگے جو تمھیں خیال نہیں

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم میں یہ حال ہے کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہے اور قفس میں تڑپ رہی ہے لیکن رستم اُس جنگ کو فتح کر کے بیٹھے بارگاہ میں آئے اب خیال شہرت بندھا اضطراب ہوا ضبط نہ ہو سکا آیا عرض کی ای شہریار شہرت پر کوئی آفت پڑی ہے یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوئے تب نہنگ بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جا کے قصر کمیل سے خبر لاے رستم نے خوش ہو کر کہا ای نہنگ بحری اگر خبر اُس محبوب مطلوب کی لاؤ تو تم پہ احسان ہوگا نہنگ بحری نے عرض کی اگر لاکھ جانیں ہوں تو

تو قدم اقدس پر نثار کروں حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے ای ہُشنگ جگری ایک کام کرنا اول تو اپنے کو بچانا مجھے کے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہے وہیں سے بیٹھے بیٹھے اسنے انتظام کرلیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھیں اسکے ساتھ کیا کرے ہشنگ جگری نے عرض کی کہ اس صورت پر جاتی ہے سارک نے ایک نامہ طرف محیط کے لکھدیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلا تکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دیتی ہے وہ نامہ ہشنگ جگری نے جھولی میں رکھا پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزوں سے کہا ہے میری بیٹی بچہ ہے سو مہیار نے قصور پیدا کیا استقبال نہ کیا تھا اگر کلمات سخت کیا ضرور تھے ان لفظوں نے اسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا کنیزوں نے عرض کی حضور آپکو یہ مناسب نہ تھا کہ ایسی بیٹی کو بے خطا اس طرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہوکے بیقرار ہے کہ قفس میں تڑپ رہی ہے مثل طائر نوگرفتار قفس کی مصیبت سہتی ہے آفت اک کنیز نے بڑھکر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجیے قفس سے نکلوا دیجیے دوسری کنیز نے بڑھکر عرض کی آج صبا ہر طرف سے صحرا سے محیط کے آئی ہے کمیل نے حکم دیا بلالو ہشنگ جگری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ میں دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب دیا کہ ملکہ عالم کو جواب دینا میں نے انتظام کے لالچ میں بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجالاؤں ہشنگ نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہے کہا یہ سامنے جو قصر ہے اسمیں قفس لٹکا رہا ہے جس جا سے جا کے دیکھا اگر سمجھا تا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محیط طلسم کشا کی آفت ہے ہر روز معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بچانا مشکل پڑیگی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند لقا پر غارت کریگا یا جاکر بنا دیں یا جنگلوں میں آوارہ کریں نہیں معلوم کیا آفت کریں ہشنگ اسی وقت اس قصر کے کمرہ کے اندر گئی دیکھا ایک تختہ سنگ زبرجد کا رکھا ہے اتنا وسیع تختہ ہے کہ چھپر اسی جگہ سے رکھے ہیں ایکبار رنگ ایک ڈھنگ پھولوں کے گل سرنگوں بیٹھے دھوپ سے بیتے مرجھائے ہوئے شاخوں میں سر جھکائے ہوئے ایک طرف قصر میں قفس شہرت لٹکا رہا ہے ہشنگ نے قریب آکر کہا کہ ملکہ عالم نے بھیجا ہے میں ہوں ہشنگ جگری وزیر زادی ماہ رخ کی منظور نظر عیار طلسم کشا آپکے واسطے طلسم کشا کا عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے آخر مجھکو اس قفس سے بھیجا کہ محیط کی نادار بنا جاؤ تو کیا بات ہے کہ مجھے بیقرار ہوکر جاکر بلکہ تم سمجھاؤ خبردار اقبال پر طلسم کشا کے نگاہ ڈالنا شہرت رونے لگی

کہا ای نہنگ بحری تمنے کمال کیا کہ اس قفس سے مجھ تک پہونچیں طلسم کشا کو سمجھانا کہ حضور یہ مصیبت بھی نکل جائیگی انشاء اللہ آپ سے ملینگے کچھ آرزو کہینگے محبت آپکی ہماری جان کے ساتھ ہے دل ہمارا آپکے حلقۂ زلف میں پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہے کہ تم یہ پیغام کہنا کہ ہم بھی انشاء اللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپکی ملاقات کو آئینگے وہاں آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتیں شہرت نے کہیں کہ نہنگ بحری خود چوٹ کھائے ہوئے تھی بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمایئے دل ہمارا نہ دکھایئے آپکو آکر طلسم کشا رہا کرینگے اور لوح بھی لینگے طلسم کشا وہ صف شکن اور تیغ زن ہیں کہ کسی ساحر سے نہیں ڈرتے آج تک تو اُس شیر نے خوف نہیں کیا کیسے کیسے پہلوانوں کو مارا کہ جنکا مثل نہ تھا میں اُنکو یہاں تک پہونچا دونگی لو خدا حافظ اُسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ اور شہرت کا بلک بلک کر رونا کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہے کہتی ہے دیکھو صاحبو ایک کنیز نے تو جاکر شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہے اگر تم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہے کہ جو اسکے دلمیں خیال طرف سے طلسم کشا کے ہے نکل جائے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہے دروازہ پر سر ٹکرا رہا ہے کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاندھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار کان کو لگا کر کچھ کہتا ہے کنیزیں نہیں سمجھتیں کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہیں چہرہ سرخ ہو گیا طائر اڑ گیا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بحری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر نکلی کمیل نے کہا اری میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہے بھلا تجھے کس مکان سے بھیجا ہے اب نہنگ بحری گھبرائی کہ اتنی دیر میں کیا ہو گیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیوں پوچھتی ہے نہنگ بحری چپ ہوئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا ناظر ہوا ہاتھ نہنگ بحری کا تھام لیا اور کہا کیوں مکارہ شہرت سے باتیں کرنے آئی تھی طرف سے طلسم کشا کے تسکین دیتی ہے اور کمیل سے کہا کہ اے ملکہ عالم اس مکارہ کو آپنے پہچانا یہ ہی بحر کی وزیرزادی ہے عیار ہے عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بحری کو گرفتار کر لیا کمیل اُٹھی کہ نہنگ بحری کو طمانچے مارے نہنگ بحری نے کہا اے کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق جوہر سمک بلدائی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا یہ سنکر کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بحری کو قفس میں بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین دیتی تھی کہ

تھوڑی دیر مین دیکھا نہنگ بحری قفس مین دشمنون کے بس مین لاکر برابر شہرت کے قفس نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیون شہرت جس بات کو ہمنے منع کیا وہی حرکت تو نے کی معلوم ہوتا ہی اس حیلہ مین تیری قضا ہی مین نے تو دھوکا کھایا لیکن مجھے بتا دو کہ اُسکے یہان کنیزان ساحری موجود ہین اُنھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو مین وقت یہ خبر بھیجی طائر نے آکر سب حال مجھ سے کہدیا تعریف خداوند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھاری دختر عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کہکر شہرت پر غصہ کیا مکان بند کر کے چلی گئی شہرت و نہنگ بحری آپس مین باتین درد آمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہی ملکۂ عالم افسوس یہ ہے کہ سہاب کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہان کسی ترکیب سے پہونچاتا ہمکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہی اے نہنگ ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور رنج و غم سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے کب ہمارا نتیجہ مدعا ظاہر ہوتا ہے نظم

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا
زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا

شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا

دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر
مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا

نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین
ہما کے سایے کو سر پر سے ہی ہٹا جاتا

ترے مقام کا اے دوست گر نشان ملتا
ہوا سے آگے رہ شوق مین اُڑا جاتا

وہ کروٹون کا بدلنا کہان تاب و طاقت
ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا

نکرتی موت اگر جسم مین مسیحائی
مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا

جنون و وحشت نہوتا جو دامن صحرا
نکالے مین کدھر دل کا حوصلا جاتا

نہین ہی کوئی پس از مرگ گاڑنے والا
مین زندہ خاک لحد مین ہون گڑا جاتا

نکر تو گرمیان ای برق مثل نخل چنار
مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا

نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جان کاہ
بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا

جو گاہ گاہ کبھی ہوتا وصال یار نصیب
غم فراق کا بیمار نہ کہا جاتا

اکیلے منزل ہستی مین کیا کرو گے رہا
چلو عدم کو ہو یارون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونوں اس حال پر ملال میں شکایت فلک کر رہی ہیں سماک کا نام لیکر نہنگ بحری روتی ہے اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہے یہ دونوں اس حال میں ہیں مگر جب کئی دن گذرے رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا کئے دیکھا شہرت مرصع پوش قفس میں بند رو رہی ہے رستم نے پوچھا ملکہ تمھیں قفس میں کسنے بند کیا شہرت نے رو کر جواب دیا کہ اے شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپکا کہا جب بانکیا کمیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس میں بند ہے آنکھ پھر درد مند ہے اب کوئی رہائی کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے میں اُٹھے کہ قفس اُتار دوں کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی شہرت کے بغل گرے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سماک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم رو رہے ہیں پوچھا کیوں آقا خیر تو ہے رستم نے کہا نہنگ بحری کو اُسنے شہرت کو قید میں پایا نہنگ بحری کا حال کھلا نہنگ بحری بھی قید ہوگئی اے سماک عجب حال میں ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا اُسکی کچھ تدبیر کرو سماک نے کہا اے شہریار تا بہ قصر معلق رسائی دشوار ہے اگر زبان سے آئی سوزن نکالا جائے تڑپ کے نکل آئیں اگر وہاں تک پہونچنا مشکل ہے غلام آپکا فکر میں جاتا ہے سماک با نہا عیاری لگاکر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا میں جاکر ایک جنگل کے سائے میں آکر بیٹھا کہ شہرت کی دائی یاسمن خوشرو نے اپنی بیبی کو اس حال میں دیکھا چاہا کمیل سے کون لڑے کہ اسکی نا آشنا ہوئی کہ ایسا ہو تجھ پر غضب کرے تو قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل میں پھر رہی ہے کہ ایک فقیر کی آواز آئی تسبیح پڑھ رہا یاسمن خوشرو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش با صفا نے پوچھا کیوں بابا خفت کیا درد ہے کہ اسقدر بیقرار ہے حال مفصل بیان کیا یاسمن خوشرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے جرم لگاکر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ ماں اُسکی مہربان ہو سماک نے نام پوچھا یاسمن نے نام بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہے سماک نام سنکر بیتاب ہوگیا کہا کہ اے یاسمن اگر تو مجھکو اس مقام تک لیچلے تو فوراً رہائی ہو یاسمن نے کہا میں آپکو لیچلونگی پہلے کمیل سے پوچھ لوں سماک نے کہا میں کہوں وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل ہیں اگر انکو بلائیے تو مکان کو وہ عمل بند کردیں چہار جانب موکل بٹھائیں کہ پھر اس مکان میں نہ آسکے جب وہ اسیر ہوئی پھر تجھکو لیچلوں رہائی شہرت کی تدبیر کر سکتا ہوں بیٹھکر عمل پڑھوں چلہ میں کمیل کے حاضر ہوں شاہ

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا مین آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پر ملینگے شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل مین اسی مقام پر ملونگا یاسمن خوش ہو شاہ صاحب سے رخصت ہوئی قصر معلق مین آئی اور کمیل سے ذکر کیا کہا حضور رہبان سے مین نے سنا ہے کہ طلسم کشا اس مکان مین آئیگا اور لوح لیجائیگا آٹھ پہر رویا کرتی ہون بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت ہوگئی ہے آپکی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہے خداوند ہفت پیکر اور آپکے دشمنون پر زوال آئے آپکی ذات سے اس قصر مین رہتے ہین ایک شاہ صاحب فقیر کامل و اکمل ہین کہ جنگل مین بسر کرتے ہین نہین معلوم آپ واقف ہین یا نہ کیونکہ بہونچا ہی وہ کہتے ہین اگر ہم اُس مکان مین آئین موکل اپنا مقرر کردین پھر شخص کو موکل نہ آنے دینگے کمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگایا کہا مین تجھکو بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتی ہون تو اُن شاہ صاحب کو لا عمل پڑھین موکل مقرر کردین کہنا اگر یہ دو مہینے گذر گئے اور دوسرا سنہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فتح طلسم کا کریگا لوح پھر نہ پاسکیگا یہ دو مہینے ہم ساحرون پر بڑے سخت ہین قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے بچ جائین تو گویا حیات تازہ پائین اگر یاسمن یہ فکر واجب و لازم ہے یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کمیل نے کہا ذرا خوب سمجھ لینا ایسا نہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے لباس مین عیار کہان جنگل کے رہنے والے شیران صحرا و غزالان دشت پر اسکی شبیہی آنکھین ہین مین نے بھی دیکھا پھر اُنسے لی تب اُنھون نے اقرار کیا اور یہی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہے ہر جگہ مسلمان بھر جائینگے ہمکو یہ ناگوار ہے کہ پھر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا کمیل بہت خوش ہوئی دوسرے روز یاسمن جنگل مین آئی شاہ صاحب کو اُسی نخل کے نیچے پایا آگے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا کیون بابا کیا گذری یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت سحر تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اڑاتی ہوئی چلی کمیل کا دربار جمع ہے دیکھا یاسمن آتی ہے شاہ صاحب ہمراہ ہین داڑھی تا بہ ناف پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین کہ انکو معمر کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ مین الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کمیل کھڑی ہوگئی جھک کے سلام کیا شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر کا تیرے مسلمانون کے بیچے ساحری و ہوشیاری کی عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا بابا جو چاہو بندے سے اُسکا شادروان مین ہفت پیکر پر

آباد رہیں اس مژدے سے شاہ صاحب نے دعائیں دیں کہ کمیل خوش ہو گئی پہلو میں اپنے جگہ دی شاہ صاحب نے کہا میں دو دن میں سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے میں شاہ صاحب بیٹھے رہے شام کو کمیل نے کنیزوں کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی میں بھی دخل ہے شاہ صاحب نے کہا بابا ہم درویش صحرا گرد ہمیں گانے بجانے سے کیا کام ہے البتہ شباب میں مرشد کے سامنے کچھ قوالی گاتے تھے کہ چیلوں کو حال آتے تھے وہی چیزیں یاد ہیں یہ کہکے بابا نے کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑنے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا ثنا ہی نہیں ہر صفات کا
حقا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا
مضمون آبدار کیے پاک قلم قسم
بھر بھر دیا ہے موتیوں سے منھ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے
ثابت ہے جب تلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی میں کہتی ہے درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا ہے کمیل ایسا نہو کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے جائے کچھ دن پڑھے امتحان کو کمیل نے کہا پہلے آپ پاس شہرت کے جائیے ایسا اسکو جاکر سمجھائیے کہ جو دل میں اسکے آگیا ہے وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان میں پھنسی ہے ایک فقرے میں دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر میں جائیے اس کمبخت کو سمجھائیے سہاگ جو قصر میں آیا تو سنگ پیکری کو قفس میں دیکھکر کلیجہ الٹ گیا دوڑ کر قفس سے لپٹ گیا کہتا تھا کیوں اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان تجھے ہمارے واسطے بڑی جفا اٹھانی پڑی جانبازی کی کئے آپ کو خوار کیا اپنا کمیل پر جما دیا اب کل قتل رہا کیسے نکالونگا یہ سب باتیں کمیل نے ایک گوشے سے سنیں کنیزوں سے اشارہ کیا کہ یاسمن کو تو پکڑ لو یاسمن کو کنیزوں نے پکڑ لیا سہاگ پلیدا قی جب باتیں کرکے نکلا کمیل نے پکار کر آواز دی او دغاباز کہاں تیرے گلے نے ہی میرے کان کاٹے ہوئے تھے سہاگ نے جو دیکھا کہ چھپا کو پہچانا خنجر کھینچ کر چاہا کہ خنجر ماروں اسکا شکم چاک ہو کمیل قہقہہ مار کر ہنسی سہاگ کے ہاتھ سے خنجر چھوٹ گیا زمین نے پاؤں کو تھام لیے رنگ اور روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے منہ پیٹ کر کہا

اُس سے تار بندھ گیا کیون اے یاسمن تو اُسکو پہچان کر لائی یاسمن نے قسم کھا کر کہا اگر لونڈی
نے نہین جانا کہ یہ عیار سکار ہے فقیر جانکر لائی تھی آئندہ حضور کو اختیار ہے یاسمن کو کمبیل
نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر نجانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سبکی نگہبانی کر دین خود پاس
سمیط کے جاؤنگی نہنگ سیہ چہری و سہاک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سہاک کو بھی
قفس مین بند کر کے وہان لٹکایا نہنگ سیہ چہری کے جی چھوٹ گئے کہا اے سہاک تمھارا قید ہو جانا
شاہزادے سے بہت شاق گذریگا شہرت نے کہا اُن تک کون خبر پہونچائیگا کہ عیار بھی آپکا
جا کر بیٹھا سہاک بھی اپنے حال پر بہت رویا یہ تینون دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل دل سے
شہرت پر عاشق ہو بہت خوش ہوا کہ اب [illegible] اڑاونگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو قید سے
رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلے سے اُسکو لیے نکلون قید یا لیکر بھاگ جاؤن دو روز آب و دانہ
پہونچاتا ہے مگر خوف سے کچھ کہہ نہین سکتا مگر بیقرار رہتا ہے ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچا کر قدمون
پر شہرت کے گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم مدت سے آپکے دام زلف مین گرفتار ہون شہرت نے
بگڑ کر کہا اے گستاخ بدسرشت سرخیل مایوس پلٹا سہاک نے کہا اے ملکۂ عالم اب جو سرخیل آئے اُس سے
میٹھی میٹھی باتین کیجیے آپ ہم سبکی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جائے صحرا مین جا کر اسکو
مار کر پھر ہم دونون کی رہائی کی تدبیر پیچھے بنا لیجیے کہا اے سہاک تجھ سے یہ باتین واہیات نہین کہی جائینگی
سہاک نے منت و خوشامد سے شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ شہرت نے کہا اے سرخیل تمکو
ہماری گرفتاری کا غم و الم ہے اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکالوگے سرخیل فقرہ سنکر
مثل گل شگفتہ ہوا کہا اے شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر جان قدمون پر نثار کرون جو حکم
ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا اے سرخیل یہ دونون محض بسبب ہماری وجہ سے گرفتار ہوے ہمکو رہا
کرنے آئے تھے مگر کمبیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے چھپے چھپے سے ہر بات کی طالب ہوتی ہے وہ اسکو بتادیگی
ہے جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہو کہ [illegible] اسکو تعلیم کرے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین معلوم
کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہو تم بھی گرفتار ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اتارا
اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اتارے اول سرخیل نے شہرت کو
قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ سیہ چہری کا قفس کھولا زبان سے سوزن نکالی کہا سہاک

کو شیشے مین دبالے نہنگ نے سماک کو شیشے مین دبایا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری ساتھ ساتھ سماک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہی ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے مین تو قربان آپ کا جان و سماک نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا ہمارے گھر کا غلام ہی اُسکو دیوانہ کرکے بھیجون کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جائے ایکبارگی آسکے اُترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان و ای مرہم زخم خون چکان و ای فوج معشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگالون سالہا سال مجھکو گذرے کہ تم فراق مین تمھارے مرتا ہون مہینون گذرے کہ یاد مین تمھاری آب و دانہ ترک رہا حسرت یہ چاہتا ہون ذرا گلے مین ہاتھ ڈالدون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمک حرام تجھکو شرم نہین آتی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ بعہدۂ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا ہی کچھ بیباک کرنیوالے کا بھی خوف ہی میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا اور جسم اُنکی امانت کا ہی دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہی کہ میرے قریب آسکے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی بلکہ خدمت مین رستم کی مشرف به اسلام ہو کہ سردارون مین تیرا بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر پائیگا یہ سنکر سرخیل گھبرا گیا کہا ای ملکۂ عالم تمنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکے طرف نہنگ بحری و سماک کے چلا نہنگ بحری نے گولا مارا سرخیل نے گولا کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑلے چمک کر للکاری او نمک حرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہی میری طرف آ مراد تو تیری مین ہون سرخیل نے چاہا پلٹے ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُتار کر کھینچ ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اسکو بچایا شہرت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آ جو تیری مراد ہی مین پوری کرون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہی نظم

نہ آتا تھا ہستی مین ملک عدم سے
ازل سے ہی وابستہ اپنے قدم سے
جو دریائے رحمت ترا موجزن ہو
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

ترا شوق لایا ہی یان مجھکو دم سے
گدا ہین تمھارے بہت [illegible]
مستحق عفو کے ہون گنہگار [illegible]
ترو تازہ کی کشت اُمید اپنی

محبت ہو فرخیر سے کیون نہ ہمکو
ستارون کے [illegible] شمع سے
رہے یادگار جہان تا قیامت
ہوئے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہی نور شاہد جلا یا
یہ خورشید سب اُٹھے ہیں سنگ حرم سے

چراغ صنم خانہ شمع حرم سے
خدا تا ابد رکھے آتش کو ای زندہ

سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
کہ ہے رونق شاعری اُسکے دم سے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجا لاؤں ملکہ شہرت نے کہا اے سرخیل تُمنے سنا کمیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہی کہ اُسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھ کر کہا اگر آپکی وہ دشمن ہی تو میری بھی رہزن ہی میں اس ذلت سے اُسکو قتل کرونگا کہ سب دیکھیں اور عبرت کریں غلام جاتا ہی ابھی سر لاتا ہی سرکار کہاں آؤں ملکہ نے کہا اے لشکر ستم بپا تا ہم تمہاری ملازمت کرا ینگے رستم تکا و سرفراز کرینگے تکو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہاں کمیل اپنی صحبت میں بیٹھی ہی کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی حضور نے کچھ حال سُنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت میں تینوں گنہگاروں کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہیں یہ سنکر کمیل گھبرا گئی اُٹھکر قصر میں آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہیں مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہیں کمیل سر جھکائے ہوے پلٹی آکر جلسے میں بیٹھی سوچ میں بیٹھی تھی کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال آپکو بُرا بھلا کہتا ہوا آتا ہی راہ میں چند ملازموں نے روکا اُنپر جا پڑا اُنکو قتل کیا قریب دربارگاہ پہونچ چکا ہی اگر حکم ہو تو دروازے پر روکیں سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دیں کمیل نے کہا جس طرح آتا ہی اُسی طرح آنے دو خبردار روکو نہیں کنیزوں نے دروازے پر جگہ دی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے ۔ نظم

چھوڑ کر جاؤ جو اپنے گھر سے وہ اندر چلے
لیکے ہر دل دوست جب ہمکو بہ ہیں ہم چلے
دور کی تسبیح میں نے جب ملا جام شراب
ساغر امید خالی رہ گیا قدرہ گیا +
مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو خنجر لیے
بام گردوں سے چلا تحت الثری کو آفتاب
رنگیا کیا دیکھکر حسرت سے او صیاد میں

یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے
پیچھے پیچھے ہم بھی سو سو کوچۂ دلبر چلے
آفتاب اے مہ لقا آیا تو بس اختر چلے
ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
اُٹھ کے پڑ خانے سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے
اُڑ کے گلشن کو ترستے ہوے جب پر چلے

جذبۂ شوق شہادت سے مرے گرکے چلی
خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلی

ساقیا گردش نصیب ایسا ہوں جو مجھ سے الگ
خود بخود محفل میں میرے خاک کا ساغر چلی

کردیا تو واسطے پی تیغ ہلال عید نے
آج شمشیر شب فرقت کہاں کی [illegible] چلی

میکشی کے باب میں ناسخ جناب وزیر سے
شوق سے صبح جب تلک لبریز چلی ساغر

سامنے کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی اے کمیل حکم ہے ملکہ شہرت کا جلد چلکر حاضر ہو تجھکو یاد فرمایا ہے اگر تامل کیا تو میں بال پکڑ کے گھسیٹتا ہوا لیجاؤنگا کمیل نے بصعوبت جواب دیا کہ اے سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جسکا نگہبان تھا اسکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا ارادہ ہے پیچھے جا میں تجھکو سمجھا دونگی میں تیرے ساتھ چلونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اٹھ دیر نہ کر ملکہ کا [illegible] یہ کہکر [illegible] دیو ہیولی کا شگون کا جنگل طے کرکے آیا راہ میں بڑی مصیبت گذری نگر میں سے لیکر آیا کی اسیر کو یہاں تک پہونچایا اب دیر ہونا کیسی اٹھ کھڑی ہو یہ کہکے طرف کمیل کے چلا چاہا کہ ہاتھ پکڑ کے اٹھا دوں کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آواز دی اے گرفتار ہو اور سرخیل کو لٹا دیا وہیں ساحر زنجیر ہلاتا ہوا مسلسل و مطوق گوشۂ قصر سے چلا آیا سرخیل کو آکر زنجیروں میں گرفتار کیا سرخیل زنجیروں سے ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا اے حرامزادی تو نے کیا کیا میں تجھکو کیسا کیا میں تجھسے آزاد ہونگا جب قید سے چھوٹونگا تیرا سر لیکر خدمت میں ملکہ کی جاؤنگا اب کہاں تجھے زندہ چھوڑونگا تجھے قتل سے معاف رکھونگا کمیل نے کہا اسکو قفس میں بند کرو ساحر جلد ہمارا کفیل ہو ہم اسکا سر اتار لینگے یہ اور قفس میں ہو کر گرفتار نے سرخیل کو قفس میں ڈالکر چھت میں لٹکا دیا کمیل اس کٹہرے کو دیکھ کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل تڑپ رہا ہے اور کمیل کو ہزاروں گالیاں دیتا ہے کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیریں توڑیں زنجیر [illegible] سرخیل چھپٹ کے طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او کمبخت اب تو میں قید سے رہا ہوا اب تجھکو میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی یہ کہکے تڑپتا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا سرخیل زمین پر منہ کے بل گرا کمیل نے اٹھکے [illegible] سرخیل کے منہ پر پانی [illegible] پر جھکا اسپر سرخیل بیتاب گرا کمیل نے وہ پانی پلا دیا اور کچھ پانی اسکے منہ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی [illegible] بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدموں پر کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا اے سرخیل بڑی خرابی یہ ہے کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پر
یہ صدمہ ہے اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اُسپر ظاہر ہے لوح کے مقام سے ماہر ہے اگر تمکو قتل
کرتی تو مجھکو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر اُتارا اب تمکو مناسب یہ ہے کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ پہر
گرد پھرو گرفتار جادو کہ میرا سپہ کار ہے جسوقت پکارو گے فوراً موجود ہوگا جو کام کہو گے وہ کرے گا
سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہے یہاں ہوا بھی نہ آسکے
یہاں رستم واسطے سماک کے پریشان تھے کہ ہرکاروں نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ بحری
و سماک بلیدانی سب آتے ہیں رستم خوشی سے کھڑے ہوگئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ
انکو استقبال کرکے لائے ہمیں اُنکے نہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و جہلال وغیرہ برائے
استقبال چلے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک سے بمحبت ملیں نہنگ بحری
ہمراہ ہے سماک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم میں آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ دی
ملکہ برداروں نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ لشکر کے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھایا
اُس تخت پر شہرت بیٹھیں نہنگ بحری و ماہی بحری بھی شریک صحبت ہیں رستم نے شہرت سے پوچھا
کیوں ملکہ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا اے شہریار میں نے سرخیل کو سحر کرکے روانہ کیا
تھا کہ کمیل کا سر لاوے سرخیل کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ کمیل کو قتل کرے کمیل نے اُسکو تسخیر کیا ہوگا اے
آفتاب فلک سپہر رستم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت سیارہ
کو خیال میں لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہوگیا سرخیل جادو
بارہ ہزار ساحروں سے گرد قصر لوح پھر رہا ہے سرخیل کو خیال جانبازی ہے چاہتا ہے کہ ہوا کا جھونکا بھی
ادہر نہ آسکے میری نگہبانی میں فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہاں سے کوچ کریں جو کچھ ہوگا
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا جہلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ
کیا صحرائے نشاط آباد سے گذر کر صحرائے فیل گوشان میں پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک
پہلوان یہاں رہتا ہے اُسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سُنی کمیل کو عرضی لکھی کہ اے ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا میری
سرحد میں آگیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤں نامہ پاس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اُسپر حکم لکھا اے فیل گوش فیلسوار
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لیکے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا میں پہونچاؤ جب یہ جواب

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسّی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیون پر سوار نیزے ہلاتے ہوے سامنے آئے فرمایا ای افسر کیا حکم ہی فیلگوش نے جواب دیا یارو مقابلہ بسختی بھیجین گے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریاے قہار ہی اس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہی یہ کہکے آپ بھی ایک فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین سونڈون مین لپٹی بعض کی سونڈ مین تیغا آہنی بعض کی سونڈ مین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوے اس ہجوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا تھا کہ شہرت نے عرض کی ای شہریار یہ صحرا سے فیلگوشان مشہور ہی چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ رہتے ہین اگر اسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاءاللہ اگر وہ بھیجا آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پہ جائیگا آفتاب و ہلال نے عرض کی حضور ہم دونون کو آگے فوج کے کردین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پہ نگاہ کج کر سکے رستم نے کہا اے آفتاب و ہلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پہ ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ پیچھے رہو اگر وہ ہم پر لشکرکشی کرے اور آگے گرے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونون سردار سر جھکا کر رہ گئے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کے جھنّاٹے کی آواز کان مین آئی رستم باہر بارگاہ کے نکل آئے دیکھا آمد سے فیلون کی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھائے ہوے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ روے جہانگرد اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیون ای سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کردون کہ لشکر طلسم کشا برباد ہو سیاہ رو نے کہا ای شہریار جرأت طلسم کشا حد پہ پہونچی ہی کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین ہی تمام فیل اُس شیر کے سامنے سے بھاگین گے لشکر کو اُتار لیجے جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کہ بھاگ کر کسی جنگل مین جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی فیلسوار پشتہاے فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوے ہاتھی تھانون پر باندھے جبکہ فیلسوار شیر اعظم بصد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج ثوابت و سیارگان سپہ نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا کہ کیون ای کلمہ عقل مین کیا صلاح ہی سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجوا دیجیے

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون ماریے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار ہوئی چھپکے چھپکے لشکر تیار ہونے لگا ادھر لشکر طلسم کشا میں یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنوں نے طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کاغذ نگاہ سے طلسم کشا کی گذرا جس سے مراد یہ ہے کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہے رستم نے سہاک کو حکم دیا کہ تیاری کرو آفتاب و جلال نے بمنت عرض کی کہ آج طلایہ غلاموں کے سپرد ہوا لیکن دشمن سخت سے دغا باز ہے ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کریں رستم نے نہ مانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلایے پر آئے بازاروں میں سوار و پیدل مقرر کیے آپ دو سو سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے سہاک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلوں کو تیار کر رہے ہیں سہاک نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہے ہاتھی مسلمانوں کو مارینگے سہاک یلداقی یہ حال دریافت کرکے بھاگا خدمت رستم میں آیا تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہے تیاری ہو رہی ہے یہ سنکر رستم نے آستینیں چڑھائیں اور لپک کر تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سہاک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کروں رستم مانع ہوئے فرمایا اے سہاک انشاء اللہ بیرون لشکر ہم انکو روکونگا ساحروں کو خبر نہو تو بہتر ہے قضا سے کار ملکہ شہرت اٹھیں لپکے گھبرائیں کنیزوں سے کہا دریافت کرو طلسم کشا طلایے پر کیا کر رہے ہیں کنیزیں آئیں اور آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دو سو سوار ساتھ لیے ہوئے لشکر دشمن دیکھ رہے ہیں کنیزوں نے سہاک سے پوچھا سہاک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شبخون آنے کو ہے وہ لوگ تیاریاں کر رہے ہیں کنیزیں بھاگیں ملکہ شہرت سے آکر ذکر کیا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئیں تاج پہنے ہوئے باہر نکلیں سب سرداران ساحر اپنے اپنے خیموں سے نکل آئے جلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی اس وقت حضور خلاف وقت کیوں بارگاہ سے نکلیں جو حکم ہو غلامان جانبازانہ بجالائیں ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا اے آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہیں تم کیسے رفیق لشکر دشمن میں تیاری شبخون کی ہو رہی ہے اس طرف آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہے اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہوگا کہ آدھی سپاہ کچلی ہوگی گویا کوہ ہاے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلاے ناگہانی کے روکنے کو خود وہ اکیلے کھڑے ہیں سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کرکے فوج دشمن کو روکینگے

آفتاب نے عرض کی حضور روکنا کیسا ہاتھیون کو پلٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو مکارون کا عجیب حال ہو چالیس افسر جنکے بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت پہونچے رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون تکلیف کی شہرت نے کہا ہمنے خبر پائی کہ لشکر دشمن آمادہ شبخون ہی ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیرخواہ اپنے سب دہشت اثر شکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے خبر سنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور ہی کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ نہ گوارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون خواہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے دیکھنا کیسا تماشا دکھاتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ لشکر تیار ہی حضور آوین تو سب چلین فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سوتے ہونگے عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے ہین اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہی جسنے سنا کہ افسر ہمارا گیا اٹھا اور چلا فوجین سب تیار ہوگئین ہر غول مین یہی چرچا ہی کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو ان بیچارون کو بھاگنے کو رستہ نہ ملیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین رستم منع کر رہے ہین کہ آپ لوگون نے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو پھر کر دیکھکر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ بہ جنگ ہو گیا کہین کہ کیسی تیاری ہی آپ لوگ جا کر بہت متعجب ہونگے شکست کھا کے پلٹین گے تین چار لاکھ جوان مسلح ہو کر پاس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خیال مین لائینگے یہ سنکر فیلگوش فیلسوار نے یہ حکم دیا پارہ کمر کھول ڈالو اپنے اپنے مقام پہ جا کر آنکھ کل میدان مین مقابلہ کرکے پس سردار دیکھا جائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا آخر رستم وقت نماز اٹھے آکے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان مین آکر گھوڑے سوار ہوکر چلے آدھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کروفر سے میدان مین آیا صفین جمائین نقیب نقابت کہکے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار پڑھے نظم

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین
ای سلیمان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر جو کڑکیت ہٹے فیلگوش نے طرف بائین کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا بڑھایا بڑھا کر بھائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر مینوش رستم کو للکارنا مینوش میدان مین آیا آکے ساحشوری دکھائی پکار کر آواز دی طلسم کشا کہان ہین منم مینوش فیلسوار انکی جرات دیکھنا چاہتا ہون رستم نے مرکب صفت سے نکالا سردار سب قدمون سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیوخصال کے مقابلے مین جاتے ہین غلامون کو حکم ہو آفتاب فلک سے قدمون پر گرتا ہی رستم نے کہا ای برادر وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے قبلۂ وکعبہ کا قانون ہی جسکا نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سردارون سے کہتی ہین صاحبو انکو روکو اس دیوخصال کے مقابلے مین جاتے ہین خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تمسے رخصت ہوتے ہین وہ بھیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہی شہرت کا دل بھرا ہوا تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگین رستم نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ مین اس بھیا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہون قد وقامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہین اسکا قد وقامت دیکھنے کا ہی ملکہ نے ناچار ہوکر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور جو بزرگان دین ہین انکی حفاظت مین آپکو دیا خدا آپ کو اس دیوخصال پر مظفر ومنصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استر بالا کبود و فرنگی آج کل بیمار ہی اور مرکب عربی پر سوار ہین گھوڑا طرارے بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

پہونچے ملبوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ اے طلسم کشا تمنے اور کسیکو نہ بھیجا تم خود ہی میرے مقابلے میں آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا اومغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ پھول وار کر اسقدر نہ پھول ملبوش نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ ملبوش تنگ ہو رہا ہے ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے ملبوش کے نکل گیا ملبوش نے غصے سے گرز اٹھا کر کہا اے طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر ماروں تو بیخ کوہ ہلا دوں انسان کی کیا حقیقت ہے ملکہ شہرت نے جو گرز ہاتھ میں ملبوش کے دیکھا بیتاب ہو گئیں کنیزوں سے کہا صاحبو دعا مانگو یہ شہریار اگر مقابلے میں اس نامرد کے نہ ہوتا تو میں سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکیں گے آفتاب پاس تخت کے تھا آفتاب نے کہا اے ملکہ عالم آپ نہ گھبرائیے ایسے بہت پہلوانوں کو رستم نے مارا ہے ماشاء اللہ فنون سپاہ گری میں طاق شہرۂ آفاق ہیں وہ انکے رنگ و ریشے میں شیر صحرائی مثل روباہ انکے بیشہ میں چھپے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کانپ رہا تھا ملبوش نے دو دستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز ملبوش جو آکر گرز رستم پر پڑا تڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہو گئیں کلیجہ پکڑ لیا یہاں جو سماک بیلدار نے دیکھا کہ تہ گرد میں رستم چھپے جھاگل میں پانی لیکر بیچ میں گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے سماک نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہیں اور ملبوش غرا کر رہا ہے کہ اب ہڈی تک رستم کی نہ بچیگی مگر سماک نے دیکھا کہ شاہزادے کی ذرہ کی کڑیاں ٹوٹ گئیں آنچ بھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونوں گھٹنے زمین کو لگے سماک نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہے رستم نے چاہا گھوڑے کو بڑھاؤں سماک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا گھوڑے نے تڑپ کر جان دی ملبوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے ملکہ بیقرار ہو کر فرمایا اے آفتاب اب میرے دل کو تاب نہیں میں سحر کرتی ہوں کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہے انکی بیجو قوتی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہیں آفتاب نے کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو

دیکھیے رستم نے جو دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی لے سونڈ میں لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونوں ہاتھوں سے تھاما دونوں پاؤں میں ہاتھی کے جمائے نعرہ تکبیر کہکے ہاتھ مارا تیغ نرخرے سے گردن ہاتھی کی گھسیٹ لی ہاتھی نے چیخ کھایا بلینوش کے ہوش اڑ گئے بلینوش کا نشہ اتر گیا ہاتھی سے کودا رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لپٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں بلینوش نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے بلینوش کو تنگ کر دیا بلینوش چاہتا ہے جان بچاؤں مگر خیال ہے کہ جان نہیں بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا اے طلسم کشا میں شب کو مقابلہ نہیں کرتا ہوں چنانچہ رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے والے دیکھ لینگے بلینوش نے نہ مانا گینڈے سے پیدل ہو کے بھاگا اپنے لشکر میں آیا فیلگوش نے پوچھا اے برادر طلسم کشا کو زور میں کیسا پایا بلینوش کانپنے لگا کہا اے برادر سارا نشہ جرات اتر گیا رگ و ریشہ میں رستم کے زور بھرا ہوا ہے کسی فن میں کمی نہیں میں سمجھا تھا کشتی میں ہاتھ پاؤں توڑ دونگا مگر کشتی میں کبھی پنجہ نہ قابض ہوا آخر میں اپنی جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کر کے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش نے بارگاہ میں آکر سیاہ رو کو بلایا کہا اے سیاہ رو تو نے سنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کہتے ہیں کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم میں پہنچاؤ اور عیاری کر کے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی میں ابھی جا کے پکڑے لاتا ہوں ہر چند کہ بیٹا طلسم کشا کا فرزند عمرو ہے مگر میرے سامنے کیا مجال ہے کہ دم مار سکے میں فوراً گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکے سیاہ رو نے بانداز عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو طے کر کے لشکر طلسم کشا میں پہونچا پھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے پیچ مارا ایک مقام پہ ٹھہرا پشت پہ بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اسی کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا سماک طلایہ پھر رہا تھا طلایہ پھرتے پھرتے گھبرایا ایک مقام پر آ کے دیکھا مٹی کے انبار ہیں قریب انبار آ کے جو دیکھا تو چہرہ نقب کا ہے اب سماک سوچا کہ اگر میں نقب میں گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا میں اسی مقام پر ٹھہروں پشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کرونگا سماک تو حلقہ ہائے کمند لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے چہرہ نقب کا بارگاہ میں آ کر توڑا بہ قاعدہ مقرری رستم کو بیہوش کر پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب میں کودا نصف نقب میں آکر سوچا کہ ای

سیاہ رو شاید اتنے عرصے مین کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آکر کھودنا شروع کیا ایک نخل کے نیچے جہرہ نقب کا آکر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ جہرۂ اول پر ایک عیار حلقہ ہاے کمند لیے بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی یہ عنایت خداوند لات و منات ہی یا زور لقت پر ہفت پیکر کی بیچ مین نقب کے دل دھڑکا مین خوب اسطرف نکل آیا اگر اُدھر جاتا بے شک گرفتار ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچکر رستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سماک کو جب یہان عرصہ گذرا تو سوچا کہ ای سماک عرصہ ہوا ادھر وہ نہ آیا اور طرف سے نکل گیا ہو یہ سوچکر نقب مین کودا نیچہ جھکاتا ہوا بارگاہ مین جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سماک گھبرا گیا پھر نقب مین پھاندا بیچ نقب سے آکر دیکھا دوسری جانب اُسنے نقب لگائی جی مین کہتا ہی ای سماک حقیقت مین بڑا ہوشیار تھا گو یا کسی نے کہدیا اُسی نقب مین چلا جہرے سے آکر نکلا صحرا کا رستہ طی کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی سماک جھپٹا جب تک سماک پہونچے جب تک سیاہ رو داخل لشکر ہوگیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز زنگ کی جو سنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار پشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ ای یار وفادار شیر یار روباہ عیار نے آواز دی آپکے ملازم ہمیشہ شیر بنتے ہین مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اُس سے جان بچے تو بڑی بات ہی یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب پہنچتا کے پہونچون کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گزار مثل بلاے ناگہانی پہونچا اور پیٹھ کر نیچہ مارا کہ دونون پانون سیاہ رو عیار کے اُڑ گئے سیاہ رو گرا اُس عیار طرار نے مثل بجلی کے چمک کر پشتارہ لیا اور دوش پر لگایا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہی اور پشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہی چار سمت سے ملازم دوڑے جہتر سماک کو تلوارین مارنے لگے سماک نے ایک جست کی ایک درخت کے نیچے ٹھہر پشتارہ دوش سے اُتارا ایک تختۂ سنگ پہ رکھکر حباب دافع دارو سے بیہوشی رستم پہ مارا دیا اور گرد پھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون مین چور چور لڑ رہا ہی اپنے کو کمندون مین بندھا ہوا پایا رستم نے کمندین توڑین نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جہیہ رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ پیل زور + کہ بر تخت عز و فر افگندہ شور + سماک نے تیغ ہاتھ مین رستم کے دیا اُٹھکر لڑنے لگے سپاہیون کو مار کر ہٹایا ادھر جو ہوا فیلگوش اپنی بارگاہ مین پڑا سو رہا تھا بادشاہ سنکر چونکا ہوا نکلا دیکھا رستم دربارگاہ پر لڑ رہے ہین تلوار لیکر دوڑا اور

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آفتاب بچے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارتا ہو رستم نے قصد کیا پلٹوں مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھا کر تیور بدل گئے ملنوش پر جا پڑے اُسنے تلوار چمکائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر مار کر لٹھ کا لٹھ کر اسکا تو گرد دیو نے لگا رستم کود کر چھاتی پہ ملنوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد شناخت ہیں پروردگار کی کیا کہتا ہے اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے ملنوش کی اُٹھکر ایک پاؤں دونوں پاؤں سے دبایا اور ایک پاؤں دونوں ہاتھوں سے پکڑکر ایک بکہ مارا ملنوش کو سامنے فیلگوش کے مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا آنکھوں کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا آگیا للکار کر آواز دی ای رستم غضب کیا میری آنکھوں کے سامنے میرے بھائی کو چیرا ہیں دخل نہ دیتا مگر اب نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کھا کے نکلا چوڑا تیغہ جوان طاقت وار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہ رہا ہی کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال میں کہ سر زخمی قطرات خون رو سے زیبا پہ بہ رہے ہیں کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا رکھکر جھٹکا مارا کہ فیلگوش منہ کے بل زمین پر آیا چہار طرف سے نامردوں نے جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بچا کر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہی کہتا ہی کہ یارو بڑی غیرت کی بات ہی کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھوں کے سامنے مارا گیا حیف ہی کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر پلٹنیں رسالے آتے جاتے ہیں بعض نے آکے یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پہ پیل دیا ہاتھی نے جھککر چاہا رستم کو سونڈ میں لپیٹوں رستم نے دونوں ہاتھ سامنے کر دیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا وصلہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ پورا ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ میں ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر جھٹکا مارا مع نرخرے گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی گئی فیلسوار رستم نے جو بھر دی مارے کافروں کے جسم میں تھرتھری پڑ گئی گو چالیس ہزار نامرد ہیں لپٹا لپٹا کر رہے ہیں بیچ میں رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائیں پہ کبھی رو برو کبھی پشت پر سیکڑوں لاشے پڑے لوٹ رہے ہیں کہ ایک طرف سے نقارے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت پنجہ ہاتھ میں جھولی بائیں ہاتھ پہ گولے مارتی ہوئی آتی ہیں ایک طرف آفتاب فلک سیر اور ایکطرف

جلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جھلا کر آواز دی ہاں ہاں اے ملکہ عالم سحر نگار جلال اور آفتاب تو مر گئے مگر ملکہ رنگین فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اسکی گردن للکار کر کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہے کچھ بھی تجھکو خیال جرأت نہیں ایک ہاتھ مارا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و جلال لڑتے ہوے قریب رستم کے آئے عرض کی اے شہریار گھوڑے پر سوار ہوجیے جس وقت ہم لوگوں نے خبر سنی تاب نہ باقی رہی یہ کاریان مکاری کی کرتے ہین مگر حضور سماک نے کیا جرأت کی ہے رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے ہین جب چاہ الماس مین صاحبقران داخل ہوے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جمہدن ساحر اور چاہ دختر دامہ کو مارا ہے تو چاہ الماس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمرو نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھکر اسکو داخل ذلیل کیا صاحبقران اس جنگ مین غائب ہوگئے تھے خواجہ عمرو اشقر پر صاحبقران کا موے سوار ہوے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ تیس بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو تباہ کر کے لائے اور صاحبقران کی تلاش مین مصروف ہوے یہ اُن کا فرزند دلبند ہے کسی جرأت مین کب کم ہے اب مال و اسباب کافرون کا لوٹ لیا بفتح و فیروزی چلے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوے جشن فتح ترتیب دیا اس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد بیٹھے ہوے تمام لشکر مین روشنی جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہے سب نے سماک سے کہا کہ اے جوہر والا گہر آج اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سماک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سماک بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سماک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تن سے بار سر آمادۂ سودا اُترا
شکر ہے خنجر قاتل کا لگا تھا اُترا
اسقدر روئے ہم اشک سے کی موج ہوئی
آخر کار لطف سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا
جل گئے بن تکیے نہ اے آتش سودا اُترا
وصل کے بعد کسطرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوڑا تھا ہم
خون تری آنکھ کا ہے اے بلبل شیدا اُترا

اُس محفل میں عجب ہنگامہ ہے سب سردار سہاک کی تعریفیں کر رہے ہیں اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اپنے مقام پر بیٹھی ہے کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے نمایاں ہوئی آ کے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہے کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزارہا ہاتھی پیٹتے ہیں اُنکی سواروں سے خالی سونڈ سے خاک اُڑاتے ہیں اور کئی ہزار جوان ایک لاش میں لپٹے ہوئے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں محیط نے کنیزوں کو اشارہ کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہے لاش کسکی لیے جاتے ہیں کنیزیں گئیں اور سبکو لیکے آئیں عرض کی لاشۂ فیلگوش فیلسوار بمقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہیں آپکے پاس فریادی آئے ہیں اور حضور تین دن تین راتیں ہمسکو بھاگتے گذریں محیط نے پوچھا آخر فیلگوش کو کسنے مارا کنیزوں نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے سینوش کی پیدا ہوا کہ سینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا اگرچہ سینوش کے چھوٹ گئے پھر اُسنے آ کر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجا طلسم کشا کو پکڑ لانے عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحروں سے بنا نہ پہلوانوں سے اُسنے آ کر سامنے فیلگوش کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والوں نے قصد کیا کہ بلوہ کریں عیار نے سردار کو ہوشیار کیا اسی بلوہ میں فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اے کمیل بڑی ذلت کی بات ہے اب طلسم کشا جو کوچ کیے ہوئے آتا ہے ساحر اُسکے ساتھ موجود ہیں قصر لوح کو بی نہنگ بحری وغیرہ دیکھ گئیں وہ طلسم کشا کو لیے آئینگی بالا سے قصر لوح پہونچ جائینگی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہے اگر طلسم حقیقی ہوتا تو تحفہ جات دستیاب ہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن مگر اے کمیل ایک ساحرہ میں نے آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہے اب اُسکو روانہ کرتی ہوں کہ وہ جا کر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرے کہ ایک سے ایک جدا ہوئے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی بادیہ گردی نصیب ہو کیا عجب ہے کہ اس انتشار میں طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہیں بہتر سے بہتر ہیں آپ سے زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہے آپ ہی ہم سبکو بچائینگی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکے گا بعد حصول لوح جو جاتا ہے شکست کھاتا ہے فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحرائے فیلگوشاں

قبضہ نہین کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ ای بلند پرواز ذرا ہمارے پاس آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوے کمر سے نیچے لٹکتے ہوے دو زنگنین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ پھولے پھولے گال لال کپڑے پہنے ہمراہ تھین محیط کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آ گئے وقت تنہائی موقوف ہوا اب مین دنیا کی ہوا کھاؤن محیط نے کہا ای بلند پرواز تمھاری ہوا کھانے کا وقت آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہی کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشندۂ قولیل ودویل طلسم کشائی کرتا آتا ہی دربندون پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب کل کوچ کرینگے اُنکی مرتبہ لشکر آکر صحراے کمیل مین اُترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بالاے قصر لوح پہونچائینگی کہ وہان طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ برج و ہفت کواکب آٹھ پہر رہتے ہین وہ ساعت نیک دیکھکر لیجائیگا اگر لوح طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا ای بلند پرواز ہو سکتا ہی تو جاکر طلسم کشا کو آوارہ کردو کہا واری یہ تو میرا کام ہی دوستون کو دشمن کرادون طلسم کشا ایسے لشکر سے جدا ہون کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحراے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائین مجھے کوئی سامان بھی نہین چاہیے یہ دونون زنگنین کہ ہزارون مردون پر بھاری ہین صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہی محیط سے بخوبی وعدہ کرکے بلند پرواز چلی یہان طلسم کشا نے شب کو جشن کیا صبح کو اُٹھکر بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر آئے کچھ بوندیان بھی پڑنے لگین رستم نے کہا ہم براے شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرا مین جاکر شکار کھیلین کل آکر کوچ کرین سماک نے پہلے قراول جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی ای شہریار سامان شکار تیار ہی مگر دھوپ کی بڑی ترقی ہی کل صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی مین دل چاہتا ہی سماک مجبور ہوکر خاموش ہوا دوپہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم تو صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہین مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہین خراج جو ملکون سے آیا ہی ملکہ خراج داخل خزانہ کرا رہی ہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازہ پر سماک آیا ہی حضور کو بلاتا ہی ملکہ اُٹھکر باہر آئین سماک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کو طلسم کشا نے یاد کیا ہی اور نہنگ بحری کو اشارے سے بلایا کہا تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہکے سماک چلا گیا شہرت

سکو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب منگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی غریب دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزون کو اور نہنگ بحری کو ساتھ لیا طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلایا ہمین نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین دیکھا یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہہ رہا ہی کہ ای ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بلایا ہی ساتھ والیون سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے مین تصدق ہوجاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین یاد کیا ہی بی شہرت کو بڑا ناز ہی کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا مین کیا اُن سے مرتبے مین کم ہون یہ کہکے کنیزون کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سیر گھبرا رہا ہی کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہر چند کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئی ہین بخوبی نگہبانی کرینگی مگر افسوس ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک شتر سوار نامہ لیکر طلسم کشا کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا شتر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ مین آفتاب کے دیا آفتاب نے پڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ ای آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اُسی وقت دو سو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم مین چلا جھلال سرکش کو بڑا انتشار ہی کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین اُنکے بعد آفتاب بھی گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی ای جھلال دروازے پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی جھلال نہال ہوگیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر و غیر ساحر ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار ہون سب تیار ہوکر جھلال کے ساتھ ہوے یہ بھی ایک سمت روانہ ہوے جھلال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہوکر ہمارے پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہوکر چلے مگر اول رستم جو صحرا مین آئے نماز ظہر پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پھر بعد کامل شکار طائران ہوا کا کرکے فرمایا ای سماک کوئی آہو دستیاب ہوا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے کہ ہرکارے بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر شکار

متعدد ہو رستم نے جس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو چر رہے ہیں رستم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا تعاقب میں آہو کے چلے اور سوار اور آہوؤں پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہوگئے مگر رستم گھوڑا ڈپٹے ہوئے آہو کے پیچھے جاتے ہیں آہو نے پہر بہر کامل جست وخیز کی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا آہو تیر کھاکر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو بھاگا حیران ہوکر اسی مقام پر اترے سمجھے کہ یہ مقام خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم جنگل کے سامنے میں ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے نظم

کام آخر ہوا اپنا صفِ مژگان سے
حسرت تیر لیے جاتے ہیں ترکستان سے
وصل کے بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے
نہیں ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے
حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اسکو
الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے
باغ میں زلف وخط یار ہی یاد آجاتا
کبھی سنبل سے الجھتا ہوں کبھی ریحان سے
گردش بخت ہے یا گردش پرکار آتش
پاؤں اٹھتا نہیں اس دائرہ دوران سے

یہ اشعار اس سوز وگداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہے کہ رستم بیتاب ہوگئے فوراً اپنے مقام سے اٹھکے طرف آواز کے چلے چند نخل طے کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جسمیں برگ وشاخ کا پتہ نہیں اسکے نیچے ایک جوان خوش رو خوش شکل تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک دامن وگریبان چاک چاک درد کے اشعار بلند کو پڑھ رہا ہے رستم حال زار اس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اترکر قریب آئے فرمایا اے جوان حال زار اپنا ہم سے بھی ظاہر کر کہ اسکا علاج کریں وہ جوان اور رونے لگا کہا کہ شہریار میرا درد علاج پذیر نہیں رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہیں سبکا علاج بھی تعلیم فرمایا ہے تو بیان کر ہم بدل وجان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے رستم نے اپنا حسب ونسب ظاہر کیا اور فرمایا میں فتاح طلسم ہفت پیکر ہوں وہ جوان قدموں پر گر پڑا کہا کیا عجب ہے کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب میں آئے تھے انھوں نے پیشتر بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدعائے دلی حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی اے شہریار یہ باپ میرا سالم نیزہ باز ہے غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہیں ایک دن برائے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک غریب رہا ہوں حتی کہ گھر بار چھوٹا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے پہاڑ ہے کہ اسکو کوہ بے ستون کہتے ہیں

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے رستہ بند کر دیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہی اور بالاے کوہ
چلا جاتا ہی ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہون کی ارسالین لوٹین بادشاہون نے آکر
گھیر لیا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بند کر لیتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکر سکے آخر
ناچار ہوکر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا
عقب مین اُس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تو نے مارا مین نے
جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا نرمی ہاتھ کی معلوم ہوئی
گا اُسکو اُٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکۂ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا
اُس معشوق خوبرو کو دیکھکر میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا غش کھا کے گرا وہ نازنین بھی مجھپر مائل ہوئی
سر میرا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال
عنبرین مو بتایا مین اُس سے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی قزاق تھا ایک شکار کھیلتا ہوا
آیا بیٹی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کرکے ملازمون کے حوالے کر دیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان وصل کا
میری دختر سے ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کرے تو مین تیرے ساتھ شادی کر دون مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پر ناز
تھا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑ گیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کرکے باپ نے فوراً لشکر تیار کیا اور
جاکر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا
مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھکے ہٹا لیا اور کہا کہ جا
کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب مین دیکھا
کہ فلان صحرا مین جاکر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لائینگے تیرے کفیل ہونگے شکر ہی کہ
آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمایئے معشوق سے مجھکو ملا دیجئے وہ قید ہی مین آوارۂ دشت
ادبار رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کہ ای سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق تک
پہونچا دونگا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے لدے
ہوئے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھ گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند آج تجھکو ہوش مین پاتا ہون
سلیم نے کہا ای باپ آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی انکو خدا نے پہونچایا معشوق ملانے کا

اقرار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے مین تو دین اسلام مین آیا باپ نے بیٹے کو لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہوکر طرف کوہ بے ستون کے چلے سفتون قزاق کاروان لوٹ کر آیا ہی زیر کوہ اترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر لایا بالاے کوہ بھیج رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی سفتون نے پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہی سفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے مین اسے گرفتار کرکے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر سفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم تخت پر باپ بیٹے سوار پشت پر لشکر آکر اترے سفتون بہت خوش ہی قزاق اسکے کہ رہے ہین اگر حکم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین شام کو سفتون نے طبل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہ رہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا پہلوانون سے سرحد طلسم خالی ہوگئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب رستم نے خبر سنی کہ سفتون قزاق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغہ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان مین آئے سفتون میدان مین نعرہ کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا مین تمھارا اشتیاق ہون یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب بادرفتار چمکایا قضا سے کار بالاے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظربند تھی اسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو تماشا کرادو کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھایا رستم گھوڑا اڑاتے ہوئے آتے ہین کہ نگاہ قتال عنبرین موکی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہورہا ہی سفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا رعب ودبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا گھوڑے سے اپنے اترا جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار مین مدت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا میرا بعدا ہون دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو اُتار رکھا اپنا مذہب تعلیم کیجیے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر جیسق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کرکے بارگاہ مین لایا ساتھ ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہو گئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے تم
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین باپ کی آیا کنیزون کو حکم دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوئی سینے پر سلیم کے لگایا جائے رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوئی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہو گیا صدمہ سب گیا انبساط ہوا رستم نے کہا اے مفتون ہم اپنے سردارون کو لیکر الگ بارگاہ استادہ کرائین تم اپنے یہان خوش رہو یون شادی ہو مفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام چاہتا ہے جو کچھ آش ذرہ بیمقدار کو میسر ہے وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا مفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا طائفے عمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ مین پھیر دین اڑ رہی ہے مفتون مصروف خدمت ہے کہ ایک قراق دوڑا ہوا آیا اور مفتون کے کان مین کچھ کہا مفتون کی رنگت متغیر ہو گئی رستم نے پوچھا کیون اے مفتون اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہے عرض کی اے شہریار مین نے بادشاہ کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اسطرف سے رستہ بالکل بند کر دیا کیوس تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہے اُسکی ارسال ادھر سے نکلی مین نے خزانہ لوٹ لیا اُسنے آ کے گھیرا ایک مہینہ برابر وہ اُترا رہا مگر میرا کچھ نکر سکا مین بالا سے کوہ قلعے مین تھا اُسنے جو خبر پائی کہ زیر کوہ مین نے جشن کیا ہے تین لاکھ فوج سے آگیا اب پہاڑ کے رستے روک دیا ہے کہ پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤن تو اے شہریار سب راستے تو رُک گئے پہرے اُسنے بٹھا دیے ایک گھاٹی روکنے کو باقی ہے کہ ایک سوال

مع مرکب جا سکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مر جائیگا رستم نے کہا اے مفتون ہم اسوقت تیرا ساتھ چھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و تیغ زن ہین مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چار سو پہلوان ہین ایک ایک بے مثل و بے نظیر فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین رستم نے کہا میدان مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اُسی طرح بیٹھے رہو کسی اہتمام مین فرق نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے اشارے کرتا ہی یارو تمھارے خیال مین آتا ہی کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری باندھتا ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہہ نہین سکتا کنیزون نے جا کر یہ خبر ملکہ قتال عنبرین مو کو سنائی ملکہ یہ خبر سنکر بیتاب ہو گئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان اپنی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تاجدار انتظام کوہ کر کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ اے مفتون اب کہان جاؤگے مین نے خبر تمھارے جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہ دی خداوند نے خواب مین آکر مجھسے ارشاد فرمایا کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کر کے ہمارے پاس حاضر کرو اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر جاتے ہو مین نے سب راستے روک دیے اب بالاے کوہ نہ جا سکوگے مین نے سب جگہ پہرے بٹھا دیے ہین یہان مفتون نے ہر چند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ اے برادر تمکو تو اُسنے گھیرا ہی اور ہم بالاے کوہ چلے جائین اپنی جان بچائین یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف سے گھیرا پڑ چکا تو نوازش طبل کو حکم دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے مفتون کو خبر پہونچائی مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہی اُسطرح لڑینگے قوم کے فراق دشمن کو گھبرا دینا مکر سے کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا اے شہریار یہ مقابلے مین کیوس کے نہ بجاؤنگا مگر رات کو کھلبلی ڈالدونگا رستم نے کہا اے بہادر یہ تو جرأت خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے جسطرح طبل جنگی بجا ہی اُسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا اے شہریار یہ انصاف شرط ہی فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر لاجواب چار سو پہلوان افسر وہ بھاگنا نہین جانتے

فوج کو کیسا لڑا ئینگے میدان کارزار سے قدم نہ اُٹھا ئینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان نامی اور نام آور خود فنون سپاہ گری مین طاق شہرہ آفاق جسوقت تلوار بکف جم جائیگا رستم وقت بھی پھر جائیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہین لہذا شب کو بطور شبخون کرینگے جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیون پر تلوار چلیگی اگر پہاڑ پہلے پکڑ لیا تو پھر بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہین کرسکتا اور جو گھاٹیون پہ گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہی رستم نے کہا یہ سب تدبیرین بیکار ہین صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار مین کیا گذرتی ہی مشکل رستم نے مفتون کو سمجھایا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہی اگر کیوس کو اپنی جراءت و شوکت پر بڑا دعوی ہی تو ہم اُسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اُسکے کیا گذرتی ہی مفتون کی بیقراری اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہین صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے آباد کرنے کا وہ آمادہ حرب و پیکار ہی اور یہ جانتے ہین کہ کیوس بلاے روزگار ہی کہ اس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اس اقلیم مین تو کوئی ایسا نہین کہ اس کو جواب دے یہ انسان ہین وہ دیو ہو اسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہین صرف اُنکا اقتضاے جراءت ہی جب اُنکے دشمنون پہ سختی پڑی خدا نخواستہ اُس دشمن کے ہاتھ سے اُنکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج عظیم جسسے پہونچا ہی بربادی کوہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہی کہ میرے حسن کا اس اقلیم مین شہرہ ہی اب یہ کو قزاق جانا کسی بادشاہ نے ارادہ نہین کیا وہ ضرور محل مین آنے کا ارادہ کریگا پھر میرا زندہ رہنا بیکار ہی اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہی کہ سلیم اور سالم کے نام کا دشمن ہی نہین معلوم باپ بیٹون کو قتل کرے یا گرفتار کرے تجھسے دیکھا جائیگا کیسا عاشق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

مجنون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون
ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون

قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہی مجھے
میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون

یارب برا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون

اے خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک
ہمتو کڑھے کبھی چشمہ حیوان سے دور ہون

آتش غم حسین مین روشن سا ہی کیا
سطرین کی سطرین نامہ عصیان سے دور ہون

کنیزین عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین وہ اپنے زمانے کے رستم ہین صدہا ملک فتح کیے ہین طلسم مین ہنگامہ برپا ہی بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہین کچھ سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہی جب کنیزون نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائین مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کر یا مین سلیم و سالم کو بھی خیر و عافیت سے دیکھون کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچا لے تیرے نزدیک سب آسان ہی اندر باہر مردون مین عورتون مین ہر خورد و کلان کو تردد ہی کہ دیکھئے کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیا و شعاع ہاتھ مین لیکر بالائے چرخ برجیس آیا تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم سفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوے سامنے دریاے فوج کیوس موج مارتا ہی تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے ایک ایک سپاہ سالار پہلوان زبردست ایک ایک بادہ کبر و نخوت سے مست یہی ارادہ ہی کہ ان سب پر جا پڑین قزاقون کو گھیر کر مار لین سردار اُبلے ہوے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہی اُس قزاق نالائق نے بڑے بڑے رنج و ملال دیے اس گروہ سے کیوس میدان مین آ کر پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین اُدھر تو فوج بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق سفتون کا اُسوقت بھی یہی قصد ہی کہ مین فوج پر کیوس کی جا پڑون لڑتا بھڑتا اپنے کو بالاے کوہ پہونچاؤن نہایت چست و چالاک ہی مگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہی کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہین معلوم ہوتا رستم دمبدم فرماتے ہین اے سفتون گھبراؤ نہین دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی میدان مین آئے تو مین نکل کر جواب لینا تم انتشار نکرو جو دل مین قصہ ہی اُسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چکین تو کیوس نے قصد کیا کہ مین نکلون دیوث مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے گینڈا اچکایا بھائی سے اجازت لی کیوس نے کہا اے دیوث مین حیران ہون رات بھر اسی فکر مین جاگا کہ سفتون کسی بھروسے پر ٹھہرا ہی مین جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کریگا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہی اگر وہ پھیر دے تو مین اُسکے خون سے درگذرون یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوث نے کہا مین سمجھا دونگا دیوث گینڈے کو جھکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے سفتون تو دیکھتا ہی کہ ابر فوجون کے گھرے ہین اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہو قتل [illegible]

دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہنے لگی جاکر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھیر دین جان تو بچے اپنے گھر مین مہمان آیا ہوا ہی سلیم و سالم بھی موجود ہین دلوث دیو ہی دیکھو تو کیسا غریو ہی میرا تو رہ رہکے دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی۔ نظم

اے پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے
بیٹھے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے
جور صیاد سے گلشن ہوے ویران کتنے
آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے
کسطرح آؤن مجھے کاہیکو آنے دینگے
نئے نوکر ہوے ہین آپکے دربان کتنے
ربط ہین کافر و دیندار سے یکسان تجھکو
کتنے ہندو تجھے کہتے ہین مسلمان کتنے
کوچۂ یار مین اے زندہ بقول غافل
تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزین کہتی ہین واہی دیکھیے اب اِس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دلوث نے پکار کر کہا کہ اے مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہین مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہی وہ پھیر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا اے شہریار فیصلہ کرون خزانہ وہ ابتک رکھا ہی رستم نے کہا اے بزرگ اسکو خزانہ دینا خلاف ہی دلوث نے پکار کر آواز دی اے مفتون اگر مال نہین پھیرتے تو کسیکو مقابلے کو بھیجو جیسے دلوث نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آکے فرمایا اے شہریار اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونون رونے لگے کہتے تھے اے شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیوس کا بھائی دلوث ہی ادھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پر گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھین کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہی تاجدار نے جواب دیا آپکے خدا کو آپکو سپرد کیا خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب باد پیما کلانچیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا دلوث نے جو رستم کو آتے دیکھا گرز دہ سیر کا لیکر براے تکاور بڑھا کو تخت سے ملکہ بنگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ آپس کی نگاہ ور مین نیا مضمون ہوا سات قدم گھوڑا دلوث کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزون سے کہا ظاہر اتو خیر معلوم ہوتا ہی گھوڑا اسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہین خدا انکو غالب کرے دلوث

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خالی زرہ میں رکھ دیتے ہیں جسم سیاہ پر قطرہ خون کا اُبھر آتا ہے سیکڑوں زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیو کے لگائے لوگ پھبتیاں کہہ رہے ہیں تختہ آہن پر شنجرف کے نقطے دیئے ہیں دیوش عاجز ہو گیا ہے ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوش کے نکل گیا غل ہے احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوش نے دیکھ کر آواز دی اے رستم نیزہ بازی کھیل ہے مردان عالم کا تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہوں اگر کوہ آہنی سے سخت ہو تو سینہ بھی دو ٹکڑے کروں اب اپنے کو بچاؤ پیچھے ہٹو اور رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے مُنہ پھیرتے ہیں تلوار کھینچ اسکا بھی وار سہینگے تب اُسکے ہم بھی وار کرینگے دیوش نے خبردار خبردار کہکے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا مرکب چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا دیوش نے بجرأت تمام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالا رستم نے گریبان پکڑ لیا آپس میں جھٹکے چلنے لگے آخر دونوں جوان گھوڑوں سے کود کے دیوش کہتا ہے اے رستم زور میں کیا کرو گے ہاتھ پیر توڑ کے رکھ دونگا رستم نے کہا یہ حوصلہ ہی رہ جائیگا دیوش کہتا ہے اے رستم کیوں فساد بڑھاؤ منتوں سے کہکر خزانہ دلا دو رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جشن میں صرف ہوا اب تو لانا دشوار ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر دیوش لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہاتھ مارا کہ سر دیوش کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوش بمشکل سیدھا ہوا رستم سے لڑنے لگا دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ رستم نے دونوں مونڈھے تھام کر سینے میں سر اڑایا ریل کرکے دو قدم دیوش چاہتا ہے اپنے کو روکوں مگر وہ بُرا وقت ہے کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے تو بھی قدم ریل کر دیوش کو لائے گیوس اپنے مقام پر کہہ رہا ہے آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ پیچھے ہٹے جاتے ہیں اکیسویں قدم پر رستم نے ہاتھ مارا کہ دونوں گھٹنے دیوش کے آشنائے زمین ہوئے رستم نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ اور تیسرے زور میں سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایاں قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتش بازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے دیوش کو زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے اگر اپنی جان بری کرے تو

چاہتا ہو تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوشٹ سے ملول ہو کر جواب دیا کہ بھائی میرا سامنے کھڑا دیکھ رہا ہی مین مسلمان ہو نگا رستم نے سینے سے اُٹھکر ایک پائون دونون پائون سے دبایا اور ایک پائون دونون ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین سرین سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین مثل کرپاس کہنہ دیوشٹ کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی او مغرور عقل و فراست سے دور اب تو مقابلے مین آ تیرا بھی یہی حال کرون مفتون کے قزاقون نے نعرے احسنت و آفرین بلند کی کفار پیشے شرمندہ ہوے مگر کیوس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پائون رکاب مین ایک خانۂ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا پیلا سر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تا ابرو پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھاما اور آواز دی کہ او مکار اس قد و قامت پر یہ مکاری اور تیغۂ ہفت جوہر جھکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ہفت جوہر کارگر ہوگیا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا ہوا پر تیغہ کیوس کے بھی پہونچا اُسنے وار تانا مارا تیغہ جھٹکا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈا تہ و بالا ہوگیا فوج والون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کافر چار سو پہلوان رستم پر آ پڑے رستم تیغہ جھکا کر تین لاکھ کافرون پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا قزاقون کو لیکر آ گرا سلیم و سالم بھی فوج کو لیکر آ پڑے دونون لشکر تل گئے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر بالاے کوہ پہونچون پھر مجھکو کوئی نہ پائے چھپا ہوا لڑ رہا ہی کیوس تو بیہوش ہوگیا فوج والون نے اُسکو ہوادار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوے مصروف جنگ ہین مگر بباعث زخم سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہی مگر کوئی خوف سے قریب نہین آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو نکل گیا مفتون قزاق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے لڑتے بھڑتے بالاے کوہ پہونچے وہان جاکر مفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلوہ کرکے جاتا ہی وہ پتھرون کے نیچے دبتا ہی کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو ہوش آیا کہا یارو مین جانتا ہون جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو مین نے

بایک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نکرو پہاڑ پر نہ جا سکوگے قزاق پتھر برسا رہے ہین
تمنے نکلنے کیون دیا سب نے کہا حضور قزاقون کی لڑائی تھی پتھر لڑوا دیتے ہین اس زور و شور سے
بالائے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چہار جانب سے گھیر لو فوج کیوس
نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو جو گھوڑا لیکر چلا رات بھر بہتے ہوے چلا آیا
صبح کو ایک صحرا مین آکر ٹھہرا گھوڑا گھاس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اترے رشتہ اور
سوزن قبول سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر مین ٹانکے دیے زخم کو باندھا
خیال مین گذرا کسی گوشے مین ٹھہر کر دہ چار روز مین زخم کو صحت دین پھر طرف کوہ بے ستون
کے چلین آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیون کے بولنے کی آواز کان مین
آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہے اسکے باہر صدہا خیمے استادہ ہین کچھ جوان رنگین پوش
باغ مین جاتے ہین کچھ باہر آتے ہین رستم طرف اس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ
یہ کیسا جلسہ ہے لوگون نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہے جہان خدائی خداوند ہفت پیکر
کی ہے اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہین فاروق صفت شکن یہان کا حاکم ہے اور یہ باغ عشرت آباد
ہے شاہ و شہریار زادون کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہے دختر فاروق کی شادی ہے فاروق [illegible]
اسی کا مجمع ہے مگر فاروق کوہ تن مہمان نواز انتہا کا ہے آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب
اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جا بجا بچھا ہے طائفے ناچ رہے ہین جہان رستم ٹھہرتے ہین جمال انکا
دیکھکر لوگ جمع ہو جاتے ہین ہرکارون نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا رستم نے کہا مین فرزند صاحبقران ہون اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک
چمن مین آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ مین رستم بیٹھے ہین گرد تاجدار پہلوانان
صفت شکن رستم سے باتین کر رہے ہین رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے
بیان کر رہے ہین وہ لوگ تعریفین کر رہے ہین ہرکارون نے جاکر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی
کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہان شادی مین آئے ہین فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحب یہ
بعنایت خداوند ہفت پیکر کی ہے میرے یہان شادی مین فرزند صاحبقران تشریف لائین کمر کو
باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہان شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہیں ہے بارہ دری میں تشریف لیچلیے ہرچند رستم نے انکار کیا فاروق بہت منت سے پیش آیا رستم کو بمنت و خوشامد بارہ دری میں لایا سب تاجدار جمع تھے برائے استقبال اٹھے بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اس کے قریب دنگل زرین اوپر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا ہے ہنگامۂ [illegible] ل و نشاط گرم ہے بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا دست بستہ عرض کی دختر خداوند ملک مسفر ورشہرین کلام برائے شکار آئی تھیں ذکر شادی کا سنکر یہاں تشریف لاتی ہیں وقت ہے آپ بھی برائے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھ پر سراسر احسان ہوگا رستم نے کہا کیا مضائقہ ہے یکایک ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چوبدارنیاں انتظام کرتی ہوئیں کئی ہزار کنیزان ماہرو ایک تخت پر ایک معشوق خوبرو نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھیں بعینہٖ دیدۂ غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو میں وزیرزادی ستارہ پہلوے ماہ میں اس کر و فر سے سواری نمایان ہوئی رستم بھی اٹھ کھڑے ہوئے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور قدم رنجہ نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہاں تشریف لائے ہیں وہ سامنے دیکھیے کھڑے ہیں ملکہ نے نگاہ اٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال جرأت و شوکت میں بےمثال رعب و داب سطوت و صولت مثل چاکران ہمراہ ہیں آسمان خوبی کے ماہ ہیں ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونون طرف سے لگے دل پر اب معشوق ہوئے ادھر رستم تھرائے اُدھر مسفر ورہ ہرچند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا وزیرزادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر لڑکھڑاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی وزیرزادی نگاہ سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آکے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آکے بیٹھے مگر طبیعت مسفر ور کو دیکھ رہے ہیں فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام میں مصروف ہوا ایک ایک سے کہتا ہے میں نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوندزادی تشریف لائیں آج وہ جلسہ ہے کہ اس سرحد میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا یہان ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار میں تھے تھکے ماندے یہاں آئے ہیں ہم جا کر کہیں تنہائی میں ٹھہرینگے کمرے جو بنے ہوئے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے میں فاروق نے ملکۂ عالم کو

بھیجا یہاں رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ ای فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو
ہم وہاں جا کر آرام کریں کئی دن سے جنگل میں حیران و پریشان تھے تمھارے باغ میں آکر آرام پایا
فاروق نے ایک کمرے میں لا کر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہاں کمرے میں آئیں تنہائی میں گھبرا رہی
ہیں وزیرزادی سے کہا ای وزیرزادی کیا حال بیان کروں دل کی عجب کیفیت ہی وزیرزادی نے
کہا کچھ بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیرزادی نے عرض کی حضور کے
کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہی اُس میں وہ بھی تشریف لائے ہیں میں جا کے بلا لئے لاتی ہوں حضور
کی بیتابی مجھسے نہیں دیکھی جاتی یہ کہکے وزیرزادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہیں سرنگوں
تنہا بیٹھے ہیں وزیرزادی نے آکر عرض کی ای شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہی رستم فوراً اپنے
مقام سے اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ اُس کمرے میں آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگیں رستم
نے آکر ہاتھ تھام لیا وزیرزادی گوشے میں جا بیٹھی یہ دونوں شیدا سے یکدیگر مصروف میخواری ہوے
لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوے دونوں چھپرکھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنہ
خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے مہرو و تیغزن سے کہا جا کر دیکھو تو ملکۂ عالم اگر بیدار ہوں تو
میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ ای ملکۂ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی
ہی کہ دختر خداوند نے قدم رنجہ کیا اگر خاصہ نوش کیجیے تو میں نہایت سرفراز ہوں سر افتخار اوج عرش اعلی
کے پہونچاؤں مہرو و تیغزن بالاے بام آئیں کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر رہی ہیں مہرو نے پوچھا تم سب
یہاں کیوں پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ فوراً بول اُٹھی کہ سامنے اس کمرے میں ملکہ تشریف رکھتی ہیں
جا کے دیکھو نا گل پھولا ہی دیکھکر بہت خوش ہوگے دوسری نے کہا بوا انھیں صاف صاف کہنے
سے کیا نفع ہوا ان باتوں کو سنکر مہرو طرف اُس کمرے کے چلا دراروں میں سے دیکھا کہ چراغ گل ہی
کچھ معلوم نہیں ہوتا مہرو پہلوان زبردست ہی دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر
آیا دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہیں مہرو بیتاب ہوگیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ
پکڑ کے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گریں آنکھیں کھولکر یہ آفت دیکھی کہ مہرو مجھکو چھپرکھٹ کے نیچے
گرا چکا مہرو نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزیں لپٹ گئیں ملکہ بیٹھی ہیں کہ او بیحیا کیا کرتا ہی مگر مہرو نے
ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُسکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی مہرو کو تیغہ

کھینچے ہوئے سر پر دیکھا لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھے کرسی پر اُنکا تیغہ رکھا تھا منظور یہ ہوا کہ بڑھکر تیغہ لون مہرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا چہار پارہ ہوگیا یہ تلوار کھا کر رستم نے قصد کیا کہ مین مہرور کو لپٹ جاؤن مہرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ تک رستم کا جھول گیا اب تو مہرور پر بس پڑا اسقدر تلوارین مارین کہ رستم چور چور ہوکر زمین پر گرے ملکہ بیٹھ رہی ہین کیا او ظالم کیا کرتا ہے اگر وہ تلوار تک پہونچتے اور اُنکے ہاتھ مین بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو مین ہون مجھکو قتل کر مہرور کہتا ہے او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھکر شہر فاروقیہ مین لیجاؤنگا وہان تو دار پر کھینچی جائیگی تجھکو تیرباران کرینگے رستم کو تو مین نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے دریا لہو کا جسم سے جاری مہرور نے اُسی فرش مین رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھا یا سامنے ملکہ کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا مین نے فرزند حمزہ کو مارا خاتمہ کر دیا ملکہ کو گرفتار کرکے ایک محافے مین بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یارو اس بیحیا نے شادی مین آکر یہ کیا فتور کیا گر مہرور ملکہ کو محافے مین ڈالکر چو نہ گسوا کے آپ گینڈے پر سوار ہوا محافہ کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ بھی چلین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی اس گیسو بریدہ نے سبکو بدنام کیا محل مین چلکر سامنے اسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہوا آگے بڑھگیا شہر مین آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہے شہر مین آکر دربار مین آیا کہ سب پہلوان بیٹھے تھے کہتا ہے کہ مہرور لیے ہوئے محافے کو آتا ہے مہرور نے اُس شخص کو مارا کہ جسکا جرأت مین مثل نہ تھا ایسا سپر پہ بس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر لیے پڑا اب محل مین جاکر اُس گیسو بریدہ کو قتل کرینگا مہرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اُتروایا ملکہ گلعذار ان مغرور کی یہ حال سنکر دوڑین ڈیوڑھی مین آکر ملکہ کو عجب حال مین پایا کہ خراش ناخن غم جابجا مہرور کا نام لیکر بیٹھی ہے کہتی ہوئی کہ اے مادر مہربان اس جلاد نے اُس شیر بیشۂ جرأت کو ایسا مجبور و ناچار کرکے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ مین ہوتے تو اس بیدادگر کو حال معلوم ہوتا یقین ہے کہ بھاگتا پھرتا ہائے کس بیکسی سے اُنکو مارا مان نے منھ پہ ہاتھ رکھدیا کہا اے نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ عالم کہتی ہین اے مادر مہربان تم اگر اُس جوان کو دیکھتین تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتین مین اُنکی کنیز معلوم ہوتی مان نے مغرور کو ایک کوٹھری مین بند کردیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کوٹھری

مین سر ٹکرا رہی ہین کہ خبر پہونچی فاروق کو وہ تن سپہ سالار قدرت تیغ لیے ہوے آتا ہی جیسے ہی فاروق تنہا اندر آیا ملکہ نے کہا اے فاروق کیا ارادہ ہی فاروق نے کہا اسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دے لونگا گلعذار نے کہا اے فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اسمین مناسب ہوگا تو قتل نکر مین نے بی بی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے مین لاکھ چھپاؤنگی تو کیا ہوگا اگر موت آئی ہی تو کون روک سکتا ہی تو اپنے ذمے کیون خون لیتا ہی فاروق کو گلعذار نے ایسا سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے مین بیٹھی رویا کرتی ہین کبھی کہتی ہین اے کریم و رحیم بہت سے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہی اس شہریار کو مجھے زندہ دکھانا یہ جلاد صاحب بیداد ذلت و رسوائی سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہی کہ بی بی خاموش رہو ابھی تمھاری روبکاری قدرت سے ہوگی دیکھین وہ کیا فرمائین کام تو یہ انھین کا ہی کہ رستم کو جسنے صدہا پہلوان مارے کسی سے بند نہین ہوا اسکو مبرور ایسے کے ہاتھ سے مٹوا دیا کیا تدبیر قتل کی نکالی قدرت کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہین آٹھ پہر ایسی ہی تدبیرین کرنے مین وہ مصروف ہین ملکہ نے کہا اس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کر دی اسکا بدلا رستم کا خدا اسکے ساتھ کریگا یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن حال رستم تحریر کرتا ہون کہ مبرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر مالک دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہی رستم کی جان باقی ہی مگر زخمداری سے بیہوش و مدہوش قضائے کار اس سرحد مینو سواد کا زمیندار سعدان نیک نام چند گنوار ساتھ صبح کو برائے نگہبانی زراعت نکلا ہی ایک پاسی کی نگاہ پڑی اسنے بڑھکر سعدان کو خبر دی چہرہ نالے مین کچھ مال ڈال گئے ہین گٹھا پڑا ہی اگر کہیے تو اٹھوا لائین سعدان ٹہلتا ہوا اس مقام پر آیا دیکھا چاندنی مین لپٹا ہوا پڑا گٹھا پڑا ہی مزدورون سے اشارہ کیا اٹھا لاؤ مزدور گٹھا اٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا اسمین گٹھا رکھوایا مزدورون کو مزدوری دیکر ٹالا آپ خود کرسی بچھا کر بیٹھا پشتارہ کھولا خون کے دھبے معلوم ہونے لگے حیران تھا کہ مال مین خون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان شجاعت ماہ فلک محبوبی حسین و جمیل زخمون سے چور چور ہچکیان لے رہا ہی اسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا تو جو مانگے گا وہی دونگا جراح نے فوراً زخمون کو دھو کر ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا یخنی مرغ کی تیار رکھیے جسوقت آنکھین کھولے فوراً پلائیے سعدان زمیندار نے سب سامان ممکن کر لیا ہوشیار ہونے کا

منتظر رہا زخمون مین ٹانکے ہو گئے اور آرام ہو لا رستم کو بعد دو پہر کے ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا ایک مکان دیہات کی قطع کا ہے اور کھٹے پر مین پڑا ہون ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ مین لئے مگس رانی کر رہا ہے جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم نے ارادہ کیا کہ اُٹھون زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر منھ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کے یخنی پی اسدن جراح آتا ہے زخمون کو دیکھکر چلا جاتا ہے تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہے رستم نے کہا حسین تیغ زن میرا نام ہے قزاقون نے راہ مین گھیرا مین لڑتے لڑتے گرا اُنھون نے مردہ جانکر اسطرف پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تمنے علاج کیا مین تمہارا نہایت ممنون و شکر گذار ہون رستم نے موتیون کا مالا دیا کہا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج مین صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کرکے مالا لیا جانتا ہے کہ یہان کون خریدے گا یہان سے جا جن بھی وہی گنوار ہین موتیون کا مالا لیکر رکھ چھوڑا رستم اُٹھنے لگے بیرون مکان آکر بیٹھتے ہین اور اہل قریہ آکر ملاقات کرتے ہین ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے تھے صبح کا وقت ہے زمیندار برائے حراست غلہ گیا ہے یکایک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیرون کی آواز آئی رستم نے سر اٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا آتا ہے آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہونچا عورتون کی آواز سنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ نامعقول کیا کرتا ہے زمیندار کی عورتون مین جانے کا ارادہ کرتا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا اُس دیوانے نے کہا گھسنا چاہتا ہے دروازہ کھولون رستم جھپٹ کر قریب پہونچے دیوانے نے چوبدست کو گردش دی اور پکار کر کہا اے آقا سے شیخ تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک چوبدست مین پیوند زمین کر دونگا خبردار خبردار کہکر چوبدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلو تہی کرکے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی زمین کانپ گئی جس مقام پر چوبدست پڑی تھی وہان پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہائے آقا سے شیخ نے میرا کہنا نہ مانا خاک مین ملگیا ہائے قضا مارا گیا رستم نے پہلو سے آواز دی او دیوانے مجہول حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہین یہ دیکھکر چوبدست پھینک دی دوڑ کر چنگل مارا ناخن بڑھے ہوئے رستم کی زرہ نوچ کر پھینک دی رستم نے غضب کرکے کلائی اُسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ ٹھہر گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجب حرکتین کرتا ہے کبھی کاٹ کھاتا ہے کئی مرتبہ چاہا رستم کو کاٹے رستم نے ایک گھونسا مارا کہ دیوانہ منھ کھول کر رہگیا ہاتھ جو ہوا زمیندار بھی آگیا تمام

گانؤن کے لوگ جمع ہین رستم کی تعریفین کرتے ہین سعدان نے پاسبانون سے کہا ارے کم بختو سب ملکر دیوانے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سُنی فرمایا کہ اچھا صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہین مار سکتا ہے جسکے گھر مین چاہتا ہے گھُس جاتا ہے مال لوٹ لیجاتا ہے رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھین تو کیا گذرتی ہے رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے پہلے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا تو ذرا اُٹھائیے رات کو ایک آفتاب سرخ خواب مین آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہین مین پہچانتا ہون کہ آپ ہی ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہے آپ بھیجے آفتاب سرخ ہین رستم نے خود ہٹایا زلفین کھلی دیکھکر قدمون پر گرا پھر دلمین سوچا ہے کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ مین زمین پر گر پڑا وہ گر لیٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چار دن پانچون مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب جب کھڑا ہوا رستم سے عرض کرتا ہے آقا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہین چار سو نوکر میرے ساتھ ہین وہ بھی ایسے ہی دیوانہ ہین اگر تجھسے لڑینگے تو تجکو لڑنا پڑیگا مین دخل نہ دونگا رستم اُسکے ساتھ چلا سعدان زار زار روتا ہوا پیچھے کہتا ہوا چلا کہ شہریار ایسا نہ ہو وہان جا کر آپکو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہے ویسے کہ نہین سمجھا رستم کہتے ہین اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوئے آکر جمع ہوئے اُس دیوانے نے اُن سب سے کہا مین تو اس آقا کا تابعدار ہون تمہارا جی چاہے تو تم لڑ لو اپنا امتحان کر لو چار سو دیوانے چوبین سنبھال کر رستم پر آگرے رستم نے کسی کو طمانچہ مارا کسی کو گھونسا آخر سب عاجز ہوئے کہا اے آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار ہو گروہ سب کا افسر شہریر مردم در نام دوڑا ہوا اپنے مکان مین پہونچا شہریر کی جو زوجہ ہے وہ حاملہ تھی درد زہ بیقرار ہو رہی تھی دیوانہ اُسکے سر پر جو پیوست پٹی کے کھڑا ہو گیا اور کہا میرا لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہے کہ آفتاب سرخ آیا ہے وہ ہاتھ جوڑتی ہے کہ سامنے سے ہٹ جا تو لڑکا پیدا ہو دیوانہ لڑکے کو لیکے بھاگا عورتین غل مچاتی ہوئین پشت پر کہ ارے پہلا لڑکا ابھی پیدا ہوا ہے ہوا لگنے سے مر جائیگا دیوانہ کہتا آقا کو دکھلاؤن تم سب جا کر بیٹھو ابھی پھیر لیے آؤنگا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے شہریر کے پیٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے بچہ چھین کے اُن عورتون کو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہے کہا آج بڑی خوشی کرونگا میرے یہان لڑکا پیدا ہوا آفتاب سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والون سے کہا جنگل مین فرش بچھاؤ

دائیں لاوے آقا کے سامنے ناچ ہو رہی جنگل میں بچھونا بچھوایا چند کوٹھریاں بنی تھیں اُن کوٹھریوں کو کھلوا کر دیکھا تمام
کسبیاں بیٹھی تھیں سب ساز و سامان سے روتی ہوئی نکلیں کہتی تھیں اے شہریار ہم کو پکڑ کے بند کیا ہے کھانا اُٹھا دیتا
ہے ستم نے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت ہے دیوانے نے کہا یہ لوگ یہاں سے نہیں آتے ایک مرتبہ جو آگیا اُنکو بند
کر رکھا کہ پھر خود وحشی ہو گئی تو کہاں سے لاؤنگا ستم نے اُن سب کو تسکین دی سب کو کھانا کھلوایا صحبت جمی ستم کو
لاکر بیچ میں بٹھایا کسبیاں ناچنے لگیں جو اچھا ناچتی ہے اُسکو دیوانہ گود میں اُٹھا لیتا ہے جب وہ غل مچاتی ہے
ستم تھپڑ اُسکے منہ میں دیوانے کا کان پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیتے ہیں دیوانہ گال سہلا کر رہ جاتا ہے کہتا ہے آقا
سمجھ گیا کبھی ستم پر جو پاہ بیٹھا ہے ستم جو بہت چین کرے مارتے ہیں دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہے کہ آقا
اب ایسی حرکت نہ کرونگا جلسہ میں عجب غلغلہ ہے دیوانے نے راحت نہ لینے دی رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو
جب ستم کسبیوں کو رخصت کرنے لگے دیوانہ جو پاس بیٹھا ہے کو پکڑ کے کھڑا ہوا کہ آقا یہ پھر نہ آئینگی گاؤں میں جا کر جب
ڈھونڈتا ہوں انکو نہ جانے دونگا ستم نے اُنسے اقرار لیا کہ جب یہ دیوانہ بلائے تب آنا اُنھوں نے اقرار کیا ستم نے
بمشکل اُنکو رخصت کیا گویا اُنکی جان آگئی اپنے اپنے مکانوں پر گئیں دیوانہ دوڑا ہوا اپنے باپ کے پاس
پہونچا کہنے لگا مجھے جانے دو میں آقا کے ساتھ رہونگا باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو جائیگا ہمکو ایسے
طعام کہاں پہونچائیگا دیوانے نے ایسا ایک ہاتھ باپ کے مار دی باپ کا سر پھٹ گیا ٹانگ پکڑ کے گھسیٹتا ہوا
سامنے ستم کے لایا کہا اے شہریار میں نے آپکی محبت میں اپنے باپ کو مار ڈالا ستم بہت خفا ہوے لاش
اُسکا دفن کیا فرمایا فارقیہ یہاں سے کتنی دور ہے زمیندار نے کہا اے شہریار فارقیہ سے آپکو کیا کام ہے
ستم نے کہا مہرویز شیخ زادہ سے بدلا لینا ہے ہماری معشوق وہاں ہے اُسکو لینا منظور ہے سعادت زمیندار
نے سمجھایا کہ اے شہریار وہاں کے لوگ بڑے زبردست ہیں ستم نے کہا ہمارا مرکب و تیغ ہفت جوہر ہمراہ ہیں ہو
مہرویز اُنکو لیگیا تنہا جب ہم تہا ہیں اُسکے ساتھ کیا کیا ہے جانا ضرور ہے دیوانہ چار سو دیوانے لیکے
ہمراہ ہوا زمیندار سے ستم نے وعدہ کیا کہ گاؤں اُنکو معافی میں دینگے زمیندار کبھی سلطان کیا اب زمیندار
کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند صاحبقران ہیں دور تک پہونچانے آیا راستہ سیدھا بتا دیا جب ستم کئی منزلیں طے
کرکے قریب فارقیہ پہونچے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر میں جائینگے دو چار دن کے
بعد آئینگے دیوانہ جنگل میں اُترا ستم اکیلے شہر میں آئے جسکی نگاہ جمال بے مثال ستم پر پڑی حیران جمال محو دیدار
ہو گیا ستم ایک ایک سے سرا کو پوچھتے ہیں دوکاندار دوکانوں سے اُتر کر کہتے ہیں ہمارے مکان پر چلیے ستم

انکار کرتے ہیں فرماتے ہیں مسافر کا مقام سرا ہے بازار میں کھڑے ہو کے یہ فرماتے ہیں کہ دیا بازار رہیگا ہجوم ہو کہ قضائے کار مسلسل آہن قبا پہلوان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اٹھا ہے طرف اپنے مکان کے جاتا ہے بازار میں مجمع دیکھکر پوچھا یہ کیسا مجمع ہے لوگوں نے کہا ایک مسافر سرا پوچھ رہا ہے لوگ گھیرے کھڑے ہیں مسلسل گھوڑے پر سے کود پڑا ٹہلتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھکر حیران ہو گیا با ادب سلام کیا کہا اے شہریار غلام کو سرفراز کیجیے میرے مکان پر تشریف رکھیے میں خدمت کرونگا اس تجویز سے مسلسل نے کہا کہ رستم راضی ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا بڑا عالیشان قصر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری میں لایا مسند بچھائی رستم کو مسند پر جگہ دی آپ ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا امیدوار ہوں کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہوں رستم نے کہا اے مسلسل میں فرزند صاحبقران ہوں باغ عشرت میں مہرو نے مجھکو بیکار زخمی کر کے پھینکا سہ دیا تھا میں پروردگار سے توفیق صحت ہو چکا کی اب آیا ہوں کہ اُس سے بدلہ لوں اپنا ضرب اور اپنے بھتیجا حاصل کروں علاوہ ان سب کاموں کے ایک کار ضروری یہ ہے کہ معشوقہ ہماری مہرو شیریں کلام دختر ہفت پیکر ہو فاروق سے اُسکا طالب کرینگے جس طرح دیگا اُس سے لینگے مسلسل کے یہ حال سنکر ہوش اُڑ گئے سامان دعوت مہیا کیا کہا کہ عرض کرتا ہے اے شہریار فاروق پہلوان زبردست ہے میں اُسکے مصاحبوں میں سب سے حقیر پہلوان شہر کا پہلوان باقوت ہوں کہ شیشے کا سر کا ہو آزار پہنچایگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک اور لاکھ برابر ہیں کیا مجال ہے کہ بے ادبی کر سکے مسلسل اس جرأت پر حیران ہو گیا کہتا ہے اے شہریار آپ ایسے ہی جری و بہادر ہیں مگر فاروق کے ساتھ وہ جمعیت ہے کہ گاؤ زمین بار نہیں اٹھا سکتی یہ حال کافی ہے کہ فاروق وہ شخص ہے کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اسکے سپرد کیا ہے آپ اس ارادے سے باز آئیں اس ارادے میں آپ کی جان کا خطرہ ہے رستم کہتے ہیں اے مسلسل اگر مارے بھی گئے تو خونوں کے دریا بہجائینگے فاروقیہ میں ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران سے آکر یکہ و تنہا دربار میں فاروق کے شکست دی مسلسل رات بھر جاگتا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سر کھپا گیا مگر رستم اپنی ہی کہتے ہیں یہ فرماتے ہیں کہ میں ضرور دربار فاروق میں جاؤنگا اور سوال مہرو کرونگا جب صبح ہوئی تو مسلسل نے عرض کیا کہ آج کا دن اور شب میرے مکان میں رہیئے کل آپ کی خوشی ہے رستم نے کہا بہتر [illegible] قبول کیا مسلسل سوار ہو گیا دربار فاروق میں آ پہنچا دنگل پر بیٹھا دربار میں سب پہلوان [illegible] پہلوان [illegible]

جانے نہ سلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا ملازمان سلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہین ہی رستم
نے کہا ہم کیا سلسل کے نوکر ہین یہ کہکے فورا گھوڑا اپنے ہاتھون سے کسا پشت پر سوار ہوسے طرف
بارگاہ فاروق کے چلے یہان سلسل بیٹھا ہی کہ صبرورہبان آیا اُسکا دستور ہی کہ دن بھر مین دو دفعہ
در شہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہی بیٹھنے کے ساتھ ہی اُسنے کہا ای بادشاہ مین نے رستم کے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اُسی کا ہم خدمین نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کرکے عقب باغ پھینک دیا یقین ہی لاش کو
زاغ و زغن کھا گئے ہونگے سلسل کو تاب نہ رہی بول اُٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا ای
سلسل تمھین کیا معلوم کہ وہان کیا گذری سلسل نے کہا جو کچھ مین جانتا ہون وہ کوئی نہین جانتا
فاروق نے پوچھا تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہی مین نے بمشکل روکا ہی
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا مین نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہی فاروق نے کہا ای سلسل سچ کہتا
ہی کہ مسخرہ کرتا ہی کہا حضور وہ سوتا تھا انھون نے تلوارین مارنا شروع کین اگر اُسکے ہاتھ مین تلوار یا نیزہ
آجاتا تو وہ ہما دیبانکے ٹکڑے اُڑا دیتا انکو وہان سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو مین نے بمشکل روکا ہی
کل نہ رکیگا فاروق نے کہا ای سلسل ایک کام کرو اُس جوان کو سمجھا کر ہمارے ملک سے رخصت
کر دو اگر ہم سے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے مین ہمارے سکا اُسے
دیا جاویگا طبل جنگی بجین ساتھ طریقہ کے مقابلے ہون تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہمارے
دربار مین آیا اور ہمسے ایک بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت مین فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیسا
حجاب ہوگا لہٰذا ہمارے دربار مین وہ نہ آئے تو بہتر ہی سلسل نے کہا مجھے یقین نہین کہ وہ میرے
کہنے سے اُٹھے حضور مین نے رات کو سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہوکر مین نے یہ
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہان اور مہمان رہیے کل آپکو اختیار ہی آج دوسرے پہلو سے
سمجھاؤنگا جہان تک ہوسکیگا یہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا کہ یہان صبرورہبان کی
نامردی کھل گئی کبھی جھینے اس معاملے کو کہہ رہے اور رفیق بھی ذکر کرتے ہین خلوت مین ایک بہادر کو زخمی
کیا اسپر بیتا فاروق نے کہا ای سلسل تو سچ کہتا ہی صبرورہبان شرمندہ ہوکر کہا ای شہریار اب مین
رستم کی بات کا جواب دونگا سلسل نے کہا کیا مجال ہی کہ جواب اُسکے سامنے زبان بھی کھولو کچھ منہ سے
کبھی بولو گے بولو گے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت سرکش تنک مزاج ہی صبرو نے کہا ہو سکے وہ دین

اسکے سامنے کمی نہ کرونگا جسطرح ہوسکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوارین سنے تمہارے ہاتھ سے چھینی تھی یا نہین وہ منصف ہو تو صاف صاف کہدیگا یہان یہ تکرار ہورہی تھی کہ چوبدار نے بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہو ظاہر ہو کہ بندھا ہوا کہ کسیکو اپنے قریب نہین آنے دیتا ٹاپین مارکر زمین مین گڑھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک کیے چابک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو خوشخو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ اے مرکب اصیل ہم تیری جدائی مین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بہ نگاہ یاس طرف اسکے دیکھتا تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کمال کا اشتیاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر نہال ہوگیا اب وہ جوان گھوڑے سے باتین کرکے دربارگاہ شاہی پہ آیا چوبدار سے کہتا ہو ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل نے کہا بیٹھے وہ جوان آپہونچا میان مہرور صاحب اب باتین بنایئے تو آپکو حال معلوم ہو فاروق نے کہا اے مسلسل تم دروازے پہ جاؤ اور اُسکو سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی مسلسل چلا پردہ اُٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا اے شہریار آپ نے میرا کہنا نہ مانا اگر یہاں سے ٹلجاتے تو ضرور اچھا تھا کہ بادشاہ سے سوال معشوق کیجیگا مرکب مجھکو دیا ہے لیجیے بہ خیر خوبی چلے جایئے رستم نے کہا اے مسلسل ابھی جانا کہان ہفت پیکر کو مارکر ہمارا جانا ہوگا کئی سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ملعون کے طلسم تو ہم نہ نکلینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر بار کو دیکھا مثل اہل اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس و درین بادی بر کسیکہ او کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک است و درین پیغمبر خدا برحق است کافر کہکر اُٹھنے لگے مگر فاروق نے سبکو اشارہ کیا کہا اے خبردار اگر کسی نے خیال بھی بادشاہی کا کیا تو مجھسا برا کوئی نہ ہوگا سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے رستم آہستہ آہستہ وسط بارگاہ مین آیا تھا اسیر شاہ شیدا ہی رستم دنگل پہ فاروق کے پہلو مین بیٹھا تھا بیٹھے فاروق خاطرین کرنے لگا کہا ساقی بچے کو بلاؤ ارباب نشاط بھی آئین فاروق کے کہنے ہی نازنین مہ جبینان جبرگین حاضر ہوئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا صحبت گرم ہونے لگی فاروق چاہتا ہو کہ رستم کو سمجھا بجھا کر رخصت کردون رستم نے کہا کہ کسی سے کہا اے بہادران دوران دو گھڑی اسپ پا ہمان

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا اسباب و ہتھیار منگا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغۂ ہفت جوہر و درع و کمان کیانی گھوڑا آپکا جنگلی وہاں بندھا ہی کسی کو پاس نہیں آنے دیتا بسم اللہ ابھی سوار ہو کے تشریف لیجائیے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دوں کہ آپ کو سیاہ دار کے رستہ بتادیں رستم نے کہا ایک کلام اور کہنا ہی معشوقہ ہماری ملکہ مہر و مشتری گلفام کو اسکو بجبر لا سکتے ہو جلد حوالے کرو یہ ہی بہتر ہی ورنہ صاف کو لا کر بیچ میں رکھ دو یا ہم لیجائیں یا تم لیجاؤ مجبوراً خدا سے وہ پاسکے فاروق ہنسنے لگا کہا اے رستم ذرا سمجھکر کلام کرو کون ایسا ہوگا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر لیکر آنا جسسے مقابلہ کرنا اگر ہمکو زیر کرنا معشوق لیجاؤ ہمارے کام کی نہیں ہی ہم اہل فارو لیہ کے یہاں یہ دستور ہی کہ جو عورت کسی سے آنکھ لگائے بالکل جانے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر میں نہیں رکھتے لیکن وہ دختر خداوند ہی یوں حکم خداوندی ہی ہم کچھ نہیں کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو بلوائیے خداوند آکے روکیں ہم جواب سے لینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھ لینگے مگر جو کچھ کہا وہ کامروان عالم کی زبان سے جو نکلا وہی ہوگا اس بات کا جو بڑا ہوا یہ خبر محل میں پہونچی ملکہ گلفام تڑا اسبٹی کے دیوانے ہوئے سے اتنا پریشان ہی کہ وہ آٹھ پہر بکا کرتی ہی دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو بات کی ورنہ وہی کلام وحشیانہ ان نے قریب آکر کہا ہو فوراً تیئے سنا رستم پہلین صحیح و سالم آگئے ہیں اور فاروق سے تمھیں مانگ رہے ہیں یہ خبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا شیوق جیرین کہ فرزند سیاہ گر کی [illegible] شہرۂ آفاق ہی اپنے رفیقوں میں بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے خبر پہونچائی کہ سوار رستم آگئے ہیں یہ سنکر تو جیسا بے ہوش سے اٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ اکسیرو تلوار دیکر رستم کو بڑا غصہ آئیگا ایسا نہو کہ تمسے اور اس سے دربار میں تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہی نہایت معلوم کیا کیفیت ہو حضور میرے تو جاکر الگ تھر میں چھپا ہی کہ رستم کے سامنے نہیں آتا آپکے دنگل پڑا کر رستم بیٹھ گئے آپکے والد سے کلام کر رہے ہیں پریشاں آپکے والد نے سمجھایا مگر رستم نہیں مانتے یہ سنکر شیوق اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ میں جاکر رستم کو سزا دونگا بخوبی سمجھا دونگا بل کرتا ہوا چلا بیچ ان سے بھل اٹھتا ہوا اسوقت پہونچا کہ یہاں دربار میں فاروق و رستم سے تکرار ہو رہی ہی رستم ہر مرتبہ قبضہ پر ہاتھ رکھکے اٹھتے ہیں فرماتے ہیں اے فاروق اٹھو ہمارے تمہارے تلوار چلے یا اور کسی کو حکم دو وہ اٹھے ان میں جوہر کہاں ہیں سنا ہی کہ اکثروں نے مشہور کیا کہیں سے رستم کو مار ڈالا اسی نامرد نے مار ڈالا ہمیں کوئی حقیقت نہیں اٹھا کہا اگر ہمارے ساتھ

حقیقی نے ہمکو سمجھایا کہ ہم یہان تک پہونچے دیوانہ شہر پرمردم درکو رفیق کیا وہ دیوانون کو ساتھ لیے ہوے بیرون شہر آیا ہی مجھکو اکیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شہر پرمردم درکا سنکر لوگون کے ہوش اڑگئے کہا حضور اُس ایسے شخص کو کیونکر قبضے مین کیا اس شہر مین نام اُسکا مشہور ہی سب اسکو جانتے ہین جس صحرا مین وہ رہتا ہی اُدھر کا راستہ بند ہی رستم نے کہا وہ ہمارے ساتھ بعہدۂ رفاقت آیا ہی باپ کو اپنے اُسنے مار ڈالا اُسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چھڑی بہت ماری باپ اُسکا ٹھنڈا ہوگیا اگر اسکو ساتھ لاتا تو زمین ہل جاتی اتنی ہی دیر مین نہین معلوم کیا حرکات کرتا کہ تم سب عاجز ہوجاتے کہ ہلڑ ہوا عیوق آتا ہی فاروق گھبراگیا اور سمجھا کہ وہ نوجوان بہ جاہل مزاج دیکھیے اُسکے کیا گذرتی ہی کہ عیوق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھکر کہا ای رستم تمنے غضب کیا کہ تابعو کے جنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا ابتو اُسپر ہمارا قبضہ ہی اگر تمھارا جنگل ہی تو ہم کو اُٹھا دو سب سے زیادہ باعث فساد یہ ہی کہ ہم منظر و شیرین کلام کو تاک رہے ہین اور لیے نہ جائینگے تم روکو ان باتون کو سنکر عیوق دنگ ہوگیا غصے مین کانپنے لگا کہا اچھا ای رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہی کہ اگر تمکو ہمسے کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہی ہمارے ملک کا نام مشہور ہی کہ سب بہادر رہتے ہین یہی لوگ کہینگے اکیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپنے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث بدنامی کا ہی کہ اکیلے نے جاکر ملک مین اپنے نام کا جھنڈا گاڑا لہذا یہ کرو کہ یہان سے چلے جاؤ رستم نے کہا یہ تو ہوگا اگر اب تمنے کلام کیا اور ہمنے تلوار کھینچی بارگاہ کو خون سے لال کردینگے اور مرجانا سپاہی کے واسطے عین فخر ہی وہان ویسے آئے ہین عیوق نے کہا کیسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے تو منظر و شیرین کلام کو کبھی لیجیے اگر مین غالب آؤن تو اپنے لشکر کا آپکو بادشاہ کرون ایسے بہادر کسے ملتے ہین رستم نے کہا بسم اللہ اُٹھیے اسی بارگاہ مین ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے خوشامد کہا کہ ای رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر زنبیلدار کے رہے کیا آرام پایا ہوگا چند ہفتے کی ہین تمکو مہلت دیتا ہون کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہ گری کو زور دو تب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا ای برادر اسقدر مہلت قلب کو گوارا نہین طاقت جدادا الٰہی ہی وہ ہر وقت جسم مین موجود ہی عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت دیجیے کہ مین اکھاڑا تیار کراؤن اور ہر دیار شہر کو خبر کردون کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھین رستم نے کہا طبل کشتی بجوا دیجیے صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپکے مقابلہ ہو بس ایک مکان نہایت پاک پاکیزہ صاف

و شفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا آپ یہیں تشریف رکھیے یہاں خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے گئے صبح کو میدان میں آئیے گا رستم اس مکان میں آ کر بیٹھے خادم خدمتگار خدمت کرنے لگے دن جب گذرا اور پردۂ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ اے رستم ایسی راہ سخت و صعب طے کر کے اس ملک میں پہونچے مگر افسوس ہے کہ اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا کیا حال ہوگا چلو چلکر اس معشوق سے ملاقات کریں اسکو تو دیکھ آئیں کہ کس حال میں ہے فاروق طبل کشتی بجوا کر جو محل میں آیا گلعذار نے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا اے فاروق یہ تو ظاہر ہے وہ یکہ و تنہا ہے شاطر بھی ساتھ نہیں تمہارا ملک و مال فوج و لشکر سردار پہلوان سب سامان موجود ہے لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہیں کہ تماشہ دیکھیں سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کھدے تو بہت مناسب ہے فاروق نے حکم دیا باہر آ کر کارگذاروں سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے آراستہ کرو اکھاڑا تیار ہونے لگا رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلا سمبور شبغزن ملا سکے پر کمند ا دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہے ابھی جرأت کی تھی تو اسکو بڑا اندازہ ہی گینڈا دوڑا یا پکار کر آواز دی او دزد مکار کہاں جاتا ہے جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤں مگر غیرت نے دامن پکڑا تلوار ماری کہا میں نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اسکی خالی دی اور سر جھکا کر زیر شکم گرگدن جھکا کر آئے سمبور کو مع گینڈے سے اٹھا لیا تیغ دیکر مارا کہ اعضا سمبور کے چور چور ہو گئے نصف جسم اسکا گینڈے میں اور نصف بیرون گرگدن نکلا دور سے پیادوں نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اس سیاہ پوش نے مار لیا کیا تم لٹے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر خون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئیں کمند پھینکی جست کر کے بالائے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ میں مہر و شیریں کلام فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہیں نظم

صبا سے یہ دیتا ہے عاشق پیام   کہ اے باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہیں   قرار و سکون دل تک آتے نہیں
شب و روز رہتا ہے یاں اضطراب   کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر   نہ جور و ستم کر نہ بیداد کر
تن زار بیجان کیونکر جیے   جگر میں نہ خون تو کیا پیے

عجب بیقراری مین بیٹھی ہی کبھی اٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوچنا نام رستم وردزبان حیران و پریشان کبھی خندان کبھی گریان کبھی پکارتی ہی ای رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیغام دیا مگر اُسنے آپ تک نہ پہونچایا تمھاری جرأت و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صد ہا کوس کا راستہ طی کر کے آئے مگر ہم ایسے بدنصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اترے ہو اور ہم تم تک نہین آسکے رستم نے جو یہ باتین سنین بیقرار ہو گئے کنیزین سو گئی تھین پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین یہ عاشق صادق راہ طی کر کے پہونچا تمھارا جمال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا چاہتا ہی شیشۂ دل سنگ مصیبت فراق سے ٹوٹا چاہتا ہی آواز رستم جو ملکہ نے سنی بیقرار ہو کر اٹھین کہا ای شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ تک پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پلنگ کے رونین رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خون جسم رستم پر دیکھکر ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہی رستم نے کہا فولادن اُسی نامرد کا ہی جسنے ہمکو ملکہ سے قتل کیا ہمارے حافظ نے ہمکو بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا صاحب تمنے اس قصائی کے کہنے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہی کیسا کھا کے بھولا ہی اب مین آپکے قبضے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اسکا مثل نہین ہی رستم نے کہا ای ملکہ عالم یہ چورون کا کام تو ہمسے نہوگا انشاءاللہ کل عیوق کو سر میدان زیر کرینگے اور تمکو بجاوت لینگے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے اور لشکر مین رہنا ہمکو مشکل ہوگا ہمارے یہان ان باتون کی بدنامی ہی ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ رونے لگین رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل مارا گیا ہونا عیوق کے ہاتھ سے ہو تو غم نکرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا تمھارے فاتحہ پڑھنے سے روح کو فرحت ہوگی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رخصت ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر کہتی تھین کہ وہ سیہ کار عیوق بلاسے روزگار ہی اسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہی کبھی سمجھاتی ہون کہ روز لڑنا ناحق اسکا نام سنکر دل گھبراتا ہی رستم کہتے ہین اب تو وعدہ ہو چکا جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اسی مقدار دو گھڑی ملکہ ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آکر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو لے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہون جیسا جرأت کا دعوی ہے وہ مجمع عام مین کھل جائیگا بلشکل عاشق و معشوق رخصت ہوئے رستم تو کمند سے اُترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا مانگنے لگین پکار رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و رب کارساز میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا غربت مین اُنکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہین آٹھ پہر ہنگامے برپا ہین اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہین کہ پیشانی سے خون جاری ہے دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل طرف خدا کے رجوع بخضوع و خشوع دعائین مانگ رہی ہین مان جو صبح کو اُٹھین بیٹی کو آج عجب رنگ مین دیکھا کبھی سر سجدے مین جھکایا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھین ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہے بچھڑا نہتا کا پس و پیش ہے مان نے پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر نیک و بد مین التجا چاہیے آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہے ہر امر کا اُسے اختیار ہے نظم

قائل یکتائیش ہر خاص و عام   متفق بر وحدتش خلقت تمام
سرنگون دارد بپے در بندگی   مثل سرو استادہ دیگر در قیام
ابتدا را ابتدا از ذات اوست   ہست بر وے اختتام اختتام
ہر مسلمان اللہ اللہ میکند   وز صفاے قلب ہندو رام رام
نیست بر دنیاے فانی اعتبار   ختم کن این ذکر ہندی والسلام

مان نے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجکو کسنے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہین جب ارادہ کیا پہلے مین پہونچے جو مانگا وہ دیا اب جاو کہ گئے پر تمام خلقت جمع ہے ملکہ روتی ہوئی اُٹھین کوٹھے پر آئین دیکھا پردہ ہاے زنبوری کھنچے ہین کنیزین انتظام کر رہی ہین کرسیان بچھی ہین زیر قصر سامنے اکھاڑا کھدا ہے بر تخت فاروق کا بچھا ہے افسران فوج و رئیسان شہر جمع ہین اور غول کے غول چلے آتے ہین کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق تیز زن مسلح و مکمل کئی سو پہلوان ساتھ ڈھول بجتا ہوا آ کے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو برابر تخت بٹھا لیا ملکہ نے جوبن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئین مان سے کہتی ہین ای مادر مہربان خدا انکو مظفر و منصور کرے یہ دیو اس لائق ہے کہ کوئی اُس سے مقابلہ کرے چلتے ہین زمین تھراتی ہے

کہ دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغہ ہفت جوہر قبضے میں سپر پشت پر لگائے ہوئے آتے ہیں رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل بیٹھنے کو تھا کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ میرور کا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیادوں نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب محلات شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا اٹھا کر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا اس سیاہ پوش نے مع گینڈے انکو اٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف گینڈے میں غرق ہوگئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اٹھکر فاروق سے کہا حضور الکریم اذا وعد وفا جب مشتاق میں سب لوگ جمع ہوے ہیں اسمیں تامل نہو فاروق نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق جانگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں اترا ڈنڑ پیلنے لگا مٹی جو لیکر بازوؤں پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہیں معلوم ہوتا فاروق نے کہا عیوق ہاتھ پاؤں توڑکر رکھدے گا رستم کبھی اکھاڑے میں کودے سب مشتاقوں کا جماؤ ہے سبکو یہی خیال ہے کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھدیگا تو استخوان رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جوش و توش اسکا دیکھا دل سے باتیں کر رہے ہیں کہ اے دل کی شکر پروردگار ارادے کو پورا رکھیئے کہ مٹی بازوؤں پر چڑھاکے عیوق نے پکار کے آواز دی اے رستم اب آؤ تماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہیں رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق اچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا اے عیوق اچھلنے کودنے سے کیا نفع تمسے کشتی لڑنے آئے ہیں یہ نٹ بازی ہم نہیں جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھوں رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹایا گردن پر ہاتھ رکھکے ایک ہلہ مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ عیوق نے بمشکل سر اٹھایا جی میں کہتا ہے اے عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور انہیں بھر دیا ہے کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے نکل جاتے ہیں اور جب رستم پکڑکے لاتے ہیں تو عیوق کو دو دو گھڑی رگڑتے ہیں عیوق بمشکل نکلتا ہے سب دیکھ رہے ہیں حیران ہیں کہ یہ جوان فولاد کا پتلا ہے عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہے تین پہر کامل ایک طور سے کشتی ہوئی پہر دن رہے عیوق نے دیکھکر آواز دی اے رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے ہیں ایک زور

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے تھامے سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا پلٹون عیوق نے کہا اے رستم اب رکنا نہایت دشوار ہی رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹینگے یہ کہکے رستم پلٹے عیوق نے چاہا نہ پلٹنے دون رستم نے دونون پانؤن آگے بڑھا لے عیوق نے قصد کیا پھر لے دوڑون جیسے ہی دونون پانؤن آگے بڑھائے وہان پر موقع نہ تھا دونون پانؤن عیوق کے گھٹنون تک زمین مین اُتر گئے رستم نے ہٹارا کہ کولہ عیوق کا اُتر گیا کڑاکے کی آواز آئی عیوق تھرتھر کانپا بیہوش ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ عیوق کا اُتر گیا پکار کر آواز دی ای فاروق عیوق صیاد زبون ہی اسیر ہاتھ ڈالنا ہماری مروت سے بعید ہی اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردون نے عیوق کو گود مین لیا ہوادار آیا عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلوے تخت فاروق مین نگل بچھا تھا اُسپر آکے بیٹھے فاروق سے فرماتے ہین ای فاروق معاملہ کشتی ناتمام رہا جب صحت پائیگا تو پھر مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہی بقول آپکے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کریگا رستم نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اُسی کمرے مین آپکو لیجا کر اُتارو رستم کو اُس کمرے مین اُتارا رستم اُس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کرینگے جس روز عیوق صحت پائیگا اُس دن اُسکو زیر کرکے ملکہ کو لینگے دن بھر تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سوئین تو مین جاؤن اس انتظار مین بیٹھے رات بھر کے تھکے ہوے تھے غافل سوگئے خادم اپنے اپنے مقام پر سو رہے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور چہرہ نقب کا لگا ہی کوئی رستم کو چرا لیگیا فاروق نے آکر ہرکارون کو حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھر بار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا۔ ہمارے مہمان کو چرا کر لیگیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا بابا جان اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کیجیے آپکے واسطے بدنامی ہی ایسا نہو دشمن لوگ کہین کہ گھر مین

رکھکر چھڑوا دیا فاروق نے کہا ای فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کوتوال سے تاکید کی ہو یہان تو فاروق تدبیر کر رہا ہی مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ مہر و ماہ کہتے ہین ماہتاب خارا شکن پہلوان زبردست اوس قلعے کا حاکم ہی اوسکو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا قلعۂ فاروقیہ پر آئے ہوے ہین عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا کوا اتر گیا ہے رستم مہمان ہین اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہی ہم پہلوان ہم عیار بادشاہ نے حکم دیا کہ ای غراب ہو سکتا ہی کہ تو رستم کو چرا لا غراب بصورت مبدل قلعۂ فاروقیہ مین آیا خدمتگاران رستم سے ملاقات کو تعقب دیکھے بھاگا راہ کو طے کرتا ہوا جاتا ہی قضا سے کار سمک ایاقی کہ شکارگاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہی اوسنے سنا کہ آقا فلان قریہ مین صحت پا کر طرف قلعۂ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہی تھک کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا تھا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی سمک نے بتعجیل رنگ و روغن عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جاتے ہو کچھ فقیرون سے واحد شاہ ہوگئے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش جہان گرد دعائین دے رہا ہی غراب جہاندیدہ کارآزمودہ ہی تیور فقیر کے دیکھکر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا شاہ صاحب مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا آپکے چالا پڑھون گوشہ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سمک کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقا کو نابکار لیے جاتا ہی تو تاب نہ باقی رہی تیغ کھینچکر للکارا او نا عیار میرے آقا کو لیے جاتا ہی غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہی سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے دیہاتی میری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گانون کے پہونچا گنوار کھیتون پر حراث زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار میرا پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف سمک کے دوڑے سمک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب سمک نے دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوے سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار مین طلسم کشا کو لایا اگر عیار اوسکا بلا سے روزگار ہی اوسنے پشتارہ لیلیا ہوتا

مگر میں نے گنواروں میں بیٹھا پایا وہ بیرون قلعہ رہا میں قلعے میں سے آیا یقین ہے وہ عیار قلعے
میں آیا ہوا ہے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشکن نے کہا عیار آئیگا تو کیا کریگا
میں کل اسکو قتل کرونگا تم ہوشیار رہو غراب نے کہا حضور یہ کمند ہاے ریشمی میں بندھا ہی اُٹھنے پر
اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار رہیے بادشاہ نے آہنگروں کو بلایا مسلسل و مطوق
کرا کے عیار سے اشارہ کیا عیار نے فتیلہ رافع داروے بیہوشی و یار رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا
مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر بار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا پکار کر کہا
ماہتاب خاراشکن نے آواز دی اے رستم کل قلعہ جات پر تمہارے قتل کے فرمان پہونچ گئے
میں کبھی ایک ادنی خراج گذار خداوند کا ہوں خداوند حقیقی تمہارا ایسے بیزار ہے کہ تم گرفتار ہوکے ایسے
مقام پر آئے کہ یہاں سے بچنا دشوار ہے رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہے ہمیں کون قتل
کرسکتا ہے جو تجھسے ہوسکے وہ قصور نکر یہ باتیں ہو کے حکم دیا شہر میں ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو رستم قتل
ہونگے سب لوگ آکر جمع ہوں تماشا دیکھنے جائیں حکم کیا لیجا کر رستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہبان
کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب قلعہ پر پہونچا ڈھنڈورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران ہے کہ
کیا تدبیر کروں پھرتا پھرتا سامنے قید خانے کے آیا دیکھا غراب چار سو شاگرد لیے بیٹھا ہے کیا مجال کہ
کوئی اُدھر سے رستہ چل سکے سمک نے کد و کاوش کی لیکن عیاروں کو ہوشیار پایا رات بھر گرد تفحص
پھر کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہاں سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد میں صبح ہوگئی سمک بہت گھبرایا
یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایاں ہوا بادشاہ کے عقب میں فوج اُس مقام
پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دار ایستادہ ہیں جلاد چست و خنجر کف کھڑے ہیں کہ بادشاہ نے غراب سے کہا
کہ قیدی کو لاؤ غراب وہاں سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا ہتھکڑیاں کٹی پڑی ہیں
چہرہ نقب کا لگا ہوا ہے رستم ندارد ابتو غراب بدحواس ہوکے نقب میں کودا دوسرا چہرہ ایک دوکان میں پایا
وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا الٹا اب تو ظاہر ہوا کہ قیدی کو کوئی قید خانے سے نکال لیگیا
سمک یہ خبر سنکر حیران ہوا کہ یہاں کسنے ایسی حرکت کی دوست کہاں سے آیا اب سمک اُس مجمع سے نکلا گلی گلی
لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا عیار بڑا تیز و طرار ہے اُسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہیں یہاں
بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ داروں سے کہا تھانہ داروں نے مخبروں سے بلا کر اقرار نامہ ۴۰

لیے کہ نیا آدمی جس مکان میں نکلے گا تم لوگ گنہگار ہو گے جلد پتہ لگاؤ مقراب کہتا ہے مجھے ایک مقدمہ میں بڑی حیرت ہے کہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہاں رہتا مگر سمک بیلداقی پھرتا پھرتا قریب ایک در باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہے۔ نظم

چشم حق بین سے جو اس بت کا سراپا دیکھا
صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا

داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی
اس چمن میں نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا

آگئیں یاد غزل خوانیاں اپنی اے رند
کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہو گیا پشت باغ پر آیا کمند مارکے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار سیہ چشم چاہ غبغب جسمین صدہا یوسف دل گرفتار کہ جنکا نکلنا دشوار پہلو مین رستم کے بیٹھی ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہے ایک گائن نہایت شوخ و شنگ چنچل چھبیل کھڑی گا رہی ہے سمک خوش ہو گیا جی مین کہتا ہے آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہیں کہ ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دلارام تر اور پہلو مین اس نازنین کے مثل ستارہ پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم موسیقی مین دخل رکھتی ہے تال سم کی تعریفین کر رہی ہے اتفاقاً گائن بولا کر اٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن مین آئی سمک نے اسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل مین آیا سامنے رستم کے بیٹھ کر گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ ملکہ عنبرین مو نام رستم کے پہلو مین بیٹھی ہے اور صنوبر بروی قد وزیرزادی پریان سمک مائل ہوئے اسی کی جانب گانے مین متوجہ ہیں کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گائن کچھ دیوانی ہوئی ہے یہ کیا حرکات ہیں کہا بی بی بتانے مین ضرورت پڑتی ہے معاف فرمائیے کنیز حضور کی ہوں قدمبوسی چاہتی ہوں امیدوار ہوں کہ قدمبوسی کروں صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گائن آج تجھے کیا ہو گیا کیسی باتین کرتی ہے سمک نے زبان عربی مین رستم کو آگاہ کیا مین ہوں آپکا غلام سمک بیلداقی اب تو رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر سے بہت سفارش کی کہ ہمارا عیار ہے تم پر دلدادہ و دل فریفتہ ہے اسکی خاطر کرو یہ فرزند خواجہ عمرو ہے صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہیں اب تو صنوبر آگاہ ہوئی سمک نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائن کو کیا کیا سمک گائن کو صحبت مین لایا اب

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اسکا سر کٹ جاتا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہو کہ مجھکو طرۂ پیغمبری ملتا باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو گائن بھی گا رہی ہو صنوبر رستم سے سفارش کراکے دو چار اشعار سہاگ سے گوا لیتی ہو کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کان مین آئی حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہان کیا خوشی ہو بڑے دور و شور سے گانا ہو رہا ہو اسوقت سہاگ گا رہا تھا آواز سنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہو آواز مین بڑا سوز و گداز ہو کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علاّمہ مین اور سہاگ کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہو اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ واری بہنے دوکان خالی سے نقب لگائی کئی حبشنین کہتی ہین کہ ہمنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اترا در دولت پر بادشاہ کی آیا چلدار سے کہا شاہ کو جاکر جگا دے کہنا غلام آیا رستم کا پتہ لگا لایا جلد آئیے ایسا نہو کہ وہان کچھ انقلاب ہو جاے بادشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہو کر آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر جو گئین انھون نے آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حال حضور کا کھل گیا بادشاہ مع فوج آتا ہو ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہسوار اول تو بادشاہ خود پہلوان ہو دوم ساٹھ ہزار فوج اسکی جنگ آزمائی بگڑی ہوئی آپ یکہ و تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اس حافظ حقیقی نے حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہو ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سہاگ نے بڑھکر اسی پر زین ڈالا کسکر اسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئین دعائین مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چہار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد غراب کے ماہتاب خارا شکن گینڈے پر سوار چند افسر ساتھ کہتا ہو مین جاتے ہی سر رستم کا کاٹ لونگا اور اس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہوا اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت ۹

ہی جب وہ مسلمان کے پہلو میں بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو بڑا کہا ہوگا سر باز اسکو قتل کرونگا رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہی ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا او رستم آؤ میں تمہاری رستمی دیکھوں رستم گھوڑا اڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران حال محو دیدار ہوا دل سے کہتا ہی اس شخص پر کیا حملہ کروں ایک اوجھڑ سپر کی کافی ہی رستم نیزہ پکڑ کے سامنے آ گئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس میں نیزہ چلنے لگا اب تو ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا جاتا ہی بمشکل سنبھالتا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر رستم نے نیزہ اُس کا نکالا ماہتاب نے غصے میں تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونوں میں کشتی ہونے لگی اہل فوج دیکھ رہے ہیں کہ رستم ریل کرلے دوڑتے ہیں ماہتاب گھبرا رہا ہی پھر پھر اُلجھ اُلجھ کے لیا ایک مقام پر رستم ریل کرلے دوڑے دس بارہ قدم ریل کرلائے وہاں پر لاکر یکبار ادونوں گھٹنے ماہتاب کے آشنائے زمین ہوے یقین ہوا کہ پسلیاں نکل جائینگی رستم نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے بلند کیا چاہا زمین پر ماروں کہ ماہتاب نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان بشرط اسلام ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا ماہتاب نے عرض کی بارگاہ میں چلیے سماک نے عرض بھی کی کہ نیا مسلمان ہی ایسا نہو کچھ فساد برپا کرے رستم نے کہا اللہ حافظ ہی ماہتاب بخوشنودی رستم و سماک کو لیکے بارگاہ میں آیا مقام صدر پر رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہیں بیٹھتے مقام صدر پر دنگل زرین تھا اُس پر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت پر کرکے پیش کیا عرض کی حضور اسکو نوش کریں کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہاں کا یہ دستور ہی رستم نے لیکے جام انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سماک کو دیا سماک نے کہا آقا پی چکے اب میری کیا ضرورت ہی غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا اُستاد آپکے نوش کرنے سے ہمکو تسکین ہوگی سماک نے بھی جام نوش کیا اس منت سے غراب نے کہا کہ سماک کو کچھ نہ پڑا شربت پیتے ہی تھا کہ رستم نے سماک سے کہا کہ ای سماک سر گردش کرتا ہی سماک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہی غلام تو سمجھا تھا مگر حضور کے خیال میں نہ آیا اُسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اسے مقام سے

اٹھون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اڑ کھڑا کے گرے سماک نے چاہا مین نکل جاؤن غراب نے سماک کو گرفتار کیا نشے مین دونون کو ہتھکڑیان پہنائین اب ہوش آیا۔ کیا اُسی وقت حکم کیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو اسی وقت دارین استادہ ہوئین یہ خبر کنیزون نے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سنکر گھبرائی کنیزون نے کہا داری شکل چھپے ملکہ نے سجادہ بچھایا بارگاہ باری سے دعائین مانگنے لگین کنیزین آمین کہہ رہی ہین رنگ باغ دگرگون گلون کا کلیجہ خون شمشاد کی کمرین خم ہر نخل بید پر بلبلین باہم نوحہ خوانی کر رہی ہین قمریان ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین یہان ماہتاب نے آواز دی یارو جلدی کرو ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے مین نہ رہے اس شوخ دیدہ نے خیرو منگلا انکا خاتمہ کر لون تو باغ پر جاؤن اس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤن اسی مقام پر اسکو بھی قتل کرون تب دل خوش ہوگا کہ اس گیسو بریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانے یہ بدنصیب ہی جلاد نے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لا کر پاؤن مین زنجیر باندھی رستم و سماک دار پر لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہی تیر مارون کہ جنگل سے گرد اُٹھی غبار وادی اس دشت کوہ اور تنگ گرد سے پردہ ستہ طوطیا رنگ سب نے دیکھا نقابدار مرصع پوش ہی بارہ ہزار جوانون کے گھوڑا اُڑاتا ہوا مثل سیل پہونچا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سپاہیون کو مار ڈالو ادھر ایسا نقابدار نے تیرون سے کہا دو بارہ تلوارین کھینچین کنیزون نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر پر آئین دور سے دیکھا نقابدار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہے یہان رستم نے جو دیکھا کہ نقابدار سمجھے رہا کرنے آتا ہے بغیرت سے پسینے پسینے ہوگئے زنجیر پا کو ایک جھٹکا مارا زنجیرین ٹوٹین زمین پر آئے ادھر آتے ہی ایک سوار کو مارا اسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے تلوار کھینچ کر لڑنے لگے سماک کو رستم نے رہا کیا سماک نے ہتھیار سے آتشبازی درست کی تمام میدان کو دھوان دھار کر دیا اُس دھوئین مین رستم لڑتے بھڑتے قریب ماہتاب پہونچے نقابدار نے چاہا کہ ماہتاب کو مین مار دون مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے ماہتاب نے ہیبت جان جا کر گھوڑا بھگاؤن رستم آگے سے راہ روکے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر چمکا سرگری سر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر جگر کو تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کے جگرگاہ تک تلوار پہونچی نقابدار نے بھی کوشش کر کے قریب علمدار کے پہونچا علم سرنگون علم قلم کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدائین آنے لگین سب انسر

رومال سے ہاتھ باندھ کر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ ای شہریار یہ مکار اسی لائق تھا کہ وہ صاحب حشم
ہوا ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ فریب نکر مگر موت اسکی دامنگیر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار ہیں
سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوئے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ
مسلمان ہوئے اب رستم نے فرمایا ای سمک اس نقابدار کو بڑا دعوی ہی جب آتا ہی بانکپنا
دکھاتا ہی ایکدن اسکو پکڑ رکھونگا سمک نے عرض کی دعوی بہت رکھتا ہی آپ لوگوں کی ملاقا
کو آتا ہی کیا ضرور ہی کہ دوست کو دشمن بنایئے جب وہ کبھی آپ لوگوں سے دعوی کریگا سوال و
جواب کا آپکو اختیار ہی رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا ای وزیر طلسم تیغ
زرشیلوی نسبت ملکہ مشتری جبین ہو کا اگر منشا ہی تو ہمارے سینے پر لگا دو وزیروں نے تیغ طلسمی
تیغ زرشیلوی لا کر سینے پر رستم کے لگا دیا ملکہ مشتری جبین ہو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا
رستم دربار میں انتظام کر کے باغ میں آئے فرمایا لو ملکہ یہ عالم نسبت کو تو ہمنے پختہ کر دیا انشاء اللہ
اب بعد فتح طلسم ہفت پیکر شادی کرینگے اب ہماری باری ہی قلعہ فاروقیہ پر اسکو پہونچائینگے ملکہ
نے کہا ای شہریار فراق حضور میں کیونکر کٹیگی کیونکر بسر ہوگی راتیں ہجر کی کیونکر کٹینگی رستم نے کہا اس طلسم
ہفت پیکر کی ہو کا فتح کرتے ہوئے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد یا فتح کی تدبیر ہوگی غرض بہت کچھ
رستم نے ملکہ کو سمجھایا تب ملکہ کو صبر آیا ایک دو دن کے بعد رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر خیرخواہ دیانتدار
کو قلعہ سپرد کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر
بیٹھا ہوا سیموق دربار میں آئے لڑکا کو کے دروغے اُسنے حالت پائی کہ اب دربار میں رونق
آتا تھا باپ سے کہا ہی کیا عرض کروں کہ لڑنا مجھپر ایسا شاق ہوا ہمارا یہ کشتی اور ہوتی تو
رستم کو زیر کر لیتا فاروق کہتا ہی فرزند میں نے جو خیال کر کے دیکھا کسی فن میں رستم کو کم
نہ پایا بلکہ اگر ہمارا یہ کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہی کہ وہ تجھپر غالب آتا سیموق کہتا ہی ای باپ
ہر چند کہ رستم پہلوان بے مثل ہی لیکن زور میں ہی غالب آتا باپ بیٹے باتیں کر رہے ہیں کہ ہرکارہ
دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے ملکہ قلعہ مہرو ماہ کو فتح کیا یا اپنا سا ایسا
پہلوان انکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آئے ہیں آپ سے مقابلے کا قصد ہی فاروق
نے کہا ہی کو تو نے نہ سنا تھا کہ ہاتھ سے ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور یہ رد کے

مقدمہ مین بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش بھی شیر تھا عجب رنگ سے ضرور مارا گیا مگر گنبد نے اُسکو اُٹھا لیا گنبد سے کو جنج دیگر زمین پر مارا کیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا اے باپ بڑی شرم کی بات ہے اگر وہ قلعہ تک آ گئے تو لوگ سمجھینگے ہمین کہ ہین آگے بڑھکر روکون قلعہ تک رستم کا آنا بہتر نہین فاروق نے کہا اے لو تو نظر فوج جسقدر چاہیے لیلو افسران فوج سب تمھارے ساتھ ہین بلکہ تمھارے زیر کردہ سنجوشی تمھارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا چار سو پہلوان نامی اور نامآور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین لاکھ فوج اور چار سو پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہے کل آگے جاؤنگا حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اُسی مقام پر اُتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین درست ہوگئین کٹورہ کھٹکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہوا لاف وگزاف کر رہا ہے کہتا ہے اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ پیچ باندھون جسکا توڑ استادان فن نے مقرر نہین کیا سوا اسے میرے اور کوئی اُسکا توڑ نہین جانتا چاہے پھر رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے باہر نکلا ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سماک یلداقی ہمراہ پشت پر سحابین نزار سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس کروفر سے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ گئے پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اسکو زیر کیا اور اسنے میری رفاقت کی تو مین کوچ کرنا گوارا کرونگا اسکے سبب سے ملک پر قبضہ ہوگا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم اُتر پڑا اُنکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی سبزوار جنگ آزما کہ جسکو سپہ سالار کرکے لائے ہین وہ افسران ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیون سے کہا اگر تم سب کی خوشی ہو تو مین جا کر رستم سے ملاقات کرون جرأت کے خلاف ہے ابھی ہین کچھ کام نکالنا چاہیے بر وقت جنگ جیسا ہوگی بر وقت صلاح اصلاح حال اُنکا پوچھین کہ آپ کو کون لیگیا کیونکہ قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرورہ کو پہنچی کہ رستم آئے ہین ملکہ گھبرا گئین کنیزون سے کہا صاحبو شہنشاہ جو لشکر بھی ساتھ ہے مگر لشکر شکستہ ہے کنیزون نے کہا حضور سنتے ہین کہ پچیس ہزار جوان ساتھ ہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیگیا ہے یہ خبر سنکر ملکہ نے بیتابی مین شگوفہ نامی کنیز کے قدمون پر سر رکھ دیا اُسنے کہا مجھے گنہگار نہ کیجیے آپ ہماری مالک ہین

جو ارشاد فرمایئے بجا لاؤن آپ مجھ اُجڑی کے قدمون پر کیون گرتی ہین ہمنے سرکار کے نمک سے پرورش پائی آپکے واسطے قید ہوے مار کھائی مگر منھ سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات سے انکار کرینگے کہا بس ہمکو دمبادم کی خبر دے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی ہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اُسوقت پہونچی کہ عیوق سردارون سے صلاح کرکے ملنے ملاقات رستم چلا ہے شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور رسالون کی رونق دیکھتا ہوا جب دربارگاہ پر پہونچا دیکھا رستم برلے استقبال کھڑے ہین عیوق نے سلام کیا اور دوڑکر لپٹ گیا کہا اے رستم عجب معاملہ ہے مجھے اسقدر تمسے محبت ہے کہ جی چاہتا ہے دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ پکڑ لیا لاکر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا اُسپر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رستم نے کہا اے عیوق ایکی مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہے عیوق نے کہا مین کیا عرض کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے دعوہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہے کہ ایسا نہو میرے ہاتھ سے آپکو کوئی آزار پہونچے ہر چند کہ بوقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار ہے اگر کوئی پیچ کڑا بندھ گیا اور دست و پا حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے کہا آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اُٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپکے مزاج مین بڑی جہالت ہے اگر آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون رستم نے کہا یہ آپکی مہربانی ہے مگر بعد غالب و مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپکی رفاقت اختیار کر لی تو ہمیشہ مجکو خیال رہے گا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر بنتا ماتحت کا ہیکو ہوتا بعد مقابلہ یہ گھمنڈ نکل جائیگا نہ آپکے دل مین رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہے عیوق نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپکے باتون مین فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہے دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا اے برادر چار پہر ہمارے تمھارے کشتی ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پر کہینگے کہ رستم دب گئے جا بجا چرچے کرینگے بس اب جاکر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہو کر اُٹھا

اپنی بارگاہ میں آیا پہلوانوں سے کہتا تھا رستم کیا فریبی ہو مقابلہ کرنے پر راضی نہیں ہوتا میں سمجھوں گا ہوں طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اُسوقت لشکر میں عیوق کے طبل جنگی بجا سماک نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے حکم دیا اے سماک ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجنے کی تیاریاں ہونے لگیں مگر عیوق رات کو ٹہل رہا ہو کہتا ہو یارو اگرچہ جا بجا مقابلہ ہوا میں اپنے مقام پہ سمجھ گیا کہ رستم مجھپر غالب ہے مگر کیا کروں کہ وہ ظالم نہیں مانتا اگر وہ میری اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پہ بادشاہت سارے ملک کی اُسکا بیر کرتا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبر مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہے اُسکی جہالت میرے مقدرمے میں جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک کے مالک ہوجاتے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار میں یہی ذکر رہا تو کہ رستم کل فنون میں طاق سپاہگری میں شہرۂ آفاق ہو دیکھیے سرمیدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہی مگر وہ نہیں چاہتا رستم زبردستی اُس سے آ ملے ہیں دیکھیے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد تھا طلا سے پہ ہوا آیا اُدھر اتفاق سے رستم بھی طلا سے پر آئے دو پہر رات گئے اُس شب تیرہ و تار میں انکا اُنکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی میر طلا یہ کون ہو رستم نے جواب دیا تمھارے سر کو پیا عیوق ہنس پڑا کہا اری رستم تم حقیقت میں سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمھارے دل کھلینگے دیر تک رستم سے باتیں کیا کیا آخر پھر وہ پلٹا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا کہا یارو صبح کو کل ملک الموت سے سامنا ہے آج تک جہاں میں نے شفقت کی اور فنون سپاہگری کو زور دیا سب بیکار معلوم ہوتا ہی رستم جو پلٹ کر بارگاہ میں آئے جاکر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور شہسوار فلک سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سو پرے اُٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے دعا کی کہ ای بندہ نواز حریف پہ غالب کرنا کسی فن میں عیوق سے کم نہ رہوں کہ سماک حاضر ہوا صندوق سلاح کا جھوک کے سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پہ رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کیا ہفت جوہر لگایا نیزہ ہاتھ میں لیا باہر نکلے سب فوج جمع آئی طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گرد اڑی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوے چار سو پہلوان تیغ بکف سپاہ ہمراہ وکیل اُن ساتھ سب سے کہتا ہوا آج میں کیا کوئی بات اٹھا رکھونگا اول تو نیزہ بازی میں ایسا دباؤ ڈالونگا کہ رستم کبھی نا جانا ہوں شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کردوں

اور کشتی مین جیسے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان مین آیا
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے لقا پرستی کرکے بت سرکا کہا بیٹے عیوق نے گھوڑا اپنا نکالا
میدان مین آکر آواز دی کہ اے رستم چل آ نہ میرے مقابلے مین آ اور رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے پر
عیوق کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا او رستم یہ آخر کا
کلام ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا کہ عیوق اتنو میدان مین آگئے اب
نہ مقابلہ کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہے ہم بھی بدنام ہو گئے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن مین نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے مین آکر
تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بالا ہوا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لین عیوق
نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا او رستم کہان مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکالتی ہو رستم نے کہا اے
عیوق غرور نہ کرو غرور بیہودہ گار کو زیبندہ ہے مردانہ دو بدو ہوا اب سمجھتا ہون اب کشتی کا مقابلہ ہو
عیوق گھوڑے سے کودا رستم بھی زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران مین کہ
رستم ہر مقام پر پیچ بادلی کرتے ہین عیوق جھکائی دیجاتا ہے کہتا ہے او رستم تم اپنا بانک پیچ دکھاؤ
ہو یہ پیچ جو تم نے باندھا کیا مین اسکا توڑ نہ کر سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلے ڈھلے عیوق کو ریلکے دور
دس بارہ قدم پر آکر پٹکا مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنائے زمین ہوے رستم پکڑکر عیوق کو
زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی کہ رستم قابو سے نیچے چاہا اب کمر تھامے دونون کو زمین لائے کہ سوار
و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہوا اور رستم کمر تھامے دیا چاہتے ہین لپٹا لپٹا کھینچکے دور پڑا
ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا چاہا پڑین
کہ صحرا سے گرد اڑی چھناکے کی زنجیرون کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شیر ہمدم دلیر
چار سو دیوانون کو ساتھ لئے ہوے آیا اپنے آقا پر جو بلوا سے عام دیکھا ہے سے جو سب دشمن
سنبھالین اور آواز دی کہ او نالائق آقا کا آکر ہاتھ موسے جسم کبھی کم ہوگا تمہارے لشکر کو پامال
کرونگا یہ کہکے چار سو دیوانے جو ہین سنان پکڑکر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق کو رستم کے نیچے سے
نکالا گھوڑے پر سوار ہوا الغرض کہ کہ دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شیر ہمدم دلیر نے جسکو وہ جہا
ماری فوج کا تھالا ہو گیا قریب عیوق کے پہونچا للکارکر آواز دی کہ او نامرد آقا تجکو

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چوبدست چیخ دیکر ماری عیوق گھبرا کر گینڈے سے کود پڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا عیوق نے چاہا لپٹ پڑون شیر مردم در نے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک کر ایک جنگل مارا کہ زندہ نوچ لیگیا منہ پھیلا کر جو چلا عیوق چیخ مار کر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ یہ دیوانہ مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اُسی وقت اسی مقام پر مارا کسی کو نوچ لیا کسی کو کاٹ کھایا بوٹیاں چباتا ہوا لڑ رہا ہے آخر عیوق نے اسی مین جانبری دیکھی کہ طبل امان بجوادون ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت کی آواز سنکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہین دیوانہ چوبدست پٹکے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بنایا ہے دشمن تو نقارے بجائین اور ہم نہ لڑین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماری رستم نے کٹ کے چوبدست پہ ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے چوبدست چھوڑ دی چاہا ایک جنگل مارون رستم نے لپٹ کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار کھینچی ہوئی گلے پہ دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اسکو چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ بھائیو بس کرو دشمن نقارے تمسے لڑنے کو نہین بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رک گئے ہاتھ باندھ کر رستم کے سامنے آئے عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب دیوانے کو رفیق کرے جسطرح اُنکو چوبدست ماری اور اُنھون نے چوبدست روک لی اُٹھا کر دے مارا یہ ہمسے کب ہوسکتا ہے اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھکر تلوار گلے مین ڈالے ہوئے سامنے رستم کے آیا کہا اے شہریار یہ تو فرمائیے اس دیوانے سے کیونکر جان بچی ہے رستم نے کہا آٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہے کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہے کبھی راہ مین فساد برپا کرتا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار کھینچی ہوئی جہان گلے پہ رکھی ڈر جاتا ہے ہاتھ باندھنے لگتا ہے عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہے کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہے آٹھ پہر ایک حریف بغل مین ہے فرمایا ہم اسی واسطے اسکو ہمراہ لائے افرو فیہ مین چھوڑ آتے تو یہ اسکے ملک مین

تھا

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد اٹھا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اُتر پڑے غلام تکچی
دعوت کرے کل شہر میں لیجلونگا باپ کو بھی مسلمان کرونگا اور معشوقہ بھی آپکی دلواؤنگا اور باپ سے
اصلاح کرا دونگا اگر آنکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ
استادہ کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ میں آئے دیوانہ وہی حرکتیں کرتا ہوا دھوپ میں جو آیا اپنی
پرچھائیں دیکھکر اسپر جو بدستیں مارتا ہے جو حرکت دیوانہ کرتا ہے وہی حرکت پرچھائیں سے پیدا
ہوتی ہے تو اپنے کو چڑاتا ہے ہر مرتبہ بچاتا ہے رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہے کہا آقا اس
حریف سے بہت تنگ ہوں یہ روز مجھکو ملتا ہے مگر ایسا سخت جان ہے کہ مار نہیں کھاتا اتنی جو بدستیں
میں نے لگائیں مگر نہ پتا شیر ہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑکر سائے میں لائے فرمایا اے برادر اب
وہ حریف کہاں ہے دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اُس حریف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اُسکو دھوپ
میں نہیں جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہے کچھ منہ سے نہیں بولتا کہ ناگاہ دیہات کا سامنے آیا اُسنے
جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ میں دیا دیوانے نے جو آئینے میں اپنی تصویر دیکھی
چیخیں مار کر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہے ایک چوبدست نائی کو مار دی کہا اے
میرے بھائی کو قید کیے لایا ہے اور چیخیں مار مار کر روئے جاتا ہے رستم نے جھٹکا آئینہ اسکے ہاتھ سے چھینا
الٹ کر آئینہ دکھایا اب جو قہقہہ مار کر ہنسا رستم نے کہا بھائی تمہارا قید سے چھوٹ گیا تمہارا بھائی
تمہارے گھر گیا دیوانہ خوشی کرتا ہے کہے جاتا ہے کہ آقا نے بھائی کو قید سے چھڑا دیا اب جاکے
باپ سے ملا ہوگا کیوں آقا ماں کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہاں ہاں کرتے ہیں عیوق کے آدمی دیوانے
کو دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہیں ساتھ والوں سے کہتا ہے ایسے دیوانے کو اسطرح کون سمجھائیگا
اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا نازنین آئیں رنڈیاں جو عمدہ کپڑے پہنکر آئیں دیوانہ رستم کے
آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہتا ہے اے آقا ایسے کپڑے میں بھی پہنونگا رستم نے ایک دوشالہ بخشے مارے
دیوانہ رونے لگا کہا آقا تو نے مجھے دیوانہ سمجھا ہے ہر بات پہ مارتا ہے بدلہ لونگا رستم کھڑے ہوگئے گردن
پر دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آقا اب بدلہ لو گردن پر ہاتھ جو رستم نے رکھ دیا معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ
جائیگی رستم نے ہاتھ اپنا اُٹھا لیا رنڈی جو مجرا کرنے کو کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اٹھکر ناچنے لگا رنڈی کو
گود میں اُٹھا لیا کاندھے پر سوار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہے ہار پھول رنڈی کے نوچکر اپنے سر پر باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اٹھتے ہیں دیوانے کو بٹھاتے ہیں دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہے عیوق نے کہا کہ آقائے نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہو سکے گا سامنے باغ ہے وہاں اٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ وہاں بھی آئیگا جہاں میں جاؤنگا وہاں ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ میں بھیجا رستم کو اٹھا کر لیچلا دیوانہ سد راہ ہوا کہا آقا کہاں جاتے ہو مجھے ساتھ لیتے چلو رستم نے کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا میں تو کوئی حرکت نہیں کرتا ہرزک جس طرح ناچتی ہے میں اگر ناچا تو کیا برا ہوا اور زیادہ بولوگے تو سزا دونگا یہ کہکر رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی عیوق کہتا ہے آقا اپنے کو اس سے بچائیے روبرو کہتا ہے میں سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھے گا میں کسی وقت اس سے غافل نہیں ہوتا جس وقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے میں گذری صبح کو وہ دو جام واسطے خمارشکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اٹھا کہا آقا اب باپ کے سمجھانے کو جاتا ہوں اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہوں رستم نے کہا کبھی کہ دیجیو اور اب تم مسلمان ہو لیا نہ باپ تمھارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کو سب مانے ہوے ہیں کوئی میرے منھ نہ چڑھے گا یا تو بہ اصلاح چلا آئے گا یا جواب جنگ دیگا تو میدان میں سمجھا جائیگا یہ کہکے اکیلا چلا رستم نے چاہا کچھ رفیقوں کو ساتھ کریں عیوق نے کہا اب حضور دخل نہ دیں غلام کو تنہا جانے دیں اگر باپ نے مانا تو بہتر ہے یہ کہکے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا یہاں باپ نے بیٹے کی سب خبریں سنی ہیں بارگاہ میں بیٹھا کہہ رہا ہے کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکاروں نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہے فاروق نے کہا دیکھو اس نے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا کہ میرے فرزند کو استقبال کرکے لاؤ سرداروں نے راہ میں آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے بمحبت ملا جب بارگاہ میں آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اور باپ کی طرف متوجہ ہوا کہا اے باپ تو سمجھا کہ میں کیونکر آیا فاروق نے کہا اے فرزند میں سمجھ گیا کہ تو رستم کو دم دیکر آیا ہے اب کیا خیال ہے کہ تجھ کو کوئی نگاہ ڈالے میں سمجھ لونگا عیوق نے کہا اے باپ

قد

قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار جو مین نے رستم سے کہا وہ کہا مین اُسکا تابعدار ہون
آیا ہون کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیجاؤن رستم سے صفائی کریجیے فاروق نے کہا او بیحیا تو
بے غیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین اپنے کو خدمت رستم مین پہونچاؤن دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو
مانگتے ہین مین اُسے قتل کر ڈالونگا مگر نہ دونگا عیوق نے کہا او بے سمجھ کلام کیجیے مین آپکو گردن
باندھکے لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کراؤنگا وہ کہی تو برا سے رستم دیوانی ہو رہی ہی پھر آپکو کیا عذر ہے
فاروق نے پہلوانون سے دیکھکر آواز دی ارے یہ زبان دراز مجھسے سخت کلامی کرتا ہی اسکا سر کاٹ لو
پہلوان لینا لینا کہکے اُٹھے عیوق نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا
پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوار مار
مار رہے ہین عیوق دمبدم پلٹ کر کہتا ہی او بے اگر مجھے قتل کریگا میرا آقا وہ جری و بہادر ہی کہ صرف
میرے خون کا بدلہ لیگا ملک پر گدھے کا ہل پھروادیگا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہی اور ایک
شہر پر هردم ور دیوانہ اُسکا رفیق ہو گیا خیال کر جو کوئی پہر دو پہر اُسکو صحبت مین جا پڑے اسکے آقا
آٹھ پہر اُسکو سمجھاتے ہین مگر یہ ظالم کون سنتا ہی دو گھڑی کامل عیوق لڑا آخر زخمون مین چور چور
ہوکے گرا بیہوش ہو گیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جا کر شفا خانے مین رکھو جب صحت
پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کا کرونگا اگر کلمہ پڑھ چکا تو کیا نقصان ہی ورنہ پیالا موت
پلا کر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفا خانے مین لیگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین علاج
ہونے لگا مگر سماک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سنکر رستم اپنے
مقام سے اُٹھے فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سو دو سے کم ہوتا ہزارون لشکر اسپر
ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اُٹھا کہا آقا آپ بیٹھین مین جا کے
فاروق کو سزا دیتا ہون رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو کبھی نہ جانے دونگا
آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ ہمسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہوگا کہ عیوق
کو رہا کرکے بھیجے ورنہ تیرے دربار مین آؤنگا دریائے خون بہادونگا نامہ اس مضمون کا
لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسنے دعوی کیا کہ مین نامہ لیکر جاؤنگا مردانہ کلام
کرونگا سحاب فیل زور نے پانچ ہزار سوار ساتھ لیے بسم اللہ کہکر چلا لشکر مین فاروق کے

آیا یہ تحسین کرتا ہوا چلا جہاں جھنڈا بازار کا دیکھا آہستہ سے یہ کہکے گروادیا کہ ہم کافر کے جھنڈے کے نیچے سے نہ جائینگے اگر خیمہ راہ میں ملا اسکی طنابیں کٹوا دیں صدہا خیمے گروا دیے جھنڈے قلم کیے فاروق کو جو خبر ملی کہا حسب طور سے آتا ہے آپنے دوشاہوں میں مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہیں ہوتا جناب ایلچی سے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائیں سحاب دربارگاہ تک پہونچا تھا کہ سردار برا استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام سحاب کو لاکر سامنے فاروق کے پہونچایا سحاب نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہے ہمارا کیا حرج ہے سحاب کو کرسی بیٹھنے کو ملی فاروق نے نامہ طلب کیا سحاب نے نامہ سر سے کھولا کہا اے فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہے اگر الفاظ پر غصہ آئے تو مجھپر غصہ کیجیے بیچ کا قاصد پر غصہ نہ کیجیے گا فاروق نے جواب دیا اے پہلوان عیوق نے کلمات ناشایستہ میرے سامنے کہے کہ مجھکو غصہ آیا تب اسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا میں رستم سے مقابلہ کرونگا جواب نامے کا شتاب دونگا یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا سحاب کے منہ سے نکلا کہ اے فاروق جوان بیٹا تمہارا کل فنون سپاہ گری میں طاق شہرۂ آفاق ہے جرأت رستم دیکھکر حیران ہوگیا ایک رفیق اُنکا شہریہ مرحوم وہ اگر پھر آپکے پاس رہے تو آپ نہ سنبھال سکے اسی کے حرکات دیکھکر آپکے صاحبزادے عاشق رستم ہوئے ہم لوگ سب مطیع و منقاد ہوئے اے فاروق تمنے اچھا نہ کیا شہریان ذلیل ہوگئے صاحبزادے نے تمہارے اپنے کو یہ حکمت بچایا رفیق رستم کے بنے رستم وہ بہادر ہے کہ جسکا آج مثل و نظیر نہیں فاروق نے کہا اے سحاب تو دیوانہ ہوا ہے فرزند کی میرے کیا حقیقت ہے اب بھی اسکو دو پاٹ میں لڑا سکتا ہوں سحاب نے کہا وہ نوجوان ہیں آپکا سن زیادہ ہے مقابلہ میں آپکو مشکل پڑیگی آپکا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہے فاروق نے کہا میں کد و کوشش کرونگا آئندہ جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے چھ سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر نکلا مقابلے میں رستم کے فروکش ہوا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبریں ملکہ کو پہونچائیں ملکہ نے جو سنا کہ عیوق قید ہوگیا اور فاروق مقابلۂ رستم میں گیا کنیزوں سے کہا ہوسکتا ہے کہ عیوق کو رہا کرکے میرے باغ میں اسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا کنیزوں نے عرض کی ہم اسی طرح

نقب زنی کرتے ہین قید خانے مین اسپنے کو پہونچا ئینگے بارہ کنیزین اس کام پر مقرر کین جو چالاک تھین کنیزون نے کہ نقب زنی مین تیز دست تھین ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سماک بھی آج ہی ہمکر مین آیا ہو رستم نے حکم دیا ہو کہ جسطرح بنے عیوق کو رہا کرکے لاؤ سماک آیا ہو قید خانے کے سامنے پھر رہا ہو دیکھ رہا ہو کہ عیوق قید خانے مین قید ہو اور عیار فاروق کا نہنگ شعلہ زن مع چالیس عیارون کو لیے در زندان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہو دیکھ رہا ہو کہ قیدی بیٹھا ہو کہ وہ کنیزین نقب کھود کر قید خانے مین پہونچین ایک کنیز نے چہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا نہنگ نے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہو کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہو نہنگ دیکھ رہا ہے جیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کرکے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اسنے کہا کہ عیار آتے ہین ایک جست چست و چالاک جست کرکے نکلی جھپٹ کر تیغ عیوق پر لا کہا اے جوان ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے نعرہ زور مین آکر قید کو توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی نہنگ نے بڑھکر چاہا کہ عورت کو تیغ مارے عیوق نے ہاتھ بڑھا دیا ہتھکڑی پر تیغ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی ماردی نہنگ کا سر کٹا نہنگ تو چیخ کھا کر گرا دوسرے عیار نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہاے کمند توڑ کے اس عیار کو نیچے کھینچکر عیوق پر آ پڑے کنیزین تو اسی طرح نقب مین کود کر بھاگین سب عیارون نے عیوق پر بلوہ کیا عیوق عیارون کو کب مانتا ہو جسکو طمانچہ مار دیا وہ گھبرا گیا کسی کو لات ماردی کسیکا تیغ چھین لیا اسی تیغ سے اسکو قتل کیا عیارون نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر گرسنہ نہ رکیگا بیس عیار تھوڑے ہی عرصے مین مار ڈالے باقی بھاگ گئے پھرتے ہین بیس عیار بھاگ گئے کہ جاکر فاروق کو خبر کرین سماک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا اور جو راہ مین ملا اسکو مارتا ہوا جاتا ہو عیارون نے جاکر فاروق کو خبر دی کہ اے شہریار بڑی خرابی ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آپکا نہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے فاروق نے حکم دیا فوج تیار کرکے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک مین پہونچا تھا کہ علمہاے سرخ و سفید نمایان ہوے گھوڑان بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار جوانون سے آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لے لیا

لڑنے لگا دوسری گرد اڑی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دمبدم افسرون کی آمد شروع ہوگئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجین لیکر پہونچے عیوق گھبرا ہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہوکر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی ای معبود بے نیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر غلام متعجب ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین ہوئی ایسا آقا قدر شناس فلک اساس اسکو خبر ہوا اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

تو و حضرت وحدت در دوئی مسدود
بچار سوے جہان باب اتحاد کشود

جہان نہادہ بخاک درت جبین سجود
کسے بشغل قیام و کسے بحال قعود

چو ہست بندگی و عجز موجب بہبود
چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود

ز ہر مکاشفہ مکشوف گشت اسرارش
ز ہر مشاہدہ مشہود راز ہاے شہود

مجوس تابع فرمان و بندہ عیسائی
غلام زار سلیمان مطیع حکم یہود

مطیع حکم خدا نار بہر سلیمان اند
چرا کنند عبادت بخاک ہند ہنود

خدا ست آنکہ نمایاں بطور شعلہ نار
خدا ست آنکہ کند سرد آتش نمرود

بشکل موم شود نرم آہن از اعجاز
بحکم حضرت دادار در کف داؤد

نکرد عار مسیحا نان سپرد جان عزیز
رسید بر سر انسان چو وعدہ موعود

نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی
نہ آن خزانہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنود

ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہندی
کہ وارث بہمہ حال ذات حق خوشنود

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہی تو جمال بیمثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سہراب دوڑا ہوا بارگاہ رستم مین آیا پاؤن پکڑکے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہی عرض کی ای شہریار نہین معلوم کون عورتین تھین کہ انھون نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کنار کے بلوے ہین رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا رستم سوار ہوے سہراب نے جاکر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہی کہا ای سہراب جلد اٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوے ہین مین تو اب جاتا ہون یہ کہکے سماک چلا یہان عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی فاروق گینڈے پر سوار کل فوج پشت پر چار سو افسر گھیرے ہوے رستم نعرہ کرکے آگے آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغہ بکف جوہر چمکاتے ہوے فوج کو درہم و برہم کرتے ہوے افسرون کو مارتے ہوے آتے ہین ہرچندکہ عیوق زخمی بھی تھا مگر رستم کو دیکھکر دل مین طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق میرے نزدیک آیا نیزہ دارون کو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو اسکا خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہے کہ لڑ بھڑ کر مار لو زندہ نہ بچے نیزہ دار سنانین سیدھی کرکے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چہار طرف سے نیزے پڑ رہے ہین مگر عیوق نیزون کو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب کی کلائی پکڑ لیکے بقہر و غضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر پہینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا ہاتھ پر تولا طرف آسمان کے پہینکا اترتے وقت چورنگ ہوائی قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوے پکار کر آواز دی ای عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ اسوقت جمال بیمثال کو دیکھ لیا اب مجکو اپنے مارے جانے کا افسوس نہین یہی دعا کرتا تھا کہ حضور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی اور رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہین فاروق نے فوج کو اشارہ کیا کہ چہار جانب سے عیوق کو گھیر لو چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہین کہ یہ کیا کہ فوج کا بلوہ چار سو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہین رستم نے دور سے دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے تراڑے اڑ رہے ہین اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزون کی چہار جانب سے بوچھار رستم نے گھبرا کر پلٹ کے دیکھا کہ سماک شمشیر زنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقہ آتشبازی مار دیتا ہی پشتیبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی کسی کو قریب نہین آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا ای سماک لشکر مین خبر کرو ہماری شمع جمال کا پروانہ

یعنی شہر یہ مردم در دیوانے کو خبر کرو سماک نے کہا آقا سے نامدار ایسی صفیں بندھی ہوئی ہیں کہ نکلنا دشوار ہوا اسوجہ سے غلام مجبور و ناچار ہو رستم نے کہا میں اپنے کو قریب عیوق پہونچاتا ہوں یہ کہکے پامال کرتے ہوئے بڑھ گئے افسر مقابلہ میں آئے مگر دست رستم سے واصل جہنم ہوئے گیہان بلند رکاب کہ بڑے قد و قامت کا جوان ہے اپنی جرأت پہ بھی ناز رکھتا ہے گینڈا اٹھا کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر آواز دی اے رستم میں تمسے مقابلے کا بہت مشتاق ہوں رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھیرا مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب گیہان پہونچے گیہان برہن پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے چوٹ سے جو بچے پر وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے زور کیا قاش زین سے گیہان کو اٹھایا قصد کیا کہ زمین پر ماروں گیہان پکارا اے شہریار الامان رستم نے جواب دیا امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گیہان کو پھر گینڈے پر بٹھا دیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا کہا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا جاتا ہے فاروق پر للکار کے جا پڑوں کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلاں ہیں میں غلام چیلۂ رستم میرے آپ کے تو امتحان ہو فاروق بھالا کر گیہان پر آ پڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا گینڈا گیہان کا بدلگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی پڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب لقمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا وہیں سے للکارا کہ اے فاروق آ ہاتھ نہ مارنا اسکا وہ رہنا نشانہ بیکار ہوا فاروق لقمان پر جا پڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا لقمان کا ہاتھی سر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ لقمان کا سر اڑ گیا فوج کو ترغیب دی جو نمکحرامی کریگا اسکا یہ حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کرونگا فوج نے گیہان پر دھاوا کیا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ شہر یہ مردم در چار سو دیوانے ہمراہ چوب ستون ہلاتے ہوئے آ کے فوج پر فاروقیہ کی گرے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منہ پر نہیں چڑھتا جو قریب دیوانے کے آیا اسنے چوبدست ماری مع گینڈے کے کچلا خون کا بنا دیا چار سو دیو غل مچاتے پھرتے ہیں جس صف پر جا پڑے اس صف کو پامال کیا صفیں توڑیں رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ آ گیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانوں کو

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوانون نے آکر گیہان کو گھیر لیا چوبین مار رہے تھے گیہان پریشان حال زخمون مین چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان کا یہ حال دیکھا گرد گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو دیکھا کہ دیوانون نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچ گیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوا دون یا بیٹھا رہون سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانون کے ہاتھ سے فوج نہ بچیگی دیوانون کی عجب رنگ کی لڑائی ہی سب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوایئے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی رستم نے دیوانون کو روکا رستم فوج لیکر پلٹے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ ہو رستم آکر اپنے مقام پر پہونچے فاروق پلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیرون کو جمع کیا اُنسے صلاح کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوایئے فاروق نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارون نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا جراح گیہان کو شفاخانے مین بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین فاروق نے سُنین نہنگ شعلہ زن کا بھائی کہنگ شعلہ زن عیار کو بلایا کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ عیوق کو چُرا لاوے مجھکو بڑا یہ خیال ہو کہ محبت مین رستم کی وہ سست ہو رہا ہو ایسا نہو صبح کو میدان مین میرے مقابلے مین آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کہنگ نے کہا غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چُرا لاتا ہو یہ کہکے کہنگ باہر آیا عیاری سے آراستہ ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رستم مین آیا جا بجا پھرنے لگا جب زلف لیلا سے شب کمر گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جا کے حجرہ بارگاہ عیوق مین توڑا دیکھا عیوق کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین پڑا سو رہا ہو چار خادم چپی کر رہے ہین کہنگ نے [illegible] بیہوشی کی بتی شمع پر جو پروانے جلے دھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہوے جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہو چکا حلقۂ کمند سے ہاتھ پانوُن باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا اب کہنگ نے میدان پکڑا اسکا بیٹا راقی بازار مین طلایہ دے رہا تھا شاگردون سے کہا

کہ جا کر خبر لون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہی اپنے شاگردون
کو طلا سے پہ چھوڑا آپ جست وخیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا زیر بارگاہ کے جابجا دیکھا
بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہی پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا یارو
بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون یہ کہکے
تیغہ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سماک نے پیچھے سے
للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا مین ہون سماک بلاقی کھنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا
گھبرا گیا معلوم ہوا پانون مین زنجیرین پڑ گئین سماک قریب پہونچا چاہا پیچھے یارون کھنگ نے
رفیق بجای چالیس شاگرد اسکے کہ جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہاے کمند لیے ہوے
نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کر کے حلقہ ہاے کمند سے
نکلا مگر چالیس پیک بچے پیچھے مار رہے ہین ہرچند سماک اپنے کو بچاتا ہی مگر کس سے بچے کئی
زخم کھائے سرہنگ قہر با خلیفہ کھنگ پشت سماک پر آیا عیارون سے اشارہ کیا کہ اپنی جا
سماک کو متوجہ کرو عیارون نے پیچھے مارے سماک روک رہا ہی خلیفہ سرہنگ نے پشت پر سے
حلقہ کمند کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے ازدوے بلوے کے
سماک کو گرفتار کیا کھنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی
بستی کو رونق ہی اب اسکو جھٹ پٹ چل کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکے عیوق و سماک کو لیے چند
عیار ساتھ مین طرف فاروق کے جاتا ہی کچھ تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ کھنگ نے دیکھا خنجر لیے
آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار بانہا سے عیاری سے آراستہ پشت پر پچیس پیک بچے
دوڑے ہوے کھنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہو لاشے اس مقام پر پڑے تھے سماک نے
دس بارہ پیک بچے مار کر ڈال دیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ جو عیار آگے تھا
لینا لینا کہکے بڑھا یہ دو کو چالیس نے گھیر لیا کھنگ چاہتا ہی مین نکلجاؤن ایک عیار سرہنگ
نامے جو پشتارہ سماک کا نام سے تھا اسپر یہ افسر بالا چڑھے اور نعرہ کیا۔ نعرہ چالاک ۔ یہ عیاری کا
من آیم جست و چالاک + بچشم دشمن اندازم کف خاک + شدا یہ بادگرد تیز کا مم + خلیفہ ادہم
چالاک نامم + انکو صاحبقران نے بڑے خطر پر مقرر کیا تھا اسوقت پر آگئے پہونچے چالاک

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا اس میرے بھائی کو کیون مارا اگر اپنی جانبری چاہتا ہی تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو نیمچہ مارا چالاک نے نیمچہ کو بیچ سپر روکا سرکو جا کر کمر پر ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پر پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اول سماک کو چالاک نے رہا کیا حباب دافع داروے بیہوشی مار دیا سماک ہوشیار ہوا اٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا پوچھا خلیفہ صاحب کہان سے آتے ہو چالاک نے کہا مین براے خبر تمہاری آتا ہون اسوقت آکے پہونچا شکر ہی کہ تمکو رہا کیا سماک بھی نیمچہ کھینچ لڑنے لگا اب چالاک طرف کہنگ کے چلا کہنگ نے نیمچہ کھینچا چالاک سے اور کہنگ سے نیمچہ چلنے لگا سماک نے بڑھکر کئی بیدینون کو مارا شاگردان چالاک نے شاگردان کہنگ کو مار لیا کہنگ اکیلا لڑ رہا ہی چالاک نے کہا اسکے بیوقوف پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جگہ بقا پاکر کہ لطف مقابلے کا لیجیے کہنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے چپاک چپاک کر لڑنے لگا چالاک بھی کہنگ سے لڑ رہا ہی اور عیارون نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ ہر چند شاگردون نے کہا کہ استاد اسکو جھٹ پٹ مار لین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہین کہ چالاک اور کہنگ مین نیمچہ چل رہا ہی کبھی آپس مین خنجر کھینچے کبھی نیمچہ کھینچے چالاک نے ایک مقام پر حلقہ ہاے کمند مارے کہنگ نے جست کی حلقہ ہاے کمند سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک پر حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہاے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کہنگ سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا کہنگ پلٹا پلٹتے ہی کہنگ کے چالاک نے نیمچہ مار دیا کہنگ زخمی ہوا زخمی ہوکر بھاگا چالاک نے ہر چند للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی زخمی ہوا تو کیا بھاگا کہنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کہنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا عیوق نے پوچھا سماک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سماک و چالاک مع شاگردان اپنا چاہتے ہین کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہونچائین کہ دوسری طرف سے گرد اٹھی علم ہاے سرخ و سفید نمایان ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے آگے آگے ایک تاجدار پشت پر بارہ ہزار جوان تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے جھکائے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے عیوق نے جو اس جوان کو آتے دیکھا سماک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہی جاروق کشورگیر

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکار کر آواز دی ای فرزند اس صحرا مین بے ساز و سامان
چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہی آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ جہان مسلمان ملین انکو
روکو ہم جا بجا تلاش کرتے ہوے آتے ہین ہمین کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو بہت ناگوار
ہوا جواب دیا کہ ای عم نامدار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگتے پھرتے
ہین ملک خالی کرا لیے ہین آپ بھی اگر کچھ دعوی ہو ایک ادنے مین اہل اسلام کا غلام ہون بھلا
جن شیرون نے سیکڑون بادشاہون کو مٹا دیا وہ شیر کہین منھ چھپاتے ہین فاروق سا بادشاہ
دو مرتبہ شکست کھا چکا ہی جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سر دم کوفتہ قلب لشکر
مین بل کرنے لگا گینڈا بڑھا کر آواز دی ای فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پاس تجھکو
لیچلونگا عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جنگ رستم دیکھکر بد حواس ہو گیا آپ ہی مقابلے کو
آتا ہی آخر ناچار ہو کر امان مانگتا ہی عیارون کے بھروسے پر پھولا ہی یہ سامنے دیکھو تو کہنگ کا لاشہ
پڑا ہی مجھکو گرفتار کرکے لیچلا تھا مگر خالق کارساز نے اس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا اب خدمت
مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو یہ گو ہی یہ میدان مین باہر نہین ہون باپ سے
مقابلہ پڑا انکی بھی جرات کو دیکھ چکا افسوس یہ ہی کہ مجھے سوتے مین عیار چھڑا لایا تھا سلاح پاس
نہین ہین سواری کو گھوڑا گینڈا نہین جاروق ایسا جھلایا کہا ای عیوق مین تجھکو گینڈا دون اور
ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کرون میرے منھ سے نکل گیا کہ تجھکو تیرے باپ کے پاس
لیچلونگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اتر پڑا ہتھیار اپنے
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی نیزے کو جھکاتا ہوا سامنے
جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا یہان رستم جو
سو کے اٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیگیا سماک تعاقب مین گیا ہی شاہزادہ رنجیدہ بیٹھا ہی
کہ سماک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا رہا ہو کے آتے تھے کہ
جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آتا تھا عیوق سے اسکے کچھ کلام ہوے عیوق
و جاروق سے مقابلہ ہو رہا ہی رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہون
زیادہ فوج نہ ہو دیوانسے نے جو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی ای

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہو کر رستم فوراً سوار ہوے دیوانہ نے کہا میں بھی ساتھ چلونگا ایسا ہو عیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شیر پیر مردم در کو مع چار سو دیوانوں کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق و عیوق کے چلے اُسوقت پہونچے کہ عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا تعریفیں ہو رہی ہیں جاروق کہتا ہے اے فرزند اب میں تلوار کھینچتا ہوں عیوق کہتا ہے بسم اللہ کوئی حربہ اُٹھا نہ رہے کہ سامنے سے گرد اُڑی چیخنے کی دیوانوں کے آواز آئی عیوق نے کہا اے جاروق آقا میرا آتا ہے دیوانے شیر پیر مردم در کو اپنا رفیق کیا کہ دیکھا اگر دشمنی ہوئی دیوانہ شیر پیر مردم در آگے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ اے عیوق تم ٹھہر جاؤ اس خرد منڈے کو میں سمجھا دونگا ایک چوبدست کے وار میں اسکا ٹھکانا دیکھنا رستم ہاں ہاں کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہے جست کر کے بیچ میں آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست کو چرخ دیا وہ سناٹا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ پیروں میں رعشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ اے دیوانہ ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے مجھکو زیر کیا شیر پیر مردم در نے دیکھکر آواز دی کہ اے جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہے آقا دن بھر میں مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہیں جو حرکت ناشائستہ اُنکے ساتھ کرتا ہوں اگر اور کے ساتھ کروں تو میرے ہاتھ سے جیونا نہیں ہو یہ باتیں آپس میں ہو رہی تھیں کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد اُڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریروں پر تحریر ہفت پیکر مرقوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگار رنگ کے دیکھکر پکارتا ہے کہ یا حضرت اونا ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہاں جاروق نے جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا میں آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا کل فنون سپاہ گری میں امتحان منظور ہے جاروق نے کہا میں آپ سے کشتی کا مشتاق ہوں اگر آپ مجھپر غالب ہوں میں دل و جان سے اطاعت کروں رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانے کو جو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا میں نہ ہٹونگا یہ کہکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لپٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہے کہ رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا
سر اُٹھا کے رستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اُڑ گئے گینڈے سے
کودا کہا ای شہریار یہ آپ ہی کا کام ہو کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقۂ غلامی
حضور کا کان مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے چلا
فاروق حیران ہو کہ یہ کیا ہوا پایا تو رستم سے آمادۂ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا ہے
رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہو کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اسکے تیور یہ ہین خداوند کی
سچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا ای شہریار مین نے اپنے کو امتحان کیا رستم
سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اس شہریار کی اطاعت
کی اب بہتر یہ ہو کہ تم بھی خدمت مین رستم کی چلو اُس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرلے گا
فاروق نے کہا ای جاروق مین رستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرلے
تو اُسکو بڑا بہادر سمجھتا ہو میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا ای برادر مین تو اسیواسطے
حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رستم مین لیجاون یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار کھینچی
دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جاروق
نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کودے بھائیون مین کشتی ہونے لگی پہر بہر مین فاروق
نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے رستم سے کہا ای شہریار جاروق کو فاروق
نے زیر کر لیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہو اگر حکم ہو
جاکر مقابلہ کرون رستم نے کہا ای عیوق جاؤ سمجھا کر فاروق کو جاروق کو رہا کرا لاؤ یہ سنکر عیوق
گینڈا اُٹھاکر سامنے فاروق کے آیا کہا ای باپ تمنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمھاری اطاعت
نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بندہ ہون مین کیا تیری طرح
اطاعت کرونگا باپ بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا
جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون کہا فاروق باپ بیٹے
کا مین مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار مین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمپر غالب آؤ تو ہم تمھاری
اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجائیے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیئے مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیارون کے بھروسے پہ کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہی سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے وعدہ کیا جاروق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ اے فاروق اگر جاروق اطاعت تمھاری نہ کرے تو اسپر بدعت نہ کرنا ورنہ مین تمھاری بارگاہ مین ہونگا دریاے خون بہا دونگا فاروق نے کہا مین اس سے اطاعت کو کہونگا اگر اُسنے مانا تو فبہا ورنہ قید رکھونگا جب آپسے فیصلہ ہولیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ میرا فرزند آپکا مطیع ہوا مین نے کوشش بھی کی وہ نہین مانتا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائین مین ابھی اسکا فیصلہ کرتا ہون رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر مین آکر اُترے فاروق خوف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ سمجھا جاروق کو قید خانے مین بھیجدیا یہ خبر کنیزون نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت مین رستم کی بیقرار ہین کنیزون سے کہا کیسے ہوسکتا ہی کہ جاروق کو رہا کرلاؤ کنیزون نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا آگے آئندہ پروردگار کو اختیار ہی ملکہ نے پوچھا قید خانے پہ جاروق کے کون مقرر ہوا ہی شگوفہ نے آکر خبر سنائی کہ صریع گرد قید خانے پہ نگہبان ہی ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے رہائی نہ ہوگی مین آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال مین رہتی ہون مرا تو عجب حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی کیا کہون کہ جو گذرتی ہی — نظم

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک
اور اب تو آہ بھی نہین آتی زبان تلک

پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تلک
دشوار اُڑکے جانا ہی اب آشیان تلک

قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک
وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک

وہ سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ
سگ ہاے کوے یار مرے استخوان تلک

اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ
بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک

اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم
پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک

روشن چراغ داغ بھی ہین سوز غم سے کیا
جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

اس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ
سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
ہوگا گمان فرشتوں کو تیر شہاب کا
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اعضا تمام اشک ہو چشموں سے بہ گئے
اس ہجر حسن کے لیے رویا میں یان تلک
گرمی سے بھی زیادہ زمستان میں لون چلی
اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک
اک دن نہ پائی اتنی ہوا کوے یار کی
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
قمری ترے گلے میں پڑے طوق دوسرا
اڑ کر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک
ہمراہی اپنے تیز روی کرکے بڑھ گئے
ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان تلک
افسوس رتنا نام سے وہ آشنا نہیں
زلفت میں جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزیں آمادہ ہوگئیں عرض کی خواہ ہم لوگوں کی جانیں جائیں خواہ رہیں مگر حضور کے ساتھ ہیں چار سو کنیزیں جب اسطرح سے آمادہ ہوئیں تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پہ ڈالی چار سو کنیزوں کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلیں سریع گرد چار سو جوانوں سے نگہبانی کر رہا ہے کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چار سو نقابداروں سے آکر گرا در زندان خانے پہ تلوار چلنے لگی سریع گرد جو اٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار لگاگوت اوپغل کے چلا نقابدار نے جو سریع گرد کو آتے ہوئے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندھے سے اتاری تین پھال کا تیر بچہ کمان میں پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پہ مار دیا گینڈے نے جست کی سریع گرد گینڈے سے گرا اوپر آکے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سریع کا زخمی ہوا ساتھ والوں نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہے نقابدار برس رہا ہے اتنے پیچھے مارے کہ سر و شانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود میں اٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پہ آیا کنیزوں سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزوں نے بڑھ کر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا تھا دل میں حیران ہے کہ یہ نقابدار کون ہے جو اسنے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہونچا اور ملکہ سرکیسنے کو دیں جاروق مدت سے شگوفہ نامے کنیز پہ عاشق ۶۰

تھا نہال ہو گیا کہ اس باغ مین میرا آنا ہوا باغ باغ ہو گیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ مین آیا نقابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا ای جاروق تم رفاقت ستم کرو اور قیدخانے مین رہو ہمسے نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کر لائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا سر ریگ گرد کو زخمی کرکے جاروق کو رہا کرکے لیگیا اب جو اسنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ معنبر و شیرین کلام رات کو باغ سے آئین اور جاروق کو رہا کرکے لیگئین اور باغ مین ملکہ کے جاروق موجود ہی سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سد راہ ہونگی اگر انسے کوئی دست اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ تقصیر کردین تو مجھکو کیسی مشکل ہوگی یہان سے قریب ایک قلعہ ہو کہ ملک سامان جادو وہانکی حاکم و ناظم ہی اُسکو نامہ لکھا کہ ای سامان جلد آکر میری مدد کرو طلسم کشا نے آکر مجھکو گھیرا ہی سامان پڑھ کے ساز و سامان سے برای مدد فاروق چلی دربار مین فاروق کے آکر پہونچی فاروق نے سب حال رو رو کر بیان کیا سامان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجواؤ میدان مین نکلو جو تمھارا مقابلہ کریگا بیشک اُسے ہرانگا اُسکا زور گھٹاؤنگی فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ستم نے بھی طبل جنگی بجوایا ادھر سماک نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آیا جاروق کو رہا کرکے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ معنبر و شیرین کلام نقابدار بنکے آئین اور جاروق کو رہا کرکے لیگئین اور ہمین معلوم کیا مصلحت فاروق نے سوچی سنتا ہون کہ ایک ساحرہ کو بلایا ہو اُسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ہی کل حضور اس مکار سے سمجھکر مقابلہ کرین ستم نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونون لشکرون مین بج چکے تیاریان ہو رہی ہین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین سامان جادو ایک طائر بنکر میدان مین ایک نخل تھا اُسپر آکے بیٹھی فاروق میدان مین نکلا پکار کر آواز دی ای ستم دیوانے پر تمکو بڑا گھمنڈ ہی اُسکو میرے مقابلے مین بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہو گیا کہا آقا وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اب تو مجھکو جانا ضرور ہی یہ کہکے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے فاروق کے پہونچا چاہا چوبدست مارے سامان نے سحر کیا فاروق نے چوبدست تھامی

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے جو بدست چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے دیوانے کو اٹھالیا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید بڑی رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا صف سے نکالا اور کہا اے آقا سے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جائیگا رستم نے ہر چند روکا عیوق نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر باپ کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ زور جسم کا کم ہوا ہی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹ گیا عیوق حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اٹھا لیا رستم حیران ہین کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہوگئے فاروق نے پھر مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اٹھا دیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای فاروق رستم پر سحر تاثیر نہ کریگا اُسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہون تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا ای رستم جرأت کے سراسر خلاف ہی مین دو پہلوانون سے مقابلہ کر چکا اب تمسے مقابلہ کرونگا اگر تمنے تھکے ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عاذر کو حرف کے سن لیتے ہین حقیقت مین تمنے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہی اب تم پلٹ جاؤ کل ابتدا مین ہمین نکلین گے فاروق سے وعدہ کرکے رستم لشکر کو اپنے پھرا لائے فاروق جو بارگاہ مین آیا ساسان جادو نے کہا ای فاروق تو کیون پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلوان میدان مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اُسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا ای ساسان رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سنکر ساسان خاموش ہوگئی کہا کہ ای فاروق اگر کل طلسم کے ساحر جمع ہون تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر ایسی ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہین یہان رستم جو پلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور سامان جادو ایک ساحرہ ہی وہ آئی ہی وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسی کے سحر سے دونون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا مجھے اپنے سردارون کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا قیدخانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا اُس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستے بند کر دیے تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے سمک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین سامان جادو کی جاؤن سامان کو قتل کرون کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر لوصار جادو و ملکہ ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحرا و بیابان ملے کہ سارا لشکر ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی جو خبر پائی زیر نخل تھین آئی ہین لیکن قدم نہین اُٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم بارگاہ سے نکلے کنارے لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس عالم یاس ایسے صحراہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ ہوگئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہی دو قدم چلین اور گرین رستم نے جاکر دونون کے ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سامنے مین آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے رو کر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے جدا ہوئی کئی مہینے صحراے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ جہان آب و دانہ ممکن نہوا دن اُس پیچ و تاب مین گذرتا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ اُسکا ذکر کرے آپکو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

یار آیا ہوا احوال دل زار دکھاؤ
بیٹھے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
آجاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
فرداے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
عاشق ہین بہت ایک تو چنکر کوئی مجھسا
پیشے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ
عالم نظر آجاے بہار اور خزان کا
ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو   تل ڈھاکے لو اور ابرو سے خنجر دکھاؤ
ہر دم متقاضی ہے یہی حسرت دیدار   پھر ایک نظر جلوۂ دیدار دکھاؤ
فرماتے ہو عاشق ہین مرے تجھسے ہزارون   اچھا نہ زیادہ نہین دو چار دکھاؤ
مین قبر سے بھی رنا یہی کہتا اٹھونگا   مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

اسطرح بلک بلک کر دونون نے یہ اشعار پڑھے اور روئین کہ رستم بیتاب ہو گئے فرمایا کہ فکر کیا کو آئے تمہیں اپنے فتور پڑے ہین کہ آجتک مقابلہ مین کوئی ساحرہ ہو سامان جادو برا ہے پھر فاروق آئی ہے بیٹا اُسکا میرا رفیق ہے لیکن اسی ساحرہ کے سحر سے فاروق وہ فیلقون کو گرفتار کر کے لیگیا مجھے اسقدر قلق ہے کہ مین نے شب سے کھانا نہین کھایا وہ بھی مقابلے مین آیا ہے اس فکر مین ہون کہ تحفہ جات جدا کر کے رستم سے مقابلہ کرون اب تم آگئے ہو تدبیر ہو جائیگی شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزون کے ہے کان پکڑ کے اُسکو بلا لونگی رستم اُن دونون کو ساتھ لیکر چلے ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا آفتاب فلک سیر و جہلال سحرکیش گھوڑون پر سوار رنگ چہرے اترے ہوئے وہ دو سو جوان دونون کے ساتھ ہین اپنے آقا کو سامنے دیکھا ادھر شہرت ہاتھون مین شرابی ہوئی یہ پیام کہتی ہے حضور بارگاہ مین چلیے یہان کنارے ٹھہرنا مناسب نہین کہ جہلال و آفتاب بھی آکر قدمبوس ہوئے اپنی اپنی مصیبتین بیان کین کہ حضور کبھی صحراے ویران مین کبھی کانٹون کا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہو گئے کل غلام کو خیال آیا کہ مین نے علم نجوم کیون حاصل کیا مین نے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر زائچہ کھینچا اس سے یہ ثابت ہوا کہ بائین جانب جاؤ تو آقا سے ملاقات ہو ہم دونون شکر کرتے ہین کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ تباہی سفر مین اٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور کو بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چارون کو لیے ہوئے بارگاہ مین آئے شہرت نے دعوی کیا کہ وہ طبل جنگی بجائیگا جب میدان مین آئیگا تو بی سامان کا سحر نہ چلنے دونگی مین اُسکو دیکھ بھال لونگی یہ خبر ہرکارون نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرت و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کاہن و جہلال سرکش یہ چارون سردار بڑی تباہی اُٹھا کر آئے رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعوی کیا ہے سامان نام شہرت سنکر گھبرا گئی کہا

شہرت دختر لوحدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی وہ وقت کاروں نے بیان کیا کہ طلسم کشا پر عاشق ہوگئی مشکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرائے محیط وکیل نے صلاح کر کے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابیوں میں پھنسے چاروں سردار آوارہ ہوئے تھے بڑی جفائیں اٹھائیں اب آکر رستم سے ملے سامان نے کہا اے فاروق یہ ساحرہ چونکہ طلسم ہفت پیکر میں رستم کو سب سامان ممکن ہو چکا اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہے اب کہ دکو بیکار ہے اب ہماری خبر اُنکو پہونچیگی اب وہ تدبیر کرینگے اگر شہرت نے آکر بیابان میں سحر کیا تو پھر سحر نہ چلیگا مگر طبل بجاؤ اگر سیدھا ہوگا کہا یا تو رستم کو گرفتار کرا دونگی ورنہ اے فاروق تیری محبت میں اپنی جان پر کھیلونگی فاروق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا یہاں یہ چاروں سردار جب بارگاہ رستم میں آئے بہوش و حواس درست ہوئے رستم نے ان چاروں کو کھانا کھلایا شراب و کباب پیش کیے بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی جلد جوابی طبل جنگی بجے تیاریاں دونوں لشکروں میں ہونے لگیں رستم نے آکر آرام فرمایا سماک بلند اقبال طلایہ پر لشکر کا انتظام کر رہا ہے سامان جادو رات کو اٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر میں رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی ہے اس نخل کے قریب سماک بھی موجود تھا اسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہاں سے آیا بیٹھنے سے عقاب کے شاخ نخل جھکی سماک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہے کنارے سے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بناکر زیر نخل آیا سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سماک بیہوش ہو گرا سامان نے نخل سے اتر کر برق چمکائی کہ رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا اب اسنے سمجھا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہے سحر کر کے سماک کو کنارے ڈالدیا آپ سماک کی شکل بنا کر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانوں نے جو سماک کو آتے دیکھا پوچھا حضرت صاحب اسوقت کہاں آئے سامان نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ سامان فکر میں آتا ہے آئی ہوں قریب پلنگ کے جا کر پہرا دونگی یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت پیکر رکھا ہے زرہ ہفت جوش جسم پر سامان نے کلاہ و تیغہ اٹھا لیا منظور ہوا کہ چلوں شہرت کو تو اسکا خیال تھا یا تو اپنی بارگاہ میں پڑی سو رہی تھی خواب پریشان دیکھکر پریشان ہوئی اٹھکر طرف بارگاہ رستم کے اسوقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

شہرت نے للکارا کہ او ساسان مین نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا ساسان آواز شہرت سنکر بھاگی شہرت نے سمجھا کیا ہلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوئے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سُنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہوتے ہین ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کرین مین جاتی ہون ساسان کو گرفتار کرکے لاتی ہون رستم نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی ساسان بھاگی ہوئی جاتی ہے شہرت اُسکے تعاقب مین ہے فاروق کنارے پر لشکر کے موجود تھا آپنے جو ساسان کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا کیون خیر تو ہے کہا حضور مین کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب مین آتی ہے فاروق نے کہا لاؤ وہ دونون تحفے مجھکو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر فاروق کو دے کہ شہرت آکر پہونچی ساسان پر برق بنکے گری ساسان کے دو ٹکڑے ہوئے فاروق تو گھبراکر پیچھے ہٹا شہرت نے ساسان کو مارکر کلاہ و تیغہ اُٹھا لیا فاروق نے ہمراہیان ساسان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مارلو چہار طرف سے جادوگرنیون نے شہرت پر بلوہ کیا شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے کوئی منھ کے بھل گری برق چمک رہی ہے خنجر تلوارین گر رہی ہین کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ ہاتھہ مین لیا نعرہ کرکے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونون ملکر لڑنے لگین مگر رستم دونون کو منع کرتے ہین کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہے شہرت نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تو رہا کرین جاروق کہ باغ مین ملکہ کے موجود ہے کنیزون نے آکر خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آقا مصروف جنگ ہین غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا کہ آفتاب و مہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہے آگ آسمان سے برس رہی ہے فاروق بدحواس جنگ مین مصروف تھا گھبرایا ہوا ایک سے کہتا ہے ساسان نے سامان جنگ کرا دیا شب تیرہ و تار مین مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کرتے ہین کہ مسلمانون کو تو آسان ہے دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کرلین فاروق اس

حیرانی مین ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قید خانۂ عیوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا عیوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہی کہتا ہی اگر بھاگتا ہون تو جرأت مین فرق آتا ہی اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہین آخر فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اُسکے سامنے مین پہونچا بیقرار ہوکر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوے ہی اور جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو سمجھے کہ ہی یا خداوندا مین اژدہون سے بچائیے اگر مین نے عیوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کریگا کس قیامت کی سحر کرتا ہوا آتا ہی یہ جو فاروق نے بیقرار ہوکر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ تیرنگ پر تھا کہ ایک طائر نے آواز دی یا خداوندا ہفت پیکر آپ کا بندۂ خاص فاروق فریاد کر رہا ہی سامان نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آڑے اپنے بندے کو بچائیے ہفت پیکر نے آواز دی یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہی اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار کریگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی اے فاروق کیون بیتاب ہوتا ہی اس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کریگی فاروق یہ صدا سُنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی اے جہانگیر جادو جلد میرے پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہی پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پر گندھی ہوئین آواز دی اے فاروق کیا ہی کیون اسقدر بیتاب ہی اُسنے پکار کر کہا اے جہانگیر آفتاب فلک سیر و جلال سرکش اور شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو میرے تباہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ مین سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہی آفتاب للکار کر فاروق پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کرکے تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی

کہ او بے ادب کیا کرتا ہے دشمن جہانگیر جادو پلٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد کی میرے پہلو مین کھڑی ہے منع کر رہی ہے کہ فاروق کو ہاتھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا چاہا کہ فاروق کی گردن مین ہاتھ ڈالے ویسے ہی اس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب غروب ہوا یعنی غائب ہو گیا جلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ جو آفتاب غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار آندھی طرح تلوار ہلا رہا ہے جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بصورت حبیب پہلو پر فاروق کے کھڑی ہے جلال نے بڑھ کر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹا اوسمین سے ایک برق جلال پر گری جلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور سے دیکھا کہ جلال و آفتاب قریب درہ کوہ جا کر غائب ہوئے جھک کر قریب آئی اُس ساحرہ نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی اے دختر کیل تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہے درہ کوہ مین تجھکو تیری ساحرہ و الیاس باقی ہین شہرت این فقرون کو کب مانتی ہے کڑک کے اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کرون جب گری زمین پر آسکے دیکھا مین نے ایک اژدہا کے دو ٹکڑے ہیں اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہے درہ کوہ سے آواز آ رہی ہے اے شہرت کمال سحر حاصل کر دشمن جہانگیر جادو شہرت نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک تختہ سنگ کلان پڑا ہے اُسمین ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے للکار رہی ہے شہرت درہ کوہ مین گھس گئی جیسے ہی اندر درے کے آئی کچھ سوجھتا نہین انتہا کا اندھیرا ہے اُس ساحرہ نے اُف اُف کی شعلہاے آتش چمکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ منہ سے شعلہاے آتش جو چھوڑ رہی ہے اُسی کی درہ کوہ مین روشنی ہے جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی تیغ کمر سے کھینچ قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لون تلوار جو چمکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے جو دیکھا کہ شہرت بھی جا کر غائب ہوئی بیتاب ہو گئی آواز دیتی ہوئی قریب درہ کوہ کے پہونچی دیکھا اُسی تختہ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے برقین لشکر رستم پر گرا رہی ہے کئی ہزار ساحر غنیم ساحر کٹ کٹ کر گرے فاروق کو آواز دی اے فاروق دشمنون کو مارے مگر ساحرہ کو ماہی سحر دیکھ کر گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو پتھر زمین پر

مارا چند شعلہ ہاے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مارکر طرف تختۂ سنگ کے چلا وہ ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر پر گری اُسکی اُف سے دریاے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا اُٹھی ساحرہ نے آواز دی ای فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے جو عیوق کو آتے ہوے دیکھا گینڈہ اُچکایا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا ہاتھہ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے کے غرق زمین ہوگیا ایک آواز آئی ای فاروق نہ گھبرانا بیٹا تمھارا بہ آرام قید ہے بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب فاروق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کمیان نے آواز دی ای جاروق کہان جاتا ہے مجھسے مقابلہ کر سکتے جاروق پر ہاتھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا بازو بچا کر کلائی پر کمیان کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اُٹھاون ایک برق چمکی سب کی آنکھین خیرہ ہوگئین اور جاروق اُس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا سیماس نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ اول چارون ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوے بعد اُسکے عیوق و جاروق بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوے اب اُس مقام پر سناٹا ہے یہ سُنکے رستم کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا اُچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھیلا رہا ہے جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مار لیا رستم نے للکارا کہ او نامردان غرباے تیرا کیا نقصان کیا سفت مین انکو قتل کرتا ہے فاروق کو تو اور بھی گھمنڈ ہے للکار کر آواز دی کہ آپ آئیے آپ کے رفیق تو قید ہوے اب آپ باقی ہین رستم کے جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغہ ہفت جو ہر چمکاتے ہوے قریب فاروق کے پہونچے فاروق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہین کبھی چاہتے ہین کلائی پر فاروق کی ہاتھ ڈالدون مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہے کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پڑتا کہ درۂ کوہ سے ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اسطرح جست کر کے آیا کہ فاروق کو پشت پر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم ایڑی جماتے ہین اُسکے کھُر جاتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہے کہ زین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھلا کر کوڑا پشت پر مارا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوے شیر نے آکر دونون پنجے مارے اس گمان

کہ زرہ وغیرہ زنج لون رستم نے دونوں کلائیاں شیر کی پکڑ کے ایک گھونسا مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا کئی شیر درہ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیروں کو مار کر رستم گھوڑے سے کود کے تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے طرف کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک ساحرہ عجیب شکل عجیب و غریب سر نکالے ہوئے کھوپڑی سر کے بال بکھیرے رستم کے سامنے کھڑی ہے اور کبھی قہقہہ مار کے ہنستی ہے یہ قوت رستم پر کرتی ہیں مگر سحر تاثیر نہیں کرتا رستم درہ کوہ میں گھس گئے بڑھ کر سر ساحرہ کے مارا تلوار وہ پڑی سر تو اس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختہ سنگ کو کاٹا وہ تختہ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اس دروازے میں قفل کلاں لگا ہے اندر سے رونے کی آواز آتی ہے کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہے نظم

ازل سے تھی جو حیران ہوں لکھی تھی مقدر میں
علاوہ شدت ہجر کی ملتی تھی مجھ کو شیر یادوں میں
میں کیا جانوں کہیں کہتے ہیں کس کو آشیاں کیسا
کھلیں آنکھیں تو میری آ کے صیاد کے گھر میں
بلند و پست سے آگاہ ہوں ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش وا پر کبھی آغوش مادر میں
اگر دندان جاناں کے صفا میں کا خیال آیا
دم فکر سخن چھوٹنے لگا آب گوہر میں
جنون عشق کا جنوں سے پہنچا سلسلہ میرا
ہیولی آئی [illegible] آل [illegible] میں
پری دیوانی ہو جاتی ہے [illegible] لگتی ہے
وہ سحر سامری ہو یار کی چشم فسوں گر میں
سپاہ شکل سے حشر کی ہم باز [illegible]
یہ قدرت کیا نہیں واعظ قسیم [illegible] میں
خیال اس [illegible] گیا جو [illegible]
پری کی [illegible] آتی ہے [illegible] میں
شہادت کے [illegible] کافی ہوں [illegible] قاتل
نہیں [illegible] گوہر [illegible] میں
دہان یار میں [illegible] زبان تو خیال آیا
کسی [illegible] ہو لال [illegible] کوثر میں
کلا [illegible] جان کا [illegible]
زیادہ [illegible] قاتل [illegible] خنجر میں
نہیں ہے گردش چرخ آسمان [illegible] سے خالی
جہاں کو رزق پہنچاتا ہے گو رہتا ہے چکر میں
ہیں وہ شوریدہ طالع ہوں جب آیا یاد [illegible]
[illegible] گئے ہی ساغر میں
[illegible] کبھی [illegible]
اگر [illegible] قفل اپنا [illegible] طبع دلبر میں

رستم نے آواز پہچانی دل میں کہا یہ تو شہزادی کی آواز معلوم ہوتی ہے رستم نے قفل دروازہ کا توڑا

اندر آ کے دیکھا عیوق و جاروق تو الٹے لٹکے ہوئے ہیں تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گئے ہیں
اور آفتاب و جلال و شہرت و مانی سحر فرش خاک پہ بیٹھے ہیں شہرت بلک بلک کے
رو رہی ہے یاران سیاہ چشم بیچاروں کے لیئے ہیں صدمات عظیم پہونچاتے ہیں رستم نے قریب
آ کے ان چاروں کی زبانوں سے سوئیں نکالیں ان چاروں ساحروں نے زبان قابو میں
آتے ہی اسم سحر پڑھا کہ یاران سیاہ مرگ کے [illegible] ہیں عیوق و جاروق کے مصروف
ہونے کے پہلو سے آگ نکل کے ایک اژدہا پیدا ہوا آسمان کو گیا کہ ان چاروں کو لپیٹ لیا یون
رستم نے قریب آ کے اس اژدہے کے گلے میں ہاتھ ڈالا قتل کر ڈالا اس کے پیٹ کو چیر کر نکال لیا
عیوق اور جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونوں قدموں سے رستم کے لپٹ گئے کہا اے شہریار
خدا آپ کو سلامت رکھے آپ اس زندان تار میں پہونچے غلاموں کو بچا لیا ورنہ تڑپ
تڑپ کے مر جاتے رستم ان چاروں کو ساتھ لیکر بیرون دروازہ آئے فاروق کھڑا ہوا تماشہ
کو دیکھ رہا تھا ان آتے دیکھا جھپٹ کے جا پڑا تلوار سے سامنے پہ لپکا ہاتھ اسکا مارا [illegible] آ کے
اندھیرے میں کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تو ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی دہان سے آگ نکل گئی کپڑا [illegible]
کود کر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق و جاروق تیغیں لیے کھڑے
کھڑے ہیں آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا کہ اسکا اندر کوئی نہیں آنے دیتا رستم فاروق
سے لڑ رہے ہیں جب فاروق گردن پہ ہاتھ رکھتا ہے [illegible] دو [illegible] ہیں فاروق جان لڑا
لڑ رہا ہے سب لشکر والے ساکت ہو کر تماشاے جنگ دیکھنے لگے دونوں لشکر والے [illegible] ہوئے
تماشہ دیکھ رہے ہیں فضا سے کا [illegible] در بحرین ہلاتا [illegible] جب رستم کے آیا [illegible]
ہلاتا ہوا [illegible] کہا اے آقا آپ چھوڑ دیجیے میں اس مکار سے سمجھ لونگا رستم [illegible] کہتے ہیں
ای برادر تم بہت چالاک و عیار ہو [illegible] تو [illegible] اس سے چھوٹ [illegible] جب رستم
نے نہ مانا تو ناچار ہوا شمشیر کرنے لگا رستم نے جو دیکھا کہ [illegible] فاروق سے کہا ای
فاروق تیری [illegible] جنگ [illegible] کر کے [illegible] اس سے مقابلہ کرو گے فاروق نے کہا
میں نے [illegible] ہاتھ [illegible] اٹھا لیا تھا [illegible] کو
اس سے موجود ہوں رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہوئے کہا ای برادر تم کیوں [illegible] ہو

تمھارا موجود ہوا تھا شہر پر مردم در رستم کو دعائین دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چوبدست کو گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق چوبدست کی گردش کو دیکھکر گھبرا گیا شہر پر مردم در نے لپک کر چوبدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھائے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان فاروق کی ٹوٹین دوسری چوبدست اس شہر پر نے ماری کہ چوبدست سر پہ فاروق کے پڑی کہ سر گردن مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھالا خون کا بنکر رہگیا دیوانہ فاروق کو مارکر اسکی فوج پر جا پڑا وہ چوبدستین مارین کہ فوج سے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے اے طلسم کشا فریاد ہے وقت امداد ہے ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب درۂ کوہ سے نکل کر ایک فیل مست نے سونڈا طرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کود پڑے دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھون سے سونڈ کو تھاما ایک جھٹکا مارا کہ مع نرخرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھا کر گرا اور پہاڑ بھی اڑ کے گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما اے رستم مجھکو کیا پا سکتا ہے مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ ہاتھی وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنون نے ملکہ تجھکو ور دیا پہلے اسکے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد قامت کی اژدہے پر سوار اڑی ہوئی جاتی ہے رستم نے لشکر پلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوئے قلعے مین آئے ملکہ مغرور شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آج کی جنگ بڑی سخت ہے خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہے دیکھیے وہ ملعونہ کیا آفت برپا کرے کہ کنیزون نے خبر دی کہ ملکہ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ ہے ملکہ برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جو آتے ہوئے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا چرچہ ہوا رستم نے کہا اے ملکہ عالم مین اب صحرائے محیط مین جاؤنگا ایسے شکار آیا تھا ان جھگڑون مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہین عیوق و فاروق انتظام لشکر کرین گے ہم انشاءاللہ پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تمسے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گذریگا راتین ہجر کی کیسا ستائینگی ملنے کا ہیکو آئینگی رستم نے اشک مغرور کے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکہ عالم اس فکر مین کئی سال مجھکو گذر چکے ہین اب اُس صحرا مین پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہو مگر تمسے ملاقات ہونا قضا و قدر کو منظور تھا اسطرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مارا چاہتا فاروق کا بہت ناگوار ہوا اُسنے کسیطرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ دروازے پر باغ کے بارہ ہوا اصحلہ دار دوڑی ہوئی آئی عرض کی ای شہریار دیوانے نے یہ جو سُنا ہی کہ آقا پاس نزرک کے گئے تو وہ کہتا ہوا آتا ہی کہ مین بھی نزرک لونگا کنیزون کو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جاکر روکے رستم نے کہا وہ کسی کے روکے نہ رکیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہی ایک کنیز کو بغل مین دبائے ہو اور ایک کو کاندھے پر سوار کیا ہی اور کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہین اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے جب قریب رستم کے پہونچا تو پکار کر آواز دی کیون آقا سے سُرخ تو نزرک کو لیکر بیٹھا ہی اور ہم اکیلے اپنے مقام پر رہین رستم نے دوڑ کر ہاتھ تھاما دیوانے نے چنگل مارا کہ زرہ توڑ کر پھینکدی رستم دیوانے سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا ہی تو دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمایئے رستم نے دیوانے کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگین کہتی ہین کہ حضور اسکو نکال دیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہان ہی ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنون کو مار ڈالے ایسا بیخوف لڑتا ہی کہ بالکل پاس نہین کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہے ایک ہفتہ رستم اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جاروق منتظم ہوے ملکہ شہرستان نے عرض کی اب حضور طرف صحراے مجہول کے چلین بعنایت پروردگار لوح کی تدبیر کرینگے اب تامل بہتر نہین سردارون نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہی کہ طرف صحراے مجہول کے جائین اور لوح کو حصول کرین لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی کی قدرت نے لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر مین آنا دشوار ہی ہفت پیکر خوشی کر رہی ہی کہتا ہی ای بلند پرواز کیا کہنا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا لشکر مین نہ پہونچیگا مجہول بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ مین نے سنا ہی لشکر طلسم کشا تباہ ہوگیا صحرا

مین مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش بیٹھا ہی کہتا ہی میرے پاس ایسے ایسے ساحر ہین وہ کام کرین کہ کسیکو خبر نہ ہو کیا خوابصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرداً فرداً گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر نعرہ ہوا منم جہانگیر جوان ہیجا جہانگیر آکے پہونچی ہفت پیکر نے پوچھا اے جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا مین نے جاکر کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ کل ساحرون کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کہ جسپر تاثیر نہین کرتا اُس سے مین ناچار ہون اسلئے اپنے سردارون کو رہا کیا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتی تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا اب طرف صحرائے حیرت کے جانے کا ارادہ ہی کہیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارکے کہا کیون جہانگیر نور چکیدہ خالص قدرت جو فاروقیہ مین رہتی ہین اُنپر کیا گذری جہانگیر نے کہا قدرت اُنکا حال نہ پوچھیے اُنکی ذات سے طلسم کشا کا عظم و شان بڑھا اب مین بھاگی تا صحرائے حیرت پہونچ گئی ہفت پیکر نے کہا اے جہانگیر ہوسکتا ہی کہ مفرور شیرین کلام کو یہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ کچھ بات نہین لیکن جہان مفرور کو رکھیگا اعیان سردار وہان پہونچین گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہی کہ اب لشکر رستم مین جانے کا ارادہ بھی نہین کرتی کہا کیون بلانہ پروا کیجئے جو سحر کیجئے اسکا کیا انجام ہوا بلانہ پروا نے عرض کی کہ جتنے سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آپ مین آٹھ پہر سحر کرونگی کہ طلسم کشا کبھی اُس طرف صحرائے حیرت کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلاؤ بلند تر لئے آواز دی یوا سرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہین یہ آواز دیتے ہی زمین کھڑکھڑا کر پھٹی ایک مقام پر غار ظاہر ہوا اُس مین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے زمین سے سر نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیون یاد فرمایا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی اے سرخیل نور چکیدہ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ مین تھی وہ شریک طلسم کشا ہوئی اے سرخیل اُس سے شوکت ہے کہیل جادو اُسکا وہ بہت مانتی ہو ایسا نہ ہو کہ تابع فتح ہو جاوے اسے کہیل کو بلا بھیج ای سرخیل اگر ہوسکے تو مفرور کو اٹھا لا باغ دلکشا مین قید رکھنا وہان کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

ہوگا سرخیل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہوں ملکہ مغرور کو اٹھا لاتی ہوں قدرت نے جو مجھکو تجویز کیا فخر کا مقام ہے کہ قدرت کسی کار ضروری کو لونڈی سے کہیں اور میں تامل کروں یہ کہکر سرخیل نے پرپرواز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے چلی یہاں وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعہ سے باہر نکلے یہاں مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ میں سرفراز فرمائیے دعوت کو قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہے رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور و شیریں کلام نے باغ میں روشنی کرائی ملکہ شہرت و ماہ سمن بر سب معشوقیں ایک جلسہ میں جمع ہیں نہنگ جبری نے ملکہ مغرور سے کہا آج سماک کو گوائیے ملکہ مغرور نے کہا اے سماک کچھ گاؤ سب تمہارے مشتاق ہیں سماک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل جلسہ کے گائی نظم

مدت آئی راستے میں آتے ہی بھٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا
دل ایک ساغر مئے الفت سے چھک گیا
کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا
اے رشک شوق جامہ زری پھر چمک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا
پھر دل میں گھر کیا ہے کسی رشک ماہ نے
وہ جیا دل سے داغ جگر پھر چمک گیا
پھولا ہوں آمد گل رعنا سے باغ میں
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا
اس گل کی شاخ گل بھی نازک کلائی کو
گجرا وہ پہنا پھولوں کا بوٹا لٹک گیا
ٹھہرائی دی شیشے میرے ہزار نے
باراں جہت آن کے پانی چھڑک گیا
گلشن میں آگ سی لگا دی بہار نے
انگار سے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا
کیں عاشقوں سے اتنی ہوس و نیاز نے
شیریں لبوں کے چھوڑ سے آخر کو تھک گیا
سو ناز میں کو مجھکو مرے پردہ پوش نے
بیہوش ناک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا
یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
بلبل ہزار رنگ میں آکر چہک گیا
صیاد دیکھے دم سے اسا کی جھوٹا
مشکل یہ ہو کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا
برباد کر کے خاک میں مجھکو ملا دیا
اچھو ملا دل سے ترے اے فلک گیا
آنکھیں لال ہیں جوں میرے اسی شکستگی
ہو لی شکل تنگ کا کس تا نہ سک گیا
سو حیا چمن کا دل میں آل شگفتگی
یہ بات میں تجھ باغ میں جسم چٹک گیا

یہان یہ غزل سماک نے گائی سارے لشکر مین طلسم کشا کے جشن ہو ہر مقام پر گانا ہو رہا ہی سرخیل جادو جو آئی لشکر مین عجب گھما گھمی دیکھی کہ جا بجا ناچ ہو رہا ہی عیوق لباس فاخرہ پہنے ہوے انتظام کرتا پھرتا ہی اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنکر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی اور عیوق کو آواز دی ای شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین عیوق نے اپنے ساتھ والون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ مین لا کر عیوق پر سحر کیا کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ مین آئی سماک گا کے اُٹھا ہی کہ اتو سرخیل نے سماک کو پہچانا اور کنیزون کی زبانی سُنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہی محفل سے گا کر آیا ہی سرخیل بشکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سماک نے بڑھکر سلام کیا کہا ای شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے دیکھین تمسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا ای سماک ہم بھی ساتھ چلینگے سماک نے کہا آقا تمکو براے حفاظت لشکر چھوڑتے ہین سرخیل باتین کرتی ہوئی سماک کو ایک چمن مین لائی بیہوش کرکے اُسکو ڈالدیا آپ سماک کی شکل بن رہی تھی کہ قضاے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی ہمراہیان عیوق سے پوچھا کہ تمھارے شاہزادے کہان ہین سب نے کہا ایک کنیز ملکہ کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کدھر لیگئی سب نے کہا نخلستان کی طرف سے لیگئی شہرت جو اُس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہی شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھین کون یہان ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کرکے ڈال گئی شہرت وہان سے چھپتی اُسوقت باغ مین آئی کہ سرخیل بشکل عیوق بنی تھی سماک کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا او مکارہ تو کون ہی ای سماک اپنے کو بچا یہ بشکل عیوق کوئی ساحرہ ہی عیوق باہر آیا سماک جست کرکے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق سرخیل پر گری مثل بید کانپنے لگی سحر چہرہ سے اُترا دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کانپ رہی ہی شہرت نے پوچھا تو کون ہی کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہی قدرت نے براے گرفتاری مغرور بھیجا ہی عیوق کو بیہوش کرکے یہان تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو گرفتار کرون شہرت نے کہا ای سرخیل جا کر کوہ زنگار رنگ پہ تہلکہ ڈالدے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتارا سرخیل کے گلے میں
ڈالدیا اتنے میں سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی سماک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک
ساحرہ کو گرفتار کیا ہی اب وہ ساحرہ اُسکے قبضے میں ہی کہہ رہی ہی جو کہیے وہ بجالاؤں رستم
مغرور اُٹھکر آیا دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر
فکر میں ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرا لے میں سرخیل کو برائے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی
ہوں وہاں جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا ای شہرت تمنے بڑا کام کیا بڑے وقت
پر پہونچیں نہیں اب یہ سماک کو گرفتار کرکے بصورت سماک محفل میں آتی کسی حیلہ سے
ملکہ کو شیشے میں لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا ای سرخیل جو تیری آرزو
تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہی سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہی جو آپ ارشاد کریں
وہ بجالاؤں شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل اگر ہوسکے تو یہاں
کوہ رنگا رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کرکے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے پلٹی غصہ
میں بسرعت کوہ رنگا رنگ کے چلی قضاے کار راہ میں اسکا ملنا ملا سیلاد جادو شوہر
اسکا امیروں میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہی آج کیا باعث ہی کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہی
کہ سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ تیغ کھینچا ہوا ہاتھ میں ہفت پیکر کو
گالیاں دے رہی ہی سیلاد نے کہا کیوں صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو آنا ایسے کلمات
کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات ہیں جو کوئی مراد مانگتا ہی وہ اُسکی مراد پوری کرتی
ہیں تمنے قدرت کو کیونکر برا جانا ناحق بدنام ہوتا ہی اچھی طرح نہیں پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹا
دعوی خدائی کا کرکے ہلیجا ہی حفاظت کو برداشت کر رہا ہی بلکہ شہرت نے حکم دیا ہی کہ ہفت پیکر
کا سر لاؤ میں سر لینے جاتی ہوں اگر تمھیں دعوی ہی تو روک کر آپ آندھی چلی گیا جادو کھاتا
سیلاد کا آکر پہونچا اُسنے جو سرخیل کا حال دیکھا کہا بھائی سے کہا میں اسکو گرفتار کیے لیتا ہوں
ورنہ کوہ رنگا رنگ پر جاکر یہ فتنہ میں برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ رکیگی
آخر کو شراب میں بیہوشی ملائی کیا اور کہا بھابی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام
ہاتھ میں لیا گلے میں جو موتیوں کا مالا پہنے ہی اُسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اڑگئی

سرخیل نے کہا اوسکار اس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اُٹھا سرخیل نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ایک سڑاکا ہار اموتی جو اسپر پڑے سے معلوم ہوا گولہ آہن ہار اسپر میلاد کا پھٹ گیا کیّاد بد باطن کہ اسم باسمے ہمنشین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر کر دیا ہے اُسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہو ایسا نہ ہو مین اسپر سحر کرون اُلٹا میرے گلے پڑے تو مشکل کی بات ہو خوشامد کرکے سرخیل کو بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا تمھارے مالک کو اس ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمندین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین او مجھکو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ خیال نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہمدم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اسکو چاہتا تھا وہ یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دیکھو صاحب تماشہ ہوا کہ شراب جام سے اُڑ گئی کیّاد نے باتون مین لگایا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چار طرف سے حلقہ ہاے کمند مارے کہ سرخیل جادو بے بس ہو گئی تڑپ کر کئی کنیزون کو مارا مگر کیّاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور وہ ہار گلے سے اُتار لیا قفس مین بند کرکے لیچلا خیال ہو کہ خدمت مین قدرت کی لیجاؤن پھر سوچا کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جاکر عرض کرونگا پھر جیسا حکم ہوگا وہ بجالاؤنگا قفس مین بند کر لیا زبان مین سوزن تھی اور وہ ہار اپنی جھولی مین رکھا ایک باغ ویران مین لیکر آیا کیّاد کا سپہ سالار بیداد سرکش تھا اُسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین لٹکا دے سامنے ایک درخت ببول کا تھا اُسنے قفس کو اُسمین لٹکا دیا رات کو کیّاد نے بیداد سے کہا اُسکو جاکر کھانا کھلا دے بیداد کھانا لیکر آیا بیداد نے کہا ای سرخیل اگر تو مجھکو قبول کرلے تو مین تجھکو قید سے رہا کر دون سرخیل نے کہا ای بیداد تجھکو معلوم ہے کہ وہ ہار کیّاد نے کہان رکھا ہے اُسی پر ہار جیت ہے بیداد نے کہا اُسکی جھولی مین ہے اگر کہے تو مین نکال لاؤن سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیداد سرکش رات کو جوش محبت مین سرخیل کی سرہانے کیّاد کے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر پاس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین اُسکے پہنا دیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا ارے بیپاد جاؤ سامنے سے دور ہو کیوں شامت آئی ہے بیپاد سرکش منت کرنے لگا چاہا گلے میں ہاتھ ڈالوں سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیپاد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا بلند ہوئی کیپاد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہے اور آواز آرہی ہے کشتی مرا نام بیپاد سرکش بود کیپاد جست کر چمن میں آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہے لاشہ بیپاد سرکش کا سامنے پڑا ہے پکار کر آواز دی اے سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا سرخیل نے ہار گلے سے اُتارا کیپاد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او کیپا ٹھہر جا کہاں بھاگا جاتا ہے تو نے مکر کرکے مجھکو قید کیا تھا اب تجھ سے مقابلہ کر سحر کے سامنے کیپاد بھاگا ہوا جاتا ہے سرخیل جوش میں آنکھیں اُبلی ہوئی پیچھے کیپاد کے جاتی ہے کیپاد کے ذہن میں آیا قسمت میں قدرت کی چلوں شاید وہاں جان بچے شب کا وقت ہے آخر سحر کی رات کو کوہ نگار رنگ پر بقصد سیر سنگی سے نکلا ہفت پیکر بالائے کوہ بیٹھی ہے گرد کنیزیں جھرمٹ کر رہی ہیں کہ دیکھا سامنے ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہے ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوندا مجھکو ہاتھ سے سرخیل کے بچائیے ہفت پیکر حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے گوشہ کوہ پر آکر کیپاد اُترا چاہتا ہے دوڑ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں کہ بوئے خوش دماغ میں آئی سب مست ہو گئے کنیزیں ہفت پیکر کی چھوٹنے لگیں کہتی تھیں آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھولدیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ میں نیمچہ کھنچا ہوا اور ایک ہاتھ میں ہار ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیپاد کے ہو پہنچی کیپاد نے چاہا بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیپاد کے پاؤں زمین نے تھام لیے سرخیل نے برابر آکے ایک ہتڑ کا مارا کہ سر کیپاد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز دی اے ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھی ہے اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزان ہفت پیکر دوڑ پڑیں کہ سرخیل کو روکیں جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا سر ٹوٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور چور ہوا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزیں سامنے سے بھاگیں اب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزیں دور سے لیا لیا کر رہی ہیں کوئی قریب نہیں جاتی ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہیں رکتی پکار کر آواز دی اے اژدر کوہ نشین اس ظالم کو لینا بڑی بدعت پہ کمر باندھی ہے میرے سامنے آکر کیپاد کو مارا مجھ مابدولت کا خیال نہ کیا ارے

بھیجا ہمنے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو یہ باتین سنتا ہی لیکن سرخیل کلمات سخت کہہ رہی ہی کہتی ہی او مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہی اب انقلاب ہی تین پہاڑ ویران ہوئے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے بھاگنے کو رستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ رستے بتا رہے ہین لوح کو دلوائینگے تم بھاگ کر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولوگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی چاہا ہفت پیکر پہ ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منہ سے چھوڑتا ہوا زمین سے نکلا اُس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیون کا ہار مارا اژدہا گھبرا گیا کانپ کر دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے نے منھ مین لے لیا پاؤن تک چبا چبا کے کھا گیا پھر اُسی طرح زمین مین غائب ہوا ہفت پیکر نے کہا کیون صاحبو تمنے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند زمین و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہوگیا اژدہے نے نکلکے اس بلا و سب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اٹھا لیا پوچھا تو کسکا سحر ہی سرخیل کو کیسے دیوانہ کیا پھول شگفتہ ہوئے طفلان غنچہ گفتار فغان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند یہ سرخیل بلائے گرفتاری مفرور و شیرین کلام لگی تھین اور سحر کی پھیری تھین تدبیرین تھین کہ دختر قباد کو لے اُڑین شہرت ساحرہ صبح پوش دختر کیل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کرکے سرخیل کو بھیجا یہ کہکر کہ قدرت کا سر لا تو پھر راہ مین آفتادین پڑین کیا دستے کے سرخیل کو قید کیا تھا پیارا دیکھ عاشق ہوکر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مار لیا اُسکے پیار و سرکشی کو موت آئی یہان آکر کیا دکو مارا غنچے یہ کہہ رہے تھے کہ پھول سینے شعلہ ہائے آتش نکلے غنچے و گل فوراً سب جلکر خاک ہوئے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہی کہ حال بتا کر اپنے کو جلا دیا کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین جسکا سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سر مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہی آتا شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہی اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھی تصویر سنگی میں داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزار ہا گنوار ڈفلیان بجاتے ہوئے آئے کوئی شجر کے سایے میں ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہی کوئی خیمہ استادہ کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولھے بنائے مٹھائی بننے لگی پہر دن چڑھے سارا میلہ آراستہ ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہو کر آئین ہر گروہ آکر سازندون کو اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

چمن میں آمد آمد ہی خزان کی
عبث بلبل نے طرح آشیان کی
خوشی آئی ہی جو غنچون اب وضع بانکی
کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی
کریگی دیکھیے کس کس کو پیدا
یہ ٹیڑھی وضع شمشیری بانکی
بڑی منحوس ساعت میں پھنسے تھے
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
تن خاکی سے نکلی کیونکر روح
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
پھنسا کس پیچ میں او عشق پیچے
عبث تقلید کی زلف بتان کی
الٰہی جلد لیچل اس مکان سے
چھٹی ہو تو سیر کیجیے لامکان کی
اُسے دھوکا تھا جانبازی میں میری
دکھا کر تیر کو خط سر نشان کی
شب فرقت میں نیند آئی ہو کسکو
شکایت تا سحر تھی آسمان کی
نہ آئیگی چمن میں سیر کو بھی
اگر مرضی نہیں ہے باغبان کی
اگر وہ ماہ پیکر آستین چھوڑے
ہمیشہ رنج میں ہو گردش آسمان کی
دماغ جان کیا تازہ صبا نے
جو وا وہ کاکل عنبر فشان کی
ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی
کرون کس منھ سے تعریف اس دہان کی
جو کیفیت اٹھایا جب ہوا ہو رنگ
تو فرصت کیجیے سیر بستان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی اے ہمسر زہرۂ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا میں پہونچا جو جمع ہو سکے سرداران طلسم کشا کو گرفتار کرکے لا تو تیرا مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرۂ فلک کا مرتبہ لیگا آج سے

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدمون کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ دیبا نازنینان جبین بالا کے کوہ آہنین خاک پاسے تصویر پیکر زبان پر رکھی سب اکٹھا ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون مین سوار ہو کے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرشمل کے جانے سے شہرت نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پہ مقام کیجیے یقین ہی سرشمل جو جائیگی فتنہ برپا ہوگا ہفت پیکر وغیرہ بھی فکر کرینگی لشکر تو اسی مقام پہ اترا ہوا ہو یہ طوائفین لشکر مین آ کر پردے اٹھا دیے مجرے شروع ہو گئے غزل ہاے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کپتان رسالدار صاحب ذوق شناس جو آتے بلا تکلف انکے خیمون مین چلے گئے جو خیمے مین آیا وہ باہر نہ نکلا آفتاب کا صبح کا وقت ہی یہان تو کھیرو مین گا رہی ہین جہلال سرکشی اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا مین جاتا ہو کہ گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہو خدمتگارون نے عرض کی کہیں ادھر سے چند کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین جہلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی اُسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے اشتیاق مین دور سے آئے ہین جہلال بلا تکلف خیمے مین چلا گیا خیمے مین جا کر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین بیٹھے ہین سر اٹھا کر دیکھا جہلال کی جگہ خالی پڑی پایا اور چند کپتان رسالدارون کے جگہ بھی خالی پڑے ہین فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ جہلال دربار مین نہین آئے ہی آفتاب ذرا جا کر دریافت کرو کہ اُسکا مزاج کیسا ہے وہ نہین آیا اور یہ چند کپتان اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین نہین آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ جہلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین آئی پھر کر خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر خیمہ پر آیا جو کہ نازنین گا رہی تھی وہ برائے تعظیم آفتاب اٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپکے مشتاق ہو کے دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اسی نازنین نے ہنسی اور اسنے آنکھ ملا کر کہا کہ آفتاب بیقرار ہو گیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے رہ گئے ستم نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا ای ملکہ عالم دیکھا تھے آفتاب جہلال کو بلانے گیا تھا وہ بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے عرصے کے سر اٹھا کے جواب دیا کہ ای شہریار فہیم خود دل کو دھڑکن ہی آفتاب و جہلال اسیر

ہوئے

نامی اور چند کمیدان و رسالدار غائب ہوئے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہے ہفت پیکر نے کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے میں آتے ہیں نہنگ بحری یہ کہکر اُٹھی حضور کنیز جاکر دریافت کرتی ہے بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا کر رہی ہیں آواز سنکر نہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گا رہی ہے دوکانداروں نے بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیاں آئی ہیں وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہیں آپکے لشکر کے اکثر سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بحری خیال میں ہے کہ جاکر طلسم کشا سے اطلاع کروں پھر سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ سوچکر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز بجا رہے ہیں ایک مہ جبین نہایت حسین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن تانیں لگا رہی ہے نہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤں مگر صدائے دلفریب کھینچ رہی ہے اُس نازنین نے اشارہ کرکے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپکے مہمان ہیں آپ جو دم بھر بیٹھیں گی ہم سرفراز ہونگے نہنگ بحری خیمے میں آئی جو سب پر گذرنا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار میں جب طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر ہلال و آفتاب و نہنگ بحری و چند کمیدان و رسالدار بھی نہیں آئے فرمایا اے شہرت دیکھو نہنگ بحری کہاں گئی تھی وہ بھی واپس آئی شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہے خدمتگاران آفتاب و ہلال سے پوچھا کہا کہ حضور چند کسبیاں کئی دن سے لشکر میں آئی ہیں جو کمیدان و رسالدار اُنکے خیمے میں جاتا ہے پھر واپس نہیں آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہے ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ اے شہنشاہ حضور تامل کریں میں بخوبی دریافت کرکے آتی ہوں شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی کنیزوں سے کہا تم اپنے اپنے خیموں میں جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ میں اور طرح سے جاؤنگی یہ کہکے دونوں پاؤں زمین میں مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس بارگاہ کے پہونچی گانے کی آواز کان میں آئی بیقرار ہوگئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلوں لیکن سحر کرکے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زیر خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہے ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا مثل انسان کے گویا ہوا کہ اے ماہی سحر یہ قید خانہ زہرہ فلک ہے یہاں نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

سنکر گھبرائی جواب دیا اس قیدخانے مین کون قید ہوا اژدہے نے کہا ہم قیدیون کی نام تک منگنی اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جاکے دیکھ لینگے اسطرح چلاکر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو ہجر کر رہی تھی اسکے کان مین آواز آئی [illegible] کہا تو غضب ہوا ماہی سحر برابر قیدخانے کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہی وہ نہین مانتی مین جاکر سمجھاؤن ماہی سحر چاہتی ہی کہ اپنے کو قریب اس دروازے کے پہونچائے کہ پھاٹک کی آواز آئی دیکھا ایک نازنین بہاریستے آئی ہی پکارتی ہوئی آئی ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہی تمھارا جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو اُڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر کہا بوا جو کہو وہ بجالاؤن اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا جہلال و آفتاب وغیرہ چھبیس سردار سلسل بطوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی انکے پاس جاکے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کرلیا اژدر چشم سے کہا بہت ہوشیار رہنا اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہکے نسبت کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ گئی [illegible] یہان رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا تو صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین [illegible] سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر پکی کرتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آکے ہو تنہا نشست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھا سحر کرنے لگی آواز دی کہ غائب جادو آج اپنے کو ظاہر کرو پہلو سے ایک ساحر مہیب حاضر ہوا حاضر کرتا ہوا آیا شہرت نے کہا اے غائب جادو دریافت کرو کہ ان لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و جہلال وغیرہ کہان ہین شہرت کے غائب نے دونون پاؤن زمین مین مارے زمین شق ہوئی شہرت سحر کر رہی تھی کہ بہت پکار کر آواز دی کہ غائب اپنے کو ظاہر کر دو ساحر [illegible] حضور [illegible] فلک کو ہفت پیکر نے بھیجا ہو اُسنے آکے سحر کیا ہو آفتاب و جہلال وغیرہ قید ہوگئے زیر زمین ایک قصر ہی اُسمین سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ قتل کر ڈالی قیدیون کو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا ہون ورنہ بڑے قید ہوئے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھی اول [illegible]

طلسم کشا میں آئی عرض کی ای شہریار لولی فلک یا زہرۂ فلک کیسے ایک ساحرہ کامل و اکمل سحر میں طاق شہرۂ آفاق اُسنے آکر سب کو سحر میں پھنسایا زیر زمین کوئی قصر ہے اسمیں قید میں یہ جانتی ہوں کہ سحر میں وہ مجھسے زیادہ ہے مگر جاتی ہوں جو اقبال آپکا یاور ہوا اور طالع آپکے مددگار ہوئے اور میں نے زہرۂ فلک کو گرفتار کر لیا تو قیدیوں کو رہا کیا اور جو کنیز و ایلچی نہ آئی تو ای سماک اُسکا خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار میں مجھ سے نکلتا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہے یہ سردار جو قید ہوگئے سحر سے انکا حال مجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہے آفتاب فلک پھر ایسا ساحرہ ملال ایسا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سماک کو بخوبی سمجھا کر شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار میں پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان میں آئی اہالی بازار سے پوچھا یہ کون گاتا ہے اہل بازار نے بیان کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر میں آئے ہیں وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہیں شہرت کو یہ سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور بڑھ کے دیکھا ایک خیمہ زرنگار استادہ ہے اور ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہے شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی شہرت سے آنکھ ملا کر سلام کیا کہا ملکۂ عالم تشریف لائیے صبح کا وقت ہے ایک چیز پینے اسوقت تک شہرت کے ہوش درست ہیں وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تمسے بہنایا کرتے ہیں اُسنے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اُڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندوں کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھوں نے ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

جو غیروں سے ہیں یہ اشارے تمھارے
بنے گی نہ مشفق ہمارے تمھارے
نہیں طور اگلے سے پیارے تمھارے
نئے اب ہیں انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھوں سے جور و بدی کو
جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوے تھے
تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکلجائیگا دم جو پہلو سے سرکے
مری زندگی ہے سہارے تمھارے
تو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق
خدا درمیاں ہے ہمارے تمھارے
چلے تیغ ابرو تو کاٹوں گلے کو
سمجھنے لگا ہوں اشارے تمھارے

نہ مانوں گا ہرگز نہ مانوں گا ہرگز
بس اب عذر بیجا ہیں سارے تمھارے

میں سب سن چکا ہوں نہ دو مجھکو چھینٹے
جو ہیں شغل دریا کنارے تمھارے

مرا جذب الفت تمھیں کھینچ لایا
اثر کچھ ہوا دل میں بارے تمھارے

قسم سرمگیں چشم کی کھا چکا ہوں
نہ بولونگا میں بے پکارے تمھارے

ق
ہوا اب تو بے پردہ راز محبت
چھپا کب چھپانے سے پیارے تمھارے

ہوے عشق مشہور شہروں میں جانی
تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے

ادا ناز عشوہ تبسم تکلم
سب انداز ہیں پیارے پیارے تمھارے

وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونوں
نہیں مانگتے پانی مارے تمھارے

غرض حسن کی کیا ہوئیں وہ ترنگیں
لٹے رناپے نے سب اُتارے تمھارے

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہوگیا آنکھیں اُبل آئیں کہا اے نازنین حقیقت میں تو ایسا گاتی ہو کہ دل کو بیچین کر دیا جو کہو تمھارا حکم بجا لائیں اُس نازنین نے کہا اے شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہے آفتاب فلک سیر تمکو یاد کر رہا ہے ذرا اُسکی ملاقات کرا دو یہ سنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا بوا میں تو اُن سب کے دیکھنے کی مشتاق ہوں کئی دن سے وہ لوگ دربار طلسم کشا میں نہیں آئے وہ نازنین بھی اپنے مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ تنہائی کا تھا اُسمیں شہرت کو لیگئی کہا بوا یہاں بیٹھو میں اُن سب کو بلواتی ہوں یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی ابھی تھوڑی دیر کے آئی تو آفتاب و جلال وغیرہ سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا کہا اے شہرت تمسے یہی امید تھی جو تمنے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر جھکائے ہوے اُن سب کے بیچ میں وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا دیکھا ایک دروازہ لگا ہے اُس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے میں چلیے شہرت جیسے ہی اندر اس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا اے شہرت تمھاری زبان میں سوزن دینگے شہرت نے منھ کھولدیا آفتاب نے زبان میں سوزن دی جلال وغیرہ نے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں کہ وہ نازنین جو پیدا ہوئی آتے ہی دوپٹہ سر سے شہرت کے اُتار لیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہیں بیچ میں سب کے شہرت جب دن اور رات گذرا رستم نے کہا اے سمک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے ہو سکے وہ کرو سمک بلارقی نکلا یہاں زہرۂ فلک نے اُن سب سرداروں کو مستقل کیا بیرون لشکر رستم چند ارابے آئے اُن ارابوں پر سب سرداروں کو سوار کیا آپ ڈولیوں میں سوار ہو کے نکلیں فقط ایک نازنین ہو کہ اسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوئے ہیں ارابے گڑگڑاتے ہوئے جاتے ہیں سمک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیموں میں وہ گانے والیاں جمع تھیں رات کو اُٹھ گئیں اب وہ مقامات خالی ہیں سمک پریشان ہوا بیرون لشکر جو آیا تو خبر سنی کہ ارابوں پر سردار ابھی گئے ہیں بس ایک ڈولی اور چند سازندے ساتھ ہیں سمک پلٹ کر خدمت رستم میں آیا کہا اے شہریار سرداروں کو قید کر کے وہ نازنین لیگئی ابھی کوس دو کوس پر پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کریں رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغہ ہفت جوہر کو قبضے میں کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے رستم تعاقب میں چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن خیر خواہوں نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے ہیں آفتاب وغیرہ زنجیریں ہلا رہے ہیں رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کروں کہ پہلوے صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر وہیں سے نعرہ کیا اے رستم اب آگے نہ بڑھنا منم کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر نکل جاؤں کبود نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے مرکبوں کو بڑھا کر انکی فوج پر آپڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ میں گھر گئے تلوار چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہیں کبود کو چھوڑ کر فوج والوں کو بچاؤں جنگ مغلوبہ میں جا کر شریک ہوں کبود رستم کو ہٹنے نہیں دیتا ہے سمک بلارقی نے دیکھا کہ آقا اس بلوے میں گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہیں رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا وہ ارابے جاتے ہیں مگر سازندے ساز کو سنبھالتے ہوئے جاتے ہیں ایک سازندے کو سمک نے پکارا تو بڑے سے مجیرے نکال کر ہاتھ میں لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہی جیسے وہ ٹھہرا سماک نے قریب جا کر اُسکو حباب مار کر کھینچکر کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنا جھپٹ کر سب کے ساتھ ہو لیا اُس کوہ کو طے کر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا چند کنیزیں در باغ پہ کھڑی تھیں پکار کر آواز دی ای شاہد نو عروس تو نے بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیوں کو لیکر آئیگی اُن کنیزوں سے یہ آواز سنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزوں سے کہا ان قیدیوں کو لیجاؤ کنیزوں نے قیدیوں کو راجے سے اُتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزیں سر زنجیر کو قیدیوں کی تھامے ہوئے باغ میں آکر پہونچیں سماک بھی سازندوں کے ساتھ داخل باغ ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہریں لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہروں میں شناوری کر رہے ہیں موجے بلند معلوم ہوتا ہے تلواریں چل رہی ہیں ایک جانب چمنہا سے طلائی گل بوٹوں سے درخت بہ تکلف آراستہ ہزارہا طائر درختوں پہ زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اُس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختوں سے اُترے غلطیاں مار کر بشکل ساحر بنے کئی سو ساحر جمع ہوگئے اُس نازنین کو گھیرے ہوئے وسط باغ میں لائے چبوترے پر فرش بچھا ہے وہ نازنین آکر مسند پہ بیٹھی سماک بھی سازندوں کے ساتھ ملا ہوا صحبت میں آ بیٹھا کنیزوں نے عرض کی ای زہرۂ فلک اپنا گانا سنائیے اُس نازنین نے سازندوں کو اشارہ کیا سازندوں نے ساز درست کیے قریب سامنے بیٹھے ہیں اُس نازنین نے ساز سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے

نظم

جا نہیں راحت کو نہ آگاہ ہیں آرام سے ہم
پھنس گئے گنج قفس میں جو چھٹے دام سے ہم

فکر معشوق پیچ و زلف میں ہیں سرگرداں
صبح کر دیتے ہیں جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلا نوش ہیں میخانے کے
غم گردوں کو سمجھتے ہیں کم اک جام سے ہم

وہ بھی واقف ہیں جو آگاہ نہیں صورت سے
مثل عنقا ہوئے مشہور فقط نام سے ہم

چین سے دہر میں دایہ ہیں کبھی سوئے نہ کبھی
روز مولود سے واقف نہیں آرام سے ہم

بے قرار ایسے نہیں ہوتا کوئی پیوند زمیں
رہ گئیں ہاتھوں سے فرشتے جو گریں بام سے ہم

عاشقوں میں ترے ہم بھی ہیں ازل سے اکدم
تجھکو دیکھا نہیں آگاہ ہیں پر نام سے ہم

یان بھی قسمت سے لب خشک ہونے دیئے تر
آ کے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم
اس ہنڈولے پہ پھر اک اہل جہان کی ہی بنا
کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم
ساقی بادۂ اُلفت جو پلایا تھا ہمین
آجتک مست ہین اے رند اُسی جام سے ہم

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزین اور وہ ساحر جو شکل طائر کے انسان بنکر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین اے شاہد نوعروس تیرا مثل نہین قدرت نے تجھکو سمجھکر مرتبہ دیا سماک نے اسطرح ساز بجایا وہ ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک نے کہا ارے تو نے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہے اور کنیزون کی طرف دیکھکر کہا اس شخص کو دیکھکر میرا دل دھڑکتا ہے ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سماک یہ سنکر گھبرا گیا سماک اپنے مقام سے اٹھا قریب اُس نازنین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہین پہچانتین غلام قدیم نے اس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سماک کا تھاما برق جیسی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اتنو محفل مین ہلڑ ہوا کہ عیار طلسم کشا ہے دیکھیے کس طور سے ساتھ آیا اُس نازنین نے کہا جب آپ راہ مین سازندے کو بیہوش کیا باہر سے سب نے مجھکو خبر دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل فشان مین جاکر گرفتار کرین گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہو گا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام اُس سازندے کو لیے ہوئے آیا اُسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوڑ آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران درند کہا جائین وہ سازندہ کہتا ہے حضور اس طرح سے مجھکو بیہوش کیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے کچھ بن نہین پڑتا عیارون کی کیا بات ہے عیاری انکی مثل کرامات ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ کے بیٹھا کان مین منہ لگا دیا بعد تھوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا دیکھو حکم خداوند آگیا کہ ان سب کو قتل کرو رات بھر حفاظت ہو صبح کو میدان فوج کی تیاری کیجائے قریب شب کو عیار کے گرفتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام آیا ہے کہ یہ فرزند عمرو ہے اے زہرہ ہم تجھکو خود خبر دینے کو تھے زہرہ مسند پہ بیٹھی ہے کنیزین دار ایستادہ کر رہی ہین جلاد حاضر ہوتے جاتے ہین گنج باغ سے نکلکر جلاد بھی آ رہے ہین مگر یہ ستم کہ وہ اژدر چشم سے اُبل رہے ہین جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہے

رستم نے جلدی کرکے نیزہ کبود اژدر چشم کا کاٹا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان بچنا دشوار ہی یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار بار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بے حیا نے اسقدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خبردار خبردار کہکے جھکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدر چشم نے سپر اٹھا دی تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رستم برق شمشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پر گری تا بہ جگرگاہ پہونچی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑے بلوہ فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہوگئے بلوہ بڑھتا جاتا ہی ساتھ والے جو قتل ہو رہے ہین رستم بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم ارا بے نکل گئے نہین معلوم سردار ہمارے کہان ہو پہنچے تیرے نزدیک انکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

هر آنکه لائق اعزاز و سربلندی هست — بجا که عجز سر انکسار وارد پست
هر آنکه دل بخدا از همه تعلق بست — بشد مجرد و پیوند ما سوا بشکست
نمود ترک تعلق هر آنکه در دنیا — خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
گره کشاد بعالم ز کار سربسته — هر آنکه رشته بسر رشتهٔ محبت بست
بمرد هر که بزندان حرص دنیا ماند — ببرد جان بسلامت هر آنکه بیرون جست
چه نقد عمر عزیز است در دل از همه چیز — بده تو این همه سرمایه رایگان از دست
بلوح دهر جهان نقش میشود تحریر — نوشت خامهٔ قدرت هر آنچه بود و است
کمر برای سفر بند زین سرا برخیز — که نیست بهر مسافر درین مقام نشست
نمود ذات و صفات از ظهور ما است خدا — وجود نیستی و هستی از وجودش هست
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد — خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود هستی — که تا ظهور قیامت همیشه مالی مست

رستم نے جو بیقرار ہوکر دعا کی فوج کبود کا بلوہ ہی نقیب پکار رہے ہین کہ ای افسران فوج تمہارے افسر اعلی کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لاکھون ہو اور وہ ہزارون ہین رستم گھرے ہوے ہین ہر طرف سے افسر پلٹنین اور رسالے لیکر آرہے ہین رستم شیرانہ جنگ کر رہے ہین سب کا بڑا خیال ہی ہر مرتبہ کہتے ہین ای معبود سرداروں کی حفاظت تیرے اختیار مین ہی کیسے جانباز

و سرفروش کس حال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہو گئے شہرت کو اپنے سحر پر کیسا ناز تھا کیا ہیچ پڑا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہے سماک کا پلٹ کے نہ آنا باعث خرابی ہے دلکو بیتابی ہے سردارون کو قتل کر رہے ہین اور اپنے کو بچاتے ہین ہر غول مین جھپٹ کے جاتے ہین مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہے ایسا نہ ہو گھوڑے پر سے گر پڑون اپنے کو سنبھالے ہوے لڑ رہے ہین بیتابی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے اُتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان لیس ہو گئے نقابدار نے تیر مارا بارہ ہزار تیر گوشہ ہائے کمان سے بارہ ہزار کافرون پر چلے پھر بھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک وار نیزون کا کیا بارہ ہزار جوان نیزون سے گرے چوبیس ہزار جوان جو مارے گئے نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چوبیس ہزار گھوڑے جو پہلے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزارہا سوار پامال ہوے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑون سے گرایا نقابدار لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوے لڑ رہے ہین مگر آنکھین بند دل دردمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا اے شہریار ہوشیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم و برہم کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا فرمایا اے نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اڑایا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فیل علمدار فوج پہنچے گھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو ٹکڑے ہوے علم فوج سرنگون ہوا کفار کے پاؤن اکھڑے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کر کے اُٹھایا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے دور تک تعاقب کیا رستم نے آواز دی اے نقابدار بہادر ہمارے قبلہ و کعبہ کا دستور نہین بھاگے ہوے کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استادگرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پہر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی بڑی تعریفین کین اور شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا ہے اے شہریار بہادر مدد کرتا ہے حقیر کو

خبر دریافت ہوئی شکر ہی کہ وقت پہ پہونچا عیار نے نقابدار کے عرض کی کہ اے شہریار یہ اُسی ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردارون کو گرفتار کرکے لیگئی باغ گل فشان یہان سے تین کوس پہ ہے وہان جاکے اُتری ہی مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سماک بھی گرفتار ہوا تیاری میدان فوتی کی ہو رہی ہی آپ اپنے کو پہونچایئے کیا عجب ہی کہ وقت پہ پہونچیے اور اگر عرصہ کیجیے گا تو اُنکو زندہ نہ پایئے گا نقابدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رستم بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہوکے آیا اُسی وقت رستم سوار ہوے طرف باغ گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سماک کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جو وقت اسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچا بہت خوش ہونگی اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حمائل کرکے اوسن فلک پہ جلوہ فرما ہوا زہرہ سوکے اُٹھی پہلے صبح کو بھیروین گائی سب کو خوش کیا پھر ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیون کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب وغیرہ کو لیکر آئین زیر دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پہ کھینچو وہ اول اُس ناعیار کو لاؤ جو ہماری فکر مین آیا تھا طبلے کے کیا کہا لڑکے بانے ہین یہ اُس ناعیار کو معلوم نہ تھا کہ موت کا سامنا ہی سمجھے تھے سارنا ہون مین مالک شراب پلاؤنگا مجھکو دمیدم کی خبر میرا سحر دیتا ہی جب اُسنے راہ مین طبلے کو بیہوش کیا لاڈلے نام ہے میرا پرانا طبلیہ وہ اسکے دم مین آگیا اسکو بیہوش کیا آپ اسکی شکل بناکے آیا کنیزین پہلے سماک کو لائین زہرہ نے کہا کیون او ناعیار تجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائت سے سامنا ہی دمیدم کی خبر ہمکو ملتی ہے سماک نے کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمھاری موت قریب ہی ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ نا خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیارون کے کلیجے مین دار کے قریب پہونچ چکا ہی اور کیا باتین بناتا ہی زہرہ طاؤس پر سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق کھولا اُس مین سے کئی سو کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہوکر کھڑے ہوے سماک کو دار پہ لٹکا دیا کہ صحرا سے

گرد اڑی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ میں لیے ہوئے بھاگتا ہوا آتا ہے کہ ای نوبی فلک خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہے صحرائے ویران سے کئی ہزار کوس ہے رہروی کر کے آتا ہوں اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ اے تیز رفتار جلد جا اور راز و نیاز کی باتیں ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھا زہرہ کھڑی تھی آفتاب و شہرت کو دیکھ رہی ہیں اس ساحر کو دیکھ کر خوش نہ ہوئیں کہتی ہیں کہ اسطرح کی ہزار باتیں تو سکت کا کام تھا وہ پہلے گرفتار ہو چکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا دافع حقیقی حفاظت کریگا وہ بے نیاز و کارساز بندہ نواز ہے اگر اسکی نظر عنایت ہو دنیا سے تو کیا بڑی بات ہے

نظم

بہر ہر بیکس بعالم نیست کس　　جز خدا ہمراہ اندر عالم ہم نفس
حاضر و ناظر بود ذات خدا　　راست و چپ زیر و بالا پیش و پس
ہر چہ ہست اندر جہان گردد فنا　　جز خدا باقی نماند ہیچکس
در جہان از یاد حق غافل مباش　　یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس
تیر چون جست از کمان ناید بدست　　بگذرد چون وقت ناید باز پس
تارک دنیائے دون یابد خلاص　　از عتاب حاکم و بیم عسس
در بلائے نفس ہستندی مبتلا　　یا الہ العالمین فریاد رس

سب واسطے سہاگ کے دعائیں مانگ رہی ہیں سہاگ دار پر لٹکا ہوا ہے تو چپ پڑ رہا ہے وہ ساحر جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ میں دیا سر نامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مہر کو آنکھوں سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولوں ساحر نے کہا ملکۂ عالم اس کاغذ کو علیحدہ چل کے دیکھیے راز خداوندی کی باتیں ہیں زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے میں آیا زہرہ نے خیمے میں آ کے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہوا کہ زہرہ تو نے بڑا کار نمایاں کیا مگر یہ جادوگر ہمارا رازدار ہے بھیجا ہے جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہے ساحر نے کہا انگیٹھی منگوا زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اسمیں کوئلے روشن کر جب کوئلے روشن ہوئے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا کہ زہرہ اس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو اسمیں سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہہ یگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہی زہرہ نے لوبان لیکر جو آگ پر ڈالا بغور
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہو کر گری عیار نے خنجر کھینچ
اور نعرہ کیا منم مہتر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور چاہا خنجر مارون پھر خیال مین آیا
کہ ای برق ایسا نہ ہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہو جائین دماغ پر اسکے بتی
بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر زہرہ کی شکل بنا پردہ اٹھا کے
باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی بات کو
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہی تمکو سوجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون گیسو بریدہ
تو نے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہی کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سوزن اسکی زبان سے نکالون
کبھی چاہتا ہی آفتاب کو رہا کرون کبھی چاہتا ہی مہ لال کو چھڑا اون حیران ہو رہا ہی کچھ بن
نہین پڑتا جھٹ سے سماک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقابدار مرصع پوش
ای سماک یہ احسان یاد رکھنا سماک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا وہان
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چرخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوتا تھا
مگر سنہرہ پنجہ تھا اُس پنجے نے بتی بیہوشی کی دماغ سے اُتاری ایک چھینٹا پانی کا مار دیا زہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنجہ بالا سے سر لہرا رہا ہی پہلو مین ایک پتلی کھڑی کہہ رہی ہی ای ملکہ عالم
جلد اُٹھئے آپ کی صورت عیار باہر گیا ہی سب کو رہا کیا چاہتا ہی یہ سنکر زہرہ اُٹھی باہر آئی عیار کو
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہی یہی کہتا ہی کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او نا عیار او
مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقابدار نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن زہرہ نے
ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ و روغن
چہرے کا اُڑ گیا سماک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر مین جو کچھا سا رنگ رو متغیر جی مین کہتا ہی ای برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکالدیتے لعین لپٹ کر

نکلجاتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہ مین نے سمک کو رہا کیا مقام افسوس ہی اتنا بڑا عیار گوشے مین جاکر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہی آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچاے کہ آپ کا غلام گرفتار ہوگیا زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اُسکا شاگرد ہی کنیزون نے کہا یہ بڑا عیار ہی از ہوشربا تورا فتان عیاران کرتا ہوا یہان تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہی برق ثانی نے پکار کر جواب دیا کہ وہ عیار صاحبقران ہین اور مین بیچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہون اگر حیات باقی ہی اور قتل ہونے سے بچا تو باواجان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا اس ناعیار کو دار مین لٹکا دو سمک کے عوض مین پہلے اسی کو قتل کرین مین سمک کو گرفتار کرلاؤنگی اُسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرونگی کنیزون نے ہم شبیہ برق کو دار مین لٹکا دیا زہرہ تیر وکمان لیکر لیس ہوئی دوسو جادوگر تیر وکمان لیکر آمادہ ہوے کہ تیر مارین برق ثانی تڑپ رہا ہی پکارتا ہی اے معبود حقیقی وای رب تحقیقی شرمندگی میری تقدیر مین لکھی تھی سب سردار بلک رہے ہین دعائین پروردگار سے مانگ رہے ہین کہ پھر اسے گرد اُڑی سب نے دیکھا رستم پیل تن تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین اپنے سردارون کو جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا باشیاہ کافران بیحیا و ای ناکاران بد دغا منم رستم پیل تن نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + گیتی علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منم نخچیشم نامور پہلوان + نہال گلستان صاحبقران + رستم تلوار کھینچکر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بصد جوش وخروش مرکب کو اُڑاے ہوے آتا ہی اپنے عیار کو لٹکے ہوے دار پر دیکھا وہین سے گھوڑا اُٹھا کر لشکر کفار پر آپڑا آکر تلوار ماری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ ہوا رستم لڑتے ہوے قریب شہرت کے پہونچے شہرت رستم کو دیکھکر بیحال ہوگئی زہرہ رستم پر سحر کررہی ہی سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار کو رہا کرکے نکلجاؤن کہ زہرہ نے ہاتھ ہلا دیا مرکب نقابدار کا پا بہ گل ہوا رستم نے اول سوزن زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب وہلال

کوڑا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ نقاب دار ہر صبح پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا یہ گل ہوا اُسنے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے رہا ہوتے ہی چند حقے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر مرگئے سمک پیچ پکڑ کر قریب اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی سیاہ چلی تمام میدان میں اندھیرا ہوگیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلیں ہاتھ میں لیے ہوئے اُس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بہاری پہنے ہوئے پشت پہ سب کی سازندے میدان میں آکر کھڑی ہوئیں سبھوں نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

آج گلشن میں کون آتا ہے
میری بگڑی کو کیا بناتا ہے
عمل خیر کر لے کچھ غافل
تو ہنسی میں مجھے اڑاتا ہے
شوق نظارۂ جمال سے مجھے
ایک آتا ہے ایک جاتا ہے
عشق میں رکھ نہ زندگی کی امید

گل جو پھولا نہیں سماتا ہے
دل دیا تھا ایک کافر کو
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہے
پھولا پھلکا سا آپ پھرتا ہے
کوبکو دربدر پھراتا ہے
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گو رہی سمجھتا ہے
قافلہ رو زبان سے جاتا ہے

دیکھوں طالع کی اب رسائی کو
دیکھئے کیا خدا دکھاتا ہے
رو کے کرتا ہوں عرض حال اگر
خضر رستا کسے بتاتا ہے
شاہ راہ عدم کا حال پوچھ
سچ بیہودہ کیوں اُٹھاتا ہے
تم کبھی سوے عدم چلو ابر رہا

اُن نازنینان مہ جبین نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ ملکہ شہرت کا چہرہ سُرخ ہوگیا تھر تھر کانپنے لگیں قریب تھا کہ ہاتھ باندھکر سامنے زہرہ کے جا کھڑی ہو کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ اور سُرخ ہوگیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان حسین جو سحر سے پیدا ہوئی تھیں اور غزلیں گا رہی تھیں ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھیں اُنپر کئی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہیں کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہے وہ ہنس دیتی ہیں گولہ پھٹکر زمین پر گرتا ہے بیکار ہوتا ہے

جہلال سرکش نے جو دیکھا کہ اُنکی آواز مین سوز و گداز ہی کہ قلب اُلٹے جاتے ہین بڑھکر رستم کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پہ ان مکارون کے سحر نے تاثیر کی ہی وہ قصد کرتی ہے کہ ہاتھ باندھکر اُن کے سامنے جاؤن آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کرین کیونکہ سرداران آپ کے بیقرار ہو رہے ہین ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائین رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو کھینچکر نعرہ شیرانہ کیا کہ زمین کانپی اُن نازنینون پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر گرا مگر معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جبین و ستاک دیتی ہی سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین اُن گلو ہائے بریدہ سے اُسی طرح گا رہی ہین آفتاب فلک سیر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالتا ہو سامنے دیکھتا ہی ساعت دیکھکر سحر کرتا ہی لیکن اُن سرون سے آواز نہین موقوف ہوتی ہی سرداران رستم بیتاب ہو کر اُس طرف دوڑتے ہین اور رستم کو منع کرتے ہین کہ ان نازنینان مہ جبین کو آپ قتل نہ فرمائیے لیکن جہلال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہین کہ ان مکارون کی آواز کسی طرح موقوف ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا جس سے وہ آوازین موقوف ہوگئین زہرہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اُسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیون سے کہہ رہی ہے کیا مین ان قیدیان بلا کو جانے دونگی مین پھر گرفتار کرونگی دستک دے رہی ہی اور سحر پڑھتی جاتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر آپنے مجھکو مرتبہ زہرۂ فلک کا دیا رستم نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجھکو اطلاع نہ کی کہ جیسے یہ تحفہ جات نہ ملے کیونکہ ان تحفہ جات سے بہت عاجز ہون ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دھماکا ہوا اور ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیون گھبراتی ہی مین تیری مدد کو موجود ہون مگر اِن تحفہ جات وغیرہ کو طلسم کشا نے پایا ہے سحر تاثیر نہین کرتا اب تو اپنے کو بچا یہ سنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ تھا پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن آفتاب نے غل مچائی اے شہریار [illegible] نکلا چاہتی ہی ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے یہی آواز دی کہ نکلجا تیرا [illegible] حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہین یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیگی رستم نے فوراً کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر چلہ کمان مین پیوست کیا زہرہ جو اڑی مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئی جاتی ہی رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر کھا کر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا اگر وہ نازنین نکل گئی کنیزین جو ساتھ تھین اُنکو گھیر کر جلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کشتی مرا نام سن کنیز زہرۂ فلک بود نقابدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہے مگر وہ بالکل اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتا رستم قریب نقابدار پہونچے جب کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا تب مرکب نقابدار کے پاؤن زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب نکل گئے رستم اپنے سردارون کو ساتھ لیکر پلٹے کئی ہو لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہے رستم اُن لاشون کو دیکھتے ہوئے سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتاب عرض کر رہا ہے کہ ای شہریار زہرہ مکر کرکے نکل گئی اُسنے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر مین آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہین مگر ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ پہ ہے زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدمون سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ خداوندا مین آپکے حکم کی پابندہ ہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا تصویر سے آواز آئی کہ ای زہرۂ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا اسوجہ سے کہ بڑے بڑے سردار اُسکو حامی ہوے یقین ہے کہ اب اپنے کو صحراے محیط مین پہونچائین یہ تو انکو ثابت ہو چکا کہ لوح قصر معلق مین ہے وہان کوئی جا نہین سکتا کمیل جادو لوح کی منتظم ہے اُسکی دختر ملکہ شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہے وہ ضرور لوح دلوائیگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تم سے بقدر تباہی طلسم کشا ہوسکے وہ کرو قدرت اب ان پہاڑون کی آبادی سے بہت بیزار ہین ای واسطے طلسم بنا رکھا ہے وہان جا کر خدائی کرینگے طلسم ہفت پیکر مین بڑے بڑے ساحر ہین تیرا جی چاہے تو کبھی وہان چلنا زہرہ نے عرض کی مجھے رہا ہونے کا سردارون کے بڑا قلق ہے مین تو لائی تھی کہ باغ گل فشان کے دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سردارون کو رہا کر کے لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوندا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنینان مہ جبین کو مین نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صدا سے سوز وگدا

آتی تھی کہ سردار دیوانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا تب صدا موقوف ہوئی مگر کنیز جاتی ہے جا کر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہے یہ کہکے زہرہ رخصت ہوئی ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہان پیما بھی ہمراہ جاکے زہرہ کی خبرگیری کرے اسی وقت ایک آندھی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتیں ہوئیں دونوں آپس میں صلاح کرکے طرف لشکر طلسم کشا کے چلیں رستم آکر قلعۂ فاروقیہ پر اترے ہیں شیوق بن فاروق ایسا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلۂ بادشاہ اسلام زلزلہ سحرساز سے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشان
کہ منظور ہے طبع کا امتحان
ترا دور ہے ساقی ماہرو
یہ منظور ہے ہووے جلسے میں تو
پلا اپنے ہاتھوں سے ہمکو شراب
کہ ہو رفع پھر دل کا پیچ و تاب
ہوے جمع رندان میکش یہان
مرے ساقی بادہ کش مہربان
چلے آج دور شراب ولا
یہی دل کا مطلب یہی مدعا
کہ جلسے میں تو اور میخوار ہون
نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہون
اٹھا ابر ہے زور سے شور سے
تری مہر سے آج جلسے ہوے
یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار
مرے آج آنے کا ہے انتظار
نہالان گلزار کو وجد ہے
کہ لیلی کا ناقہ ہے اور نجد ہے
تڑپتے ہیں میخوار تیرے لیے
اسی شوق میں ہمنے جلسے کیے
مرے ساقی مہوش بادہ فروش
دکھا آج میکش کو جلسے میں جوش
کہ پیر مغان کو یہ خواہش ہوئی
تری آمد آمد کی کاہش ہوئی
چلے کوئی دم ساغر ہے دلربا
یہی آرزو ہے یہی مدعا
سراپا کی تیرے صفت کیا کرون
تری آمد آمد کی حسرت میں ہون
یہ گیسو ہیں یا سنبل پیچ دار
کہ ہے دود آہ دل غمگسار
سیاہی کو ظلمات سے دون مثال
گنہگار ناظم کا ہے بال بال
رخ خوب کو ماہ تابان لکھون
گل نسترن سے مشابہ کرون
کہون قد کو میں سرو باغ مراد
کہ ہو قمری دل کو بھی اعتقاد
اگر کلک قدرت سے کیجے مثال
تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال
دہن کو کہون غنچۂ آرزو

مسیحا ہیں لب اور صراحی نگاہ
یہ دندان ہیں یا گوہر آبدار
کہ ہو جان عاشق کی جن پر نثار
شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے
نئی داستان کی سمجھے فاتحہ ہے

جادہ رہروان منازل جرأت و شوکت و طے کنندگان راہ پرہول صحرائے مشقت اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں یعنی مصنف مرصع نگار فصاحت مقال چنیں می نگارد و زنگ کلک خیال سے لشکر جہاد قلعہ مقناطیس پر لشکر کشی ہو یہی خیال ہو کہ ہیں بادشاہ لشکر یوں پرشوکت تمام جا کر صاحبقران سے ملوں قضائے کار قلعہ مقناطیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ جسکو قلعہ جھولی کہتے ہیں وہاں کی حاکم زلزلہ سحر ساز ہے ہرکاروں نے اسکو خبر دی کہ مقناطیس جادو مسلمان ہو گئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہاں فروکش ہیں اب اسے مرضی شہنشاہ ہفت پیکر کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہو گئی جو حکم ہو وہ بجا لاؤں وہاں سے جواب آیا کہ اے زلزلہ دیا کر زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ ہیں جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جائے زلزلہ یہ جواب پا کر طرف قلعہ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جوکا دیا سحر کرنے لگی یہ جوش و خروش سحر کر رہی ہے بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہیں ایک جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار یہی صلاحیں ہو رہی ہیں کہ آج کل ہفت پیکر کہاں ہے مقناطیس نے کہا آج کل کوہ زنگار رنگ پر ہے اور میلہ ہوتا ہے مشکبار ہر مرتبہ یہی کہہ رہی ہے کہ حضور اگر چلیں گے تو جنگ عظیم واقع ہو گی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ نے پوچھا کہاں چلیں کہا اے شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہیں بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دوں مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو منع کریں ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھیں ابل آئیں چہرہ سرخ ہے زبان میں لکنت ہے اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہے بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس جاؤ ہم نے تمہیں آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی جھولی سحر کی وہیں پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار اسکے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ سے دیکھتی ہوئی آتی ہے کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جا کے غائب ہوئی مشکبار حیران و پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہے اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اڑکر بلند ہوئی آسمان پر سے آ کے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی
ہے مقناطیس جادو کے سامنے بیٹھی ہے منتیں کر رہی ہے کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس محل میں
دوم کار سلیمانان میں پیش کر دو کہ تھی آج بھولی ہوں اس ساحرہ نے کہا ذرا منھ کھولو مقناطیس
نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان میں سوزن دی اور جسم میں مار آتشیں لپٹا کے پشت پر
ایک حجرہ بنا ہوا تھا اسمیں مقناطیس کو بند کیا آپ بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی
سے یہ معرکہ دیکھا پہلو سے کوہ پر اتری منظور یہ کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ
ماروں کہ اسکے سر کے پرزے اڑ جائیں ہوں جیسے ہی پہاڑ پر اتری اور ہوا وہاں کی کھائی ہاتھ
پاؤں میں رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتیں کرتی ہے کہ میں اسی ساحرہ کے ساتھ بخدمت
ہفت پیکر جاؤں خطا معاف کر دیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ
کے آئی زلزلہ نے پکار کر آواز دی ای مشکبار آج بہت مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ
تمکو قدرت نے بلایا ہے ہم تمھاری صفائی کرا دینگے ورنہ خراب رہو گی یہ سنکر مشکبار سلام
کرتی ہوئی قریب اسکے آئی کہا ای زلزلہ تیرے ساتھ میں جاتی ہوں کہ مجھکو خدمت خداوند میں
لیچلو زلزلہ نے کہا بدا قدرت تم سے ناراض ہیں زبان کھولو تو میں دیکھوں کہ کیا قصور ہے
مشکبار نے منھ کھولا زلزلہ نے اسکی زبان میں بھی سوزن دی اور اسی حجرے میں اسکو بھی
قید کیا بادشاہ نے عجب دیکھا کہ دونوں جادوگرنیاں گئیں واپس ہو کے نہ آئیں فیروزہ وزیر سے
فرمایا ای فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہے اسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونوں جاکر پتلا سے بلا ہو
کہ پھر واپس نہ آئیں مقناطیس بھی گھبرا گیا اپنے مقام سے اٹھی تھی جسنے کہا کہ اسمیں آپ سے
رخصت ہوتی ہوں اگر میں کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے
سمجھایا اسی کے تعاقب میں گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی ذرا اسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر
میں بارگاہ سے نکلا لشکر میں آ کے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلے ہیں اور طرف
پہاڑ کے جاتے ہیں پھر واپس نہیں آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کا اثر ہی یہ تاثیر ہے سحر ساحرہ
کا کمال کر رہا ہے یہ لوگ پہاڑ سے روکے سے نہ رکینگے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
کہ ایسے بیچ کہ رفاقت میں بادشاہ کی کوئی عزیز یہ مطلوب ہے مگر قدرت سے صفائی کرتی فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب الٹا ہوا ہے ایسا نہو یہ سپہ ملکر بادشاہ پہ بلوہ کریں کہ ایک
سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر پہاڑ پہ
جاکر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہے مگر حیران کہ
کیونکر جاؤں ایسا نہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد میں پھر آخر سامنے کوہ کے
ایک نخل ہے اسکے سایہ میں بیٹھا ہے مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہیں پہاڑ پہ
جاکے غائب ہوتے ہیں کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوئے ایک ہاتھ میں گلابی
دوسرے ہاتھ میں سامان گزک لیے چلا آتا ہے سامنے بڑھکر اس ساحر سے پوچھا بھائی
تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو یہ شراب تمھارے ہاتھ میں کیسی ہے اس ساحر نے جواب دیا
کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز سفیر ضیا و تین دن کا وعدہ کر کے آئی ہیں کہ میں جاکر تین دن میں
لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کر دونگی بلکہ آخر کے سحر میں کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو حکم دیا
تھا کہ شراب و کباب ہمکو پہنچانا فیروزہ نے یہ باتیں کر کے اس ساحر کو اور باتوں میں
لگایا حباب مار کر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کرنے سے اسکے شاید معاملہ بگڑ جائے اسکو تو
ایک گوشے میں ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا
شراب و کباب ہاتھ میں لیکر طرف اسی ساحرہ کے چلا گھاٹیاں طے کر کے بالائے کوہ پہونچا
دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہے ساحر کو دیکھکر کہا کیوں آہنگاسہ جادو آج تو نے بڑی دیر لگائی
ہم تمھارے انتظار میں تھے کیا باعث ہوا کہ اتنا عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا کہ ملکہ عالم
راہ میں دیر ہو گئی اب میں جلد آیا کہ دنگا اور لڑائی ہوئی تھی تنہا میاں بھی لے رہی تھی لوا
فیروزہ کے ہاتھ سے شراب و کباب لیا ادام لیری کر کے قسم کیا کہ یوں دل جو دھڑکا رک گئی
دل میں کہتی ہے راہ میں کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل میں ہیں فیروزہ
نے سوچ کر جواب دیا کہ وہ دنگا رنگ پہ جلوس فرماتے ہیں مراد مند لوگ جمع ہوتے ہیں آج کل
کسی طرف سے خبریں مل رہی ہیں کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے یہ بھی شہرت ہے صبح یہ
خبر کمیل جاکر شریک ہو گئیں یہ تمام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلم فار و قصہ یہ
فروکش ہیں ایک طرف سے صاحبقران کا قصہ اکہ بالاے کوہ آتش قدرت تدبیریں

کر رہے ہین دو جادوگرنیان کامل و اکمل کہ اُنکا نام مجھکو نہین معلوم قدرت نے براے گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہین دو چار روز مین طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل مین جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً گلابی سے شراب اونڈیل کر پی گئی کباب کھانے لگی شراب مین فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی ایک ہی جام پیا کہ گھبرا گئی کہا اے آہنگ آج یہ شراب کیسی ہے کہ پیتے ہی اسقدر نشہ ہوا کہ سر گردش کر رہا ہے یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کرون اب یقین ہوا کہ شراب مین کچھ فتور ہے قلب خود بخود ناصبور ہے اُٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی زلزلہ کے ہنگامہ ہوا اتنے جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہاڑ کے کوہ سے نکلین لینا لینا کہکر فیروزہ پر حملہ کیا کہ فیروزہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے نیچے کھینچا کی طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بیقرار ہوا دل مین کہتا ہے مین یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان بھی گوشے مین چھپی ہین دیکھیے اب کیونکر جان بچتی ہے ہلاک کرین دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین اے آہنگ تونے ملکہ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتا اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین کر رہا ہے نظم

نکردہ بندگی ایشا بندہ خدا افسوس
ز قرب وصل خدا ماندہ جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی
بچنگ نفس و ہوا ماندہ مبتلا افسوس
برای بندگی آمد درین جہان لیکن
نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس
نکرد قابل تحسین با خدا کاری
بماند در غفلت تنہا افسوس
بماند دور تر از منزل مقاصد خویش
قدم نہاد کج از راہ دعا افسوس
نکرد گردن تسلیم شکل گردون خم
بر آستان خدا و نکرد پا افسوس
بسیج و درد و الم ماند در جہان تاماہ
چو رفت رفت ز دور زمانہ یار افسوس
رسید بکوچہ و بازار و در بدر گردد
چو سگ بجا حاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد — بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسوس
مکن براہ حسد فنج مال و زر ہنری — بدل دگر شد بماند ازین فزا افسوس

کنیزون کے سر سے فیروزہ بصورت اصلی ہوگیا اب کنیزون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین کہتی ہین ارے تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال مین مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہے کوئی شمشیر ہلا کر چلی کہ اس نگوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مار ڈالا ستم کیا زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہے کہ جس جگہ سے بینا سب سردار بندھے تھے اُسکے زلزلہ سے اُسکا دروازہ کھلا سردارون نے دیکھا کہ ماران سیاہ جو ہمارے جسم مین لپٹے تھے وہ زمین پر گر کے سب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون کے بیچ مین ہے کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک کنیز اُن نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال لی کہ مقناطیس تڑپ کر اُن جادوگرنیون پر گری کچھ سنگریزے مارے کچھ زیور اتار کر پھینکا سارا گھیرا کا سر پھٹا کتنی ہی کنیزین تخفین لیکن چالیس پچاس مر گئین جتنی کنیزون کے بشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا اٹھا لیا کر بہا اسکے گود مین طرف صحرا کے بھاگین لاشہ زلزلہ کا لیے ہوے روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کیا سب سردارون کو ساتھ لیا بہار سے آتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوے آتا ہے بادشاہ خوش ہو کر باہر نکل آئے اپنے سردارون کو جیتا جاگتا دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردارون کو لیکر بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کہتی ہے حضور نے بڑی جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یہی دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ جیتی رہون لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود جا کر بہار پر پہونچی مشکبار نے بھی کہا کہ تم بھی ہمارے تعاقب مین گئی تھی سر سے قطرہ پانی مین رشتہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہ کیا سارا کیا ذکر مع بہار سحر سے مطلع تھا ہوا اسلئے ہی وہ یہ خیال تھا کہ مقناطیس کو رہین ہونکا باپ یہ ہوا کہ خود مجھکے سامنے جا بیٹھی کیا ان سب الہاد بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور کو دیکھ کر دل مین ہوا سے الفت سے بیقرار بیتاب ہو گئی باسے خیمہ سے نکل گئے پیار کیا

پہونچے اُسنے قید کر لیا یہان تو یہ ذکر ہین مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلین روتی پیٹتی خاک اُڑاتی جاتی ہین رات بھر راستہ چلین صبح کو دشت مین ایک قلعے کے پاس پہونچین قلعہ صحرا اُسکو کہتے ہین وہانکا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہہ رہا تھا کہ وہ جو ہماری لڑکی زلزلہ سحر ساز خدمت خداوند مین گئی ہین دیکھیے کیا سامان ہو قدرت کہین اُسکو بھیجین گے کہ چند ساحر دوڑتے ہوئے آئے عرض کی ای شہنشاہ ہمنے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگرنیان ایک لاشہ لیکر آئی ہین دامن قلعہ مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین اور رو رہی ہین کہ اغلال تخت سے گھبرا کر اُٹھا کہ خداوند خیر کرین میرا خود بخود دل گھبرا آتا ہو یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے نیچے رکھا ہو کنیزین رو رہی ہین قریب لاش کے آکر پکارتی ہین ای ملکہ عالم اُٹھیے آنکھ کھولیے دیکھیے قلعہ سامنے ہو وہ مردہ چپ ہی رہی جواب کون دے اغلال کنیزوں کو پہچان کر دوڑا پکار کر واویلا کی او لٹیرین وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہو تم تو بہت بیقرار ہو ان کنیزوں نے جو اغلال کو دیکھا چیخنے لگین کہتی ہین ای شہنشاہ آپکی زوجہ کو قدرت نے بہشت مین بھیجا یہ سنکر اغلال نے اپنے کو گرا دیا اے صاحب کہکے رونے لگا کبھی کہتا ہو کیون صاحب ابھی جلدی جلدی چلی گئین مجھسے بھی رخصت نہ ہوئین مین بھی تمھارے ساتھ جاتا ابھی دشمن کو قتل کرتا قاتل کو سزا نہ دیا اسنے کیا کون کنیزون نے عرض کی اب حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشہ کو لیکر آئے ہین کوہ و بیابان پر جاکے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آتے تھے آگے پیچھے سب عیار بادشاہ کا آکر پہونچا نہین معلوم کیا دھوکا دیا کہ ہم لوگ تو دور ہٹے کہ وہین تھے آواز سنکر پہنچے لاشہ خاک و خون مین غلطان دیکھا پتہ نہ تھا عیار کو قتل کرین لیکن طلسم ابھی ساحرہ اُٹھے نکلے ہی تھی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو آگیا بدلا لیتا ہوں اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا تو نام اپنا اغلال جادو نہ رکھا اسی وقت ارتھی نہلائی لاشہ زوجہ کی جلا کر پلٹا اپنے دربار مین آیا عیار اُسکا اجلال تیز رو دربار مین بیٹھا تھا کہا اے اجلال سنتا ہو کہ مین برباد ہو گیا اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا مین دار پر کھینچ دون کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا حضور مین گیا اور آتا ہون یہ کہکے اُٹھا اسنے عیاری کو تیار کی سیدھے طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا شب کو آکر لشکر مین پہونچا ایک معتمد کی شکل بنا کر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنا کر آیا

مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے دربار برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ نوش کرکے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار بھی پر آئے عیار نے پروا سے بیہوشی کی پھینکی وہ دھوان جو بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوئے اعلال جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سراچہ چابک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب پریشان جو دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا گھبرایا ہوا دربار گاہ پر آیا اندر جاکے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا پھیرہ عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جاچکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانون کو جگایا کہ یارو غضب ہوا نہیں معلوم عیار کہان سے آیا آقا کو گرفتار کرکے لیگیا مقناطیس یہ خبر سنکر آئی کہا کہ فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہو کہ قید آنکی سامنے ہفت پیکر کے پہونچ جائے ہفت پیکر تو انکا دشمن ہو رہا ہے فیروزہ باہر آ سے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش مین بادشاہ کی نکلا یہان اغلال جادو انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل و غیر قتل کا آپکو اختیار ہے اغلال نے حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو سلاسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار کفر مدار اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلادون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی اے شہریار اتنا بڑا شخص یون قتل ہوجائے اشتہار چسپان ہون سارا شہر جمع ہو اُس مقام پر انکو قتل کیجیئے کہ قدرت کو بھی خبر پہونچے کہ اغلال نے معاذ خدا زور مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کیا آپ کو طرۂ پیغمبری عطا کرین آپکا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعہ اغلال پر قتل ہوئے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشا دیکھین اُسی وقت تمام شہر مین ڈھنڈورا پٹا اشتہار چسپان ہوگئے ہر شخص کو خبر پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے اب ہر یہی ذکر کر رہا ہے کہ زہے اغلال قتل ہوئی اُسکے پہلے مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہوگئے آج اُس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہرچند کہ مسلمانون سے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن میں بے مثل و بے نظیر تھی نوجوان اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور شکیبار کو اپنے سحر میں پھنسایا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی اغلال کو بڑا قلق ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہیں لیکن اغلال ڈھنڈھورا پٹوا کر اپنے باغ میں آیا کنیزوں سے کہا یہیں لاکر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگیں گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار آئے وسط باغ میں ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر سفید کا اسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ کو مسلسل و مطوق ایک قفس میں بند کرکے سامنے رکھا اور کنیزوں سے کہا گانیوں کو لاؤ گانیاں حاضر ہوئیں اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے مقام سے اٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

محشر میں پاس کیوں دم فریاد آگیا
رحم اسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا
الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا
ناکامیوں میں تمنے جو تشبیہ مجھسے دی
شیریں کو درد تلخی فرہاد آگیا
ہم چارہ گر کو یوں ہی پہنائینگے بیڑیاں
قابو میں اپنے گر وہ پریزاد آگیا
دل کو قلق ہے ترک محبت کے بعد بھی
اب آسمان کو شیوۂ بیداد آگیا
وہ بدگمان ہوا جو کہیں شعر میں مرے
ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا
تھے بیگناہ جرأت پابوس تھی ضرور
کیا کرتے وہم خجلت جلاد آگیا
جب ہو چکا یقین کہ نہیں طاقت وصال
دم میں ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا
ذکر شراب و حور کلام خدا میں دیکھ
مومن میں کیا کہوں مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے اغلال بیہوش بیٹھا ہے جب وجد کا زور آتا ہے تو ظرف شراب بادشاہ پر پھینکتا ہے بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہیں نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں کبھی فرماتے ہیں کیوں اے معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر میں نہیں ہے کیا ساغر عمر لبریز ہوا اے معبود اس آفت سے مجھکو بچا لے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہے نظم

گاہ در دل خیال دوست نشست
گاہ در دیدہ نور گشت نشست
بر رہ حق قدم نہد ثابت
ہرکہ او راہرو طریقت نشست

آگاہ از حق زبان نمی یابد ہر کہ او واقف حقیقت نیست
ہست فارغ ز مذہب و ملت ہر کہ پابند بر شریعت نیست
با دگر کس سخن کنم الفت ہر کہ وابستہ محبت نیست
کو تعلق بما سوا دارد ہر کہ مصروف در عبادت نیست
جلوہ گر حسن یار در سویدۂ خلق ہمچو خورشید نور قدرت نیست
طالب دید را بہر صورت پیش دیدہ ظہور صورت نیست
بجز دین و زبان ندارد کار ہر کہ گنجینہ دار دولت نیست
عاشق از خود خبر نمیدارد ہیچ جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام یہاں پاس کر دعائیں مانگ رہے ہیں زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہے اغلال تنہا میں بیٹھا جھوم رہا ہے کہ ایک لکہ ابر سرخ رنگ سامنے سے اٹھا پھول برسے ہوئے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی ابر کو دیکھکر کل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوئے اغلال نے جو اس ابر کو آتے ہوئے دیکھا یاقوت چمن زمرد کے رنگیدہ بیٹھا تھا ابر کو دیکھکر شگفتہ ہوا کنیزوں سے کہا ملکہ نو بہار رنگین پوش آتی ہیں شاید شب ماہ میں براے سیر گلگشت زمین گاہ کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم ودیعۂ شہنشاہ نو بہار و ماہ آسمان خوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤگی اور آج مشرف بہ زیارت نہ ہونگی چند ساعت نہ گذری تھی ابر باغ پر آکے کھڑا باغ میں سے شور ہوا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریا میں پھولوں کے خود بار سے جوڑا گلنار زیب جسم ابرو سے تنا کھنچے ہوئے گویا خنجر برہنہ براے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھیں رشک دیدۂ غزال دونوں ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچۂ دہن نازنین سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد چند کنیزیں گرد گھیرے ہوئے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوئے وہ نازنین تخت اتراتی ہوئی اتری پکار کر کہا اے اغلال آج سے جلسہ ہماری ہیں سے کیوں خالی ہے ملکہ زلزلہ سحر ساز کہاں گئیں تنہے کیوں بلایا آنکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہے اغلال بے اختیار رونے لگا کہا اے ملکہ عالم خدا دانہ ہے نفت بیکسی نے آنکو بلا لیا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے خون کا بدلہ لونگا تمکو شاد دل مین جگہ دونگا نوبہار نے پلٹکے دیکھا ایک جوان رعنا غبغب گردن بلند بالا تنومند درشت ہیکل چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر ملول و حزین کرتا تنجوالی کا زیب جسم ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے اُس مسلسل و مطوق مگر معلوم ہوتا ہی کہ زیور آہن زیب جسم ہو بقول شاعر۔ فرد۔ اس کلا بھی اوشا یہ مسکی ہوئی چولی + یہ بگڑی ادا اللہ کہ بناوٹ کے برابر ہو نوبہار جمال بیمثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی کہا کہ کیون میان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیون خطا وار بنایا اغلال نے کہا اے ملکۂ عالم اس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون شہریار آپ ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہین بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا ہو مقتول تو ہو میرے عیار نے اُسکو قتل کیا عیارون کا یہی کام ہی آپس مین نگاہین ملین دو باتین نکلی ہوئین اشتیاق ہوا شعلے کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ نوبہار خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین کر رہی ہی کہ او نوبہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہی کیا تدبیر کرکے اسکو بچاؤن کیونکر قید سے چھڑاؤن گرفتار دام مصیبت آشفتۂ وادی مودت مجھکو بہ محبت دیکھ رہا ہی اغلال جادوگر مدت سے اسیر عاشق ہی مگر خوف سے اپنی زوجہ کے اظہار محبت نہ کرسکا تھا دل مین کہتا ہی کہ مدتین گذرین اس ظالم پر جان جاتی ہی اب جو اسکو قبضہ مین کرون کہ وہ رشک کرنے والی مرگئی اسی سے گھر آباد کرون کسی طرح دل کو شاد کرون بڑے لطف سے خاطر کر رہا ہی کبھی گائن کو اشارہ کرتا ہی وہ غزلین ٹھمریان عاشقانہ گاتی ہی کبھی خود اُٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہی ہاتھون پر رکھکر سامنے آتا ہی کہتا ہی ایک جام تو میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے نوبہار منھ پھیر لیتی ہی کہتی ہی اسوقت میرا دل نہین چاہتا ہی جب اغلال بہت منت کرتا ہی اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہی تو ابرو پر بل پڑجاتے ہین کہتی ہی ذرا ہوش مین آؤ اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمہارے لائق تھی قدرت نے سمجھکر تمہارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پر پھینک دیتی ہی اغلال

پھر اپنے مقام سے اُٹھا دوسرا جام بھر کر لایا تحسین کرنے لگا کہتا ہی کہ ملکۂ عالم ایکی مرتبہ تو نوش فرمائیے مین بہت بیقرار ہون دل کو سمجھاتا ہون دل نہین سمجھتا یہ قول قمر نظم

کیا کہون آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل
درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان نے انھین تھک کے مارا اسکو
پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی
صرف ماتم نہ کبھی بہر عزاداری دل
اے قمر شیر زبان سے کبھی خوف نہ کیجے
اسد اللہ رسا کرتے ہین مددگاری دل

نوبہار نے کہا اے اغلال تم فراق مین اپنی زوجہ کے دیوان سے پڑھ رہے ہو زیادہ گوئی مکر و خاموش ہو کے بیٹھو ورنہ مین اُٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہی مین اگر ایسا سمجھتی تو کبھی نہ آتی اغلال تحسین کرتا ہی کہ اری ملکۂ عالم مین اب آپ کو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لانے سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہی دل نوبہار کا طرف شاہ کے رجوع ہی دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی ہی شاہ بھی دیکھ رہے ہین کبھی اشارہ کرتے ہین تو نوبہار بھی مسکرا دیتی ہی سفیدی و براقی دانتون کی ایک برق چمکتی ہی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیتی ہی بادشاہ ملول ہوکر جب سر جھکاتے ہین نوبہار چاہتی ہی کہ مگر اس شہریار کو شگفتہ کرون افسوس ایسا شہریار طوق و زنجیر مین سلاسل و طوق ہی کا شکنجہ ہتھکڑیان بیڑیان میرے ہاتھ پاؤن مین ہوتین کیونکر اس شہریار کو رہا کرون حیلہ اغلال کو بہت مبہوت پایا کہا اری اغلال اب مین نے اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک انھون نے فتح کیے سقنا طلیس جادو انھین کے قبضہ مین ہی اغلال نے کہا اری ملکۂ عالم اب آپ نے بخوبی پہچانا سقنا طلیس و شکیل اور امیر عاشق ہین اسی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ صبح کو قتل کرون نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین ایک دن اور ایک شب تامل کرو اسکو قتل کرکے بہت پچھتاؤ گے کیونکہ وہان کیا آئیگے طلسم کشا اسکا چچا ہی وہ خبر سنتے ہی تمہارے قلعے پر آئینگے کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو مین ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہون اگر تیر سلطان طلب کرینگے تو قدرت مددگار ہی مین ایک طرف صاحبقران یاد کرینگے اور طلسم کشا کا [illegible] کرتا کون آنکھو دکھلائیگا

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا نہال ہوگیا بحال ہوا کہا ای ملکۂ عالم اگر تمھارا حکم ہو ایک دن ایک رات کیا جبتک کہیے قید رکھوں اگر آپ انتظام کریں تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت میں مشکل ہوگی ایک طرف سے صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا میں قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کرونگی کہ کوئی آنہ سکے دیوارین سحر کی بناؤں کہ اگر قریب دیوار کے آئیں تو دب جائیں مہلت نہ پائیں اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجاکر قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا ای شہریار اب نہ گھبرایئے گا میں نے آپکی رہائی کی تدبیر تو کرلی ہو ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہو آپکا پروردگار تدبیر نکالیگا اب بادشاہ کو یقین کامل ہوا کہ مجھپر عاشق ہو خوب باتیں راز و نیاز کی کہیں کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال نے میمون جادوگر کو کہ یہ اسکا ملازم ہو حکم دیا ای میمون بادشاہ اسلام کو لیجاکر قید کر لیکن بہ حفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہیں میمون جادو چار سو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان میں آیا اُس مکان میں لاکر بادشاہ کو قید کیا چار سو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کرسی بچھاکے خود بیٹھا ہی حکم ہو کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طور سے انتظام کر رہا ہو اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپنے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے آگے بڑھکر انتظام کردیجیے نوبہار ٹالتی ٹالتی شام کو یہ کہکر اُٹھی کہ اب میں رنگ سحر جمانے جاتی ہوں وہ سحر بناؤں کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کریں تو آنہ سکیں تحفہ جات بھی بیکار رہیں ادھر سے ملکہ نوبہار چلیں مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش میں نکلا تھا راہ میں اسنے خبر پائی کہ فلاں قلعے میں جہان کا حاکم اغلال جادو ہو عیار اسکا شہریار کو وہاں لیگیا ہو جب یہ ڈھونڈھتا ہوا ادھر پڑا تھا ادھر بھی حیران ہوے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی مہلت دی گئی فیروزہ قلعے میں آیا انتظام قید کو دیکھا مگر اتنا کا حیران ہو کہ یہ لوگ راہ گیر کو روکتے ہیں میں کس طرح سے جاؤں یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکار کر آواز دی ای برادر جیحون در دولت شاہی پر جاؤ ہم لوگوں کے واسطے شراب و کباب لاؤ دن تو بہ مشقت بیٹھے کاٹا اب رات کو حفاظت چاہیئے شراب پی کر رات بھر جاگیں گے فیروزہ یہ سنکر چلا در دولت شاہی پر آیا

ایک کنارے ٹھہرا جیحون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہے اغلال نے حکم دیا کہ میخانے سے لیاؤ جیحون نے آکر میخانے سے پیتلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا ارے کوئی مزدوری کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنا کر سامنے جیحون کے آیا اکڑ بکتا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز ہیں جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہے جان تک بد دیتے ہیں مگر آج دن کی رات ہو گئی دو داؤں رنگ کے ایسے بُرے کہ دل پر قلق ہے اور حضور وہ داؤں ایسے تھے کہ کبھی نا نہیں جاتے جب ان چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے کچھ ہار جانے کا افسوس نہیں کیا حکم ہوتا ہے جو کام چاہیے بتائیے مگر مزدوری کے چار غنڈے لینگے صبح کو اسی سے داؤں بدینگے اگر لڑینگے تو ہمارے جوڑے کو ویران کر دینگے بتیے کیا کوئی کھیل سکتا ہے جیحون نے کہا یہ پیتلہ اٹھالو شہدے نے پیتلہ اٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیحون کے ساتھ ہو راہ میں ایک مقام پر ٹھوکر کھائی پیتلہ دوش سے گرا ہاتھ میں جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیحون سے کہا حضور اسے روشن کرا دیجئے ابھی ہارنے کی جھل میں گرا حضور ایسے داؤں غلام کے آج بُرے کہ سب جوے والے پھر سے ہارنے کی صفت کرتے تھے جیحون نے کہا میاں شہدے صاحب تمھیں ان باتوں سے مہلت نہیں شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال بھی ہے اسی میں ہماری بسر ہوتی ہے جوے پر رہتے ہیں جواریوں سے بیچ کے داؤں بدا اگر ہمارا رنگ کھیل گیا تو ایک ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہیں پیسے جوے پر جا کے لگا دیتے ہیں لیا جاگ پڑے ہیں جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان بنالیں گے ابھی تقدیر رسائی نہیں کرتی اس حال سے رہتے ہیں جیحون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے پیتلہ کھولا اسمیں بیہوشی ملائی اتنے عرصے میں جیحون روشنی لیکر آیا پیتلہ اٹھا کر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیحون کے ساتھ قید خانے پر آیا شہدے نے پیتلہ رکھ دیا سپاہیوں کی چلمیں بھرنے لگا ان سب نے شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہے کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہے جیحون نے کہا میاں شہدے صاحب بیٹھو تمھیں بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہے مگر تو بیٹھے میں پھرتے ہیں فقط منہ سے بو آنا چاہیے مجھکو لونڈی بھی آتی ہے آپ لوگوں کی خدمت میں رہونگا رات یہاں بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جا بیٹھینگے جو کچھ آپ لوگوں سے

پایا ہی لڑا دینگے اگر وہ پاتھر رنگ کھیلی تو سارے جوسے کو جیت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے تو ناچار ہیں سب شہدے کی باتون سے ہلس رہے ہیں کہتے ہیں اس شہدے کی ذات سے بڑی آبادی ہے اور جوسے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہے کہا حضور ہماری بھی دنیا ہی عقبیٰ ہے اسی کے شوق میں شہدے ہوئے اور جوسے پہ پڑے رہتے ہیں میمون نے سب کو شراب پلوائی آپ نے بھی دو جام پیے ہنسکر کہا میاں شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہے شہدے نے کہا حجور کہو تو گانا گاؤں ایسی تان لگاؤن کہ ساون کی طرح مینھ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اٹھا لیا اسے اوندھا کر کے رکھا اسی کو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی۔

غزل

اجل جان لب تیرے شیون سے ہے
بپا دم مرے تو دو کشتن سے ہے

وہ بدخواہ کیسا تو سب ہیں انھیں
عبث دوستی تم کو دشمن سے ہے

یہ پردہ نہ ہو شیشۂ نور کا
شبک سا مرا سینہ چھلون سے ہے

مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر
کہ بیزار وہ سیر گلشن سے ہے

جلانے سے بھی تیرے شاکی ہوں میں
گل نالہ آتش زنگن سے ہے

شب غم مرے شمع کو دیکھکر
یہیں خجالت اس شوخ پرفن سے ہے

مرا خون کیا یار گردن ہوا
کہ بیٹھا سبب وہ بار گردن سے ہے

کھلائے نہ کیوں سر گو سالہ کو
خجل سامری چشم پرفن سے ہے

جہاں خاک اڑائی وہیں دشت زار
کدورت عبث فکر باطن سے ہے

نئی کچھ نہیں اپنی جانبازیاں
یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہے

بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہوں میں
عیان صلح پھر کس کی چتون سے ہے

دل مومن آتشکدہ کیوں نہ ہو
لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہے

شہدے صاحب گا رہے ہیں بیہوشی سے جو اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہلس ہلس کر باتیں کر رہے ہیں چھوٹن میمون سے کہتا ہے بھائی صاحب راہ بھر میاں شہدے صاحب جوسے کی باتیں کرتے آئے انھیں باتوں سے یہ خوب خوش ہوتے ہیں میمون نے کہا بھائی دیکھو میاں شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہیں شہدے نے بڑھکر کہا آپ

قدرت کو بلانے میں ناچتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا چیون بھی اپنے مقام سے اُٹھا اور سپاہی بھی لپٹا لیتا کہ لیکے اُٹھے وہ اُٹھا وہ گرا اُٹھ کے بیٹھے کے عرصے میں سب بیہوش ہوئے فیروزہ خنجر لیکر اُٹھا کہ انکو قتل کر ڈالے پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہیں قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور کوتوال وغیرہ بلانے سے پھر پہنچے یہی ایسا نہ ہو کہ آ جائیں پہلے دروازہ کھولوں شہریار کو رہا کر لوں تب ان سب کو قتل کروں فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہو رہا قفل کھولوں یا خنجر سے کاٹوں نہ قفل کھلتا ہے اور نہ کلے سے کٹتا ہے اب فیروزہ حیران ہوا کہ میں کیا تدبیر کروں ہر چند چاہتا ہوں کاٹوں قفل نہیں کٹتا کنجی سے کنجیاں اپنے پاس سے کئی لگائیں مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہے کہ میں کیا کروں یہ اس کو کہتا ہے کہ ای فیروزہ معلوم ہوتا ہے کہ ساحروں کا سحر ہے یہ قفل نہیں کھلتا ہے اسی سوچ میں تھا کہ پھولوں کی خوشبو دماغ میں آئی فیروزہ نے جو نگاہ کی دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سرخ پہنے ہوئے آسمان سے اتری ہے فیروزہ کو جو خنجر بکف اس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے ان سب کو کس نے بیہوش کیا ہے فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دوں نہیں معلوم کہ دوست یا دشمن ہے آخر بار بار ہی دل کو پتھر کرکے پکار اٹھا میں فیروزہ ہوں نمک خوار عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہیں اس شخص کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ ای عیار نہ گھبرا تو نے سب کو بیہوش تو کیا مگر قیدخانے میں نہ جا سکیگا قیدخانہ سحر بند ہے میں آکے دروازہ کھولے دیتی ہوں یہ کہکے نوبہار طاؤس سے اتری آکے سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوئے بیٹھے ہیں فرماتے ہیں افسوس ہمارے با وفاداروں نے کبھی خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہے سب کو بیہوش کیا ہے کہکے ہتھکڑیاں کاٹیں نوبہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہیں کہ ای فیروزہ جلد آ عیار اقبال اجلال تیز رو طلایہ دیتا ہوا آتا ہے ایسا نہ ہو آ کر یہاں سے نگہبانوں کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ بیڑیوں سے بادشاہ کی خون جاری ہے دل کو تاب نہ آئی بڑھکر عرض کی حضور نے کیوں اس قدر جلدی کی عیار بیڑیاں کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون پونچھنے لگیں بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا بیہوشوں کو پکارا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہے

ہے ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے جیحون کو قتل کیا چاہتا ہے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے کہ جیحون کو قتل کرتا ہے یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ اسکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے سیمون اور جیحون کو ہوشیار کیا کہا اٹھو تمہارا قیدی رہا ہو گیا سیمون اور جیحون نے اٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہے کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہین کرتا جو سحر کیا وہ الٹا پلٹا انہی کا کام تمام کیا خواہ سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا خواہ سر پر پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار کھینچ لی اسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہے طرف نوبہار کے کوئی نہین آتا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اتارا کہ جسمین سحر تھا جیحون کی جانب پھینکا جیحون پر کچھ ایسے جوش مین آکر لہرایا بے اختیار پکار اٹھا کہ شہنشاہ اقلیم خوبی و اے نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری بھی صورت یہ ہے کہ وصل مین دل کی پریشانی ہے

نظم

ہمسری کی اس زلف سے اب پیچ بھی ایسا ہو گیا
تو سمجھتے ہیں کہ اور سودا ہو گیا

گو حنا سے پیر عدو کے وہ خود آرا ہو گیا
یہ بہانا بھی تو مر جانا تماشا ہو گیا

کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہائے
جو لہو تیرے گیا وان نامہ عنقا ہو گیا

مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
کیون بری حالت نہ ہو سے غیر اچھا ہو گیا

ظلم کا قطرہ یہی سمجھا دیکھکر گل ہائے داغ
بید مجنون شرم سے وہ سرو رعنا ہو گیا

چشمۂ حیوان بنا اُسکے لبون کی شرم سے
پانی پانی لبسکہ اعجاز مسیحا ہو گیا

روز محشر کیا ہوا ظاہر کیون شب دیجور کی
کیا ہوا یارا نہ اشتعال پھر وا ہو گیا

بیوفائی ہے سرشت انکی سو وہ ہم مین کہان
ہم مزاجی کے سبب سے غیر اپنا ہو گیا

جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی
مشقت ان راہ سے مین شکوون تنہا ہو گیا

پھوٹ گیا ہاتھ کا وہ چیتھڑا [illegible]
شب [illegible] کا [illegible] ہو گیا

لگ گئی حسرت مجھکو تو تھی ہاتھ وہ کیا [illegible]
کیا [illegible] گنہ [illegible] کا ہو گیا

شربت مرگ آب حسرت شور بختی زہر غم
تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا
رو دیا آصف جو میری لاغری کو دیکھکر
قطرۂ اشک ندامت ہمکو دریا ہو گیا
ہی مشبک لب رسے روتے چشم او ابر
شب جو اشک آیا سو اک عقد ثریا ہو گیا
حق تو یہ ہی کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی
آج باطل سارے اُستادونکا دعوا ہو گیا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے تو بہار کے آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہی کہ میمون کیا جست کرتا پھرتا ہی ہمارے قتل کے لیے آیا ہے تو اسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اسی کا خوف ہی کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤن یا تمسے محبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوادیگا یہ سُنکر جیحون جوش مین آیا کہا ابھی اس بھیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر پلٹا جست و خیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا پکار کر آواز دی او نابکار کیا بنا رہا ہی ہماری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہی یہ کہکے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہی اُسکے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا دیکھ پشت پر تیری کئی جادوگر آگئے ایسا نہ ہو تجھکو قتل کرین جیحون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون نے ہاتھ مارا سر جیحون کا زخمی ہوا جیحون نے خون سر کا ہاتھ مین لیا اسکو میمون پر پھینکا کئی سو ساحر ہلاک ہوے قضاے کار ملکہ سقنا طلیس جادوگر جسکو جدائی فیروز شاہ کی کب آرام لینے دیتی بیقرار ہی شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہی کہ نعرۂ شاہ کی آواز کان مین آئی آواز سُنکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہے شہریار کہین لڑ رہے ہین وہ یکتاے میدان جلالت حشم شوکت اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رستہ واسطے نہین بلند ہوکر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحرہ حسین چار طرف بادشاہ کے پھرتی ہی کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشاہ لڑ رہے ہین تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہی فیروزہ نے کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیرخواہ ہی بادشاہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی یہ فرزند قباد شہریار ہین دختر سلطنت ہین ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور صلب قباد شہریار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرأت کا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی سقنا طلیس نے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہون پیچھے ہٹکر ایک گولا اسم سحر پڑھکر مارا کہ کئی سو ساحرون کے سر پھٹے و اصل جہنم ہوئے
فیروزہ نے پڑھکر اجلال تیز رو عیار کو اڑایا وہ حقیر ہاتھ کا سپر آ پہونچا وہ عیار دوار آتیں ہیں یا دو وقت
ہوتے تھے کہ فیروزہ نے ہتھکڑی ماری کہ دونون پاؤن اجلال کے اُڑ گئے جھکار وہ بہار
نے سیمون کو مارا ساحر بھاگنے لگے کچھ ساحر بھاگ کر پاس اجلال کے پہونچے کہ سردار
قباد کو ملکہ نوبہار نے جا کر مار لیا اجلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کہ خبر
ساحر تیار ہوکر اسکے ساتھ ہوکر چلا یہان مقناطیس سے وہ بھی ہیں لیے کہ کئی ہزار آگ
بارے لڑائی ہوتی قریب بادشاہ کے آ گیا حضور آپ نکل چلیں بادشاہ انکا کہنا سنتے ہی گئے
مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اسپر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کرکے
آواز دی کہ آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک تخت پر تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے ہاتھ
تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اڑا روانہ ہوئی سے کئی اجلال جادو فوج لیکر اس وقت پہونچا کہ اسنے اڑا
دیکھا اور شہر سیمون اور بیمون خاک ہو گئے ہیں اجلال بھی تین شاہ لٹا ہوا آتے ہیں کہ تھو قلعہ کے
سے کلا از کے ہوا تھا ساحرون سے کئی کچھ چیزین نوبہار کے مقابل سر [illegible] ہیں قتل ہوا ہے
ہین اجلال نے آکر تیرے سحر کا گرایا جب انکو افاقہ ہوا تو اٹھے حال پوچھا انہون نے
حال بیان کیا اجلال جادو غصے میں کانپنے لگا کہا یا رب اس کیسو بریدہ نوبہار نے مجھے
بڑا صدمہ دیا بادشاہ کو نکال لیگئی ساحرون نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت
برپا کر دی نوبہار بھی انکے ساتھ گئی ہین اجلال نے کہا مین ابھی اسکے بھائی گلنار جادو
کو نامہ لکھتا ہون وہ آکر اس کیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذات کو تہ کو اڑا کر لیگا میری قسمت
میں آکر اسنے بادشاہ کو دیکھا تھے بھی باتین کرکے یہ دھوکا دیا مین سمجھا کہ یا بادشاہ
قتل سے کیون رو گئی ہو مراد اسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤن اگر مقناطیس
بھی آتی تو ان ساحرون میں یہ لیاقت نہ تھی کہ اسکو روک سکتے اور مقناطیس جو
دونگا ری ہے لیکے پلٹا اگرچہ وہ قتل ہو کسی سے بات نہین کرتا ہی وقت ایک نامہ لکھا اور
پیچھی کہ اے گلنار جادو نوبہاری ہم سے تجھکو قسم کیا ہین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا
اسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر لیگئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی [illegible]

لیکر چلا سقناطیس ہیکل نے راہ مین نوبہار سے جو مفصل حال سُناتا سُناتا آگیا جی مین کہتی ہو دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکر پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو تو مین بالا سے قلعہ چمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین انکو جا کے مسلمان کرون خدمت مین حضور کی لیکر آؤن پھر کوہ رنگار رنگ پر بلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمھارا جانا بہتر نہین نوبہار نے نہ مانا اکیلی طاؤس پر سوار ہو کر طرف قلعہ چمنستان کے چلی اس قلعے مین آ اسکی سلطنت ہی قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آ کے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب سے کہا صاحبو تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہی چہار طرف سے اہل اسلام نے گھیرا ہے تمام دربند فتح کر لیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آگئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند کے ہین طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہی ملکہ مغرور شیرین کلام ہو چکی ہی کہ خالص قدرت طلسم کشا پر عاشق ہوئین لوح کا حال بھی انکو معلوم ہوا دختر کمیل شہرت مرصع پوش سب حال اپنے لوح کا ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہی کتابین ہماری جتنی تصنیف کردہ خداوند ہین سب مین صاف صاف تحریر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہی یہ طلسم ہفت پیکر کا فتاح ہو منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی تم سب کو مین سمجھاتی ہون کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزارہا ساحر قتل ہوا ملکون پر کیسی تباہی ہی وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی آپکے بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اٹھی کہ بھائی صاحب تشریف لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کر کے انکو رخصت کرونگی تم سب صاحبون کو خدمت اہل اسلام مین چلنا ہوگا یہ کہکر برائے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی گلزار نے جو بہن کو دیکھا جل گیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہی حال سے ملکہ نوبہار کے آگاہ ہی مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا کیا باعث ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہو کر آیا نوبہار نے گلزار کا استقبال کیا بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطرداری مین مصروف ہوئی نوبہار جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپکی ہمشیرہ پاس بادشاہ لشکر اسلام

کے جانے کو ہین ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ آپکی آمد سنکر براے استقبال گئین اب آپکے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بچون کو بلایا شراب پیش کی تو گلزار نے آنکھ بچا کر بیہوشی ملائی کہا ہین یہ پہلے تم پیو نوبہار اس انقلاب سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سنکر آیا ہی اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئین پی کر کرسی پر بیٹھین تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی گر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی سلسل کر کے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ تو نے قلعہ اغلال مین جا کر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزار ہا ساحر مارا گیا اغلال نے شکایت لکھی ہے اب تجھکو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرایا بادشاہ کو اسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور و ناچار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہوا اسنے سب حال مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو اراسپے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف کوہ رنگارنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین ہین جب کئی دن گذرے اور نوبہار واپس نہ آئین انکی صورت زیبا کی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ اے فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اسی وقت قطورہاے زلفی سے آراستہ ہو کر براے خبر نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعہ حمیستان پر جاؤن جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہے رہروی کرتا ہوا آتا ہی اسی فکر مین کہ کسی طرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک اراسپے پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بعہدہ سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہی فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اترا اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ رنگارنگ کے جاتا ہی فیروزہ یہ دریافت کر کے الٹا خدمت شاہ مین آیا مقراطیس وغیرہ دربار مین حاضر ہین کہ فیروزہ آکر پہونچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون اے یار وفادار کیا خبر لائی یاد مین اس

نازنین و معشوق مہرخ پریوش کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

رک گیا اس پری سے جی ہی تو ہے
ساقیا شغل مے کشی ہی تو ہے
راہ پیدا آپ کا چارہ کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہے
وقت پر میں کہاں انیس و جلیس
نہیں لگتا چمن میں جی ہی تو ہے

نہ بنی جس سے دوستی ہی تو ہے
بعد مدت کیا منہ ہوئی
ہم بھی آنکھیں سے لگی ہی تو ہے
نا شگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہے
ضبط آخر نہ ہو سکا اسے رنا

قدر یا ہوش بیخودی ہی تو ہے
بن پڑی جس سے عاشقی ہی تو ہے
وجہ آزردگی بتا دوں کیا
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہے
دل ہمارا اداس ہے بلبل
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہے

اسطرح بیقرار ہوکر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار ہوکر عرض کی ای شہریار نوبہار نے بڑی خیرخواہی پہ کمر باندھی تھی مگر اسکے بھائی نے اسے قید کرلیا اسکی غلام نے دیکھا کہ ملکہ اراجے پر سوار کر لیا اور ہمراہ لیے ہوئے طرف کوہ رنگارنگ کے جاتا ہے چند کنیزوں کو بھی ہمراہ لیا ہے کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دیں کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیتی تھیں کہ چلکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو جیسے سامان سے گذار گیا ہے ثبوت خطا کے ملکہ نوبہار میں کوئی جملہ اسنے اٹھا نہیں رکھا ہفت پیکر تو بیلا ہوا ہے فورا حکم دیگا کہ نوبہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ اول تو میں گذار کو راہ میں لونگا ورنہ اسیکو تا بہ کوہ رنگارنگ پہونچاؤنگا وہاں جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑاؤنگا یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوکے مقناطیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ ای شہریار مقام کوہ رنگارنگ عجائب وغرائب سے معمور ہے ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا میں پھنسیں تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت سرداروں نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کا ساتھ چلنا نہیں چاہتا میں یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اس گرفتار دام رنج و مصیبت کو رہا کرلونگا یا اپنی جان دونگا اسنے اتنی خیرخواہی کی اپنی جان دینے میں کچھ اٹھا نہیں رکھا میں خبر سنوں کہ اسکی قید جاتی ہے اور نہ جاؤں تو خلاف مروت ہے سرداروں کے یہ کہکے وہیں اپنے مقام سے اٹھے کہ ایک ناظر پاسے حضور یہ ہماری جان نثار ہے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے مقناطیس و شکیبا نے لشکر تیار کیا ساحر و شہر ساحر میں لاکھ کا لشکر ساتھ ہے بادشاہ بہ فکر رہائی نوبہار روانہ ہوے یہاں گذار قید لیے ہوے نوبہار کی دامنہ کوہ رنگارنگ میں پہونچا زیر کوہ دم کا نہیں

آراستہ میلا جمع ہی بالاے کوہ تصویر سنگی شکل انسان کے باتین کر رہی ہی مراد مند جمع ہین گلزار جو اس مجمع مین پہونچا دوکا نذرانا اٹھا کے اپنی دوکانون سے پاس گلزار کے آتے ہین تو پوچھتے ہین اے گلزار یہ قیدی کون ہی گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہی زنگار رنگ جادو حاکم یہان کا سامنے تصویر کے حاضر ہو مراد مندون کو پیش کر رہا ہی موافق ہر ایک کی خواہش کے تصویر سے آواز آتی ہی مراد مند مرادین پا رہے ہین درختون پر جانور بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین ہزارہا زاغ و زغن درختون پر جمع ہین نام ہفت پیکر لیکر پکار رہے ہین ہر ایک زاغ و زغن کا یہی قول ہو کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہین سامری اور جمشید انھین کے بندے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخر کار ایک سب غائب ہوے انکی خدائی روشن ہی ہر طرف سے یہی آوازین آرہی ہین کہ زنگار رنگ جادو نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کر کے لایا ہی کیا ارشاد ہوتا ہو تصویر سے آواز آئی ہم اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہین بالاے کوہ اس گنہگار کو بلاؤ زیر کوہ سامان قتل کرو زنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہین بالاے کوہ اس گنہگار کو بلاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والون کو حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو اہل فوج داربن آراستہ کرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے مالک کارساز رحم اپنا شریک کر مین نے بسبب حق کو مخفی کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہون تو رحم اپنا شریک کر ۔ نظم

تو بادشاہ جہانی و دو جہان محتاج — تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل — زبانہ بر در لطف تو ہر زبان محتاج
بگوش قدرت تو گوش بیکسان یا رب — کسے نہ ہیچ بدربار تو [illegible] محتاج
رسید بکام دل خویش از عنایت تو — غریب و عاجز و محزون و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دام و دد و وحوش و طیور — فرشتہ بندۂ درگاہ و انس و جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہو داربن آراستہ ہین جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہین سنگین لگا رہے ہین گلزار چاہتا ہو حکم دون کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ صحرا سے گرد

اُڑی اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب باد رفتار پہ سوار پشت پہ فوج دریا موج دو طرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہیں کہ اُن ابروں سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی ہے دونوں وہ ابر سبزواری آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہیں سے نعرہ کیا اے شیدائی کافران بیحیا و ای نابکاران پردہ ظاہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران — ہزبر برتریان شاہ اسلامیان

جو ہمراہی پشت پر تھے سب نے تلواریں کھینچیں بادشاہ لڑتے ہوئے چلے کہ وہ دونوں ابر بھی آکر برسے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیزوں کو ہمراہ لیے ہوئے اور بائیں طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحروں کے آگریں دونوں نے جو سحر کیے ہزارہا ساحر قتل ہوئے دوکاندار فریاد کرتے ہوئے بھاگے میلہ لٹنے لگا کل اہل میلہ فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی پکارتا ہے یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو مراد مانگنے آئے تھے کیسی نامرادی ہے بادشاہ نے آگے بڑھنا چاہا کہ تو پہاڑ کو برباد کروں گلزار سحر کرتا ہوا بڑھا پکار کر آواز دی اے بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جانے دونگا یہ کہکے گلزار نے گولہ مارا شعلۂ آتش بھڑکے تلواریں برسنے لگیں مگر کوئی شے بادشاہ پر نہیں آتی تلواریں الٹے گر رہی ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلے والے جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل رہے ہیں گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے پرا لشکر تباہ ہوتا ہے بادشاہ پر کچھ اثر نہوئی ایک تلوار بھی اگر آپڑ گرتی تو سر اُڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی انکے قریب نہیں جاتی گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلیں گرنے لگیں دم بھر میں کوہ سفید کا انبار ہوگئے سب کا فسردگی سے شل بدن کانپ رہے ہیں مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری گرد مرکب انبار ہے جسم مرکب بادشاہ کا برف و پانی سے محفوظ ہے جس طرف شاہ گھوڑا بڑھاتے ہیں برف پانی ہوکر بہ جاتی ہے یہ تاثیر دکھاتی ہے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہونچے گلزار تو اپنے سحر سے عاجز ہو چکا تھا قبضہ پہ تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھا دوسرے ہاتھ نکال کر گلزار پہ ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر جو سپر گینڈوں کی پڑی تھی اُس سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبۂ سپر پہ تلوار چلی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا گلنار کا مارے جانا اقبران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملکہ نوبہار کے پہنچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھکر زبان سے نوبہار کی سوزن نکالی سوزن نکالتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قبہ گلنار گری نوبہار تڑپ کر اٹھی لشکر گلنار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیے کچھ پھولوں کا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے پھینکا پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہوگئے کوئی سر ٹکراتا ہے کسیکا گریبان چاک کوئی منھ پر خاک مل رہا ہے لشکر میں گلنار کے ہنگامہ پڑ گیا ایک طرف سے مقنا طیس سحر کرتی ہوئی آتی ہے اور ایک طرف سے مشکبار سحر کر رہی ہے رنگار رنگ جادو نے بالاے کوہ سے دیکھا کہ میلہ تباہ ہوا جاتا ہے گلنار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادوگرنیاں جم کے سحر کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہیں رنگار رنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر کے آیا عرض کی یا خداوند مقنا طیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلے کو لوٹ لیا ہے دوکاندار بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ جس سے آپکے اس آفت سے نجات پائیں آواز آئی اے رنگار رنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہے جا کر تماشہ دیکھو رنگار رنگ جادو سرنگوں سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی اے آسمان سپر جلد آؤ دیکھا پہلوے تصویر سے دھواں نکلنے لگا وہ دھواں پیچیدہ ہوکر بالاے آسمان پہونچا آواز آئی ستم آسمان سپر کوہ اناز تصویر سے آواز آئی اے بندی خاص الخاص مقنا طیس و مشکبار و نوبہار کو لیتا آ جا میں کیا ہوں کہ سحر کرنا بھول گئیں وہ ساحرہ دھوئیں سے نکلکر پہاڑ پر آئی پاؤں پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی اے آسمان سپر جاؤ تم کو قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سپر نے آکر رنگار رنگ جادو کو سلام کیا کہا اے رنگار رنگ آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگار نے کہا اے آسمان سپر جلد جاؤ لاکھوں بندگان قدرت قتل ہوئے اگر تمنے دیر کی تو سارا میلہ تباہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی امان نہ پائیگا ذرا خیال کرکے دیکھو نوبہار کس لطافت سے لڑ رہی ہے تمام زیور پھولوں کا جو جسم پر آراستہ تھا سب اسکے

نوچکر پھینک دیا دیکھو تو سب ساحر و غیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہیں بعض ابرو ڈوبنے کو جھیل میں جا کر گرتے ہیں آسمان سپر نے کہا سب بلائین دفع ہو جائین گی لشکر اہل اسلام اس رنگ میں پھنسنے کہ نکل نہ سکے پھر قدرت کو اختیار رہی رنگار رنگ کو آسمان سپر سمجھا کر پہاڑ سے بلند ہوئی تو پہاڑ نے دیکھا پھر سے چہار جانب چار پہاڑ ہیں اور سحر کرنے سے مجبور ہوں سحر راہ نہیں آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سامنے میں بیٹھی رنگار رنگ کے کان میں آواز آئی کہ دیکھیں نے تمہارا کو تو عاجز کیا سامنے درخت کے سامنے میں بیٹھی ہو رنگار رنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار پہاڑ ہیں اور ایک چھوٹا میدان اس میدان میں ایک نخل ہے اسکے سامنے میں سر جھکائے بیٹھی ہے افسوس افسوس کہہ رہی ہو رنگار رنگ نے پکار کر آواز دی ای آسمان سپر کیا کہنا سحر اسکا نام ہی جو تو نے کیا آواز آئی ای رنگار رنگ دیکھو بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوئی ہی رنگار رنگ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا قلعہ رنگار رنگ سے سحر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر لشکر اسلام سے جنگ ہونے لگی لشکر اسلام ہٹ کر نخلستان میں پہونچا فوج رنگار رنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھنچی ہے اس دیوار پر لا کر سحر کیا غیر ساحروں نے گرز اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقناطیس ایک جانب اڑ رہی ہے سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان میں رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ درد کشیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے

قطعہ

گر نہیں کمبخت وہ تبدیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
طالب وہ لالت ہے خود کامی
میرے آزار کا تکمیل ہوا
افسوس عشق کیا ہے شکل
میں اگر بزم میں ذلیل ہوا
کوتہی کے جواب میں چون چرا

مجھکو چھیڑا آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پر نہیں آتا
غیر ہر کام میں دخیل ہوا
کس قدر تیز رو ہو سے ستم
میں ترا تو مرا عدیل ہوا
آتشی آہ سے لگی پھر سے
اور کی شعلہ مرا طویل ہوا

گر کبھی چھیڑ دی ہے صہبا میں
دعوی خضر سے دلیل ہوا
اب تقاضا ہی ہے وان مگر زندان
ناصر پہنچا جبرئیل ہوا
آپ کی گردش ہو بڑھی غم بخشو
آسمان کاش میں علیل ہوا
آپ سے موت شہادت ہے

پھر وصل صنم قتیل ہوا

مقناطیس یہ صدائے دردناک سنکر بیقرار ہوگئی پلٹ کے دیکھا کہ ایک مقام پر چار کوہ ہین ایک نخل کے سامنے ہین نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اور شعار مذکورہ زبان پر جاری ہین مقناطیس بیقرار ہوکر اُن پہاڑون کے بیچ مین پہونچی چاہے کہ نوبہار سے ملاقات کی نوبہار نے ہاتھ پکڑکے اپنے پاس بٹھا لیا مقناطیس بھی پاس نوبہار کے بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہے کہ پلٹ کے اسنے دیکھا مقناطیس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت کے سامنے ہین نوبہار سے باتین کر رہی ہے مشکبار تڑپ کے پاس مقناطیس جادو کے پہونچی یہ تینون ایک مقام پر بیٹھی ہین لشکر کل دیوارون مین گرفتار ہے بادشاہ نے پلٹ کے دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہین حیران ہوکر چہار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا حصار دیوار مین پھنسا مقناطیس اور مشکبار و نوبہار پہاڑون کے بیچ مین بیٹھی ہین سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پر تلوارین کھینچکر آتے ہین اور جہنم واصل ہوتے ہین یکایک گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہرچند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرارہ بھرکے پہاڑون کے بیچ مین پہونچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہے ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اُتر پڑے پہاڑ چارون مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب رستہ نہین ایک نخل کے سامنے مین جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہے ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہے کہ قبلہ یہان سے نکلیے بادشاہ ہر مرتبہ اُٹھتے ہین چاہتے ہین مرکب کو قبضہ مین کرون پشت پر ہوکر سوار ہون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہے کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہے لیکن رستہ نکلنے کا نہین پاتا یہی حال بادشاہ کا ہے تینون جادوگرنیان نخل کے سامنے ہین سے نہین اُٹھتین آپس مین ہمکلام ہو رہی ہین رنگا رنگ جادو دیکھ رہا ہے آسمان سپہر آسمان سے اُتری آکے رنگا رنگ سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہے مگر پہاڑون کے بیچ مین بیٹھے ہین نکل نہ سکینگے اسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مرینگے رنگا رنگ کو سمجھا کر آسمان سپہر قریب تصویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے مین نے سبکو قید کر دیا ہین بادشاہ کا انتظام کرونگی ایک ہفتہ مین تمام ہو جائینگے یہ کہکے تصویر سے رخصت ہوئی آسمان سپہر پہونچی انتظام کرنے لگی یہان بادشاہ کو دن بھر گذرا بے آب و دانہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تمنے دیکھا کہ اس قیطاس نے ہمین آب و دانہ بھی بند کی فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا چار طرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا کہا کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہوگیا کوئی اسم سحر یاد نہین اب دیکھین اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ ہین تمہرو جب تک آسمان سیر نہ قتل ہوگی یہان سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سنکے پھرنے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دبا کر بہ مجبوری اُترا درے سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ مین ایک باغ ہی اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین گانا ہو رہا ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سیر کہہ رہی ہی مین نے سب مسلمانون کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان آب و دانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہی کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کر سکتا مگر مین نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب و دانہ بھی مین نے بند کر دیا یہ باتین دیوار سے فیروزہ نے سنین دبے پاؤن دیوار پر سے اُترا باغ مین چھپکے بیٹھا گائن گاتے گاتے اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسی کی صورت بنکر سامنے آسمان سیر کے آیا بیٹھکر کھپ کے یہ اشعار گانے لگا نظم

جلوون کے بدلے مجھکو زمین پر گرا دیا
اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھا دیا
برق آہ کو جو مین نے کہا مسکرا دیا
دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلا دیا
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تاثیر سوز دل کہ نار ہے مگر
اُس شعلہ رو کو سینے سے میرے لگا دیا
اشک فغان کی ہے رقیب آفرینیان
محشر نے خفتگان زمان کو جگا دیا
مٹی ہوئی ہزار تلاش آکے اسپہ بھی
کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملا دیا
اُسکی شرارون سے جگر داغ داغ ہی
گل کھانے کو رقیب کا چھلا منگا دیا

ایسی غزل کہی ہے یہ جھکتا ہے سب کا سر
مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا اے شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہے وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی وہ گرفتار ہوئے جی چاہتا ہے آج شراب و کباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کریں آسمان سیر نے کہا اے شعلہ رخسار یہ سحر مجھسے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے میں نے صدہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہے کہ بازو پر اُنکے نقش بندھا ہے کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب و دانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے بی سقناطیس کو اپنے سحر پر بڑا دعوی تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوئے بی مشکبار کہ ہمیشہ اس گھمنڈ میں رہتی ہیں کہ ہم سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ذرا سے شعبدے میں کیسی پھنسیں اب اُس نخل کے نیچے سے ہم ہٹ نہیں سکتیں میں اُس جگہ قدم نہ رکھونگی اگر بادشاہ کے سامنے جاؤں وہ ہاتھ تھام لیں تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہاں جانا بہتر نہیں چند کنیزیں مقرر کرتی ہوں کہ قیدیوں کی خبر لایا کریں اہل لشکر کہ حصار دیوار میں پھنسے ہیں فریاد فریاد کر کے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری میں نثار ہو جاؤں کلیجہ ٹھنڈا ہوا مجھکو مرحمت ہو آج وہ ساقی گری کروں کہ کوئی باقی نہ رہے آسمان سیر نے کہا یہ کنجی موجود ہے تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہے کنجی دیکر کہا اے شعلہ رخسار ایک تدبیر میں نے اور کی ہے بیہوشی زہر سا ہوا کوئی مجھکو کھلا نہیں سکتا یہ میرے بازو پہ پتلے بنے ہیں فوراً منع کرینگے ابتو فیروزہ کے ہوش اُڑ گئے جی میں کہتا ہوا اے فیروزہ بڑا ایسی دعوی ہے کہ شراب میں بیہوشی ملا کے لاؤں اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم سے قتل کریگی دل میں کہتا ہوا اے فیروزہ کیا تدبیر کروں میخانے سے جاکر شراب لایا سب کو پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد میں گذری دل سے کہتا ہوا اے فیروزہ بادشاہ کو دو شبانہ روز سے بے آب و دانہ ہو چکے ایسا نہ ہو صدمے سے ہلاک ہو جائیں دن کو کئی مرتبہ سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہے ہمارے رہنے کا مقام اور ہے اُن قیدیوں کے اختتام تک رہونگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتوں میں یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی میں لیجاویں

چار گھڑی دن پچھلا باقی ہو آسمان سیر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اوٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبر لون شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا مین لشکر نقابدار مرصع پوش فرو اترا ہوا ہی لشکر مین کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین سن چکی ہے کہ یہ نقابدار کبھی مسلمانون کا مددگار رہی جا بجا سے کارنمایان کیے ایک پہاڑ پہ آ کے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ اوٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہی افسران فوج گرد جمع ہین عیار طرار بلاے روزگار نشست پر کھڑا انگس رانی کر رہا ہی کہ لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا نقابدار نے کہا ہی یارو وفادارو ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہی کہ صداے فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن مین آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہی برف برس رہی ہی عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہین ہی کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہی حضور خبر کرے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آ کے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہی اور دور دور چاندنی نکلی ہوئی ہی اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا دیکھا سامنے کوہ ہی اوسپر سے لگاتار سے ابر اوٹھتے ہین ابر سیاہ مین جا کے ملتے ہین ابر کو زور دیکھ رہے ہین جب یہ لکہ ہاے ابر جا کر اس ابر سیاہ سے ملجاتے ہین تو برف کی ترقی ہوتی ہی عیار اسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اوسپر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی جی مین کہتا ہوا کہ برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگر کی شکل بنا ایک نامہ تیار کرکے ہاتھ مین لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر پہاڑ پر کودے تو اس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر نیچے گرے تو استخوان چور چور ہوے نظیر جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ لوگ کہنے والے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ نہ تھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادہ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پہ آ کے پانون قائم ہوے آسمان سیر نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا گھبرا گئی ہاتھ مین کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہے قدرت نے بھیجا ہوگا مین کئی دن سے خدمت مین حاضر بھی نہین ہوئی شاید یہ نقابدار طرفدار قدرت ہو مجھسے خطا ہوئی پیدا کی

اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی ای ساحر کہان سے آتا ہی مین ہون آسمان سپر ساحر جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر بھول گئی دیکھ اس نامے مین کیا لکھا ہی قدرت تجھ سے بہت خفا ہین آسمان سپر نے نامہ لیا دیکھا یہ سر بتہ لپٹا ہوا ہی نامے کو کھولنے لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اُڑی ارے کہکر لہرائی عیار آیا وہ کھڑا تھا خنجر کھینچکر پہلو پر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک آسمان سپر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ مین آسمان سپر کے چھوٹتے شعلہ رخسار گا تی موجود ہی کنیزون مین بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہی کہ یکایک دناٹا ہوا ابر سیاہ آسمان پر آیا چمن جلنے لگے صدہا درخت گرے طائر جلکر خاک ہوے کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اُسکے سحر کی علامتین مٹ رہی ہین خاص اُسکے قتل کی نشانی ہی کہون شعلہ رخسار اب ہم کیا کرین کہان جائین عمر بھر تو اُنکے ساتھ بسر کی شعلہ ضیا نے کہا ہم تم سب ملکر چلین اُنکے خون کا بدلہ لین کسنے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہی کہ آسمان سپر کو کسنے مارا دوڑ کر میخانے سے پتلہ شراب کا لایا اُسمین بیہوشی ملاکے کنیزون کو شراب پلائی پلاکے بیہوش کیا سب کو قتل کرکے چلا یہان بادشاہ اسلام مع مقنا طیس نوبہار دشکبار حصار کوہ مین قید تھے دیکھا یکایک دناٹا ہوا پہاڑ گرے مقنا طیس کو سحر یاد آیا نوبہار بھی تڑپ کے اُٹھی مشکبار سجدہ شکریہ پروردگار کرنے لگی مرکب بادرفتار جو بھاگ گیا پھرتا تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اُسپر سوار ہوے تینون جادوگرنیان ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہی کہ فیروزہ آکر پہونچا اپنے آقا کو جو اس حال مین دیکھا خوش ہو گیا عرض کی ای شہریار یہ نہین معلوم آسمان سپر کو کسنے مارا کہ باغ اُسکا ویران پڑا ہی مین نے اُسکی کنیزون کو قتل کیا مین کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اُسکا بہت قریب تھا مگر خوف سے اُسکو بیہوشی نہین پلائی بادشاہ نے قلعہ رنگا رنگ کو جو دیکھا اُسی طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے ہین لشکر تو بادشاہ کا رک گیا تینون جادوگرنیون نے بڑھکر وہ گولے مارے کہ پھاٹک ٹوٹا رنگا رنگ جادو کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آپڑے رنگا رنگ فوج لیکر نکلا اُسوقت پہونچا کہ پھاٹک پر بادشاہ لڑ رہے ہین لاشون سے جادوگرون کے خندق پاٹ دی ہی ساحر لوہا کر رہے ہین

چاہتے ہیں قلعے میں نہ آنے دیں مگر نوبہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی پھینک ماری کبھی زیور گل جسم سے اتار کر پھینکا ہزار در ہزار بلبلا گئے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوئے سامنے آ گئے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے نظم

کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیے
دس بیس روز مرتے ہیں دو چار کے لیے

دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
عاشق ہوئے ہیں ہم ترے آزار کے لیے

دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دوں
رکھا ہے اسکو حسرت دیدار کے لیے

قتل اسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب
تجویز زہر ہے ترے بیمار کے لیے

آتا نہیں ہے تو تو نشانی ہی بھیجدے
تسکین اضطراب دل زار کے لیے

چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم
طرز خرام شوخی رفتار کے لیے

جی میں ہے موتیوں کی لڑی اسکو بھیجدوں
اظہار حال چشم گہربار کے لیے

دیتا ہوں اپنے لب کو بھی گلبرگ سے مثال
بوسے جو خواب میں ترے رخسار کے لیے

جینا امید وصل پہ ہجراں میں سہل تھا
مرتا ہوں زندگانی دشوار کے لیے

مومن کو تو خدا سے کہاں دام میں وہ بت
ڈھونڈھے ہے تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج رنگار رنگ پر اشارہ کردیا ایک طرف سے مقناطیس نے سطح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آ گئے عذر کرتے تھے کہ ای ملکۂ عالم جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لائیں مقناطیس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرایا اسکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گر رہی ہے کئی سو کے سر اڑا دیے رنگار رنگ جب سحر کرتا ہے ہزار ہا ساحر و غیر ساحر ٹھہر جاتے ہیں رنگار رنگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہے کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہیں کسی کو دو کا چھپار اسے سر کا چھلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہے کبھی کہتا ہے ہائے وہ افسر یار کہ جسکا رفاقت میں مثل نہ تھا افسوس میں نے خود قتل کیا اس ہنگامے میں کہیں کہیں یہ سحر آتا ہوں کیونکہ اپنے یاران ہمدم کو بچاؤں آخر ناچار ہو کر قتل کر ڈالتا ہوں کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگار رنگ پہونچے گریبان سحر چاک ہو چکا ہی ستارۂ سحری آسمان پر
چمک رہا ہی شعاع نیّر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہی جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ رستمانہ کرتے ہوے
قریب رنگار رنگ پہونچے رنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین ان چیزون نے
بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچ گئے تو رنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوے
رنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دار الامارۂ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے آکر
قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
آندھی سیاہ چل رہی ہی کوہ رنگار رنگ پر اندھیرا چھایا ہوا ہی تو بہار نے بڑھکر عرض کی ای
شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پہاڑ پر نہ جائیے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا مین جو
پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا مین مبتلا ہون بادشاہ نے نہ مانا طرف
کوہ کے چلے تو بہار نے بڑھکر سحر کیا کہ پیدا اسکے مشعلین جلتی ہوے ظاہر ہوے انکی روشنی
مین بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے رنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا کہ جیتے
برہمنون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہین ہوا رنگار رنگ جادو مارا گیا قلعے پر
قبضہ کرکے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ رنگار رنگ کا بھائی ہے دیکھے بادشاہ
کے ساتھ آتا ہی سحر ہوا کو برطرف کر رہا ہی بادشاہ گھاٹیان طی کرنے لگے تصویر سے آواز آئی
کہ ای کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بشکل عجیب
نکلا نکلکر ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسپ سحر ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوے
تھوڑے سے ہی عرصے مین ساٹھ ستّر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوے کوہان کوہ در
آگے بڑھا گھاٹیون پر آکے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جمتا جیسے زلزلے
والے ہین پہاڑ مین جنبش پاتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ
آئے تھے وہ سب قعر کوہ مین گرے ہر مرتبہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بادشاہ کیون
نہین کرتے کہ مقتل طلبس سحر کرتی ہوئی پہلو پر بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقتل طلبس کو
دیکھا آواز دی او گیسو بریدہ تو بھی ان باغیون کے ساتھ ہی یہ کہکے سحر کیا جس قہر پر کہ

سقنا طلیس کھڑی تھی وہ پتھر پھٹا ایک آواز دناکے کی آئی قریب تھا کہ سقنا طلیس بھی قعر کوہ مین گرے کہ نوبہار نے بڑھکر سقنا طلیس کو سنبھالا کہا ہوا کوہان کوہ در سحر کر رہا ہو مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اُس گولے کو کاٹا گولے کے کٹتے ہی صدہا آہوان صحرا پیدا ہوے کوہان کو آہوؤن نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کئی ہزار جادوگر مار کر گرا دیے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلو سے کوہ سے چند شیر ظاہر ہوے آہوؤن پر آ گرے اب آہو بھاگنے لگے شیرون نے اپنا رنگ باندھا آہوؤن کو بھگا کر ساحرون کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور شیر دھڑو کے مار رہے ہین طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہوے شیرون پر جا پڑے کبھی خرس شیرون پر غالب آئے کبھی شیر خرسون پر آوازین مہیب آنے لگین تھوڑے عرصے مین شیر و خرس غائب ہوے بادشاہ گھاٹیون کو طے کرکے بالاے کوہ آ گئے کوہان نے جو دیکھا کہ مین نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی بادشاہ لڑتے ہوے بالاے کوہ آ گئے ساحرون کو قتل کر رہے ہین تینون جادوگرنیان چپکا چپا سے سحر کر رہی ہین جس پر سحر کیا اُسے مار کر گرا دیا پہاڑ پر صاف ظاہر ہو کہ چمنستان لالہ زار کھلا ہو ہزارہا لاشہ لوٹ رہا ہو تصویر سنگی سے آواز آئی کہ اے کوہان اپنا سحر کیون نہین کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کریگے اسکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہو کوہان نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلوے نخلستان سے چند نازنینان مہجبین و مہجبینان مہر تمکین ظاہر ہوئین سب کے آگے ایک نازنین زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم اپنے کھینچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان یا آئینہ اسکندری سے مثال دون یا رنگ گل نسرین و نسترن کہون آخر کس شے سے مثال دون وہ عارض کہ دیکھنے والون کو عارضہ عارض ہو خرامان خرامان سب کے آگے بڑھی ہوئی گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی لعمہ دا آتی ہے

نظم

اعجاز جان دہی ہو ہمارے کلام کو زندہ کیا ہو ہمنے مسیحا کے نام کو
لکھو سلام غیر کے خط مین غلام کو بندے کا بس سلام ہو ایسے سلام کو

اے شوخ ہو مثال جو دی اس خرام کو
یوں کون جانتا تھا قیامت کے نام کو

آتا ہے پھر قتل وہ دریا ہے ہجوم یاس
کھو بیٹھا ہے دیکھ کہیں ازدحام کو

کہتے ہیں سنے تو اسے جبرا کہ دیا ہے
بھیجے جہان شیخ عدو کے پیام کو

یاں فصل ہو گلاب کی پھر ان دنوں کو تاک
کیوں سوچتا ہو تازہ ستم انتقام کو

پھیرے ہے سمند ناز کو جب یار سرکش
کرتی ہیں آنکھ ناز اندیشہ کام کو

کہتے ہیں پھر سے زندہ وہ بیٹھا کیا ہے آہ
روتا ہوں بیٹھ میں دل جنت مقام کو

ستم پہنچ کے تا در ست تو ہی نگاہ ناز کا
بیٹھے خراب آپ کیا اپنے کام کو

جب تیغ کھینچا وہ تازہ ناشتی کے سایہ تک
پھر کون دیوے ان کے سوا اذن عام کو

شاید کہوں کہ پھر سے [illegible] تیر و [illegible]
اب شہر اس کی تیغ میں پھر نیام کو

رستے سے [illegible] شفق [illegible] کا [illegible]
دیکھا کبھی [illegible] کے امام کو

وہ نازنین غزل گاتی ہوئی سامنے آئی بادشاہ کے آگے فرشی سلام کرکے مشغول حال شب اول ختم ہوئی جیسا دیکھا تھا ویسا ہی سر اٹھایا آگے کو لایا نگاہ ملنے سے بیتاب ہوا کہ سعدیہ پری تھا ہر چند بیٹھے ہیں آگے وہ دربدر ہو گر اس نازنین سے کہا ہیں دور سے شوخی کی مشتاق ہو کے آئی ہوں ذرا پہلو میں ساتھ اس طرف لیجئے ساتھ زیر کرو اس کنیز کا باغ ہے جس ساعت یہاں تشریف رکھئے دیکھئے بلطف جیسے کہ لڑائی فتح ہو گئی آپ کے سردار غالب آئے گی نوبہار و مقناطیس و مشکل ہے کیا کیا تم نے یہ کہ بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیئے بادشاہ اسکے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازنین زعفران پوش سے باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں تلوار نیام میں کر لی پیر شت [illegible] گلشن جمال کی اسکے کر رہے ہیں نوبہار نے بڑھ کر مقناطیس سے کہا کہ ہوا دیکھو بادشاہ کہاں جاتے ہیں مقناطیس آگے بڑھی چاہا کہ بادشاہ کو روکوں کہ یاں سے دوسرا گولہ طرف صحرا کے ایسا کہ وہ گولہ وہاں جا کر بیٹھا تھوڑی دیر اس مقام میں اندھیرا رہا پھر تھوڑے عرصے کے بعد دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوئے تنہا طرار و طرارہ بنتی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی پکار کر آواز دی کہ اے فرشتہ بادشاہ سلام علیک السلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا کہ کہاں سے آئی ہو تم تو خود غارت کی مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقنا طلیس کے پہونچی کہا اے مقنا طلیس سامنے ہمارا باغ ہے پہلے آپ ہی لوگوں کے واسطے آراستہ کیا ہے ذرا ایک نگاہ چلکر دیکھ لو کہ ہمارے دل کو تسکین ہو گل و غنچے تمہارے انتظار میں لوٹ رہے ہیں پھول چاندنی کے تمہارے انتظار میں چمک رہے ہیں مقنا طلیس نے کہا بڑا کیا نقصان ہے تمہارا عارض انور رشک غنچہ و گل ہے باتوں میں کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکرا کے مقنا طلیس سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگی۔ نظم

خالی ہوا ہے فتنہ سے کاہے جہاں نہ ہو
اس دم قیامت اٹھے اگر آسماں نہ ہو

اعجاز سے زیادہ ہے سحر اسکے ناز کا
آنکھوں میں وہ کہہ رہی ہیں جو لب سے بیاں نہ ہو

یوں تو بہت سے دل کے خریدار ہیں ولے
جو ہے سو یہ معاملہ کیونکر زیاں نہ ہو

لکھتا ہوں اسکو بستگی دل کا ماجرا
آنسو رواں نہ ہوں تو سیاہی رواں نہ ہو

شیخ حرم سے کام نہ پیر مغاں سے ربط
کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جواں نہ ہو

ترکر دیا ہے ابر بہاری نے اس قدر
بجلی گرے تو گرم مرا آشیاں نہ ہو

اے شوق وصل ہے نہ غم قرب مدعی
پامال ہو چکا ہوں عبث سرگراں نہ ہو

عزم سفر جہاں سے کروں کیا شب فراق
میں جانتا ہوں چین کہاں تو جہاں نہ ہو

اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہے دل ابھی
رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحاں نہ ہو

یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے کیا
صبح شب فراق سے تو بدگماں نہ ہو

ہوس بہشت عشق حقیقی نہیں نصیب
ہمکو تو رنج ہو جو غم جاوداں نہ ہو

یہ اشعار اس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقنا طلیس کے گائے کہ مقنا طلیس کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں اُبل آئیں اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ جاتے ہیں اور گلابی پوش سے مقنا طلیس باتیں کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونوں نازنینیں اب دونوں کو لیکر چلیں تو بہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھکر کہا او بوا میں بھی کہتی تھی کہ مقنا طلیس بادشاہ کو لیجائینگی وہ خود مبہوت ہو کر اس مکارہ کے ساتھ جاتی ہیں میں جاکر روکتی ہوں مشکبار نے کہا بوا میں بھی یہی فکر کرتی ہوں تم جاکر اول مقنا طلیس کو روکو تو بہار

جمشید کے سامنے مقناطیس کے آئی کہا ہوا کہاں جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا ساختہ باغ ہے اسی کو دیکھنے جاتے ہیں آؤ تم بھی چلو نوبہار بہ تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ ور ایک گوشے میں بیٹھا سحر کر رہا ہو اور ساتھ والوں سے کہہ رہا ہو کہ اب اگر ساحری جمشید بھی آکے روکیں تو یہ ایک نہ رکیں گے نوبہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جمشید کے سامنے بادشاہ کے آئی کہا اے شہریار آپ کہاں جاتے ہیں اس نازنین کو کیا سمجھے ہیں بادشاہ نے فرمایا اے مشکبار سیر باغ کی دیکھکر ابھی آتے ہیں آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہوئی دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ و مشکبار ساتھ ہیں زعفران پوش کے جاتے ہیں اور گلابی پوش نے مقناطیس و نوبہار کو لیا یہ دونوں اُنکے ساتھ جاتی ہیں اور کوہان کوہ ور گوشے میں بیٹھا ہوا اون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہو دم بدم پکارتا ہو یا خداوند یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نوبہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے ہوئے پہاڑ سے اُتریں اُترتے ہی کئی ہزار کنیزیں جو صحرا میں پھیلی ہوئی تھیں جمع ہو کے سامنے آئیں پکارتی ہوئیں کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہے ہر پھول رنگ و بو میں لاجواب ہے چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنستی ہے گوہر دندان کی چمک سے دل کو بیقرار کرتی ہے بادشاہ باغ میں داخل ہوئے گلابی پوش نے مقناطیس و نوبہار کو بھی باغ میں پہنچا دیا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں نہریں سلسبیل آسا ہر نخل کے سائے میں جوش مار رہی ہیں حوض پختہ لبالب بہ آب ناب ہیں حباب کی آبرو دیتی ہیں خوشبو کناروں پر ہر حوض کے جام ہائے شراب ناب رکھے ہوئے جھلک رہے ہیں جیسے ہی بادشاہ نے باغ میں قدم رکھا ہزارہا طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوئے صف باندھکر سامنے آئے اچھی آوازیں بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگے۔

نظم

بیم و بیداد و ستم کچھ دل مضطر میں نہیں
یوں ہوں نالاں کہ وہ گویا صفت شمع میں نہیں
خار بستر پہ شب ہجر بچھاؤں کیونکر
دل میں تو ہو وہ گل اندام اگر بر میں نہیں
سر پٹکتا ہوں کہیں ہم بھی ہوں گھر میں تو نہیں
دھیان جس وقت یہ آتا ہے کہ وہ گھر میں نہیں

مجھ سے میکش کیا ڈریں محتسب آتا ہو تو آئے
ایک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر میں نہیں

جی اٹھے اور وہی تیغ محبت کے فدا
ہم شہادت سے گئے کہ اپنا ترکی ٹھوکر میں نہیں

ہم نفس کیونکہ ستمگر وہ پری رو ہوگا
تمام اہل ہوس اور وہ فسونگر ہیں نہیں

قطع رشتہ سے سر کاٹنے کو کیا شبہ
مجھ میں وہ دم ہی کہاں جو ترے خنجر میں نہیں

دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول ہے
ہیچ کیا تھے ہزار دفعہ بکر رہتی [illegible]

کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی مونس
ہم طلب گار ہے ایسی دوستی [illegible]

طائروں نے یہ اشعار اس رنگ سے گائے کہ نوبہار و شگوفہ بار و سقفا طلیس آمادہ ہو گئیں کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کرائیں۔ بادشاہ و ساتھ آئی زعفران پوش کے باغ میں سیر کر رہے ہیں کہ زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی اے شہریار رنگتاب جادو کہ بادشاہ اس پہاڑ کا تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ہفت پیکر کو نہایت ناگوار ہوا ہم لوگوں نے بہت عذر کیے تب یہ حکم ہوا کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ یہ تھیلا رکھ لیں اگر رکھیں آپ کے پاس ان ہتھیار کا رہنا مناسب نہیں بادشاہ نے [illegible] کہا ہاں [illegible] زعفران پوش کو دیا پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھول ڈالیے قدرت کا نام آپ کا حافظ و نگہبان ہے بادشاہ نے بازو پر سے تعویذ کھولا طرف نوبہار و شگوفہ کے متوجہ ہو کے پوچھا کیا اور سقفا طلیس ہوشیار تو ہیں نے کھول ڈالے اب ہم کہتی ہیں کہ تعویذ کو کھول کر رکھ دو تمہاری کیا رائے ہے تینوں نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھ دیجیے ہم نگہبان رہیں گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھول کر سیر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اٹھا لے گیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اٹھا لے گیا شہریار معلوم ہوتا ہے [illegible] تقدیر کا یہ اتفاق ہوا اب مناسب ہے کہ آپ چل کر طلسم ہفت پیکر میں تشریف رکھیں بادشاہ نے فرمایا کہ ہم بھی بہت دنوں سے طلسم ہفت پیکر کے مشتاق ہیں مقام فقط [illegible] میں طلسم ہفت پیکر میں تو چلا جاؤں گا سقفا طلیس و شگوفہ بار و نوبہار کہتی رہی ہیں کہ اگر طلسم میں جائیں گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا ہمیں مقام دکھلاؤ پھر میں فتح کروں گا تینوں چار و ناچار طرف [illegible] پوش کے متوجہ ہوئیں کہا کہ دکھاؤ عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

شاہ کو بتاؤ آپ اسمیں فوراً داخل ہونگے جا کر فتح کر لینگے کاہن بولی یہ سنکے [illegible] اسم سحر کا پڑھا
فوراً دیوار باغ کی زمین گئی دیکھا سامنے ایک صحرا ہے سبزہ زار نہایت دلکشا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے
سبزہ پھیلا ہوا ہے نہریں جاری ہیں بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی کل [illegible]
بھاری فوج کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں انکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر کہتے
ہیں کہ حضور مبارک ہوا طلسم ہفت پیکر میں آپ کا داخلہ ہو گا بادشاہ جو افسر صلاح
کرتے ہیں وہ یہی صلاح دیتا ہے کہ حضور ہم سب ساتھ ہیں چلئے طلسم کو فتح کر لینگے بادشاہ کو تخت پر سوار
کیا وہ دونوں نازنین ساتھ ہیں [illegible] بادشاہ کو لا کر [illegible] بادشاہ [illegible] ہوئے اس صحرا کے
سبزہ زار سے گذر کر ایک دشت میں پہنچے کہ صحرا ہے ویران کف دست ہے میدان [illegible]
سنسان ہو رہا ہے گرم چل رہی ہے [illegible] درخت ہے غبار سیاہ [illegible] آوازیں [illegible]
ہیں بادشاہ اس دشت کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے عجب [illegible] ہوا ہے گرمی کا [illegible]
مرجھا جاتے ہیں [illegible] پریشان [illegible] فوج فریاد کرتی [illegible] ہوئے [illegible]
پڑتے ہیں فریاد کی صدائیں بلند ہیں [illegible] ہوئے [illegible] دکھائی دیا سامنے ایک
قلعہ معلوم ہوا کہ بڑا [illegible] ہر برج میں ایک ایک زنگی قرنا لیے کھڑا ہے بیچ کی [illegible] میں ایک زنگی
بڑے قد و قامت کا کرسی پر بیٹھا ہے پہلو میں اسکے ایک معشوق خوبرو [illegible] شراب کی ساغر
رکھی ہیں ہر دم [illegible] شراب پیتا ہے معشوق سے بوس و کنار کرتا ہے بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا
وہ جو زنگی قرنا لیے کھڑے ہیں [illegible] قرنائیں [illegible] ہوئے [illegible]
[illegible] اسکے ہاتھوں میں [illegible] ہیں کہ بادشاہ
کا داخلہ ہو [illegible] قرنائیں بجائیں بادشاہ تخت سے اترے اول [illegible] جادوگر [illegible]
[illegible] حضور کا داخلہ ہوا طلسم [illegible]
[illegible] حضور کے نام [illegible] بادشاہ تخت سے [illegible] سامنے قلعے کے [illegible]
[illegible] طرف قلعے کے [illegible] وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کر رہا تھا
[illegible] طلسم وغیرہ بیان [illegible] کا ارادہ [illegible]
[illegible] طرف قلعے کے [illegible] قریب قلعے کے [illegible] دروازہ قلعے کا کھلا پایا

زنگی بڑے قد و قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوئے بیرون قلعہ آتش خندق کے پاس آکر تینون کرسیان بچھائین یہ تینون جادوگرنیان جاکر اُن کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے ایک ایک جام تینون جادوگرنیون کو دیا تینون نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگین اُس زنگی نے دیکھکر آواز دی اے مستغنا طلیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو کہ سب تمہارے مشتاق ہین اہالی طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہمراہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب تباہ و برباد ہونگے یہ کہکر طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے آئین ایک نازنین گلنار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوئے دریا سے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنینون کے آگے بڑھی ہوئی پکارتی ہوئی آئی کہ اے مستغنا طلیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم تمہارے مشتاق ہین تینون جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چہار جانب سے گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینون جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے چلتی ہوئین نازنینان مہ جبین سے مذاق و صحبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے مین داخل ہوگئین نقارہ نوازون نے نقارے بجائے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ قبضہ پہ ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہوا اور پہلو مین اُسکے معشوقہ مشغول بوس و کنار اُسنے موقوف کیا کھڑا ہوگیا پکارکر آواز دی ادا دخل گرفتہ کیون وہان دیتے آتا ہے مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن کہ سیدی تینون رنڈیان داخل قلعہ ہوچکین نہین معلوم اُنپر کیا گذری ہین جاکر تماشہ دیکھون یہ فرماتے ہوئے جلد ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ ہاتھ مین اُسکے کرسی پکار کر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجیے اُس پار خندق کے ٹھہر جایئے بادشاہ رک گئے تھے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن دریا سے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسنے قریب بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی بادشاہ کی آنکھون مین آتش آئی چہرہ سرخ ہوا تلوار ٹپک کر اپنے مقام سے اُٹھے جس نازنین

نے شراب پلائی اسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالا یا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب رنگیلون نے قرنا دہن سے لگائین نقارچیون نے چوبین اٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا تھا اُسنے پکارکر آواز دی اے اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان جمیلہ نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اس ماہ چشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعے مین آئے تو دیکھا کہ بازار مین کھلی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی دلالون کی باتین جوہری بیچے سرخ و سبز و زرد و کپاسی پگڑیان باندھے ہوے بالے کان مین اُن بیبہا مروارید بے بہا پڑے ہوے دوکانون پر بیٹھے ہین دلال خریدارون کو بلاتے ہین اور مال جوہریون کا بکواتے ہین جس طرف بادشاہ جاتے ہین ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین اور جھک جھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپکا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچ گئے اور طلسم کشا قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ چوک مین آکے پہونچے اب ایک طرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے — نظم

کہتے ہین جسکو عرش برین ہی وہ بام دوست
اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست

کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر
چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست

جاتا ہی جیسے خون شہیدان عشق کو
کاٹھی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست

ہو جسمین کوہ طور پر اک روز جایئے
مثل کلیم ہوجیے وان ہمکلام دوست

عاشق جلے ہین دوڑتے ہی دور طور سے
ہرگز قدم لگا نہ کہین توسن خرام دوست

پیغام بر کو دخل نہین اس مقام مین
بے واسطہ پہونچتا ہی جسکو پیام دوست

آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر
لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست

وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہی
پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست

بیٹھا کہے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر
میلا سا روز رہنے لگے زیر بام دوست

ای رند مشک عود کی کیا اسکو احتیاج
رکھتی ہی بوئے زلف معطر مشام دوست

اس آواز کو بادشاہ جم جاہ نے سنکر اسطرف متوجہ ہوکے دیکھا صدہا نازنینان سیمین بدن دف و دائرے
بجاتی ہوئیں ایک محافہ کے آسکو نازنینیں کاندھے پر لیے ہوے آتی ہیں آگے ایک چوبدار عصاے مرصع کا
ہاتھ میں آواز دیتا چلا آتا ہے کہ [illegible] ہٹو بچو روبرو سے معشوق شاہی کی سواری
آتی ہے جب وہ محافہ قریب پہونچا تو یکایک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اٹھا بادشاہ نے [illegible] محافہ
میں ایک کوکب درخشاں دیکھا یعنی ایک نازنین چہاردہ سالہ دلہن بنی ہوئی عطر سہاگ ملا ہوا
کہ [illegible] داغ جان [illegible] عروس نے [illegible] سر اٹھایا بادشاہ سے نگاہ چار
ہوئی [illegible] دل [illegible] کیا رکھ دیے
بادشاہ نے بیچین ہوکر پاس پہونچا کے ہاتھ [illegible] چاہا [illegible] نے بڑھکر
عرض کی حضور [illegible] شوق [illegible] عروس [illegible] نازنینان سیمیں [illegible]
[illegible] بادشاہ کو [illegible] بادشاہ کو [illegible] دولہا بنایا [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible]
کو لیکر [illegible] ہاتھ [illegible] دیکھا [illegible]
پہونچی [illegible] استقبال [illegible] بیٹھتے ہی [illegible] بادشاہ کا قریب پہونچا [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible] بادشاہ [illegible] بادشاہ نے
[illegible] عروس [illegible] داغ [illegible] بادشاہ [illegible]
کیا عروس نے ہاتھ بڑھا [illegible] بادشاہ نے عروس کا گھونگھٹ اٹھایا [illegible] پیار عروس
کو [illegible] ہوا [illegible] کنول
آتا [illegible] ایک [illegible] ہوا [illegible] گھونگھٹ [illegible] عروس کا
[illegible] بادشاہ [illegible] یہاں
[illegible] بادشاہ نے [illegible] عروس سے [illegible]
کو [illegible] کہ [illegible]
چار [illegible] بادشاہ نے [illegible] عروس [illegible]
[illegible] عروس نے [illegible] بادشاہ [illegible]

دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن چھپریان پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ رہی ہے کہ ای شہریار آئیے مین بھی تشنۂ شربت وصل ہون بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہے کہ مجھسے وصل کی خواہان ہوئی ہے مین تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کرون اصلی وہ دلھن کیا ہوئی زنگن نے دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار میری شادی آپ کے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیان ساتھ تھین آپ نے نازو نعم مجھکو لیکر چھپر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہین شاید کسی نے کچھ سحر کر دیا بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ باری حیا دلوا ہو رون یا روئے پایا اس زنگن نے چاہا گلے مین بادشاہ کے ہاتھ ڈالے منھ جو کھولا بو سے بتائی بادشاہ نے ہاتھ اسکا ہٹا دیا اسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہے مین چاہتی ہون گلے مین ہاتھ ڈالون وہ اپنے کو کھینچتا ہے کیون شامتین آئی ہین تونے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیان آگاہ ہوئین اپنے اپنے جلسون مین ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے دیکھا اب مین اپنے میکے مین کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرینگی کہ دولھا مجھ سے بیزار ہو گیا مین کاہے کو تجھکو سب مین ذلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤگے سب برادری والے جانتے ہین کہ ضعیفہ کی بڑی آبرو ہے تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے جو زنگن نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہرچند روکا وہ نہین مانتی بادشاہ نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مر گئی ہزارون کنیزین سر پیٹتی ہوئی گھس آئین غل مچاتی تھین کہ صاحبو یہ ظلم کبھی کہین سنا ہے اس راز و نیاز سے دلھن کو بیاہ کے لائے اور کہین دولھا نے دلھن کو مار ڈالا کنیزون نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑ لین بادشاہ نے تلوار کھینچی کنیزین بھاگنے لگین ایک نے ایک سے کہا ہے ارے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دلھن کو مار ڈالا اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہے بادشاہ نے جس پر ہاتھ مارا تلوار سے اسے زخمی کیا آخر وہ سب عورتین لپٹ گئین بادشاہ کو پکڑ لیا چلا کے آواز دی کہ ارے ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ آہنگر کو بلاؤ آہنگر ہتھکڑیان بیڑیان لیکر آیا بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگنین سر زنجیر کو تھامے ہوئے اور لاشہ اس زنگن کا ساتھ روتی پیٹتی ہوئین مجھکو لیے جاتی ہین جو راہ مین ملتا ہے اس سے

کہتی ہین صاحبو بنا اتفاق ہوا کہ ضیغمہ مردار خوار کو ساتھ جمع کے بیاہ کے لیگئے تنہائی ہین نہین معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دولھن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتون سے کیا متعجب ہوتے ہین ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہو ایسی خوبصورت دولھن اسکے وصل پر کچھ اسکو توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والون کو گالیان دیتے ہین فرماتے ہین کہ دولھن کے نام سے یہ صفت ظاہر ہے ضیغمہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لایق تھی کہ مین نے قتل کیا زنگنین کہتی ہین کہ میان دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کرو گے خداوند ہفت پیکر ایسا کرین کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قیمہ نہ کھائیو کہ اب دوا نہ ہم پہ بند کرین ضیغمہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لین تھوڑا راستہ طے کرکے ایک قصر کے دروازے پر پہونچے کہ چند حاجب نگہبان عصائے مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوے دروازے پر حاضر ہین دروازے پر پردہ زنبوری کھنچا ہے فرش زنجیری آراستہ ایک زنگی درگہ سالار بیٹھا ہے اُسنے زنگنون سے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سبنے کہا میان درگہ سالار صاحب یہ دولہا ضیغمہ مردار خوار کو بیاہ کرکے لے گئے تھے سچ یہ ہے اسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ شادی کردین باغ نیرنگ مین لیکر گئے دولہا نے دولھن کو گود مین لے کے اُتارا بڑا ولولہ تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیہ مین لیجا کر جب بیٹھا اور وقت وصل آیا نہین معلوم کیا سوجھی دولہا نے دولھن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیزداران عروس لاشہ لیکر آئی ہین اور میان دولہا بھی آئے ہین درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت متعجب ہین ہر چند کہتے ہین کہ لاشہ اسکا واجبہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنین کہتی ہین کہ دولھن سے کیون شرماتے ہو ہماری قوم مین ایسی کوئی خوبصورت عورت نہین ہے کبھی ہم لوگون پہ یہ باعث نہین ہوئی بادشاہ جو اندر پہونچے دیکھا تخت آہنی بچھا ہے اُسپر ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج سیاہ سا سر پر رکھے ہوے لباس کالا جسم مین پہنے ہوے بیٹھا ہے رفیق دنگل ہاے آہنی پہ بیٹھے ہوے بادشاہ سے مسخراپن کر رہے ہین بادشاہ نے دربار مین پہونچکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے بیچ زنگیون کے کانون پر ہاتھ رکھ لیے زنگنون نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہا اے بادشاہ عادل

دولھا نے دلھن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحب کیا خلاف مرضی دولھا کے شادی کی کہ دولھا نے دولھن کو مار ڈالا زنگیون نے عرض کی حضور یہ دلھن پر عاشق ہوئے تھے تخت کو دکر پائے پر مصاحف کے ہاتھ رکھا حضور خوب آگاہ ہین کہ ہماری قوم مین اس سے زیادہ کوئی خوبصورت عورت نہین ہے قوم بھر کے گھرون مین رونا پیٹنا پڑا ہے اور حضور آگاہ ہین کہ دلھن کا سن کیا تھا چار سو کئی برس گذرے ایسی روئے شباب کبھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئی ہم لوگ شش رہے تھے کہ اسنے کوئی بات محبت کی اٹھا نہین رکھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت ہوئی کہ اسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیون اے شخص تو نے دلھن کو کیون مار ڈالا بادشاہ اسلام نے فرمایا مین جب عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہین تھی کئی سو برس کی بڑھیا منہ سے بو آتی تھی مجھکو وہ لپٹنے لگی مین نے منع کیا اسنے نہ مانا آخر کار کو مین نے سمجھا دیا بادشاہ نے کہا عزیزداران عروس کیا چاہتے ہین زنگیون نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہے کہ دولھا دلھن کے ساتھ دفن ہوتا ہے امیدوار ہین کہ شاہ اسکو قتل کرکے لاشہ ہمکو دین کہ دولھا اور دلھن کو ایک مقام پر دفن کرین دلھن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہے مرنے کے بعد تو اسکو وصل ملے شاید قبر مین وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ خود دولھا کو اقبال ہے کہ مین نے اسکو قتل کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہے حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھ مین سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے حکم ہوا کہ دولھا کو قتل کرو کہ اسنے دلھن کو قتل کیا جلادون نے سر زنجیر پکڑ کے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی اے شاہ زنگیان حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہے کہ طلسم ظاہر مین کئی سال سے ہنگامہ پڑا ہوا ہے طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر جھک پڑے کئی بہانہ فتح ہو یہ قیدی کوہ زنگار رنگ سے اسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہین ہے اس بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب و سوال کرلینگے جلاد خنجر کھینچ کر سر پر بادشاہ کے آیا اسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھون سے آنسو جاری دل طرف پروردگار کے رجوع کرکے بخضوع و خشوع دعا مانگ رہے ہین کہ اے رب بے نیاز وہی خالق کارساز اس بلا سے نجات دے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے

نظم

سیمیا یہ پرتو نور حسند از نزدیک و دور
دور شد از دیدۂ دل چون حجاب ماسوا
پاک شد چون از غبار بے تعلق آئینہ
خانہ دار خانۂ دل بود درحسانہ مکین
طے کند راہ طلب طالب بپائے اشتیاق
جستجوے گل کند بلبل بہر یک بوستان

سید بر جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور
در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور
عکس ذات حق نظر آید صفا نزدیک و دور
رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور
شہر شہر و قریہ قریہ جا بجا نزدیک و دور
میرود دور از چمن مثل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہین اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہی کہ جلد قتل کر جلاد نے کوے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کرون کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا کئی سو زنگی اُسکے نیچے دبے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظالم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت ہی آجتک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہی اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد ہو گا یہ آواز سُنکر وہ بادشاہ گھبرایا مشیرون وزیرون سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب مین کیا کرون آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہی کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر تخت اُڑائے ہوئے آتا ہی ایک کتاب ہاتھ مین اسکو دیکھتا ہی اُسکی آمد دیکھکر بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا ہی او ظالم تو نے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہین سُنی غور کر مین نے اکثر جلسون مین بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی طلسم کشا آگیا کئی دربند فتح کر چکا اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو ہلا دیتا رونے کی جگہ ہی کہ اہل طلسم ہفت پیکر یون غافل بیٹھے ہین کہ عبادت خداوند بھی نہین کرتے مسلمانون کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی دربند فتح ہوے ہین پہاڑ ٹوٹ چکے پہاڑ سے صاحبان ہفت پیکر اسکو بھگا کر لائے ہین جادوگرنیان بھی ساتھ تھین انکو تو باغ نگارین مین قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہی اسکا قتل ہونا مناسب نہین چند دن مین خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کر مین اسکو لیجا کر اسی باغ مین جہان تینون جادوگرنیان قید ہین وہین اسکو بھی قید کرون شاید اہل طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم فتح ہو جاوے کل کتابون مین یہی لکھا ہی

کہ اس سال طلسم نہ بچیگا تم لوگون نے انجام پر خیال نہ کیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھا لیا لیکر روانہ ہوگیا زنگینین دو دائی دیتی رنگینین اُس ساحرنے رونا پیٹنا کسی کا نہ سنتا بلکہ یہ اویلا کہ اس خبیثہ مردار خوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیون شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا القصہ ساحر لیجاکر جلاؤ بھونکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار مین سناٹا پڑگیا سب زنگی توبہ توبہ کرنے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہے اب قدرت طلسم مین تشریف لائینگی مگر وہ ساحر بادشاہ کو لیے ہوئے ایک باغ پر بہار مین آیا بادشاہ نے دیکھا مقنا طیس اور نوبہار و شکیبا انکی زبانون مین سوزن چند زنگینین اُسی باغ مین انکو چبھا رہی ہین بیٹھنے نہین دیتین تینون اپنے حال زار پر رو رہی ہین کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوئے اُسی باغ مین آیا ایک مکان عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اُس مکان مین لیجاکر بادشاہ کو پہونچایا زنگیون سے کہا انہین تینون قیدیون کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینون بھی آئین کاہن نے اُنکی زبانون سے سوزن نکالی کہا اے مقنا طیس و نوبہار و شکیبا تمنے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کرادیا اگر مین نہ پہونچتا تو اظلم زنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ تینون جادوگرنیان پہلو مین بیٹھین کہا حضور اب نکاسی یہان سے بدون دست حق پرست طلسم کشا کے ناممکن ہے غلام اکثر حاضر خدمت ہوگا مین بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہون اب طلسم کشا صاحب اسی مہینے مین طلسم مین قدم رکھین گے اور بڑی بہتری یہ ہے کہ اوج سے آئینگے میرا علم خبر دیتا ہے کہ حسب رسم طلسم مین قدم رکھین گے ہنگامہ عظیم ہوگا اسی دن حضور کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہین مدت سے جانتا ہون کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو آکر فتح کرینگے مین مذہب اہل بہشت اختیار کرچکا شکر ہے کہ بدل مطیع اسلام ہون یہ کہکر بادشاہ کی خدمت مین چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے انسے کہہ دیا خبردار کوئی ساحر اس باغ مین نہ آنے پائے منع کرنا کیونکہ شمس یہان بادشاہ اسلام قید ہین یہ انتظام کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بنت عمرو جب اسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگرنیون کے روانہ ہوگئے اور مقنا طیس

اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئیں پلٹ کے دیکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا نہو مین بھی کسی بلا مین پھنس جاؤن ساحران مکار بادشاہ کو لگا کر لے گئے اب چلکر رستم کو خبر کرو فیروزہ مین عمرو گریبان چاک بھرے پر خاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہین بادشاہ کا نشان نہ پایا اکثر ساحرون سے ملاقات ہوئی انسے دلدہی کرکے پوچھا انکی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ کو ساحر طلسم ہفت پیکر مین لے گئے اور داخل قلعۂ طلسم ہوگئے یہ دریافت کرکے فیروزہ طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اترا ہوا ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان اترا ہوا ہی فیروزہ روتا ہوا بارگاہ مین نور الدہر کی آیا نور الدہر بمحبت پیش آئے پوچھا کیون ای فیروزہ کس حال مین ہو فیروزہ چیخین مارکر رونے لگا کہا ای شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جب ملک مین پہونچے اسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو انکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اسکی وجہ سے سحر انپر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا زنگار رنگ جادو مارا گیا مقناطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے نہ مانا اکثر ساحرون کو بھی قتل کیا آخر ایک ساحرنی فریب و مکر سے مسحور بادشاہ کو لگا کر لیگئی طلسم ہفت پیکر مین جا کر دشمن انکے قید ہوے اب خدمت رستم مین چلا ہون نور الدہر نے کہا ای فیروزہ تم خدمت عم نامدار مین نہ جاؤ مین جا کر بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا رستم طلسم کشا ہین ان سے عرض کرنے مین مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نہ کرین اور بادشاہ کے پاس وہ نقش تھا کہ سحر اسپر تاثیر نہ کرتا تھا انکو تو مکار لگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا فیروزہ کا کہنا نور الدہر نے نہ مانا اسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے فیروزہ نور الدہر سے رخصت ہوکے نکلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایرج آگے آگے پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا پکار کر آواز دی ای فیروزہ بادشاہ جمجاہ کہان ہین فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا بادشاہ جمجاہ طلسم ہفت پیکر مین داخل ہوے اب مین حضور کے دادا جان سے

کہنے جاتا ہوں ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیوں تکلیف اٹھاتے ہو میں جاکر طلسم کو درہم و برہم کردونگا بادشاہ کو رہا کرلونگا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران میں جانتا ہوں کہ جسقدر سعی کرونگے اسقدر آپ زیادہ جلدی کرینگے مگر مقدمہ طلسم ہی جرأت کو کام نہ فرمایئے بدون دست حق پرست رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلیگا ایرج نے اسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے مگر فیروزہ کئی دن میں منزلیں طے کرکے سرحد فاروقیہ میں پہونچا خبر سنی کہ لشکر رستم قلعہ فاروقیہ پر فروکش ہو طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں خیرخواہان دولت ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت میں حاضر ہیں کہ کسی نے خبر دی فیروزہ بن عمرو آتا ہے رستم بیقرار ہو کر کھڑے ہو گئے فیروزہ نے آکے سلام کیا رستم نے با اشتیاق پوچھا کہ کیوں ای فیروزہ ہمارے شہریار کس حال میں ہیں فیروزہ بہت رویا کہا ای شہریار عالی لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ برسر کوہ زنگار رنگ پہونچے قلعہ تسخیر کرلیا بالاے کوہ جاکر یہ سختی پڑی کہ جادوگر بیان لگاکر بادشاہ کو لیگئیں ساکنان طلسم سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر میں گئے وہاں جاکر قید ہوے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور سے عرض کروں راہ میں ایرج اور نور الدہر سے ملاقات ہوئی وہ دونوں یہ خبر سنکر بہ قہر و غضب گئے ہیں ہر چند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رستم نے کہا ای فیروزہ میں فکر میں لوح طلسمی کی ہوں انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور میں نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے کہا میں حضور ہی کے ساتھ رہونگا رستم نے فیروزہ کو بالفت اپنے لشکر میں رکھا اور ملکہ شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیوں ای شہرت تمنے سنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم میں جاکر قید ہوے اب ہم کو جانا واجب و لازم ہے کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر میں پہونچائیں لوح کی کوئی فکر کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدموں پر سرکار کے نثار کروں جسطرح ارشاد ہو بجالاؤں آفتاب فلک سپہر نے کہا ای شہرت ہر وقت گیل پاس گلدستوں کے نہیں بیٹھی رہتی تم رستم کو لیکر بالاے قصر معلق بیٹھو ہم ہوا پر اڑتے رہیں گے جب رستم لوح حاصل کرلیں اور گھیل پر بلوہ کریں ہم آسمان سے آکے پہونچیں مصروف جنگ ہوں لڑ بھڑ کے رستم کو نکال لائیں یوں لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا میں لیجاکر اسی مقام پر انکو اتارونگی

جہان گلدستے لوح کے ہین لیکن اے آفتاب ایک مقام پر اتنے گلدستے رکھے ہوے ہین یہ ہمکو نہین معلوم کہ کس گلدستے مین لوح ہے جلال سرکش نے عرض کی اے شہرت طلسم کشا کے واسطے یہ تحفہ حاصل ہے کہ جب یہ ہاتھ ڈالیگا جس گلدستے مین لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی اسطرح لوح ملیگی شہرت نے کہا مین اسطرح پر حاضر ہون جسطرح سے ارشاد ہو بجا لاؤن آخر یہی صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالاے قصر معلق لیجاے تب لوح حاصل ہو آخر یہی صلاح کامل ہوئی کہ جلال اور ماہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑکر بالاے آسمان روانہ ہوے یہان شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا اسپر شمیم کو سوار کیا تخت اڑا کر لے چلی سمت فیروزہ زیر قصر پہونچے ساحرون کی شکل بنے ہوے پھر رہے ہین لیکن حمیدہ جادو اوپر قصر مین بیٹھی ہے کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے آکر سامنے حمیدہ کے زمزمہ سرائی شروع کی حمیدہ مراد طائر سمجھی کنیزون سے کہا صاحبو تمھارے ذہن مین آیا کہ اس طائر نے کیا کہا خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہے کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملجائیگی اور قدرت نے فرمایا ہے کہ اے حمیدہ آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر مین داخل ہوے وہان قید ہوگئے اب طلسم کشا کو جاری ہے کہ اپنے کو طلسم مین جلد پہونچا کر بادشاہ کو جاکر چھڑائین لہذا حفاظت لوح واجب و لازم ہے مصاحبون نے عرض کی کہ ملکہ حمیدہ اگر حکم ہو تو بالاے قصر معلق جاکر نگہبانی کرین حمیدہ نے کہا کمیل کو نامہ لکھو تا کہ وہ اپنے پاس سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے کمیل قدرت نے کہلا بھیجا ہے کہ اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق مین آئی کمیل کو نامہ دیا کمیل نے پڑھکر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب مین قدرت کو دیکھا بہت پریشان تھے فرماتے تھے ابد دولت ان بہادرون سے تنگ آگئے ہین طلسم مین تشریف لیجائینگے مگر اے کمیل جہانتک ہوسکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی تمھاری شہرت طلسم کشا پر عاشق ہوا اپنی جان کی کچھ حقیقت نہین جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ مین رات بھر جاگتی ہون چالیس ہزار کنیزین جو عکس مین طاق شہرۂ آفاق ہین گرد قصر براے نگہبانی موجود ہین اب مین آج سے جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اسی قصر مین اب

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہی کہ وہ گیسو بریدہ طلسم کشا کو لا سکے میری زندگی مین تو ناممکن ہی کہ لوح طلسم کشا کو ملے آپ سلطانی رہین یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب سنکر بہت خوش ہوئی کہا صاحبو کمیل وہ ساحرہ ہی کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہی وہ ایک سحر مین سب کو دیوانہ کریگی اور مین بھی گوش بر آواز رہونگی جسوقت طلسم کشا قریب آن کر گلدستون کے پہونچین طائران سحر اس طور سے آواز دین کہ مین خبردار ہو جاؤن سب نے کہا حضور اگر آپکو خبر پہونچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر ساحری و جمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کر لینگے ملازمان حضور کے ہوتے کون بچ سکتا ہی باتون سے مصاحبون کی سلطان ہوکے بیٹھی مگر کمیل جادو نے جس دن سے یہ خبر سنی تحریر کر چکا ہون کہ معلق ہوا پر دو قصر بنے ہین ایک قصر مین کمیل رہتی ہے دوسرے قصر مین وہ تختہ سنگ رکھا ہی جسپر اسی گلدستے رکھے ہین انہی مین ایک گلدستے مین لوح ہے کمیل نے اپنے قصر مین رہنا موقوف کیا جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اُسمین آکر بیٹھی آٹھ پہر گلدستون کو دیکھا کرتی ہی بارہ ہزار کنیزین گرد قصر پھر رہی ہین شہرت رستم کو لیے ہوئے بالاے آسمان پہونچی اول شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا آسمان پر آکے چلی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستون کے بیٹھی ہی آفتاب و ہلال وغیرہ جو بالاے آسمان ستارے بنے ہوئے چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا کیون ای آفتاب ہان میری بڑی حفاظت کر رہی ہو یہ تھوڑے عرصے کو ہٹے تو مین طلسم کشا کو لیکر اُترون لوح قبضے مین آجائے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہین اور بدون حصول لوح لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے مین نہ آئیگی یہ سنکر ماہی سحر نے کہا ہوا تمنے ٹھیک بیان کیا مگر مین کنیزان کمیل مین جا کر ملتی ہون تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بلا لونگی شہرت نے کہا یوہی کرو کہ اب جو آئے ہین تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہون ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزون مین کمیل کی ملگئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم براے چند ساعت یہان تشریف لائیے کمیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری مجھکو پکار رہی ہے سامنے سے گلدستون کے اُٹھی دوسرے قصر مین آئی پوچھا مجھے کسنے پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا کہ ملکہ عالم آپنے تمام

لوح تو خوب کیا اب تو کوئی نہین آسکتا کمیل نے جواب دیا ای نرگس تو سچ کہتی ہو مگر آج میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ خود بخود پھڑک رہا ہی ماہی سحر نے کمیل کو باتون مین لگایا۔ شہرت نے بالاے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر مین لائی کہا ای شہریار بسم اللہ کرکے گلدستون پہ ہاتھ ڈالئے دیکھئے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہی رستم جیسے ہی آگے بڑھے عکس اُنکا گلدستون پہ پڑا گلدستے شگفتہ ہوے رستم نے جیسے ہی بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ مین تھا دیکھا اُسمین ایک ستارہ چمک رہا ہی رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالون کہ شاید یہی لوح ہو وہ گلدستے شگفتہ ہوے تھے اُن مین سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور چلا بالاے آسمان آکر آواز دی ای کمیل کیون دھوکا کھاتی ہے کس سے باتین کر رہی ہو دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہین طلسم کشا قریب گلدستون کے کھڑا ہوا ہے تھوڑی دیر مین جلد پہونچا کمیل نے جو یہ آواز سنی ماہی سحر سے آنکھ ملا کر کہا اری تو کون ہی جو مجھے روک رہی ہو ماہی سحر نے کہا حضور نہین معلوم یہ طائر کیا بکتا ہی کمیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چھڑایا اور ماہی سحر کو ڈھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے گلدستون کے کھڑی ہو اور طلسم کشا گلدستہ لوح پر ہاتھ ڈالا چاہتے ہین کہ کمیل نے آواز دی ای شہرت او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ دھگڑے کو پاس لوح کے لیکر آئی ای طلسم کشا خبردار لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے منھ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلدستے کے آکر جھکا وو شعلے چمک رہے ہین ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ سحر کمیل کا ماہی سحر جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر مین غل پڑگیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزین بارہ ہزار جو گرد قصر کے چیخ مار رہی تھین اُنھون نے چاہا قصر پر جا پڑین آفتاب فلک سحر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا چھا گیا کنیزین ٹٹول رہی ہین قصر تک نہین پہونچتین مگر محیط جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہے آٹھ پہر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہے

نظم

ہے دل مین غبار اُسکے گھر اپنا نہ کرینگے ہم خاک مین ملنے کی تمنا نہ کرین گے
کیونکر یہ کہین منت اعدا نہ کرین گے کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرینگے
ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتیں اسطرح سے کرتے ہین کہ گویا نہ کرین گے
کیا نامہ مین لکھون دل وابستہ کا احوال معلوم ہے پہلے ہی کہ وہ وا نہ کرین گے
غیرون سے شکر لب سخن تلخ ہے تیرا ہر چند ہلاہل ہو گوارا نہ کرین گے
بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسیٰ اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرین گے
جھنجھلائیے ہو کیا دیجیے اک بوسہ دہن کا ہو جائین گے لب بند تو غوغا نہ کرینگے
دیوار سے گر پڑتے ہی اُٹھنے لگے طوفان اب بیٹھ کے کونے مین کبھی رویا نہ کرینگے
گر سامنے اُسکے بھی گرے اشک تو دل کیون روز جزا خون کا دعوی نہ کرینگے
کس وقت کیا مردمک چشم کا شکوہ ای یہ وہ نہین ہم تجھے رسوا نہ کرینگے
ناصح کف افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام پامال کرینگے وہ جسے پا نہ کرین گے
اُس کوچے مین ٹھہرنے نہ دیا جوش قلق نے اغیار سے ہم شکوہ بیجا نہ کرین گے
گر ذکر وفا سے ہی خفا ہے تو ابھی سے گر قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کرین گے
مومن وہ غزل کہتے ہین اب جسکے مضامین کعبا لئے ترک در بتخانہ کرین گے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور شکل انسان سے آواز دی اے ملکہ کمیل جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جا کر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو کمیل جادو نے سنی گھبرا کر کنیزون سے کہنے لگی لو جی غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ رہی ہے یہان وہ رنگ ہے کہ طلسم کشا و شہزادہ اندر قصر کے ہین گلدستے پر دو شعلے جھاب رہے ہین جب طلسم ارادہ کرتے ہین کمیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہین اُن سب پر شرارے چمکنے لگتے ہین جتنی کنیزین کمیل کی ہین چاہتی ہین بادہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لین طلسم کشا نے تلوار کھینچی تیغ شعلہ فشان ہاتھ مین جس کنیز پر عکس پڑا اجل کے رنگ مین جسپر ہاتھ ہوا دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جو کنیزین قصر سے نکلی ہین گلدستون پر سینہ سپر ہین گلدستون پر گرتی پڑتی ہین جنگ سحر کرکے

کنیزون نے رستم کو گلدستے کے پاس سے ہٹایا ساحرہ کنیزین تھین انکو تو آفتاب نے دیوانہ کر دیا ہی اسطرح کا سحر کیا ہی کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہی چاہتی ہین قصر مین جائین مگر نہین جا سکتین مہلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پہ بڑا بلوہ ہی کنیزین سینہ سپر کر رہی ہین گلدستے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہی آفتاب اگر تمھاری صلاح ہو تو ہم سب قصر مین پہونچین قصور نہ کرین اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح نہ پائی تو نہین معلوم لوح کہان جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپائیگا کہ جہان گذر ہوا کا نہ ہو سکیگا مہلال اور آفتاب نے قصد کیا ہی کہ قصر مین داخل ہون وہان سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساحر لیکر چلی اڑتی ہوئی آئی آفتاب و مہلال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط بہ جمعیت کثیر آ پہونچی مہلال و آفتاب وغیرہ جتنے سردار تھے اوپر اڑ رہے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح مین لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے مجھ پر آپڑے اسنے کوئی سحر آفتاب پر پھینکے آسمان سے شعلہا سے آتش گرے شعلہا سے آتش مین آفتاب گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہی کہ شعلہا سے آتش سے نکلون مگر نہین نکل سکتا نہنگ بحری نے جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ سحر محیط کا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر قریب اس آتش کے آئین بال سر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ ناگاہ ابر سیاہ پیدا ہوا اس زور سے پانی برسا کہ شعلہ آتش بجھے آفتاب کڑک کر نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادوگر گرمی سے پریشان ہوے اُف اُف کرتے پھرتے ہین محیط نے جو بالا سے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہا سے آتش سے نکلا اب ساحرون کو قتل کر رہا ہی ماہی سحر پہ کڑک گری اور للکارا کہ او کمینہ بیہودہ تجھکو کیا لیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ماہی سحر الٹ گئی طرف زمین کے چلی کمپل نے جو دیکھا کہ بالا سے آسمان سے محیط نے سحر کرکے ماہی سحر کو گرایا کمپل جادو نے کڑک کر چاہا کہ جب یہ زمین پر پہونچے اس طرح گرے کہ اسکے دو ٹکڑے کرون ماہی سحر زمین پر جو آکے گری فیروزہ بن غضنفر و سماک لیلاقی ساحر جتنے ہوے زیر قصر کھڑے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر گر کے تڑپ رہی ہے کمپل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہی

ایک ساحر ہاتھ تھامے ہوئے سنبھال رہا ہے کمیل نے پہچانا کہ یہ عیار طلسم کشا ہے ماہی سحر کو سنبھالتا ہے وہیں سے سحر کیا کہ سماک کے پاؤں زمین سے تھام لیے کمیل تیغ لیکر دوڑی کہ دونوں کے سر کاٹ لوں اسوقت سماک کی بیقراری ماہی سحر کی اشکباری قابل ہیں پکار رہے ہیں اے خالق کون و مکان و اے رب دو جہان اب تو اس آفت سے بچا دے تو کریم و رحیم ہے۔

نظم

تمام خلق چہ خاکی چہ نوری و ناری
بعجز سجدہ کنند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق کردہ چون گہرباری
بجا رسوے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندہ بیکس حسنہ اکند یاری
ہمیشہ وقت غم و رنج و درد و غمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش
کند چو بندہ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام
بود بوحدت واحد نمایند اقراری
کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد
کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
ز حال نیک و بد خلق حق خبردارد
کہ شد بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سماک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتے ہیں ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا اے کمیل حکم خداوندی لیکر آیا ہوں اسے دیکھ لو پھر تمہیں اختیار ہے کمیل نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نیکہ بنام جھپٹتا ہوا آتا ہے کمیل دونوں کو قتل کرنے سے رک گئی اس ساحر نے لڑھکا کاغذ ہاتھ میں دیا کمیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھولا لفافے سے ایک دھواں نکلا کمیل کے دماغ میں پہنچا لہرا کر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کودکر کمیل کی خنجر مارا کہ کمیل کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی کمیل کے ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ اندھیرا چھا گیا سنگباری برفباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیل جادو بود بہشت بالاے قصر لیا ہے جو دونوں ہاتھوں سے سحر کرتی ہے اسکے کان میں جو آواز پہنچی کہا معلوم ہوتا ہے کسی عیار نے کمیل کو مارا افسوس مان کا کہنا ایک قلق مرنے کا کمیل کے ہوا لیکن اسی حالت میں ساتھ طلسم کشا کے لڑنے لگی شہرت سے نے جھٹ سے ہاتھ منہ اٹھایا محیط سے جو کان میں آواز پہونچی کہ کمیل کو عیار نے مارا مجھ سے آپ نہ کی کے پلنے بدلی بالا سے

آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلدستہ میں ہی تڑپ کر آسمان سے گلدستے پر گری لوح اٹھالی اب سب ساحرون کا محیط پر باوہ ہی محیط نے لوح جھکانا شروع کی جب برعکس لوح کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سیر ایسا جادوگر گھبرا کر محیط پر چلایا کہ غضب ہوا لوح لیے جاتی ہی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا کہ تیغ مارون محیط نے لوح سامنے کر دی آفتاب الٹ گیا جھلال نے یہ جرأت کی قصد کیا کہ محیط سے لوح لون جب قریب پہونچ گیا تو محیط نے لوح کو پھر جھکایا آفتاب و جھلال دونوں لڑکھڑا کے زمین پر گرے ساحرون نے دونوں کو سنبھالا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قصر میں لڑ رہے ہیں اور محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہی محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ اے ساحرو جنگ موقوف کرو میں لوح لیکر خدمت خداوند میں جاتی ہون یہ جو ساحرون کے کان میں آواز پہونچی جنگ طلسم کشا سے جو ہو رہی تھی سب ساحرون کے ہاتھ رکے اورون سے [illegible] اٹھا اب دو دو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہان رستم قصر [illegible] مین تھا تو سب اطراف سے جو کنیزیں کہ اندر قصر کے آئیں وہ سب انکے ہاتھ سے قتل ہوئیں تھوڑی دیر میں رستم نے دیکھا قصر میں سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا اے شہریار تیغ ہماری آپ کی بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوئے رستم نے کہا اے آفتاب میں محیط کا نہ چھوڑونگا جہان وہ لوح لیکر جائیگی وہان میں بھی پہونچونگا تم اداس نہ ہو جانا کہ خواہ رہے میں مفصل خبر پا چکا کہ بادشاہ جاکر طلسم میں قید ہوئے دشمن انکے کس مصیبت میں ہونگے شہرت نے کہا اے شہریار چلیے کوہ الوان پہ ہفت پیکر ٹھہرا ہے آفتاب نے بڑھکر کہا سچ بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ کریں یقین ہے کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو یہی خبر دیتا ہے رستم لشکر میں آئے افسران فوج کو تیار کیا نقارہ و کوس سے کوچ کیے چالیس سے زیادہ شہرت ہمرکاب ہوئی منزل [illegible] تو ایک منزل رستم نے راستہ طے کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو بالا کوہ الوان پہونچاتی ہے جا کے دیکھون کہ لوح پر کیا گذری ہی کہکر شہرت خدمت رستم سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی یہان بعد کئی [illegible]

کے ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ سے کوہ الوان پر آیا ہے الوان جادو نہایت ساحر زبردست ہے اسنے جو آمد ہفت پیکر کی سنی دیدہ کھول دیا آپ برائے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک ابر چار رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے آتے ہیں الوان جادو تخت سے اٹھکر بلند ہوا زیر ابر آکر آواز دی یا خداوند آپکے میں مدت سے آپکا مشتاق ہوں کوہ زنگار رنگ پر عرصۂ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپکے جمال کے مشتاق ہیں قریب ابر کے یہ باتیں کرتا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لے چلا کوہ الوان پر آکے جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھکر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہاں سب آپکے رازدان ہیں بلا تکلف ابر سے باہر آئیے قلعے میں تشریف لے چلیے یہاں کوئی دراندازی نہیں ہے کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا سرچھاٹھ پہاڑ سا ابر سے نکلا الوان جادو کے مشیر وزیر حاضر تھے باجے انداز بجواتا ہوا لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے میں غل پڑا ہوا کہ قدرت تشریف لائے ہیں قلعے میں جابجا ذکر ہو رہا ہے ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب ندیم ہے قدرت کو اسقدر پاس ہے کہ بصورت اصلی تشریف لائے ہیں طائر درختوں پر بیٹھے ہوئے تعریف ہفت پیکر کر رہے ہیں ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد مشیر و وزیر قلعۂ الوان میں آیا شہر میں ہنگامہ ہوا کہ قدرت تشریف لائے ہیں الوان ہفت پیکر کو لیے ہوئے دار الامارۃ میں آیا اور ہفت پیکر آکے تخت پر بیٹھا پہلو سے تخت میں ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی اسپر الوان بیٹھ کر ہفت پیکر سے باتیں کر رہا ہے کہ یا خداوند بندے آپکے جابجا قتل ہو رہے ہیں ہفت پیکر کہہ رہا ہے میں نے خود انقلاب کیا ہے اعتقاد کا سب کے امتحان ہے کہ آسمان پر اٹھا لیا یا نوا اُٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جبدن سے اسنے انقلاب سنا ہے پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہے دیکھیے وہ دورہ کیے ہوئے آئی ہے آمد سلطانات کی خبر انہی پہنچی ہے دیکھیے کئی دن کے بعد بیٹی ہے ملکہ الماس یاقوت پوش نام ہے ہفت پیکر دیکھنے لگا کہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبوں کو لیے گرد کنیزیں گھیرے ہوئے لباس گلنار پہنے ہوئے قدرت کو جو تخت پر دیکھا

تخت سے اپنے کو دی تخت قدرت کے سامنے آ کر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ اس حسن کے پیکر پر پڑی بے چین ہو گیا سلطان عشق نے مربع دل پر چڑھائی کی سینہ آ گیا جیسے ہی الماس سجدہ کر کے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اری مہری قدرت آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے تم کو بڑی مشقت پڑی ہی ہاتھ پکڑ کے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک نازنین مہ جبین حسن میں بے مثل ابرو خنجر آبدار کبک رفتار شیرین گفتار قمر پیکر یا منظر ہفت پیکر جو منہ کھول کر باتیں کرنے لگا وہ بوسے پر اسکے دہن سے تر لی کہ الماس نے منہ پھیر لیا مگر پیکر کے تخت پر سر نگوں بیٹھی ہے ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھ دیتا ہے کبھی کہتا ہے کچھ باتیں کرو اری الماس کہاں گئی تھیں قدرت کو معلوم ہوا دور سے آئی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کی جب سے میں نے یہ سنا کہ قدرت موجود تھے اور سلطان بادہ کے کوہ زنگار رنگ پر آ گئے اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہوں کہ اگر کوئی اسطرف آئے تو وہیں سمجھا دیں روکوں قریب قلعہ الوان تک آ نکلی وہاں ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر میں قید کروں قدرت نے اسکو ہدایت کی وہ قلعہ زنگار رنگ پر آ گیا زنگار رنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے اسکو قتل کرایا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر میں بھیجا وہاں جا کر قید ہوئے اس مصیبت میں ہونگے کہ اسی ہفتے عشرے میں کوئی ساکن طلسم آئیگا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس دست درست کر رہی ہے الوان جادو قریب کرسی پر بیٹھا ہے مگر تیور ہفت پیکر کے دیکھ کر حیران ہو رہا ہے جی میں کہتا ہے کیسی بدبخت ہے کہ بیٹی میری بیہوش اور یہ ایسا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اس تردد میں الوان بیٹھا ہے پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہیں دیتا جب الماس ارادہ کرتی ہے ہفت پیکر روک دیتا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا محیط جادو آ گئے پشت پر کئی سو جادوگرنیاں نگہت خستہ و شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران سے زخمی حیران افتاں و خیزاں چلی آتی ہیں محیط کو دیکھ کر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مژدہ خوشخبری لائے الماس نے دست کے لیے سر جھکا لیا کہ محیط آ کر پہنچی سجدہ کر کے رونے لگی اور کہا کہ یا خداوندہ وہ صدمے اٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہیں کر سکتی وخر کمیل لے

لے

طلسم کشا کو بلاے قصر معلق پہونچایا کمپل قتل ہوئی مگر عین وقت پر پہونچی جان اپنی بچا کر فوراً گلدستون پر گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہے پہلے تو وہ ریگزار رنگ پر گئی کہ کئی مہینے سے قدرت آشی مقام پر گئی وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہاں آئی یہ کہکے لوح سامنے رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا اے محیط اچھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام پر تو پہنچے کریں کہ اب لوح کو کہاں رکھیں تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اٹھا کر پھر جھولی میں رکھ لیا الماس نے اپنے دل میں کہا یہ کیسا خداوند ہے کہ جسنے محیط کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدہ خوشخبری لائی ہے وہ یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کمپل ایسی ساحرہ ماری گئی ادہر الماس یہ اصل میں ساحر زبردست ہے خداوند بنکر ان پہاڑوں پر بیٹھا ہے سب کو اپنے عجائب و غرائب دکھاتا ہے یہ الماس کے دل میں طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسہ میں بیٹھی الماس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہے اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہے مجھ سے باتیں عشق و محبت کی کر رہا ہے مجھکو اسکی صورت سے نفرت ہے اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلو سے اٹھنے لگی ہفت پیکر نے گھبرا کہ کہا اے سرتاج معشوقان کہاں جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمہارا مرتبہ بڑھائیگی تمام اہل طلسم تمکو سجدہ کرینگی میرے مقام پر باتیں سنگے تم کیوں جاتی ہو ہفت پیکر جو جو یہ باتیں کرتا ہے الماس کو ناگوار ہوتا ہے باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہیں کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتیں کرتے ہیں یہ کیسے خداوند ہیں فعل انسان کے عادی و حیلہ کرتے ہیں اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹی کا یہ اشارہ پاکر الوان جادو کرسی سے اٹھا سامنے ہفت پیکر کے گیا کہا یا خداوندا بتو آپ نے نیازمند کو سرفراز کیا بالاے کوہ تشریف لے چلیے وہی مقام آپ کا جو قصر سنگی میں ہے وہاں تشریف رکھیے مراد مند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی نذر دیجیے میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر تمکو معلوم ہو کہ سلطان اس طرف آتے ہیں تو بڑھکر ایسا سحر کروں کہ لوہے کی دیوار بیچ درمیان میں قائم ہو اور سلطان قریب نہ آسکیں یہ دیکھنے جاتی ہو اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو یہ چاہتا تھا کہ اس محبوب پریچہرہ کو پاس سے اٹھنے دوں مگر الوان کے کہنے سے لاچار ہوا تخت سے اٹھتے اٹھتے غائب ہو گیا الوان نے

سپہر دن اور وزیر دن کو بالائے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اسی تصویر مین ہوگا گھنٹہ دار
و ناقوس نوازون کو بھیجو کہ جا کر گرد تصویر مجمع کرین اپنے کام مین مصروف ہون وزیر و امیر
گھنٹہ نوازون کو لیکر بالائے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتین کر رہی ہی شہر مین ڈھنڈورا
پٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ آکر حاضر ہون کہ قدرت تشریف لائے ہین اب اس کوہ پر میلہ
ہوگا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ
بی محیط جادو یہ لوح لیکر ہمارے ملک مین آئی ہین انکو بہ حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا
مقام تھا اب حفاظت سے رہین وقت بے وقت نہ نکلین ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان
پا جائے اور آکر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہی کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے ساحر ہین انھون نے بتلایا ہوگا کہ محیط بالائے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت
یہان تشریف لائے ہر خرد و کلان پرائے مراد آئیگا تمام دنیا مین مشہور ہوگا کہ قدرت بالائے
کوہ الوان مین ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انہا کی جرأت یہ کی کہ بالائے قصر معلق
پہونچے اوس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا
ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہو تمھارے جانے سے آفتاب فلک سحر
آگاہ ہو تمھاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا مین آمد لشکر دیکھکر پلٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر
کی باتون نے شک مین ڈالدیا کہ مذہب اصلی کیا ہی اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب
توجہ نہ کرتا اسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہی مجھکو بہت ناگوار ہوا مین آپ کے
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ مین قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے
الوان نے کہا ای نور نظر ان باتون مین دخل نہ دو ہم سب لوگون نے ملکر انکو خداوند بنایا
ہی سب لوگ انکو بخدائی مانتے ہین اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوے دیکھیے
ہوگا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا اب خیال آپ کو رہے کہ تنہائی مین قدرت کو
سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہوگا الوان نے کہا
مین سمجھا دونگا الماس باپ سے باتین کر کے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے
چلی بارہ کوس نکلکر ایک پہاڑ تھا اوسپر آکے ٹھہری نگاہ اوٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے زیر کوہ سے نکلے بعد علمدارون کے کئی ہزار مرکب تازی کچھی یمنی عراقی پاکھرین اُنکی پشت پر موتیون کی پڑی ہوئی کٹھین سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سپہر و ہلال سرکش شہرت مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گھیرے ہوے نقیب آگے آوازین لگاتا ہوا الماس جاہ و جلال شہرت دیکھکر حیران ہوگئی جی مین کہتی ہی لشکر طلسم کشا مین شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے آتے ہین شہرت کا تخت سامنے سے گذرا اب جو دیکھا تو ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار اُسپر ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال آنکھین بعینہٖ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار پہلو مین حمائل سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی اور جیسا پیکان تیر جو ترکش سے باہر ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان بانبی سے منھ نکالے ہین قد سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقہ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد کرن رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کئی سو افسر کمیدان و رسالدار پشت پر مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرا سے پر ستم پر پڑی بیقرار ہوگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا گر گھڑی ہوئی نگاہ حسرت دیکھ رہی ہو کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکار اُٹھتی ہے کہتی ہی دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ شعر ہی

نظم

از بس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی
دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہی

سرگرم نالہ غیر دم شعلہ زن سے ہی
دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہی

روز جزا دے جو مرے قتل کا جواب
وہ ہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی

کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس
سب کاوش رقیب دل کوہکن سے ہی

اُنکو گمان ہے گلۂ چین زلف کا
خوشبو وہان زخم جو مشک ختن سے ہی

مین کیا کہ مرگ غیر پہ دامان تر نہ ہو
وہ اشک ریز خندۂ چاک کفن سے ہی

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ
خود زندگی مین چین وہ پایا کہ کیا کہون
داغ جنون کو دیتے ہین گل سے مثال
کیون بار دوش تن ہو کہان مرگ مجکو تو
کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے ہنوز

آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہے
غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہے
ہین کیا کرے عندلیب کو وحشت چمن سے ہے
لب بستگی اقصور بوس و دہن سے ہے
لو اب بھی دل درست اسی دلشکن سے ہے
مومن کو ضد یہ کشش برہمن سے ہے

الماس یاقوت پوش حیران پڑھ پڑھ کے گنگناتی کاوش جمال رستم کی کر رہی ہے قصد یہ ہے کہ اسی شہریار کے ساتھ رہا کرون جہان یہ ٹھہرین کسی نخل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ سے نکلین گے جمال بے مثال دیکھ لونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اترے اسی کوہ کے دامنے مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی صحرا مین اتر پڑا الماس پہاڑ سے سب سامان دیکھ رہی ہے کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایۂ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت تخت سے کودی رستم ہاتھ تھامے ہوئے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بیٹھی دیکھا کی سارا دن اسی مقام پر الماس کو گذرا رستم نے شام کو سمک سے حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو چند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب و کباب پہونچائین آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھین گے کنارۂ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اس خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیز بھی ہمراہ چلا چاہتی ہے رستم نے کہا تم بارگاہ مین رہو الماس بار بار شہرت کو دیکھ رہی ہے بڑی حیرت مین ہے دل مین کہتی ہے کہ شہرت پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سمک کے ساتھ رستم اسی خیمے مین آکے داخل ہوئے گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہوگیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا الماس کوہ سے دیکھ رہی ہے کہ صحرا سے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سمک سے کہا اے یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سمک نے فوراً بربط سے نکالی سامنے رستم کے بیٹھ کر نئے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

دو دیا بوسہ پا کو فلک جھکتا زمین پر ہو
کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہے اتنا زمین پر ہے

تڑپتا ہے بڑا شوق شہادت خاک اور خون کا
گرا کوچے میں پیہم لہو کسکا زمین پر ہے

خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم
وہیں گرتی فلک پہ ہے فلک گرتا زمین پر ہے

مری دوری میں کبھی کیا جائے میان بیقراری کو
کہ جیسے آسمان پر ہے ایسے بیکا زمین پر ہے

تو یہ قتل سے کبھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین
کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل جیسا زمین پر ہے

مری فریاد سے کہتا ہے اسرافیل حیرت سے
قیامت آگئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہے

ہوا حور پہ رات عکس نقش سجدہ مومن کو
قدم رکھتا فلک پر ہے کہ سر رکھتا زمین پر ہے

اس لطف سے سماں باندھا گا رہا ہے کہ طائران صحرا درختوں پر وجد کرتے ہیں غزالان صحرا کبھی گوشہ ہائے دشت سے نکل کر گرد خیمہ رستم چیخ رہے ہیں شیران صحرا پہلوؤں میں غزالان وحشی کے بیٹھے ہوئے ڈکار رہے ہیں باز بلند پرواز نخل سے اتر کے پہلوئے شکار میں بیٹھے شکار سے باز ہیں یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نہ کر سکیں اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ جفائے عشق سے ٹوٹا آخر بہ ہزار سختی آ پہنچیں در بارگاہ پر پہونچیں غیرت تو منع کرتی ہے حسرت دامن کھینچ رہی ہے کہ بے ملاقات اندر بارگاہ کے جاؤ چند خادم کہ در بارگاہ پر حاضر تھے انھوں نے گھبرا کے پوچھا آپ کون ہیں کس انتظار میں کھڑی ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہاں ہوں خدمتگاروں نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کریں الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش دختر الوان جادو قدمبوسی کی مشتاق ہیں دروازے پر حاضر ہیں امیدوار باریابی ہیں خادموں نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل حسین در بارگاہ پر حاضر ہیں چاہتی ہیں کہ صحبت میں آئیں نام اپنا الماس یاقوت پوش بتاتی ہیں سماک نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے تب اندر بلا لے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو یا ان میں کچھ راز و نیاز ہو رستم نے کہا اور بلا لو وہاں خدمتگاروں کو معلوم ہوا کہ نازنین عجیب ہے جو حسن و جمال میں خوب ہی ہے سماک تمہارے ملنے کی مشتاق ہو کر آئی ہے سماک نے کہا حضور اس کی جستجو نہ کیجئے کیونکہ یہ کہ وہ الوان بد مذہب کی بیٹی ہے ایسا نہ ہو کچھ فریب ہو رستم نے کہا کہ ہم سوتے ہیں مر گیا جا کے

رہے ہیں تحفہ جات موجود ہیں کوئی کیا کر سکتا ہے سماک نے یہ سنا تڑپ کر اٹھا بیرون خیمہ آیا دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہے بحسرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہے سماک نے دیکھکر کہا اے الماس جادو تشریف لائیے پھر سماک نے برابر آکے پوچھا نام نامی و اسم گرامی حضور کا کیا ہے الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہیں سب خاص و عام جانتے ہیں الماس یاقوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتیں کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم نے جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن و جمال سے اٹھکر کھڑے ہو گئے تعظیم کیے فرمایا آئیے تشریف لائیے

فرد ۔ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭

یہ کہکے رستم نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا بالا کر برابر مسند پر بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا اے سرتاج حسینان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہمیں کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار اصل یہ ہے کہ میں اس سرحد کی نگہبان ہوں اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو آپ کے آمد ہوئی اور مرتبہ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق میں آپ کی ملاقات کے سارا دن چھپکر اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیہ میں ہیں بلا تکلف چلی آئی آپ کے جمال بے مثال کی مشتاق ہوں بیقراری دل کھینچ لائی رستم سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر پر سر کوہ الوان آیا ہے کیا کر رہا ہے الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے میں ہے کہ محیط جادو لوح لیکر قصر معلق سے آئی ہے ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے میں فروکش ہے ہفت پیکر تصویر سنگی میں داخل ہے وہیں میلے ہو رہے ہیں مشتاق آکر اسکے جمع ہونگے جسطرح اور پہاڑوں پر میلہ ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی میلہ ہوگا آپ کے اقبال نے کھینچ یہاں تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھیں جہاں تک ہو سکیگا کل میں لوح لیکر آؤنگی اب میں جان و مال سے کوشش میں حاضر ہوں لیکن عیار سے کہیے کہ ایک غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہے کہ والد نامدار ڈھونڈھینگے کہ دن بھر اور شب بھر تمکو کہاں گذرا حیران ہوں کہ کیا کہونگی دیکھوں کہ دل خانہ خراب کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیا پیش آئے سماک نے سامنے الماس کے پھر

شعر گانے نظم

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہیں — پیالہ زہر کا ہو ساغر شراب نہیں
وہ عضو کون سا ہے جو کہ انتخاب نہیں — کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہیں
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی — غضب خدا کا ہے کافر ترا عتاب نہیں
کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے — کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہیں
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہے بندوں پر — مراد پہ یہ ترا عالم شباب نہیں
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی — ابو لہب ہیں زمانے میں بو تراب نہیں

یہ اشعار جو سماک نے گائے الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بے اختیار ہو کے پکار اٹھی۔ فرد شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی ڈھب سے ۔ گریبان سحر کو تا تک رکھنا دامن شب سے ۔ رستم نے کہا اے ملکہ عالم اسقدر بیقرار نہ ہو کہا اے شہریار نہیں معلوم تقدیر میں کیا لکھا ہے اور کیا ہونے والا ہے دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے اب کنیز رخصت ہوتی ہے کچھ طرح سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہوں کہ حضور کے خیال میں رہے ہفت پیکر نے کچھ بدل توجہ کی یہی چاہتا تھا کہ اس سے نہ اٹھیں باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہے کہ ہفت پیکر ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے مثل ہمارے باپ کے چند رازدان قرار دیے دعویٰ خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہیں بڑا شرف یہ رکھتا ہے کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو بھی الٰہی مانتے ہیں وہ طلسم ہفت پیکر پر بڑا ناز رکھتا ہے کہتا ہے کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہے کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہیں کہ جنپر گذر طلسم کشا کا دشوار ہوگا تو اے شہریار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے گا میں اسی مقام پر حاضر ہونگی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کرکے الماس رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھ کر طرف کوہ الوان کے چلی یہاں الوان جادو آنے سے بیٹی کے شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا تھا کہ الماس آ کر پہونچی مگر آنکھوں میں آنسو بھر ہوئے اداس پریشان آ کے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ اے نور نظر شب کو کہاں

رہین الماس نے کہا مین نے خبر آمد طلسم کشا سنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہان جاکے دیکھا قصر معلق ویران پڑا ہی اسی مقام پر لشکر طلسم کشا اُترا ہوا ہی مین دیکھکر پلٹی تھی کہ راہ مین ایک کوہ لا اشتر سے ری کی تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی ایوان نے کہا اے نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو نہ تھین خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے مین نے انکو بہت سمجھایا مگر وہ نہین مانتے شب کو کھلا مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمین دو خداوند زادہ اُسکے بطن سے پیدا ہوگا خدائی تمھارے گھر مین آئیگی مین نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ ایوان پر گئے بین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچھتائینگے اتنا کہکر خاموش ہو رہی ایوان جادو بہ سر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر مین جاکر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سوار ہوکر طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام لشکر طلسم نے اسی مقام پر خیمہ استادہ کرایا تھا سب کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح مین لائی دونون ہاتھ پر رکھکر لوح خدمت طلسم کشا مین پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے مین ڈالا مگر محیط جو سوکر اُٹھی جھولی مین لوح کو نہ پایا گھبرا کر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کون آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین قسمین کھا رہی ہین محیط کو ایک ایک سے پوچھتے پوچھتے شام ہوگئی پھر ایک سے دریافت کرتی ہو کہ بی الماس کہان ہین کنیزون نے کہا سیر گشت تشریف لیگئی ہین محیط بیٹھی رو رہی ہی کہ ایوان آیا اُسنے آکر پوچھا کہ اے محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق لگائے ہوے آکر پہونچا ایوان سے پوچھا کہ معشوقہ قدرت کہان ہی ایوان نے کہا قدرت تو اور کنیزین ہین یہان دشمنون نے فکر کی ہی محیط کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہی ہفت پیکر نے کہا اے ایوان قدرت جانتی ہو کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمھاری صاحبزادی نے یہ آفت برپا کی جب سے کہ لشکر طلسم اترا ہے وہین الماس گئی ہی اور لوح پاس طلسم کشا کے

پہونچا دی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان تمنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو بڑا قلق ہے الوان جادو جھلا کر اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوندا اگر وہ لوح پاس طلسم کشا کے لیگئی اور پہلو سے طلسم کشا مین بیٹھی ہے تو ابھی جا کر اُسے لاتا ہون اور قتل کرتا ہون یہ تو مجھسے کبھی نہوگا کہ بیٹی آپکے سپرد کرون آپ یہ ہوس دل سے نکال ڈالیے ورنہ غلام کو رنج ہوتا ہے قدرت یہ ذکر نہ کرو ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو تنبیہ مین کرینگے الوان نے کہا تو مین جاتا ہون اگر ملتا ہے لوح بھی لاؤنگا نہین تو الماس کو تو ضرور لاتا ہون یہ کہکے الوان چلا حمیدہ نے کہا مین بھی آؤن ہاے ای الوان مین لوح کو قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنون نے اپنا کام کرلیا الوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اٹھا کڑکتا ہوا طرف کوہ صحرا کے چلا پیچھے پیچھے حمیدہ جادو بھی چلی یہان پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ مین جاتی ہون رستم ہاتھ تھام لیتے ہین فرماتے ہین ای الماس وہان جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر خود وہان موجود ہے شاید کہدے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہے الماس نے کہا تیرے جانے مین کئی مطلب ہین اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو مین گرفتار کر کے آپکی خدمت مین حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تونے غضب کیا کہ لوح لے لی سخت قلق پائی ای الماس تونے لوح پاس طلسم کشا کے پہونچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلہ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منھ سے شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ چمکاتا ہوا کہ بجلیان گرنے لگین شعلہ ہاے آتش ہزارہا گرد رستم کے ہوگئے رستم نے لوح کو چمکایا شعلہ ہاے سرکش غائب ہوگئے تیغہ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مظلومان اب جو تیغہ ہفت جوہر چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہے کبھی برق چمکاتا ہے کبھی تلوارین گراتا ہے مگر کوئی سحر رستم پر تاثیر نہین کرتا رستم جھپٹتے ہین الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہے الماس کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو ڈرتا ہے برابر الماس کے پہونچا للکارا کہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے چاہا سحر کرون الوان نے

کلائی پکڑ لی کمر مین پنجہ دیکے اُڑا رستم نے لوح گلے سے اُتاری پکار کر کہا او ساحر یہ لوح لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے بلکہ حسرت سے پکاری ای شہریار برائے خدا لوح اپنے پاس رکھیے مجھ ایسی کنیزین اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہین جو جمال بیثال دیکھیگا پروانۂ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریبان پر آکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے تو کیون نہ روح راحت پائے

النظم

ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار
جو مے پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھونکا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین
کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار
بہ قول شاعر شیرین کلام سن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کے مرقد پہ
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہے نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
تو سرنگون ہی کھلا کس لیے بہ خاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا
عزیز تو جسے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین
سو اُسکا گور غریبان مین کیسے ہو گذار
ہین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے
بہ زیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

ان کلمات حسرت نے غم و الم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جادو چھپکی للکار کر آواز دی ای رستم بوجہ الماس تمنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خود کسی کی جگہ مین سے لوح یہ چھپائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جا سکتا ہی الماس نے یہ کمال کیا کہ تجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحران طلسم ہفت پیکر لوح تمسے لینگے رستم نے جھلا کر کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑکر محیط پہ مارا کہ سینۂ پر محیط کے پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گرا آندھی

سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام محیط جادو بود راہ میں یہ آواز کان میں الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا دیکھو محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھیں اب قدرت پر کیا گذرے الماس خاموش ہی الوان چلاتا ہوا بر سر کوہ پہونچا دیکھا کہ میلا جمع ہے مراد مند کبھی جمع ہیں فریاد فریاد کر رہے ہیں مراد مانگ رہے ہیں تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہے اے بندگان من مراد تمہاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز گرد تصویر کے جمع ہیں باجے بجا رہے ہیں غل مچا رہے ہیں ہر ایک شجر و حجر سے آواز آرہی ہے یا خداوند ہفت پیکر تیرا مکان ایسا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہیں ہے ہفت پیکر تصویر میں سے باتیں کر رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش کو پنجے میں لیے ہوئے ہے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آکے اترا سب مشیر و وزیر حیران ہوئے کہ بیٹی کو اسطرح گرفتار کر کے لایا اور جلسہ خداوندی میں پہونچایا اب الوان نے سامنے تصویر کے آکر عرض کی یا خداوند الماس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان کی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی اے الوان اسکو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند میں نہ مانونگا میرے بڑے بڑے عزیز و اقارب طلسم ہفت پیکر میں حاکمان مرحلہ ہیں جو سب قتل ہونگے میں کیونکر گوارا کروں کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا دیجائے ہر چند ہفت پیکر نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلادوں کے سپرد کیا جلاد دوڑے پکڑ کر الماس کو کھینچا دار پر استادہ ہونے لگیں الماس دیکھ رہی ہے کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہے بے قرار ہو کر پکار اٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچا لے

نظم

از خدا جوید دواے درد دل بیمار روح
شافی مطلق کند چارہ بے آزار روح

جلوہ گر باشد بچشمش نور ذات کردگار
جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح

ذات اللہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال
از صدائے نغمہ پر سوز موسیقار روح

پاک گرد جسم زارش ز اختلاط آب و گل   شو پدید از روش سیاہی چشم گوہر بار روح
در گذر از رنگ و بوے جسم خاکی در گذر   سیر ای بلبل مکن در گلشن بیکار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم آلہ   دور دار از ہر بدی آسیب تن از آزار روح

ناظرین پر واضح ہو کہ یہان کوہ الوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہین طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہین کہ اے الماس قدرت کو قبول کر وہ تیری جان بچا لین گے ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا مین عاشق جمال بیمثال طلسم کشا ہون مین اس بیحیا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعوی کرتا ہے خداوند ہونے پر مرتا ہے یہ خداوند نہین ہے یارو یہ ایک ساحر ہے کیون اسکے دام مکر مین پہنسے ہو وزیر و مشیر توبہ کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کاہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہے مگر طلسم کشا یہ جانے الماس کے روح کو پہنچانے دیتے تھے سہاب نے سمجھا کر روح گلے مین ڈالی کہا اے شہریار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہے مکر و حیلہ نہ کرینگے برائے خدا اسکو قبضے مین رکھیے رستم نے کہا اے سہاب مین کیا کرون الماس کا گرفتار ہوکے جانا مجھپر نہایت شاق ہے دل اُسکے جمال کا مشتاق ہے سب سردار آکر جمع ہو گئے ہین سمجھا رہے ہین کہ اے شہریار صبر فرمایئے خدا اُنکو بچائیگا باپ اُنکا گرفتار کرکے لیگیا ہے حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہے کہ ہفت پیکر اسپر عاشق ہے وہ ضرور کد کریگا کیا کرون دل کو عجب خیال ہین دل پر ہجوم غم و ملال ہین نظم

مشورہ کیا کیجے چرخ پیر سے   دن نہین پھرتے کسی تدبیر سے
کسطرح مایوس ہون تاثیر سے   دم رکے ہے نالۂ شبگیر سے
میری وحشت کے لیے صحرا ہے قفس   تنگ تر ہے خانۂ زنجیر سے
کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو   برق کٹتی ہے تری شمشیر سے
وہ مٹادے نامۂ مضمون وصل   گر ہوا خط کاتب تقدیر سے
یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا   بات بگڑی ہے مری تقدیر سے

انگلیوں میں خامہ چھپکر رہ گیا
نامہ ہائے شوق کی تحریر سے

قہر ہے کھینچنا نگاہ یار کا
الاماں اس بازگشتی تیر سے

وحشت چشم پری رو دیکھنا
پھر گیا جی سرمۂ تسخیر سے

لیگئی جان یاد رونقہائے گل
گھر ہمارا ویران ہوا تعمیر سے

اے صنم مومن ہوں آخر کسطرح
مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش و خروش دیکھا پاتے ہیں کہ غلام بہت گھبرائے ہیں اسوقت بارگاہ میں ایک عجیب غل ہے رستم کی بیقراری سے سب بیدار ہیں ہرچند سمجھاتے ہیں رستم نہیں قبول کرتے قضاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ بیچ قلعے میں تھی اسنے جو یہ خبر سنا کہ الوان جادو جاکر الماس کو گرفتار کر لایا پہلو میں رستم کے پایا اسی غیرت میں بالاے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر ہو رہی ہے بیقرار ہوکر قلعے سے نکلی بالاے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہے وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہیں مگر الماس مبہوت یاد میں رستم کی لب پر مہر سکوت دایہ گھبرائی چونکہ اسنے دودھ پلاکر پرورش کیا ہے بیقرار ہوکر بہانے سے اتری دل سے گھبرائی ہے کہ جاکر رستم سے اطلاع کروں اور عرض کروں کہ آپ کی محبت میں الماس قتل ہوتی ہے وقت قتل اب قریب ہے اگر آپ سے کچھ ہوسکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمایئے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا میں آئی بارگاہ میں آکر پہونچی دیکھا بارگاہ میں عجب ہنگامہ ہے رستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے ہیں دایہ نے آکر قدموں کو بوسہ دیا عرض کی واری آپکے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اسوقت تک تو الماس کو میں نے ثابت قدم پایا کہ آپکے جوش محبت میں سر جھکائے ہوئے زیر تیغ بیٹھی ہے اب قتل ہونے میں اسکے کچھ دیر نہیں ہے یہ سنکر رستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو میں جاکر اسکو رہا کروں یا اپنی جان دوں وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق رہا خیال میں ہوگی کہ جو میرے قبضے میں تھا یعنی لوح طلسمی کا لیجانا وہ میں نے طلسم کشا کو پہونچادی یقین ہے کہ میری مدد کو آئیں رستم کا مرکب تیار ہوکر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوے سپاہ نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے میں ڈالے ہوے تحفہ جات زیب جسم مرکب چمکاتے چلے تمام سردار ساتھ تھیں شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئی سبکے ساتھ

نہ چلی بالائے آسمان جاکر چمکی رستم جانتے ہین یہان الوان جادو سر پہ بیٹی کے کھڑا کہہ رہا ہے کہ کیون ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کریگی قدرت تجھکو پہلو نشین کرینگے سارے طلسم مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجہ خداوند ہفت پیکر ہے سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے الماس نے جواب دیا ای باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہے مین چاہتی ہون کہ معشوقہ طلسم کشا مشہور ہون کہ جو ہفت پیکر کے کبھی سرکوب ہین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے ہین اسپر الوان جادو چلاتا ہے کلمات سخت وسست سناتا ہے کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی - نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چہر رستم لقب + دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دوکاندار بھاگنے لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف جلال سرکش ان دونون کے سحر نے زمین ہلادی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بحری ان دونون نے ہزارون کو دیوانہ کیا جسکو جمال بیمثال دکھادیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان پھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہے جنگ سے بالکل بیکار مجبور وناچار سحر آفتاب نے سیکڑون کے سر گرادیے دوکانین ویران میلہ برباد الوان نے مشیرون اور وزیرون کو اشارہ کیا کہ بڑھکر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی ہزارون ساحر نابینا ہوگئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بند کرکے بھاگتے ہین جتنے ساحران الوان پہاڑ سے اتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین انکو آفتاب قتل کر رہا ہے الوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی رہگئی شہرت نے جو آسمان سے دیکھا چند جلاد صرف کردین اور ساحران زبردست گرد سے الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلادون کے سر اڑا دیے الماس کی زبان سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای الماس اٹھو ہم سب تمہارے ممنون وشکر گزار ہین تمنے وہ لعنت طلسم کشا کو پہونچائی کہ ہمنے مہینون کوشش کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی لوح ایسی شے تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین ہزارون ساحرون

کو دیکھو مار کر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیاں پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طے کیا گھاٹیوں پر ساحر بیٹھے ہیں رستم کو روکتے ہیں رستم لوح کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں جب لوح چمکائی سو دو سو نابینا ہوئے سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیوں پر لڑتے ہوئے چلے گئے ہیں گرد رستم انبوہ ساحران ہے سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہیں رستم انکے روکے سے نہیں رکتے مگر زخمی ہو رہے ہیں آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے گولا مارا کہ کئی ہزار ساحروں کے سر کٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اسنے سحر کر کے روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوئے بالائے کوہ پہونچے جب الوان ہٹ آیا ہی سحر وغیرہ نے پھر بلوہ کیا زیر کوہ دریائے خون بہا دیے سارا میلہ لوٹ لیا ہر طرف سے صدائے فریاد بلند ہے الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالائے کوہ پہونچے سب گنگشت نواز ناقوس نواز گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر میں آواز دیتی ہے اور الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے پہ دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوئے دیکھا خود تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوئے بڑھا رستم نے للکارا او الوان بے ایمان الوان نے یہ سنکر گولہ مارا کئی سو کنیزیں نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئیں

نظم

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغیر شیشے کی
اگر کھنچتی ہی نہیں ہچکی ہوئی ہے دیر شیشے کی

مدام اس دلبر میکش کے منہ لگتا ہے ساقی
بنائی ہاے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی

سوا ہے محتسب اسکے کہ اپنے دل کی صورت ہے
سزا اور اشکستن کو کتنی تقصیر شیشے کی

اثر اس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی
شکایت ہے مری فریاد بے تاثیر شیشے کی

ہوں اک آئینہ رو کا دیدۂ پر آب دیوانہ
بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی

بیان کرتا ہے ہنگامے کا اس مستی کے عالم
ولے کیا کھینچیے بیہودہ ہے تقریر شیشے کی

بھلا کیا اعتبار اے مومن ایسی پارسائی کا
کہ بیخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کی

رستم نے اُن نازنینوں کو دیکھکر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہ جبین غائب ہوئین اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اُسنے دستک دی درد سے آگے بڑھا ایک دو پتھر زمین پر مارا جنسے جوانان زنگی زمین سے پیدا ہوئے تلوارین کھینچکر رستم پر گرے آفتاب نے آواز دی اے شہریار انکو قتل کیجیے گا لوح چمکائیے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوئے تھے مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہوگئے دور سے الوان نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ اے ببران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے چند شیر دم اُٹھائے ہوئے منھ کو مثل قہر بلا کھولے ہوئے جست کرکے پہاڑ پر آئے آتے ہی طرف رستم کے چلے رستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک دی مہلال وغیرہ نے پکار کر کہا اے شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح ہاتھ سے جاتی ہے رستم نے اشارہ کیا کہ لوح نے یہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین اُن شیروں کے پھینک دو مین نے وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیروں پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب نابود ہوئے کوئی زخمی ہوکر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہوگیا تھوڑے عرصے مین سب شیر غائب ہوئے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے آواز دی اے الوان قدرت گھیرے ہوئے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے یہی آرزو ہے کہ طلسم ہفت پیکر مین جائین وہان جاکر کل انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدون سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشا لوح حوالے کرے تحفۂ ما ہات قبضے سے جب طلسم کشا کے نکل جائینگے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہوگا الوان نے جو یہ باتین سنین گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہونچے للکارا۔ او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہے وہ خود مکار دجال ازلی ساحر شعبدہ باز ہے آج وہ بھی کہا جائے گا الوان نے جو یہ باتین رستم کی سنین گھبرا گیا تیغ کمر سے کھینچکر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے اے ظالم تو نے مجھکو ذلیل و خوار کیا الماس نکل گئی اُسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی ہین اگر یہ مصیبت جانتا رادہی مین اُسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جاساز ہو طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہو گیا طلسم کشا نے وار الوان کا تیغۂ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلے بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار چاپ کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کے سر پہ گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے چلے اسقدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہاڑ سے آواز دی کہ اے شہریار لوح چمکائیے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے جو چمکایا تصویر کو چاہا کہ جھپٹ کے تیغہ ماروں کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک جوان پیچیدہ ہو کر نکلا آفتاب و جلال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آ کے نہ بیٹھیے ہفت پیکر نکل گیا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی دیکھا بالائے آسمان ایک ساحر کی تن تنوی میں ہنکار رہا ہے کہ ای رستم میں اب طلسم ہفت پیکر میں جاتا ہوں اگر وہاں آؤ گے تو مزا اٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر سحر کمان میں پیوست کیا تھا ہفت پیکر چاپ کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہو گیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا اہل فوج اسکے لڑتے بھڑتے قلعے میں گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ میں قلعے میں جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دوہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر لشکر اترا رئیسوں میں یہی چرچا ہے کہ ہفت پیکر بھاگ کر طلسم میں گیا الماس نے عرض کی ای شہریار اب کیا قصد ہے رستم نے کہا خواہ جان جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم میں جانا ضرور ہوگا آئندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے بادشاہ وہاں قید ہیں جسوقت قبلہ و کعبہ سنینگے تو کیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پہ مشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی میں ضرور ساتھ چلونگی الماس نے اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جملہ ساحرایں اپنی شوکت وشان دکھاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب ایک صحرار پُر فضا مین آکر اُترا آفتاب کے عقب مین لشکر جلال بعد لسکے لشکر شہرت مرصع پوش والماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر و نہنگ بحری لشکر گران لیے ہوے اُتری ہین ان سب کے بعد لشکر عیوق و جاروق و شریر مردم در دیوانہ اُترا سرداروں کے بیچ مین بارگاہ رستم استادہ ہو شام کا وقت ہی رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین آفتاب و جلال و شہرت و الماس لشکرون کو اپنے چھوڑ کر براے ملاقات رستم آئے ہین بیچ مین دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی صحبت عیش و جشن آراستہ تھی کہ لشکر آفتاب مین ہڑ ہوا سردار بھاگنے لگے کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزار ہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال ہو رہا ہی سردار بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام ابھی آتا ہی یہ کہکے آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزار ہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین آفتاب نے بڑھکر شیرون کو للکارا اور آواز دی اے سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہی یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگون کو جنبش دیتے ہوے سامنے شیرون کے آئے جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرون آہو نے بڑھکر اُسکو سینگ مارا کہ توڑ کر پشت کو شیر کی پار گیا شیرون کو آہوون نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اُس ابر کو جو دیکھا کہا ای آفتاب یہ دو جادوگرنیان ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے پاس آیا تھا کہ جہانگیر و زہرہ بڑی زبردست جادوگرنیان ہین شاید ان دونون کے ہاتھ سے کام نکلے وہ دونون سحر کر رہی ہین مین ابھی جاکر انکو لاتی ہون یہ کہکے الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین پر آکے کھڑی دیکھ رہی ہی کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر ابر کے پہونچی

للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ مین نے تمکو پہچانا ابر مین کہان تک چھپو گی یہ کہکے گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پہ دونون جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین الماس کو جو جہانگیر نے دیکھا پکار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بھلایا اب میرے مقابلے مین آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ مین روک لیا روک کر وہی گولہ مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونون جادوگرنیان علیحدہ ہوئین دونون نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا الماس تڑپ کے نکل کر دونون پر جا پڑی دونون کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلوارین الماس پر برسنے لگین سب تلوارین الماس نے توڑین ایک تلوار چمک کر سر پہ الماس کے گری کہ سر سرا الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اس سے سر کو باندھا کچھ خون چلو مین لیا اسم سحر کا پڑھکر دونون پر پھینک مارا دو کمندین دونون کی گردن مین پڑین الماس نے کھینچا دونون کی گردنین بندھی ہوئین کمندون مین لٹکتی ہوئین الماس نے چاہا ان دونون کو لے نکلون کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر چاہا ابر کو توڑون ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا مگر ابر سے نہین نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جا کر ایک گولہ مارا اور خود کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جا کر الماس کو سنبھالا الماس کے ہوش درست ہوے آفتاب نے منھ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس ان دونون کو گرفتار کیے ہوے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آکے پہونچین ان دونون کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا ان دونون نے ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر ہین یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے ان دونون کے قتل کا حکم دیا جلادون نے انکو قتل کیا قتل ہونے کے بعد ان دونون سے دیر تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہوکے وہ سر پیٹتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم لشکر فراغت کر کے

بہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے
کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نورال بہر کا اور قید ہو جانا طلسم ہفت پیکر مین و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقہ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام حیرت فزا
بتا ساقیا مین بیان کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو چھیڑ رہی
سر راہ پر ایرج گرو ہے
کہ دونون جوان پر سر راہ ہین
نیا آج سامان ہوا ہی بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانے کا انکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان

کہ ساماں ہی قید سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے مہر سے صاف یہ دور ہی
یہ منظور ہی مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
نہین سعد کا حال صاحبقران
گل گلشن عز و جاہ و حشم
بصد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان
کبھی رزم مین رنگ ہی بزم کا

ترے دور مین ایسا بیچین ہون
کیا مجھسے بنت العنب نے حجاب
مجھ صاف ہی اور نہ یان درد ہی
لکھون حال فرزند صاحبقران
چلی ابر توسن کلک جادو رقم
رہے رنگ پہ ہر گھڑی داستان
بصد کر و فر کوچ کرتے ہین اب
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہی رزم کا

چو ہمہ رہروان منازل طلسمات و طی کنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت بیان ایرج و نورال بہر یون تحریر فرماتے ہین ـ شعر ـ مرصع خیالان رنگین ادا + چنین مے نگارند این ماجرا + جب کہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ جمجاہ ایرج نوجوان نے سنی قبضہ تیغہ دودمہ سکندری پر ہاتھ رکھا اسی وقت سوار ہوے جو فیروزہ نشان جا گیا تھا اسی سمت پر چلے تعقب مین نورال بہر بھی آتے ہین مگر اول ایرج نوجوان بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے اس دشت ہیبت آشوب مین پہونچے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ تھا کہ سنگ بنیاد جا سے قلعہ پر نگہبان آدم خوار قرنا پھونکتے وہین

لگائے کھڑے ہین بہت سے نقارہ نواز برجون مین ایرج نے آتے ہی لشکر اُتارا
شب کو داخل بارگاہ ہوے شاپور شیر دل نے عرض کی اے شہریار یہ مقدمۂ طلسمات
ہو بادشاہ آکر جانبر نہ ہوے نہین معلوم کس حال سے طلسم مین پہونچے ایرج نے کہا
جب تیغ مردان عالم کھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہین کرتا کل اس قلعے کو فتح کرین گے
لڑتے بھڑتے تا بہ بادشاہ اسلام پہونچین گے کہ اُنکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہوا خواہ جو گئے
وہ آپہونچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کہنا نہ مانین گے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پہ
رکھکر سر بسجود ہوا اور سلاح جہانگیر و سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا
و شعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہوکر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہے اے شہریار یہ
مقدمۂ طلسم ہے بے سمجھے نہ جایئے ایرج نے نانا گھوڑے کو میدان مین مہمیز کیا جب کہ
میدان مین آکر نعرہ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سے نے دیکھا کہ نصف
میدان طے کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوے خندق پہ
آکے بیٹھا اُس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرنے لگا چند کنیزین پشت پر حاضر ہین اور
گلابیان اُنکے ہاتھ مین دونون کو شراب پلا رہی ہین زنگی نے جوش محبت مین اُس نازنین
کا بوسہ لیا اُسنے سر اُٹھا کر ایرج سے آنکھ لڑائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہے ایرج
نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہے اس نازنین سے
الگ رہ اُسنے پھر گلے مین ہاتھ ڈالا پھر اُسکا بوسہ بہ جبر لیا اب تو ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے
کو جھکا کر قریب خندق کے آئے للکارا کہ او بے حیا مین اُس پار آتا ہون اُسنے کچھ جواب
نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کہ وہ ابن اشقر ایسا گھوڑا چارون تیلیان جھاڑکر خندق
کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکے اُٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کے اپنا وار کیا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہے اے شہریار
آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا خوشامد کرکے ایرج کو کرسی پر بٹھایا ایرج

بیٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیا پیتے ہی آنکھیں سرخ ہوئیں اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ میں چلیے وہ مقام خالی از غیر ہے اُسی وقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوئے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ بند ہو گیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے میں گئے چاہا کہ روتے پیٹتے پلٹیں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع فوج آکر پہونچے ایرج کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شہرنگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کریں اب عبادت خانہ آراستہ ہو نورالدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کرپاس فروش بازاری یوں طلسم میں جائے اور میں عبادت خانہ آراستہ کروں میں ابھی جاتا ہوں ہر چند سب نے سمجھایا یہ بھلا کب مانتے ہیں اسپ پری پوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ پھاٹک قلعے کا کھلا دیکھا کہ ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ او جوان کہاں آتا ہے یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہے بڑے بڑے شاہ و شہریار آئے ٹھوکریں کھا کے چلے گئے بالاے قلعہ سے نقارہ نوازوں نے آواز دی کہ اے جوان کیا اپنی جان سے بیزار ہے نورالدہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط میدان میں پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کر کے سامنے نورالدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا نورالدہر نے چاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالوں نیزے کو گانٹھا چھیڑ دیکر یکبارا کہ نیزہ ہاتھ سے مرصع پوش کے نکل گیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا نورالدہر پر ہاتھ نہ مارا نورالدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پہر بھر میں اُس مرصع پوش نے نورالدہر کو اُٹھا لیا ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے میں لیگیا پھاٹک بند ہو گیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنائیں بجانے لگے ہر طرف یہی ہاہا تھا کہ دو جوان عمدہ داران طلسم کشا قید ہوئے اہل لشکر دونوں کے حیران و پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہیں بیقرار و بیچین اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی سینے دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندھور و مالک و قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہونچے شہرنگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار

آمیج و نور الدہر بھی جا کر قید ہوئے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہیں کہ جا کر قید ہو گئے امیر نے جو یہ حال سنا اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکائے اشقر کو اُسی وقت مہمیز کیا لندھور والا کہ داہنے بائیں قاسم و بدیع الزمان تیغوں پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوئے سرداران نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہیں سب سردار یعنی جمہور و فرامرز و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھوڑا چمکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائیں لیے کھڑے تھے سب قرنائیں پھونکنے لگے نقارچیوں نے نقارے بجائے میدان میں ایک غریو ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہیں کہ پہلوے قلعہ سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کئی سو پہلوان عقب میں تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھ سے مقابلہ کیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہہ کے پشت پر دیکھا ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا چمکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کرتا ہوں جمہور گھوڑا چمکا کر مقابلے میں اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنیں آپس میں رد و بدل ہوئی تھیں کہ جمہور نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے نکل گیا اُسنے قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اُسنے ایک مقام پر بازو بچانے کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جمہور نے گریبان میں ہاتھ ڈالا لپٹے ہوئے دونوں زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکوں لیکن نہیں رک سکتا دس پانچ قدم پر لا کر اُسنے پٹک مارا کہ دونوں گھٹنے جمہور کے آشنائے زمین ہوئے کمر میں ہاتھ ڈال کے آواز دی المدد یا خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اٹھا لیا جست کرکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ قرنائیں بجانے لگے وہ جوان جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہو گیا وہ افسر جو گھوڑا اپنے آستے دوسرے

جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا بعد تلوار کشتی کی نوبت آئی چار گھڑی مین اُسنے فرامرز کو اُٹھا لیا گینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھلا قلعے مین داخل ہو گیا اسی طرح تا بہ شام چالیس سردار اُس طرف سے نکلے اِدھر سے سرداران صاحبقران عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و نعمان بن منذر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کرکے قلعے مین لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بجتی ہین اور نوبت نقارہ بجتا ہی لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب کیہان کرگدن سوار ہی یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو شام ہو گئی کل آپسے سمجھ لونگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی جملہ سرداروں کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمرو نے عرض کی اے شہریار معلوم ہوتا ہی اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہی علامتین جدید و جدید ہین بادشاہ اسلام کا اور طور سے داخلہ ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوئے حضور کے سرداروں پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہی کہ حضور اپنے کو بچائین ایسا نہو کہ مقدمۂ طلسم ہو کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہوگی انتظار رستم کیجیے مین نے خبر پائی ہو کہ اُنھون نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ آکر طلسم مین داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کیہان نے طبل جنگی بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی بحکم صاحبقران نقارۂ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن ہی کہ دشمن تو آمادہ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کرین جس طور سے جنگ آغاز ہوئی اُسی طرح ہوگی مین خود نکلونگا اگر سحر ہی دفع ہو جائیگا اُسی وقت سے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوشش و خروش قلعۂ مغرب سے مع فوج ضیاء و شعاع

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی مین صف آرا ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آگئے اور صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفین جمین آتش افسر پہلوان نے خود گینڈا چمکایا اور میدان مین آکر آواز دی منم گیہان کرگدن سوار جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بدیع الزمان نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان فرق کر مین خود اسکے مقابلے مین جاؤنگا خواجہ نے کلاہ تاری اچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلینگے امیر نے اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہوکر ساتھ ہوئے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان مین ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہی تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو مظفر و منصور کرے سب سردار پلٹے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے کھڑے ہین امیر جو گیہان کے مقابلے مین پہونچے تگاورزن ہوئے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہین کہ ای شہریار اسم اعظم وردزبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تگاورزن ہوئے چھ سات قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھکر آواز دی یا صاحبقران مین پہلوان قدرت ہفت پیکر ہون اور نظر کردہ ہون آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای گیہان اب تو تیرے مقابلے مین آئے پلٹ جانا مقابلے مین آکر مردان عالم کا دستور نہین گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ کا ٹھکا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے گیہان کے نکلگیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جب اسم اعظم موقوف کرتے ہین ایک پریشانی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن مین جوش مار رہا ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا ہاتھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالا یا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار قدم ریل کر لیجاتے ہین تو وہ چاہتا ہی کہ پانچ قدم ریل کر لیجاؤن لیکن بسبب اسم اعظم کے صاحبقران پر کوئی زور نہین چلتا امیر بھی چاہتے ہین اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا غرض ایسا طور پر کشتی ہو رہی ہی جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لاتے ہین گیہان زور کرکے نکلا جاتا ہی اور جہان گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین [illegible]

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہوگئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہو گیا ہر چند قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران دن واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہے اب تشریف لیجایئے میرے آپ کے کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو پلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھپر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہے گیہان نے کہا مین ضرور آپ کے مقابلے مین آؤنگا ہر چند کہ میرے کل سردار آپ کے سردارون سے مقابلے کے خواہان ہین مگر اب مین میدان مین آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہو لے تو سردارون سے سردار لڑین صاحبقران پلٹے سپر و شمشیر اٹھائی اشقر پر سوار ہوکے چلے کنارے تک لشکر کے نہ پہونچے تھے کہ لشکر مین بلوہ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت توکرو یہ کیسا ہنگامہ ہے کہ آنسیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیگیا امیر کو حال سنکر بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر مین پڑا ہوا بدیع الزمان کو سمت فلک مین لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ مین آ کے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون آقاے نامدار مزاج کیسا ہے امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا مگر یہ پہلوان ایسا زبردست ہے کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا۔ نظم

روز دیگر کین جہان پر غرور — یافت از سرچشمہ خورشید نور
ترک روز آخر بہ این زرین سپر — ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین گیہان گردن سوار تھے گینڈا اپنا نکالا میدان کارزار مین آ کر سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو چمکا رہا ہے نیزہ ہلا رہا ہے

صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ یہ آواز دے تو مین میدان کارزار مین جاؤن مگر فرماتے ہین کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہے پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روک کے کھڑا ہوا آواز دی کہ کہان ہین صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی سب دیکھنے لگے دیکھا چند لکہ ہاے ابر آسمان پر گرجتے ہوئے نمایان ہوئے اور لشکر عظیم پشت پر ساحر و غیر ساحرون کے جما و امیر نے دیکھا رستم مرکب اشقر الاکبود پر سوار سردار گھیرے ہوئے ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوب دست کاندھے پر رکھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے پشت پر چار سو دیوانے غل مچاتے ہوئے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین اس کرو فر سے رستم ظاہر ہوئے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا سمک نے جو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا عرض کی اے شہریار پہلوان میدان مین ہے آپ کے قبلہ و کعبہ کو للکار رہا ہے صاحبقران نکلا چاہتے ہین رستم نے وہین سے مرکب کو مہمیز کیا فرمایا او بچیا مین تیرے مقابلے مین آتا ہون مرکب پر کوڑا اٹھایا وہ مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چھلانگین ٹھیکون مین مقابلہ گیہان مین پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچ کر فرمایا او بچیا ہم تیرے ہم نبرد ہین صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہو گئے صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلایا سب حال پوچھا کل کیفیت سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہاے ابر آسمان پر ٹھہرے ہین اسمین بڑے بڑے ساحر مخفی ہین اور رستم کے شریک ہین کائنات کے ساحرین علم نیرنگ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغ برقتاب بنام انتقام سے کھینچ کر خبردار خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا اس نے سپر فولادی چہرے کی پناہ کی مگر تیغہ ہفت جوہر جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو جو کاٹ کر تیغہ گرا یا تو قبضہ سپر پر چپکا تھا یا زیر تنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا بارگیہان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سامنے کھڑی ہوئی تیغ اُٹھاکر رستم پر چلی رستم نعرہ کرکے اُن سب پر جا پڑے — نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہژبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین برکشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم + فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کتنے ہی پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے بھاگی رستم اُنکو رولتے ہوے جاتے ہیں جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنانوازوں نے قرنائیں بجائیں اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوازوں نے آواز دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رُخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہیں خندق پر آکے رستم نے لوح کو جھکایا پانی میں غرق ہوئی ایک آہو جست کرکے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہے صحرا میں جاکر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب میں ایک کوئیں پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے فاتح طلسم و اے سوار این عجائبات اپنے کو چاہ میں مع مرکب گرا دو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوئیں میں فوراً پھاند پڑا سماک پیداقی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہاں سے پلٹا اور یہاں لشکر میں آیا آفتاب فلک سیر نے پوچھا آقا کہاں گئے سماک نے بیان کیا کہ کوئیں میں مع گھوڑے پھاند پڑے آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مرصع پوش نے کہا اے آفتاب جس راہ سے طلسم کشا گئے ہیں اُس راہ سے ہم تم نہیں جا سکتے ہمارا تمہارا اور راستہ ہے آفتاب نے الماس سے پوچھا کیوں اے ملکۂ عالم کسطرح جائیں کہ پاس طلسم کشا کے پہونچیں الماس نے کہا میں چلتی ہوں میرے پیچھے تمکو آنا ہو جلد آئے یہ کہکے الماس آگے بڑھی آفتاب جلال و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر آواز دی اے راہبر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم میں لیچلو دیکھا درۂ کوہ سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام نمایاں ہوا پکارتا ہوا اے ملکۂ عالم آئیے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس آفتاب

و شہرت و جہلال جاتے ہین جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ مین رکھا آواز آئی ای راہبر کسی لیے جاتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین پہلو سے ایک ساحر فوق الجثہ جھپٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑ لون الماس نے پیچھے ہٹکر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے ہی زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے ہٹکر ایک دم پتھر زمین پہ مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لون آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہی ساحر نے پھر دو پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر گرا جہلال نے بڑھکر سحر کیا جہلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہی یا نہین اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا شہرت نے کچھ آنکھون سے اشارہ بھی کیا گورے ہاتھون سے دستک دی اُس ساحر کا منھ گلنار ہوا آنکھین سرخ ہوئین نتھنین کسنے لگا کہتا تھا ای سرتاج معشوقان مین تو مدت سے تمھارا اشتیاق تھا ہجر کی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال بے مثال تمھارا دیکھا برسون تڑپتے گذرے اب یہ کیفیت ہی نظم

ہی فسانہ ساتھ سولے کب کسی تدبیر سے
نیند آتی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے

ہائے پھر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے
اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے

بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے
لگئے ہم خاک مین محشر تری تاخیر سے

میرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا ہوا
تھا شگون ہی مدعا پایان نامہ کی تحریر سے

جاے شربت مرتے دم بھی خون پلایا ہائے ہائے
منھ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے

عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہمکو رہا
ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہین تعزیر سے

سر پٹکتا ہی فلق مین مومن خانہ خراب
مسجدین رہتی نہین کیا فائدہ تعمیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا ای ملکہ عالم راہ زن میرا نام ہی راہبر وہ کھڑا ہی تشریف لیچلیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اُٹھایا آفتاب و جہلال پر سے سحر اُتارا اب دونون ساحر راستہ بتاتے ہوئے ان چارون کو لے چلے درہ کوہ سے تھوڑی دیر مین نکلے دیکھا ایک صحرا ہے ویران کف دست میدان جھاڑ بہ طرف سے

سنسان کچھ نخل چلے ہوئے خاک اُڑ رہی ہے ہر طرف سے آواز سائیں سائیں کی آرہی ہے زاغ و زغن غل مچاتے پھرتے ہیں انکو جلتے ہوئے جو دیکھا ایک زاغ اُن سب کے بیچ سے نکلا نکلکر بلند ہوا پکار کر آواز دی ای ساکنان صحراے ویران ہمراہیان طلسم کشا کس راستے سے جاتے ہیں کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھا آواز دی کیوں سنسان ہاکہو روتے آئی ہو ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے ذرا ہمسے نگاہ ملاؤ اگلی محبتیں یاد کرو یہ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اسکی آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کانپی کانپ کر پکار اُٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئینگے لیکن یہ راہبر و راہ زن تمکو خلاف راستے سے لائے چاہتے ہیں کہ تمکو بھٹکائیں آفتاب نے کہا ای سنسان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھریں منزل مقصود تک نہ پہونچیں اور طلسم کشا سے ملاقات نہ ہو ای سنسان ان دونوں کو روکو یہ بد باطن ہیں سنسان نے بڑھکر آواز دی او راہ زن آگے نہ بڑھنا کیوں انکو بہکاتا ہے راہ بر نے پلٹ کے آواز دی ارے دیوانی ہمارا یہی کام ہے اسی اُلٹ پلٹ میں ہمارا نام ہے آخر دونوں نے تلواریں کھینچیں راہبر اور راہ زن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہے تینوں میں سحر چل رہا ہے الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھسے آنکھ ملا سنسان نے جو الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا تیغ کھینچ پہلے راہبر کو کھینچ مارا پلٹ کے راہ زن پر وار کیا دونوں کا سر زخمی کیا دونوں کا سر زخمی ہوا تھا کہ دونوں نے خون اپنے سروں کا لیکر سنسان پر پھینک مارا دونوں کے سر کا خون جو جسم پر سنسان کے پڑا سنسان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطے اپنے دین و مذہب کا مجھے بچا لیجئے اب میں جلکر خاک ہوا چاہتی ہوں الماس نے بڑھکر دونوں ہاتھ ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش میں آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سنسان نے راہ زن پر پھینک مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر جا پانی برسایا دن یہ جو

سنسان نے دیکھا نیمچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او سچیا کہا کرتا ہو دیتی تو خبر لے یہ کہکے ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دونون لڑکھڑے سنسان نے بڑھکر ایک نیمچہ مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوے راہ زن کا مرنا کہ راہبر نے سنسان پر نیمچہ مارا دونون مین دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سر بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سنسان کے دو ٹکڑے ہوے سنسان جو مر کر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا وہ بھی جلنے لگا جب ان تینوں ساحرون کا خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحراے ویران مین تھے یا ایک صحراے پر بہار ہے جانورون کی پکار پھولون کے رخسار مثل شعلۂ آتش دہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین نخل سرسبز و شاداب غنچہ ہاے گل لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجین مثل تلوار کے چمک رہی ہین عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہین ایک مقام پر صدہا بلبلین جمع ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہے

نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلارام نکلتا
دم کاہیکو یون ای دل ناکام نکلتا
مین وہم سے مرتا ہون وہان منہ سے اُسکے
قاصد کی زبان سے نہین پیغام نکلتا
کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم
کیا صبح کو خورشید نہ تا شام نکلتا
ہر ایک سے اُس بزم مین سب پوچھتے تھے نام
تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا
وہ دین نہین مومن کے نصیبون مین جو ہوتین
بت خانے ہی سے کیون یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جوان سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یارو دیکھا تمنے صحرا تبدیل ہوا عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہین اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہین ورنہ گرفتار ہو جائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہین معلوم طلسم کشا کس مقام پر ہین آفتاب نے جو یہ باتین کین الماس نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہو کر اُس ابر مین مخفی ہوئی ابر ایک جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر گلگون تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئی جھونکے ہوا کے سیر کے چلتے ہوے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھومتا ہوا سامنے آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمین چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا ہلال نے

ابر سوسنی آراستہ کیا یہ شکل ماہِ تابان بنکر اُس ابر مین مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا چارون ساحر ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوئین مین داخل ہوے بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب مین جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا ہزارہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آراستہ کسی جانب چھوٹے چھوٹے نخل شکل گلدستے کے آراستہ مین کہ سایہ اُنکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اُس صحرا کو دیکھ رہے ہین بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سایے مین جاکر اُترے زین پوش بچھا کر بیٹھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز مین داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اُس تعداد سے ورد زبان کرو تعداد مین فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح شروع کیا چند مرتبہ پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اُسکا سرخ فام سرخ پوش نام ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی ای طلسم کشا سارا گھمنڈ تمکو اس لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے مین آؤ کچھ زور بازو دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اُسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہی صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اُس پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپکی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے مین نہین آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین بزرگونکا جو اُس پہلوان نے نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی مین تیرے مقابلے مین آتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلے مین اُسکے پہونچے تگاور زن ہوے اُسنے نیزہ مارا رستم نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلا کہ اُسنے ساتھ والون سے پکار کر آواز دی یارو تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چار جانب سے گھیر کر مارلو کئی ہزار سوار گھوڑے اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغ ہفت جوہر کھینچا اُن سب سے لڑنے لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین رستم کے نہین آتا سوارون کو

ترغیب دے رہا ہے جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے قریب اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد برے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے میں نہیں آتا تب اُسنے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر رد کرکے ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس پہلوان کے نعرہ بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ صحرا تاریک ہوگیا آوازیں مختلف آئیں پھر ایک آواز آئی کشتی مرا نامم سرخ فام صحرائی بود رستم اُس اندھیرے میں کھڑے ہیں حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحرائے مختصر ہے سامنے میں پہاڑ کے ہیں کھڑا ہوں حیران ہوئے کہ اے رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہے شام قریب تھی مرکب سے اُترے سامنے میں ایک نخل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درۂ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب ابن اہرمن صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہے دربار جمع ہے بیٹی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہے اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہے غراب کہتا ہے کہ مقام پر سرخ فام کے پہونچے ہیں وہ ضرور دھوکا دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہیں یہ وہ مقام نہیں ہے کہ لوح کے بھروسے پر طلسم فتح کرلیں وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان پہونچے گی کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپکے زیر کوہ بیٹھے ہوئے ہیں سب غلام اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے غراب یہ سنکر اُٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا اے والد کہاں ارادہ جانے کا ہے غراب نے کہا برائے قتل طلسم کشا جاتا ہوں سہیم نے کہا اے والد تحفہ جات و لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہیں ایسا نہ ہو حضور پر وار چل جائے غراب نے کہا اے نور نظر اب وہ میری حوالی میں آیا ہے کیونکر مقابلہ نہ کروں سہیم نے کہا فوج کو بھیجیے کہ وہ جاکر گھیرے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہے ہزار دو ہزار کی حقیقت نہیں جانتے ایسے ایسے مقاموں پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہوگئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یوں قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہیں لیتا

سہیم گوہر پوش نے کہا کہ والا شاندار آپ اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہین اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین جاکر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جاکر دیکھ آئین اُسکے بعد شکست کیجئے یہ صلاح مین کرکے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئین بطرف طلسم کشا کے چلین عراب مین اہرمن بارگاہ مین بیٹھا ہو کہہ رہا ہے دختر میری سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہے کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے ہزار ہا شعبدہ سے اُسکو آتے ہین ایک شعبدہ اگر اُسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہو کر آئینگے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تدبیر کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و ساحرہ جو اُسکے ساتھ ہین اُن سب کو نگاہ مین تولون موافق ہر ایک کے مرتبہ کے سحر کرون سب دیوانے ہو کر الگ جائین طلسم کشا خود والا مین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پر کھڑی صورت اپنی تبدیل کی ایک ساحرہ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے پھٹے کچھ خراب صورت مین خلاف وضع اُس اندھیری رات مین دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سایہ مین ایک شخص بیٹھا ہے مرکب مثل نگہبان گرد پھر رہا ہے آخر یہ دیکھکے پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہوگیا کہ طلسم کشا اکیلا اس مقام پر پہونچے ہین رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُترکر بطور راہ گیرون کے طرف طلسم کشا چلی لوح طلسم کشا کے گلے مین تحفہ جات زیب جسم قبضہ پر تیغ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر بغل سپر اُسپر تکیہ کیے بیٹھے ہین کہ سہیم نہاتی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے جو دوسرے شخص کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض انور جسکا صفات ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہے سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابروئے ہلال آنکھین بعینہ چشم غزال زلفین فتیلی دوش پر مار سیاہ لہراتے ہین جسکی مثال شاعر کہتا ہے۔ نظم بطور مسدس

زلف رسا ہے یا شب معراج سر بلند	یا قدسیون کے صید کو پھیلی ہے یہ کمند
پائین وہ ماہ دستانہ کہ فدو پسند	ہے جسکی دستبرد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک جہان کا الجھ رہا	دل خون ختن کے مشک کا نافہ میں جل رہا

ہے زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا | اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
یہ ابر آفتاب کے پہلو میں چھا گیا | پیدا ہے یا کہ شام غریبان یہ برملا
خورشید روئے یار کی گو زلف شرق ہو | ممکن نہیں ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی | آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل رُبا ہوئی | عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفیں سنولے نے ہیں جو شانہ اشکل ہوا | کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہیں سحر سے وہ چشم خرد بین میں بیگمان | جادو ہوا انکے نام سے دنیا میں بے نشان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جائے بے زبان | آشوب دہر فتنۂ آفاق ہیں عیان
پہونچے نہ چشم زخم کہیں خوفناک ہو | دم سورہ صاد کا میں کرون کیون ہلاک ہو

اس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا | چتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا | آنکھیں کبھی چرا کے مرا دم چرا لیا
سیدھی نگاہ تیر سی سینے کے پار تھی | ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دو سار تھی

پہلو سے گل کی خار ہیں پلکیں کہ ہیں خدنگ | رکھا ہے جان پہ تیر ہیں یا نشتر فرنگ
یا فوج کی صفیں ہیں مہیا ہے رزم و جنگ | پہنے ہوئے ہے چشم یہ وردی سیاہ رنگ
پلکوں سے ترک چشم نے کھانڈے سنبھالے ہیں | یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہیں

جمال جہان آرا سے رستم دیکھکر سہم گئے ہاتھ پاؤن میں رعشہ آیا قلب تھرایا ہر چند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر لہرا کر گری بیہوش ہوگئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایا یہ تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہے قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی سمجھہ پہنے ہو دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہے رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال ابروئے خمدار کھینچی ہوئی تلوار آنکھیں بسبب غشی کے بند دوپٹہ سینے سے سرکا نار پستان کا ابھار قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان چمن کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

رستم پر نگاہ محبت دیکھ رہے ہیں سر زانو پر آنکھوں سے آنسو ٹپکے عارض پر اُس مہ جبین کے پڑے اشکوں نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ میں پہونچی گویا لخلخہ سنگھایا سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھول دی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیہ زانوے محبوب کو ہر آبدار اشک آنکھوں سے رستم کی ٹپک رہے ہیں گھبرا کر اُٹھ بیٹھی کہا ای شہریار آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رستم نے اُسی زین پوش پر جگہ دی پہلو میں سہیم بیٹھی رستم سے باتیں ہونے لگیں فرمایا ای سرتاج معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج اس شب تیرہ میں تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا ای شہریار آپ نے جو سرخ فام سرخ پوش کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اسم حاشیہ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائیں اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس صحرا میں کہ میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہے چند ساحر آپ کو دیکھکر گئے غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر میں طاق شہرۂ آفاق مشہور ہے بڑے بڑے ساحروں کو مارا ہے سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہاں لگا کے لاؤ یہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کرلیں یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہاں آکر ایسی گرفتار ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤں یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر آپ کے ساتھ ہیں اُن سب میں میں حقیر ہوں مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہے اس سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اسی صحرا میں پہونچیں اور پھر اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم کریں ہر چند کہ اور ساحر موجود ہیں اپنے شعبدے دکھائیں گے مگر آپ دھوکا نہ کھائیں اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھیں تب یقین ہے کہ اُن مکاروں کے ہاتھ سے بچیں اور منزل مقصود تک پہونچیں پھر جو امور راست ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائیں گے اب جو اس سرحد میں آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجھکو کچھ بن نہیں پڑتا اگر تامل کروں تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا میں پھنسیں اگر کوشش کروں تو باپ کے قتل کا سامان ہے دونوں طرح مشکل ہے اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

نکاسی غیر ممکن ہے اور ہزار طرح کی آفتین ہین اگر کسی بلا مین پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزارش کرون اب مناسب یہ ہی کہ مین رخصت ہوتی ہون رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کی مین دل و جان سے آپ کی مطیع ہون جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل ہو یہ وہ مرحلہ ہی کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوے اور میرے ہی ہاتھ سے مار گئے مین اب خود بربادی ملک غراب چاہتی ہون مین جا کر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھکر دربار غراب مین تشریف لائین مجھسے جو کچھ خیر خواہی ہوسکے گی بسر و چشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو مہلت پائی ورنہ تکلیف ہی جب آپ دربار مین تشریف لائین گے تو سانٹھ ستر ہزار ساحر آپ پر بلوہ کریگا ہر چند کہ جہان تک ہو سکیگا مین کہ وہ کوشش کرونگی ساحرون کو آپ پر بلوہ نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتین نہ کرنے پائے تھے کہ طائرون نے آشیانون سے سر نکالے چہچہانے لگے ستارہ سحری آسمان پر چمکا سہیم نے گھبرا کر کہا اے شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہین اب مین رخصت ہوتی ہون ہرچند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھون کے سامنے سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہے سہیم رستم سے وداع کرکے طرف بارگاہ غراب کے چلی رستم انتظار مین ہین کہ روشنی ہولے تو مین سوار ہون اتفاقاً جب سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوتہ اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہی کہ سہیم دیکھکر شاید عاشق ہو مین بھی پردے مین چلون دیکھون اسپر کیا گذرتی ہے شہرت ہے لوح جبائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوے لوح ایسی شی دستیاب ہوئی تو اے معطل جادو اسکا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک طائر بنکر آئی اسی نخل پر بیٹھی اپنے کو پتون کی آڑ مین چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیہوش ہو کے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہو کر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے یہ جو اسنے سنا کہ کل غراب قتل ہو جائیگا طلسم کشا دربار غراب مین جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہی کون لڑ سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل وجان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیرین بتاگئی بس مین لوح طلسم کشا سے لیاون جب سہیم جا چکی معطل جادو درۂ کوہ مین آئی اور سہیم کی صورت بنکر درۂ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا اے شہریار مجھے کچھ اور عرض کرنا ہے دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہے معطل قریب آئی قریب آکر کہا ذرا مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہے کوئی آفتاد تو نہین پڑی رستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق صادق ہے بس فوراً لوح گلے سے اُتار کر ہاتھ مین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے دیکھتے تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا کہا اے شہریار کلاہ بھی دیکھون رستم کلاہ اُتارنے لگے مگر معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اُسکا پڑ گیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے دیکھا ایک ضعیفہ فرتوت کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہے چاہا کہ تیغہ چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اُسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور دوڑے تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تھک کر اُسی مقام پر ٹھہر گئے معطل جادو لوح و تیغہ ہاتھ مین لیے ہوے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم نہ پہونچی تھی کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و تیغہ پیش کیا کہا اے غراب تیری دختر نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشا کو بتادی مین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین تھا کہ جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیان آپ سے بہوت ہوکر عاشق ہوئین کہ گھر اپنے برباد کرا کے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہے کہ یہ بھی جاکر عاشق ہو عین وقت شباب رستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پاسکتا ہے وہی ہوا کہ یہ جاتے ہی مائل ہوئی بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے لوح و تیغہ لیا کلاہ و زرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھپر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب یہ دونون تحفے موجود ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزون کو احتیاط سے رکھیے مین امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہوگا غراب بیٹی کا حال سنکر جھلا گیا غصہ مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی

گذر نہ ہو ابھی چل کے اس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہوں اسکو ایسے مقام پر قید کروں کہ جہاں کوئی نہ پہونچ سکے مگر جو امان تمنے وہ احسان کیا کہ میں تمہارا شکریہ نہیں ادا کرسکتا اہل قلعہ غرابیہ کی تمنے جان بچائی ہر چند کہ اس طلسم میں ایسے ایسے ساحر ہیں کہ طلسم کشا جانبر نہ ہوسکے مرحلہ جات پر دھرے جائینگے مگر ابتدا ہی میں تمنے ایسا کام کیا کہ قادر بہت خوش ہونگے پھر دربار میں آکر تخت پہ بیٹھا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا سہیم گوہر پوش گھبرائی ہوئی آکر بیٹی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیوں بیٹا کیا سہیم نے کہا میں نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہے صبح و شام میں گرفتار کرونگی رنگ میں نے جمایا ہے غراب نے کہا اے گیسو بریدہ او شوخ دیدہ جاکر دھوکے کو دیکھ عاشق ہوئی بیہوش ہوگئی طلسم کشا نے سزا تو یہ رکھا میری دائی امان سب تماشہ دیکھ رہی تھیں میرے قتل کی تدبیر تونے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور تیغہ طلسم کشا سے لیلیا اتفاق سے وہ بچگیا اب دائی امان اسکو گرفتار کرینگی سہیم نے یہ سنکر چاہا کہ اٹھوں لڑکر کہیں نکلجاؤں غراب نے ہاتھ پکڑلیا سہیم نے سحر کے ہاتھ چھڑانا چاہا اتنے میں معطل جادو نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہوکر لڑ کر نکلجائیگی تو طلسم کشا کو بچا لیگی خفیہ شیشے کے پہلو پر آئی جاتے ہی کمند سحر مار دیئے وہ گردن میں سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہوکر گری غراب نے گرفتار کر لیا زبان میں سوزن دی مارے سیاہ جسم میں لپیٹا کے قفل بار سیاہ دہن پر لگایا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھا سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا کے ساتھ دوستی کریگا غراب اسے زندہ نہ چھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہیں جاتا غراب نے سہیم کو گرفتار کرکے ایک تختہ سحر بنایا لوح و تیغہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اسی پر سوار کیا معطل نے پوچھا اے دلدار اسکو کہاں لیجاؤگے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ جہاں ہوا کا بھی گذر نہ ہو زیر دریا درمیان باغ سوسنا تیرہ میں قید کرونگا کہ وہ مقام سخت و سنسان ہے ساٹھ ہزار ساحر وہاں رہتا ہے مگر کسیکو خبر نہیں ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل سنسان ہے یہ کہکے تخت کو بلند کیا پھر کمال رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل میں ایک باغ ہے مگر بالکل ویران اجاڑ دیواریں ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چمن برباد درخت گرے ہوئے

پھول بے رنگ غنچون کے دل تنگ ہزار ہا طائر درختون پر خاموش بیٹھے ہین چہار جانب دیکھ رہے ہین بیچ مین باغ کے ایک گنبد رکھا بنا ہوا ہی اُسکا دروازہ بند ہی غراب تخت کو لیے دروازے پر اُس گنبد کے اُترا دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد مین صدہا بت پتھر کے رکھے ہین غراب بیٹی کو لیکر اُس تہخانے مین آیا بیٹی کو بیچ مین بتون کے بٹھا دیا اُنھین بتون کے آگے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوندا لات و منات سوا میرے کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو ظہور قدرت دکھائیے گا کہ وہ شخص زندہ بچ کے نہ جانے پائے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہوگئے تیغہ پر نگاہ ڈالے ہوئے ٹہل رہے ہین یہ سامان کرکے باہر نکلا پھر گنبد مین قفل لگایا کنجی اپنے جوڑے مین رکھی پکار کر آواز دی ای نگہبانان باغ سومناتیہ خبردار کوئی غیر اس باغ مین نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام کرکے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا اُسمین آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز دی ای آفتاب فلک سیر کہان سے آتے ہو آفتاب نے کہا ہمنے سنا ہی کہ قدرت طلسم مین تشریف لائے ہین اور طلسم کشا بھی ہین ہم تلاش مین طلسم کشا کی نکلے ہین جہان طلسم کشا ملین اُنھین گرفتار کرلین چاہیا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہین پایا غراب نے کہا ای آفتاب وہ میری سرحد مین ہی سرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دیکر طلسم کشا کو میری سرحد مین پہونچا دیا معطل جادو دایہ میری وہان پہونچی لوح اور تیغہ لے لیا بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہی مین نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سومناتیہ مین قید کیا وہین لوح اور تیغہ بھی رکھا ہی اس باغ مین کوئی جا نہین سکتا یہی کام کرکے پلٹا ہون میرے ملک مین آنا مین طلسم کشا کو بتادونگا تم گرفتار کرلینا آفتاب نے سب حال غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہی گھوڑے کو پہچانا اُترکے زمین پر آیا پکار کر آواز دی ای مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

یہ ہو مرکب نے سر اٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہیں مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ ای آفتاب تم ہم سے جدا ہوئے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہو گیا ملکہ سیمبر گوہر پوش دختر غراب سرکار پر عاشق ہو کر گئی وہاں گرفتار ہوئی معطل رہا وہ دوا پہ غراب کی بلا سے روزگار ہو کر بس مکر سے سرکار کے سامنے ہو بچی رستم نے کہا اگر اسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور زرہ بھی دیدیتا لیا اسنے دام مکر پھیلایا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہوں آفتاب نے اسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اڑاتا ہوا طرف باغ سوسناتیہ کے چلا یہاں غراب اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے صاحبو میں نے بیٹی کا پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ خداوند کہنہ نگہبان ہیں کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے سامنے جائے فوراً افگار ہو جائے پتھر کے مثل رہے ہیں سردار کہتے ہیں حضور آپ بڑے صاحب اقبال ہیں جا بجا شاہزادیاں عاشق ہوئیں کچھ بھی کسی سے کیے نہ ہو سکا دار پر صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم میں آگئے اب طلسم کشا کا بچنا دشوار ہے آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش میں طلسم کشا کی پھرتے ہیں کامیں طلسم ہے ضرور وہ گرفتار کر کے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہے کہ کلاہ و زرہ لے لیتا پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہیں دائی اماں نے لوح طلسم کی اب کلاہ و زرہ کے لینا کتنی بڑی بات ہے مقدم لوح کا لینا تھا وہ ہو چکا ہی دائی اماں کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سوسناتیہ میں جا سکے اور سامنے گنبد سے گزر سکے ساٹھ ہزار نگہبان وہاں موجود ہیں سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ دیکھ رہے ہیں کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لیں اگر سامری و جمشید ہو تو وہ بھی گرفتار ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہے مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے سے ابر کوہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سامنے آفتاب کے آکر بیٹھا دیکھا ملکہ الماس پری رعنائی تخت پر سوار ہیں آفتاب کو دیکھکر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہریار کو کہان لیچلے آفتاب نے
سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغہ قبضے سے نکلگیا لیجاکر باغ سومناتیہ مین
رکھا ہو الماس نے کہا ای آفتاب باغ سومناتیہ ہمارا دیکھا بھالا ہو وہ جو ہزارون
طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کررہے ہین وقت یہ وہی ساحر بنینگے پہلے آنکھون
کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا ای آفتاب تم عقب سے آؤ مین چل کر
انتظام کرتی ہون رستم نے گھبرا کر کہا ای الماس ایک خیال رہے کہ دختر غراب سہیم
گوہر پوش بھی اسی گنبد مین ہو اسکو بہ لطف نکالنا نام سہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ وہ
بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا ای شہریار اسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
اسی کو رہا کریگی تب لوح اور تیغہ قبضے مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر آکر
ابر چھایا طائرون نے جو ابر کو ہر بار دیکھا چاہا کہ درختون سے اڑین غلغلہ کرین الماس نے
للکار ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے انکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون پر
گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینکدیا چند طائرون کو
مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو ہرے تھے پھولون سے بھرے تھے وہ لہرا کے
گرنے لگے کوئی سرنگون گرا طائر ان درختون مین دبے طائرون کو مار کر الماس ابر سے اتری
سامنے گنبد کے آکر چوکہ دیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی
اسطرح سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہے معلوم ہوتا ہے ماہ تابان اپنے برج مین
ہے یا گوہر بیبہا اپنے درج مین ہے الماس سہیم کو دیکھکر شرما گئی دل سے کہتی ہے ایسی نازنین
پہ شہریار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی
دعائین مانگ رہی ہے کہ ای خالق لیل و نہار اس کنیز کو اپنی بچالے کہ الماس نے پکار کر آواز
دی ای ملکہ نہ گھبرائیے مین بھی کنیز طلسم کشا ہون وہ بھی تشریف لاتے ہین آپ کے
قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ پہونچا ہمراہ آفتاب فلک سیر کے آتے ہین یہ کہکے
الماس اندر گنبد کے گئی پتلے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے ان پتلون نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد مین کون آتا ہو یہ گنبد خزانۂ راز ہی سوائے غراب کے اور کسی کو
آنے کا حکم نہین ہی الماس نے پکارکر آواز دی ارے او نگہبانو ہمکو غراب نے بھیجا ہی
اوسی نے حکم دیا ہی کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکوگے تو بہت پچتاؤگے یہ کہکے الماس آگے
بڑھی جیسے ہی گنبد مین قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ ای
ملکۂ عالم و ای شاہزادی والا حشم ہم وہ پتلے ہین کہ جنکو سامری و جمشید نے بنایا ہمکو جھکے
سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا بس باہر نکلجاؤ یہان زیادہ باتین نہ بناؤ
الماس نے اوس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اوس پتلے نے ایک
چیخ ماری اپنے ساتھ والون کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین سمن بر
بجبر مداخلت کرتی ہی خالی کیا بیٹھے ہو اسکو روکو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو تب جتنے پتلے
کہ اوس گنبد مین تھے سب اپنے مقام سے اوٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے مین
آفتاب مع طلسم کشا آکے پہونچا اسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ
رہی ہی پتلے الماس کو قریب سہیم گوہر پوش کے نہین جانے دیتے آفتاب دروازے
پر آیا آفتاب بنکے چمکا اپنا عکس جو پتلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوے جو جس مقام پر تھا اوسی
مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکارکر آواز دی ای الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی
کہ سہیم کو رہا کرون کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قتل الماس مین کوشش
کی چمک کر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑلون آفتاب نے
جھپٹ کر اوس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے خون کا
فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسمون پر خون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوے کچھ طرف آفتاب کے بھی
چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہین چاہتے ہین گرفتار کرلین
سہیم بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہین
انکو آفت ارض و سما سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار
پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہین جانے دیتے ہرچند کہ آفتاب نے
کئی پتلون کو آفتاب بنکے جلایا الماس نے کاردستہ سے کئی پتلے مارے ظاہر مین وہ مرکے

گرے زمین پر لوٹے پھر کھڑے ہوگئے رونے لگے رستم کی کمر میں تلوار لگی تھی اُسکو
کھینچکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم۔ ارشاد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب +
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور + ہژبر زمان رستم نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پتلے پر بڑھ کے
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوکے گرا اور گرکر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی اے شہریار
تیغ ہفت جوہر اٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغ ہفت جوہر اٹھا لیا اُس تیغ کو کھینچا
جس پتلے پر عکس تیغ ہفت جوہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا ہے کہ
اے نخراب دوڑو مہیم رہا ہوتی ہے کل آپ شکایت کرینگے پھر وقت تنگ ہو پاس تمام و نگسا
ہو مدت سے اس گنبد میں رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد
کررہے ہیں نخراب اپنے تخت پر بیٹھا ہوا گرد مشیران سلطنت یہی ذکر کررہا ہے کہ ایسا مہیم پڑ
ترپ کے مرگئی وزیر و مشیر کہتے ہیں حضور اسکی خطا معاف کیجیے اتفاق سے اُس سے
ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا اور صاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہے تک طلسم کشائی انھیں
نازنینان مہ جبین کی مدد پر موقوف ہے نخراب کہتا ہے یارو تمنے دیکھا میرے سامنے سنکر
کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کروگے بند بند سے جدا ہوگا تب طلسم کشا کیا
تاثیر کرسکی ہے غیر ممکن ہے کہ میں محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اُٹھاؤں یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی
پتلوں کے آواز کان میں آئی نخراب نے کہا او کمبخت ہوا طلسم کشا گنبد نور میں
پہونچ گیا پتلے غل مچا رہے ہیں جلد جاؤ یہ کہکے تخت سے اٹھا ابلیس مشیر و وزیر اپنے پہونچے
مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر نخراب چلا یہاں
کا ذکر سنیے یہی عرصے میں طلسم کشا نے پتلوں کو باہر نکال لیا اب قریب مہیم کے پہونچے
چاہیے ہی مہیم کی زبان سے سوزن نکالی مہیم جو تڑپی سینے سے دور ہوئی بالیں سیاہ
سر کہ گرے مہیم تڑپ کر پشت پر رستم کی آئی کہا اے شہریار باہر نکلیے مہیم نے لوح نکالی میں
رستم کے پیشانی پر رستم نے تیغ ہفت جوہر ہاتھ میں لیا ایک طرف الٹا اسی پر دوسری
طرف مہیم پشت پر آفتاب تھا فلک سے ہیرا گنبد سے نکلا آفتاب نے کہا غلام تختہ تیار

کرکے اُسپر سوار ہوکر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و الماس سوار ہوئیں آفتاب نے تخت اُڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا غراب نے بیٹی کو جو پہلو سے طلسم کشا میں دیکھا جل گیا وہیں سے نعرہ کیا کہ اے طلسم کشا تو چاہتا ہو کہ سہیم کو ہاتھ کرکے لیجاؤں سہیم کو میں ہرگز نہ جانے دونگا یہ کہکے ساحروں کو اشارہ کیا چالیس مشیر غراب کے سحر کرتے ہوئے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے باہر سحر کرتے ہوئے اُترے چہار جانب سے گولے ترنج و نارنج پھٹنے لگے طلسم کشا تخت سے کود کے نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی آ پہنچی الماس نے بھی سحر کیا ساحروں کا بلوہ روکا ہر طرف سے ساحر یہی چاہتے ہیں کہ بلوہ کرکے رستم کو گرفتار کریں مگر رستم چلاتی تیغ ہفت جوہر پہنچے ہوئے درمیان میں اُن ساحروں کے لڑرہے ہیں جو ساحر سحر کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغ ہفت جوہر کا مارا ساحر مرگیا مرنے کی اُسکے علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو کھائی غراب کا چار سو ساحروں کے اِس زور سے گرا ہو چاہتا ہو کہ وہ ابھی رستم کو گرفتار کرون سہیم نے بڑھکر للکارا کہ او شہاب سیاہ رو کیوں اسقدر کوشش کرتا ہو ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی گرد جاکر شہاب کے پھری شہاب کا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں اُبل آئیں بیقرار ہوکر پکار اُٹھا اے جانِ جہان و اے آرامِ دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سہیم کے آیا آواز دی اے ملکہ عالم کیا ارشاد ہوتا ہو جو حکم ہو وہ بجالاؤں ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ شہاب بہت خوب کہکے چار سو ساحروں کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کررہا ہو دور سے للکارا کہ او نامرد یہ کیا حرکت ہو شہاب نے کئی افسروں کو مارا اور دمبدم ولولہ بڑھتا جاتا ہو غراب شہاب پر جا پڑا ایک گولہ مارا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چار سو ہمراہی جو مبہوت ہورہے تھے اپنے قسم کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب آنکھ کب مانتا ہو جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے سر اُڑگئے بڑے زور شور سے لڑرہا ہو چار سو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چیخین مار کر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سہیم نے کئی افسرون کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر تین رنگ کا پیدا ہوا برقین گرتی ہوئین وہ ابر قریب آنکر پھٹا سب نے دیکھا شہرت ماہی سحر و نہنگ بحری تینون جادوگرنیان آکر پہونچین شریک جنگ ہوئین اب غراب بھاگا بھاگا پھرتا ہو لیکن گرمی جنگ مین فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہی افسران فوج خیرخواہان دولت بچھر بلوہ کر کے آتے ہین کوئی سحر شہرت مین مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال بےمثال سہیم دیکھ کر سکتے مین رہا ہو کوئی کوہ دشت سے سر ٹکراتا ہو کوئی غل مچاتا ہو کئی افسر اسکے اپنے ہاتھ سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا خوب خوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بسبب لوح کے سحر نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نگاہ غراب کی پڑی گھبرا گیا یقین تھا کہ لڑا کرے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغ ہفت جوہر جو پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوے مرنا غراب کا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من غراب بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے انھون نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے اُن سب کو امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو ملاحظہ کریں رستم نے کہا مین نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہو وہان جا کر اسم حاشیہ لوح پڑھونگا تب قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اُسی صحرا مین آکر پہونچے اس نخل کو پہچانا زیر نخل بیٹھکر فرمایا کہ برادران تم اپنے ہمراہ کو رخصت کرو تم لشکر مین جاؤ ہم بھی انشاءاللہ وقت پر آئینگے سب ساحر ابر چمکاتے ہوے اس مقام پر پہونچے کہ جہان لشکر تھا لشکر مین آکر ملے رستم نے اسم حاشیہ لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی رستم نے دیکھا پائین سے گرد اُڑی ایک جوان بصورت مہیب بشکل عجیب و غریب کوڑا مار آتشین کا ہاتھ مین اژدر پر سوار پشت پر ساتھ ستر ہزار ساحران غدار صدائین مہیب دیتا ہوا دائین سے پکارتا آتا ہو کہ او طلسم کشا بس عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے منم اژدر دمان اژدر سوار او طلسم کشا سر اٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہو رستم نے سر اٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پہ ایک ساحر آ کر گرا ہی لشکر تباہ ہو رہا ہی یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے خوب سحر چلے آخر کار اُس ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی ای شہریار غلام کو بچا لیجے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلیں اُس ساحر سے مقابلہ کیا اُس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ میں نے تجھکو پہچانا طلسم کشا پہ مائل ہو کے بڑے فخر پائے یہ کہکے خنجر مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلیں پکارتی ہوئیں کہ ای شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہی آپ اسم موقوف کر کے آئیے ہم سب کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا رستم اسم پڑھنا نہیں موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا یہ نمود ہے یہ طلسم ہی یکایک الماس بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے میں سب ساحران نامی کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای طلسم کشا ذرا بائیں جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر منھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے کھڑا ہی اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان اُسکے مقابلے میں نکلے آپس میں نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پہ روکا دو دو وار آپس میں چلے تھے کہ اُس جوان کوہی نے پکار کر کہا ای فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ ہمپر تیر مارا چاہتا ہی بدیع الزمان غصے میں پلٹے اُس کوہی نے سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا بدیع کے دو ٹکڑے ہوئے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان غم میں بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا میں اپنے عم نامدار کے پاس جاؤنگا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر تاک کر سینہ بے کینہ پہ مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قاسم گھوڑے سے گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوے آئے صاحبقران فرماتے ہیں

ای نور نظر تمہارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا لشکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران تو لاش بدیع و قاسم پر بیٹھے ایرج و نور الدہر نکلا اس جوان کو ہی سے لپٹے یہ دونوں جوان بھی مارے گئے ان چاروں جوانوں کی لاش پر تمام سرداران نامی کا جماؤ ہے لقا لڑتا ہوا قریب خیمہ ہائے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضاے کار اتفاقاً اسی خیمہ ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا نے خیمہ پر کوہ پٹکا کنیزوں نے ہر چند روکا ان عورتوں کو لقا کب مانتا تھا گھسی سو کنیزوں کو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤں اس دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤں پہلو پر قریب لقا تیغ خون آشام لیے کھڑا تھا لقا نے اشارہ کیا ضیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشاں کشاں بیرون خیمہ کھینچ لایا رابعہ نے پکار کر آواز دی ای فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہیں دیتے ہمکو بچاؤ ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغ ہفت جوہر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بدحواس ہو کر نعرہ کیا او دشمن خدا لقا ارے لقا عورتوں سے چھیڑ کیا لیا ہے رستم کے جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک سناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے جو بغور دیکھا وہ صحرا نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اژدر سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہیں ایک آواز کان میں آئی کہ ای شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپ کو اس مقام پر پہونچایا اب کی خیر ہی اس لقا کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ سامنے نخل ہی کے سایہ میں بیٹھوں اور اسم کسی طرح اسم کو موقوف نہ کروں جیسے ہی قصد کرکے دامن گردانا پیچھے سے آواز آئی ای رستم ہم تمہارا دشمن دیکھیں رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی مشت للکارتا ہوا سامنے آیا اور آکے نیزہ مارا بغلوں میں رستم نے نیزہ اسکا ہوا کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی ای طلسم کشا غضب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہاں جاؤگے کہاں چھپوگے رستم ناقوس جادو درہ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بصد جوش و خروش ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلواریں گرائیں مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی وہ جادوگرنی دور سے سحر کر رہی ہو قریب رستم کے نہیں آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہیں آتی کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر خدنگ کمان میں پیوست کیا اس سینہ پر کینہ ساحرہ کا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے پرا توڑ کر چہرۂ پشت کو پار کر گیا اندھیرا اس مقام پر چھایا عرصۂ دراز کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام مین ناقوس جادو بود اب پھر گرد اڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے آفتاب فلک سپہر سب کے آگے سب شاہزادیان طاوسان زرین بال پر سوار شہرت تخت پر عیوق و جاروق و دیوانہ شتر پر ضرغام در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے سہیم نے قریب آکر عرض کی اے شہریار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپ نے اسم موقوف کیا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمونہ بے بود طلسم ہے ہم لوگون کا اسوقت حاضر ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن مین فروکش ہوجیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہے باغ نسترن مین چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمایئے حکم لوح پر کاربند ہوجیے مگر اس خطا پر آپکو تکلیف ہوگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دہوکے کہایئے گا تو طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے مکار و جعلساز اس طلسم مین ہین سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ نسترن مین آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ نسترن کے جاتے ہین کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بسر قلعۂ طلسم فروکش ہین عاشق ہونا اسیر پہ دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ دربند اول ہے یعنی جہاں زیب پری طلعت کا عاشق ہوکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ مصنفہ

پلا ساقیا ساغر خوشگوار
دکھاؤن مین باغ سخن کی بہار
عجب ہے بہار ریاض سخن
کہ جسکا شگفتہ ہے ہر اک چمن
نہالان گلزار ہین سبز پوش
اڑاتی ہے بلبل ہر اک گل کے ہوش
ہواے فرحناک سے چلنے لگی
ہر اک شاخ سرسبز پھلنے لگی
ہر اک پھول ہے عارض مہوشان
کہ ملجاے معشوق کا بھی نشان
کبھی پھول آویزۂ گوش ہین
کہ میخوار اس جا پہ بیہوش ہین
نسیم چمن لڑکھڑانے لگی
یہ مژدہ گلون کو سنانے لگی
بہار رمضانین کی آمد ہوئی

قمر مجھکو تحفہ یہ کی کیا ہوئی
ترانے جو گاتی ہین یہ بلبلین
گلون کو یہ سنکر سنانے لگین
کہا قمریون نے بصد سوز و درد
کہ شمع طرب یان یہ حیران ہے
ہوے طائران چمن نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے مثل نارنگ ہین
یہ لیلی کو الفت مین مژدہ ملا
کہ ہر رنگ سے عشق کے دل کھلے
کہ آتی ہے گلشن مین سر سے بلا
ہوا کیا سے گلشن کی سب پتیان
ہمین وصل گل کی جو امید ہوئی
کہ لالے کی رنگت نہ ہو جائے زرد
چراغ مضامین جو روشن ہوے
زر گل لٹانے لگے بید رنج
چمن آجکل پر سر و جبا ہے
کبھی غنچہ دل نہ ایسا کھلا
کرون بلبل فکر کو مین شکار
ترانے فرح خیز گانے لگین
ہر اک سرو گلشن کو کیا ہوش ہوئی
کہ لالہ چراغ گلستان ہے
کہ مضمون سب شاخ گلشن ہوے
کہ کھولی ہے غنچون نے اپنی زبان
کہ لیلی کا ناقہ سر سجا ہے
لکھون حال عشق آمیز دلبر

چہرہ نیرنگ سازان حال عشق و الفت و سر آشفتگان حالات شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف۔ دوران فلک کہ بیدار است ٭ اوگاہ خزان وگہ بہار است ٭ این بادہ کہ روزگار دارد ٭ یک مستی و صد خمار دارد ٭ ہم چہرہ دہر بستہ ہم در ٭ گہ شیشہ تہی کند گہے پر ٭ گہ بہ دہد فراز و نشیب است ٭ ہشیار کہ مایہ ہا فریب است ٭ صاحبقران زمان بر سر قلعہ طلسم فرکش ہین انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مار صحرا مین جا کر غائب ہوے سرداران رستم بھی فردا فردا آگئے اب امیر کو بڑی تشویش ہے کہ چالیس سردار گرفتار طلسم ہوے رستم بھی طلسم مین گئے نہین معلوم ہے کہ سردارون پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گذری آخر پلیٹ کے بارگاہ مین آگئے فرماتے ہین کہ کل مین طلسم مین داخل کرونگا خواجہ عرض کرتے ہین کہ حضور کا یون جانا مناسب وقت نہین ہے عبادت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو وہ کیجیے ایسا نہو کسی بلاے طلسمی مین مبتلا ہو جائیے امیر فرماتے ہین کہ اجر مین اپنے سردارون کا کیونکر حال دریافت کرون عمرو نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین آپکا فرزند لیندا اس طلسم کا فتاح ہو منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے وقت پر قیدی رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعے کے باز رکھا امیر کئی دن اسی مقام پر کٹ رہے قضا سے کار ظلم زنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہے اپنے مقام پر بیٹھا ہے اسکو آکر ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوے مگر امیر بر سر قلعہ فرکش ہین جسدن قصد کرینگے انکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہین گلا مین حرز ہیکل ہے جو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحر انکا مقابلہ

نہین کر سکتا اظلیم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہین ہین تو ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر رہائی نہ پائین کیا عجب ہو کہ گرفتار ہو جائین بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل سب باتین بیٹھی سن رہی تھی اوصاف امیر سنکر مشتاق جمال بیمثال امیر ہوئی محبت سے باپ کی بیقرار ہوکر اُٹھی گھبرا کر کنیزون سے کہا سواری تیار کرو ہم اپنے باغ جائینگے محافۂ زرین کنیزین تیار کرکے لائین وہ ماہ آسمان خوبی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئیں اپنے باغ مین آکر پہونچی اندر بارہ دری کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر اشتیاق امیر مین بدحواس چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار دیکھا گلشن نامے وزیرزادی نے علیحدہ بلایا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپائیے مین حضور کو کل شب سے بہت بیقرار پاتی ہون آپکا انتشار دیکھکر گھبراتی ہون مفصل حال دل بتائیے کنیز قدیم سے نہ چھپائیے ملکہ جہناز پری طلعت سے جو وزیرزادی نے بہت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای گلشن کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہے دل کبیدہ بیش ہے کل شب کو دربار مین باباجان کے امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیرین ہو رہی تھین ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا ای گلشن انصاف کرو کہ اُنکے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا ہے اسکی داخل طلسم ہوچکا وہ ضرور طلسم فتح کریگا لوح طلسمی لیکر داخل ہوا ہی تو ای گلشن مین تو باپ کے مقدمے مین کہ نہ سکی کیونکر کہکر بچاؤن اور کیونکر اُن تک جاؤن کیونکر گلشن کوئی ایسی تدبیر ہو کہ امیر کو خبر پہونچ جاے یا اُنکو بلوالو کیا تجھ سے کہون حالت امیر سنکر دیدار کی مشتاق ہون گلشن نے کہا وارث اب آپکے دشمن ہوجائینگے جہناز نے کہا او گلشن جیسے جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہے گلشن نے بہت بہت سمجھایا ملکہ کا ولولہ بڑھتا جاتا ہے فرمانی ہین ای گلشن اگر کچھ تدبیر تجھسے ہو سکے تو کر ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا وارث میرا بھائی گل عیاری عیار پیشہ ہے اُسکو بلاتی ہون شاید وہ جوڑ لاے ملکہ نے خوش ہوکر کہا ای گلشن اگر یہ تدبیر کرلی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہکے گلشن کے قدمون پر سر رکھ دیا گلشن نے ہاتھ باندھکر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات اٹھا رکھیگی یہ کہکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلا لا کنیز نے جاکر گل عیاری کو خبر کی سنتے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے رو رو کر اُس سے بیان کیا کہ اگر ہوسکے تو امیر کو چھڑالا گل عیاری اُسی وقت بہانے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر امیر چلا لشکر مین جو آیا ہنگامہ سنا کہ کل صبح کو امیر قلعہ طلسمی مین جائینگے اپنے سردارون سے کہتے

بہت بیقرار ہین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کرون پہر دن رہے لشکر مین آیا سنا کہ امیر دربار مین ہین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر مین آیا کھڑا ہو کر جمال امیر دیکھنے لگا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہے جب اسنے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ سر پر کھڑے رومال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار مبہم امیر کو دیکھتا ہے شاید کوئی عیار ہے جھپٹ کر پشت پر آئے چاہا کمند ماروں عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود بھی بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکل گیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے برابر سوئیگا امیر نے فرمایا خواجہ تم تکلیف نکرو اپنے خیمے مین جا کر سو مین ہوشیار رہتا ہون مین نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجھکو مبہم دیکھتا تھا مجھکو بھی کھٹکا ہے عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے مین جا کر سو رہا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا بازارون مین پھرا کیا جب پردۂ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ کیسی ہے ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہے جسقدر کھودتا ہے سراچہ زمین مین اُترتا جاتا ہے آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراچے کو جلاؤن سراچہ آگ سے بھی جلا ناچار ہو کر نقب سے نکلا در بارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جاکر امیر کو جگایا امیر نے فرمایا اے مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا آفتابہ پانی کا اٹھایا بیہوشی ملا کر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے جو حلق سے اُترے بیہوش ہوے عیار نے بتعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اوپر سے پشتارے کے ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلامون نے پوچھا اے مقبل یہ کیا ہے مقبل نقلی نے کہا اس چاندنی پہ چھینٹین پڑگئین دھوبی کو دینے جاتا ہون غلام خاموش ہوے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ مقبل اصلی آیا غلامون نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا مین تو پانی لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لیگیا کسی نے حفاظت نکی سب نے کہا ہم تمھارے دھوکے مین رہے مقبل دوڑکر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ باندھے جاتا ہے پکارا او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہنچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے چاہا سر کاٹون پھر سوچا کہ ملکہ کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ ملکہ کے چلا یہان ملکہ رات بھر عیار کے

انتظار میں در باغ پر کھڑی رہیں کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اُڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش آتا ہے ملکہ نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا لو تمھارا بھائی پشتارہ بدوش آتا ہے گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہو گئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری میں چلیے میں بھائی کو ساتھ لیکر آتی ہوں عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیوں بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو ملکہ کی مراد تھے اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشتارہ رکھوایا صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک باغ میں پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی امیر نے پوچھا اری تو کون ہے اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہوں سب حال صاحبقران کے سامنے بیان کیا امیر کمندیں توڑ کر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری میں آئے دیکھا ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھیں سیاہ مثل دیدۂ غزال دریاے جوبن میں غوطہ زن مسند پر سرنگوں بیٹھی ہے امیر کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کر کے امیر کو قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہو گئے اور دل سے مائل ہوے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اُس مہ جبین نے سر جھکا لیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

جان بلب ہوں جیسے وہ بیرحم بدظن ہو گیا
حال میرا اب مبارکباد دشمن ہو گیا

کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے انکار میں بھی
جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہو گیا

صدقے میں کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے میں روزن ہو گیا

بسہوا آتا ہوں جب بیتابیان کرتا ہے دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہو گیا

میں کبھی مرنے کے لیے آیا ہوں آزردہ نہو
اب یہ وہ کوچہ کہاں لوگونکا مدفن ہو گیا

ہائے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہو گیا

وہ تو قبا سمجھے برا آئی جو مجھکو اُس سے تھی
اور جو تھے دوست تو کبھی اب وہ دشمن ہو گیا

حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤں میرا شاہد آغوش آہن ہو گیا

بڑھ کے کھٹکا جب یہ سمجھا میں کہ وہ آتے ہیں
بارہا میرا تصور مجھکو رہزن ہو گیا

سر اُٹھانے کی کہاں طاقت بس مردن ہیں ہم
آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا

جلسہ آراستہ ہو صاحبقران پہلو سے مہناز مین بیٹھے ہین مہناز سمجھا رہی ہین کہ کبھی ساحر آپ کے آوارہ کرنے پر آمادہ ہین کسی ساحر سے دھوکا نہ کھایئے گا اپنے کو بہت بچایئے گا امیر فرار ہے ہین ملکہ نے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحرون کے آگاہ کر دیا یہان خواجہ جو ہوکر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُنا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب مین گیا ہے مگر پلٹ کر نہین آیا عمرو بیقرار ہوکر جا بر راہ مین آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کرکے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو مین ایک نازنین کے بیٹھے ہین اور پہلو مین اُس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہے عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوئے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھا گانے والی واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی نخل کے سایہ مین آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا اُسکو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بناکر محفل مین آیا تیا تیا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

بیتابی فراق سے عالم بدل نہ جائے
نالہ فراز عرش سے آگے نکل نہ جائے
وہ کیسے بن گئے خبر مرگ غیر سُن
بے اختیار نالہ دہن سے نکل نہ جائے
روتے ہین ضبط یار سے ناحق ہو کہ ہم
ہے طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نہ جائے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے
کشتہ بھی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نہ جائے
ابرو چڑھے رہے صفت مژگان پھری رہے
قسم تیغ کا اشارہ شمشیر سے ٹل نہ جائے
شام فراق ہے وہ اندھیری کہ خوف ہے
پیغام مہر تاب قضا کا دہل نہ جائے
کس آب و تاب پر رخ شفاف ہے نسیم
پائے نظر ہزار جگہ کیون پھسل نہ جائے

اسطرح تیا تیا کے یہ غزل گائی گلشن اس ملکہ کی واقفت کار دیکھی خوب تعریفین کین کہا ای تیرنا ساز آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل بیچین کر دیا کیا بتایا ہو آج تو نے رنگ واقفت کار ون کا دکھایا ہے خواجہ نے گلشن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای واقفت کار تیرے سامنے کمال دکھایا ہے کیا کیا اپنے مقام پر آبیٹھی گانے لگی طرف مہناز کے دیکھا کہا بی مہناز صاحب صاحبقران کیسے اشارے کرتے ہین طرف کسے کے اشارہ کر رہے ہین مین ہرگز ان

بڑے میاں کو نہ قبول کرینگی تمھیں کو مبارک رہیں مجھے یہ فقرے نہیں پسند آتے جہناز کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی بات ہی صاحبقران نے غصے میں فرمایا ای نیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہو میں نے تجھے کب اشارہ کیا میں خود ایسی شغلوں کو قبول نہیں کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالیے بیٹے پوتے جوان ہوئے اور آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہیں یہ کہکے عمرو نے بائیں آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر نے پہچانکر فرمایا او مکار میں سمجھ گیا بولی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے دم ٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی بابا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجھکو مرحمت فرمائیے یہ کہکے جو محفل میں آئے صورت پیر مرد کی کنیزیں دیکھکر بھاگ گئیں کوئی کہتی تھی جلا انس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہی خواجہ فرماتے تھے میں تو خاصا بھلا مانس ہوں گلشن دیکھکر حیران ہو گئی جہناز کو دیکھکر خواجہ نے کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہی جسکی ننھی ننھی آنکھیں تاڑ سا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگیں سوچیں کہ محلات صاحبقران میں ایسی حسین شاہزادیاں ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار ایسا سمجھتا ہی امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہی کچھ دو اسکو تمھاری تعریفیں کریگا ملکہ نے دو کشتیاں جواہرات کی منگاکر کہا خواجہ یہ آپکی نذر ہی عمرو نے کہا ای شاہزادی میں افسوس کرتا ہوں کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادہ خانہ کعبہ کو پہلو میں بٹھایا ہی یہ لعل بے بہا پتھر سے لڑاتا انکے بزرگ خانہ کعبہ کے جاروب کش ہیں تو شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال میں رشک بدر ہی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہیں عمرو نے کہا آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہیں اب لشکر میں چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہیں امیر نے فرمایا خواجہ چلیں گے جہناز نے کہا ای شہریار میں نے آپکو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپکے آزار کرنے کے لیے مقرر کیے ہیں آپ اپنے کو انکے مکر سے بچائیے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے ساتھ دربار اظلم میں پہونچائیے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤں سے بچیےگا ورنہ دشمن کسی بلا میں مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنوں کے واسطے ہوگی اور میں بالکل سحر نہیں جانتی ورنہ آپکو وقت پر پہونچاتی اُن صحراہاے پر آشوب سے

جلسہ آراستہ ہی صاحبقران پہلوے مہناز مین بیٹھے ہین مہناز سمجھا رہی ہین کہ کئی ساحر آپکے آوارہ کرنے پر آمادہ ہین کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا امیر فرما رہے ہین بلکہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مکار سے ساحرون سے آگاہ کردیا میان خواجہ ہوکر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُنا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب مین گیا ہے مگر پلٹ کر نہین آیا عمرو بیقرار ہوکر چلا راہ مین آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کرکے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو مین ایک نازنین کے بیٹھے ہین اور پہلو مین اُس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہے عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھا گانا سُن واسطے بیتاب کے اُٹھی اُسی نخل کے سایہ مین آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا اُسکو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا تیا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

بیتابی فراق سے عالم بدل نجاے
نالہ فراق زبان سے آگے نکل نجاے

وہ چھپتے ہین گئے خبر مرگ غیر سُن
بے اختیار نالہ دہن سے نکل نجاے

روتے ہین ضد یار سے نازک ہوئی ہے چشم
پُرطفل اشک آنکھ سے ٹپکے پھسل نجاے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہو
سرگرم تھی اگر شمع تو پروانہ جل نجاے

ابرو چڑھے رہتے ہین مژگان پھیری رہے
ہم تیغ کا نشانہ نہ خنجر سے ٹل نجاے

شام فراق ہی وہ اندھیری کہ فوت ہی
بیٹھا سرہانے قضا کا دل نجاے

کس آب و تاب سے رخ شفاف ہی نسیم
اسے نظر ہزار جگہ کیوں پھسل نجاے

اسطرح تیا کے یہ غزل گائی گلشن اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفین کین کہا ای غیرت ناہید آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل بیچین کردیا کیا کیا بتایا ہو آج تو نے رنگ واقف کارون کا دکھایا ہی خواجہ نے گلشن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای واقف کار تیرے منہ کا کیا دکھایا ہے کہکے پھر اپنے مقام پر آ بیٹھی گانے لگا لیے طرف مہناز کے دیکھکر کہا بی مہناز صاحبقران مجھسے اشارے کرتے ہین طرف کرنے کے اشارہ کرتے ہین مین ہرگز ان

بڑے میان کو نہ قبول کرونگی تمہین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آتے مہناز کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی بات ہی صاحبقران نے غصے مین فرمایا ای شیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہو مین نے تشبیہ کا اشارہ کیا مین خود ایسی شغلون کو قبول نہین کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالیے بیٹے پوتے جوان ہوے اور آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر نے پہچانکر فرمایا او مکار مین سمجھ گیا یہی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے اٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی باوا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجکو مرحمت فرمایئے یہ کہکے جو محفل مین آئے صورت پیر مرشد کی کنیزین دیکھکر بھاگنے لگین کوئی کہتی تھی جلا انس آیا کوئی کہتی تھی جن مانس آیا ہی خواجہ حمید فرماتے تھے مین تو خدا صاحب بھلا مانس ہون گلشن دیکھکر حیران ہوگئی مہناز کو دیکھکر خواجہ نے کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہی جسکی ننھی ننھی آنکھین تاڑ سا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگی اور سچ ہین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیان ہونگی جنکے آگے تجھکو عمرو عیار ایسا سمجھتا ہی امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہی کچھ دو اسکو تمہاری تعریفین کریگا ملکہ نے دو کشتیان جواہرات کی منگا کر کہا خواجہ یہ آپکی نذر ہی عمرو نے کہا ای شاہزادی مین افسوس کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادۂ خانۂ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہی یہ لعل بے بہا پتھر سے ٹوٹا انکے بزرگ خانۂ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال مین رشک بدر ہی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے کہا آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا خواجہ چلین گے مہناز نے کہا ای شہریار مین نے آپکو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپکے آوارہ کرنے کے لیے سفر کیے ہین آپ اپنے کو انکے مکر سے بچایئے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے ساتھ دربار اظلم مین پہونچایئے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤن سے بچیئےگا ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جایئنگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنون کے واسطے ہوگی اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ آپکو وقت پر پہونچاتی ان صحراہاے پرآشوب سے

بچاتی تا بمنزل مقصود پہونچاتی امیر نے فرمایا تمھارے ساتھ کیونکر چلیون کہا حضور سواے میری کنیزون مین ملکہ چلنے کے اور کوئی صورت نہین ہی امیر نے فرمایا خواہ جان رہے خواہ جائے مگر مین کنیز کی شکل نہ بنونگا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا مین نہ مانونگا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین عورت کی شکل بنہ جائین گے مگر آپ مجھے لیچلیے مین اُسکی گردن لونگا وہ ساقی گری کرون کہ ایک کو باقی نہ رکھون میان اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکھاؤ اُسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا مین آج شب کو صحبت مین باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیرزادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اُسی وقت سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہی گلشن کی شکل بنکر محفل مین آئے قریب ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہی جو میری شکل پر آکے بیٹھی ہی حضور معلوم ہوتا ہی اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہی اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہونے لگین کہ اری سچ بتا تو کون ہی اب گلشن منتین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی مجھکو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہی ساحرون کو نامہ لکھا ہی کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ بر سر قلعہ طلسمی فروکش ہی اُسکو آکر آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے چلے جاتے ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی کہتا ہی بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اُنکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہی بیٹا اُنکا بدیع الزمان جسکو مین نے باغ سنبلستان مین قید کیا ہی اُسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین زندہ پلٹکر نہ آئین کوئی کہتا ہی اُنکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنون نامہ رستم لیکر جاؤن امیر کو لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلا دیا

ساحر کہہ رہا ہی کہ مین ایسا سحر کرون کہ صاحبقران مبہوت ہو جائین اسم اعظم نہ پڑھ سکین اظلم کہتا ہی کہ مین بھی وہ سحر کرون کہ ملازمان صاحبقران زمین پر قدم نہ رکھ سکین زمین متزلزل و متحرک ہو کہ وزیرزادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین اظلم نے وزیرون کو براے استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ مین آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہوگئی حسن جہانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جلتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی پر جا بیٹھی بعد ساعت کہا ای والد ہماری وزیرزادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہی کہ آپ سنینگے تو فرمائینگے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہین سنا تھا کہ اشارہ کیا کہ ہان گلشن آج اس صحبت مین تم بھی گاکر رنگ دکھاؤ قدردانون کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمرو جھپٹ کر اٹھے بیچ محفل مین آکر بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیان جھکی کھیون سازندے حاضر ہو ساز درست ہوگئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی۔ نظم

کعبہ نہین ہی زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھ عاشقون کا یہی ہی مکان دوست
افسانہاے دوست ہین کہتے ہین اہل دل
رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست
جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست
نکلی نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست
کیا تاب مدعی جو لگائے نظر وہین
رہتے ہین آہ و نالہ سے پاسبان دوست
ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ
رکھتی ہی اور طرح کا چسکا زبان دوست
ہی سرفروشیون پہ بہاے جمال دوست
ارزان ہی آج کل تو متاع دکان دوست
ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین
ہی اور رنگ پر چمن زعفران دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست
دیکھا جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست
دھوکے دیے نزاکت جانان نے اکثر شمیم
پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ مین گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفین کرتے ہین

اظلم نے کہا اے گلشن حقیقت مین تمنے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تمنے کن کاملون سے یہ کمال سیکھا ہے کہ آج سب اہل محفل و میکدہ سے بہتر ہین خواجہ نے عرض کی حضور کی قدردانی ہے کہ اپنی کنیزون کی ایسا بڑھ چڑھاتے ہین یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا رکھتی ہون کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہوگا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر وہ کیا کمال ہے خواجہ نے کہا اے شہنشاہ اصل یہ ہے کہ مین ساقی گری ایسی کرتی ہون کہ کوئی باقی نہ رہے سب کو شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاتی جاؤن پاؤن سے ناچون زبان سے گاؤن تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل پر [illegible] ظاہر ہو اظلم نے کہا اے گلشن جو کہو وہ سامان کرون آج تمہارا کمال دیکھون خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے شراب مین محفل مین لاؤن سب کو پلاؤن تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے کہا اے گلشن کلید میخانہ موجود ہے یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے مین آئی شراب مین بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہین کہ مطلب ہوا چاہتا ہے [illegible] سے آراستہ کین محفل مین لیکر آئے گھنگرو پاؤن مین باندھے اب چاہتی ہین کہ گت شروع کرون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اظلم نے بیٹی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو آتی ہین ہمارے ملک کی یگانہ ہین ابر آسمان قصر پر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب ہاتھ مین لیے ہوے اسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اتری کہا کیون اے اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا آراستہ ہے ہمکو تو لکھا پہونچا تھا کہ قدرت نے لکھا ہے کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت مین آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب مین لکھا ہے کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت مین آئیگا اظلم نے کہا اے ملکہ اختر مین نے اپنی صحبت مین یہ بات مشہور کردی ہے کہ کوئی غیر صحبت مین نہ آنے پائے آج کل ہم انتظام مین رہتے ہین نگاہ اٹھاکے دیکھو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہین چند کنیزین ساتھ ہین اور ایک وزیرزادی ہے تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہے ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہوے اب ساقی گری کیا چاہتی ہین اختر نے کہا اے شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے ایک کلمہ کتاب مین ایسا لکھا ہے کہ اسکو زبان پر نہین لاسکتی ایک ورق الٹ کر آپ

مضمون دیکھ کر بھی اظلم نے جو ورق اُلٹا تخطِ جلی نوشتہ پایا کہ اے اظلم تیری صحبت میں اپنی تیری عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان میں کہا اے اختر اس فقرے کا کیا اعتبار کروں جیسی میری صحبت سے ناواقف ہو یا میری صحبت میں آئی ہو یا اپنے باغ میں رہتی ہو شکار رنگ نہیں جاتی اختر نے کہا میں آج سے علم کہانت کو ترک کروں اسوقت عمرو آپکی صحبت میں موجود ہے جو جو قدرت نے لکھا ہے وہی پیش آتا ہے عمرو یہ حال سنکر بہت گھبرایا ہے دل میں کہتا ہے کہ خواجہ عیاری وقت ہے یہ کلیہ آگئی صاف صاف کہ رہی ہے جوہناز ستاروں سے کہ رہی ہے کہ بلا اب سے شکل جیلہ رنگ بگڑا جاتا ہے جس شربت عقل میں لا چکا تھا ایک قطرہ بھی دیدہ کا ہے اور نتائی تو خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر ہٹتے چلیں دم بہ دم کرو دیکھو اب یہاں رنگ بگڑا ہے دیکھوں فلک کیا دکھلاتا ہے جوہناز کا رنگ روشن ستاروں میں جواب دیتی ہے کہ خواجہ لیکر اُٹھوں چلنے کے نام یہ حال کھایا جائیگا یہ سامنے عمرو نہ پرستی ہو جائیگی اختر نے جو جوہناز کو طول دختر میں پایا قریب آکر کہا کیوں صاحبزادی عمرو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلادو ورنہ ہم پہچان لینگے قدرت نے کتاب میں سب کچھ لکھ دیا ہے آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہے صاف صاف لکھ دیا کہ لی جوہناز صاحبقران پر عاشق ہوگی اور عمرو کو صحبت میں لائیگی مگر یہ نہیں لکھا کہ صاحبقران کہاں ہونگے ہم وہ بھی تجویز کر دیتے احکام قدرت میں فرق نہیں پڑتا جو جو لکھے گئے ہیں وہ سب کچھ ہوگا طلسم کشا باغ لشتریں میں جائینگے لشتریں جادو بڑی کوشش کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہیں لکھی انجام اُسکا بخیر ہے جوہناز نے گھبرا کر جواب دیا اے اختر جادو ہوش میں آؤ میں عمرو کو کیا جانوں میں آپکی صحبت میں عمرو کو لائی یہ بادی دربار جانتی ہے کہ دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر لیکن ان بلاؤں کو یہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن بنے ہوئے تھے ہوش اُڑ گئے اختر کے دیکھتے ہی ان گلشن کے ہاتھ کی نگاہ تند جو ڈالی رنگ روغن عیاری کا چہرہ سے خواجہ کے اُڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا اے گلشن یہ صورت تمہاری کیسی ہو گئی عمرو نے جو طرف آئینہ کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے اُٹھ کر کہا میں پر اسکے مشتاق تھا اب جاتا ہوں اختر نے پکار کر آواز دی اے ساحران نابکار اب کہاں جائیگا عمرو نے ایک نعرہ اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو۔ عمرو ہوں میں عیار صاحبقران

سرے کوہ کے کا بنا ہو جہان تراشیدہ کار شش کہسار ہوں زمانے کا مکار و غدار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گرم دم صبا ٹھوکریں کھاتی ہے ہر قدم اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو
شہ پاسے مری گرد پا پیش کو دوبارہ جہان گرد و طرار ہوں جہانگیر عالم کا عیار ہوں

چاہا کہ اختر کو خنجر ماروں اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گرے زمین نے پاؤں تھام لیے نہ ہل سکا عمرو پکڑا گیا جھوناز کا عجب حال ہے چاہتی ہے کہ دم نکال دے یا زمین شق ہو میں سما جاؤں اختر نے کہا اے اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کر لے اسی کی ذات کا سارا فتور ہے اظلم کو تو بیٹی سے محبت ہے طرف جھوناز کے دیکھتا ہے اور خاموش بیٹھا ہے اختر نے بڑھ کر جھوناز کا ہاتھ تھام لیا چاہتی کنیزیں جو بیٹی کے ساتھ آئی تھیں نکل کے بھاگیں کہ جا کر صاحبقران کو خبر کریں اختر نے جھوناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکی کیا خطا ہے اختر نے کہا اے شاہ کیوں دھوکا کھاتا ہے یہی عمرو کو بشکل گلگشن لائی جھوناز گلگشن دونوں گرفتار ہوئے اظلم یہی چاہتا ہے کہ بیٹی میری خطاوار نہ ہو مگر اختر نہیں مانتی کہتی ہے ان دونوں کو جلد ہی قتل کرو اے اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمہاری خیر و عافیت ہے ورنہ تمہاری قضا آئی ہے یہیں ہے کوئی عمرو کا مکر ایسا پڑیگا کہ بہت پچتاؤ گے ہاتھ سے سلطانوں کے مہلت نہ پاؤ گے اکثر بہتیرے لوگ اسی فکر میں رہتے ہیں اختر تو یہ باتیں کر رہی ہے اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہے سب اہل دربار حیران و پریشان ہیں کہتے ہیں صاحبو کیا زمانہ خلاف آیا ہے کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھی ہے تو قدرت سے طلسم میں خوب آشوب کیا فرماتے ہیں کہ اب میں طلسم کو برباد کراؤنگا حقیقت میں اب طلسم کا بچنا دشوار ہے سلطانوں کا غلبہ بڑا زبردست ہے ہمارے خداوند جو طلسم میں ہیں بادشاہ طلسم شہنشاہ شیشی آر ہا ہے دیکھیں اب انجام کیا ہے سب تو یہ باتیں کرتے ہیں کہ اب بڑی مشکل ہے مگر اختر نے جھوناز و عمرو کو گرفتار کر کے زیر تیغ بٹھایا کہ جلادوں کو جلادوں کو اب بلاؤ ان دونوں کو جلد قتل کرو یہاں جلادوں کا ہنگامہ ہے اظلم چاہتا ہے کہ کوئی بچالوں یہاں صاحبقران باغ میں جھوناز کے گھبرا رہے ہیں فرماتے ہیں کہ اے گلگشن خیر تو معلوم ہو وہاں عمرو پر کیا گذری ہر چند گلگشن ملا سے روزگار ہو گئی ہے در بدر طلسم ہیں انکے ساتھ ہے خواجہ مشہور ہے انکے دیکھیں کیا ہو کر رونے لگی آواز کان میں آئی اسپر نے کہا اے گلگشن دیکھو

یہ کون روتا ہی گلشن اٹھی ہی کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور رو رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای گلشن مین دربار اظلم مین جاؤنگا گلشن نے عرض کی ای شہریار فوج اظلم بہت ہی کئی سرافسران فوج مین ایسا نہ ہو کہ حضور کو گھیر لین حضور اکیلے جو اُس صحبت مین جائینگے بیچ مین فوج کے گھر جائینگے اکیلے کس کس سے لڑیے گا امیر نے فرمایا ای گلشن مین اپنے یار وفادار کا ماتم سنون اور بیٹھا رہون میرے دل کو تاب نہین یہ فرما کر صاحبقران اُٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو سو کنیزون کے پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہا ای شہریار اکیلے دربار اظلم مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو جا کر آپ کے لشکر مین خبر کرون افسران فوج آئین تب آپ جائین امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجکو سمجھاؤ مین اپنے یار وفادار کی محبت مین بیقرار ہو رہا ہون یہ کہکے گلشن کو ہٹایا گلشن پلٹ کر باغ مین آئی سجادہ بچھا کر واسطے عمرو کے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق کارساز واسطے رب بے نیاز عمرو و صاحبقران و حمناز کو آفت سے بچا لے نظم

بر فگن از چہرۂ انور نقاب
تا شود شرمندہ نور آفتاب

لاشریک و بے مثال و لایزال
فرد و پاک است ای عالی جناب

گاہ آتش آب جاری میکنی
گاہ آتش میکنی پیدا از آب

از تو آزاد است ہر پابند غم
از تو آباد است ہر خانہ خراب

خارج از ہر حد و اندازہ توئی
فارغی از ہر حساب و ہر کتاب

گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر
شکل مے آید نظر از ہر حجاب

گلشن تو یہاں دعائین مانگ رہی ہی وہان اخضر نے جلادون کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر کاٹ لو جلاد نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو وہ کھا لے وقت قضا تیرا قریب ہی عمرو نے کہا مین مرنے کا عادی نہین پہلے حمناز کو قتل کیجیے جلاد نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم عمرو کہتا ہی مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اخضر نے کہا سر کاٹ لے ایسی باتین شنیدہ بر سر لگا جلاد تلوار کھینچکر چلا کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا نعرہ شیر کی صدا آئی زمین تھرائی۔ نعرہ صاحبقران۔ منم صاحب جبر و تیغ و علم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو در قتل سنجان پے گیر دار
شده بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیرون ذلیل و نزار

صنم قاتل کافران جہان
پذیرفت کنجا سلعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزه فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جاه و ادب یافتم

ز تیغم گریزنده نوشیروان
چو در با خضر جنگ شد آشکار
جزا شد مرا ز عدل انصاف شد
سمندون با بخت گشته شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا اے اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یہ کہا یکایک صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوئے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سو نازنیناں مہ جبین آ گئے ان سب کے ایک سے ایک پارۂ مہتابی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہیں سب ساتھ اسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہیں۔ نظم

سراغ درد نہان کا جو پا نہیں سکتے
تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہیں سکتے
ہم آہ سنگئے اپنی کہا نہیں سکتے
وہ ہوش کھو کے ہمارے کہ آ نہیں سکتے
یہ رنگ ہجر میں یوں اشک لا نہیں سکتے
جگر کا خون کیا ہے چھپا نہیں سکتے
حباب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے سنگ
بس ایک پردۂ حیرت اٹھا نہیں سکتے
کوئی بلائے جو قاصد ہمیں تو کہہ دینا
کہ آپ ہی ہیں وہ مدت سے آ نہیں سکتے
چلے تھے کوچۂ قاتل پہ رہ گئے بسمل
تہ تیغ والے بہت دور جا نہیں سکتے
یہ لاکھ طرح سے ہو ایک امتحان وفا
جفا کشوں کو تمہیں آزما نہیں سکتے
بس ایک دوست ملا عشق میں نہ دشمن کوئی
کسی طرح جسے دشمن بنا نہیں سکتے
فراق یار میں اللہ رے شور نالوں کا
کہ درد دل ہی کسی کو سنا نہیں سکتے
یہ مدعا ہے دلی ہو کہ نقش تصویر کا
بہت مٹاتے ہیں لیکن مٹا نہیں سکتے
کسی کے پاؤں پہ گر کر یہ آگیا ہے غرور
کہ لاکھ سر کو جھکائیں جھکا نہیں سکتے
ہوئی جو حشر میں پرسش ہمارے قاتل کی
وہان زخم پکارے بتا نہیں سکتے
گلے سے ہم تو انہیں ہر ادا پہ لپٹا لیں
دھرے ہیں ہاتھ جگر پہ اٹھا نہیں سکتے

نگاہ خلق میں کم ہو گئے بہت لیکن		تمھاری آنکھ میں ہرگز سما نہیں سکتے
جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو		کہیں تو ہوش گئے ہیں کہ آ نہیں سکتے

ان نازنینان مہ جبین سے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحروں نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کر لیں عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائیں یا تو صاحبقران چپ ہو سکتے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینیں خاموش ہوئیں امیر ساحروں کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو اتو لشکر اظلم میں قرنا ہوئی کل افسران فوج لشکر ہزیمت اثر لیکر حاضر ہوئے لکھا ہے کہ اسی ہزار ساحر وغیر ساحر بلوہ کر گئے یہاں اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہے چاہتا ہے قیدیوں کو رہا کرے او ساحرو جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے سب ساحروں نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو شہزادہ پری طلعت کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں پایا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوئے قریب عمرو کے پہونچے رسن کا سحر کاٹنے اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان		عمرو و بخشم ہوش ہیہات ان		مری نسل سے بکر پیدا ہوا
مرے نام پر نعرہ شیدا ہوا		اڑاتا ہوں کفار کے ہوش کو تیا		جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کریا
مرا ذکر ہے گلشن قیل و قال		مری چال سے ہے صبا پائمال		فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا		مرا فنر بخشم نادار ہ		امیر عرب شیر پروردگار
	یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے		کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے	

نعرہ کر کے عمرو نے حقۂ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہائے آتشبازی جو چلے سب میدان دھواں دھار ہو گیا سوار پیادوں کا عجب حال افسر دیکھتے ہیں کہ شعلۂ آتش لپٹ کے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اڑ گیا اس اندھیرے میں سیکڑوں ہزاروں کو مارا خواجہ عمرو برابر حقۂ آتشبازی مار رہے ہیں کبھی گوپھن میں سے گولا سنگ ڈھیلوں پتھر برسا دیے کسی کو جیب بشکر حباب ارادہ لڑکھڑا اسکا گرا عمرو نے خنجر مارا سر قلم کیا

قصہ پاک کپڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کرون اختر نے اظلم سے کہا ای اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمھارے بھائی حاکم ہین کہکشان زنگی وہان جاکر ٹھہرو وہان سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑتے لڑتے ایک گوشے مین آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی مین نکل گیا جہناز نے دیکھکر کہا ای شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر جگر کمان مین پیوست کیے اسم اعظم پڑھکر تیر مارا اختر کا ستارہ گردش مین تھا تیر آکر جوڑ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار گذرا اختر کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اختر مری اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو امان دی چالیس ہزار ساحر وغیر ساحر دائرہ اسلام مین آئے امیر نے قلعہ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا مطیع الاسلام ہوئی جہناز کو لاکر تخت پر بٹھایا گو سکہ نام پر سعد بن قباد کے جاری ہوا جہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلیں وہان اظلم جاکر خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند کہکشان پر چلیں امیر نے جہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر کے ہم تمسے عقد کرینگے جہناز نے عرض کی ای شہریار کنیز کی تو عجیب کیفیت ہو کیونکر ہجر کا یہ زمانہ کٹیگا۔

نظم

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہوکر
رہے جگر یار کی پہلو مین رگ جان ہوکر

خوش نگاہون سے کرشمہ کوئی ہمسے پوچھے
آنکھون مین کرتے ہین گھر آنکھ سے پنہان ہوکر

دست وحشت سے کوئی تنگ ہین اُسکی کرتا
دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہوکر

حسرت ناوک قاتل ہین جو دل تک آیا
آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہوکر

گریہ شب ہو کسی پر کچھ اثر ہو کہ نہ ہو
مسکرا کے لیے ذرا صبح تو خندان ہوکر

حسرتین خاک مین سب ملگئین اپنے دل کی
اب بلائین اُٹھین کیا بے سروسامان ہوکر

قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل
بکھرے لے ہنکر کہین چھپ گئے کہین نادان ہوکر

جان ہو جاتے ہین کسطرح کسی کے دلبر
آزمائش تو کرون قالب بیجان ہو کر
ہائے اُس شوخ کی شرمندگی جور و ستم
مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہو کر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین ہے ہر گھڑی
تیغ اُس ترک کی شرما گئی عریان ہو کر
دل وحشی وہ ہے جو ہوش کرے عشق مین گم
راہ بتلاسے یہ داناؤن کو نادان ہو کر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ
کہان اس کھنچ آئے کلیجے ہی مین پیکان ہو کر
نہ رہے ہم جسے بیبخت تو کیا غم ہے جلال
دیکھتے رہتی ہے کسکی شب ہجران ہو کر

اس حسرت مین یہ اشعار پڑھکے صاحبقران سے گلے سے لگا کر فرمایا ای شہنشاہ خوبی و گل سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر مین ہین ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان علمشاہ نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کا ایرج دلاور اللہ اس طلسم مین جا کر قید ہوے آنکی رہائی کی ہمکو فکر ہے انشاء اللہ بعد وہان کے واپس ہونے کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہین اسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ ملکہ مہناز کو صبر آیا ہوا یہ گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ مین بھی ہمراہ صاحبقران کے آونگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و مہناز سے ہوا وہی وعدہ مین بھی تمسے کرتا ہون یہ کہکر مہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت مہناز طرف دربند کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہو راہ مکر و حیلہ کا سالک ہو اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پر آگئے اسنے سردارون کو بلا بھیجا کئی پہلوان آئے دعوی کرتے ہین کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائینگے کہ اظلم آکر ہوشیار سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہو گیا ای کہکشان اس نازنین مہجبین نے بڑی آفتین برپا کین عمرو کو دربار مین لے آئی اخضر نے آکر حال کھولا عمرو گرفتار ہوا اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہر چند کہ وہ طلسم کشا نہین لیکن سحر انپر تاثیر نہین کرتا آخر دربند پر قبضہ ہو گیا اخضر جادو قتل ہوئی ای کہکشان مجھکو انتقام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ مہشار پری طلعت یہان کا پتہ بتا دیگی تم لوگون کو مشکل ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ لشترن کے جاتے ہین اور

اُنکے ہمراہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ نسترن مین پہونچ گئے تو تمھارا
دربند راہ مین پڑیگا کہکشان نے کہا مین یہی تدبیر کر رہا ہون تم آرام بیٹھو ایسے پہلوان کو بھیجون
کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم
آکر تخت پر بیٹھا کہکشان نے پکار کر آواز دی ای پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہے کہ
حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لائے ہومان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے جھومتا ہوا
اُٹھا کہا ای شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کرکے لاتا ہون ستّر اسّی ہزار فوج لیکر آیا تھا
کوچ کرکے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل ہی ایک صحرای
بے خس و خاشاک مین آکر ٹھہرے ہین چارون طرف ملاحظہ فرما رہے ہین جنگل مین کہین درخت
کا نام نہین گرد اُڑ رہی ہی صداے یوم سے کہ صداے ہیہات دیتے ہین انتہا کا ویرانہ تھا
اُس مقام پہ برس رہا ہی کسی مقام پہ دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آ گیا شدت عطش سے
منھ کھول کے زمین پہ گرا تڑپ تڑپ کے اُسی مقام پر مرا دھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا
کسی جانب بعوض درختون کے بڑے بڑے بلند و مرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پہ جانور آکر بیٹھے ہین
مگر تپش آفتاب سے جسم تپک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پہ پنجہ ٹیکا پتھر کو
شل شعلہ جوالہ پایا پھر اُسکے چاہا کہ دشت ہول خیز سے نکل جائین آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ کے گرے
اور بمجبوری جان دی امیر یہ تماشا دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے
جنگل دیکھے مگر ایسا صحراے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمرو جواب دیتا ہی کہ ای شہریار
یہ صحراے طلسمی ہی ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم ورد زبان کرین ایسا
نہو کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہی کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کہکر امیر
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم
کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک زناٹا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدہ اسم اعظم
گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہی کہ بارگاہ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیو بند
اسّی ہزار فوج سے آکر پہونچا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ یارو یہ لشکر کسکا ہی ساتھ والون نے عرض کی ای پہلوان نامدار آپ نے جو نام

صاحبقران

صاحبقران کا سُنا تھا ملک ظلم پر قبضہ کرکے اب طرف دربند کہکشان کے جاتے ہین ہومان نے جھلاکر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے کل صبح کو امیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے باہر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیو بند پہلوان آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحہ پیشانی پر ثبت فرمایا ہی وہی پیش آتی ہی خواجہ نے آکر نقارخانۂ سکندری مین غاشیہ اُٹھاکر طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہی دیکھیں کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعلہ و ضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر مع فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اُدھر سے ہومان دیو بند مع فوج بیکران مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گینڈا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے کہ بہرام گردین خاقان چین گھوڑے کو بڑھاکر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جاکر مقابلہ کریگا امیر نے فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی لہذا مناسب ہی کہ مین مقابلے مین جاؤن بہرام نے کہا غلامون کے ہوتے نہین مناسب ہی کہ آقا سے نامدار تشریف لیجائیں بہرام نے بعد التجا یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑاکر میدان مین آیا ہومان سے آکر لگا و رزن ہوا دو دو چار قدم مرکب ہٹے ہومان نے دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق ہون کہ جسوقت کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے مگر لندھور بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران ہین وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوئے ہومان نے کہا ای جوان حربہ کر کہ تیرے دل میں حوصلہ نہ باقی رہے بہرام نے کہا ہمارا دستور نہیں ہے کہ پیش قدمی کریں جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے ہومان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا شمشیر قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونوں گھوڑوں سے اترے آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کے لے دوڑا ہومان چند قدم جا کے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹوں ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم پیچھے ہٹا وہاں پر موشخانہ تھا ہومان نے جو ہکہ مارا دونوں پاؤں بہرام کے موشخانے میں جا رہے گولہ بہرام کا اتر گیا ہرچند صاعقہ ران نے آواز دی کہ او دغاباز یہ کیا کرتا ہے ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا صاعقہ ران رنجیدہ پلٹے خواجہ سے فرمایا خواجہ ہمیں دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اسیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان کے روانہ ہوئے بصورت خدمتگار دربار میں ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کی نسبت اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کا گولہ بیٹھا دو کل صبح کو دربار میں سمجھا جائیگا یہ کہکے بہرام کو قیدخانے میں بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے گولہ بٹھانے کا حکم دیا ہے امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو دربار میں ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا ای بہرام میں نے تمکو سرمیدان زیر کیا اب بہتر یہ ہے کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھنچوا دونگا بہرام نے کہا تجھکو دھوکے پہلوانی بیکار ہے میرا گولہ اتر گیا تو گرفتار کر لایا اسپر اطاعت کو کہتا ہے شرم نہیں آتی ہم اہل اسلام ایسے مکاروں کی اطاعت نہیں کرتے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادوں کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کریں ہمکو مکار بتاتا ہے سرمیدان زیر کر کے لائے اپنا گولہ بھی ہمارے زور سے اترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شانگین لگایا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھکر آواز دی ای جوان بحسرت ہوسیاں کہ حسرت دل نکال لے ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم کرونگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا میں نے صدہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا

دشوار ہی بہرام نے کہا او بیحیا جو تیرا مالک حکم دیتا ہی وہ بجا لا زیادہ باتین نہ بنا جلاد نے گردن پر کوسے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال مین گذرا کہ اگر مین خدمت صاحبقران مین جاؤن یہان بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہی یہ سوچکر عمرو نے گوپھن سے کھولا سنگ تراشیدہ دختر اشیدہ لیکر ایک گوشے مین کھڑے ہوے جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارے عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر کھپٹ گیا چیخ کھا کر زمین پر گرا بلند ہوا وہ مارا سب نے دیکھا کہ لاشۂ جلاد پڑا لوٹ رہا ہی سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ تھا کلوار پھرا پھرا کے اپنے سر پہ مار لی مرگیا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز اپنے شاگرد کو حکم دیا کہ ارے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچکر آگے بڑھا کہ گاہ اٹھا کے عمرو کو دیکھا چاہا کہ بہرام پر خنجر مارون عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے عمرو کو دیکھ لیا پکار کر آواز دی ارے اس شخص کو پکڑو عمرو نے تیغ کھینچی لڑتا ہوا قریب بہرام پہونچا کہا او بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے تیغ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانۂ زین مین آکر قبضہ کو تولا لڑائی مین مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہین اور سرکار سے شاگرد اسکے عمرو جو کہ دربار مین حاضر تھے نکلکر بھاگے کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین صاحبقران یہان سلام بیٹھے ہین خبر بہرام کے مشتاق ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے عرض کی ای عالیجاہ آج مین استاد نے بڑا کام کیا جلادون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہین مگر دونون پر فوج کفار کا بلوہ ہی یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے سرداران نامی جو دربار مین حاضر تھے سب مع صاحبقران کے سوار ہوے یہان بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے کئی سو عیارون کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہشو ہشو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان ہٹ رہے ہین ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑون کہ نعرۂ تکبیر کی صدا کان مین آئی بارگاہ کفر ہومان نے پوچھا کیسی آواز ہی ملازمون نے عرض کی کہ صاحبقران آ گئے نعرہ امیر کی آواز سب نے سنی نعرۂ صاحبقران

قسم قاتل کافران جہان
پدیر رفت گستاخ ملعون فرار

قسم صاحب جبر و تیغ و علم
ز شمشیر گیرندہ شہر ان
چو دریا خروشان جنگ شد آشکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم سلیمان بے گیرودار
شدہ بر سر فتح و نصرت شعار

گندر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا جو جاہ وادب یافتم

جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندر چون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

ز دم دیو عفریت را در مصاف
شہا ز جنگ بدین ذلیل و زار

نعرہ کرکے صاحبقران آ بڑھے چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب بہرام کے پہونچے کہا اے بیشرم جرأت لڑنے بھڑنے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شیر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہومان کے پہونچا ہومان کو للکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر ہومان نے مکر بتا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے چاہا بہرام کا سر کاٹ لون امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہین سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہے صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اُسکا زخمی ہے ذرہ خود لڑ رہا ہے اُسپر یہ مکاری یہ کہکے امیر نے گھوڑا ڈالدیا مقابلے مین ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہومان صاحبقران وار کرنے لگے جسنے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب کا ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے چار پہلوانون کو مار کر مقابلے مین ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر روکا روک کر مکر کو بتا کر سر پر ہاتھ ماردیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوے اب سردار امیر نے فوجون کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرادی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازارین تباہ کین علین گرمی جنگ ہی سپاہ کافر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہین چاہتے ہین بھاگ جائین کسی طور سے جان بچائین کہ صحرا سے گرد اڑی سامنے آکر جو اُسنے گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان ڈوڈر کا بہ مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل سامنے آکر پہونچا اس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہے اُسنے جو سنا کہ ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چار طرف سے پہلوانون نے امیر پر بلوہ کیا امیر لڑنے لگے قنطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آیا لندھور نے ہاتھ تیغہ دو دمہ ہندی کا مارا قنطور کو زخمی کیا قنطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیارون کو بلا اس جوان کو کمند ڈالکر گرفتار

کرے شاہباز نے زنبیل بجائی چار سو پچاس بچے اسکی صدا پر جمع ہو گئے شاہباز اُن عیارون کو لیکر طرف لندھور کے چلا فنطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ مین مصروف ہوے شاہباز نے پشت پر آکے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشت مرکب سے گرے چہار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو ازروے بلوے کے گرفتار کیا اب فنطور طبل بازگشت بجوا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور گرفتار ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سُنا کہ بہرام رہا ہوے لندھور گرفتار ہوے عمرو نے عرض کی اے شہریار فنطور کے تیور بد ہین ایسا نہو کہ لندھور کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے یہ وہ زخمی ہوا تو اُسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام آج شب کو تدبیر کریگا مگر فنطور جو پلٹ کر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے کہا وہ جو آپ دعوی کرکے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمایئے اور لکھیے کہ مقابلے مین حمزہ کے فروکش ہوں مگر جراءت مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہے جیسا حکم ہو بجا لاؤن یقین ہے کہ وہ کسی ساحر کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلے گا فنطور نے اُسی وقت ایک عرضی کہکشان جادو کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جا کر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن لندھور کو رہا کرون اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہے جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمندین سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آتے آتے قریب کمندون کے پہونچا لیکن دل اُسکا دھڑکا پکارنے لگا او ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا نکل کے مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہے خواجہ سمجھے اُسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہے مقابلہ میرا اچھا دل دھڑکا اسکا کچھ اعتبار نہیں یہ سوچ کے جست کی بیچ کمندوں میں آکے ٹھہرا عمرو نے شیر کی آواز دی اس نے جانا کہ کوئی خواجہ سے کمند پیچ کھینچیں شاہباز پھینک کر گرا خواجہ کو دیکھ جھپٹا کہ پیر سوار ہو کے جا لا بیہوش کروں مگر شاہباز نے اپنے دونوں ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس حباب مشہد پر عمرو کے مارے خواجہ بیہوش ہوکر گر گیا شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی کہ کیوں او ساربان زادے اب کہ تیرا کیا حال کروں عمرو نے کہا استاد کیا کہنا میں نے سیکڑوں عیار مارے مگر آپ سا عیار نظر سے نہیں گذرا اگر آپ قبول کریں تو میں شاگرد ہوتا ہوں اس کلمہ پر شاہباز خوش ہوگیا کہا خواجہ کچھ نذر دلواؤ عمرو نے کہا روپیہ تو میرے پاس موجود ہے مگر ابھی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہے کہ تجھے دیا جی نہ چاہیگا شاہباز نے کہا خواجہ میں اپنے عہدے پر تیرا مقرر کرا دونگا کہکشاں جادو بڑا سخی و فیاض ہے ہزارہا روپیہ پیدا کروگے عمرو نے کہا خیر میں خدمتگاری کرتا ہوں یہ کہکے بٹوا میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر میں ہاتھ ڈالکر ایک پوٹلی اشرفیوں کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہوگیا اسی طرح متواتر کئی پوٹلیاں عمرو نے شاہباز کو دیں شاہباز روپیہ و اشرفیاں گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہے عمرو نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہے یاقوت احمر ہے کہا استاد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شے ہے کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہیں مگر اسکو دیکھیے نہیں جب ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب میں قابل لقا پکڑا گیا اور اسکو بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سمجھا کہ اس میں کوئی کیمیا ہوگی کوئی شے بڑی معقول ہے یہ سوچکر کھولنے لگا عمرو ہاں ہاں کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی جو اڑی اوسکے کھاکے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اسی درخت میں باندھا اور آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر طرف لشکر کہکشاں کے چلے یہاں اندھیر جسم قیدخانے میں پڑے ہیں وہاں شاگردان شاہباز منتظر ہیں استاد کو جو اپنے آتے ہوئے دیکھا شاگردوں نے پکارا عمرو نے کہا راستہ کا وقت ہے میں بالفعل ان سب کو جا کر دیکھوں کہ وہ قیدیان ۱۲

کیا کر رہا ہو یہ کہکے قید خانے مین آکر لندھور کو دیکھا کہ سر بزنجیر بسر خم کیے ہوے ہی عمرو نے
آکر کہا ای جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر مین
جاکر دیجئے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہی خواجہ نے قلم دوات
زنبیل سے نکالکر کہا لا کہ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہو کہ مین نے رقعہ لکھا ہی خواجہ عمرو
مین ضرور مجھے لینگے لندھور انکار کر رہے ہین خواجہ اصرار کر رہے ہین سحر قریب تھی کہ
گاہ فروش جنگل مین پہونچے کہان چھپنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سنکر
گھسیارے گھبرائے آپس مین کہنے لگے کہ اس جنگل مین کوئی بھوت پریت ہی ہو اسی دم وہان سے
بھاگے چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے سمجھ گئے
قریب آئے شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور کے
آکر پہونچا شاگردون نے دیکھکر کہا استاد آپ سے حرکات لات و منات کے پیدا ہے ایک
شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آتے ہین شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہی مجھکو جنگل مین
قید کرکے براے رہائی لندھور آیا ہی چار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیارون نے چار طرف سے
خیمہ گھیرا خواجہ عمرو لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ شاہباز نے آواز دی او ساربان زادے
اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمرو نے کہا ای لندھور تمنے بیجا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا
لندھور نے کہا میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین لڑتا بھڑتا نکل جاؤنگا عمرو نے چاہا لندھور
کی ہتھکڑیان کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا عمرو نے زنبیل
پر ہاتھ ڈالا کہ حقۂ آتشبازی نکالون بیباک بچون نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند مارنے لگے
عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑکر نکل جاؤن شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ نے
پانچ سات بیباک بچے مارکر ڈال دیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقۂ کمند عمرو پر
مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حباب
بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکین باندھین برابر
لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑکر قنطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے
شہریار اب عمرو و لندھور قید ہین اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے آپ

عیار و سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہی کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہکشان کیا فرمائین بہتر یہ ہی کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی لیجاے کوچ کرکے نکل چلیے ان دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح کار حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہوگئے تو مین یہ وعدہ کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پہ دست اندازی نہین کر سکتا عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بیدست و پا ہو جائیگا قنطور کو بھی یہ راے بہت پسند آئی اسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پہ سوار کیا طرف دربند کہکشان کے روانہ ہوگیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام کچھ عمرو کا حال معلوم ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اس عرصے مین ناسیان و طوسیان خبری گھبرائے ہوے آئے عرض کی اے شہریار شب کو استاد گرفتار ہوگئے قنطور کوچ کرکے گیا لندھور و عمرو کو لیگیا یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہی اگر قنطور سر بسر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین ہی کہ عمرو پر کوئی افتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہی مجھسے ناممکن ہی کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سردارون نے عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہین امیر سوار ہوے سردارون کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطور لیے ہوے عمرو و لندھور کو جاتا ہی راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اس عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطور نے جاکر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جاکر قنطور کو لاؤن قلعے مین لاکر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسی ہزار ساحران کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اترا ہی کہ کہکشان آکر پہونچا قنطور کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا اے شاہباز تونے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا وہین کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کاہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچین قلعۂ کہکشان پر جاکے بیٹھون رات ہی سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور ملول و حزین سر زنجیر پر سر رکھکے سو گئے شاہباز مع عیاران در قیدخانہ پر نگہبانی کر رہا ہی عیارون سے کہا اچھی طرح حفاظت کرو جلتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا یہ کہکے آپ طلایہ کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اٹھا جمیروین کے سرون مین تالین مارنے لگا عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے مین بھی دخل ہے عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

جہان مین نقش پیری سے ستم ظالم نے کم پایا کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہون تو مکین ہوتے ہین از خود کیسے پیدا کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا
نہین ممکن جدائی راستا اور انکے تسلسل مین بہ شکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا
کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے اسے بالاے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی مین دوڑا اسسے لپٹنے کو جسے تیرا قسم پایا
بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
جہان سینے مین دل ہو آرزو بھی ساتھ ہوگی ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو باہم پایا
نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئین گے کہ گردش کو مرے سمندون نے میدان قلم پایا
تصور میرا سمجھے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے کہ جب مین نے اسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
نسیم اب شکر کی جا ہے لحاظ انکا رکھا لوٹا ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہو کر اندر قیدخانے کے چلا آیا عمرو نے باتین کرکے اسکو بٹھایا پان لگا کر کہا بھائی یون کھلا پلا دو گلوریان کھانے لگا عمرو نے حباب مارکے

اسے بیہوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر اسی کے مقام پر آبیٹھا اس عرصے مین سفینہ سحر کا ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو پہونچے دیکھا پکار کر کہا اے شاہباز قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی اے سرہنگ تیز پا قیدیون کو جلد لاؤ ساحرون کا۔ خاص ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اسی عیار کا نام ہے کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوئے ہین خواجہ نے بتعجیل اپنے بستہ کو نکالا اور اسپے پر سوار کیا لندھور کو اور بیٹھ کر قریب شاہباز کے آئے کہا استاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندھور نے بچ گئی جائیگا تو ہم یا آپ پھر گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے آپ شاہباز نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا اے شاہباز تجھکو اختیار ہے جسطرح مزاج مین آئے اسکو قتل کر شاہباز نے دار اسپے سے اتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا پکار کر آواز دی استاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک خنجر مارا اور شاہباز سے کہا استاد اس مکار کی باتون کا خیال نہ کیجیے بتعجیل دار پر اسکو کھینچیے شاہباز نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیر مارو جسوقت تیر کمان مین پیوست ہوے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا استاد مین سچا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا غل مچایا کہ سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سننے دی چہار طرف سے تیر پڑے کہ بیچارہ تیر خوردہ کیفیت کو پہونچ کر پار گذر سے نوبت نقارے بجنے لگے چہار طرف شہر مین یہ شور ہوا کہ عمرو مارا گیا اب شاہباز نے اشارہ کیا لندھور کو بھی دار پر کھینچو لندھور کو بھی دار اسپے سے اتارنے لگے لندھور نے لنگر مارا دار اسپے سے نہین اترتے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندھور دار اسپے سے نہین اترتے کہکشان خود گھوڑے سے کودا چاہا کہ لندھور کو دار اسپے سے اتارے کہ زمین تختہ آئی کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی۔ نعرہ اسپ

امیر عرب ضیغم روزگار بکف تیغ عقرب نے دو انجام	بحکم خدا بستہ شمشیر دار بین کافران از جہان پاک کرد	بیاد تیغ صمصام و قنقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے امیر آگرگے اسپے جو امیر نے بجلی سا بیدم کیا کر لیا پکڑا کیسے نوبت نقارے بج رہے

کے سامنے سے برق روتا ہوا آیا کہا اے شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ لٹک رہا ہے تمام جسم مشابہ ہے یہ کہکے برق چلا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا جاکے کر لپٹنے لگے ڈر ہے کہ لندھور نہ قتل ہو جائے مگر اس لاشہ عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوئے کہ لڑتے ہوئے طرف لندھور کے چلے مگر سرہنگ نقلی یعنی خواجہ عمرو فوراً جست و خیز کرتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو آکر کھڑے ہوئے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا دیکھیے صاحبقران کس زور و شور سے لڑتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی شاہباز نے طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کوکھ پر ایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
عمرو ذوالحشم مہتر مہتران
مری نسل سے ہے ہر پیدا ہوا
درے نام پر غدر شیدا ہوا
اُٹھاتا ہوں کفار کے دل پر فغان
جھنکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کھڑا
مرا لکر ہو گاش قتیل و قال
مری چال سے ہو صبا پائمال
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
مرا افسر ذوالحشم نامدار
امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

امیر نے جو نعرہ عمرو کی صدا سنی مثل گل شگفتہ ہوگئے کہا اے مہتر برق فرنگی عیار سے اُستاد کے نعرے کی آواز آئی ہے یہاں عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیاروں نے عمرو کو گھیر لیا عمرو اُنسے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوئے ہیں نیچے کھینچ جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برقی

لقب ہے مرا برق خنجر گذار
کہ استاد ہیں خواجہ نامدار
ترشیر ہیں میں برق رفتار ہوں
زمانے کا مکار و غدار ہوں
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
ارسطو سے تعلیم شاگرد ہے
در مکر پر سیدھا ہی دیا
ترپتا ہے میری تیغ بھرا دیا
نہ پہ قدم غریب ہے شرف ہے
جہاں وہ ہوں میں نام بھی برق ہے

نیچے کھینچ لیا اُلٹے لگا خواجہ بدلے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جھٹکے سے ایک نیمچہ مارا اُسکا سر اُڑا دیا امیر لڑتے بھڑتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اُٹھا دیا جھٹکر کی کٹی لندھور نے خانہ زد میں آکر قید توڑی وہی ایا ہم اُٹھالیا اُسکو جو گھیا تا

شروع کیا ایک ایک جنبش میں دس دس کے سر کٹے بیٹھے ارا لیے میں لیٹے ہوئے ہیں کہکشان جادو کو بڑھکے ہرکاروں نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہرکاروں نے عرض کی بہ شکل سرہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سرہنگ تھا استاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہو لندھور نے جو قید اپنی توڑی چھکڑا اٹھا لیا اسی چھکڑے سے لڑ رہا ہی ہزاروں ساحر و غیر ساحر مارے گئے یہ سنکر کہکشان گھبرایا رفیقوں سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہو سب نے کہا طرف قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والوں کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے ہوئے لندھور و عمرو سے باتیں کر رہے ہیں سب سرداروں نے چاہا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا نہ کیا اسی میں کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہی امیر نے شتر سوار کو بلوایا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ میں لیا سر نامے پر نام جوشا زنا ماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بہ ورود حسام کج ادائی نوال صحرا سے بے اعتنائی زیبت دو لشکر لیجا آرزو ہے ملاقات مسرت آیات واقع ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپ کے مقابلے میں آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعۂ کہکشان کے پہونچائیے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تا بہ قلعۂ کہکشان نہ جا سکینگے کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہی آپ کے اسم اعظم سے کچھ اسکا نہ ڈر نہ چلا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق میں حضور کے عجیب حال ہی زندگی محال ہے اصل میں یہ کیفیت ہی

نظم

افزوں شبوں یہ تھا قلق دل تمام رات
کاٹی ہے ہجر یار بمشکل تمام رات
ہر لحظہ دل میں شوق شہادت کے جوش تھے
چھوڑا نہ تصور قاتل تمام رات
مشغول تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن
آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی رنجش گردوں سے ایکدم
جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بیتاب یہاں تھیں صورت بسمل تمام رات
فرصت نہیں تصور جانان سے ایکدم
رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات
دامن میں آکے اشک ٹپکتے ہیں ای نسیم
لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھکر جواب لکھا کہ نامہ محبت آمیز تمھارا پہونچا یہ جو جواب تمھارے لکھنے کے فوراً طرف دربند مذکور کے جاتے ہیں یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قطعہ ور آہن کلاہ اسکے ساتھ ہی راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہی کسی منزل پر قیام نہ کیا پہر بہر کا کرکے قلعہ کہکشان میں پہونچا تخت پر آکے بیٹھا مشیر و وزیر گرد بیٹھے ذکر ہو رہے تھے کہ ایک ساحر آسمان پر اڑتا ہوا آیا دربار میں کہکشان کے گرا کہا ای کہکشان نامدار طلسم کشا عالیوقار طرف باغ نسترن کے جاتے ہیں نسترن نے ابلاغ بہروندان پہلوان کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے براے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپکے قلعہ کے قریب آکر اُترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اُسکے ساتھ کر دیجیے سنا ہی کہ علم شبخون میں ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریف پر گیا تو شبخون مارکر اُسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرحدار سے کے لازم ہیلا و دامن پوش حاکم بیشہ ہیلا دیو نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کرو یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُن سے سوال کیا کہ کون تم میں ایسا ہی کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے تم اسکی شرکت کرنا اُسپر واجب ولازم ہی مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جائے کہ حاکم دربند کہکشان نے یہ آفت برپا کی سالوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی اسن قدر دار مکار و غدار اپنے مقام سے اٹھا یہ کہکر کہ آپکا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا شبخون سے ایسی بات نہیں ہے کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اسکو خلعت دیا اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ کیے سالوس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار میں ابلاغ کے تہا دوسرے دن بیرون رہے گرد اڑی دیکھا کہ ابلاغ بہروندان قتل پیشہ سوار پشت پیل لاکھ سوار و پیدل فوج کے قلب کے نمایان ہوئے سالوس نے بڑھکر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اے ساوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا ساوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شگون میں میرا ساتھ نہ دے سکو گے ساوس نے کہا تم سے چند قدم آگے بڑھکر لینگے دونوں ایک ہی بارگاہ میں رہے چار پہر رات آپس میں تکرار رہی جب صبح ہوئی دونوں پہلوان سوار ہوئے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونوں کے ساتھ رستم ایک منزل پہ فروکش ہیں بیرون بارگاہ کرسیاں بچھی ہوئیں آتش پرست شوق وفا عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھے ہیں یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشاء اللہ باغ لقمان میں سرکار کا مقام ہو لقمان جادو بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی پھر سے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوئے نشان آمد لشکر کافران جس سے ثابت ہوتا ہے آگے دونوں مقابلے میں اترے رستم نے سہاک سے کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہیں کس ارادے سے آئے ہیں سہاک گیا اور دریافت کرکے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہیں مگر حقیقت میں بڑے قد و قامت کے دونوں جوان ہیں دونوں مغرور نشۂ بادہ کبر و نخوت سے چور رستم اٹھکر اپنی بارگاہ میں آئے آج طلاے کی گشت دیوانہ شیر پیر دم دے کے متعلق ہے جیسے ہی داروغہ نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیریں ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا سامنے رستم کے آیا عرض کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم تجھے لینگے دیوانے نے چوبدست اٹھائی کہا آقا مخفی باتوں پر مجھے غصہ آتا ہے ایک چوبدست ماردونگا سب اکٹھا ہو جاؤ گے رستم نے ہنسکر کہا کیوں شامت آئی ہے تمہارے کان اکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے پیچھے ہٹکر ایک چوبدست ماری رستم نے پینترا بدل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پہ پڑی گرد اڑی رستم تو گرد میں چھپ گئے دیوانہ چیخیں مارکر رونے لگا کہتا تھا ہائے آقا اسی دن کے لیے میں منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوئے رستم نے پہلو سے اشارہ کیا کہ ارے کیوں روتا ہے میں بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہوں دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر دیوانے کے دونوں کان پکڑ کے فرمایا کہو بڑون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

ہو دریا سے جرأت کا بے بہا دُر ہی آقا معاف فرمایئے غصہ نہ کیجیے مگر طلا سے یہ مین ہی جاؤنگا رستم نے حکم دیا دیوانہ خیر یہ مردم در چارسو دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لشکر مین آیا دوکاندارون سے کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہان چور آوے تو مجھسے اطلاع کرنا مین کنارے پر لشکر کے ہون مین اُسکو مار ڈالونگا دوکاندار دیوانے کی صورت سے ڈرتے ہین بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہین دیوانہ یہ سب انتظام کرکے کنارے پر لشکر کے آکر بیٹھا وہ دونون پہلوان اپنی بارگاہ مین ہین کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی کیا صلاح ہی آج شبخون مار کے طلسم کشا کو پکڑ لین سالوس نے کہا اے ابلاغ طلسم کشا رستم ہی اسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہی مین نے تو طلسم کشا کو دیکھا ہی ایک چھوٹا سا جوان ہی سامنا ہوتے ہی گرفتار کرلونگا سالوس نے کہا اُسنے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو کبھی ہاتھ سے رستم کے مارا جائیگا مین فوراً گرفتار کرلونگا دونون مین تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ دونون نے تلوارین کھینچین ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر نکلا فوجین دونون کی تیار ہوگئین نوبت نقارے بجنے لگے قرنا پھنکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار اُدھر آپس مین تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہی اور سالوس کہتا ہی تو خود نامرد ہے ایک ہی وار مین گرد برد کردونگا دونون مین تلوار چلنے لگی ہلڑ جو ہوا اور باجے جنگی بجنے لگے دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سماک ساتھ تھا کہا اے سماک دیکھو تو یہ کیسے باجے بج رہے ہین سماک نے بڑھکر خبر دی کہ دونون پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین دیوانے نے کہا مین جاکر دونون کا فیصلہ کردون سماک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ دیوانہ چوبہ لیکر سماک پر چلا کہا او عیار مجھے سمجھاتا ہی یہ کہکے چارسو دیوانون کو اشارہ کیا کہا ہان بھائیو ہوشیار ہوجاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائینگے کہ اگر دیوانہ طلا سے یہ نہ ہوتا تو بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتین کرکے طرف فوج کفار کے چلا چارسو دیوانون کو ساتھ لیکر دوڑا کہ یہ آگرا سالوس اور ابلاغ دونون زخمی ہوچکے تھے کہ ایک چیخ کی آواز آئی زمین ہلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار مین چوبدستیان مارنا شروع کین کئی ہزار جوان مار کر

ڈالے ساٹوس نے کہا اے ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کر دی اب ہم تم سنبھل کے لڑیں دونوں آپس میں ایک ہو کے فوج کو کلی ترغیب دینے لگے ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف ساٹوس کہتا ہوا جاتا ہے یارو تم سوار و پیدل بہت ہو دیوانے کے ساتھ چار سو جوان ہیں جی داری کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو سالو جب یہ آواز دیتا ہے سوار و پیدل جان توڑ کے طرف دیوانے کے چلتے ہیں اور دیوانہ مستانہ شیرانہ چار سو دیوانوں کو جمائے ہوئے چہار جانب تیغیں مارتا ہوا آتا ہے جب ایک حملہ کیا ہزار دو ہزار کے سر کٹا ڈالے جرأت کے چھکے چھوٹ گئے دیوانوں کی بیباکیاں و چالاکیاں جب جم کے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا تیغیں مارتے ہیں حریف کو للکارتے ہیں ساٹوس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد تو اپنی فوج کا افسر ہے میں ملازم آقا سے سرخرو ہوں میرا آقا کسی سے نہیں دبتا تجھ ایسے کو رفیق بنایا ہے جو بدبخت سے بچتا رہتا ہے ورنہ میں سو مرتبہ بگڑا ہوں اپنے آقا سے لڑا ہوں تجھ کو کب مانونگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے ساٹوس کے آیا ساٹوس نے ہاتھ تلوار کا جھکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گینڈے سے لے ساٹوس کے منھ پھیرا زمین تھرا گئی ساٹوس نے چاہا گینڈے کو بھگاؤں بگڑ دیوانے نے للکارا گردن میں جو طوق پڑا ہے اُسکو ہلا کر جو بدبخت کو گردش دی خبردار خبردار کہکے جو بدبخت آہنی لگائی ساٹوس نے سپر کو جو سر کی پناہ کیا جو بدبخت چھٹکا کر پڑی سپر کے پھول مرجھا گئے سپر رو گردان ہوئی جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پر پڑی سر گردن میں گردن سینے میں سارا جسم گینڈے میں گینڈا و ساٹوس دونوں خون کا تھالا ہوکر رہگئے دیوانہ پکارتا ہے ابے ساٹوس دیوث اٹھکر مقابلہ کر کیا ٹانگ پھیلائے پڑا ہے دیکھوں تو کیا پہلوان ہے ساتھ والوں جو دیکھا کہ ساٹوس مارا گیا روتے پیٹتے سامنے ابلاغ کے آئے کہا اے ابلاغ ساٹوس کو دیوانے نے مار ڈالا گینڈا اور افسر خون کا تھالا ہوکر رہگئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہے ابلاغ افسروں کو پکارا کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے گرچہ غضب کا ہے نہیں معلوم طلسم کشا نے کیا سحر کیا ہے کہ اُنکی اطاعت میں ہے سنتا ہوں کہ روز طلسم کشا پہ جو یہ تیغیں لگاتا ہے

مگر طلسم کشا اپنے کو بچاتے ہیں ایسا اسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہے رفیقوں نے
کہا حضور اصل میں یہ کیفیت ہے کہ طلسم کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا دبایا
کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہے چہار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کریں ابلاغ نے بھی ترغیب
دی کہ چہار جانب سے فوج نے گھیر لیا کمندیں اور رسنیاں دیوانے پر پڑنے لگیں ادھر
دیوانہ کی فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندیں پڑیں کہ وہ منہ کے بل گرا
چہار طرف سے انبوہ کفار دوڑ پڑے مگر دیوانہ بیہوش ہو کر گرا ابلاغ نے
گرفتار کرا لیا ساتھ والوں نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا جو نہیں تیغیں تان کر پلٹے
سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مار ڈالا لاشے تڑپتے
رہے ہیں ابلاغ نے آواز دی یاروان سب کو رسنوں اور کمندوں میں گرفتار کرو ان
بیچاروں پر بھی کمندیں پڑنے لگیں دیوانہ شیر مردم در کے ساتھ والوں کے گرفتار ہوا وہ
طبل امان بجا کر پلٹ گیا ہرکاروں نے یہ خبر رستم کو پہنچائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے
تھے کہ یہ دیوانہ طلاس سے پرنہ جائے اسنے نہ مانا آخر جا کر گرفتار ہوا اے سماک بڑھکر خبر تو لو
سماک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے میں پلٹ کے آیا عرض کی سالوس تو مارا گیا
دیوانے کی ایسی چوب دستہ پڑی کہ پرا اکھڑا ہو گیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندوں سے
گرفتار کرا لیا اب اسنے قید کیا ہے حکم دیا ہے کہ کل سویرے میدان جنگ کی تیاری ہو دیوانہ قیدخانے
میں زنجیروں میں ہلا رہا ہے رستم نے کہا میری زندگی میں دیوانے کو کون قتل کر سکتا ہے اے سماک
ہمکو وقت پہ خبر دینا سماک بصورت صندل در داخل لشکر کفار ہوا پھرنے لگا ابلاغ جو بیچ
معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت نسترن جادو لکھی جسکا مضمون تھا
کہ غلام بموجب حکم جو آکر پہنچا طرف سے کہکشان جادو کے سالوس نامے ایک
پہلوان آیا ایسا جاہل اجہل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شیر مردم در کے
ہاتھ سے مارا گیا میں نے دیوانے کو گرفتار کیا ہے کسی جادوگر کو روانہ کیجیے میں نے رستم
کو بھی روکا ہے آگے نہ بڑھنے دونگا نسترن جادو باغ نسترن میں بیٹھی ہے جادوگرنیاں
اسکے پاس بیٹھی تھیں ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سنا کہ چار سو دیوانوں سے وہ

دولا کہ پر آ گرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ سا لوس بھی مارا گیا ابلاغ باقی ہے اپنے مقام سے اُٹھی کہا اے ملکہ عالم کنیز جاکر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر مین سحر سے روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے لشکرن نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پہ بیٹھا ہے اسکو چونکہ خوف ہے کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا آکے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا تو کون روک سکیگا یقین ہے کہ اپنے رفیق کو رہا کر لیجائیگا کہ دفعۃً آسمان سے برقین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے آکر پہونچی ابلاغ خوش ہوگیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئین آج میرا ارادہ تھا کہ میدان جنگ کی تیاری کرون دیوانے کو قتل کر ڈالون لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجائے ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ مین دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیل خانہ سر زنجیر تھام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار مین آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ گلے مین طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہین زنجیرین ہلاتا ہوا دربار مین آیا بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہوگئی پہلو بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا اے ابلاغ تونے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا ابلاغ نے کہا کئی دن سے گرفتار ہوا کہا روکے سے رکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان مارے جب بیہوش ہوگیا تب بہ مشکل تمام گرفتار ہوا ہے کہکے قید خانے مین بھیجا ابلاغ نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائنون کو بلایا گائنین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بجوش و خروش گانے لگین نظم

ہوس یہ رہگئی دلمین کہ مدعا نہ ملا
بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا

ہوا ہے کون سا معشوق باوفا اے دل
گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا

عجیب قسمت بد تھے شب فراق مین ہم
کہان ڈھونڈھ پھرے خانۂ قضا نہ ملا

ندی تو ہاتھ سے ہون ضعف سے مین رنگ حنا
ہوا سے شوق فنا مین جہان اڑا نہ ملا

جواب دیگی بھلا روز بازپرس تو کیا
اڑا اڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا

وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی — بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال و زر — یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا
عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی — کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
بچھے ہزار تمنا سے کیون نہ بے کھٹکے — کہ خار کو کوئی ہمسایہ بہتر پا نہ ملا
بہت ہی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت — پہ اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائن نے گائے ہلال کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا کیون ملکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اہوا ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبرائی ہی پریشانی سامنے آئی ہی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہی کیسے کیسے سردار جمع ہین کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای پہلوان دوران اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرصع پوش نے ہلال انجم پیشانی کے آنے کی جو خبر سُنی اپنے مقام سے اُٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی مین برائے رہائی شہر یہ مردم در جاتی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف سے مہلال سرکش یہ کہتا ہوا اُٹھا ہی کہ ای ملکۂ عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جائیے آفتاب فلک سپہر کلاہ نے اُٹھکر دونون کو روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شہر یہ مردم در کو مجھسے لیجیے اس سہولت مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین غرق ہو کر جاؤن دیوانے کو رہا کرلاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جھولیگا اور روکیگا سمجھ لونگی اور عیوق یہ کہکے اُٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہین جاروق کہتا ہی مین اسیوقت جاکر قیدخانے مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کرلاؤن مگر طلسم کشا نے بنرم زبانی سب کو روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ درپے جرأت کا جوش ہو ابلاغ کو ارادہ کرنے دو دیوانے کی سزا ہی کہ ہمنے منع کیا تھا کہ مقدمہ مت کفار مین دخل نہ دینا اسنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قصد کریگا کہ اسکو قتل کرون اُسیوقت مین جا پڑونگا سب تو رک گئے مگر بی شہرت نہین رکتین انکا ارادہ ہی کہ آپ بڑہین کسی سے افسر

فوج لیے اپنے ساحروں کو ہمراہ لیکر بیچ میں ای پہلوان دوران کچھ تو سمجھو اہلان تیغ نے یہ خبر سنی کہا کیوں ناک بلال ایسا کیا تدبیر کروں اگر تمہاری خوشی ہو تو دیوانہ کو لیکر بیگانہ بستہ ہو انھیں جا جاؤں وہاں انکو اختیار ہے تو بلال نے جواب دیا کہ ای اہلان تیغ طلسم کشا نے جانے رنگ روہ میں جا کر دیکھا معرکہ عظیم پایا کہ بیچ میں پڑا کہ ایک حصار سحر بنائی ہوئی کہ کوئی ساحر نہ آسکے اگر طلسم کشا انکا گرفتار کرنا مشکل ہے کہ وہ کسی طرف کو انکے پاس موجود ہیں اہلان تیغ ملک سے تحسین کرنے لگا کہتا ہوں کہ ای بلال یہ عالم ہم حصار سحر بنا کر رہے کہ کوئی ساحر وہاں کے تدبیر کرو یہ سنکر بلال اپنے مقام سے اٹھا اس جگہ سے دو قدم نکلا تھا کہ پیچھے لگی اور بازوؤں سے کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قبیل فاصلے سے بلال کو دیکھا زنجیر میں جلنے لگا پکار کر آواز دی ای عزیز ذرا پیچھے تو نگاہ ملا بلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی ای بیچین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا یا بلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا - نظم

ہوا دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا
کوئی تجھ سا نہ ہمسر سے دم نکلا

جبین ساقی کو ہم کس وصف پر آب آتا ہے
نہ بل زلفوں میں کم پایا کچھ ابرو سے خم نکلا

بڑے ثابت قدم یاران اپنا دوست ہیں
کہ اشک دیدۂ سخت جگر ہو کر بسمل نکلا

ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے
بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہیں لائی نگاہ شرم ناقدری
جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا

بچا را مجھ کو وان اسکو ہوئی منظور خوشی
جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا

وہی نہ دو جوانی میں ابھی پشت خمیدہ ہو
کمان آسمان پیر کا اپنا سا نہ خم نکلا

نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ انکا نشان باقی
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

نہ بھی پردے میں ہجر سیاہ مرگ آتی
قیامت اٹھ آتی اگر باہر قدم نکلا

زمانہ ہمسایوں سے ای تیرا آباد ہوا
بہت ڈھونڈا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ بلال پر ہجوم پریشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر اقبال اوج پر آیا یعنی کہ اس دیوانے کی نگاہ پر توجہ ہوئی جانے جلیل کا رفیق ہے

حقیقت میں اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹھانی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
زنجیر ہلانے لگا قیدخانے میں اچھلتا ہے کودتا ہے دمبدم یہی کہتا ہے اے جان جہان و راحت
آرام دل مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکلی جاتی ہے کوئی ایسی تدبیر کر کہ میں اور تو ایک
پاس رہوں یہ سنکر ہلال نے کہا گھبراؤ نہیں تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہوں قصد کر رہی ہے کہ سحر کرکے
نگہبانوں کو بیہوش کروں دیوانے کو نکال لیجاؤں قضارا ملکہ نسترن جادو طلسم میں اپنے
بیٹھی ہے اور سب مصاحب جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہے
اطلاع ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اسکے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ
سکینگے اسکی بہن نسیم جادو بیٹھی ہے اسنے کہا ملکہ عالم یہ تو ارشاد فرمایئے کہ طلسم کشا کا علاج
وہ کم تجربہ جاہستا اسیر ہو کیونکر تاثیر کریگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کہتا ہے میں سیکھیں کہ اسوقت
ہماری بہن کیا کر رہی ہیں نسترن نے جادو سے کتاب سب نکالی اسکو کھولا مضمون دیکھکر
پیشانی پیٹ لیا نسیم نے پوچھا حضور خیر تو ہے کہا اور غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہوئیں
قیدخانے میں اسکے پاس بیٹھی ہیں نگہبانوں پر سحر کیا چاہتی ہیں نگہبان بیہوش ہوئے
اور وہ دیوانے کو لیکے نکلیں اے نسیم تو جا جلدی پہنچ کہ پہنچی ہوئی لا وہ سزا دوں کہ دیکھنے والوں
کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا آخر
کیا چاہتی ہیں اس دیوانے نے جو شاعرانہ کلام کیے ہیں کیونکر رات کو گانا سنا اور
نہ ہو دو پیغام انکو غزل عاشقانہ سنکر دیوانی ہوئیں نسیم نے کہا میں ابھی جاکر لاتی ہوں اس
ذلت سے لاؤں کہ دیکھنے والے عبرت کریں یہ کہکے سامنے سے نسترن کے اٹھی نسترن نے
کہا ایسا ہو کہ اسکے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمہارے ساتھ فساد کرے نسیم نے کہا کیا مجال ہے
کہ کوئی بول سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگی نسترن نے کہا قیدخانے میں جاؤ کہ خطا انکی
ثابت ہو نسیم جادو یہ پیغام لیکے چلی مگر نسترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو نسیم گرفتار ہو جائے
تو باعث خرابی ہے بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر انکا مسکین جادو تھا اس سے کہا اے مسکین جلد
جاؤ اگر نسیم جاتے ہی ہلال کو گرفتار کرے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو کسی کی
حرکت کرنا مسکین نے کہا مجھکو دیکھتے ہی بی ہلال کا پیدا ہوگی آپکا علم قضا تمہیں کی

مجال ہی کہ آپ کے حکم مین در انداز ہو یہ کہکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اسکے تخت کے ساتھ چلے وہان ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانون پر سحر کر رہی ہے نگہبان کہتے ہین کیا ٹھنڈی ہوا چلی دیکھو یارو ابر بھی آسمان پر آتا ہی جی چاہتا ہی سو رہین نیند آ رہی ہی طبیعت گھبرا رہی ہی کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈی ہوا کھاکر ایسے بد حواس ہوے کہ پکارنے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج   دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج   بلبلو باغ مین بہار ہے آج
آہ کی برق کو نہ چھپالی ہی   ابر تر چشم اشکبار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو   مرغ روح روان شکار ہی آج
تیر سے آتے ہی دیکھ رخصت جان   چین ہی صبر بے قرار ہے آج
وصل گلرو سے عیش باغ مین ہی   باغیون کو کمال خار ہے آج
فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا   کس لیے انکو ننگ و عار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا   اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہے   گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر   تو وہ دل کے صاف پار ہی آج
کہنا قاصد سے اسکے جینے کا   وعدہ وصل پر مدار ہے آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین   غیر سے یار ہمکنار ہے آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان   نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام ناز ہے یہ   غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
مین نہین ہمسر یار مین تنہا   غم دلدار غمگسار ہے آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے   کہو رعنا تمہین خمار ہی آج

بعضے یہ اشعار پڑھ کے بھاگے جاتے ہین کہتے ہین ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے در قیدخانہ پر ایک ہنگامہ ہی ہلال بیٹھی ہنس رہی ہی دیوانے سے کہتی ہی نہ گھبرا مین کھولے

عرصے میں ان سب کو ہٹا سے دیتی ہوں تجھکو لیے چلتی ہوں دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہی معشوق کو دیکھکے ہنس رہا ہی قضا سے کار ہلال چاہتی ہی کہ دیوانے کو رہا کر دوں یہ لڑتا بھڑتا نکل جائیگا میں اسکے تعاقب میں جاؤں جو رہ گئے اُسکو دیوانہ کر دوں ابلاغ سپہ دیوان بارگاہ میں اپنی بیٹھا ہی قضا سے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قید خانہ پہ کچھ لوگ سوتے ہیں کچھ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہیں اور ہلال قید خانے میں بیٹھی سحر کر رہی ہی ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانوں کو سلا دیا یہ دیوانہ وار کیسے پھر رہے ہیں ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیوں نہیں دیتے ہو جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہوگیا پکار اٹھا ای ہلال صاف تو یہ ہی نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہی اُسے ای دوست گلشن کی بہار
اسقدر نازاں نہ ہو یہ رنگ گل ہی بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار
فرقت جاناں ہجوم رنج بیتابی کے جوش
دل ٹھکانے ہو تو دیکھیں چل کے گلشن کی بہار
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تاباں کا جو ہر جانب ہی عکس
برق تاباں کی جھلک دیتی ہی دامن کی بہار
کیوں خفا ہوتا ہی چھینٹوں سے لہو کی بار بار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
گر نہیں کوئی نہ ہو باقی ہی کسکو جستجو
دیکھتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کیوں نہ صدمے جانیے ای دل ہجوم داغ
کم نہیں ہی جلوۂ گلزار سے تن کی بہار
ہاں اٹھا اب پردۂ رخسار روشن ای پری
دیکھنے آئے ہیں ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
مثل پیراہن ہوئی ہی زیور وحشت کی قدر
کم گریبان سے نہیں ہی طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اٹھی ہی سینے میں آگ
گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم
دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد میں ہی مصاحب اسکے یہ حال دیکھکر دور سے کہتے ہیں اسے پہلوان دوران آپ اسکے قائل ہے کے یہ خلافت ہی ہلال نے آپکو بھی سحر کر دیا کہ سب مصاحب بھی اشعار پڑھ کے ناچنے لگے اب قصہ یہ ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کروں ہنسکر کہا ای رفیق

طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہون تو سب کا یہی حال کرون میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہی اتنے مین نکلا دیوانہ اچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق چمکی نجم جادو اسوقت آسکے پہونچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہی گرد اسکے مصاحب چیخ مار رہے ہین ہلال اپنے مقام سے اٹھنی چاہتی ہی دیوانے کو رہا کرون نجم نے وہین سے للکارا او شوخ دیدہ اسی واسطے تجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے خبردار تو اسکے قریب نہ جانا اگر تو اسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن کو ہوگئی مجھکو بھیجا ہی بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ نسترن ہو ہلال نے کہا مین کیا نسترن کی لونڈی ہون ملازمت نہین کرتی مین اسکے پاس نہ جاؤنگی یہ سنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹتے ہی اسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان منھ تک ہلال کے لگا چرخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری چاہا کمر مین پٹکا دیکے لے اڑون دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اٹھا للکار کر آواز دی ہر چند کہ تو بھی مرد زن ہی مگر میری یہ نازک نہایت حسین و جمیل ہی تجھسے زیادہ شکیل ہی مین تجھپر توجہ نہین کرتا خبردار اسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑون کھینچتی ہوئی لیجاؤن دیوانے نے غصہ مین بکرا مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی خانہ زور مین آکر قپ کو توڑ کے پھینک دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ ہاتھ ہلا دونگی دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانہ زنجیر مارا کہ نجم کا سر چٹا لڑکھڑا کر گری اندھیرا ہوگیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من نجم جادو بود. اب جو ہلال اٹھی دیکھا دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشہ نجم زمین پر پڑا ہی کہا اے یار وفادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہ رہا ہی اے ہلال تو نے غضب کیا کہ فرستادہ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کرون دیوانہ منع کرتا ہی کہ دیکھ ملکہ عالم تم تکلیف نہ کرو مین اس سے سمجھ لونگا دیکھتی ہی کا اسکا قد و قامت ہی ایک چپت بدست اسکے واسطے کافی ہی یہ کہکے ہنستا ہوا چلا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنگین جادو او دیوانے مجہول ابلاغ پہ نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا

ارے یہ صاحب لشتری تھی یہ کہکے مسکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ ٹرک گیا پاؤں زمین نے تھام لیے ہلال نے بڑھکے سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کر لو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی دونوں لشکر آپس میں ملگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال چھاٹ چھاٹ کے گرانے لگی جب تڑپ کر گری ہزار دو ہزار کے سر اڑا دیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر میں کم ہے خوف ہوا کہ ایسا نہو میرا بھی سر اڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضا سے کار مختار سماک بیلدار بھی یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے بلوہ ہے دیوانہ جھکا کھڑا ہے جو پابست کو ہلا نہیں سکتا یہ رنگ دیکھکر سماک بھاگا اسوقت پہونچا کہ رستم دربار میں بیٹھے ہیں تمام ساحر جمع ہیں ملکہ شہرت کہہ رہی ہیں کہ حضور نے کنیز کو کل روک لیا ورنہ اب تک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سماک آکر پہونچا سماک نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی فرد۔ ای ز ابر رحمت خرم گلستان ما + گرنگہ سے حرف شفقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب طرح کا ہنگامہ لشکر کفار میں ہے آپس میں تلوار چل رہی ہے آپکے دیوانے پر بی ہلال عاشق ہوئی ہیں لشتری کو جب یہ معلوم ہوا تو اسنے اسکی بہن نجم جادو کو بھیجا اسنے آکر ایسا سحر کیا کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اٹھکر نجم کا سر پھاڑ ڈالا اب مسکین جادو آیا اسنے ہلال کو گھیرا ہے کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہے پریشان پریشان لڑ رہی ہے یہ سنکر شہرت اپنے مقام سے اٹھی کہا حضور ایسا نہو رفیق آپ کا مارا جائے تو باعث خرابی ہوگا کہ آفتاب فلک سپر اپنے مقام سے اٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ میں جاکر دیوانے کو لاتا ہوں شہرت نے ہاتھ باندھ کر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ کہکے بلند ہوئی اسوقت جاکے پہونچی کہ سب ساحروں نے ملکر ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہہ رہا ہے مگر مصروف جنگ ہے دیوانے کو جو پریشان دیکھتی ہے پکار کر آواز دیتی ہے لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہیں تم پر نثار ہوئے افسوس ہے حسرت وصل لیکر پردۂ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتوں کو سنکر چیخیں مار کر روتا ہے چاہتا ہے کہ بڑھوں جاکر معشوق کو بچاؤں مگر ایسا سحر میں مبتلا ہے کہ زمین سے پاؤں نہیں

چھوٹتے شہرت نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانے کے پاؤن زمین نے چھوڑ دیئے آواز دی ای شہر پر مردم در قید رفیق طلسم کشا ہو اپنا سا بچھڑتا نکلا جا دیوانے نے روکر آواز دی ای ملکہ شہرت کیونکر نکلا جاؤن نزدیک میری بگڑی ہوئی ہے اگر نزدیک پر کوئی صدمہ پہونچا تو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگا اس نزدیک کے واسطے میری جان تک حاضر ہی نزدیک سے کوئی شی عزیز نہین اسطرح دیوانے نے بیچین ہوکر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑین کہا ای شہر پر مردم درین تیری معشوقہ کو بھی نکالتی ہون یہ کہکر طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی ای ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہی کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اٹھاکر تماشہ دیکھو جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھون مین گجرہ پھولون کا بندھا تھا وہ گجرا پھولون کا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو جیسے آنکھ ملاؤ اسقدر جیسے آنکھین نہ چراؤ ابلاغ نے سر اٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا مین پھولون کے غوطہ مارتے ہوے زیور جواہر پہنے ہوے سیم تن غنچہ دہن رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی اب تو آپ کے چاہنے والے کا یہ حال ہے نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سنکر
دیکھتے روز ہین آ آکے ترے بام کو ہم
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ زلف
صبح کے بھولے ہوے آئے گھر شام کو ہم
خوب انصاف ہی سرکار مین ماشاء اللہ
مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین
توڑکر صاف نکلجائینگے اس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک
خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
دیر مین یار ملا کعبہ ہوا دین رعنا
کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت نے آواز دی مسلمین کا سرا طرف مسلمین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا او ساحر ناکام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئیں تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو آتے ہوئے دیکھا کہ تلواریں مارتا ہوا آتا ہی ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا کہ مسکین کو مارو سب ساحرون پر کچھ پڑھ کے پھینکا سب پر پھول برسے سب بیہوش ہو گئے مسکین پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامرد کہان جاتا ہو مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہی تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہی حیران ہوا کدھر جاؤن کیونکر بھاگ کر نکلون آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا یہ تو سحر مین ملکہ شہرت کے ہی سحر اڑتا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی سوچکر ایک جا بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نعرہ کرکے سامنے آئی کہا ای مسکین کیون گھبراتا ہی مین محسن جادو فرستادہ ملکہ نسترن ہی کہکے تین طرف آتش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہین تجھپر جو قصد کیا اسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش مین نہ تھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کرین اب ذی ہوش ہوے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال کو مارلو فوجون نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہین ہلال کو پکڑ لین ہلال نے جو نگاہ یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچائیے لاکھ ساحرون نے مجھپر بلوہ کیا یقین ہی گرفتار کر لین ملکہ شہرت نے پڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محسن جادو نے لکۂ ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محسن نے اسکو مٹایا ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جا کے تلوار چمکی کڑک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اتو محسن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب دعا کن کہ من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق ارض و سما و ای رب دو سرا مین نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد دستا ہاز کرم بین درویش نگر بر حال خستہ

دلریش نگر ۔ ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہیں کہ اے مالک بے نیاز و اے خالق کارساز وقت اخیر ہے عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھ لوں فراق میں کنیز کا عجب حال ہے اسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہے قطعہ نظم

وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا غم اہل عالم کو
پریزادوں نے اپنے بال کھولے میرے ماتم کو

عداوت پاک دامن سے کبھی ہوتی ہے عالم کو
کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو

مثال شیر مادر خون دل پینا ہے شہرت سے
دیا کیا وصل اللہ نے فرزند آدم کو

کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم نے جس نے
گل و گلنار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو

محیط حسن و خوبی ہے سراپا یار زیبا کے
کہوں میں وہ حباب بحر خوبی اسکی محرم کو

میں دیوانہ ہوں اس شنگ پری کا دیکھ کر جسکو
سلیمان نادر کی خاطر اتارے اپنی خاتم کو

جھکے وہ تیغ ابرو راست بازون کیطرف کیونکر
بنایا ہی نہیں استاد نے نقطے کے خم کو

سجا ہے جو کہوں محراب کعبہ اسکے ابرو میں
اگر تشبیہ دوں ماہ نو سے ماہ محرم کو

گلیم فقر کو کیوں دوش پر ہم ڈالے لئے اے یار
اگر گل سے بہتر جانتے کیا آب شبنم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم میں اشکباری کہتی ہے اے خالق لیل و نہار میرا حال تجھ پر ظاہر ہے تو میرے باطن سے بخوبی ماہر ہے کہ سماک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ اے شہریار شہرت و ہلال گھر گئیں دیوانہ زخموں میں چور ہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہے ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہے رستم نے فوراً تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہوکر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سپہر وغیرہ سب سوار ہوئے مگر آفتاب آگے بڑھ گیا اسوقت آکے جھکا کہ کشن نے وہ منتر کیا ہے کہ شہرت پہ آگ برس رہی ہے شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلاتی ہے پانی برسا کر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب نے جو شہرت کو اس حال میں دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی اے شہرت ہوشیار ہو استقلال نہ چھوڑنا ہے شہرت نے آنکھیں کھولیں آفتاب نے منہ پر ہاتھ پھیرا ظاہر میں سب زخم اندمال پا گئے مگر باطن میں درد ہی رنج سے برگشتہ شہرت کی زردی ہے صدمۂ زخم قلب پر ہے نہایت بیقرار و مضطر ہے اس حال میں پوچھا کہ اے آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھا کر بتایا کہ وہ لڑتے ہوئے آتے ہیں رستم پرے درہم و برہم کرتے ہوئے آتے تھے کہ ابلاغ ببر دندان سامنے آیا سحر شہرت سے مبہوت ہو رہا ہی پکار کر آواز دی ای طلسم کشا ذرا مردان عالم سے تو آنکھیں چار کیجیے مجھپر تو کوئی وار کیجیے قریب رستم پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھاو سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکر گھوڑا جھکایا گینڈے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اٹھا دی مگر کمال پریشان ہو کہ نام تو اسکا سپر ہے اگر ایک پر بھی ہوتا اٹھ جاتا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے برق شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچا ابلاغ زمین پر گرا تمام ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کتنی سو پہلوان اُس مقام پر مارے ایک غلغلہ ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح مار لیا دلوابسے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ ای شیر مردم نہ گھبرانا میں آپہونچا شیر مردم در نے جو آقا کو دیکھا پایا تو سست تھا چالاک و چست ہوا ارادہ درست ہوا جو بار سست ہاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشہ ابلاغ دیکھا اور دلوا نے پہ نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی میں اپنے کہتی ہو آقا کو دیکھکر دلوا شیر ہوا مزے سے لڑ رہا ہے محن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزارہا ساحر و عیوق و جاروق غیر ساحروں کا لشکر ساتھ لیے آگئے اب محن جادو گھبرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر میں ہے آفتاب فلک سپر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہے گرمی سے ساحران غدار بدحواس جوش پہ پیاس سوجھی کہ ای محن نکل جا اُون اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہو گیا آگے کا جادو ہی ملکہ لشترن نے کہکر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح سے کلمے میں پڑی ہی یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے محن جادو نکل گئی فوج کا ساٹھ ستر ہزار ساحر مارا گیا باقی ماندہ نے بھاگنا چاہا تیغ آفتاب نے گھیرا حصار کا ڈالدیا اُس حصار سے وہ نہیں نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے پناہ مانگی طلسم کشا نے پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوئے اُسی مقام پر طلسم کشا اُتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگیں شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ نسترن میں پہونچنا واجب و لازم ہی دو چار دن آپکو وہاں رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ طرف باغ نسترن کے کوچ کریں مگر محسن جادو جو بھاگی راہ میں ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پہ بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد فوجیں گرد قصر کے اُتری ہوئی ہیں محسن جادو زخمدار تھی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر مسند نشین نے پکار کر آواز دی ای محسن جادو خیر تو ہی بی نسترن نے جنگ آغاز کر دی اور ہمکو خبر نہ کی سنو افتتاح جادو سلطنت نسترن ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مکر کرتے رہے پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئیں محسن نے کہا ای افتتاح جادو طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہی حقیقت میں طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہماری نگاہ سے نہیں گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے مقابلے میں آئے اور ہفت پیکر اس طلسم میں آیا تم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑ لیا آج تک قید میں کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جس روز قصد کرونگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے محسن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پہ ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار کنیزیں گرد تاج سر پر شعلۂ آتش نکلتے ہوئے پتلا سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسی طرف مینھ برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہیں ذرّے چمک رہے ہیں اس زور و شور سے وہ ساحرہ آکر پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا برائے استقبال آیا پکار کر کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا ای ملکہ اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پا چکا اختتام نے کہا صاحب تم نگھبراؤ بخوبی ہم انتظام کر لینگے اس راہ سے نجانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو میں اُس ساحر کے بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی سب کے موجود ہوئے گلابیاں کھلنے لگیں جام گردش میں آیا ایک گاتن شوخ و شنگ موسوم بہ شیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

کیجیے پھر رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا
دیکھ لینا سینے پر ہی شمشیر خانہ ساز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہو نغمہ ساز کا
یہ اشارہ ہے ہو انکی نگاہِ ناز کا *
گفتگو بڑھ جائیگی تقریر سے پہلے ہو کی
پڑگئے سوراخ دل مین گفتگو سے یار سے
روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب سے روح
شور سے ہے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہان
حیرت آنکھون کو ہو نظارہ مین اس محبوب کے
یہ اشارہ کر رہی ہو ابرو سے خمدار یار
ای زبان کیجو نہ شرح حالت دل کا خیال
غایت عاشق کے سننے کا دماغ اسکو نہین
کاٹ کر پر مطمئن صیاد سے پروا اٹھو
کھینچ دیتا ہو شبیہ شعر کا خاکہ خیال
بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین

شبہہ ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اب اعجاز کا
بے کنایہ کے نہین اک قول اس طناز کا
ایک ادنے سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا
شل نہ محتاج ہو اپنا دہن دمساز کا
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہو کس انداز کا
کام منھ چڑھتا ہی اس تلوار کے جانباز کا
منکشف ہوتا نہین بہتر ہی مخفی راز کا
بند ہو جاتا ہے سو سو بار دم غماز کا
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
فکر رنگین کام اسپر کرتی ہے پرواز کا
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہوگئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا افتتاح نے کہا ای محسن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمھارے ساتھ کردون کہ لشکر طلسم کشا غارت ہو جائے محسن نے کہا ای افتتاح اس سرزمین پر جاکر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے ہوگئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکالکر دیا کہا ای محسن یہ طائر مین چھوڑتا ہون جسقدر سرداران طلسم کشا ہین یہ سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت لفترن مین جاؤ تاکہ لفترن تمسے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملکہ لفترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا اب تک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہمنے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے ملک مین آکر دبایا نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتظام کر دیا لہذا تم فوج لیکر جاؤ جاکر مقابلے مین اترو یہ طائر جو آڑ گیا ہی تمکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سب

انتظام کریگا پس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جاکر اُترو ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آئیگا صحن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کار آزمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ کر دیے صحن لیکر اس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پہلے ہلال انجم پیشانی کہ دیوانہ شہریہ مردم دسہ پر عاشق ہوئی ہو زخمی ہوکر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفا خانے مین بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقا سے نامدار میری نزرک کو کیا کیا مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہے سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمایئے اگر میری نزرک نہ آئی ہو تو مین باغ لسترین جاؤن اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہے لالہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفاخانے مین بھیجا ہے علاج اُسکا ہو رہا ہے جب صحت پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہوکر طرف شفا خانہ کے چلا شفا خانے مین جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم دھوئے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اسنے چپت جراح پہ ماردی جراح ٹھنڈا ہوکر رہگیا اور جراح اُٹھ کر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھا لیا کاندھے پہ سوار کیا ہلال چیختی ہے ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہے اور کبھی اسکے حرکات پر ہنستی ہے دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقا سے نامدار میری نزرک تو بڑی مصیبت مین تھی مین نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگایئے گا کبھی مین کبھی آپکی نزرک کو چھوتا ہون رستم نے گھڑکا کہا آقا کیون بگڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے کہا ارے یہ زخمی ہے دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُسکے زخم بگڑ جائین۔ کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا لیجیے آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہے مین اسپر نگاہ ڈالونگا رستم نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کرکے تجھکو دی جائیگی اسوقت دربار مین ایک عجیب ہنگامہ ہے سمک پلید آفتی بیرون بارگاہ کھڑا ہوکے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی صحن ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کرون

رستم نے کہا اے ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بندھواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چیخ مارا ہلال کی آنکھیں سرخ ہوگئیں کنیزون سے کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی مین جا کر اسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکر طرف لشکر محن کے چلی یہ ماجرا جو ہوا کہ ہلال انجم پیشانی پاس محن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھیں سرخ چہرہ گلنار اسی پر بگڑی ہی کہ پاس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے ہلال تمنے کیا برائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محن کا ہمیشہ ساتھ رہا اسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب سردار اسی مقام پر آکے جمع ہوگئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اسی جوش مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اسکے ہوش درست ہوئے محن کسی وجہ سے آئی ہی یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چیخ مارا یا تو طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اسی مقام پر ٹھہر گیا کہا مین برائے ملاقات محن جاؤنگا یہ کہکے چلا ہرچند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین محن کے پہونچا جا کر محن کو سلام کیا محن نے کہا اے آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ لنترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین بردگی طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت مہلت پائی محن نے اشارہ کیا زبان مین اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محن نے آفتاب کو قیدخانے مین بھیجا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی جراحون نے پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محن کے جاؤنگی وہ ملکہ لنترن سے صفائی کرادیگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اٹھی ہرچند جراحون نے روکا ہلال نے پر پرواز پیدا کیے اور پاس محن کے پہونچی جا کر سلام کیا مثل آفتاب کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہکے اُٹھی کہ لنترن سے صفائی کرنا ضرور ہے محرن جادو صفائی کرا دیگی اپنی بارگاہ سے اُٹھکر چلی نہنگ سحری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے مین تو آپکے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بہوا میرے ساتھ آؤ پاس لنترن کے پہونچ جائینگے دونون ساحرہ وجادہ مین لشکر سے نکل گئین پاس محرن کے پہونچین محرن نے آفتاب و ہلال کے مثل انگوٹھی قید کیا سماک نے یہ سب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار دیا کر محرن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی خود ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محرن نے قید خانے مین بھیجا رستم چو خبر وحشت اثر سنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا ای سماک سردارون پر زوال آنے لگا کہ دربار مین شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبرائیے یقین ہے وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جسوقت گرد میرے آکے چرخ مار یگا دیکھیے کسطور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اُٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اُڑتا ہوا آتا ہے جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچھتائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ستار کھول کر پکارتا تھا کہ ای ملکہ شہرت آگاہ ہو

نظم

کوچہ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دل کو ملتا نہین وہ ماہ نشین تو اتنا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پاؤن مین تا رہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
قصد رہتا ہے یہی پاؤن کا اب وان چلیے
رہنما جوش جنون ہوگا بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک سیر کی ہمت آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہیں جوں جوں اشعار سنتی ہیں آنکھیں سرخ ہوئی جاتی ہیں نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکایک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر کنیزوں سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزوں نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوئے آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے غصے میں جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا کے جمال کو دیکھ کر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹ اُسے ہوا پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہیں کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جا کر غائب ہوا ایک باز سلیمانی ہوا سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُڑ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا وہ بھی چاہتا تھا کہ باز نہ آوے اس طائر کو پکڑ کر چیر ڈالوں جب تڑپ کر آسمان پر پہونچا آسمان سے ایک برق گری کہ اُس نے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے شہریار آپ کے گلے میں لوح تھی آپ کا جمال دیکھا قلب میں قوت آئی کہ میں نے یہ سحر کیا کہ آسمان پر جا کر اُس پر سحر ہوا وہ جل کر خاک ہو گیا لیکن حضور کو اُس کا خیال رہے جس وقت یہ طائر میرے قریب آئے حضور اپنے کو بچائیں آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر قلب میں قوت آتی ہے اگر حضور لوح حاصل کر کے نہ آتے تو اس طلسم میں وہ ساحر ہیں کہ حضور کا جمنا بہت مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سماک پر تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سماک نے کہا غلام آج خبر لیتا ہے یہ کہکے بارگاہ صحن میں آیا دیکھا صحن جادو اکیلی بارگاہ میں بیٹھی ہے کہ ایک آواز آئی ہم بھی آئیں صحن نے کہا تشریف لایئے سماک ایک ستون کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا ہے کہ پہلو بارگاہ سے ایک ساحر مہیب چھپتا ہوا سامنے صحن کے آیا صحن نے کہا اے طیران جادو ملکہ شہرت کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکہ عالم میں گیا اور شہرت مبہوت ہو چکی تھی کہ اُسی وقت طلسم کشا آ گئے طلسم کشا کو دیکھ کر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اُسنے سحر کیا میں نے بلندی پر جا کر اُس پر برق گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر میں جاتا ہوں یہ کہکے وہ ساحر بشکل طائر بلند ہوا سماک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سائے میں بیٹھا سر جھکا کر یہ اشعار حیرت آثار گانے لگا

نظم

چلتے ہیں ناز سے جو وہ رفتار آفتاب — پانون کو پوجتے ہیں پرستار آفتاب

منھ پہ نقاب ڈالا ہے جب سے کہ یار نے
آنکھوں میں اپنی شب ہی بازار آفتاب

بالکل خراب مست جو رہتے ہیں نشہ سے
وہ لوٹتے ہیں دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آئے میں سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اس طفل مہ جبین سے نے جو رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ کبھی آسمان پہ
عقل حکیم ہے نہیں رفتار آفتاب

البتہ روے یار کا ہے کچھ ہوا اشتباہ
لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب

بٹھلا دیئے نہ دھوپ میں ہوکر خفا مجھے
مجرم ہوں آپ کا نہ گنہگار آفتاب

چلمن میں بیٹھ کر وہ میوہ پاس سے خام
ظاہر ہیں رخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہوں عشق رخ یار کے لیے
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دل کو غرض نہیں
شب کو ہمارے گھر میں ہوا اقرار آفتاب

ہو سکے فلک سے کم نہیں مستوں کو میکدہ
ہے آفتاب سامنے سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جس کے سامنے دینار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
خواہاں ماہ ہوں نہ طلبگار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھوں میں آتش ہے روشنی
بے روے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان میں طیران کے آئی بیقرار ہوگیا درخت پر بیٹھا پاؤں میں رشتہ محبت بندھ گیا جھانک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہے لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیچ نخل میں سر ڈالے ہوے بیٹھی ہے اسی اپنی بیقراری میں اشعار مذکور گا رہی ہے یا دل تردد منزل بہلا رہی ہے یہ صورت اصلی ہوکر درخت سے اترا تھامتا ہوا قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکۂ ابر ماہ تابان مخفی تھا ظاہر ہوگیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اے نازنین اس صحراے ہول خیز میں تجھ ایسی حسین کا کیا کام ہے صاف صاف بتاؤ کہ تمہارا کیا نام ہے اس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا حال نہ پوچھو آوارۂ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار اس صحرا میں آ پھنسی باپ میرا تاجر جلیل تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال وافر کا رستے میں ناگاہ شب کو قزاق آپڑے

کارندے مارے گئے اوا جان گرفتار ہوئے مال سب لٹ گیا میں بدنصیب آوارہ ہوکر بارگاہ سے نکلی آج تین دن ہوئے کہ بے آب و دانہ اس جنگل میں پڑی ہوں شیر بگھیلے نے بھی مجھکو نہ پوچھا ای شخص تیرا بڑا احسان ہوگا کہ تلوار سے مجھکو قتل کر ڈال کہ میں اس کشاکش سے چھوٹوں طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہی کہ تجھ ایسی محبوبہ کو قتل کروں جان کو تیرے قدموں پر نثار کروں تمھاری آواز نے دل کو مشتاق کیا ذرا ان اشعار کو پھر تو سناؤ اس مہ جبین نے ہاتھ طیران کے پکڑ لیے کہا او دیوانے اس نگاہ سے دیکھتا ہی کہ کھائے لیتا ہی میرے سر میں درد ہونے لگا نگاہ ہی کہ تیر دلدوز طیران تحسین کرنے لگا جب چاہتا ہی کہ پوچھوں یا کچھ کلام محبت آمیز کروں وہ نازنین کہتی ہی ای شخص میرے پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہی تیرے تیور سے دل گھبراتا ہی طیران تحسین کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اُس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھکر منھ بند کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی شی پی کر منھ کھولا طیران نے کہا کیوں ملکہ عالم کیا شی پی اُس نازنین نے بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہی اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک قطرہ پیئیں مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ آٹھ پہر پیا کرو اُس نازنین نے کہا صاحب میں اسمیں سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہی جب درد و غم و الم سے گھبراتی ہوں تو چند قطرے پی لیتی ہوں جان کو آرام ملتا ہی ای طیران اسکے پینے میں دخل نہ دے مجھ بدنصیب کو کہاں ممکن ہوگی تم تو مٹکے منگا لوگے میں کمبخت کہاں سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو لشکر معلوم ہوتا ہی میں اسکا مالک ہوں اگر حکم دوں تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئیں نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہی طیران نے جواب دیا کہ ملکہ افتتاح کا میں بھیجا ہوا ہوں چند سرداران اسلام کو قید کرا دیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست ہی وہ ہر وقت اسی خیال میں رہتی ہی اسوجہ سے سحر میں جیتا طلسم کشا نے بڑے بڑے خاندان میں دھبا لگا دیا نام مسلمانان سنکر وہ نازنین کوسنے لگی کہتی تھی انھیں مسلمانان میں کے لوگ تھے جو لوٹنے آئے تھے ایک انمیں یہی کہتا تھا کہ ستمگر کو خبر کرو طیران کو بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہیں نازنین نے پتے دیے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا تھا آپ شراب کے پینیکا ارا
ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے میں نہ دونگی طیران کہتا ہے میں چند قطرے پیونگا آخر اس
نازنین نے گلابی بغل سے نکالکر سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھیں اختیار ہے اگر پھر وہ پھر
مجھکو نہ ملتی ہوگی تو میرا دم نکلا جائیگا طیران نے کہا میں ابھی گلابی بھر لا دونگا پھر وہ پھکن
ہونا کیا معنی پتلے لا کے رکھ دون مٹکا سپرد کر دون نازنین نے کہا تم منھ کھولو میں چند
قطرے تمھارے منھ میں انڈیل دون طیران منھ کھولکر بیٹھا نازنین نے گلابی اٹھائی
مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کر دیا اب جو نازنین نے چاہا ساری شراب
منھ میں انڈیل دون گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اڑی منھ میں اسکے نہ گئی جب تو طیران
نے کہا ارے تو کون ہے ساحر سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خنجر کھینچکر نعرہ کیا چاہا کہ چھاتی پر
چڑھ بیٹھوں طیران نے ایک دو ہتھڑ مارا کہ ساحر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے سے
اڑ گیا طیران نے کہا ارے میں جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوے ہیں عیار طلسم کشا
ضرور فکر کرینگے یہ کہکے ساحر کو کھینچتا ہوا لیچلا ساحر چار جانب دیکھتا ہے جنگل کا سناٹا
کہیں انسان کا نام نہیں کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ساحر کسے لیے جاتا ہے ذرا ہمسے ملاقات
کرے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہے کہ ارے
ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہے بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران
کو مارا چاہتا ہے جلد اسکو بچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی مشتم
خیال جادو فرستادہ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کرکے قریب آیا
ایک نامہ ہاتھ میں دیا طیران نے سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی جی میں کہتا ہے خداوند کو
ہر وقت فکر رہتی ہے کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہو ساحر کو دیکھتا جاتا ہے او
چاہتا ہے کہ سحر کروں باتیں کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پاؤں زمین نے تھام
لیے ساحر نے کہا ای طیران تعجب کرتا ہے اگر فریب کرونگا تو جلکر خاک ہو جاؤ گے ایک عیار
پر سحر کرکے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے ہاتھ منھ پر پھیر دیا رنگ و روغن عیار کا
کا چہرے سے اڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہے طیران نے کہا

تو کون ہی عیار نے کہا مین نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا مین واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہوگئی ساتھ والون سے کہا اسی مقام پر اُتر پڑو عیار نقابدار یہ مہتر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہین رات کو واسطے سیر کے جنگل مین نکلے سماک کو دیکھا کہ گرفتار ہوا دوڑ پڑے سماک بھی اسکو دیکھکر حیران ہو جی مین کہتا ہو کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہین ہے مگر ہمشبیہ برق ہو کچھ کچھ صورت مین فرق ہو کمسن مگر بڑا تیز و طرار ہو سماک کو بڑا افسوس ہوا طیران دونون کو گرفتار کرکے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار مین رہتی ہو بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیارون کو گرفتار کرکے لاتا ہو عیارون کا نام سُنکر محن باہر نکل آئی سماک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہو پوچھا ای طیران یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہین بتاتا محن نے کہا جلادون کو بلاؤ ساحر دوڑے دارین استادہ کین جلاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور ایک نے سماک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اُٹھا رفیقون سے پوچھا ہمارا یار وفادار عیار کہان ہو ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار استاد رات کو پرے سیر نکلے تھے سماک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن مین تیاری میدان قتل کی ہو رہی ہو چارون سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب و ہلال و ماہی سحر و نہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہین یہ سُنکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت مرکب پر سوار ہوا جنبہ پہلے قراول ساتھ ہین واسطے شکار کے آیا تھا کل دو سو سوار ہین مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہو کہ عیار ہمارا قتل ہوا اور ہم تماشہ دیکھین اُسوقت یہ نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہو تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوے ہین حکم ہو کہ بارہ ہزار تیر انداز بلاؤ تیر انداز آگے جاتے ہین کہ نعرہ نقابدار کی صدا آئی پلٹکر طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغہ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا دو سو سوارون سے قتل کرتا ہوا آتا ہو محن نے دیکھکر آواز دی کہ ای طیران ان مسلمانون کے مددگار تو جابجا موجود ہین یہ گورا عیار اسی کا ہو طیران نے کہا مین اسکو بھی گرفتار کرتا ہون طلسم کشا یہ سب

لوح کے بیچ جاتا ہے یہ کس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے سوار تیر اندازی کر رہے ہیں جب دو سو تیر چلے دو سو ساحران خطاکار گھوڑوں سے گر کے تڑپ کر واصل جہنم ہوئے کئی ہزار جوان ان دو سو نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤں نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہے کہ طیران نے ایک گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا سیلہ پے دوڑا دوڑا پھرتا ہے نقابدار جدھر قصد کرتا ہے اودھر نہیں جاتا ساتھ والے گھوڑوں سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑے نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں انگارے بچھے ہیں تڑپ کے جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محسن نے کہا نقابدار کے چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہے ملازمان محسن جو طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمھیں ہمارے نام و نشان سے کیا کام ہے ہم طلسم کشا کے مددگار ہیں جہاں کہیں ساحروں کو پائیں گے قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑیں گے تمہارے دشمن ہیں ہماری صورت نہ دیکھنا اس تیور سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو ملازمان محسن چلے تھے مگر تھرا کر رک گئے کوئی قریب نہیں آتا ہرچند محسن و طیران غل مچاتے ہیں ساحر کہتے ہیں قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا غضب ہے للکارنے سے اسکے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آتا ہے کلیجہ تھراتا ہے مگر آفتاب و ماہی سحر و نہنگ بحری و ہلال تہ دل سے دعا مانگ رہے ہیں پکار رہے ہیں اے خالق بحر و بر وای رب اکبر اس بہادر کو بچالے ہم لوگ مارے جائیں مگر نقابدار پر حرف نہ آئے رباعی۔ شاہا زکرم بر من درویش نگر * بر حال من خستہ و دلریش نگر * ہرچند نیم لائق بخشائش تو * برمن منگر بر کرم خویش نگر بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہے پردۂ دنیا سے پلٹتا ہوا طرف پردۂ قاف کے جاتا ہے کئی لاکھ نرہ دیو ہمراہ سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھنچا ہوا تخت زبرجدی پر سوار مرکب حبشی کبھی اسی تخت پر پشت عیار

طرار قفلو سے لگائے ہوئے کمند مین بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سماک کو پہچانا دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہین پروردگار کو پکار رہے ہین نقابدار کی نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہوکر دیوزادون سے اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیوزاد بیرقین جھکاتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان چلتہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور بر سر نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہو نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جس وقت اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا اُلٹا ہوگیا جنہنے سحر کیا وہ گولے توپ و بان کے اُلٹے پلٹے اُنھین کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے آیا شانہ تھام کر اسم اعظم پڑھا جسم مین نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کر دیتا ہو کسی گولے پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اُسی مقام پر گر پڑتا ہی تحمن نے کہا ای طیران نکل جاؤ اس نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باز سفید کیا بلا ہے کہ گولہ پھٹ جاتا ہی اب ٹھہرنا مناسب نہین طیران نے غلطک ماری اُسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن باز سفید نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اُڑتا ہوا جاتا ہی جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے پھینک دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونون آنکھون پر دونون پنجے رکھدیے آنکھین نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار سے سر پکڑا دونون پنجے پیٹھ سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود تحمن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار رنج و محن ہوگئی نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل کرتا ہوا قریب تحمن کے پہونچا تحمن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہوئی نقابدار بآواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہی اُدھر عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سماک کے آیا قید سماک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چاروں سرداروں کو نقابدار زرین پوش نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا پنجا وہ گرمی پیدا ہوئی کہ جیسے پگھلنے لگے شکل صورت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جا بجا زمین شق ہوئی پانی آبلنے لگا کہ ہزار ہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے بجلی خنجر گرنے لگے کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معرکہ عظیم پڑا غلام قتل ہو گیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا آکر مدد کرنا اور پھنسنا ساتان قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا نقابدار سے نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کر کے کہا حضور محسن ابھی لڑ رہی ہے ساحر نقابدار کو گھیرے ہوئے ہیں مگر کسیکا سحر اثر تاثیر نہیں کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہے غلام کی نگاہ سے ایسا بہادر نہیں گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہیں ہے کہ اسم اعظم دستیاب ہوا اسکے بھروسے پر ساحروں کو قتل کرتے ہیں کچھ زور بازو دکھائیں سمک خاموش ہو گیا جانتا ہے کہ یہ جاہل مزاج ہیں میں جو کچھ کہونگا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہوا محسن جادو مصروف جنگ ہے رستم فوراً سوار ہوئے عیوق و جارود ساتھ ہوئے رستم نے حکم دیا کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے سوار ہو کر چلے یہاں نقابدار نے گھیر کر محسن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوئے اب نقابدار بہ فتح پلٹا چاروں سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہیں دیوانہ شہر پر ہر دم ورنے جو سنا کہ آقا جاتے ہیں جو بیست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا چار سو دیوانوں کو ساتھ لیکر ہمراہ رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش کشتوں کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئی سردار چار جانب سے گھیرے ہوئے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمندیں بازوؤں پر توبڑا پہلو کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہے نقابدار آفتاب سے کہتا ہے آپ لوگ اب جائیں اور اپنے آقا سے ملیں یہ مال جو لوٹ کا ہے تمھیں لیتے جاؤ آفتاب نے مال قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہیں خیمے چند ارابوں پر خزانہ اس لطف سے آفتاب آتا ہے زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشہ جرأت

تم فرزندان صاحبقران مین نہایت پُرقوت ہو جیسے تمسے امتحان ہو جاے بعد فتح طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اس مقام پر آئیے مقابلہ ہو جاے صرف امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہی مین عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار نے دیکھا رستم پیلتن آتے ہین لوح طلسمی گلے مین تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست و خیز کرتا ہوا زنجیرون کی جھنکار دیوانون کی للکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نرزک نرزک کہتا ہوا دوڑا دوڑکر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیون نرزک کہان تھی رستم نے نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یہ مال نقابدار کو دیدو ہم کیا اس مال کے محتاج ہین آفتاب نے پلٹ کر نقابدار سے کہا نقابدار کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لین گے تمکو دیچکے آفتاب نے کہا آقا خفا ہوتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ بدون حکم آقاے نامدار مال لین نقابدار نے بڑھکر کہا ای رستم برہم کیون ہو رہے ہو یہ مال تمھارا حصہ ہی اسمین کیا قصہ ہی رستم نے کہا ہم کیا تمھارے مال کے محتاج ہین صدہا ساحر بہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحر نکو مارکر آپکو بڑا گھمنڈ ہی نقابدار نے کہا مین صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہون کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپکے فرزندون مین مثل آپکے ہو اُس سے مقابلہ کرا دیجیے لحاظ ہی کہ صاحبقران سے ہم نبرد ہون اور طور سے امتحان ہو جاے اگر آپکو منظور ہو مجھسے مقابلہ کیجیے مگر بہ معمول بادشاہے صاحبقرانی ہو جاے رستم نے کہا بسم اللہ جس طرح آپکو منظور رہے مین امتحان کو موجود ہون صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہی پہلے اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صدہا زیر کیے اور بیڑیون مین چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہی دیوانہ شیر مردم در تو ہلال سے باتین کر رہا تھا اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہی چوبدست گھماتا ہوا جھپٹا قریب آکر کہا او نقابدار ہوشیار ہو جا آقا سے کلام نہ کر یہ کہکر چوبدست اٹھائی نقابدار نے کلائی چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے دوڑکر چنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پہ ہاتھ رکھکے

ایک ہتّہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے لگگیا دیوانے نے بمشکل سر اٹھایا تیسرے پیچ پر نقابدار نے دیوانے کو اٹھا لیا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا ماروں زمین پر کہ استخوان چور چور ہوکر رہجائیں اب دیوانے نے سمجھا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤں نقابدار نے ایک طمانچہ مارا دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اڑگیا نشیمن کرنے لگا کہا ای نقابدار میں تجھسے نہیں لڑتا نقابدار نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای نقابدار بہادر اب آپکو میں جانے نہ دونگا اسی مقام پر اترئیے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے آپکے امتحان ہوجاے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر میں آپکو زیر کروں تو بہانے سے صاحبقران ملینگے رستم نے کہا قبلہ و کعبہ مجھکو خود زیر کرچکے ہیں کوئی فرزندوں میں ایسا نہیں ہی کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو لیکن میرے زیر کرنے پر بانون کا ملنا ناممکن ہی مگر میں آپکو جانے نہ دونگا نقابدار بارہ ہزار سواروں سے اسی مقام پر اتر پڑا اب بارگاہ زریفتی استادہ ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا بازسفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی آکر مقابلے میں اترے ساحروں کو آگاہ کردیا چاروق و عیوق دو دیوانہ شیر پر ہر دم در پر سردار ساتھ ہیں نقابدار نے بارگاہ میں جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی سرکاروں نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریاں ہونے لگیں سرداران رستم رستم سے عرض کر رہے ہیں ای شہریار حقیقت میں نقابدار نہایت زبردست ہی زبانی عیاروں کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہی صاحبقران سے بھی گفتگو کرچکا صاحبقران یہی فرماتے ہیں کہ جب مزاج میں آئے تجھسے مقابلہ کیجیو آجتک تصفیہ نہیں ہوا حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکیں باندھ لونگا غرور جو اسکے دماغ میں ہی نکالدونگا قبلہ و کعبہ کے مرتبے اعلی ہیں یہ بیچارہ کیا پانے لگا شب بھر یہی چرچا رہا کہ چار پہر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت و حشم قلعہ سپہر سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت مغرب میں پہونچی مجنون روز بصد سوز و ذوق افروختہ ہوا نقابدار نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب حشمتی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر میدان میں آیا انتظار میں ہی کہ طلسم کشا

آئین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوئے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آئے صفیں جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوئے کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار میں آکر سکندری دکھانے لگا پکار کر آواز دی ای رستم آیئے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے آکر قدموں پر لیٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے جا کر نقابدار سے مقابلہ کروں آپکے اقبال سے مشکیں باندھوں دوڑاتا ہوا خدمت میں لاؤں ناچار ہوکر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچکر گلے پر اپنے رکھی تھی اسوجہ سے رستم نے ناچار ہوکر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جھکا کر سامنے نقابدار کے آیا آپس میں نگاوزن ہوئے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل میں اپنے انصاف کرو تو کمی زیادتی ظاہر ہو گئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہے گینڈا اکڑا یا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان سے اپنے کو بچایا گاؤگاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈالا نیزہ توڑکر عیوق کا پھینکدیا عیوق نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچا نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرمایئے عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی میں مقابلہ کیجیے تو آپکو حال کھلے عیوق غصے میں گینڈے پر سے کودا نقابدار سے لپٹا دونوں میں کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو دو دو گھستے مارے کہ عیوق اپنی جان سے تنگ مگر مصروف جنگ ہے زرہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہے الجھ الجھ کے لڑرہا ہے نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو دبا کے دوڑتا ہے عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے دوپہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زدہ عیوق ہونے لگا دوپہر ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پہ عیوق کو دبا کے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پرا کر

چابہ مارا کہ دونوں گھٹنے عیوق کے آشنائے زمین ہوئے نقابدار نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین تھرا اٹھی پہلے زور میں تا بہ زانو دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا کہ پٹ ہو کر گردن نقابدار نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چاروں شانے چت گرا نقابدار نے چھاتی پر چڑھ کے مشکیں باندھیں عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوئے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں طبل جنگی بج رہا ہے تیاریاں ہو رہی ہیں اتفاقاً افتتاح جادو کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ سے کہا صاحب دریافت تو کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جاکر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوگا مگر میں نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا اب تک کسی سردار کو اُسنے روانہ نہیں کیا افتتاح نے کتاب اُٹھائی کتاب اُٹھاکر دیکھا کتاب دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوگیا طیران دشمن سے جاکر بڑی لڑائیں برپا کیں آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہے اُس وقت کئی ساحر موجود تھے کہ اُسنے پکار کر آواز دی کہ یارو تم میں کون ایسا ہے کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو تباہ کردے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کر کے اُٹھا کہتا ہوا کہ اے ملکۂ عالم غلام کو حکم ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کردوں روح چھین لوں افتتاح و اختتام نے اُسکو خلعت دیا دیلمان تخت پر سوار ہوا اسی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہاں وہ وقت ہے کہ طلسم کشا نے اپنے نام پر کہکہ طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار نے عیوق کو لاکر قید خانے میں بھیجا آپ واپس سفر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار رستم کو تکلیف نہ پہنچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی پھر رات گئے دربار میں اپنے نقابدار بیٹھا تھا کل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلا لے ہمیں اُس سے کچھ کام ہے بہمن تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اُٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ میں دینا اور زبانی یہ بھی عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار میں جلسہ آراستہ ہے آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ حصہ آتش اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہو اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا گھوڑے پہ سوار ہو کر چلا لشکر رستم میں آیا ہرکاروں نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار کا بھیجا لشکر میں آیا ہے رستم نے چند سردار برائے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رستم فوراً اپنے مقام سے اٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ ہوئے رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار میں آئے نقابدار نے تعظیم کی رستم کو پہلو میں جگہ دی ساقی بچوں کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رستم کو دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پیے سرور چڑھا پکار کر آواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقابدار جا کر عیوق کو لائے عیوق سر کو جھکائے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے سامنے نقابدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت میں رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہے رستم نے کہا آپ نے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے خواہ اسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا میں اسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہے جب سے زیر ہو کر آیا ہے اسنے آب و دانہ نہیں کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو میں جگہ دی عیوق شگفتہ ہو کر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پی کر مسرور ہوا نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ ایک گائن شوخ شنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کے گانے لگی۔ نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جاں بیٹھے ہیں
لیتے جا جا کے وہاں جو نہیں مار بیٹھے ہیں

تلاش میں ترے افلاک کے سب تارے ہیں
مفلسی ہجر میں اعضاے بدن سارے ہیں
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچیں گے
دمبدم قتل ہوا جاتا ہے کیوں شکل حیات
ہیں یہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتیں
کوئی بلبل بھی وفادار ہے ہمسا صیاد
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائیں گے
وہ سنایا جو فرشتوں نے سنا تھا نہ کبھی
بات سے اپنی پھریں قول یہ مردوں کا نہیں
ہم کہاں تم کہاں پھر گل کہاں گلزار کہاں
دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سل آخر
اپنے ہمچشموں سے ہم رہ گئے کس وادی میں
بھاگ نکلے ہیں فرشتے بھی دبے پاؤں رفتار

[illegible]

[illegible]

جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہیں
اک اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہیں
تھک کے گر گر کے گئے ہمت تو نہیں ہارے ہیں
آمد و شد یہ نفس کی ہے کہ دو آرے ہیں
لب شیریں نہیں گویا یہ شکر پارے ہیں
ہرنی کیا کیا کہ ترے باغ میں چکارے ہیں
آج اگرچہ تری دانست میں ناکارے ہیں
عالم جذب میں مجذوب جو بنکارے ہیں
ہو سو ہوا اب تو ہم اس پشت سے بھی ہارے ہیں
منتظم گلشن ایجاد کے نظارے ہیں
لہو تھوکے ہیں جو ہم کھانس کے کھنکارے ہیں
تھمیں ذرا دم سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہیں
یا علی کہکے جو ہم گور سے للکارے ہیں

نقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ ورنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقابدار اپنے مقام سے اٹھا کہا اے رستم حقیقت میں تم اپنے وقت کے رستم ہو میں تم سے نہیں لڑسکتا ہیں تو صاحبقران کا ہم نبرد ہوں رستم نے کہا اس طرح میں آپ کا پیچھا چھوڑتا ہوں کہ کبھی قبلہ کعبہ کا نام نہ لیجیے گا نقابدار نے کہا کہ یہ عہد تو میں کبھی نہ کرونگا اس حکم کا تو خدا سے خواہاں ہوں جہاں صاحبقران ملیں گے میں ان سے بھی یہی عرض کرونگا کہ کبھی امتحان پیشتر از دیکھیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اس امتحان کو بجالاؤنگا ورنہ بہ ناچاری مقابلہ کرونگا اور رستم یہ پہلودار ہے کہ یا ہمارے صاحبقرانی مجھی کو ملیں گے یہ سنے تو یہ بھی صاحبقران عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمایئے اگر وہ حکم دیں تو آپ لے لیجیے مجھ حجت اگر منع کریں اور مجبور ہے یہ فرماویں کہ تو لائق پاناہا سے صاحبقرانی نہیں ہے پھر میں اسلام سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری مین کیا دخل ہے غرضکہ ان باتون کا فیصلہ ہوگا دیکھون کس مقام پر میرے اُنکے تصفیہ ہو رستم کہتے ہین کہ ای نقابدار طبل جنگی بج چکے سب خورد و کلان آگاہ ہوئے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوجاتا بہتر ہے نقابدار کہتا ہی اے رستم میرے تمھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑتے ہین کہ یکایک غل ہوا لشکر مین ہاتھی گھوڑے چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اسقدر برف برس رہی ہی کہ سفید پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دب گئے ہین اہل لشکر فریاد کر رہے ہین نقابدار باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے زور و شور سے برف برس رہی ہی مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اُس مقام پر برف نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا ای عیارہ دریافت تو کرو یہ کیا سحر ہے ہزارہا بندگان خدا زیر برف دب گئے ہین ہاتھی گھوڑے جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین نقابدار جس مقام پر جا کھڑا ہوتا ہی اسم اعظم پڑھتا ہے اُس مقام پر برف موقوف ہوجاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دب گئے تھے وہ اُٹھ بیٹھتے ہین اور کہتے ہین حضور کی آواز سنکر دل مین طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو حبشی ہی وہ بھی چھوٹا ہوا پھر رہا تھا اُسکو نقابدار نے پکڑا یا تو بدحواس پھر رہا تھا نقابدار نے اسم اعظم پڑھ کے دم اُسکی پشت پہ ہاتھ رکھا مرکب رکا بغلون مین نقابدار کی منہ ڈالنے لگا رستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہوجاتی ہے کہ سماک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار یہی آفت آپ کے لشکر مین ہے آفتاب و شہرت و جلال وغیرہ سحر کر رہے ہین مگر برف نہین موقوف ہوتی ان ساحران نامی نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہین مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر لکہا ابر جمع ہین وہ لکہا ابر وہان سے بھڑک کر آتے ہین اور اس ابر مین آکر ملجاتے ہین ابر کو زور

ہوتا ہے برق کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس پہاڑ میں کوئی ساحرہ ہے اسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہے یہی معرکہ کنارے پر سے سماک نے بھی دیکھا سماک آگے بڑھ گیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا کہ اے ملکۂ عالم مجھے خداوند نے بھیجا ہے دیلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اسنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ عیار آئے جھانک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہے ملکہ ملکہ کہکر پکار رہا ہے دیلمان نے پکار کر آواز دی اے ساحر کیا ہے کسنے تجھے بھیجا ہے سماک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر نے بھیجا ہے نامہ لیکر آیا ہوں دیلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اس بدقماش نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چمکتی ہوئی زیر کوہ آئی دیلمان نے آواز دی اس زنجیر کو پکڑ کر چڑھ آ۔ سماک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤں میں لپٹ گئی دیلمان جادو نے سماک کو اوپر کھینچ لیا جب سماک بالائے کوہ پہونچا دیلمان نے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اتر گیا صورت اصلی شکل آئی پکار کر آواز دی او نا عیار اب مین ان دونوں لشکروں کو مثل خس و خاشاک کے بہا دونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا ہوں اتنا کہی نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہے یا عورت سحر کر رہی ہے مگر کیا کلیجے ہیں تم لوگوں کے کہ فوراً آ دوڑ پڑے ملکہ ملکہ کہکے پکارنے لگے میں آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہیں جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر کھینچا چھاتی پر سماک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہے خنجر گلے پر رکھوں درخت جو بڑے بڑے گرد کوہ کے تھے اونمیں ایک درخت کلاں بہت بلند تھا پتے اسکے بڑے بڑے پتوں میں کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز ضعیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی درد رسیدہ رو رو کر کچھ کہہ رہا ہے دیلمان جادو چھاتی پر سماک کی سوار طرف نخل کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے اترتی ہوئی آتی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آسمان سے سحر کرکے آتی ہے مگر پکارتی ہوئی کہ اے دیلمان ذرا ٹھہر جاؤ میں آتی ہوں یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھیں دیلمان پر جو نگاہ ڈالی دیلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کرکے آواز دی اے دیلمان ہم تو تمہارے مشتاق ہوکر آئے ہیں اور تم عیار کے قتل میں مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہی تمھارے سحر پر ناز کر رہے ہیں فرماتے ہیں میرا بندہ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی میں سامنے گا رہی تھی خوش ہوکر فرمایا ای زہرہ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ پاس دیلمان کے جاؤ جاکر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمیں نے تمھارے دل کو روشن کردیا خانہ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سماک کو تمنے گرفتار کیا جو بلا کا عیار ہی بیٹا عمرو کا آفت سیکڑوں کو دھوکا دیا اسطرح جو مسکرا کر اُس نازنین سے کہا دیلمان نے سماک کو چھوڑا سحر کردیا کہ اُٹھ نہ سکے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہوں کیا دل کی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ کہہ نہیں سکتا نظم

میلاد

حضرت عمر چلی تیرے لب خندان سے — برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
زلف سے چھوٹ کے نکلا ابھی رخ جانان سے — لیگئی کعبے کو قسمت مجھے ہندستان سے
روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال — بوے خون آتی ہی دایہ کی مجھے پستان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے — تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے — سر کٹے پر نہ ہٹے پاؤن مرا میدان سے
نیک طینت کو بدی کا نہیں منظور غرض — انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
صحبت یار و رقیب آنکھوں میں پھر جاتی ہی — داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نافرمان سے
آخرکار جہان سے ہو اگر آگاہ ہی + — صاحب خانہ نظر آنے لگیں مہمان سے
پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل — ایک تہ خانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ — ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش — یار تک نامہ پہونچ جائے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم مجھسے لگاؤ کی باتیں کرتے ہو ان باتوں سے مجھے معاف رکھیں اور باتوں کے قابل نہیں ہوں میں ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائیں گے مجھے تمھارے لگاؤ سے بچائیں گے اسطرح کی باتیں اُس نازنین نے کیں کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رُکا برت کی

وہاں کھڑی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آئی ہو نازنین نے جواب دیا کیوں صاحب اس پہاڑ پہ بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ شراب و کباب کا بھی چرچا ہے دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا میں سات دن کا وعدہ کر کے آیا تھا چند گلابیاں ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہوں لیکن یہ دو باقی ہیں نازنین نے دونوں میں سے ایک گلابی اٹھائی اسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور کہا صاحب سچ ہے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو دہکانے لگی آخر کار جام شراب لبوں سے لگا کر کہا ایک سانس میں پیو دیلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا یکبار اٹھا کہ قلب میں آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیوں صاحب یہ کیا ماجرا ہے دل گھبرا رہا ہے معلوم ہوتا ہے پہاڑ اڑا جاتا ہے نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمیں گود میں آکر اٹھا لیجا دیکھو خداوندی آتے ہیں بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اٹھا چٹکیاں بجاتا ہوا چلا جاتا گود میں اٹھا لاؤں پتھر کی ٹھوکر لگی منہ کے بھل گرا نازنین کا یا تو پنجۂ نگارین تھا یا پنجۂ جلادی بن گیا خنجر کمر سے کھینچ کر نعرہ کیا منم عیار نقابدار زرین پوش یہ کہکے خنجر مارا کہ دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سہاک پیلادی پیچھے چلا یہاں نقابدار نے دیکھا برف سب پانی ہو کر بہ گئی رستم اپنے لشکر میں تھے جو لوگ بیہوش ہو کر گرے تھے انہیں لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے دیکھا ایک سناٹا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سہاک آکر پہنچا تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سہاک جو لشکر نقابدار میں آیا دیکھا لشکر نقابدار تیار ہو رہا ہے گھوڑے کسے جاتے ہیں سہاک نے پلٹ کر رستم سے خبر کہی رستم نے کہا میں نقابدار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب پہنچے دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے نقابدار بہادر وعدے کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا اے رستم آپ سے میں مقابلہ نہیں

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک میں زیر نہ ہونگا یا ہمارے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور میں بانے آلتے ہونگا رستم نے کہا اے نقابدار ٹھہرو ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہوجائے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمایئے ہمارے آپکے مقابلہ نہ ہوگا یہ کہکے نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ نرہ دیو صحرا سے بیرقیں لیے ہوئے آئے سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھینچا نقارے پر چوب پڑی اسی وقت شوکت و شان سے نقابدار روانہ ہوگیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت و شان نقابدار دیکھکر ایک حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہے عیار بھی عرض کرتا ہے کہ حضور اصل یہ ہے کہ جو شوکت و لیاقت نقابدار نے پیدا کی ہے آجتک کسی جلیل کی یہ شوکت نہیں دیکھی رستم ناچار ہوکے پلٹے داخل بارگاہ ہوئے سب سردار آکر جمع ہوگئے سب کے یہ قول ہیں کہ حضور اپنے کو باغ نسترن پہونچائیں عرصہ کرنا باعث خرابی ہے بیچ میں سرداران نسترن میں افتتاح و اختتام جو ساحران کامل و اکمل ہیں بڑے بڑے فتور کرینگے یہ ساحر آدمیوں کا استادہ تھا کہ لشکر کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اسکے مارنے سے مہلت پائی ایسے سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے شہرت نے کہا میں نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہوئی عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہاں تو یہ ذکر ہیں اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا کیوں صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دلیمان نے جاکر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی کہ دونوں لشکر معرض زوال میں ہیں وہ جاکر اُسنے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور نقابدار سمجھیں گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دلیمان کا لاشہ اڑتا ہوا آیا سامنے افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار نقابدار زرین پوش اس صورت پر پہونچا کہ دلیمان کو دوا اشارہ کر دیا آخر مار لیا افتتاح نے چلاکر چند نامے سرداران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہیں اگر باغ نسترن میں پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

ہو گیا جس طرح بنے بڑھکر طلسم کشا کو روکو صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہی اپنے قصر میں بیٹھا ہی کہ نامۂ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ گود میں گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل برق کے چمکا اپنے رفیقوں کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جوانان زبردست مرکبوں کو تیار کر کے سامنے آئے صمصام تیز ہو کر اٹھا محل میں آیا دختر اسکی مہنوش شیرین کلام باپ کو دیکھکر براے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیوں باوا جان آج آپ نے ہتھیار کیوں لگائے ہیں در دولت پر کیسا غلغلہ ہے صمصام نے کہا اے نور نظر اصل کیفیت یہ ہی کہ طلسم کشا تحفہ جات حاصل کر کے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم میں آگیا ہی کئی مقام فتح کیے اب طرف باغ نسترن کے جاتا ہی کسی کے روکے نہیں رکتا افتتاح و اختتام ہمارے افسر ہیں انھوں نے نامہ لکھا ہی میں براے مقابلۂ طلسم کشا جاتا ہوں مہنوش رونے لگی کہا اے والد نامدار میں نے حالات طلسم کشا سنے بڑے بڑے ساحر انکے ساتھ ہیں مالک لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگاموں سے بچے اور ان چیزوں کو پایا آپ لیے تنہا مقابلے میں نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا اے نور نظر مجھے تحفہ جات کا کیا خوف میں بزور اسے زیر کرونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوانوں کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہیں گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اتار لیگا ہمارا کیا کر سکیں گے مہنوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا قمقام بلا نوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے براے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا آپ سوار ہو کر چلا مہنوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال تھا فنون سپہ گری میں طاق حسن و جمال میں شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامدار والد کے جانے سے دل کو تشویش رہتی ہی بہت جی گھبراتا ہی اگر آپ حکم دیں تو میں براے سیر و شکار کے جاؤں اپنے دل کو بہلاؤں شاید میرے آنے میں دو چار دن کا عرصہ گذر جاے تو آپ تشویش نہ فرمائیے گا میں بہت جلد حاضر ہونگی قمقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ اے نور نظر باپ تمھارے یہاں نہیں ہیں شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر مہنوش نے کنیزوں سے اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزوں نے اسباب شکار کا درست کیا بارہ سو

کنیزیں مسلح ہوکر سامنے آئیں مہوش ایک مادیان بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے چلی صحرا میں شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کر دیئے کئی روز اسی صحرا میں گذرے یہاں سب نے عرض کی اب واپس ہو چلئے چچا صاحب آپ کے انتظار کرتے ہونگے مہوش کی پشت پر بارہ ہزار کنیزیں سب کے ہاتھوں میں نیزے پھریرے اڑاتے ہوئے اس شوکت سے مہوش آتی تھی کہ جس صحرا میں گذر ہوا ہنگامہ پڑ گیا قضا سے کار بادشاہ جمجاہ کہ بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کے ہفت شاہ کو لاکر باغ نگارین میں رکھا ہے بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہیں ایک روز گھبرا کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ سقنا طلیس نے نگہبانوں سے کہا شمس کو ہمیں خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانوں نے جاکر شمس سے اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہے آ کے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا اے شمس تم نے ہمکو ایسے مکان میں رکھا ہے کہ سوا اس مکان کے کوئی شے دکھائی نہیں دیتی اگر تمہاری خوشی ہو یہ جو قصر میں دیکھ رہے ہیں جھروکے باہر صحرا ہے اسکا کھول کر اسمیں بیٹھا کریں صحرا کی کیفیت دیکھا کریں اس حیلے سے دل کو بہلائیں یہ سنکر شمس نے کہا غلام جانتا ہے کہ حضور صاحب اقبال ہیں لشکر اسلام کے تاجدار ہیں آپکا ایک مقام پر رہنا ممکن ہے مگر غلام اس فکر میں ہے کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آ جائے تب آپکو لشکر میں داخل کروں اس سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی میں بدل و جان مطیع سرکار ہوں بسم اللہ دریچہ کھول لیجئے لیکن یہ عرض ہے کہ غلام کی خدمتگاری کا خیال رہے کہ آپکے ذریعہ سے صاحبقران سے ملوں مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے خود دریچہ کھولا بادشاہ کے لیے مسند لگا دی سقنا طلیس سے کہا خبردار انکا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہیں تشریف لیجائیں سقنا طلیس نے کہا میں آٹھ پہر خدمت میں رہتی ہوں خود ہمارے لئے عرض کی اے شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہے کہ یہاں کوئی آئے شمس نے کہا اے خود ہمارے ہزار ہا ساحر طلسم میں آپ لوگوں کی نگاہ ہے ایسا نہ ہو کوئی اس راز سے آگاہ ہو جائے کسی کی یہ مجال نہیں کہ مچھر پر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا شمس نے بادشاہ کو لیکر شہ کیا بہ آرام رکھا خود ہمارا سے کہا کوئی ساحر جو آئیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹکر نہ جائیگا

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے میں بیٹھے اب اس دریچے میں بیٹھے ہوئے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہیں ایک روز پہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے میں بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی پھریرے اڑتے ہوئے گرد سے نمایاں ہوئے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سو نقاب پوش رواروی کرتے ہوئے آتے ہیں جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی مرکب بدلگامی کرنے لگا مادیان نے جست کی جست کرنے میں نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردۂ ابر ہٹا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر جلوت تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب اسمیں سرمہ کا تھا

ایسا نہیں حور کا سراپا
آنکھیں استاد سامری تھیں
بیمار کے ہاتھ میں عصا تھا
شہباز نے واسکے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے میں شراب کے بھری تھیں
بینی کے قریب لب تھے ابرو

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سانچے میں ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایان سینے پر نار پستان کا ابھار جنت الماوی کے انار چہرۂ آفتاب عالمتاب ابروے خمدار تلوار جوہر دار یا ہلال فلک خوبی کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار پودھے پر ہاتھ پڑا ہوا نیمچہ کمر میں سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھیں نرگس شہلا یا بادام کہیے یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے ملنوش شیرین کلام دختر صمصام جو برائے شکار جنگل اسطرف گذرہوا ملنوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہرو سمن بو خوشجمال بیمثال دیکھا پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین جو لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزون نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوئے سقناطیس و نوبہار نے بڑھکر سر انور زانو پر رکھا نوبہار نے زلف عنبرین کی خوشبو سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا وہان کنیزون نے جو بڑھکر اس نازنین کو سنبھالا لیکن

تھا

طرف صحراے سبزہ زار کے نکل گئین وہان جا کر بارگاہ استادہ کرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اُس مہ جبین نے بہ مشکل آنکھ کھولی گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی سامنے اُس روے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر تھین اُنھون نے عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہین خیر تو ہی اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہی آپ حالت پریشانی مین کیون چار جانب دیکھ رہی ہین خیر خواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے کیا دیکھا کہ جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہی ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا ماجرا تمسے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو اپنی یہ ہی نظم

آستانِ یار تک اپنی رسائی کیجیے
جی مین ہی دربان سے اُسکے آشنائی کیجیے
مثل آئینہ مصاحب ہوجیے اُس خودبین کے
شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے
پاؤن پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے
پاسِ سر دستِ جانان کی کلائی کیجیے
نالہ و فریاد سے اُنکے بتنگ آئے ہین لوگ
ذبح ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے
زنگ دل مٹتا نہین ہر دم کدورت ہی زیاد
تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے
خون ہو جائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا
آپ مہندی ملکے دست و پا حنائی کیجیے
اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعۂ گلزار تھے
لاکھ خط منڈوا کے عارض کی صفائی کیجیے
چار دن کی دوستی کا ہی زمانے مین رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے
بیٹھ رہیے بنکے وان دریوزہ گر دیوار کے
اُس شہِ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے
زیر گردون رنگ قسمت آزمائی کی بہت
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہو کر کہا لونڈیان اس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جہان مادیان سے تمنے بدلگامی کی تھی اور مین بیہوش ہو گئی تھی وہان سے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہو جاتا کہ وہ گل کس گلستان کا ہی وہ ماہ کس آسمان کا ہی اگر قریب پہونچتی تو یہ پوچھتی فرد

اگر شاہے ترا آخر چہ نام است ✤
وگر ماہی ترا منزل کدام است ✤

اس مضمون مین شاعر گرامی و نادر بیان قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین۔ نظم

پھر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلوں پہ رہتے ہیں
کل لالہ میں مسکن ہے ہمارا گل میں کبھی رہتے ہیں
خیال سے حسینان کا عاشقوں کے دلوں میں بیٹھتے
پیالی وحشی ہیں ہمیشہ نور کی شکل میں رہتے ہیں
عالم سے شوق میں آگے چلے دنیا سے گزر
نہ اس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں
پکارے گھر پہ اگر جینے کے دو نور کہتے ہیں
شہر جسکا شہر لامکاں ہے اسی منزل میں رہتے ہیں

تم لوگوں نے جلدی کی پھاٹک سے انکا نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید بسبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ دیکھ آئے جاکے نام تو دریافت کر آئے یہ تو میں جانتی ہوں کہ وہ باغ نگار رشک فلک ہفت پیکر کا ہے مگر یہ کون شخص ہے کہ جو وہاں میں بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت کرکے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہے مردانہ کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہاں بادشاہ گیتی پناہ جب ہوشیار ہوئے تو گھبرا کر طرف محل کے دیکھنے لگے دونوں ملکہ حسن و مشکبار ، نوبہار عرض کرنے لگیں کہ اے شہریار آپ دم بدم طرف محل کے دیکھتے ہیں چہرہ پر اداسی معلوم ہوتی ہے لونڈیوں کو آگاہ فرمائیے جو تردد ہو اسمیں کوشش کریں شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا دفع ہو شہریار نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا کہ اے ملکہ میں کیا بیان کروں تم لوگوں کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں چاہتا ہوں کہ ضبط کروں نہیں ہو سکتا نہ حیران ہوں کہ کیا تدبیر کروں کیونکر خاموش رہوں کیا کہوں دل کو سمجھاؤں کیونکر اس دلربا کو پاؤں دل کی عجب کیفیت ہے یہی حالت رہتا ہے

نظم

فرقت سے یار جسکی ہستی ہے
شہر ویران اجاڑ بستی ہے
ہے جہاں پر مرا قدم بہاری
ہر قدم پر زمین دھنستی ہے
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہوں
ہر جگہ کا انگ کستی ہے
یہ حقیقت مجاز سے مطلب
بت پرستی خدا پرستی ہے
اسکے کشتے ہیں زندہ جسکا دلبر
نیستی آنکی عین ہستی ہے
ایک بت کے لئے زمانہ کو جوا
سبکے زیر پاؤں کی ہمیشہ بستی ہے
خاکساروں کی ہے یہی معراج
سربلندی ہماری پستی ہے

کئی دن سے ہی گلستان مین صبا عندلیب آج کل مین پھنستی ہی
اس مرقع کی دیکھو ہر تصویر کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہی
منزل عشق کی ہے رہ ہموار نہ بلندی ہی نہ یہان پستی ہی
زلف اسکی سیاہ ناگن ہی مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہی
ایسے جینے پہ ہزار خاک پڑے موت اس زندگی پہ ہنستی ہی

تمنے خیال کرکے نہین دیکھا یہ دریچہ کھولنا اسی سے واسطے سبب باب عیش ہوا مجھے خیال کیا ہوگا سامنے سے گرد اڑی ایک ماہ پیکر رشک قمر دامان چڑھی پر سوار سپر شمشیر لگائے ہوئے بقول شاعر فرد۔ اکیلے پھرون کے بغل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اس ادا کا سجا سجایا کلہا کھنچا یہ عجب تو دیکھو غضب خدا کا + بدیع نے دیکھا کہ حال اسکا بھی ابتر ہوا مین اور غش کھا کے گرا ادھر کنیزون نے اسکو سنبھالا لیکن نکل گئین یہان سے جا رہا تھا اسنے کو سنبھال کے آواز دون کہ اے جانے والے ذرا ٹھہر جا تو مگر کلام کرنے کے لائق نہ رہا ایسا غش آیا تو بہار کہ عاشق صادق ہوا اسنے عرض کی حضور مطلب یہان بیٹھ لگائی ہون اور کبھی جاتی ہون آکر بیٹھا سے تو حضور کے عیار کو تلاش کر کے لاؤن یہ کہکے تو بہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہوکر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہا آخر گھبرایا اور سوچا کہ انکے ساتھ رہنے سے کیا نتیجہ ہی مین اپنے آقا کو خود تلاش کرون سوچکر لشکر سے چھپ کے نکلا ایک صحرا مین جاتا ہی دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی سحر کر رہی ہی جب ماش کے دانے اچھالتی ہی شجر خشک بار ور ہوتے ہین صحرا کو سرسبز و شاداب کر رہی ہی فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

بیابان کو کبھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا مسلسل پیادہ کو پایا [illegible] کر دیکھا
تری مستانہ آنکھون کی نگہ دل کا اثر دیکھا [illegible] جیسا شیشہ کو دیکھا
سواد گیسوئے شبگون مین ظلمت شام کی پائی بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا
محبت مین مزا ملتا ہی ایذا اٹھانا کے اسی کو جیتے جی پایا جو ستیوں پیار کر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا جو دنیا میں
جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا

دل سوزاں کی حالت سینۂ سوزاں میں پاؤ گی
کسی مجمر میں ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا

خریدار محبت آ گئے تھے بازار عالم میں
وہی سودا کیا ہمنے کہ جسمیں درد سر دیکھا

نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیروں سے
کیا آزاد اُسنے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا

ہوئی ہیں کیا سمجھکر یہ وہ فانوس سے باہر
مگر شمعوں نے پروانوں کو بھی بے بال و پر دیکھا

جگر خوں ہوگیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے
خموشی میں بھی مظلوموں کی نالے کا اثر دیکھا

یہ مستغرق تصور میں ہوئیں اُس طاق ابرو کی
پھریں اپنی نگاہیں جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا

فراق یار میں جب عشق نے جھونکا پگھلا ہی
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

بدخشان و یمن چھانا لگائے غوطے دریا میں
نہ لب سا لعل ہی آیا نہ دنداں سا گہر دیکھا

گانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سُنی پکار کر آواز دی بی گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمہارا کیا نام ہی اُسنے کہا گلرنگ جادو میرا نام ہی افتاح تاجدار کی ملازم ہوں اُسنے اس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہوں فیروزہ بیٹھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیوں صاحب تم کون ہو اس جنگل میں جو اسطرح پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا میں رازدار خداوند ہفت پیکر ہوں ابھی صحرا بے خس و خاشاک میں تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ تو کیوں بی گلرنگ میں بحکم خداوند تمہارے پاس پہونچی لیکن شراب بھی ممکن ہی ایک جام ہم پئیں اور ایک تمکو پلائیں گلرنگ نے کہا میں ابھی شراب لاتی ہوں یہ کہکے اُٹھی دو گلابیاں شراب کی ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام میں گھائی سے بیہوشی ملا دی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے کہا جانتی ہوں مکر سحر کر رہی ہو ایک ناخن کا ذرّہ جو شراب میں پڑ گیا شراب شعلہ بنکے اُڑ گئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی ارے تو کون ہو فیروزہ نے اپنے دل میں کہا تیرا انتظام ہستا ہی کہہ کے نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمر ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کرکے بھاگا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہاں جاتا ہے بے سبب میرے قتل کو آیا اب میں کہاں تجھے جانے دیتی ہوں فیروزہ قریب ہو

قدم کے نکلگیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا چلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ تیغ کھینچکر چلی اسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے پکار رہا ہی ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی تو مدد کر

نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب
دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا
دریں عاجزی چون نخوانم ترا

رباعی۔ شاہا زکرم برمن درویش نگر + برحال من خستہ دلریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشائش تو + برمن منگر بکرم خویش نگر + گلرنگ تیغ کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر لاتی ہے کہ پہونچکر اسکو قتل کردن مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ مین نکلی تھی آسمان سے اسکے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا اتری اور اُسنے تیغ مارا تیغ مثل برق کے چمکتا ہوا ہاتھ مین ہی اور ہیبت اسکی بابطن ہو رہی ہی نوبہار نے بجلی کمان سے نکالکر پھینک ماری ایک برق چند دم گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نوبہار کو اطمینان ہی کہ فیروزہ کو ساتھ لیچلونگی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ پکڑے ٹہلتا ہوا جاتا ہی نوبہار بہ اطمینان زمین پر آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی ای فیروزہ بن عمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی مین ہون نوبہار یہ کہکے بلند ہوئی دیکھا ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہی نوبہار کڑک کر گری فیروزہ کی کمر مین ہاتھ دیا اور لے اڑی فیروزہ کا تڑپنا گھبرکنا کبھی کہتا اری تو کون ہی جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ تو غریب مسافر فقیر نسب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجائیگی نوبہار کچھ جواب نہین دیتی تھوڑے ہی عرصے مین باغ نگارین مین لاکر اتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اُداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین مقناطیس وشکیبا رکہ رہی ہین کہ ہم بھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھکر لائینگے کہ فیروزہ نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا جوش محبت گر دیکھنے لگا عرض کی ای شہریار حضور کیون اسقدر

پتھراہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ اے یار وفادار کہاں تھے ہمکو تو اطلاع زندگی سے بچا کر شمس فلک ہفت پیکر کا ہمین نے اس باغ مین رکھا ہے یہ تینون رفیق بھی ساتھ ہین فیروزہ نے بھی سب سرگذشت بیان کی بادشاہ نے دیکھکر فرمایا اے فیروزہ عجب سرگذرا ہے اس طرح ایک نازنین کا اس طرف گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہوا ہے فیروزہ کس زبان سے بیان کرون نظم

سرمہ سے غافل رہا گھورا ہے چشم یار کو
نیلگون کرتا یہ تھا مردم بیمار کو

حال پر بیمر کے تو جو کیا ہو چشم یار کو
جبر تکلیف نگہ ہو مردم بیمار کو

حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر پایا ہو گلشن
دم بخود کیا جاتا ہے عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ
برق دیکھی ہو نہ جسنے دیکھے اس تلوار کو

منطبع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بیوفا
زعفران سے رنگ کہنا کیا ہو یہین سے یار کو

روئے روشن سے مشابہ ہو نہ پایا آفتاب
دیکھو پانی مین جلا دیگا مجھے تشنہ دیدار کو

پھری آبہون کے ولولون سے گھر بنایا تھا دماغ
نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو

راستہ بھرا آنکھون کو اسلیے یہ کھلتا ہو نازنین
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو

بھول جاوے عالم ایسی چال کا طاؤس مست
نشہ ہو مین اگر دیکھے تری رفتار کو

صبر کو کچھکر نہ ہو گا تو بھی اے دل باغ باغ
کیونکہ کھلتے نہ دیکھا ہو غریب آزار کو

گلکہ کے خط حسرت مین قاصد کی لہو رویا ہین
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو

ہوشیان اپنے گدا پا کی جو صحرا مین اگر وحشی
رنگ سینے کیا سب آتش طاہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور یہ گھبرانا کیسا غلام آپ کا جاکر پتہ لگاتا ہے اگر پتا ہے تو حضور کو لیکر چلتا ہون یہکہکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر یہ جاتا ہے ادھر ملک بہشتا پتھراہین اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہین و مدام فرماتی ہین کہ سمن رخ پلٹ کر آتی ہے باغ سے آتی ہو اور فیروزہ صورت بدلے ہوئے ایک حبشن کی شکل بنا ہوا ہے راہ مین دوچار ہوئے سمن رخ نے خود پوچھا ہے نازنین لوگون سے جو اس صحرا مین یون پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچ کہا صاحب کیا بیان کرون کس حال مین ہون ایک

گوہر بے بہا کی تلاش مین نکلی ہون سمن رخ نے پوچھا یہ مطلب مین نہین سمجھی فیروزہ نے کہا ہمارے آقاے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین مین بہ بند شمس فلک ہفت پیکر مقیم ہین وقت کا شمس فلک کو انتظار رہ دیکھے ہین براے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرد عظیم بلند ہوئی ایک نازنین ادا دان جھری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ سو کنیزین پشت پر لیے ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہین انہی محبوبہ کی تلاش مین نکلی ہون سمن رخ یہ حال سنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمھین بادشاہ سے کیا تعلق ہے فیروزہ نے کہا اے مہ جبین اصل یہ ہے کہ مین عیار ہون بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہے سمن رخ نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہان سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ کے چلا مگر سمن رخ نام و نشان سنکر چلی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ کے چند نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ مین آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے پہونچی جھککر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے بادشاہ اٹھ کھڑے ہوے ایک کنارے مین لیکر سمن رخ کو آئے یہ قدمون پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہریار بلند ملکہ شیرین کلام کی کنیز ہون جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہان سے گئی ہین اسی دن سے آب و دانہ ترک ہے آپ کی یاد مین بیقرار ہین اگر حضور ساتھ چلین تو مین آپ کو لیچلون بادشاہ یہ مژدہ سنکر فوراً اٹھ کھڑے ہوے فرمایا اے سمن رخ مین تیرے ساتھ چلونگا پیام محبوب سنون اور مین رک جاؤن مگر میرے رفیق جو یہ تینون ساتھ ہین یہ مجھکو جانے نہ دینگے مین چاہتا ہون کہ انسے چھپکر جاؤن سمن رخ نے عرض کی مین جاکر صحرا مین ٹھہرون آپ کسی طور وہانتک آئیے بادشاہ نے سمن رخ سے وعدہ کیا سمن رخ تو جاکر صحرا مین ٹھہری صبح کو بادشاہ جو اٹھے سقنا طلیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہے تینون جادوگرنیان بادشاہ کے قریب بیٹھے بادشاہ نے فرمایا اے سقنا طلیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو ہم سوار ہوکر شکار کو جاتے سقنا طلیس نے عرض کی اے شہریار آپ جسکے مہمان ہین اسنے منع کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھل جائیگا شمس کا قول یہ ہے کہ مین کسی سے سحر مین کم نہین ہون مگر جو مین نے منع کیا ہے اسمین فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا میں باغ میں مرکب کو پھرا دونگا باہر نہ جاؤنگا مقناطیس نے کہا میں شمس کو بلواتی ہوں اُس سے مرکب کی فرمائش کروں یہ کہکے ان تینوں نے شمس کاہن کو ایک نامہ لکھا شمس نامہ دیکھکر آیا مقناطیس نے کہا اے شمس بادشاہ یہاں گھبراتے ہیں ایک مرکب بادشاہ کے واسطے بھیجدو اسی باغ میں پھیرینگے شمس نے کہا اے مقناطیس وقت انقلاب قریب آگیا جو بات سوچا تھا وہ پورا معلوم ہوتا ہو کہ اسکے خلاف ہوگا اے مقناطیس میں نے یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذریں تو میں بادشاہ کو اُٹھا لاؤں اور بالاعلان ساتھ ہو جاؤں اب بادشاہ پہ کوئی افتاد پڑیگی جہاں تک ہو سکے اے مقناطیس وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر جانے دینا میرا نجوم خبر دیتا ہو کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے باعث خرابی ہو مقناطیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی باہر وہ کیوں تشریف لیجائینگے شمس نے کہا فی الحال مرکب آج بھیجونگا حفاظت کرنا مقناطیس نے عرض کی ظاہر تو یہی ہو کہ اسی باغ میں سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس نے پہنچکر بادشاہ کو بھیجا ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار خدمت میں بادشاہ کی لائے شمس نے بہت تاکید کی اور کہا اے شہریار یہ مرکب تو حاضر ہے مگر غلام کی خدمتگذاری خیال میں رہے ایسا نہو سرکار کو کوئی تکلیف پہنچے جو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا اے شمس ہم تمہارے حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑکر چلا گیا بعد جانے شمس کے بادشاہ مرکب پہ سوار ہوکے باغ میں مرکب کو اٹھانے لگے قریب دیوار باغ کے آکر ایڑ جو کی مرکب اڑا اور پھاند کے دیوار سے پار گیا صحرا میں بادشاہ نے سمن رخ کو تلاش کیا پایا سمن رخ سایہ میں ایک شجر کے بیٹھی ہوئی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہو بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی رکاب پہ ہاتھ ڈالا بادشاہ کو ایک طرف باغ کے چلی اور یہاں فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ کے پہونچا پشت پہ باغ کی آکے کمند ماری داخل باغ ہوا لیکن حیران و پریشان وسط باغ میں ایک چبوترہ تھا اُسپر بیٹھی ہیں کنیزیں بہلا رہی ہیں فیروزہ ایک کنیز کی شکل بنکر قریب اُنکے آیا اُنہوں نے کہا اے لالہ رخسار سمن رخ کو کئی دن کا عرصہ گذرا کہ گئی ہے اسوقت تک پلٹکر نہیں آئی معلوم ہوتا ہے اُسنے نشان نہیں

پایا جواب سے پلٹ کر شاہ آئی فیروزہ نے کان میں منہ لگا کر کہا اے ملکہ عالم میں اس شہریار کا عیار ہوں بمشکل یہان تک پہونچا حضور منگوائین میں بادشاہ کو لاتا ہوں ملکہ نے گھبرا کر کہا بہتر اگر مناسب ہو تو میں خود جاؤں فیروزہ نے کہا آپ کے جانے کی کیا ضرورت ہے وہ مرد ہیں انکا آنا آسان ہے آپ سے کہکے جاتا ہوں آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہوں ملکہ نے گلے سے موتیوں کا مالا اُتار کے گلے میں فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کر ملکہ کو باہر نکلا طرف باغ نگار دین کے چلا ملکہ نے یہان جو حال شاہ کا سنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزون نے پوچھا حضور لالہ رخسار کہان گئی ملکہ نے کہا ذرا بادپان جگری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر کرینگے دل کو زیادہ بیقراری ہے تو عرق بید اشکباری ہو دیکھوں اس سوزش کا کیا انجام ہو آخر میں حال ابتر ہوگا کوئی شی اچھی نہیں معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت ہے اس حال میں دل کی یہ کیفیت ہے قطعہ

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے میں ٹلجاؤنگا آج جاتا ہے تو غصہ سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی سحر منہ چھپا کر میں اندھیرے میں نکلجاؤنگا
کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو ناز معشوق نہیں ہوں جو میں ٹلجاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے [illegible] نہیں ہوں کہ دہل جاؤنگا
بلا ایسے پہ کہ اثر سے یہ یقین ہے تجکو تیری حسرت ہی لیا ہو حسن عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف میں مجھے حال دل پر کف افسوس میں مل جاؤنگا
شعلہ رو دیکھ ان کو دکھاؤ نہ مجھے اے آنکھو موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
حال پیری کے معلوم جوانی میں تھا کیا سمجھتا تھا کہ آخر میں ڈھل جاؤنگا
وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو دیکھکر لالہ رخون کی صورت کو بہل جاؤنگا
شمع جلتے ہیں مری فکر سے آج اے آتش مثل گل کو کے سانچے میں میں ڈھل جاؤنگا

ملکہ نے کنیزون کو بھیجا کہا ہمی بادپان پہ سوار ہونگی کنیزین گئین کہ باغ میں کچھ دل بہلاؤں ملکہ نے جو اس بادپان کو نہ پایا آزاد ہوئی قریب دریا باغ آئین گلگشت کو باغ سے

نکالا بادپا ن کو اڑتی کی باغ سے کلیں چھوڑی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو دور سے دیکھ چکی تھیں مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا کہ اصلی رستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اسکے دامنے میں آکے کھڑی دیکھ رہی ہیں کہ اے بیہوش رستہ اصلی مجھ سے چھوٹا بادپا ن نے راستہ بھلایا نگہ اٹھا اٹھا کے چار جانب دیکھ رہی ہیں کہ اے مدہوش کسطرف جاؤں کیونکر اپنے کو قریب باغ لگا رہیں یہ پہنچاؤں اس سوچ میں کھڑی تھیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار ذیشان مرکب پر سوار لشکر پر دو تین سو جلو قراول عقب سے ہاتھوں میں باز جری چترہ لیے چلے آتے ہیں بہ سبب صحرا کے ملکہ بے نقاب کھڑی تھیں اس بادشاہ کی جو نگاہ پڑ گئی آفتاب سے کوہ پایہ دامنہ کوہ روشن ہو رہا ہے یہ دیوانہ ہو گیا پکارا اٹھا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمہارا جمال بے مثال دیکھ کر روح تڑپ گئی چاہتا ہوں آکر قدموں کو بوسہ دوں ہر چند اپنے کو روکتا ہوں مگر ضبط نہیں ہو سکتا عجب کیفیت ہے دل کی بیتاب رہتا ہے۔ نظم

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر ۔۔۔ جوانان چمن نازاں ہیں اپنے جوبن پر
نقاب اٹھا جو رخسار آتش ناک سے اسکے ۔۔۔ یہ پروانہ سا پھرتا ہے چلیں شمعوں کی گردن پر
دل نازک کو ہے جنبش مژگان سے کیا دہشت ۔۔۔ چھری چلتے نہیں دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر
ادب سے ہو رہا ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا ۔۔۔ نہیں ممکن کہ گرد اڑ کے پہنچے رہبر کے دامن پر
ہوا ہے تیرہ بلبل سے شاید اسکا دل جلا یا ہے ۔۔۔ جو بس ہو ویسے تو رکھ دوں آگ میں گلچیں کے دامن پر
نہ سمجھا پر نہ سمجھا ہے خط شوق کا مطلب ۔۔۔ ستمگر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کو دل پر
قدر کی زلف ہے جیسے الہی سفید ہو گی ۔۔۔ یہ وہ شب ہے کہ چمکی جو طرف روئے روشن پر
حرارت طور کے شعلے کی ہر اک داغ رکھتا ہے ۔۔۔ یقیں ہے خاک ہو بجلی گرے گی اپنے خرمن پر
فنا ہو کر کبھی چھوٹے گی نہ تو نقارہ بازی کی ۔۔۔ ہماری خاک کے ذرے کریں گے قہقہہ روزن پر
جو کاکل میں نہیں اندیشہ آتش آنکھ کو ۔۔۔ دہان زخم کاری ہنس رہے ہیں چشم سوزن پر

۱۸۶

ملکہ نے پکار کر جواب دیا اے شخص خبردار ایسے خیال سے باز آ اس کا شبہ نہ کر یہ تاجدار بادشاہ طلسم شیام ... ہفت پیکر پر سے شکار کو نکلا تھا ملکہ کو دیکھ کر پاگل ہوا

نہیں کرنے لگا جب ملکہ نے کہا سخت کیہ تو گھوڑا بڑھایا کہا او جوان بہادر اب میں تجکو زندہ نہ چھوڑونگا پکڑ کر لیجاؤنگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا گھوڑے نے جست کی شیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والون سے اشارہ کیا چار جانب سے گھیر لو گرفتار کرکے شیلم حصار میں لیچلو قانون کل قرار دونگا وہ مرتبہ کیدون کہ سب ملازمان کو رشک ہو پہلے قراول بلوہ کرکے چلے شیلم تاجدار جھاڑ پوچھ کر اٹھا حکم بلوے کا دے رہا تھا کہ پہلے قراول جو چلے ملکہ نے چٹ تاک کر تیر مارا وہ خطا نشانہ سہم کر واصل جہنم ہوا چلایا اور پایا ہاتھ گر کر نہ اٹھا سکا بعض گھوڑوں میں چھپتے ہیں بعض مثل تیر کے بھاگے گئے ہیں ملکہ نے تیرون کی بوچھار کردی وہ سب بیس جوان گرے شیلم نے اور حربہ منگایا یہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مر گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والون کو لیکے یہ قصد تھا کہ صمصام کا سر اتار کو پیشکش گذرانا کرکے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اسکا اس طرف گذر ہوا ہرکاروں نے بڑھکر خبر دی کہ آپکی صاحبزادی نہیں معلوم کس ضرورت میں اس جنگل میں آئی ہیں شیلم تاجدار نے گھیر لیا ہے وہ صاحب عصمت و عفت اپنے کو بچا رہی ہیں تیر لگا رہی ہے صمصام یہ سنکر غصے میں گینڈا اچکا کر بڑھا پکار کر آواز دی او شیلم کیون قضا آئی ہے میرے مقابلے میں سوارون سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون کو مارلو سواران جنگی گھوڑون کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی سی دیر میں پہلے قراولون کو مارلیا اب شیلم مقابلے میں صمصام کے آیا شیلم جانتا ہے کہ یہ پہلوان زبردست ہے اس سرحد میں کوئی اس سے مقابلہ نہیں کرسکتا تحسین کرنے لگا کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو فرزندی قبول کرو مگر صمصام نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نہ کرسکا پیغام شادی دیتا ہے میں ایسے دلیر کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا میں پہلوان ہوں مثل میرے ہو اسکو داماد قرار دونگا کہ تجکو بھی للکارے یہ کہتا ہوا قریب شیلم کے آیا شیلم نے نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا شیلم کے مقابلے سے مہلت پائیگا مجکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونوں مصروف جنگ ہوئے ملکہ نے گھوڑی کو چمکا کر درہ کوہ میں ڈالدیا دوسری طرف سے ہوکر نکل گئی یہان صمصام نے گھوڑے کو

عرصہ مین شعلہ تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا بیٹی کو اس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ واسطے
شکار کے آئی تھی یہان آکر گھبرا گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی بر سر منزل روانہ ہوا
ملکہ راہ مین بھٹکتی ہوئی جاتی ہی ایک محل کے سامنے مین جا کر ٹھہری حیران پریشان ہو کہ اے
بیہوش رستہ فراموش کیا ہے تا بہ باغ نگارین کیونکر پہونچونگی پیارے ہائے اگر اس شہریار
کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہو کہ چل نکلے ہون اس خیال مین کھڑی تھی
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ تنہا گھوڑے پہ سوار سمن رخ رکاب پہ ہاتھ رکھے ہمراہ
بادشاہ کے آتی ہے ملکہ نے پکار کر آواز دی اے سمن رخ یہ تو کیسے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے
سمن رخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا اے شہریار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپکے اشتیاق
مین نکل آئین بادشاہ ملکہ کو دیکھکر گھوڑے سے اترے ادھر ملکہ پا دپان سے اترین دونون
فراق دیدہ آپس مین ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے چلو شمس نے مجھکو
منع کیا ہے کہ صحرا مین نہ جائیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تم کو دیکھ لے تصویرین ہماری
سب کے پاس موجود ہین ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہان آرام پایئے گا ابھی
آپس مین تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہین میرے باغ مین چلو بادشاہ فرماتے ہین باغ نگارین مین چلنا
بہتر ہے آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پہ زرینہ پوش بچھا کر بیٹھو اسی مقام پر زرین پوش بچھا کر
بیٹھے صرف سمن رخ خدمت مین ہے کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی فیروزہ پری گھبرائی آتی ہے
فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو بٹھایا کہا اے شہریار یہ بیچارہ
آپکا میرے باغ مین پہونچا تھا اسی کے کہنے سے مین نکل آئی اس مقام پہ بیٹھنا بہتر نہین
ہے راہ مین مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی شعلہ کو مارا اگر میرا
باپ وہ اسپر نہین کھلا مین دم کر کے دین ہو کر نکل آئی آپ تک مین پہونچی ایسا نہو وہ اسطرف
سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ بر سر منزل ہوگا اس طرف کہان آئیگا اگر آئیگا تو
مارا جائیگا ملکہ نے کہا اے شہریار تمھارا عم نگاہ آفاق بے نفوذ سپاہ گری مین طاق ہے
اسپر تیغ قابض ہونا دشوار ہے اس دوالی مین کوئی اسکا نظیر نہین نظر کرو وہ شستہ پیکر کہلاتا ہے
اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ ہر چند کہ اس

حوالی مین پہلوان بے نظیر مشہور ہی اگر مقابلہ پڑے تو تماشہ دیکھنا ہو فیروزہ بن شکر کہین سے شراب تلاش کرو کہ صحرا مین عرصے سے شراب کا ہم چشم نہین ہوا فیروزہ باستماع کلمے روانہ ہوا اور یہان بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اُسکے کباب لگانے مین مصروف ہوئے یہان کباب تیار ہین فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہین شراب کا نشان نہ پایا پلٹ کر عرض کی اے شہریار یہ وہ صحرا ہی کہ جہان بستی کا نام نہین کہین قریب بستی کی ہوتی ہی یہان کوئی بستی قریب نہین سب طرف جنگل اُجاڑ چہار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ پہاڑ سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جھریان چہرے پر پڑی ہوئین لباس بہاری پہنے ہوئے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس پہاڑ سے شعر پڑھتا ہوا پہاڑ سے اُترا سامنے بادشاہ اسلام کے ایک شخص کے سامنے مین آکر بیٹھا پکار کر آواز دی اے بیٹا لا شراب لاؤ ایک غلام زنگی پہاڑ سے کوزہ لیے ہوا جسمین شراب کا نام ہی نہ رہتا ہو چھلکتا ہوا یہان شراب سے خالی لاکر اُس مرد پیر کے سامنے رکھدی مرد پیر نے کہا بیان شراب سے مخمور کہین ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امرد کو پلاتا ہی طفل امرد نشے کے جوش مین یہ الحان یہ غزل گاتا ہی

نظم

ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل کے دل تمام
کرتی ہی روح جسم سے آب و گل تمام

دیکھا ہی جب سے تجھے عرق آگیا ہے یار
شرمسے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہی بند بند
اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام

ساری ہی بدولت الفت صادق کی ہر گھڑی
گھر دل سے ہو لپٹی ہوئی اپنی سجل تمام

کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
الفت سے ہوگئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام

ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدے کا دن گذر لے وہ بہانہ گسل تمام

خلوت مین ساقی یار کے جا ناز تھا جنہین
ارباب انجمن ہوئے آنکے خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گا رہا ہی کہ وہ پیر کبھی اُسکے پاؤن پر گرتا ہی کبھی اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہی

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ اس بڈھے کے پاس جاؤ ایک پیالہ شراب کا اسکے پاس ہے کہو ایک گلابی ہمیں دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب کے بدلے ہم دس گلابیاں دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہیں تیرے پاس شراب بہت ہے اگر ایک گلابی دیدیگا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اس بڈھے کے آیا بڈھے نے سختی جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہیں کہ غیروں کو تقسیم کرتے پھریں مگر اے شخص تو میرے پاس آیا ہے تو ایک جام پیلے فیروزہ نے کہا وہ میرے آقا ہیں انھوں نے شراب مانگی تم نہیں دیتے میری کیا مجال ہے کہ میں پیوں بڈھے نے کہا اے شخص میں تجھے ایک جام پلاتا ہوں تو کیوں عذر کرتا ہے یہ کہکر جام لبریز کیا لڑکے نے کچھ شعر فیروزہ سے آنکھیں ملا کر پڑھے گانے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا کہ لائیے مجھے ایک جام شراب پلا دیجئے میں تو خود جام کا مشتاق ہوں اگر بادشاہ کو غرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگیں گے یا طلب کر لیں گے اس طفل نے جام لیا چند اشعار گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود رقص کرنے لگا ہاتھ اٹھا کر گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا کہ اے پیر روشن ضمیر اے صاحب جاہ و توقیر حکم کرو وہ بجا لاؤں بڈھے نے کہا بالاے کوہ قاف پر شکوہ جاؤ وہی تمھارا مسکن ہے یہ سنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے آواز دی او بے حیا کہاں جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب کچھ نہ دیا گھاٹیاں طے کر کے بالاے کوہ پہنچا پہاڑ پر ایک غار تھا اسمیں چلا گیا بادشاہ نے سمن رخ سے کہا تم جاؤ اس بڈھے سے شراب مانگ لاؤ فیروزہ بڑا بیحیا ہے شراب پی کے بالاے کوہ چلا گیا فرزندان عمرو سب بے مروت کبھی ہوتے ہیں آپ شراب پی کر بالاے کوہ چلا گیا نہیں معلوم وہاں کیا رکھا ہے سمن رخ نے عرض کی جب اسنے عیار کو شراب نہ دی تو مجھکو کاہیکو دیگا نہیں معلوم کیا کریگا آخر ملکہ نے کہا اے سمن رخ جاؤ تو تم جاکر مانگو تو ایک گلابی دیدیگا اسکے پاس سارا پیالہ رکھا ہے ایک گلابی میں کیا کم ہوجائیگا سمن رخ ناچار ہو کر بموجب حکم ملکہ اس بڈھے کے پاس آئی کہا اے

پیر روشن ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ مانگتے ہیں تیرے پاس پتیلہ بھرا رکھا ہوا ایک گلابی میں کیا کم ہو جائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پی گئے اس پتیلے کی کیا حقیقت ہے ہم دن بھر میں دو دو پتیلے پیتے ہیں انہیں سے گلابی دینے میں ہمارے نشے میں کمی ہوگی مگر اے سمن رخ تو ہم تک آئی ہے اگر تیرے مزاج میں آئے تو ایک جام پی لے سمن رخ نے کہا میری مالکہ سامنے بیٹھی ہیں مجھسے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رخ سے آنکھ ملائی چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمن رخ بھی تحسین کرنے لگی کہتی تھی اے پیر روشن ضمیر ایک جام شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہئے نہ دینا میرا کیا حرج ہے مجھے اپنے لطف سے طلب کیا لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رخ کو دیا سمن رخ بھی پی گئی پی کر ناچنے لگی بڈھے نے کہا اے سمن رخ تم بھی بالائے کوہ جاؤ سمن رخ یہ سنکر گاتی ہوئی فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا اے سمن رخ بے حیا بے مروت کہاں جاتی ہے ادھر آ اری وہاں جا کر کسی بلا میں پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہیں کس کام کو بھیجا تھا تو نے جا کر کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہیں دیکھتی ہر چند ملکہ نے پکارا سمن رخ نے نہ سنا بالائے کوہ چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار میں پھاند پڑی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا اپنے مقام سے اٹھے فرماتے ہوئے کہ اے ملکہ عالم میں اس ملعون سے شراب چھین کے لاتا ہوں مجھسے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہیں تمام پتیلے کی شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڈھے کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہیں کہ اے شہریار آپ کہاں جاتے ہیں مجھکو اس صحرائے ہولناک میں اکیلا چھوڑے جاتے ہیں بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھاٹیوں کو طے کرکے طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوئے اور مسخرہ پن کرتا ہوا بالائے کوہ پہونچا اسی غار میں پھاند پڑا بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیاں تھامتے ہوئے بالائے کوہ چلے ملکہ بیٹھ رہی ہیں پکارتی ہیں اے شہریار بالائے کوہ نہ جائیے یہ کنیز گھر بار چھوڑ کر آپ کے واسطے آئی ہے اب کیونکر بسر کرونگی اسی جنگل میں سر ٹکرا کے مروں گی

نظم

ظاہر کسی سے کیجے دل کا کیا اختیار تھا
سنتا نہیں وہ گل کہ کوئی ہزار حیف

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ
پوچھی کسی نے مجھکو حشر مین نہ بات

زخم اتنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ
ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ای شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑ گئے ہین میری کمبختی سے شہ روٹھے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اس غار مین جاکر بلا تکلف پھاند پڑے ملکہ تڑپتی ہوئی زیر کوہ رہگئین تھوڑے عرصہ کے بعد اُسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو نکلا پکارکر آواز دی ای ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہے ملکہ خوش ہوکر دوڑین پکار کر پوچھا ای فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور ہمارے واسطے نہ لائے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین پھاند پڑے اب بادشاہ کہان رہتے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ کو وہان جاکر سلطنت ہوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے مین نے بات کا جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا جب وہان پہونچا تو سنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کرتے ہین اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جاکر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ مین آپکو بلانے آیا ہون تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی غار مین پھاند پڑیے ملکہ نے کہا ای فیروزہ مین اس غار مین کیونکر پھاندون مجھکو تو خوف معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے یہی راستہ چلنے کا ہے کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا ای فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہے مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اُسی غار مین پھاند پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کرکے پھاند پڑین اب جو آنکھین کھولین اور سر اُٹھاکر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوے ہین شمس رخ مگس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر وامیر وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور یہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگون پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا ای ملکۂ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھکر گھبرائین مگر ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن عمرو کہہ رہا ہے ای ملکۂ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتین ہو رہی

تھیں کہ چند لوگ دوڑتے ہوئے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغۂ زندان خانہ آتا ہے دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امرد کو ساتھ لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوئے آیا بادشاہ برائے تعظیم اُٹھے اُس بڈھے نے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانۂ طلسم ہے یہاں وجہ معاش سبب سے حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہیں ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہے کیا پیشہ کرکے کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتیں سینا پرونا جانتی ہیں اور ہم شاہزادیاں کیا جانیں بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے میں داخل کرو ہر چند ملکہ روئیں پیٹیں مگر کسی نے نہ سنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزیں ملکہ کو کھینچکر ایک مکان میں لے گئیں وہاں دیکھا بہت سی عورتیں عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہیں ملکہ کے آگے بھی بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیجیے جسقدر سیوگی اُسیقدر اُجرت ملیگی اور اگر کچھ کام بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھوں میں آنسو بھر کر سینے لگیں مگر حیران ہیں کہ دیکھیے جمال بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہے یا محروم رہتی ہوں اب اُس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا کہ کیوں اے عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہے فیروزہ نے کہا میں کار زرگری سے بخوبی آگاہ ہوں چند نگہبان فیروزہ کو لے گئے اور ایک مکان میں دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے ہوئے کار زرگری کر رہے ہیں فیروزہ کے آگے لاکر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے جواہرات کے رکھدیے کہا یہ لو زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ ناچار کار زرگری میں مصروف ہوا اب اُس بڈھے نے سمن رخ سے کہا تم خیاط خانے میں جاؤ جو جوڑے تیار ہوں اُنکو تہ کرکے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تمسے حساب لیا جائیگا سمن رخ کو یہی غنیمت معلوم ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رخ اُسی مکان میں آئی جہاں ملکہ سینے میں مصروف ہیں اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہیں آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج بنانے میں دخل ہے میں تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ میں آیا کہ اُسمیں بالکل سناٹا ہے ایک الماری رکھی ہے اُسمیں قفل لگا ہے بڈھے نے

ازار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکالکر سامنے بادشاہ کے رکھدیے بادشاہ مجبور و ناچار اُسکے پہننے مین مصروف ہوے مگر رویا کرتے ہین کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچایا کہ مثل مزدورون کے کام کیا کرتے ہین شب کو ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان مین نگہبان لاتے ہین وہین ملکہ و فیروزہ و سمن رخ بھی کام بنا کر آتے ہین اسقدر تھکے ماندے ہوتے ہین کہ آپس مین کلام کرنے کی نوبت بھی نہین ہوتی نگہبانون نے کھانا لا کر مثل مرتبہ کے سامنے ہر ایک کے رکھدیا سب نے اُسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوے اس بڈھے کا نام فرقوت جادو ہے سب کو اس مقام قید کرکے اپنے مکان اصلی مین آیا زوجہ اُسکی سکارہ جادو و دختر اُسکی گلگونہ گلگون پوشش ہے اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج مین نے بادشاہ لشکر اسلام کو قید کیا بڑی مصیبت مین ہین جب تک طلسم کشا یہان آئین گے انکو زندہ پائینگے جس دن خدمت مین فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ نے جو یہ سب حال سنا اور یہ بھی سنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام [illegible] قید خانے مین بھی ساتھ ہے گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ اے والد نامدار اُنکے رہا ہونے کی کیا صورت ہے کہا اے دختر بلند اختر یہ باتین راز خداوندی کی ہین انکو زبان سے نہین نکال سکتا گلگونہ نے کہا اے بابا اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیون کو دیکھ آئین اُنکو مصیبت مین دیکھین کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرقوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین انکا دیکھنا بہتر نہین جس نازنین نے انکو دیکھا دل و جان سے مائل ہوئی دختر صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہو مگر عشق مین ایسی مبتلا ہے کہ ساتھ بادشاہ کے قید اختیار کی اور ایسی محو ہو رہی ہے کہ شام کو صورت جمال دیکھ لیتی ہے اسی کو وہ غنیمت جانتی ہے بات کرنے کی فرصت نہین اتنا کام ان لوگون کو پڑتا ہے کہ فقط کھانا کھا کے بسبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہین صبح کو پھر اسی مشقت کا سامنا ہوتا ہے اب مدت تک یونہی رہینگے طلسم کشا کا یہان تک پہونچنا دشوار ہے جب تک وہ یہان آئین گے

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مر جائینگے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر تڑپی آخر شام کو اپنی ماں کے پاس آئی کہا اے مادر مہربان سچ بتائیے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہو سکارہ نے کہا اے نور نظر باپ تمھارے کہ مکار طلسم مشہور ہیں اس بات کو منھ سے نہیں نکالتے پر سچی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان لوگوں کے سمیں زمین سے پیدا ہوتے ہیں صمصام جنگ آزما کہ پہلوان بے نظیر ہے بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکال لائی بادشاہ نے خلاف قاعدہ طلسمی کیا قید ہو گئے ہیں ان باتوں کو زبان سے نہیں نکال سکتی گلگونہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان آپ کیا مجھکو دشمن جانتی ہیں میں ان دشمنوں کی رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ میں دختر فرتوت جادو ہوں آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگوں کی کیا صورت ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر اول یہ تدبیر ہے کہ شمس فلک ہفت پیکر ان لوگوں کا سمیں ہے قید ظلم سے رہا کر کے لایا اپنے باغ میں رکھا وہاں یہ افتاد پڑی کہ جوش عشق مہوش شیریں کلام میں باغ سے نکل آئے یہاں آ کے پھنسے شمس کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آ کر ایک نامہ بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شمس فلک ہفت پیکر تم جسکے مددگار ہو وہ آکر قید میں فرتوت کی مبتلا ہوئے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلائے بلا ہیں میں گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہوں اور کوئی خواہش نہیں رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جا کر شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہاں شمس فلک ہفت پیکر کو کئی دن ہوئے جو باغ میں آیا مستغنا طلبس و نوبہار و شکیبا رنگریان و نالان پایا گھبرا کر ان سے پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی مستغنا طلبس وغیرہ نے رو رو کے سب حال بیان کیا کہا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مہوش میں باغ سے نکل گئے کسی بلا میں جا کر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو افسوس کہ

میری شفقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے میں سمجھ گیا جہاں جا کر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آ کر نامہ دیا شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز میں تشریف رکھیے گا میں حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پر پروانہ پیدا کر کے چلا گلگونہ قصر راز میں آئی کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہے شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے ملکہ عالم آپکو تو عجب حال زار میں پایا آپ نے مجھکو بہ عنایت سرفراز کیا میں حاضر ہوں امیدوار ہوں کہ جو فرمائیے وہ بجا لاؤں گلگونہ نے کہا اے شمس کیا کہوں حال مصیبت مآل بادشاہ سنکر عجب دل کی کیفیت ہے آٹھ پہر یہی خیال ہے کہ قید خانے میں کیا گذرتی ہوگی اس خیال میں عجب کیفیت ہے اصل میں یہ صورت ہے نظم

واں پڑے ہے ابرو میں بل یاں ہوں تہ شمشیر ہم
زلف آ سمجھا اور پھانسی پائیں بے تقصیر ہم

کھائیں شکل نیشکر اے ترک تیرے تیر ہم
جانکہ بغیرت ہیں آب دم شمشیر ہم

بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو
تو بنا مسجد کو بتخانہ کریں تعمیر ہم

ہم وہ منصف ہیں جو دے مقدور ہمکو آسماں
خاک بلبل سے کریں گلزار کی تعمیر ہم

بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو
عشق شاہد ہے ہوے ہیں قتل بے تقصیر ہم

جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پہ
تیز رفتاری میں رکھتے ہیں خواص تیر ہم

کوہکن کہتا تھا اے شیریں جو ہے تائید عشق
بے ستوں کو کاٹ کر لاتے ہیں جوے شیر ہم

دیکھ لیتے ہیں شفق آلودہ جب ہم ماہ نو
یاد کرتے ہیں گریباں کی تیرے تحریر ہم

دولت دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا
جانتے ہیں خاک کوے یار کو اکسیر ہم

رخ کو قرآں جانتے ہیں تیرے مصحف کی قسم
کیوں کہیں خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم

صورت معنی عیاں ہیں اپنی ہر اک بیت سے
شاعری کرتے نہیں ہیں کھینچتے تصویر ہم

شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل اب
شاعران ہند میں کہتے ہیں طرز میر ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا اے گلگونہ اتنا انتشار جسکے لیے ہے وہ نظر تنگ پڑا ہے ||

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہاں پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس کوشش میں ہماری تمہاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا گلگونہ نے کہا میں کوہ نیرنگ پر جاتی ہوں اور جہاں تک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہوں مگر نیرنگ جادو نہایت بدمزاج ہی شعبدہ بازوں کے سر کی تاج ہی وہ ضرور حائل ہوگی اے شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤگی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگوں نے مقرر کیا ہی کہ نہ دن ہوا اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہوا اسیوقت قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑ گیا تو لے نکلونگی اور اگر قضا لیے جاتی ہی تو مجبور و ناچار ہوں شمس نے کہا میں سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جسکو ساعت بہشت کہتے ہیں نہ دن ہی نہ رات ستارۂ سحری چمک چکا ہی سفیدۂ سحری ظاہر نہیں ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی اُڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بند ہی اور قریب پھاٹک کے دو پتلیاں سنہری تیغے برہنہ ہاتھوں میں لیے ٹہل رہی ہیں گلگونہ نے آسمان سے سحر کیا کہ وہ پتلیاں ہٹیں ہٹ کر گوشۂ قصر پر آئیں مگر جھانک رہی ہیں گلگونہ نے پکار کر آواز دی اے کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے پتلیوں نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگیں گلگونہ اُتری یا ہفت پیکر کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پہ ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً قفل کھلگیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ میں لیے بیٹھی ہی گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا اے گلگونہ کس خیال میں آئی ہو انگشتر جمشید دستیاب نہ ہوگی بہت پچتاؤگی اے گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسماے سحر پڑھے اسماے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا گرد پوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی اے غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے میں برق تجلی

ایک تڑاقا ہوا آواز آئی اے گلگونہ تو نے کیوں قتل پر ساحروں کے کمر باندھی گلگونہ نے جواب دیا میں کسی کی جان کی خواہاں نہیں ہوں فقط انگشتر جھپٹ لینے آئی ہوں اے دختر غائب اگر مطلب ہو سکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان دین ہے ایسا نہ ہو قدرت آجائیں تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اس نازنین نے ہاتھ جھکایا گلگونہ کی آنکھوں کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ میں آئینہ ہے اسکی انگلی میں ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہے گلگونہ نے ہاتھ بڑھایا اس نازنین نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی او بے ادب یہ کیا کرتی ہے یکایک قصر کی چھت سے ایک زنجیر گری گلے میں گلگونہ کے پڑ گئی گلگونہ لٹکتی ہوئی طرف قصر کے چلی گلگونہ کی آنکھیں نکل آئیں نفس در نفس پیچیدہ دل سے پکار رہی ہے اے بادشاہ لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کر اب مجھے کشاکش میں اٹھتی بیقراری کرتی ہے اور زنجیر سے کھینچے لیے جاتی ہے یقین ہے اندرون شگاف چھت کے لیجاتے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پر گری زنجیر کے دو ٹکڑے ہوئے گلگونہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت ہے نہ وہ نازنین ہے نہ وہ آئینہ ہے اور نہ انگشتر کا پتہ ہے مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت ہیکل چلا آتا ہے گلگونہ نے کہا اے کاہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا نیرنگ کا سحر تھا میں نے سحر کے پنجوں سے بچایا چونکہ تم سے وعدہ کر لیا تھا میں پیشتر سے یہاں موجود تھا میں نے برق چمکا کر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے کئی دستکیں دیں لیکن کچھ نہ ہوا گلگونہ نے ہیکل گلے سے اتار کر آواز دی اے نگہبان انگشتر جمشید اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کر ورنہ انگشتر ظاہر ہو تو کچھ میرے حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا اے نیرنگ اصل یہ ہے کہ طلسم کشا آتا ہے اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر سے خداوند تعالیٰ آگے سے کتابوں میں قدرت نے لکھا ہے اس سحر کا وقت ظہور آگیا اس شخص کی رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہے بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص و عام

یہ سُنکر ایک پہلو سے ایک بلّی پیدا ہوئی ایک مارِ سیاہ اُسکے دہن پر لپٹا ہوا بغل کے طرف
گلگونہ کے چلی مارِ سیاہ نے کفچہ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا ای نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مارِ سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دراز
ہو کے لپٹ گیا کشان کشان لیچلا اور وہ بلّی مارِ سیاہ کی نگہبان ہی گرد پھرتی ہوئی
جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک طائرِ مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلّی کے
پھینکا بلّی نے جو شکارِ مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکارِ مردہ پر منھ ڈالا
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اُس طائرِ مردہ کی ہڈیان مثل برق کے چمکین بارن ہین بلّی کے
لپٹ گئین وہ مارِ سیاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلّی کو چھڑاون
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلّی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھولکر دیکھا مارِ سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
گلرنگ جادو بود بلّی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلّی پہ کیتی پڑین
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اُسنے سر پر بلّی کے منقار لگائی بلّی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرہ گلگون پوش عاجز و ناچار فرشِ خواب پہ بیٹھی کہ رہی ہی ای شمس
الامان شمس نے کہا امان بشرطِ ایمان نیرنگ نے کہا مین اطاعت طلسم کشا کی کرتی ہون
اُٹھکر گلگونہ کے قدمون کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق
مطیعِ اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشترِ جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
مین انگشتر نہین ہی مین اس قصر کی نگہبان ہون وہ جو نازنین آئی تھی مین نے سحر کرکے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمہارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تمسے
ہوسکے اُسمین قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ای جمشیدیہ
سحر طراز دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہی بی گلگونہ دخترِ فرتوت و شمس کاہن یہ کہکے
دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک چھپاکا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پہ بیٹھی ہے
انگشتر ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی شمس نے اُس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای جمشیدیہ سحر طراز وقت خرابیِ ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم مین آیا

اپنے شعبدے دکھا رہی ہو یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا تجھکو اختیار ہو تو اُس جادوگرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا ای شمس تمھارا کہنا مجھکو بدل و جان قبول و منظور ہی گلگونہ بھی سامنے کھڑی ہو شمس و نیرنگ سمجھا رہے ہین اُس ساحرہ نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری اُتار کر ہتیلی پر رکھی کہا ای شمس یہ حاضر ہی گلگونہ پر انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ مین لی دیکھا کہ یکایک وہ قصر تھرّایا گوشہ ہاے قصر سے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین کئی ہزار جادوگرنیون نے آکر گلگونہ و نیرنگ سحر طراز و شمس فلک کا ہین کو گھیر لیا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ان تینون کو مار لو گونے تیغ تا تیغ مارنے لگین نیرنگ سحر طراز پر جو کوئی گولے پڑے کڑک کر بجھنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا آگ برسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائیے مین ان شفتاون کا علاج کیے دیتی ہون یہ کہکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیان اُسی مین دبکر رہگئین اندھیرا ہوگیا بعد دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام نگہبان قصر طلسم انگشتر جمشید بود اب گلگونہ و شمس و نیرنگ سحر طراز جمشیدیہ کوہ پر جمع ہوے شمس نے کہا ای گلگونہ اب تم قصر قیدخانہ مین جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام کو جانا کہ وہ خاصے کا وقت ہے سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کر آنا کہ حضور نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت مین آئے فروت کے قتل کی تدبیر ہوگی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھکر ڈری انگشتر چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہو گلگونہ قریب پہونچی پہلوے قصر مین ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے جو داخل ہوئی دیکھا بادشاہ مینوش شیرین کلام سے باتین کر رہے ہین حسرت دونون کی باتون سے ہویدا مینوش کہتی ہے ای شہریار کون سی ساعت تھی کہ جو مین بدنصیب گھر سے نکلی طرف باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ مین حضور مل گئے یہان کی مشقت سے زندگی نہ ہوگی فیروز نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہی سمن رخ نے رو کر کہا ای شہریار کل مین جوڑے تہ کر چکی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہی

سبزہ بینا سے چھپی نہیں ملتی مجھسے کہا اے شمس رخ دیکھو یہ جو رستے نہیں تو کیا گرد و غبار
اسیر پڑ رہا ہے سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کرو ہماو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے
فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا اے طینوش و فیروزہ اور
سمن رخ یہ انقلاب فلک ہے کہ ہمارے حاکم سے شاہ و شہریار دار پر کھینچے جاتے ہیں
نہ کہ ایک مکار ہمکو ناسزا کہتا ہے جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑیگا مگر یہ بات ہے کہ
ہمارے عم نامدار کا نام سنکر سب تھراتے ہیں وہ بڈھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے
کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اس حال میں گلگونہ سامنے
آئی جمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا
کفیل جگر کانٹا ہوگئے ہیں گل عارض مرجھائے ہوئے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے
فرمایا آواز تو ہمارے کان میں آئی مگر ہم نہیں دیکھا کون صاحب ہیں گلگونہ نے انگشتر
کو جھٹکا یا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل رخسار پر
خراش ناخن غم جابجا آنکھیں جو نرگس شہلا تھیں انمیں آنسو بھرے ہوئے صاف ثابت
ہوتا ہے کہ جام یاقوتی میں موتی کوٹ کر بھرے ہیں بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا اے
نازنین تو کون ہے گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا میں صرف آپکو دیکھنے
آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہکے طرف طینوش کے دیکھا کہا اے شاہزادی والا قدر تم ایسا
بلا میں کیونکر پھنس گئیں پھنسا دیا ایک پہلوان ہے طینوش نے کہا جب فلک گردش کرتا ہے
تو ایسا ہی سامان ہوتا ہے میں نے کس اشتیاق میں شہریار کو صحرا میں پایا یہ بھی نصیب
کے اشتیاق میں آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرکار فرقوت جادو ہے مگر اب
تمہارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر ہوسکے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وعدہ
کر گئی کہ اب جا کر شمس سے صلاح کروں فرقوت جادو بڑا ساحر زبردست ہے
دیکھیے بیان سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادوگرنیاں کوہ نیرنگ پر قتل کیں ایسا
نہ ہو اُس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو رستہ کھلا ہے میں بلا تکلف حاضر ہوا
کرونگی یہ کہکے گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت و یاس مین ہین اے شمس تمکو یاد کرتے تھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم بڑی سختی ہوا اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہو کر جو مکان پر آئین مان کو دیکھا رو رہی ہین اب گلگونہ نے پوچھا کیون مادر مہربان خیر تو ہے کیون رو رہی ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اس مین مین نے عجب مضمون دیکھا تھا سب سے بڑا مرتبے لکھے پائے مجھکو خوف پیدا ہوا اے نور نظر برا ہے خداوند ہفت پیکر کوئی اندیشہ نہ کرنا اپنے کو کسی بلا مین نہ پھنسانا یہ گنہگاران خداوند ہفت پیکر ہین جو انکی بد ذکر کریگا قدرت اس سے بیزار ہوگی گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ مان کو شک ہے ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن باپ نہین معلوم کیا آفت ہے پاکے تو پھر رہائی غیر ممکن ہے فکر سوچ مین ہے کہ کیا کرون کیونکر پوچھون کہ محل مین ہلڑ ہوا فرقوت جادو آتا ہے طفل امرد ہمراہ ہے کنیزون نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہے ہماری بی بی کا کمبخت رقیب ہے اب اسکی موت قریب ہے فرقوت جادو کو اس طفل کا بڑا اشتیاق ہے فرقوت آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزون سے کہا کنیزین گلابیان لائین فرقوت نے جام لبریز کیا پہلے اس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے مین فرقوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیون صاحب جن قیدیون کو تمنے قید کیا انکو کون چھڑا سکتا ہے فرقوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا او بے حیا ہم تجھے سمجھا چکے ہین کہ اس مقدمے مین کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا منہ پھلا کر بیٹھا ہر چند فرقوت شگفتہ کرتا ہے مگر طفل کہتا ہے مجھسے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی رہائی کی کیا صورت ہے آخر فرقوت نے گھبرا کر کہا ارے تجھے کیا مطلب طفل نے کہا ارے کیون ڈرتا ہے اپنے مکان مین بیٹھا ہے تیری زوجہ ہے اور غیر یہان غیر کسکو سمجھا ہے مین آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہون مجھے کیا غرض کہ مین کسی سے ذکر کرون جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فرقوت نے کہا خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتر جمشیدی حاصل کرے اور پھر انگشتر کو گلے

اور جمشید سیہ سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو نیرنگ بھی اُسکے ساتھ ہو اگر انمین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہو ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ کو قتل کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہو کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت نہین ہو اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہو کہ مین قاعدۂ طلسم کو توڑون بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہوگی بڑے افسوس کی بات ہو کہ ہمارے ہزارون بھائی بیچارے مارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہو اسکی زوجہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہو شکار کو کبھی نہین جاتی فرقوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہو اُسکو زبان پر نہین لاسکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہو کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہو گلگونہ نے کہا ای باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرقوت نے کہا ای نور نظر یہ بھی کتاب مین لکھا ہو کہ جہان ان لوگون کا خون گریگا وہ زمین آباد نہو گی کوئی ایسا خیرخواہ ہو کہ قصر زناران خانے سے ان قیدیون کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجا کے قتل کرے گلگونہ نے جو پہلو پایا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ آپکی زبانی احکام سنکر دل بھر آتا ہو کسی طرح یہ قتل ہو جائین مین اُسے صحرا مین لیجا کر قتل کر دون جہان کوسون پانی نہو کیسکی مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہوسکے پھر آپکو کیا خوف ہو فرقوت نے کہا بیٹا کتاب مین وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہو ایسا نہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور برپا ہو مکارہ نے کہا او بے غیرت خاموش رہ دمبدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات کہتا ہو مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہو مادر مہربان جو ساتھ ہونگی فوراً سر کاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے ماں بیٹیاں چارون قیدیون کو لیکر جائین صحراے بے خس وخاشاک مین لیجا کر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین فرقوت طفل امرد کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہو کل ان چارون کو

لیجا کر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ نے کہا اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہین ہی کہ تجھسے مقابلہ کرسکے مین زمین ہلا دون اور طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشے مین دیکھکر اسکو ہٹ گئے یہ بیٹھا اس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین مصروف ہوا جب خوب نشہ کی زیادتی ہوئی کپڑے اوتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہی ناک پر انگلی رکھکے مٹکتا ہے ٹھمکتا پھرتا ہی اور یہ گاتا ہی ؎ بے جانان چون ہولی بازم + دو پچکاری بنارہ نوازم بے جانان چون ہولی - فرتوت جب سم پر آتا ہی طفل امرد کہ جوتی ہاتھ مین لیے ساتھ ساتھ پھرتا ہی تڑاق سے اسکے سر پر لگاتا ہی یہان تو یہ عیش ہی مگر گلگونہ باغ کے جھیلے سے باہر نکلی طاؤس پر سوار ہوکر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای شمس کل مین مادر مہربان کے ہمراہ قیدیون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا مین مادر مہربان کو مار لونگی اگر مادر مہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کردیگی بہت ہوشیاری سے کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کرلونگا شمس یہ باتین کررہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اوٹھاکر دیکھا مقناطیس و نوبہار و سنگبار بصورت پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھکر اوتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقناطیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہے ایک سحر مین تنکے جیسا ادونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے مین کر لینا اسکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقناطیس نے کہا مین بادشاہ کو اوٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کرکے آپس مین رخصت ہوئے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کرکے شمس سے سمجھا دیا کہ ہم اسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات پہاڑ ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگایا کہا ای مادر مہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہی مکارہ حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا ای نور نظر چلینگے تمہارے باپ بھی تو محل مین آ دین یہ کہکے مکارہ اسکی پوجا پاٹ کرنے لگی پوجا پاٹ کرکے کہا

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوئے محل مین آیا زوجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف بڑا پاشیا کو حیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہے خوب لطف ہوتا ہے کہ گلگونہ نے آکر سلام کیا کہا بابا جان اب قیدیون کو لیجائین فرتوت جادو نے کہا اے نور نظر مجھکو تمھاری باتون سے خوف آتا ہے مکارہ نے کہا صاحب چھوکری رات بھر جاگی ہے ہر مرتبہ یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجاکر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائین فرتوت نے کہا اے مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم و ملال ہے کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہے بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب زبانین لکھی ہین خیر لے جاؤ گلگونہ ومکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئین قیدخانے مین آکر پہونچین دیکھا نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جواہر خانے مین بھیجا چاہتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ارے ان قیدیون کو کام نہ دو ہم انکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قیدی برائے رہائی جاتے ہین یہ فقرہ سنکر گلگونہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا اے بقراط کیون تو باتین بناتا ہے یہ کیا لفظین سناتا ہے مادر مہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہے کہ اپنے دست انداز ہو اگر تجکو خوف ہے کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کرنا مکارہ نے کہا اے نور نظر یہ بقراط جادو رازدار خداوند ہفت پیکر ہے اسکا نقارے پر چوب لگانا اور یہ کہنا کہ برائے رہائی جاتے ہین کبھی اسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہے وہی ہوگا آج تامل کرو کل لے چلنا گلگونہ خاموش ہوئی چارون قیدیون کو کام تقسیم ہوگیا گلگونہ نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائین مین رہا کرونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون مین بھی درانداز ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیون کو

لیجانا سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار ماں کے ساتھ پلٹی راہ میں ماں سے کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں باغ جاؤں مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے برہمی پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگونہ نے کہا ای مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہو جائیں تو دل کو تسکین ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر مجھکو تیرے مقدمے میں بڑے بڑے تردد ہیں کہ ایسا نہو تو جمال بادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہا اگر آپ کو خیال ہی تو میں باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ ماں سے رخصت ہو کے باغ میں آئی کنیزوں نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہیں کہا صاحبو کیا کہوں کیا کیفیت ہی ابتو یہ صورت ہی کہ نہیں سکتی

نظم

میکشی پر مجھے لہراتی ہی کیا کیا بدلی
یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی

گل سے تھے جس جا یہ وہاں خار ہیں سبحان اللہ
کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی

طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا
ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقہ بدلی

قلزم اشک جو فرقت میں ہوا طوفان زا
دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی

دفعتہ ہو گئی صحت مجھے بیماری سے
کیا دوا نسخے میں ای میرے مسیحا بدلی

نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو
آنکھ بیمار سے کیوں اپنے مسیحا بدلی

سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا زنہار
چتون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزوں نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ بقراط جادو تو نہایت ہوشیار ہی اُسنے نقارے پر یہ کہکے چوب لگا دی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہیں مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج میں بقراط ہی کی فکر کرتی ہوں یہ کہکے ملکہ گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھیں دریاے سحر میں غوطہ زن ہوئیں کچھ اشیاے سحر ہاتھ میں لیکے تلاش میں بقراط کی روانہ ہوئیں جب گلگونہ وغیرہ چلی گئیں تو بقراط جادو یہ کہکے اُٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہوے میں تمکو واقف کرتا ہوں میں سب کچھ کتاب میں دیکھ چکا کہ گلگونہ درپے ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے میں زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہوں

جا کے انتقام کرون لیکن تم لوگون سے کہے جاتا ہون اگر مین وقت پر نہون تو فرتوت سے صاف صاف کہدینا کہ تمھاری صاحبزادی ہوش مین نہین ہین انکی باتون کا اعتبار نکرو شاید کہ فرتوت جادو سمجھ جائے نگہبانون نے کہا اے بقراط یہ ہماری مجال نہین ہے کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کرین بقراط نے کہا کہ مین خود کل صاف صاف حال کہدونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ اسکی ثمرات جادو باغ مین اپنے بیٹھی ہوئی ہے جلسہ آراستہ ہو رہا ہے شوہر کی منتظر ہے اس باغ مین چند درخت ہین کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہین انکو دیکھ رہی ہے بقراط جادو جو قیدخانے سے چلا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا چہار جانب سر کو اٹھا اٹھا کے دیکھ رہا ہے زوجہ کی تصویر خیالی مین مبہوت ہو رہا ہے اُدھر سے ملکہ گلگونہ گلگون پوش آئی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے مین کانپنے لگی دل سے کہتی ہے اگر یہ سیاور انداز نہ ہوتا تو مین نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت مین یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے ماش کے دانے ہاتھ مین لیے تھی جھولی سے ایک سقراض اور ایک کارد نکالی اُسپر اسم سحر پڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگون پوش او بقراط اپنے کو بچا پنجہ اجل سے نکلا اور حال تو تو نے کتاب مین شب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا کارد و سقراض مثل شعلۂ جوالہ چلین کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ لشکر اسلام صاحب اقبال ہین میرا جب قائم نہ ہوگا اُسوقت جسطرح چاہنا بادشاہ کو بچانا سقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی پڑین کہ توڑ کر پشت کے پار نکل گئین بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات جادو جو باغ مین بیٹھی ہوئی درختون کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منھ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا پکارکر آواز دی اے شعبدہ ساختہ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا تھا کہ مجھکو اس سے بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکایک بیچ نخل سے دھوان نکلنے لگا آتش شعلہ زن

سے ایک طائر پیدا ہوا حیرت جادو نے پوچھا اے طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہے کوئی وہان پر سمین نہ تھا طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے حیرت جادو تیرے شوہر بقراط جادو کو گلگونہ گلگون پوش دختر فولاد نے مارا کوہ سنگین پر لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے ابھی قاتل اسی مقام پر موجود ہے حیرت جادو یہ کہکے اٹھی کہ ابھی جا کر اس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون فولاد کو جواب دیونگی کہونگی کہ اسنے میرے شوہر کو مارا مین نے اسکو قتل کیا یہ کہکے حیران و پریشان افتان و خیزان چلی مگر بدحواس عالم یاس چہرہ اور آنکھون سے آنسو جاری دلبر ہجوم آہ و زاری چادر سر سے اپنے اتار کر پھینک دی یہان گلگونہ بقراط کا سر کاٹ کر جاتی تھی کہ بلند ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوخ دیدہ و او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اشارہ کر دیا یہ بھی ساحرہ سے بدل ہے گولہ پھٹ کر زمین پر گرا حیرت جادو نے متواتر کئی پھینکے مگر گلگونہ نے اشارون مین سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر حیرت جادو اتری گلگونہ نے اوس کے اترتے حیرت کے اپنے گلے سے ہار پھولون کا اتارا حیرت جادو پر کھینچ مارا حیرت نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آکے ٹوٹا پھول برسنے لگے بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہو کر پکار اوٹھی کیا کہون کہ جو حال ہے دلا ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

دل کو کب تک سمجھائیے بہلائیے　　جی مین ہے اب کہا کچھ مر جائیے
وعدۂ وصل کی یاد مین شب کو کہا　　آستان یار پر مر جائیے
کچھ نہین بیہودہ نہ گرمی کیجیے　　کفش پہنے اٹھ چلے اپنے گھر کو جائیے
ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط　　سب بجا ہے آپ جو فرمائیے
اٹھ نہین سکتے شب فرقت کسی　　آئیے اب آپ مجھکو بلوائیے
دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز　　شب کو بھی اک دن کرم فرمائیے
ترک عشق اللہ رہایان کر دیا　　کس لیے کس واسطے گل کھائیے

کفر کیون بکتے ہو توبہ کیجیے
جھوٹی جھوٹی لیں قسمیں کھائیے
کچھ کرونگا مین بھی اب خدمت مین حرج
[illegible] رہیے شہد اب کھائیے
دیدۂ سوزن مین بھی پھر آئین شناس
زخم سینہ کے اگر کھلوائیے
کی ہے جیسی بیوفائی آپ نے
بالعوض اسکے خدا سے پائیے
ہاتھ پانوں توڑتا ہون نزع مین
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
باغ مین او گل نفس تو آیا گیا
خون بلبل سے تجھے نہلائیے
بن چکین زلفین بھی سر کی گنبد دار چکا
آئینہ آگے سے اب سرکائیے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے
وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہے جب ان بھی گر درکار ہو
کیا کروگے یاد لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری مین ہو
خواب مین صورت مجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین
اٹھو پردہ منھ سے اٹھوائیے
زور و زر سے جس طرح ممکن ہو رنگ
آج گل تک اسکو گھر مین لائیے

قدرت جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا اے قدرت جادو کیا چاہتی ہے قدرت نے کہا مین اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا بلوالو [illegible] قدرت جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے قدرت جادو نے بیٹھ کر تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے قدرت جادو نے تیغہ کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گر پڑا تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ میرا نام تھا قدرت جادو ہو لیکن شمس و قمر صحرا مین سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان مین آئی بدحواس ہوگئے شمس آسمان پر آکے جھکا دیکھا گلگونہ نے زن و شوہر کو مارا اور تلوار کو نیام مین رکھ رہی ہے کہ شمس فلک سے آکر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اے گلگونہ ہمکو آٹھ پہر اسی صحرا مین گذرتے ہین آسودہ ابھی نہ کیا گلگونہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ بقراط نے باتین بنا کر روک دیا مین نے آج زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو [illegible] نے یہ بلوہ کر کے آتا بادشاہ کو رہا کرا

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہے کوئی مجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ لقمراط جادو مرتے مرتے نگہبانون کو آگاہ کرا یا ہے نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے مین بالاعلان قید خانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی رکھنا بخوبی یہ وعدہ کرکے گلگوشہ گلگون پوش اپنے مقام سے اٹھی اندھیری رات مین طرف قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا ادھر سے نہین گئی بلکہ قید خانے کے پہلو مین جو دریچہ تھا اسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ آرام فرماتے ہین شانہ پکڑکر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اٹھ بیٹھے ہین نگہبانون نے پکارکر آواز دی کہ یارو ہشیار ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ و بہمن تیغ و مہوش شیرین کلام بھی اٹھ کھڑے بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلگوشہ نے سحر کیا کئی کے سر کٹ کے زمین پہ گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑ لین گلگوشہ سحر کر رہی ہے بادشاہ کے قریب کسی کو نہین آنے دیتی فرقوت جادو پڑا سو رہا تھا طفل امرد پاس بیٹھا تھا جگا کر کہا اے فرقوت جادو بادشاہ رہا ہوئے جاتے ہین فرقوت نے گھبرا کر آنکھ کھولی پوچھا ارے کیسے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرقوت نے اپنے مقام سے اٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا اے مکارہ اٹھ دیکھ تو کیا ہوا مکارہ گھبرا کر اٹھی فرقوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہوئے جاتے ہین یہ کہکے فرقوت نے ایکبار دستک دی ایک زاغ سیاہ اڑتا ہوا آیا پکار کر اسنے آواز دی اے فرقوت و مکارہ گھر سے آگ لگی لقمراط اور ثمراط مارے گئے لقمراط کے مارے جانے کی خبر سنکر فرقوت گھبرا گیا کہا اے مکارہ جلد چلو زن و شوہر طرف قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیا پہنچے اس وقت آکے ہوش گئے کہ دیکھا قید خانہ پر دریا سے خون بہ رہا ہے جب برق چمکی دس پانچ کے سر اڑ گئے دھڑا دھڑ لاشے گر رہے ہین فرقوت نے کہا اے مکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہے چارون گلگونکا روان کے گرد حلقہ آتش ہے جو قریب مقابلے کے آیا [illegible] کتنے ساحر جلے

مسکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھالا جب خون اچھالا ایک برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہی فرتوت نے پکار کر آواز دی کہ او مسکارہ واہ او شہکارہ مین یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگی فرتوت بڑھا کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑ لون گلگونہ نے جھولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے کے جو انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ لو صاحب اور غضب دیکھو انگشتر جمشید اس شوخ دیدہ کے پاس موجود ہی رات کو میرے ہیرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و فرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہین کون انکا لاشہ اٹھالے کون انکی خبر کو جائے یہ کہکے کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے مین آ جائے تو ابھی گرفتار کر لین لاشہ ہائے کنیزان مین اسکا بھی لاشہ پڑا ہو اسنے خانمان برباد کیا کنیزون نے قسم کھا کر کہا کہ ای افسر ہم گلگونہ کو نہین دیکھتے کیونکر گرفتار کرین سر ہتھیلی پر رکھے کھڑے سحر اٹھا رہے ہین آگ ہمپر گر رہی ہی چلے جاتے ہین کنیزون کی زبانی حال سنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکا و مسکارہ نے پھر دستک دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے مین ہٹ گئی ہی مگر سحر کر رہی ہی جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہی دو چار کے سر اڑ جاتے ہین فرتوت بڑھا اس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے رکی کہ جسکی وجہ سے گلگونہ معلوم ہوتی ہی فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑ لون گلگونہ نے بلک کر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز مجھکو اس آفت ارضی و سماوی سے بچا لے بلک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی للکارا کہ او بیحیا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اٹھانا دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے جمشیدیہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی عکس آئینے کا ملکہ

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فرتوت کے چھپی ہوئی فرتوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی کہ اسکو پا جاؤن تو گرفتار کر لون مگر جمشید پیسہ طراز آئینہ چمکا کر سامنے فرتوت کے آئی فرتوت پر جو آئینے کا عکس پڑا نابینا ہو گیا زور سے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب جلد کچھ نہین سوجھتا زور سے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھامون جمشید پیسہ طراز نے بڑھ کر آئینے کا عکس اسپر بھی ڈالا زن وشوہر دونون نابینا ہوئے شیرنگ نے بڑھ کر فرتوت کا سر کاٹا فرتوت کے سر کٹتے ہی صدا سے ہاہو بلند ہوئی زمین کانپنے لگی آواز آئی کہ او شیرنگ تونے کوتوال زندان خانہ کو مارا [illegible] طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہی چاہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہون مگر نکل جاؤن جمشید پیسہ طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس جفا کی قضا تیرے ہاتھ سے ہی اسے بچنے نہ پائے گلگونہ نے بڑھ کر تیغہ مارا کہ مکارہ کے بھی دو ٹکڑے ہوئے تمام کنیزون کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و بہمن رخ و مینوش شیرین کلام کو لیکر نکلین مینوش نے عرض کی کہ اب حضور یہاں سے چند ساعت میرے باغ مین چلین وہان بہت تحفہ جات ہین اگر حضور کو مل سکے تو اس طلسم مین آرام ملیگا مقتضا طلس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین ملکہ مینوش نے منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کوس باقی ہی کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہین ہین اب ہمسے چلا نہین جاتا اُس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سایہ مین بادشاہ و مینوش بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہی بادشاہ فرماتے ہین کہ ای مینوش ہمارا تمہارا وصل بروقت فتح طلسم ہوگا چنانچہ سردار ہمارے مثل نور الدہر و ایرج و چالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوئے آج تک انکا نشان نہین معلوم کہ یہ لوگ کس حال مین ہین سرداران نامی اس حسرت و یاس سے قید ہوئے ستمگر کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہین ابتک گرفتار ہی سر پر بار رنج و مصیبت ہی۔ نظم

بنا

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا
گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
او جان حزیں جاتا ہی اکدن تجھے آخر
اب جائے تو بہتر ہو کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہیں ہے صورت جانان کا تصور
دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہی کلیجہ پہ نہیں روح بدن میں
چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
او آتش دل پھونکدے تن خاک بہادے
یہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا تھم کے اٹھاؤ ابھی یارو
وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
ای زنار ملو یار سے یا ہاتھ اٹھاؤ
جھگڑا ابھی ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مینوش نے کہا کہ ای شہریار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اٹھائے خدا نے فضل کیا کہ اس قید خانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ بدون آپ کے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہے طالع آپ کے مددگار ہیں گلگون نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قید خانہ میں پہونچی ماں باپ کو قتل کرا دیا ایسا اسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہی اس طلسم میں اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اس انگشتر سے جا بجا مطلب نکلیگا میرے باغ میں کئی تحفے ہیں وہ بھی حضور کو دستیاب ہونگے دشمنوں کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے ذمے رہتی عاشق و معشوق یہ باتیں کر رہے ہین فیروزہ نگس رانی مین مصروف تھی کہ صحرا سے گرد اڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مینوش کا جو بیڑا لے مقابلہ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر نگاہ پڑی زیر شجر جلوہ وادی ایمن پایا عیار اسکا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کہ نام اسکا وہم تیز رو ہی اس سے صمصام نے کہا کہ ای وہم بڑھکر دیکھ تو سایے مین شجر کے کون بیٹھا ہی وہم نے کہا کہ حضور مین یہین سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہین نہین معلوم کہان سے آئی ہین اپنے باغ مین لیے جاتی ہین صمصام یہ سنکر غصہ سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ کو

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دو لاکھ فوج لینا لینا کہکے چلی مینوش نے عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میرا صمصام بلوہ کرکے آتا ہی بڑی بہادر اسکی فوج ہی بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے سوارون نے آکر حملہ کیا ایک رسالدار کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا کہ یا شہیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا منم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہو گیا مگر اپنے دل مین کہتا ہے کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھ کر ایک اور سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی نیمچہ کمر سے کھینچا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر اندازی کرنے لگین صمصام کو اپنے زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہین جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے پلٹن و رسالے بے افسر کر دیے جب جھپٹ کر گئے کمیدان و رسالہ دار کو تاکا اُسی کو تاک کر مارا گرد مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا ہی کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا اسطرح کئی سو جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا ہوش پراگندہ ہوے وہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو اسکے پاس سے ہٹا تو مین بادشاہ کو گرفتار کرلون یہ سُنکر وہم تیز رو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور للکار کر آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہو کر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی سپاہیون کو جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہی کہ اے فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہو کہ شہریار پر کوئی افتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہی قریب بادشاہ نہین جانے دیتا

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہی
ادھر صمصام جنگ آزما نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیر زنی
بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہی پہلوانون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو [illegible]
قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانون نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ ای بادشاہ
جمجاہ ہم لوگون سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانون مین سے ایک پہلوان پر
جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مار دیا کہ
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے صمصام نے
پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پر نالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر
بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے
ہاتھ تیغ کا مارا ہر چند کہ آنکھون پر قطرات خون چلے آتے ہین مگر تیغہ قمقام جو
تڑپ کر گرا اور سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے وہان سے تڑپ کر سر پر گرا تا دو ابرو پہونچا
صمصام نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی
گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانون نے صمصام کو سنبھالا ایک
پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آکے گرز مارا وہ
دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا
پے کیا بادشاہ گھوڑے سے گرے از دوسے پاو سکے کے کافرون نے چاہا بادشاہ کو
پکڑ لین بادشاہ نے اُس حال پر ملال مین کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلوان
جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر
حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی کے منہ جلے گرد سے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے
جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اٹھایا اس اثنا مین جو بیہوش نے مہلت پائی
ماریاران کو چکا کر نخلستان صحرا مین جا کے چھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے
لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اُترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوے مگر
فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک ترائی کی طرف سے گذرا [illegible]

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر کمٹھے لیے ہوئے سہیل زمیندار نے
پکار کر آواز دی کہ اے جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شے لیے جاتا ہے فیروزہ نے
چاہا کہ بھاگوں پاسیوں نے تیر کمٹھے سیدھے کیے فیروزہ نے دیکھا کہ گرفتار ہو جاؤنگا
ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سائے میں ٹھہرایا کہا کہ دکھلا
پشتارے میں کیا ہے فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو ٹکڑے
ٹکڑے پایا سہیل بیتاب ہو گیا کہا کہ اے عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شخص کو کسنے
زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر
اپنے مکان میں آیا فیروزہ ساتھ ہے زمیندار نے جراح کو بلایا زخموں کو دھلوایا
ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجکو دونگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی
جراح نے کہا کہ کوئی رگ و پٹھہ نہیں کٹنے پایا ہے انشاء اللہ ایک ہفتے میں صحت
حاصل ہوگی پیکر کے پٹیاں چڑھائیں زخموں کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ میں لیکر
کرسی پر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دو پہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک
زمیندار مگس رانی کر رہا ہے زمیندار نے سلام کیا کہا کہ اے شہریار آپ کا عیار
آپ کو لیے جاتا تھا میں آپکو اپنے مکان میں لے آیا ہوں امیدوار ہوں کہ
خدمتگذاری کروں سرکار سے سرخرو ہوں بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
موتیوں کا مالا گلے سے اتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدموں کو
بوسہ دیا عرض کی غلام اس عزت کے لائق ہے جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ
خدمتگذاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہو کسکی سرحد ہے کسکو خراج دیتے ہو
سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسنے حضور کو زخمی کیا یعنی صمصام جنگ آزمائی یہ
سرحد ہے بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گاؤں تمکو معافی میں دینگے اور
صمصام سے بدلہ لینگے اس عیار نے از رہ [illegible] کے ہمارے قتل کا
ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لاشریک نے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا تمکو بھیجدیا
یہ قدرت اس حافظ حقیقی کی ہے فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہے سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہے پٹیاں مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہے ایک دن ایک مکان میں سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلا لئے رنڈیاں دہاتیں گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے ٹم ٹمن ٹول کی گوٹیں زیور میں چاندی کے لدی ہوئیں ناچ کر رہی ہوئیں زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہے تم بھی صحبت میں آنا میں گرمی صحبت کا وقت ہے دہاتیں شراب پی کے گا رہی ہیں الٹا سیدھا کچھ بتاتی بھی ہیں کہ فیروزہ صحبت میں پہونچا بے لطفی صحبت دیکھکر ایک جانب سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہے فیروزہ نے کہا کہ گانے والیاں ناواقف ہیں سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہیں آئیں بائیں شائیں بجا رہے ہیں ویسا ہی گانے والیوں کا حال ہے کبھی تان لگاتی ہیں نشے میں گھبرا جاتی ہیں سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی میں دخل ہے فیروزہ نے کہا کہ ہم عیار ہیں اسکی بھی ضرورت ہوتی ہے تو گانا پڑتا ہے سہیل نے کہا کہ کچھ گاؤ فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت میں آکے بیٹھا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

نہ کس طرح سے کریں نالہ و فغان مشتاق
کہاں تلک تری الفت کریں نہان مشتاق

یہاں بھی آئیے اک رات تو کرم کیجے
تمہارے لطف کے ہم بھی ہیں مہربان مشتاق

پتہ لگا ترا بتخانے میں نہ کعبے میں
پھرے تلاش میں تیری کہاں کہاں مشتاق

سنا ہے جب سے تری ذات ہے کریم و رحیم
عطا و لطف کا رہتا ہوں ہر زمان مشتاق

دکھایا جلوہ کبھی اپنا نہ تو نے مثل کلیم
ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق

فراق یار شکر لب نے زیست کردی تلخ
ہوئی ہے چاشنی مرگ کی زبان مشتاق

تمہارے طالب دیدار زہر کھاتے ہیں
تنگ آگئے ہیں جینے سے ہیں جان مشتاق

قرار اسکو نہیں ایک دم کسی جا پہ
کسی حبیب کا پھرتا ہے آسمان مشتاق

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
ہوئے فریفتہ ہر پیر ہر جوان مشتاق

عیان کبھی نہ رقیبوں کی نظروں سے پاس نام کیا
خدا اٹھائے جہان سے ندا کو تیرا مشتاق

فیروزہ نے اس لطافت سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سنکر جھانک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا ناٹا سا گلے مین بازوؤن پر بندھی ہوئین تو بڑا پتھر کا لٹک رہا ہے مغرور غمخوار اسکا نام ہے دیکھتے ہی فیروزہ کے گانے پر عاشق ہوئی ہرچند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی حیران ہو کہ کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہوگیا فیروزہ وہان سے اٹھ کے اپنے کمرے مین بادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے سے اٹھی تھرائی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور اس جلسے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہے اسنے جو سنا کہ ملکہ مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہے چونکہ رازدان ہے بلاتکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سرخ ہوگیا ہے آنکھین ابلی ہوئین شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہے تنہائی مین رونے لگی کیا صورت ہے ہمسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی تدبیر کرین ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی روکر کہا کہ بہن کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جنکا علاج کیا انکا عیار کل صحبت مین آیا جبسے اس کمبخت کا گانا سنا دل پر ہجوم غم و الم ہے اور کیا کہون صاف صاف تو یہ مضمون ہے کہ مجھے خواہش جنون ہے۔

نظم

کبھی تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین
سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو تیرے سرو روان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین

عارضۂ عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

ہو کے نرگس مین تری پستہ دہن سے ای گل
غنچۂ گل کو بھی وہ تنگ دہان سے کہتے ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دلیل
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

بلبلو یہ تو پوچھو اس بت کے گھر کا قاصد
کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز دل
سنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای پیارے

اہل دل تجکو بجا آفت جان کہتے ہین
یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
اسلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ تم گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیار کی کیا حقیقت ہی فوراً اُسے بلا کر لاؤنگی نام تمھارا اُسنکر دوڑیگا اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اُٹھا کر باغ مین لائی سیر گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلا کر کہا قد محبوب کی یہی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور یعنے دختر سہیل نے اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جا کر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ پر کنیزین جو نگہبان تھین اُنھون نے کہا کہ اندر جائیے فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف چہار جانب گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نرگس کے اشارے سے گل و بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی کرون حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکے بیٹھا شعلہ خیز نے کہا کہ اے فیروزہ ہماری ملکۂ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ تمھارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ اے ملکہ عالم مجھے تمھاری صحبت مین بیٹھنا ناگوار ہی کہ تم ہفت پیکر کو بخدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خدا سے حقیقی کو پہچانو جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا عجائب و غرائب دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیان کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کو ناگوار ہوا کہا کہ حضرت صاحب سمجھکر کلام کرو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہے سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اگر یہ پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز ہو جاتا ساری مکاریان و دغابازیان ظاہر ہو گئین اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہے کہ اپنے بندون کے ہاتھ سے دردمند ہے بھاگا بھاگا پھرتا ہے طلسم کشا لوح طلسمی حاصل کر چکے مرحلہ جات توڑکر جب ان لشکر کشی کرین گے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے کانون مین انگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت کرو مجھسے قدرت کی برائیان نہین سنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑکر طلسم باطن مین آ گئے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہوئی چلے آئے بادشاہ جو یہان کا ہے اسلئے بہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہے سامری وجمشید ولات و منات پر قدرت انکی غالب ہے فیروزہ نے ان باتون کو سنکر منھ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا فیروزہ رنجیدہ ہوکر صحبت سے اٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ کی مصروف ہوا بعد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ ای مغرور اگر قدرت کو خبر ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جامۂ انسانیت مین نہ رہوگی اگر انکا دل چاہے جاو بتاوین جہنم دکھاوین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مجھکو بھی یہی خوف آتا ہے یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سنکر شعلہ خیز نے کہا کہ ای ملکہ مغرور یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش ہے اگر تم کہو تو مین جاکر خبر کردون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے عیار صاحب مجبور و ناچار ہونگے تب قدمون پہ گرینگے مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مین بھی یہی ڈرتی ہون کہ شاید قدرت مجھکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہنا ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ یونہی دوسرے کو چھوڑتے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے یہی بہتر ہی کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور یہ عیار
عاجز ہوکر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہین پائی جاتی مگر اسے
شعلہ خیز اتنا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار بردست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا
مجال جو عیار بردست انداز ہوئین خود کہکر بچالونگی اگر آپ کے والد طرفداری
کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائینگے صمصام وہ پہلوان ہی کہ اس
اقلیم مین کوئی اُسکا مثل نہین یہ آپس مین صلاح کرکے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہان ایک دن بادشاہ جو اُٹھکر
بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ اے سہیل نظر التفات سے دیکھو
کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کے طلسم
باطن مین آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہان کا بادشاہ جو ہی اُسکے دماغ مین غرور بھرا ہی
قصر عجائب مین ہفت پیکر کو اُتارا ہی اور وعدہ کیا ہی کہ مین طلسم کشا سے لوح
چھین لونگا سب ساتھ والون کو گرفتار کرونگا ہر چند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر
نہین کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہین مگر ایسی تدبیر کرون کہ مبہوت ہو جائین اسم اعظم
پڑھنا موقوف کرین ملاحظہ عجائب و غرائب مین مصروف رہین ایسی ہی تدبیر سے
طلسم کشا کو گرفتار کرونگا بادشاہ تو فصیحان عرب سے ہین ایسی دلیلین باطل ہونے
مذہب ہفت پیکر کی فرمائین کہ سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر
پر لعنت کرتا ہی دین خدا سے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپکے فرمانے سے
پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مرد ساحر
زبردست ہی بادہ کبر و نخوت سے مست ہی سہیل زمیندار صدق دل سے
مسلمان ہوا اپنے گانون کے لوگون کو بھی بلاکر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلاتا کہ
بادشاہ کی دلیلین سنواتا ہی وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہین دس ہزار آدمی
اس قریے مین رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سبکو سہیل
نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے تھے گھبرا کر

عرض کرتے ہین کہ کیون حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہین بادشاہ فرماتے ہین
کہ انشاء اللہ مین صحت پاکر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
پر بہت خوش و خرم ہین لیکن شعلہ خیز پھرتی پھراتی لشکر مین صمصام جنگ آزما
کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ
دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگون سے پوچھتا ہوا آتا ہی کہ پہلوان
دوران و گرشاسپ جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہان تشریف رکھتے ہین
لوگون نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہین شعلہ خیز سلام کرکے سامنے آئی
کہا مین کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو مین جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان
کرینگی شعلہ خیز نے کان مین صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر پرستون
کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
مین فروکش ہین آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے عیار اُنکو لے بھاگا تھا
سہیل زمیندار نے اپنے مکان مین جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
نصف قریہ مسلمان ہوچکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہے
چاہتی ہی کہ بادشاہ قتل ہون مگر عیار کو اُسنے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
خدمت مین مغرور کی بخدمتگاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہی چاہتی ہی کہ میری خدمت کرے جب
اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہوکر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانیگا
صمصام نے کہا کہ کل مین صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دولاکھ فوج
ہو سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالونگا عیار کو گرفتار کر دونگا مشکین باندھکر
خدمت مین اُس خیر خواہ دولت کی حاضر کر دونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
صمصام نے پختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا
لیکن اپنے قصر کا نشان بتا دو کہ اُس طرف ہمارا ملازم نہ جائے ایسا نہو کہ
تمھارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائین پر قریے کے ایک

باغ ہی اُس باغ میں ملکہ رہتی ہیں اُس باغ کو سجانا اُس طرف تمہارا کوئی ملازم نہ جائے کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزوں کو ساتھ لیکر تیر اندازی کرتے چنانچہ اہل قریہ کو مار لیں گے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ اے شعلہ خیز ملکہ مغرور کو اُس قریے کی حکومت دیں گے تمکو منتظم کر دیں گے اور چند قریے بھی اُس قریے کے خراجگزار رہیں گے بڑے بڑے راجاؤں کو مغرور کے ماتحت کر دونگا اگر وہ قبول کریں تو خاتون محل اپنا قرار دوں شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتیں وہاں آکے کرنا اگر یہ بات دل میں ہی تو عیار کو بھی ایک نیزہ مار دینا ہم کہہ دیں گے کہ غلطی میں مارا گیا بلکہ خاموش ہو رہیں کی کہ اُسکے مرنے کے تمکو قبول کرینگی اب شعلہ خیز صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش ہوئی کہا کہ اے شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستوں میں نام کیا یہاں شب کو بادشاہ براے فرحت قصر پیدا کے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہو چکے ہیں جشن باقی ہیں بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ اے فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے مالک کا دماغ تر پایا یہ غزل شروع کی - غزل

اقرار ہووے بلبل ناشاد کی طرف
گلچیں جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
برسوں سے قید یار کا مضمون نہیں دیا
مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف
چلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کہ چشم جلاد کی طرف
اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف
لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشاں کشاں
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوازے ہیں اسیروں کے آزاد کی طرف
سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا توں سے عشق
ناظر ہے حسن خداداد کی طرف
گردوں یا سے چاہتے ہیں یہی ہم گناہ گار
مشہور ہووے قبلہ آنکھیں ہوں جلاد کی طرف
طاقت ہے کسکی دیکھے جو بخشا کی آنکھ سے
اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف
عاشق ہیں سخن حسن جو دیا ہے ستم کرہ
کس کا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن میں پیر سے وہ پوچھتا کرم کی
شادی کو بھی گذر ہو غم آباد کی طرف
جوش جنون ہے موسم گل کا ہو زور شور
سودائی کھنچے جاتے ہیں فصاد کی طرف
دھوکا دیا ہو دام نے کس گل کی زلف کا
بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف
شیریں کبھی جا پڑی تو اسے پیرزن تو کیا
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس میں شفیق سن
سودا ہوا ہے میرے استاد کی طرف

دماغ بادشاہ کا تر ہوا شب بھر فیروزہ کا گانا سنا اب وہ وقت آیا ہی کہ نئی نوا زرین پوش چنگ زرین ہاتھ میں لیکر عشق گاہ آسمان پہ رم پر آیا سہیل بھی خدمت میں بادشاہ کی حاضر ہی تھا یک گاؤن میں غل ہوا دہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے آنے لگی بادشاہ نے سر اٹھا کے فرمایا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہی فیروزہ صحبت سے اٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار صمصام جنگ آزما کو کسی نے خبر دی وہ گاؤن میں آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہی سہیل زمیندار گھبرا کے اٹھا پاسبانوں کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہیں انکو خبر کرو اور سب سے کہو کہ یہ وقت جانبازی ہی صمصام بد انجام برائے گرفتاری شاہ آیا ہی ہم اپنی جان دینگے پاسبانوں نے دوڑ کے آوازیں دیں کہ ای اہل اسلام اپنے اپنے مکانوں سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہی صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریہ میں گھس آیا ہے بے گناہوں کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہو گئے ہر شخص کے کان میں یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوئے مکان سے نکلا یہاں بادشاہ سوار ہو کے سہیل زمیندار ساتھ ہے نکلا ہی جس سے سامنا ہوا اسکو داخل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے غلغلہ ہوا پانچ ہزار جوان نیمچے تلواریں ہاتھوں میں لیے ہوئے نمایاں ہوئے بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادہ حرب دیکھا

دیکھ کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ

گل محفل بستان صاحبقران + سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے جانبازی کر لڑ رہا ہے جسنے سامنا کیا اسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہرکاروں نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ پانچ ہزار جوانوں سے جنگ کر رہے ہیں صمصام گینڈہ اٹھکر اسی طرف چلا بادشاہ جنگ سپاہانہ کیے ہوئے آتے ہیں نعرۂ صمصام کی آواز کان میں آئی بادشاہ نے للکارا کہ او نامرد ازلی ان غریبوں نے کیا لیا تھا کہ جنکو تو نے قتل کیا تو اگر بہادر ہون قریب آکر لڑتا ہو چنانچہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر میں تنہا تیرے مقابلے میں آتا ہو کچھ گذرنی وہ ظاہر ہو تا صمصام نے ساتھ والوں کو منع کیا کہ غربا کو قتل نہ کرو فوج والے جمع کر کھڑے ہوے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا ایک تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا کانٹھا کھینچا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او بادشاہ تونے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا کہ کل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا ہوں سلطنت اپنی عملداری میں کسی پہلوان کو رہنے نہیں دیا اور جو رہا اسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہکے بعد یہ کبر و غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار سپر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر پلٹوں بادشاہ نے اچھل کے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغ قمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑاپ سے گری اسپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا سر اسکا اور دھڑ کو کاٹا تا بہ جگر گاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ سے اترا تا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والوں نے جو افسر کو مردہ دیکھا اپنا اپنا کہکر بادشاہ پر آ پڑے بادشاہ ان ہی پانچ ہزار جوانوں سے دولا کر یہ جا پڑے گنواروں کا بلوہ ہو لیکن چل رہا ہے جسپر لٹھ مارا تلوار سپر کی ٹوٹی سر پیٹ گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پامال ہونے لگے مثل [illegible]

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہیں بادشاہ
کو گرفتار کرلیں بادشاہ نہنگانہ کر رہے ہیں جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج میں آکر
لڑ رہے ہیں ہزارہا افسروں کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار
گنواروں نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیئے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہیں
دریا سے خون جاری ہو آخر کار بہتیرا افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی
کہ اے شہریار ہم جنگ سے عاجز ہو گئے امیدوار ہیں کہ دامن میں پناہ دیجیے
آپ کے زیر سایہ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کریں بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والوں
کو منع کیا الا کہ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام میں آئے سہیل کسقدر خوش
ہو کر پھولوں نہیں سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیشے میں نامہ بھیجیے
کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا منظور کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار
رہے بادشاہ نامدار کہہ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ستیا طلایس و نوبہار شکیبا
و گلگون فر و جمشید پیر سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر چونکہ
بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوئے آکر پہونچے بادشاہ کو سر
جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیشۂ صمصام میں ناکام پہلوان کہ صمصام
کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت میں بادشاہ کی
بھیجا جواب لکھا کہ میں تابعدار ہوں یاروں قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ
نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا سہیل
نے عرض کی کہ میں حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہو کہ زیارت سے
مشرف رہوں بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل
زمیندار قائم رہی ایک ہفتے میں بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جابجا
حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کر کے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہیں
کہ اپنے کو سقابہ ہفت پیکر میں پہونچائیں شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی
آرزو ہی کہ حضور کے ساتھ گرد کاوش کرے کہ تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہی

و سامان لشکر کشی قصر عجائب مین کر رہا ہی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ شوکت و جلالت طلسم کشا کی ہی کہ مقابلے مین ہفت پیکر کے جائین اور اُس سے مقابلہ کرین حضور یہان سے کوچ کرین شاید آپ ہی کے مقابلے مین ہفت پیکر آ جائے مگر یہ غلام نجومی بہ زور علم کہانت دریافت کر چکا ہی کہ ہفت پیکر کا مقابلہ طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر آ کے لڑیگا آیندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہی آیندہ جلد سوم مین تحریر کرونگا بادشاہ کوچ کرکے قریۂ سہیل سے چلتے ہین دیکھیے کہان پہونچین۔

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین متخلص بہ سہیل
فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار خیبر فرار یہ حقیر سراپا تقصیر گنج زبان ژلہ ربائے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین مین عرض رسا ہی کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے بھر دیا ہی وہ وہ داستانین لکھین کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش ہونگے اور تیسری جلد مین جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہی عرض نہین کر سکتا مقابلہ ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہوش ربا تو فراموش کرین ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہی کہ بعد طلسم ہوش ربا قلم اٹھایا فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریان بے نظیر لڑائیان با توقیر اُسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے جو داستان لکھی نایاب زمانہ جبکہ سُنا ہوا فسانۂ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت و جلالت سے بھرے ہوئے میری زبان نہین کہ مین اس کتاب کے اوصاف لکھون

میرے قبلہ و کعبہ ہیں ہر چند کہ برائی کو بھی بھلائی جانونگا مگر یہ چند فقرات میرے ناظرین پر بوقت ملاحظہ اثر پذیر ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے

تاریخ طبع از مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر از ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا گردد

مجھے ساقیا جام عشرت پلا   شراب مصفا کا دورہ ہوا
خدا نے عجب فخر مجھکو دیا   کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا
رہے اپنے دستور کا بھی خیال   نہ ہو ناظرین کو بھی ہرگز ملال
جو لکھوں زبان صاف ہو باتمیز   اسے اہل بینش کرینگے عزیز
قمر جلد ثالث کی بھی تحریر ہو   اسی طور کی صاف تقریر ہو

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس میں بماہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہوا

CALL No. ۸۹۱۵۲۳۳
ق۔ ۹۔ ط
ACC. NO. ۲۲۵۴
AUTHOR
TITLE

ق۔ ۹۔ ط
۳۲۔
۲۲۵۴ ۸۹۱۵۲۳۳
[illegible]

Date No. Date No.

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1·00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.